UNIVERSAL LIBRARY
OU_226656
UNIVERSAL LIBRARY

BROWN BOOK

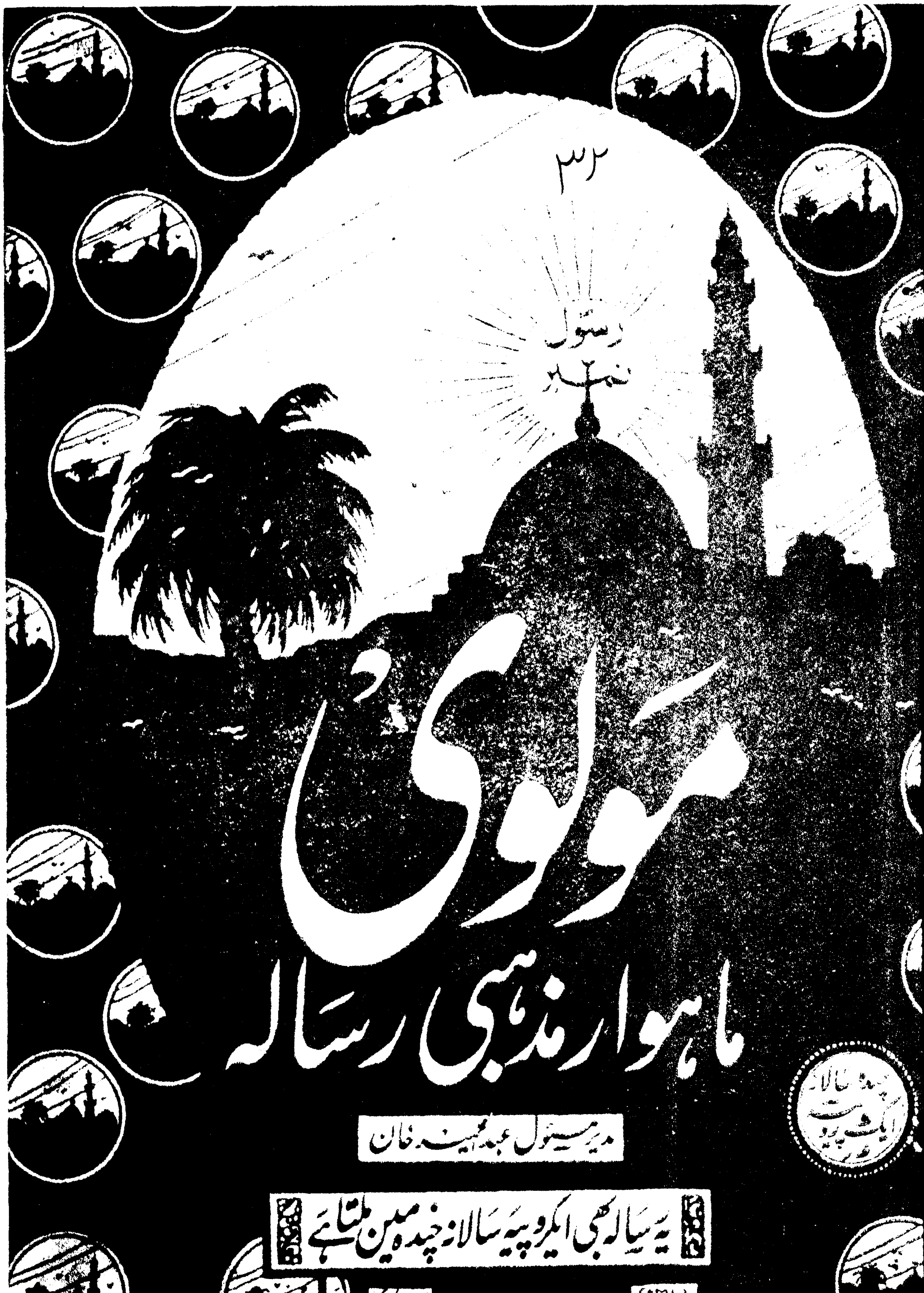
۳۲
رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
مدیر مسئول عبد الحمید خان
چندہ سالانہ
ایک روپیہ
یہ رسالہ بھی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں ملتا ہے

صرف رسالہ مولوی کے ناظرین کے لیے

بالکل مفت

نسخہ مفت

ایسی کتاب سے انمول خزانے بھرے ہیں!!

دوامی جنتری

جب سے حاصل ہونے سے ہمیشہ کے لیے کسی دوسری
جنتری کی ضرورت باقی نہیں رہتی
اور جس میں
حکیم حافظ محمد اجمل خاں مرحوم کے ان صدری و مقبول
نسخوں کا حال درج ہے جنہوں نے میدان طب میں انقلاب
پیدا کر دیا ہے پتہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد

براہ راست کا
سے دوا منگانے پر ۳ فی رو
بھی ملتا ہے، لیکن صرف م
دیا جاتا ہے

بیماری کا حال
لکھنے پر تشخیص نسخہ بہت غور کے ساتھ
ہوتا ہے اور مفت تشخیص
ہوتی ہے

آج ہی خط بھیج کر یہ نادر تحفہ مفت طلب فرمالیجے

پتہ

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ

طب یونانی کے آخری ارسطو مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کے
دو عجیب و غریب کرشمے

اجملین خاص
تفرقات و ندامت سے نجات دلانے والی بیحد
اپنے معجزنما اثرات سے تمام نقائص دور کر کے
نامرد کو مرد کرتی ہے حکیم صاحب کے تجربات خصوصی میں
اس کا درجہ بہت بلند ہے اور ہر موسم میں بے دھڑک استعمال ہو سکتی ہے
۴۰ گولی قیمت تین روپے

اجملین نمبر ۳
مستورات کی ان تمام شکایتوں کے لیے جو کہ
بتدریج کھاتی چلی جاتی ہیں، مثلاً سیلان
کی کمی، کثرت طمث، حیض وغیرہ کے لیے
ہے، اور قدیم نسخوں کی نسبت یہ نسخہ بے
بھی ہے اور ارزاں بھی قیمت ۳۰ گولی صرف تین روپے علاوہ محصول

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ

خدا کا احسان ہے سب سے بڑا کام اس نے پورا کردیا فللحمدللہ

بخاری شریف چھپکر تمام خریداروں کو پہنچ گئی

بہت بڑا کام تھا جو کارساز حقیقی نے پورا کرادیا ورنہ کہاں میں بے مایہ مزدور اور کہاں یہ اہم و اعظم کام ۔ بخاری شریف احادیث نبوی کی سب سے بڑی کتاب ہے اور نہ صرف بڑی کتاب ہے بلکہ سب سے زیادہ مستند بھی ہے اتنی بڑی کتاب کا ترجمہ کرانا اور پھر پانچ روپے میں مجلد تین جلدوں میں دینا کوئی معمولی کام نہ تھا ۔ لیکن اس کارساز کے قربان جائیے کہ اس نے آخر اتنا بڑا کام بھی پورا کردیا ۔ الحمدللہ والشکر للہ ۔

اس سے پہلے اب ان حضرات کے لیے دعائے خیر فرمائیے ۔ جنہوں نے اس وقت میں روپیہ بھیجکر مدد فرمائی جن کے روپے سے ترجمہ ہوگیا اور یہ وہ صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک یہ بخاری لوگوں کے پاس رہے گی اور وہ اس سے متمتع ہونگے ۔ ان کا اجر باقی و جاری رہے گا ۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

اس کے بعد ان حضرات کے لیے دعائے خیر فرمائیے ۔ جنہوں نے یہ اڈیشن پورا کا پورا خرید لیا ۔ اگرچہ کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا لیکن اتنا بڑا کام ضرور ہوگیا جس کی وجہ سے آیندہ اڈیشن خریدنے والوں کو آسانیاں ہونگیں اور یہ ان کا بہت ہی نیک اور سچا اقدام تھا ۔ خدا برکت دے ۔

بخاری شریف پھر چھپوا دیجیے

پہلے اڈیشن میں اگر کوئی مالی فائدہ ہوتا ، تو دوسرا اڈیشن میں خود چھپوا لیتا ۔ خدا ہی کو معلوم ہے کہ میری جان بھیجے وقت محصولڈاک کے لیے کس قدر دشواری پیش آئی ۔ بہرحال اب طبع ثانی کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے ۔ گو قرض لے کر یہ کام پورا ہوسکتا ہے ۔ لیکن صحاح ستہ کو اردو جامہ پہنانے کے لیے مجھے سب بھائیوں کو شریک ثواب کرنا ہے اس لیے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آپ میں سے جن دوسرے بھائیوں نے بخاری شریف سے استفادہ نہیں فرمایا ہے وہ اس اڈیشن کے چھپوانے کے لیے طیار ہوجائیں ۔

توفیق خداوندی ہوئی تو میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ حتی الامکان صحاح ستہ کے ترجمے سے مالی نفع کا قصد نہ رکھوں ۔ اب اس اڈیشن میں ایک ہزار روپے کے قریب ترجمہ کی اجرت بچ جائے گی ، لیکن پہلی بخاری کا قلم بہت خفی تھا ۔ اس مرتبہ کچھ جلی کرنے کا ارادہ ہے اور تقطیع بھی رسالہ کی نہیں بلکہ کتابوں کی کرنی چاہتا ہوں ۔ کیونکہ دوسری صحاح کی کتابیں بخاری سے کم ہیں اور اُنکی تقطیع کتابی ہی موزوں ہوگی ۔ تو اس صورت میں لاگت ضرور بڑھ جائے گی اور اندازہ ہے کہ ہر جلد ۰۰ ۸ آٹھ سو صفحہ کی ہوگی ، اور تینوں جلدیں ۲۴ یا ۲۵ سو صفحات پر ختم ہونگی ۔ یہ صرف قیاس ہے ممکن ہے کچھ کمی بیشی رہ جائے ۔ بہرحال پہلے اڈیشن سے چھپائی ، کتابت اور کاغذ میں اس اڈیشن کی زیادہ لاگت ہونی چاہیے ، لیکن اس میں کفایت کی تو میں کوئی اور صورت پیدا کرونگا ۔ لیکن جو ایک ہزار روپیہ ترجمہ کا بچتا ہے وہ مجھے نو ایک ہزار خریداروں پر تقسیم کرنا ہے اس لیے اگر آپ جلد سے **جلد صرف چار روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں** تو دوسرا اڈیشن آپ کو چار روپے میں مجلد ۳ جلدیں کامل علاوہ محصول ڈاک مل جائیں گی ۔ محصولڈاک اس کا بھی تقریباً پہلے جتنا ہی زائد ہوگا ۔ چاہے تو محصولڈاک ساتھ ہی بھیجدیں ، چاہے آخری جلد پر ۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ آخری جلد پر ہی محصولڈاک دیں ، کیونکہ روپیہ فوراً خرچ ہوجاتا ہے ، آخر میں دقت ہوگی ۔

چند باتیں ذہن نشین کرلیجے (۱) چار روپے اس وقت تک لیے جائیں گے جب تک ایک ہزار خریدار پورے ہوجائیں ، اس کے بعد روپے واپس کردونگا ، جیسا کہ اس اڈیشن میں واپس ہوئے (۲) ایک ایک جلد طیار ہوتے ہی روانہ ہوتی جائے گی ۔ اس میں ہرگز زائد آپکے خرچ ہوجائیں گے ۔ لیکن میری یہ التجا قبول فرمالیجے ۔ جتنی جلدی اور جس قدر بھی دینی سے سبکدوشی ہو اتنا اچھا ہے (۳) محصولڈاک آخر میں دیں تو اچھا ہے ۔ تاکہ پیسہ پیسہ صحیح لیا جائے اور ہم دونوں میں سے کسی کا کسی پر بار نہ رہے ۔

بڑی بخاری یہ اڈیشن کا نام بڑی بخاری رکھا گیا ہے ۔ کیونکہ بخاری شریف کی بہت سی صورتیں ہوگئی ہیں ۔ کہیں تلخیص ہے اس کا نام بھی بخاری ہے کہیں تجرید ہے اس کا نام بھی بخاری ہے ۔ کہیں انتخاب ہے اس کا نام بھی بخاری ہے ۔ صرف **کامل بخاری** یہی ہے جو میں شائع کررہا ہوں اس لیے اب میں نے اس کا نام بڑی بخاری رکھ لیا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے صفحات بھی دو ڈھائی ہزار ہیں ، یہ بھی اس کا امتیاز ہے

چھ جلدیں خریدنے والوں کو ساتویں جلد مفت دی جائے ، البتہ محصولڈاک نہ دینا پڑے گا ۔ اس لیے چھ خریدار فراہم کرنے کی کوشش کیجیے

موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجیے اس کے بعد رعایت کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ یہ اڈیشن انشاءاللہ زیادہ چھپے گا اور صرف ایک ہزار جلدوں پر رعایت ہے باقی جلدیں انشاءاللہ دس روپے فی جلد ہدیہ ہوگی ۔ کیونکہ عربی کی بخاری تو پچیس روپے میں ملتی ہے ۔

خدمتگزار عبدالحمید خان مدیر مولوی دہلی

اردو زبان میں مذہبی معلومات کی سب سے بہتر کتاب کونسی ہے

کسی سے پوچھ لیجئے ہر شخص یہی جواب دیگا

کتاب الاسلام

”کیونکہ ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے“

یہ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے، یہ فرقہ وارانہ تعلق کی داعی نہیں، یہ حنفیہ عقائد و اعمال کی کتاب ہے، لیکن کسی فرقہ کی تغلیط نہیں کی گئی، کیونکہ اختلاف صرف فروعات میں ہے اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے وہ بتلا دیا ہے کہ فلاں فرقہ اس طرح کرتا ہے اور یہ، اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی بخوشی اس کے ذریعہ سے معلومات اسلامی سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں، اردو زبان میں تنہا یہی ایک کتاب ہے جس میں عقلی و نقلی پوری اسلامی معلومات ہے اور اتنی معلومات اردو ہی نہیں کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا اڈیشن صرف تین مہینے میں ناظرین مولوی نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا ہے، اسمیں ذرا بھی مبالغہ نہیں، کہ آپ کو سو کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی اسلامی معلومات نہیں ہوسکتی جو صرف اس کتاب کے پڑھ لینے سے ہوسکتی ہے

یہ بارہ سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے، جو سات سال کی محنت میں چار متبحر عالموں نے طیار کی ہے **اس کی احتیاط کا اندازہ** اس سے کیجئے کہ ذرا سی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی گئی اور آٹھ سو روپے کی بربادی کا مطلق ملال نہیں کیا، اس میں اوامر و نواہی اسلام تو ہیں ہی، نیز قانون شریعت بالاکمال ہے، لیکن سب سے پہلے اسمیں بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کیسے آیا، مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے، مذہب بدمذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے، دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں، اور انکی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں، اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے، اسلام دنیا میں کیسے آیا اور کب تک باقی رہنے کی اسمیں صلاحیت ہے، دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کے کیا جواب ہیں اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک انپر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں پھر عقائد کا بیان ہے اور اسمیں بھی کوئی بات حنفی عقائد کی نہیں چھوڑی (۳) پھر عبادات یعنی طہارت، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ کا بیان ہے اور بہت مفصل یہانتک یہ سب بیان ۴۳۶ صفحات میں آئے ہیں، پھر معاملات یعنی نکاح و طلاق، حقوق کا بیان، پھر ذبائح کھانا پینا، لباس اور متفرق ہدایات اوامر و نواہی ہیں، پھر اسلامی اخلاق و آداب یہانتک ان بیانوں میں ایک ہزار چھتیس صفحات پُر ہوئے ہیں (۴) پھر اسلامی تصوف، ریاضات، مجاہدات، اعمال، اوراد، نقوش اوراد وظائف ہیں فرہنگ یہ سارے بیان ۲۰۰ صفحات میں آئے ہیں، اب ذرا دیکھئے، کہ آپ کے ذہن میں کوئی بات بھی اسلامی معلومات کی ایسی نہیں ہوسکتی جو اس کتاب میں نہ ملے واقعہ یہ ہے کہ پورا اسلامی کتبخانہ اس ایک کتاب میں ہے تو کیا مسلمان ہونے کے بعد اس کتاب کا پڑھ لینا آپ کے لئے ضروری نہیں ہوجاتا، اور اس حالت میں کہ اس کتاب کی قیمت صرف **چار روپے** ہے

میرے متعلق تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی جانفشانی اور محنت کو سراہتا ہے لیکن انکے متعلق کیا فرماتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور سمجھا ہے

جناب عبدالعظیم خاں اوڈپور ہاؤس بنگلور، کتاب الاسلام ایک ایسی کتاب ہے جو ہر اسلامی گھر میں رکھنی ضروری ہے خصوصاً ان لوگوں کو اس کا مطالعہ ضروری ہے جو اسلامی تعلیم و عقاید میں ذرا بھی شک رکھتے ہوں، اور وہ لوگ جو انگریزی تعلیم کا بہت زیادہ اثر رکھتے ہوں اور وہ غیر مسلم جو انصاف پسند ہوں، ان لوگوں کے لئے ہی یہ کتاب مفید ہے، جو مولویوں کے نام سے گھبراتے ہیں، اسمیں بڑی خوبی اور صفائی سے دلائل لکھے ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک شخص کو حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا، اور شروع ابواب میں ایسے مضامین ہیں جن کے پڑھنے سے ہر شخص متحیر ہوجاتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے، کہ بے شک اسلام ایک بہت بڑا اور عالمگیر مذہب ہے، اسی طرح بعض ایسے مضامین بھی ہیں جو شاید دوسری کتب میں نہیں

مرادآباد ڈاکٹر مدت سے میری خواہش تھی کہ کوئی کتاب ایسی ہو جسمیں مذہب اسلام کا نچوڑ ہو الحمدللہ میری اس آرزو کو اور اسلام کی اس ضرورت کو محبوب پریس دہلی نے پورا کردیا وہ کتاب الاسلام ہے جو میں نے بھی خرید لی اور اوروں کو بھی آمادہ کررہا ہوں،

سبحان اللہ مذہبی دنیا میں ایک ایسی جامع مکمل علمی اور انتہائی کتاب اردو زبان میں طیار ہوگئی جس کا مبارک نام کتاب الاسلام ہے جس کی نظیر دنیا میں کوئی مذہب بھی پیش کرسکتا، کتاب کیا ہے مذہبی معلومات کا خزینہ اور گنجینہ ہے جو جو باتیں بڑی بڑی کتابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہونگی وہ سب اس کتاب میں موجود ہیں، اس کتاب کی موجودگی گویا ایک بڑے اسلامی کتبخانہ کی موجودگی، اور انسان کی ضروریات میں سے کوئی ایسی بھی بات نہیں چھوڑی گئی ہے جو اس کتاب میں نہ مل سکے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا لازمی ولابدی ہے اگر ضروریات زندگی و دنیاوی میں اس کتاب کو ایک ضروری جز قرار دیا جائے تو بیشک بجا اور درست ہے اور میں تمام دنیا کے مسلمانوں سے پرزور التجا کرونگا، کہ اس کتاب کو خرید کر گھر گھر پڑھا جائے، بچوں کو پڑھایا جائے اور عورتوں کو بھی انشاءاللہ اس کتاب کا عامل اور پڑھنے والا یقینی طور پر ایک متبحر عالم مانا جائے گا، اس کتاب کی موجودگی ایک متبحر عالم کی موجودگی ہے اور جو باتیں حق بات کے چھپانے والوں سے نہ مل سکیں وہ بعینہٖ اس کتاب میں موجود ہیں، قرآن، حدیث فقہ کو اسمیں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور زمانہ حال کی سائنس کی روشنی بھی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے نہایت سچے دل سے قیامت اور روز محشر کا اقرار وانتظار کررہی ہے، جس کی ہزاروں برس پہلے اسلام نے خبر دی تھی کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ محمد اکرم مرزائی محمد دکوٹ ضلع مظفر گڑھ

کتاب الاسلام کے مضامین کا بہت ہی مختصر خلاصہ جو مزید تعارف کے لئے ہے ضخامت ۱۲۰۰ صفحے قیمت چار روپے

باب اول

مذاہب عالم پر اسلام کا احسان
دنیا بھر کے مذاہب کا موازنہ
دنیا اسلام کی طرف آرہی
اسلام کی الہامی
تسلیم کن کتابوں کا
ہے اور وہ کب اور کیسے
وحی کے مفصل حالات
حضور نبی کریم کی فضیلت
قرآن کریم کی پوری تاریخ
تفسیر قرآن کی تاریخی حیثیت
مشہور مفسرین اور
طریقہ تفسیر، حدیث کا
پوری تاریخ، صحیح
اغراض احادیث
عالم کے ولولہ خیز حالات
معہ ضرورت فقہ
سب سے پہلا حنفی مذہب
کی بنیاد ڈالی محدثین
کے حالات وسوانح

اسلام اور مسلمان مذہب
کسے کہتے ہیں۔ مذہب کا فائدہ
مذہب کی تعریف اور درد ہے
دین کے اجزا
دنیا کو مذہب کی ضرورت
کیوں ہوئی۔ مذہب فطری
ہونا چاہیے فطرت کے تمام
مذہب دنیا میں کب سے
ہے مذہب کی صداقت
کا معیار کیا ہے سچے
مذہب کی تلاش عقل
سلیم کے مطابق مذہب
مذہب کے اہم ترین اغراض
مذہب اور لامذہبی میں
فرق۔ اسلام کسے کہتے
ہیں۔ سچا مسلمان کون
ہوتا ہے۔ اسلام سچے
مذہب کے معیار پر
پورا اترتا ہے یا نہیں
واجب الاتباع [illegible]
اسلام کی تعریف [illegible]
اور علم کا خلاصہ [illegible]
کے مذاہب کو تبلیغ
مذہب فطری ہوتا ہے
تعلیمات قرآن مجید
سچے مذہب کی نشانیاں
ابدی مذہب کا عملی نمونہ
اسلام دنیا میں کب سے
ہے اور کب تک باقی
رہ سکتا ہے۔ دنیا کے
نبی اسلام کے داعی تھے
اسلامی مذہب کی خاص خوبیاں
عبادات اسلامی کی [illegible]
تمام مذاہب کا مجموعہ اسلام
اسلام کی صداقت پر
بزرگوں کی [illegible]

ذات وصفات باری
تعالیٰ، توحید و شرک
عرش الہی، دیدار
کرسی، افعال الہی
رسالت و نبوت
انبیا کے حالات
حضور نبی کریم کی فضیلت
ختم نبوت، معجزات
معراج، قرآنی معجزہ
فرشتے اور ان کے کام
اور ان کی ضرورت
مسئلہ تقدیر کا سبب
اولیا اور دلیل
حشر و نشر عقلی جائزہ
عالم برزخ کے روح
حالات، حالات قبر
قیامت اور اس کی نشانیاں
تفصیلات ظہور
مہدی بعثت مسیح
و دفع مسیح کی مکمل
[illegible]
[illegible]
اسباب
اختلاف کی بڑی وجہ اور دوزخ کے حالات
عالم معاد کے عقلی دلائل
اور کرامات کا انجام
دعا کے اثرات اور
ان کی ضرورت، توبہ
استغفار، اولیا
پیروں کا ثبوت، پیری
مریدی، مسئلہ وحدۃ
الوجود، یہ سب ۳۶۶ صفحات
۵۵۰ تک آئی

تقلید امام کی ضرورت
امام اعظم کی فضیلت
فقہ کی تاریخ، ائمہ اربعہ
کے حالات فقہی مسائل
طہارت، مذہب اور
تہذیب کا مقابلہ، طہارت
وضو کے جسمانی فوائد
وضو کامل
صدیق شہ، ان کا وضو
وضو کے فرائض و
سنن مستحبات مکروہات
وضو کی صورتیں اور
مفصل مسائل
غسل، غسل جنابت
حیض و نفاس معذور
اور پانی کی مقدار
پورے پورے مسائل
تیمم کے ارکان
فرائض واجبات سنن
اور مسائل متفرقہ
موزوں پر مسح
شرائط، احکام اور
مسائل
نجاست اس کے اقسام
حقیقت خفیفہ
غلیظ دور کرنیکا طریقہ
پانی کے احکام
قلیل پانی، کنواں
دریا کے احکام و مسائل
استنجا، آداب
فرائض اور طریقہ

نماز کا بیان

دنیا کی عبادتوں اور
[illegible] کی عبادت سے

موازنہ، اوقات کی
کا فلسفہ و صنعت
نماز احسن طریقہ ہے
جماعت و امامت
کے اسرار محبت
کا دینے والے
نماز کی ترغیب
نماز کی فرضیت
کا شرف، جمعہ کی نماز
خطبہ کا فائدہ
نماز کے احکام، اذان
کے مفصل مسائل
نماز کی [illegible]
کے احکام مفصل
نیت کے مسائل
نماز کے فرائض و
قیام و قرات کے مسائل
رکوع و سجدہ کے مسائل
نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ
فسادات نماز، غلط
قرآن کے مسائل، نماز
کی اوٹ کے مسائل
جماعت کے مفصل
[illegible]
جماعت کے احکام
کے مسائل
بنائے نماز کے مسائل
سنت مؤکدہ وغیرہ
وتروں کا بیان
نفل
بارہ مہینوں کی نماز
نماز تراویح
خوانی کی اجرت
خوف، سجدہ سہو

سجدہ تلاوت و شکر
کا بیان نماز جمعہ کا مفصل
بیان خوف کا مفصل
بیان نماز عیدین
عید کا چاند
نماز مسافر کا بیان
مریض کی نماز کا بیان
جنازہ کا مکمل بیان
عیادت، قبر تک
مزارات اولیا کی زیارت
سوگ و فاتحہ کا بیان
شہید کا بیان

حج کا مفصل

تجارتی فوائد کا بیان
کن لوگوں پر حج فرض
احکام حج مفصل
حج کے ارکان ضروری
مسائل، زیارت رسول
مسائل متعلقہ حج تمام
مکمل مفصل

روزہ کا بیان

دنیا کے مذاہب اور روزہ
روزہ کے طبی منافع
روزہ کے روحانی فائدے
روزہ کا انتہائی نقطہ
روزہ کے شرائط و ارکان
رمضان کے روزے
ہلال، نیت روزہ
مفسدات و مکروہات
روزہ کفارہ فدیہ
روزہ، بھول سے
نذر اور
افطاری

شکر، روزہ کی ذرہ
فدیہ معلومات
اعتکاف کا بیان
شب قدر کا بیان
عید کا چاند

زکوۃ کا بیان

اسلام میں سوشلزم
کا پہلا آئین، زکوۃ
کیوں فرض ہے دنیا
کی ساری املاک قوم
کی ملک ہو
داروں سے محبت ہوتی ہے
مسائل زکوۃ
زکوۃ کس کو لینی جائز
بینک
ادا کرنا
مقدم ہے
باب زکوۃ
سونے چاندی کا حساب
اسباب تجارت
قرض پر زکوۃ اور
صدہا متفرق مسائل
یہ سب مضامین ۴۳۶
صفحہ تک گئے ہیں

باب چہارم

معاملات

نکاح، تعریف، طریقہ
خطبہ، بیوی کو
لانا، ولیمہ
وقت دلالت، اجارہ
کفو، نفرلی، مہر کا
ذمی، حربی، غلام لونڈی

بیوی نیں ملل رضاعت
نبی اور رضاعی رشتے
اور صدہا متفرق مسائل
طلاق، طلاق احسن
تقسیم، صریح، رجعی، بائن
تفویض طلاق
مشروط، مریض
کا بیان، حلالہ، ایلا
خلع، قبول خلع و عدت
ظہار، کفارہ
لعان کا بیان، یمین کا
عدت کا بیان
سوگ، ثبوت نسب
بچہ کی پرورش، نفقہ
متفرق مسائل

کتاب الحقوق

حقوق اللہ، حقوق نبی
ابوبکر، عمر، عثمان، علی
صحابہ کرام اولیائے عظام
مجدد، والدین کا
والدین، والدین دوست
احباب، عورت کے حقوق
کے حقوق حضور کا
اہل قرابت
کے حقوق، صلہ رحم
ہمسایہ، یتیم، مہمان
کے حقوق، باہمی تعلق
اسلام و ایفائے عہد
قرض، حق شفعہ
مزدور کا حق، مالک
غلام، راعی رعایا کے حقوق
ذبائح، قربانی
عقیقہ کے مسائل
کھانا پینا اور اس کے
متعلق تمام مسائل اور
آداب، شرعی لباس
سنت کی سادگی

اور مفید لباس کے فوائد
صداقت، اس میں
بالمعروف و نہی عن المنکر

باب پنجم

اسلامی حقوق و آداب
نفس امارہ ولوامہ مطمئنہ
اخلاق، لذات و ترک
لذات، ایصال خیرات
امانت، کفارہ ردی
صبر، ہمدردی
خلق، تربیت اخلاق
اسلام، عالم، دمن
[illegible]
نماز پڑھنے
الم سجدہ، نماز
[illegible]
آداب بیانات
۱۰۰۰ صفحات میں لئے ہیں

باب ششم

اسلامی تصوف
مجاہدات، اسلام اور
روحانیت، صوفیا کے
سلوک، اہل کرام حقیقت فقر زاہد
روحانیت اور قرآن
علم غیب کا ملتی صحبت
ذکر و اشغال
صحبت کا طریقہ مکمل
اعمال کی تفصیل
اعمال متفرقہ
ختم خواجگان
چلہ کا طریقہ درستفرق
ہزاروں باتیں۔ یہ سب مضامین
۱۱۸۰ صفحات تک
آئے، قیمت مجلد
چار روپے
محصول ڈاک ۱۲

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

آیوری کاغذ والہ چوب قلم مترجم قرآن مجید بتفسیر مجلد

عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ ردی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ چکنا دیسی کاغذ اس سے ذیادہ گراں ہوتا ہے۔ اور وہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس کے باوجود بالآخر بہترین کاغذ والہ قرآن شریف میں لے دیا گیا۔ اس کا کاغذ آیوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے۔ آپ میں سے فلسکیپ کاغذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا اور اچھا بڑا کاغذ دیکھے ذہن میں ہوگا۔ اب تصور کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے دیا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا۔

لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی قرآن شریف ناظرین مولوی کے لئے سستے سے سستے ہدیہ پر فراہم کرے اس لئے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تجویز ہوا ہے اس کی ضخامت ۸۰۰ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ کاغذ تقریباً ایک ریم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگتا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہونگے کہ اچھا کاغذ دس روپیہ فی ریم ملتا ہے۔

ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی [illegible] یہ ہے کہ عربی الفاظ [illegible] معلوم ہو جاتے ہیں اس سے [illegible] زبان سے بھی [illegible]

ہے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول [illegible]

کل چار روپیہ چودہ آنے میں گھر بیٹھے [illegible] لیجئے

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ
اور البتہ آزماویں گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور کمی
مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝
مالوں سے اور جان کے سے اور پھلوں سے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو
الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَ
وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور
إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ
تحقیق ہم طرف اس کی پھر جانے والے ہیں یہ لوگ اوپر ان کے ہے درود ان کے

تفسیر موضح القرآن

ف یہاں سے اشارت ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور صبر بھی اختیار کرو۔

ف صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر میں عرب کے لوگ حضرت ابراہیم کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں ہو گئیں تھیں دونو پہاڑوں پر دو بت

چوب قلم مترجم مجلد پارہ وسورہ شائع شدہ

[illegible] چوب قلم سے ترجمہ [illegible] ذیل سورتیں اور دعائیں [illegible]

سورہ یٰسین، سورہ فتح، سورہ رحمان، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ نوح، سورہ قدر، سورہ النبا، سورہ کہف، سورہ تغابن [illegible] جن کے [illegible] خواص و فضائل ہیں [illegible] دعائے گنج العرش، عہد نامہ، درود اکبر، درود [illegible] اسماء باری تعالیٰ اسماء النبی، درود شریف، دعائے دفع وبا، دعائے حاجات وغیرہ

یہ چوبی قلم کا دہ سورہ [illegible] آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے [illegible] ہونے کے بہت سستا ہے [illegible] ۸۰ صفحات کی ضخامت شائع شدہ مترجم مجلد [illegible] فی جلد صرف چھ آنے محصول ڈاک [illegible] دس جلد صرف تین روپے اس سے زائد کوئی رعایت نہیں دس جلد کا محصول [illegible] ہوگا

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سب سے زیادہ مقبول دو ترجمہ والا معجز نما قرآن مجید مصحف حمیدیہ

پانچ روپے کی بجائے ڈھائی روپے میں

مجلد چرمی کامل نقشہ ... جناب مولوی نور محمد صاحب کا مشہور و معروف قرآن شریف ... [illegible]

اس کا مصحف حمیدیہ ... اس وقت سے اب تک ... دو ترجمہ ... حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا اور دوسرا حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا ... [illegible] ... اس کی قیمت ... ہدیہ مجلد ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ

موت کے وقت فرشتے

ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ

[illegible]

بڑی تقطیع کا ایک ترجمہ القرآن نمبر ۲ دیڑھ روپیہ میں مجلد چرمی

[illegible]

وَمَا ... يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ ...

[illegible]

بلا ترجمہ خوشخط قرآن شریف بچوں کے لیے
اس قرآن مجید کا قلم بلا مبالغہ انتہا درجہ کا اچھا ہے مجلد

[illegible] ... بہت صاف چھپا ہوا ہے بچوں اور عورتوں ... [illegible] ... ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ۱۲ ... محصول ڈاک ... [illegible]

دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

مولوی حمیدیہ پریس دہلی ... [illegible]

میں کیا میری ہستی کیا

کارساز حقیقی کے قربان ایسا کارساز کہ اسباب و شعور سب ششدر رہ جاتے ہیں، یہ اسی کا فضل ہے کہ ۱۳۵۳ ہجری کا رسول نمبر ۲۲ ہزار چھپا ہے۔ اور اس زمانہ میں جب کہ اسلام کی خدمت کرنے والے جرائد ہندوستان ہی نہیں دہلی میں بھی موجود ہیں جن کے ایڈیٹر مجھ سے زیادہ قابل و فائق ہیں، مگر خدا نے جو مولوی کو قبولیت دی ہے اس سے مولا کی بے نیازی کا اندازہ ہوتا ہے کہ جس کو چاہا نواز دیا۔

حاشا کہ میرا دماغ جدت طرازی سے خالی، میرا قلم سحر نگاری سے عاری، میرے بازو کمزور اور میری جیب خالی ہے۔ لیکن میرا کام بنانے والا غافل نہیں ہے اس نے مجھے ایسے معاونین دیئے ہیں جو سب کچھ کرتے ہیں اور مجھ ایسے بے سر و سامان کو سرمایہ ناز دیتے ہیں۔ اور میں اس تفوق کو دیکھتا ہوں اور ہنستا ہوں کیونکہ من آنم کہ من دانم۔

موجودہ رسول نمبر خدا کرے آپ کو پسند آجائے اس میں یہ التزام ہے کہ سیرۃ رسول کے تمام واقعات اسی ترتیب سے درج کر دیئے ہیں جس ترتیب سے ہوئے ہیں، گویا یہ رسول نمبر کتاب کی کتاب ہے، اور مضامین کے مضامین، روپیہ کی کمی کی وجہ سے کاغذ تو ویسا نہیں لگا جیسا پچھلے سال تھا، لیکن فوٹو کا اضافہ کر کے اس کمی کو پورا کر دیا ہے موجودہ رسول نمبر کے فوٹو بلاک بڑی سعی اور جستجو سے مصر و حجاز کے حاصل کئے ہیں اور ان شاء اللہ متعدد فوٹو آپ کی نظر سے پہلی مرتبہ گذر رہے ہوں گے۔

یقین فرمایئے کہ صرف رسول نمبر پر ۹ ہزار کے قریب لاگت آئی ہے۔ جس کا بیشتر حصہ ابھی قابل ادا ہے، اور خدا ہی علیم ہے کہ اس کے ملنے میں کتنا متفکر رہتا ہوں۔ میں نے اپنی ذات کے لئے آپ سے دس سال میں ایک پیسہ بھی نہیں مانگا، لیکن جب آپ کے لئے آپ سے مانگوں تو خدارا حوصلہ بڑھا دیا کیجئے، گو آپ نے کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑا اور ہمیشہ مدد کی، لیکن یہ میرے قلب کی کمزوری ہے کہ ذرا سی تاخیر امداد میں سہم جاتا ہوں۔ یہ صورت واقعہ ہے جو میں نے گوش گزار کیا اور اپنے دل کی حالت بھی بتا دی۔ اب آپ سے امداد کے ساتھ عجلت کی درخواست کرتا ہوں۔

سوال پرانا اور طرز امداد قدیم ہے یعنی **خریدار بنایئے اور کتابیں خریدیئے**، اسی سے آپ نے ہمیشہ مدد فرمائی ہے اور یہی صورت ان شاء اللہ آئندہ بھی کارگر ہوگی۔

بخاری شریف کا دوسرا اڈیشن شروع ہو گیا ہے اگر آپ اس کے لئے بھی پیشگی رقوم بھیجنی شروع کر دیں تو موجودہ قرضہ فوراً ادا ہو جائے اور بخاری شریف بھی آہستہ آہستہ چھپ جائے امید ہے کہ اول صفحہ کے اشتہار کے موافق ایک ہزار بھائی فوراً چار چار روپے روانہ فرما دیں گے۔

خطبات حیات بلا نظیر خطبات کی ایک مہتم بالشان کتاب ادارہ مولوی نے طبع کی ہے، قیاس تو یہ ہے کہ موجودہ ضروریات کی لحاظ سے بہت مفید ہوگی۔ اگر آپ اپنی طرف سے مساجد میں خریدیں تو بہت بڑے اجر کے متوقع ہو سکتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف اردو میں ترجمہ کرائی ہے اور بہت سی کتابت بھی ہو گئی ہے لیکن اس کو روک دیا ہے کیونکہ بخاری کے پہلے چھاپنی ہے اس لئے کہ کئی سو روپیہ بخاری کے لئے دوسرے اڈیشن میں جن کو اڈیشن نہیں دیا گیا اور نقد، لیکن وہ لینا نہیں چاہتے اس لئے بخاری کی طبع ثانی میں امکانی عجلت کر رہا ہوں۔ بعد ازاں آثار بخاری شریف اگر روپیہ کی وجہ سے کوئی دقت نہ ہو تو تین ماہ میں مکمل ہو جانی چاہئے، لیکن اتمام خدا کے ہاتھ ہے میرے لئے چند دوستی بس ہے۔ بخاری کے بعد ہی مشکوٰۃ کا نمبر ہے غالباً ۱۲ سو صفحہ میں ختم ہوگی، اور پیشگی لینے والوں سے ۸ روپے مجلد کے لئے جائیں گے۔ اگر آپ کے لئے اور کوئی بھی صورت امداد کی نہ ہو تو بالکل مجبوری دو روپے مشکوٰۃ اردو کے لئے بھیج دیجئے لیکن یہ بالکل آخری اور مجبوری امداد کی صورت ہے ورنہ میں پہلے بخاری طبع ثانی کا قرضہ چکانے کے بعد مشکوٰۃ کے روپے لینے چاہتا ہوں۔

کتاب الاسلام کی افادیت کا اندازہ آپ ہی نہیں آپ ہی نہیں متعدد علمائے کرام کر چکے ہیں، وہی کتب خرید کر مساجد میں دیجئے اس زمانہ میں جبکہ مذہب سے بعد عام ہو رہا ہے یہ کتاب عوام و خواص کی نظر سے گذرنی بہت ہی مفید ہے۔ کاش آپ کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے۔

امداد کی تدابیر تو اور بھی بہت سی ہیں بشرطیکہ آپ کی جیب کا منہ مولوی کی طرف ہو جائے بہرحال میں نے اپنے لمبے چوڑے لفظوں میں اپنی داستان سنا دی ہے اب آپ کی مہربانی اور لطف کی طرف چشم براہ ہوں۔

بہت ہی قابل لحاظ بات ایک یہ نوٹ کر لیجئے کہ تمام بھائیوں کو نہایت احتیاط سے ہر مہینہ پرچہ روانہ ہوتا ہے۔ پھر بھی اگر کسی بھائی کو نہیں ملتا ہے تو ان کی طلب پر بشرط موجودگی مفت دوبارہ بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن ہر پرچہ دوسرا پرچہ نکلنے سے قبل ختم ہو جاتا ہے اس لئے چاند کی ۲۰ تاریخ کے بعد اگر پرچہ نہ ملے تو دوبارہ منگا لیجئے، لیکن اگر آپ دو ماہ بعد کوئی پرچہ طلب فرمائیں گے تو ہرگز نہ مل سکے گا کیونکہ جب ہوگا ہی نہیں تو بھیجو گا کیسے۔ اب آپ سب بھائیوں کو نوٹ کر لینا چاہئے کہ سوائے مولوی کے تازہ رسول نمبر کے اور کوئی پرچہ کسی ماہ کا ایک بھی نہیں ہے اس لئے کسی پرانے پرچہ کی طلبی کر کے اپنے تین پیسے ضائع نہ فرمائیں اور آئندہ کے لئے مذکورہ صورت ذہن نشین فرما لیجئے۔

عاشقان رسول پاک کے شیدائی

اور وہ محبوب رسول پاک کے دین اور خدا کے مقبول مذہب کی ہمہ وقت خدمت کرتے رہتے ہیں، اور وہ جنہوں نے محض خدا کے لئے تبلیغ اسلام کے ماتحت مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشش فرمائی۔ اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون۔ دعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کو دو جہان کی عافیت دے اور دوسرے برادران ملت اسلام بھی ان کی طرح جوش عمل کا مظاہرہ کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء، اللہم صل مرادہم بالخیر اللہم نور قلوبہم، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد
شیخ محمد عمر صاحب طلاء	۲	جناب محمد صفدر صاحب بنارس	۲	جناب حکیم سید مدنی شاہ مونگیر	۴
جناب محمد عمر صاحب چھپرہ	۳	محمد امیر علی صاحب باندور	۱	مختار احمد صاحب لاہرپور	۴
مولوی محمد شفیع صاحب سیکوڑ	۵	عبد المجید صاحب لکھنؤ	۲	حاجی آغا میرزا صاحب فیض گنج	۲
حکیم محمد عمر صاحب بجنور	۴	رحیم بخش صاحب بینڈہ	۴	محمد رفیق صاحب بنارس	۲
حکیم محمد الرب صاحب [illegible]	۵	حافظ عبد العزیز صاحب [illegible]	۱	منشی نیاز علی صاحب راجور	۵
نذیر خان چاند خان بالکوٹ	۱	مولوی سید محمد خان ناڑہ	۱	محمد سعید برکا صاحب مبئی	۱
چودھری مظفر خان گوجرانوالہ	۱۵	حافظ اللہ دیا صاحب [illegible]	۱	لال محمد صاحب [illegible]	۲
محمد علی صاحب سعد آباد [illegible]	۲	ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب [illegible]	۱	شیخ محمود صاحب سکندر آباد	۲
فیروز الدین صاحب لاہور	۳	محمد یاسین صاحب [illegible]	۱	عبد الرؤف صاحب لشکر [illegible]	۱
محمد صدیق صاحب [illegible]	۲	برکت علی صاحب لالہ موسیٰ	۱	سیٹھ عبد الصمد صاحب [illegible]	۱
برکت علی صاحب لالہ موسیٰ	۱	سیٹھ عبد اللہ صاحب بروڈہ	۱	محمد شفیع صاحب رائچور	۱
محمد نصیر الدین خان کرنال	۱	محمد صالح صاحب [illegible]	۲	رسول میاں صاحب [illegible]	۳
عبد الرحمان صاحب [illegible]	۱	حکیم غلام یاسین صاحب [illegible]	۲	مولوی عبد السبحان صاحب [illegible]	۱
محمد شریف صاحب [illegible]	۲	محمد عبد العلی صاحب [illegible]	۱	شاہ محمد صاحب جالندھر	۱
ڈاکٹر [illegible] حمید صاحب [illegible]	۳	محمد محمود صاحب [illegible]	۲	غلام محمد صاحب [illegible]	۲
رحیم بخش صاحب بینڈہ	۳	عبد المجید صاحب [illegible]	۳	بشیر خان صاحب [illegible]	۲
خدا بخش صاحب نصیر آباد	۲	محمد ابراہیم صاحب بنارس	۳	بی عنایت اللہ صاحب [illegible]	۲
محمد مشتاق بیگ صاحب [illegible]	۲	علی نواز صاحب نواب شاہ	۲	محمد ابراہیم خان صاحب [illegible]	۱
احمد رؤف صاحب [illegible]	۱	عبد الشکور خان صاحب [illegible]	۱	سید حفیظ الدین صاحب [illegible]	۱
ڈاکٹر شرف الدین [illegible]	۴	حبیب الٰہی صاحب [illegible]	۲	اقبال احمد صاحب [illegible]	۳
[illegible] علی صاحب کلکتہ	۲	نظام دین صاحب [illegible]	۲	[illegible] الدین صاحب [illegible]	۳
بوستان خان صاحب [illegible]	۲	[illegible]	[illegible]	[illegible] احمد صاحب [illegible]	۳
علی حسین صاحب [illegible]	۲	[illegible] الدین صاحب [illegible]	۳	[illegible] صادق صاحب [illegible]	۴
شیخ دستگیر صاحب [illegible]	۳	عبد الحق صاحب [illegible]	۴	غلام محمد صاحب [illegible]	۴
رضا حسین صاحب [illegible]	۲	نواب حسین صاحب [illegible]	۳	عبد القادر صاحب [illegible]	۳
جعفر حسین صاحب [illegible]	۳	[illegible] روشن صاحب [illegible]	۲	مولوی غلام رسول [illegible]	۴
شیخ عبد الحلیم صاحب [illegible]	۲	ڈاکٹر یوسف علی صاحب [illegible]	۲	شیخ احمد رضا صاحب [illegible]	۲
آدم جی اسماعیل [illegible]	۲	عبد الستار صاحب [illegible]	۲	مولوی عبد الرحیم صاحب [illegible]	۲
نور الدین صاحب [illegible]	۳	جمعدار سعید الدین [illegible]	۲	محمد کرم الٰہی صاحب [illegible]	۳
منصور علی صاحب [illegible]	۳	غلام سرور صاحب ملتان	۲	محمد مہربان حسین صاحب [illegible]	۶
عبد السبحان صاحب [illegible]	۲	عبد المجید خان [illegible]	۴	حکیم نظام الدین [illegible]	۱
شیخ عثمان صاحب سورت	۱	حافظ اسماعیل صاحب [illegible]	۱	غلام احمد صاحب اسلام آباد	۱
ملا محمد صاحب [illegible]	۳	مکتبہ اسلامیہ [illegible]	۱	مسیح احمد صاحب الہ آباد	۳
احمد خان صاحب [illegible]	۱	کریم پٹیل صاحب [illegible]	۱	سید بشیر الدین صاحب [illegible]	۱
بشیر احمد صاحب بمبئی	۲	خلیل محمد صاحب [illegible]	۱	محمد صالح صاحب [illegible]	۱
حکیم محمد عزیز الدین [illegible]	۱	[illegible] حسین صاحب [illegible]	۱	عزیز احمد صاحب کراچی	۲
غلام محی الدین [illegible]	۱	خان دوست محمد خان [illegible]	۲	میاں ابراہیم علی صاحب [illegible]	۳
سید [illegible] علی صاحب [illegible]	۲	ایس ایم یوسف صاحب [illegible]	۱	محمد حفیظ اللہ صاحب [illegible]	۲
عبد الصمد صاحب بنارس	۵	ڈاکٹر عبد الستار صاحب [illegible]	۲	محمد نواز صاحب [illegible]	۱
عبد العزیز صاحب [illegible]	۱	مولانا حنیف اکبر آبادی	۲	عبد الرزاق صاحب [illegible]	۲
محمد جہانگیر صاحب [illegible]	۲	رحمت اللہ صاحب [illegible]	۳	[illegible] علی رضا صاحب [illegible]	۱
عبد المجید خان صاحب [illegible]	۳	محمد خان صاحب [illegible]	۲	لال دین صاحب جھنگ	۲
عبد الرشید صاحب [illegible]	۴	محمد خلیل صاحب [illegible]	۱	قمر الدین صاحب [illegible]	۱

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب یٰسین صاحب [illegible]	۲	جناب عبدالحمید صاحب [illegible]	۱	جناب محمد اسلم صاحب [illegible]	۲	جناب میرزا [illegible]	۱	جناب اللہ داد صاحب [illegible]	۱	جناب خواجہ رحمت اللہ باسم	۱		
محمد حشمت اللہ صاحب [illegible]	۱	عبدالرزاق صاحب امرتسر	۱	سید غلام نبی صاحب [illegible]	۱	سراج الدین صاحب [illegible]	۱	محمد خواجہ صاحب [illegible]	۱	رضی الدین صاحب [illegible]	۲		
شاہ محمد حسین صاحب [illegible]	۱	ملک غلام نبی خان [illegible]	۱	حاجی محمد خان صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۳	محمد اللہ صاحب [illegible]	۴	محمد احمد خان صاحب [illegible]	۱		
احمد علی صاحب [illegible]	۱	ظہور احمد صاحب جالندھر	۱	[illegible]	۱	محمد حنیف صاحب [illegible]	۲	مولوی [illegible]	۱	عبدالکریم صاحب [illegible]	۱		
مولوی ستار علی صاحب [illegible]	۱	فضل کریم صاحب [illegible]	۱	مولوی نجم الدین صاحب [illegible]	۱	نظام الدین صاحب [illegible]	۱	عبدالجبار صاحب [illegible]	۱	عبدالرحیم صاحب [illegible]	۵		
فضل الدین صاحب [illegible]	۱	علی صاحب [illegible]	۱	سید محمد صاحب [illegible]	۱	محمد یوسف صاحب [illegible]	۲	فضل الحق صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۱		
عبدالغفور صاحب [illegible]	۲	مولوی [illegible]	۱	شیخ غلام میر صاحب [illegible]	۱	محمد یعقوب صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۲	سید اسماعیل صاحب [illegible]	۲		
[illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالمجید خان [illegible]	۳	قاضی [illegible]	۲	[illegible]	۲	غلام حسین صاحب [illegible]	۲		
حافظ محمد ایوب صاحب [illegible]	۱	ڈاکٹر [illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد یعقوب صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۳		
فخر الدین صاحب شاہ آباد	۱	جناب [illegible]	۱	محمد نظام الدین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲	اسماعیل [illegible]	۲		
عبدالکریم صاحب گیا	۱	سید عباس [illegible]	۱	رحیم خان صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱		
زین الدین صاحب ہبلی	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد اقبال [illegible]	۱	غلام [illegible]	۱		
لال محمد صاحب [illegible]	۲	نور محمد صاحب [illegible]	۵	محمد قاسم صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۳	محمد [illegible]	۳	[illegible]	۲		
سید محمد صادق صاحب [illegible]	۱	محمد یوسف صاحب [illegible]	۱	محمد اکرام الدین [illegible]	۳	[illegible]	۱	زین العابدین [illegible]	۱	[illegible]	۱		
[illegible]	۳	عبدالرزاق صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	علی حسین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۲		
محمد شریف صاحب [illegible]	۱	عبدالرحمان [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	[illegible]	۲	محمد یعقوب [illegible]	۲		
محمد رفیق صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	[illegible]	۲	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	محبوب علی صاحب [illegible]	۱	غلام محمد صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	محمد حیات [illegible]	۳		
سید محمد شفیع صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible]	۳		
غلام رسول صاحب [illegible]	۱	محمد [illegible]	۱	عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱		
[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۱	محمد داؤد صاحب [illegible]	۳	[illegible]	۳	[illegible]	۱		
سید عثمان صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	نصیر الدین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible]	۳		
محمد یعقوب صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد یوسف [illegible]	۱	[illegible]	۱	حافظ غلام رسول [illegible]	۱	[illegible]	۱		
محمد حی صاحب راولپنڈی	۳	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible]	۲		
عبدالعزیز صاحب ملتانی	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	فضل حق صاحب [illegible]	۱	محمد رفیع الدین [illegible]	۲	[illegible]	۲		
محمد صدیق صاحب بارہ بنکی	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد سلیم صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	[illegible]	۱	حافظ محمد یعقوب [illegible]	۱	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible]	۳		
[illegible]	۱	محمد امین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالرزاق صاحب [illegible]	۱	محمد یوسف صاحب [illegible]	۳		
[illegible]	۱	قاضی محمد مصطفیٰ صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	سید عبدالحمید صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
عبدالحق صاحب [illegible]	۱	عبدالعزیز خان [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	فضل حق صاحب [illegible]	۳	[illegible]	۲		
سید نصیر علی صاحب [illegible]	۱	محمد [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
محمد امام صاحب [illegible]	۳	محمد ایوب صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالمجید صاحب [illegible]	۲	غلام محمد صاحب [illegible]	۱	مولوی سراج الدین [illegible]	۳		
محمد عابد صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد غوث صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد اسلم صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۳		
چودھری [illegible]	۱	ابو الفضل [illegible]	۱	حکیم محمد یوسف [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱		
عبداللہ خان [illegible]	۱	رحمت علی صاحب [illegible]	۱	شیخ [illegible]	۵	[illegible]	۱	چودھری [illegible]	۱	[illegible]	۱		
عبدالقادر صاحب [illegible]	۲	محمد [illegible]	۱	[illegible]	۱	محمد حسین صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالرزاق صاحب [illegible]	۳		
قاضی محمد عزیز [illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالعزیز صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۳	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
حاجی نذیر احمد صاحب [illegible]	۱	عبدالطیف صاحب [illegible]	۱	محمد یونس صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	غلام محمد [illegible]	۳	محمد قاسم صاحب [illegible]	۲		
[illegible]	۳	محمد مرتضیٰ خان [illegible]	۱	شہاب الدین [illegible]	۱	[illegible]	۲	شیخ محمد حنیف [illegible]	۲	[illegible]	۱		
ملک اللہ دتہ صاحب لاہور	۲	[illegible]	۱	حافظ محمد صدیق [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
حکیم محمد صدیق صاحب [illegible]	۱	مولوی [illegible]	۳	محمد علی صاحب [illegible]	۱	مولانا [illegible]	۳	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	مولوی عبداللہ صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	حافظ [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
عبدالستار صاحب [illegible]	۱	محمد اسحاق صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	غلام رسول [illegible]	۱	[illegible]	۱	غلام رسول صاحب [illegible]	۲		
قدرت اللہ صاحب [illegible]	۱	محمد یحییٰ صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۲		
[illegible]	۱	محمد حیات صاحب [illegible]	۱	محمد سلیم صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳		
[illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۵	عبدالحمید صاحب [illegible]	۳		
[illegible]	۱	کریم بخش صاحب [illegible]	۱	محمد یوسف [illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۳	محمد علی [illegible]	۱		
عبدالرحیم صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۱	[illegible]	۱	[illegible]	۱	عبدالحمید صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۱		
حافظ محمد [illegible]	۲	[illegible]	۳	محمد اکبر علی صاحب [illegible]	۱	[illegible]	۲	محمد اسلم [illegible]	۲	محمد اسلم صاحب [illegible]	۳		

باقی

HYDERABAD (DECCAN)

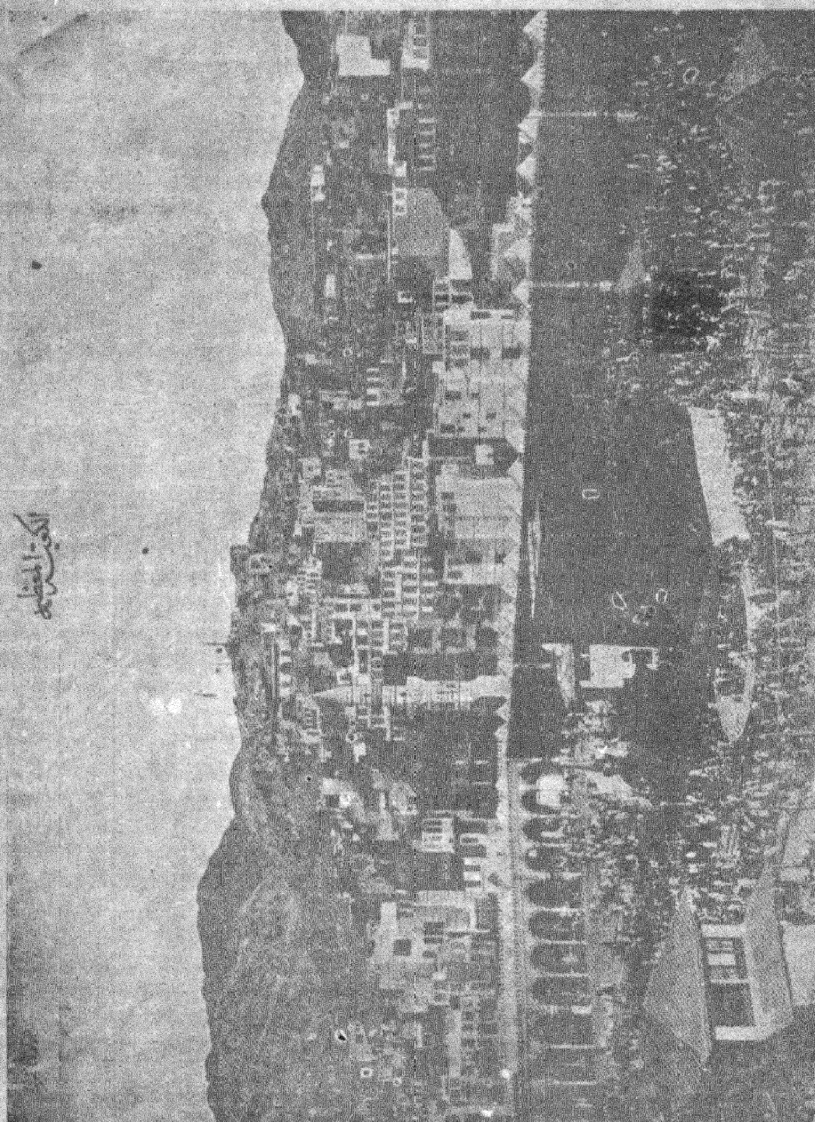

دہلی کی آسان اور شیریں زبان میں مترجم قرآن شریف

تقطیع خورد

[illegible] مولوی کے [illegible] ترجمہ اس قرآن [illegible] کرایا ہوں گو یہ ترجمہ والقرآن مجید [illegible] سال سے مقبول عام ہے اور علامہ حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اور [illegible] اس کا بدل اس قدر گران [illegible] کہ باوجود [illegible] کی خریداری پرہی خاص طور سے آمادہ کرنا چاہتا ہوں [illegible] دو تین ہزار قرآن شریف تو ناظرین مولوی [illegible] آہی جائیں گے موجودہ اڈیشن اس قرآن شریف کا [illegible] حاصل کیا ہے وہ چودھواں ہے گویا یہ قرآن چودہ مرتبہ چھپ چکا اور سوفر اڈیشن [illegible] چھپا ہے [illegible] اس کی مقبولیت کا [illegible] سے جو آپ نے کسی قرآن شریف [illegible] ایک ڈھنگ بھی ہے اور بالکل [illegible]

واقعہ بھی یہ ہے کہ یہ ترجمہ مقبول بھی [illegible] کلام [illegible] قرآن پاک کو عربی زبان میں ہے وہی درجہ اردو میں اس کے ترجمہ کو ہے اور اب [illegible] اور نظم میں اس کو [illegible] مجلد [illegible] **وصالی روپیہ** محصول [illegible]

بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا	
[illegible]	
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا	
اے ہمارے پروردگار [illegible] تیری ہی مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں [illegible]	
إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	
[illegible]	
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا	
[illegible] اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو [illegible]	
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ	
اے ہمارے پروردگار [illegible] لوگ ہم سے پہلے گزر چکے ہیں [illegible]	
عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا	
[illegible] اور اے ہمارے پروردگار [illegible]	
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا	
جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں [illegible] ہمارے قصوروں سے درگزر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور	
وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ	
[illegible]	

ف مسلمان صرف تین قوموں کو اہل کتاب مانتے ہیں سب سے پہلے یہود کہ ان کے نبی موسیٰ پر توراۃ شریف نازل ہوئی یہود کے بعد عیسائی یا نصاریٰ کہ ان کے پیغمبر عیسیٰ پر انجیل شریف نازل ہوئی پھر آخر میں ہم اہل اسلام کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا جو قیامت تک پیغمبری کا خاتمہ ہو [illegible] ان میں سے یہودی عیسائی [illegible] نہیں مانتے اور عیسائی [illegible] کو اور ہم مسلمان ہیں کہ یہود و عیسائی دونوں کو مانتے ہیں کہ موسیٰ اور ان کی توراۃ اور عیسیٰ اور ان کی انجیل سب برحق ہیں عیسیٰ خدا کے پیغمبر اور انجیل خدا کا کلام ہے [illegible] دنیا [illegible]

تمام کتب اور قرآن شریف ملنے کا پتہ :۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

خطبے

ادارۂ مولوی کے مرتب کردہ زمانہ حال کے مطابق اردو خطبے

اسلام کی کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں دنیا کا کوئی فائدہ مرکوز نہ ہو اسی لیے خدا کا فرمان ہے کہ پہلے دنیا کی سعادت طلب کرو ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ دیکھیے جمعہ کی نماز بغیر [illegible] کا حکم اور سعادت اندوزی کا ذریعہ ہے لیکن [illegible] خطبہ کا وجوب بتلاتا ہے کہ خدا کو ہماری دنیاوی بھلائی بھی مقصود ہے خطبہ کا مقصد محض یہ ہے کہ [illegible] اور تعصبات کے سبب مسلمان ہفتہ وار جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں کیا وہ ان کے [illegible] ہفتہ کی سعی زندگی کا ایک پروگرام ہوتا ہے جو خطیب کی زبان سے دہرایا جاتا ہے سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ تھا مہندوستان نے جس طرح اور مسائل میں روح اسلامی کو چھوڑ کر صرف پوست سے کام لیا ہے وہی خطبہ کا بھی حشر ہوا اور خطبات کو محض ثواب کی چیز سمجھ کر پڑھنا اور چونکہ وہ عربی میں تھے اس سے سامعین کو کوئی دنیاوی فائدہ نہ ملا علمائے اسلام نے عربی کو بہ بہر حال مقدم کرنے اس چیز کو ضرور گم دیا جو مختلف فرقوں کی کشمکش کا باعث ہوتی ہے یعنی خطیب عربی خطبات کی وجہ سے دلی [illegible] نہ کر سکے لیکن عوام کورے کے کورے واپس جاتے ہیں ادارۂ مولوی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور خطبات مرتب کرتے وقت ایسے مضامین کو ملحوظ رکھا جو کسی صورت میں بھی [illegible] اور جن میں مسلمانوں کی حیات دنیوی اور دینی کا [illegible] اس میں شک نہیں کہ یہ خطبات مسلمانوں کو حیات تازہ بخشیں گے اسی لیے اس کا نام

خطبات حیات ہے، اگر حضرات [illegible] اس کے افادات کے قدر گر ہوں گے تو انشاء اللہ [illegible] کے خطبات ہر سال کتابی صورت میں شائع ہوتے رہیں گے [illegible] صفحات مجلد قیمت ایک روپیہ محصول ۹ [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم

مولوی دہلی رسول نمبر بابت سنہ ۱۳۵۳ ہجری

جلد ۱۹ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ ہجری المقدس | نمبر ۲، ۳

غریبم یا رسول اللہ غریبم

(از عبد الحبیب خان مدیر مولوی دہلی)

اے گنبد خضرا میں استراحت فرمانے والے بادشاہ کونین اور اے مدینہ کی سرزمین کو قدم پاک سے ہمسایہ عرش برین بنانے والے شہنشاہ دارین۔

آپ کا ایک امتی، ایک گدائے بینوا اور آپ کا ایک متاع حسن عمل سے تہی دامن غلام آپ کے حضور میں حاضر ہونے کی جرأت کرتا ہے۔ کیا وہ حاضر ہو گیا وہ حاضر ہونیکی جرأت کر سکتا ہے؟ کیا اُسے حاضر ہونیکی جرأت کرنی چاہیئے؟ آہ یہ اس کو کون بتائے۔ اس کا ضمیر اس کے اعمال اور اس کی زندگی تو صاف الفاظ میں اس سے کہتے ہیں کہ اے نفس سرکش کے غلام! اے گناہوں کی پوٹ اور اے معصیتوں کے سمندر میں غرق رہنے والے شریر و غافل انسان تجھ جیسے دنیا کے کتے کو اس بارگاہ قدس میں حاضر ہونیکی جرأت نہ کرنی چاہیئے جا پہلے اپنی زندگی کے داغدار دامن کو پاک کر اور داستان حیات کی سیاہی کو آب ندامت سے دھو اور چشم ندامت کے پانی سے صاف کر اس کے بعد حضوری سرکار دو عالم کی جرأت کیجیو۔

مگر کیا سچ مچ اس بارگاہ رحمت و رافت میں گناہگار انسان اور حسن عمل سے تہی دست امتی نہیں جا سکتا۔ کیا ناقص وہ جس کے سر پر شفیع المذنبین کا تاج چمک رہا ہو اور رحمۃ للعالمین کا طرہ فرق زیب مبارک ہو محض معصیت کی بیکراں تدبیروں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اے رحمت عالم اور اے فخر بنی آدم! تیری چوکھٹ سے بہت دور ایک مہجور تیرے حضور میں حاضر ہونا چاہتا ہے مگر گناہوں سے معمور اس کی زندگی اسکو پیچھے دھکا دے رہی ہے کہ کہیں تو آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر کیونکہ تیرا جیب و دامن اعمال نیک سے خالی ہیں اور تیری جھولی معصیت و سیہ کاری سے پُر ہے اسلئے تو اپنے ناپاک وجود سے اس پاک و مقدس بارگاہ کو آلودہ نہ کر۔ ہاں اے سرور عالم پناہ یہ سچ ہے کہ میری کتاب حیات کا ہر ایک صفحہ گناہ و معصیت کی سیاہی سے تاریک ہے میرے ہاتھ متاع حسن عمل سے خالی مگر میرے کان بچپن سے یکراتب بک یہ سنتے آئے ہیں کہ محمدؐ کی سرکار شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین ہے۔ متقیوں اور پرہیزگاروں کی تو ہر جگہ پرسش ہے گناہگاروں اور معصیت شعاروں کی جائے پناہ محمدؐ اور صرف محمدؐ کی بارگاہ ہے اسلئے سال بھر کی غفلت شعاریوں اور معصیت کوشیوں کے بعد سال ہائے گزشتہ کی طرح پھر اس دفعہ کاغذ کا ایک مجموعہ لیکر جسکو دنیا رسول نمبر کے نام سے پکارتی ہے حاضر ہوتا ہوں یہ ناکارہ جسیل تیری رفعت ذکر کی نسبت سے مرتب کیا گیا ہے تاکہ منہ ونشان کی عرشہ گوشت تیب مقدس ذکر کی رفعت سے گونج اٹھے بس یہی ایک متاع اور صرف یہی ایک پونجی ہے جو اگر شرف قبول سے سرفراز ہو جائے تو اس گناہگار کا بیڑا پار ہو جائے۔

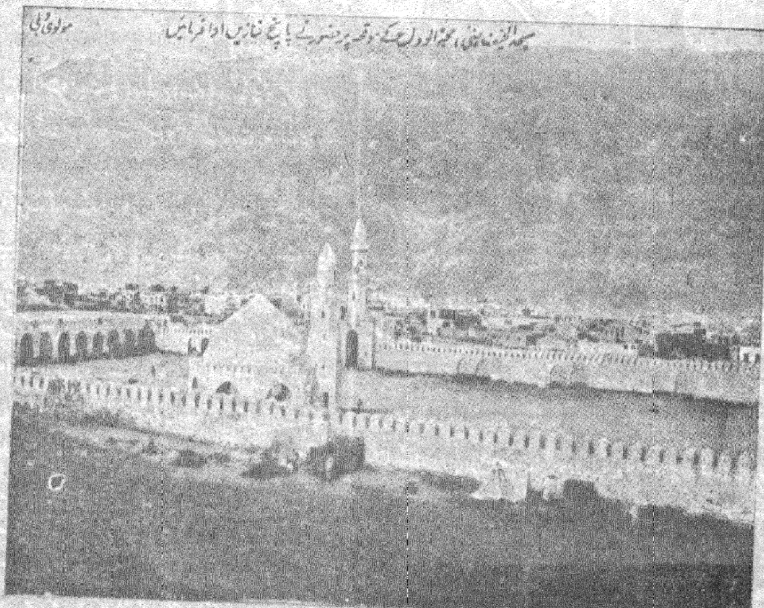
مسجد الخیف منیٰ، حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نے پانچ نمازیں ادا فرمائیں

نور کا ظہور

ہمارے آقا و مولا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات پاک پر تو قدس تھی۔ بقعہ نور تھی ضیائے ایزدی تھی۔ ارض و سما و فلک و جبل، شجر و حجر اور کائنات کے ہر جزو و کل کی تخلیق سے پیشتر نور محمدی عرش اعلیٰ پر جگمگایا اور ایک مدت لامتناہی تک گرد و پیش اور ملاء اعلیٰ کی فضاؤں کو منور و مستنیر بناتا رہا ملائکہ اسکے گرد و پیش رقص کر رہے تھے اور اس کی ضیائیں اور نکہتیں انھیں بیہم وجد میں لاتی رہتی تھیں عرش اعلیٰ سے یہ نور حضرت آدمؑ کے کاشانۂ حیات اور کالبد خاکی میں منتقل ہوا دفعتہً ابر رحمت ایزدی کا ایک ہر نور ٹکڑا انکا وسایہ فگن ہو گیا اور بارگاہ احدیت سے اسی نور وضیاء کے باعث و کرھنا بنی ادم کا خلافت حضرت آدمؑ کو عطا ہوا اور انھیں تمام مخلوقات و کائنات پر شرف بخشا گیا اسی نور ہی کی برکت و سعادت سے حضرت آدمؑ کی خطائیں معاف ہوئیں اور انھیں نیابت ایزدی کی سعادت حاصل ہوئی پھر یہ نور پشت آدمؑ سے بطن حوا کو منتقل ہوا اور انھیں منور بنا کر حضرت شیثؑ کو ایک مدت دراز کے دور و انتقال کے بعد حضرت نوحؑ اس شرف کامگاری سے مشرف ہوئے نوبت حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچی اور ان کے جسم مقدس میں عرصہ تک اپنی شعاعیں منتشر کر کے حضرت اسمٰعیلؑ تک پہنچا۔

اب اس کی شعاعیں صاف اور سپید ہو گئی تھیں حضرت اسمٰعیلؑ سے عدنان تک چالیس پشتوں میں درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا نور محمدی عدنان کے جسم میں ضیا بار رہا اور ان کے بعد عبد مناف کو ملا پھر ہاشم کی رگوں میں خون بنکر تیرتا رہا پھر یہ سعادت دُر مکنون بنکر عبد المطلب کو ملی اور ان کے اقتدار و شان کو چار چاند لگا دیئے۔ انہی عبد المطلب کے ایک ناز پرور دہ اور آرزو کردہ نور چشم حضرت عبداللہ تھے۔ عبد المطلب سے یہ امانت عبداللہ کو تفویض ہوئی چونکہ زمانہ ولادت قریب آچکا تھا وہ اس نور کی گرمی و روشنی کی تاب نہ لا سکے اور اس کے منتقل ہونے کے کچھ روز بعد انتقال فرما گئے صد ہزار و صد منازل طے کرتا ہوا اور مراحل پشت و شکم قطع کرتا ہوا یہ نور اپنی آخری منزل پر پہنچ گیا۔ عالم ہمہ تن انتظار بنا ہوا تھا کائنات ارض کا ذرہ ذرہ استقبال کے لئے چشم براہ تھا صرف نو ماہ مدت ظہور قدسی میں باقی رہ گئی تھیں اس لئے پوری فضا میں ایک ہماہمی پیدا ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نور محمدی صلب عبداللہ سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں جلوہ افروز ہوا تو اسی شب کو تمام مخلوق میں ایک شور مسرت برپا ہو گیا۔

تکمیل آرزو کا وقت

انتظار کی گھڑیاں ختم ہو رہی تھیں تکمیل آرزو کا وقت قریب تھا ساری خدائی چشم براہ تھی ہر طرف شور مبارکباد برپا ہو گیا ملائکہ میں چرچے ہونے لگے اور پھولوں کی نکہت تیز ہو گئی غالباً چھ سو برس کی طویل مدت کے بعد فرشتوں نے ارض عالم پر پرے جانے شروع کر دیئے اور کاشانۂ آمنہ میں چہل پہل رہنے لگی آغاز حمل ہی میں آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پارۂ نور ہے جو کہ ایک جسم سے جدا ہو کر جگمگا رہا ہے اور روشنی اتنی تیز اور اس درجہ سریع السیر ہے کہ ارض شام تک کے بلاد اور بصرہ کے آبادیوں کے قصر و ایوان اس کی روشنی میں صاف نمایاں ہو رہے ہیں۔

اس نور کی تیزی و گرمی کا یہ عالم تھا کہ وضع حمل کے ساتھ ہی آمنہ کا بدا جسم لرزنے لگا اور اس حالت کے رفع ہوتے ہی دیکھا کہ مکان کی فضا اور بام و در ایک نور بسیط سے روشن پڑے ہوئے ہیں اور ہر طرف نور کا ایک سیلاب متموج ہے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ مرغ سفید اپنی شفاف تابانیوں سمیت نمودار ہوا بازو ان کے بطن مبارک پر ملے جس سے فوراً سکون ہو گیا اور پر جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتی ہیں کہ رجال غیب کی ایک جماعت فضا میں معلق ہے جن کے ہاتھوں میں آب سرد و عنبہ کے فردوسی گلاس ہیں پاس پر جمال اور حور تمثال خواتین کا ایک جھرمٹ کھڑا ہے جہاں تک نگاہیں پہنچتی ہیں، نظر جاتی ہے دنیا نور و ضیا ہی سے معمور نظر آتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پوری دنیا ایک مرقع نور بنی ہوئی ہے۔ طیور رنگ رنگ و نغمہ سرا کی بھی فراوانی تھی جو ادھر ادھر پرواز کر رہے تھے اللہ جل شانہ نے ان کی آنکھوں کے سامنے سے سارے حجابات اٹھا لئے تھے اور اس نور کی روشنی میں آپ تمام مشارق و مغارب کا نظارہ برأے العین کر رہی تھیں۔

حضرت آمنہؓ کے مشاہدات عجیبہ

دوران مدت حمل عجیب عجیب خواہائے پر انوار نظر آتے رہے جب آپ فضائے قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے ہیں فوراً ایک پارۂ ابر سفید نمودار ہوا جو آپ کو اپنے اندر ملفوف کر کے نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر آپ ایک حریر سبز میں لپٹے ہوئے پاس نظر آئے کچھ دیر بعد پھر ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا جو پہلے ٹکڑے سے بہت زیادہ روشن اور منور تھا اس کے اندر سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی اور طیور کے بازوؤں کی پھڑپھڑاہٹ کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ پھر آپ نظروں سے غائب

ہوگئے اور آپ کو مشرق سے مغرب تک کی سیر کرائی گئی ادہر آپ کے دادا پر کچھ ایسی کیفیات طاری ہوئیں جن سے ان پر ایک خوف و ہراس کا عالم طاری ہوگیا گھبرائے ہوئے گھر پہنچے تو برای العین دیکھا کہ ایک مرغ سفید دروازہ پر پَر پھیلائے بیٹھا ہے اور اس کی ضیا سے مکہ کے تمام پہاڑ مطلع انوار بنے ہوئے ہیں گھر میں دیکھا تو پیشانی آمنہ میں تابانی نور نہ پائی پوچھا تو معلوم ہوا کہ وضع حمل ہوگیا عبد المطلب پوتے کو دیکھنے کے لئے دوسرے کمرے میں گئے تو مردان غیب مانع ہوئے کہ جب تک تمام ملائکہ مقربین اور قدسیان مقدسین آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہولیں تم مشاہدہ جمال محمدی سے فیضیاب نہیں ہوسکتے۔

فاطمہ ثقیفہ سے منقول ہے کہ میں وضع حمل کے وقت موجود تھی اور آمنہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ بعد وضع حمل آمنہ کے جسم سے ایک نور نکل کر روشن ہوا جس سے تمام مکان ایک بقعۂ نور بن گیا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف کی والدہ شفا سے منقول ہے کہ بعد وضع حمل جب آمنہ سے ایک ایسا تیز و تاباں نور نمودار ہوا اور سارے مکان پر اس طرح مستولی ہوگیا کہ نور کے سوا اور کوئی چیز گھر بھر میں نظر ہی نہ آتی تھی اس کے عکس میں بلاد شام تک کے قصر و ایوان صاف دکھائی دے رہے تھے۔ علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت ہے کہ آپ کی ولادت کے دوسرے روز پیشوایان یہود سے ایک شخص انجمن قریش میں آیا اس کا نام یوسف تھا قریش سے پوچھنے لگا کہ کیا آپ مجھے مطلع کرسکتے ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کسی ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے قریش بولے ہاں عبد المطلب کے ہاں کل ایک لڑکا پیدا ہوا ہے یوسف نے کہا تو میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ اس لڑکے کو مجھے دکھا دیں۔

علمائے یہود کی دہشت

عبد المطلب اور قریش کے کئی بزرگ اٹھے اور یوسف کو کاشانۂ آمنہ میں لے گئے۔ یوسف توراۃ کا بہت بڑا متبحر عالم تھا اس نے رسول کریم کی آنکھیں دیکھیں اور پھر دونوں مونڈھوں کو کھول کر دیکھا لوگ تو سمجھ نہ سکے مگر یوسف مہر نبوت دیکھ رہا تھا اس کو دیکھتے ہی یوسف پر از خود ایک دہشت طاری ہوگئی بدن کانپنے لگا سانس کی آمد و شد تیز ہوگئی اور وہ دفعتہً زمین پر آگرا۔ قریش کی یہ حالت دیکھکر ہنسنے لگے یوسف نے ان سے کہا تم نا سمجھ ہو جو میری حالت پر ہنستے ہو۔ خدا کی قسم! یہ بچہ آگے چل کر اپنے وقت کا زبردست فرمانروا اور صاحب شمشیر و سلطنت پیغمبر ہوگا اور تم ہی لوگوں سے مقابلہ کرکے تمہیں کو ہلاک کریگا اور غلبہ پائیگا اس کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہوگا اور بنی اسرائیل کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور یہ شرف بنو اسمٰعیل کو منتقل ہوگیا اللہ کا احسان دیکھو کہ نور محمد کی تجلی ریزیاں ابتک امت محمدیہ میں محفوظ ہیں اور اولیائے کرام سینے اس امانت کے

سیدہ کا لال

اس شاہ ٹریجڈی علامہ راشد الخیری کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس کے فرضی اصلاحی قصے پڑھنے سے سخت سے سخت دل ہل جاتے ہیں اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود ہی بیحد الم انگیز ہے اب اس کا تصور کیجئے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو ہے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا دعوی کرے کہ اس کتاب کا ایک باب بھی بلا روئے پڑھ لیگا۔ یقین فرمائیے کہ خونریزی کربلا پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے جو شخص بلا روئے کتاب ختم کرلے وہ دام واپس لے لے۔ قیمت عمر محصولڈاک ۶ر

بڑا شہادت نامہ

۲۴۰ صفحہ کی مبسوط کتاب ہے اور اس میں وفات رسول سے یزید کے انجام تک پوری تاریخ لکھی گئی ہے واقعات میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ جو بات جہاں سے ملی ہے مع حوالہ تفصیلی ہو جابجا موثر نظمیں ہیں شہادت حسین پر اتنی بڑی کتاب اہل سنت میں اس کتاب کے علاوہ دوسری نہیں ہے یہ حد درد انگیز ہے اور بعض روایات تو اس میں ایسی ہیں جن کا ذکر اور کتابوں میں مشکل سے ملیگا جذبات کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور عورتیں اس کتاب کو بہت ہی عقیدتمندی سے پڑھتی ہیں ہزارہا فروخت ہوتی ہیں۔

قیمت مجلد ایک روپیہ محصولڈاک ۱۰ر کل عہر

محرم نامہ

ابن رسول اللہ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس میں وصال رسول کے بعد سے شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات دلچسپ و مبسوط درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس میں تعصب کو ذرا بھی دخل نہیں اور شیعہ و سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال میں بارہ ہزار سے زیادہ چھپی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے زبان ایسی صاف ہے کہ ہندستان کے ہر طبقہ میں بھی جاسکتی ہے اور بہت ہی مقبول ہے۔

قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

یزید نامہ

از حضرت خواجہ حسن نظامی

اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔ بنی امیہ کی دنیاوی تلواریں۔ دین کی گردن پر انہوں نے جو کچھ مدینہ میں کیا قاتلان حسین سے انتقام اور مختار کی حکومت ابن زیاد کا انجام۔ خدا را اسے کیا چیز تھی محمد بن حنفیہ کی جماعت مختار کی شہادت مصعب بن زبیر کی شہادت۔ امیر معاویہ کا حال یزید کا حال۔ مروان بن الحکم عبد الملک بن مروان ولید بن عبد الملک اور بقیہ شاہان بنی امیہ کے حالات قیمت عہر محصولڈاک ۶ر یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی ہے کہ شاید کوئی کتاب اس سے زیادہ چھپی ہے۔

ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

دعائے خلیل و نوید مسیحا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے پیغمبر آخر الزماں تھے سردار انبیاء تھے رسول برحق تھے اور آپ کے بعد مرسلین من اللہ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جانے والا تھا اس لئے حضرت آدم کے وقت سے لیکر حضرت عیسٰی کے عہد تک جتنے پیغمبر اور انبیا مبعوث ہوتے رہے اور جتنے بزرگوں پر وقتاً فوقتاً کتب آسمانی نازل ہوتی رہیں سب میں ایزد ذوالجلال کی طرف سے آپ کی ولادت کا ذکر ہوتا رہا اور تمام امتوں کو آگاہ کیا جاتا رہا کہ جس طرح دنیا میں سرداری و رعیت داری کا نظام قائم ہے اسی طرح انبیاء کا ایک سردار بھی پیدا ہوگا اور وہ وہ ہوگا جس کا مرتبہ جس کی تعلیم اور جس کے فضائل اپنی نوعیت میں عدیم النظیر اور فقید المثال ہوں گے اور جسکی قیادت اور رہبری قیامت تک کے لئے مسلم ہوگی یہی وجہ تھی کہ یہود مدینہ آپ کی بعثت کے منتظر تھے اور چونکہ ان کے اندر مذہبی تعلیم موجود تھی اور توراۃ کے مطالعہ نے انھیں یقین دلا دیا تھا کہ نبی آخر الزماں عنقریب مبعوث ہونے والے ہیں اس لئے وہ اپنے شہر کے قبائل اوس خزرج کو دھمکیا دیا کرتے تھے کہ ٹھیر جاؤ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر پیدا ہوگا اور ہم اس کے ساتھ ہوکر تم سے انتقام لیں گے۔" ورقہ بن نوفل نصرانی تھے انجیل کے عالم تھے انھوں نے بھی انجیل ہی کی تعلیم کی بنا پر حضرت بی بی خدیجہ رضہ سے غار حرا کی سرگذشت سنکر فرمایا تھا کہ یہ وہی نبی آخر الزماں ہیں جن کے ظہور کی پیشین گوئی تمام انبیاء کرتے چلے آئے ہیں اور جن کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور یہ وہی فرشتہ غیب ہے جو حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا۔

کچھ یہودیوں اور نصرانیوں ہی پر منحصر نہیں بلکہ جملہ اقوام عالم کی مذہبی تعلیمات میں آپ کے ظہور کی پیشین گوئیاں موجود تھیں اس لئے انبیاء تو ہر قوم کی ہدایت کے لئے ہر دور میں مبعوث ہوتے رہے ہیں چنانچہ ہم ذیل میں اس قسم کی پیشین گوئیاں مع سند و حوالہ پیش کرتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ دنیا والے انھیں پڑھیں سمجھیں اور تصدیق کریں اور اگر خدائے قدوس کی توفیق ان کے شامل حال ہو تو وہ ان بشارتوں کو دیکھکر دولت ایمان حاصل کرنے کی سعی کریں۔

بائبل کی بشارت کتاب استثنا باب ۱۸ درس ۱۸ میں صاف مذکور ہے کہ:۔

"میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ جیسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہیگا (۱۹) ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا (۲۰) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

بائبل میں کروڑوں عیسائی ان آیتوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے وہ اُسے صحیح تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ آیات حضرت عیسٰی کے ظہور پر مشتمل ہیں۔ کیا کیا جائے انھیں ان کے پیشواؤں نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ اسی کو حق مانے ہوئے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر یہ بشارت ولادت حضرت عیسٰی کے متعلق ہے تو پھر وہ الوہیت کے مرتبہ کے مستحق کیونکر ٹھیرے۔ بشارت میں نبی کا لفظ موجود ہے اور وہ حضرت عیسٰی کو ابن اللہ کہتے ہیں اگر وہ ان آیات کا مصداق حضرت عیسٰی ہی کو سمجھتے ہیں تو انہیں اپنے عقیدہ الوہیت سے توبہ کرنی چاہیئے تھی لیکن ایسا نہیں ہے عبارت میں مخاطب بنی اسرائیل ہیں اللہ انہی کی طرف اشارہ کرکے کہا جا رہا ہے کہ "ان کے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کیا جائے گا" یہ نہیں کہا جا رہا کہ ان میں سے برپا کیا جائیگا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل میں سے ہیں اور حضرت عیسٰی بنی اسرائیل میں سے تھے اور بنی اسمٰعیل کا بنی اسرائیلیوں کا چچیرے بھائی ہونا ایک مسلم امر ہے پھر حضرت عیسٰی تو بلا باپ کے پیدا ہوئے تھے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اشارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

انجیل کی بشارت مذکورہ بالا پیشین گوئی بائبل میں سے کی گئی ہے اب دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے انجیل یوحنا باب ۱۶ دوسرے میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے آسمان پر اٹھائے جانے سے پیشتر و قبل اپنے حواریوں سے کہا کہ:۔

"لیکن میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پھر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیجدوں گا (۸) اور وہ آکر دنیا

گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھیرائے گا (۹) گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (۱۰) راستی سے اسلئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے (۱۱) عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر انھیں اب تم برداشت نہیں کر سکتے (۱۳) لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ وہ سُنے گی کہیگی اور وہ تمہیں آئندہ کی خبر دیگی (۱۴) وہ میری بزرگی کہیگی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاوے گی اور انھیں دکھا دیگی۔"

عیسائی فضلاء اسے بھی دیکھتے اور پڑھتے ہیں مگر صداقت و سعادت کی راہیں ان پر نہیں کھلتیں اور وہ اس کی مختلف تاویلات و تعبیرات میں اپنا وقت اور اپنی کوششیں ضائع کرتے ہیں ابتداء سے معانی و مطالب کی تحریف میں برابر زور لگایا جاتا رہا ہے لیکن حقیقت تو ہزار پردوں میں بھی جلوہ گر ہو کر رہتی ہے پھر آیت ہے اور آیت بھی آسانی اس کا کیا کیا جا سکتا ہے کہ اصل لفظ فارقلیط ہے جس کا اصل ترجمہ عربی احمدؐ ہے اُسے بدل کر پیلر غلیط کیا گیا لطف یہ ہے کہ انجیل کے جتنے پرانے ترجمے ہیں ان میں تو اس لفظ کے معنے "تسلی دینے والا" مرقوم ہیں مگر جو کمیٹی تراجم کے لئے ۱۹۲۰ء سے لیکر ۱۹۱۰ء تک متواتر کام کرتی رہی اس نے سرے سے ترجمہ ہی کو بدل ڈالا اور اس لفظ کے معنے "وکیل" لکھدیئے عیسائی کہتے ہیں کہ "تسلی دینے والے" "وکیل" اور "روح حق" سے مراد روح القدس ہے جو حضرت مسیحؑ کے بعد آپ کے حواریوں پر اتری۔

یہ محض ان کی سخن پروری اور جسارت ہے کیونکہ اس پیشین گوئی میں یہ بھی تو مرقوم ہے کہ جو باتیں حضرت مسیحؑ نے اس لئے تعلیم نہیں کیں کہ وہ انھیں ابھی برداشت نہ کر سکتے تھے وہ آنیوالا ان باتوں کی تعلیم کریگا اگر روح القدس نے کوئی ایسے امور سکھائے جو خود حضرت مسیح نہ سکھا سکتے تھے تو مصنفین مسیحیت کو ان کی تصریح کر دینی چاہیئے تھی حقیقت یہ ہے کہ روح القدس نے کوئی نئی تعلیم ہی نہیں دی جب کوئی نئی تعلیم نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی تو خود ہی غور کرنا چاہیئے کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سکھانے اور تعلیم کرنے والا ان کے بعد اور کون ہو سکتا ہے اُن کے بعد تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مبعوث ہوئے اور الیوم اکملت لکم دینکم کی بشارت سے بھی ممتاز و مشرف ہوئے۔

اس سے تو صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی زندگی میں اپنی تعلیم و شریعت کو مکمل نہ کر سکے اور یہ خدمت پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لی گئی اور آپ نے افق عالم پر طلوع ہو کر نہ صرف یہ کہ پوری دنیا کو منور کر دیا بلکہ شریعت کی تکمیل کر دی۔

نبی اللہ کی آمد

یوحنا باب ۱ درس ۲۰ میں مذکور ہے کہ یہودی پوچھتے ہیں اور یوحنا سے پوچھتے ہیں کہ:-

"تو کون ہے؟ (۲۱) اس نے اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ یہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے اس نے کہا کہ نہیں میں الیاس نہیں ہوں۔ پس آیا تو نبی ہے اُسنے جواب دیا نہیں۔"

اس پیشنگوئی میں بالفاظ صریح و صاف ایک اور نبی کا ذکر ہے جس کا نام اس کے شرف و عظمت کی بنا پر نہیں لیا جا رہا بلکہ اس کی آمد کی شہرت کی بنا پر صرف وصف نبوت ہی پر اکتفا کی گئی اس سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی مبعوث ہی نہیں ہوا اور اس سے مراد آپ کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا مگر یہاں بھی بڑی ہٹ اور ضد کے ساتھ کام لیا جا رہا ہے اور محض اسلئے کہ نام کی تصریح نہیں اس میں بھی تاویلات کی جا رہی ہیں اور علانیہ کی جا رہی ہیں۔

ملاکی نبی کی کتاب عہد قدیم کی سب سے آخری کتاب ہے اور اس کا زمانہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان کا زمانہ ہے اس میں یہ الفاظ ثبت ہیں:-

"وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو اور عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آویگا دیکھو وہ یقیناً آویگا۔ رب الافواج فرماتا ہے پھر اس کے آنے کے دن کون ٹھیر سکے گا اور جب وہ نمودار ہوگا کون ہے جو کھڑا رہے گا" (ملاکی نبی کی کتاب باب ۳)

اس کے مصداق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہیکل میں دشمن حضرت عیسیٰؑ کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے بلکہ انھیں مغلوب کر لیا بخلاف ازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فی الحقیقت کوئی نہ ٹھیر سکا یہاں لفظ اپنی ہیکل موجود ہے جس سے مراد بیت اللہ شریف اور فتح مکہ ہے "وہ ناگہاں آوے گا" رسول اللہ کے سوا کون ناگہاں آیا اور کس نے مکہ معظمہ کو اچانک آکر فتح کیا۔

مکاشفہ یوحنا

یوحنا حضرت عیسیٰؑ کے مشہور صحابی تھے انجیل کے آخر میں اُن کے مکاشفات درج ہیں جن میں یوحنا فرماتے ہیں کہ:-

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانتدار اور سچا کہلاتا ہے اور وہ راستی سے لڑتا ہے اور عدالت کرتا ہے

اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کے مانند ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اس کا کلام خدا کا کلام ہے اور وہ فوجیں جو آسمان میں صاف اور سفید کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر سوار اسکے پیچھے ہولیں اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے اور لوہے کے عصا سے ان پر حکمرانی کریگا وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے کولھو میں روندتا ہے اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"

یہ تمام صفات رسول کریم کے سوا اور کس میں تھیں آپ کی سواری میں نقرئی گھوڑا بھی رہتا تھا امین و عادل بھی کہلائے جہاد بھی کئے اور بہت سے تاج بھی آپ کے سر پر جگمگائے انبیا میں کوئی نذیر ہوا ہے کوئی بشیر کوئی مناظر ہوا ہے اور کوئی منجی لیکن آپ کے اندر تمام صفات جامعیت کے ساتھ موجود تھیں سردار انبیاء تھے ملکوتی افواج ساتھ ہوتی تھیں اور نبوت کے ساتھ حکومت بھی کرتے تھے۔ کتاب یسعیاہ اور یرمیاہ کی کتاب $\frac{۱۲}{۲}$ اور ۹م۔۸۔۳ درس میں بھی ظہور قدسی کی پیشینگوئی موجود ہے اور ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھ ہے "اٹھو قیدار پر چڑھو اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو" قریش مکہ حضرت قیدار بن حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں تھے

دونوں پشینگوئیاں اجرائے غار حرا اور فتح مکہ کے متعلق ہیں۔

عبرانی بائبل میں حضرت سلیمان ؑ کا ایک ترانہ درج ہے جو یہ ہے:۔

وہ تو ٹھیک محمدؐ ہے میرا خلیل میرا حبیب یہی ہے اے دختران یروشلم"

تمام پادری لوگوں کو اس امر پر اتفاق ہے کہ غزل الغزلات میں ہیکل و قبلہ نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں ترانہ گایا ہے اور پھر اس کو حضرت مسیح کے متعلق بتلاتے ہیں اور محمد کا ترجمہ "عشق انگیز" کرتے ہیں عبرانی میں لفظ محمدیم ہے یہ ترانہ گویا قبلہ نے اپنی زبان سے ادا کیا ہے مگر اس کے مصنف حضرت سلیمانؑ ہیں ترانہ میں لفظ محمد موجود اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ وہ "ہیکل میں دس ہزار آدمیوں کے ساتھ آوے گا" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصداق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کیونکہ آپ ہی دس ہزار کا لشکر لیکر فتح مکہ کے لئے گئے تھے۔

یہ ظہور ولادت نبوی کے متعلق صاف و صریح پشینگوئیاں ہیں اور آج تعصب کے جوش میں کوئی اقرار کرے یا نہ کرے لیکن اس وقت کے خدا ترس اور انصاف پسند بحیرا راہب اور ورقہ بن نوفل جیسے سچے بزرگ موجود تھے جو ان آیات کو ان کے حقیقی رنگ میں دیکھتے تھے بہرکیف ولادت قدسی کی حقیقت روز ازل سے مسلمہ رہی ہے۔

اسوۃ النبی

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے اس کتاب میں منکرین و اعدائے اسلام کے وہ بیانات جو رسول کریم کے متعلق مختلف کتابوں میں لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کردیئے ہیں اس کتاب سے رسول کریم کی برتر شخصیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے بڑے بڑے اعدائے دین جنہوں نے اسلام کے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی مجبور ہوکر جب رسول کریم کا حال لکھتے ہیں تو انتہائی بیزاری سے حضور کی اعلیٰ شخصیت کا اعتراف ہی کرنا پڑتا ہے یہ کتاب انہی اقوال و بیانات کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۵ محصول ڈاک ۵ ر کل ۱۰ ر

برگزیدہ نبی

کے برگزیدہ حالات۔ مولانا محمد عظیم گکھڑی کی لکھی ہوئی مقبول ترین کتاب رسول کریم کی انوکھی طرز نگارش کی لائف ایک عرصہ سے نہیں ملتی تھی۔ چند جلدیں نکل آئی ہیں چونکہ اب یہ نہیں چھپ رہی اس لئے نایاب ہے۔ سیرۃ رسول صرف قرآن سے ماخوذ ہے یہ اس کا امتیاز ہے کاغذ و طباعت بہت مصفا اور مجلا ہے اگر سیرت رسول تمام ہی آپ کے پاس موجود ہیں اور یہ نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے

قیمت ۱۲ ار محصول ۶ ر کل عہ

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی اتنی ازواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت خدیجہؓ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفریں ہے کتاب کے پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہوسکتی ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں جس سے ان کا امتی بلا متاثر ہوئے رہ جائے قیمت ۱۲ ار محصول ۶ ر

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اس میں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل اخلاق و حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی سی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں قیمت مجلد ۱۲ ار محصول ۷ ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی

حضورؐ کی شرافت نسبی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت نسبی اور عظمت نسلی ایک ایسی چیز تھی جس پر نہ صرف مکہ بلکہ عرب کا ہر انسان بجا طور پر ناز کر سکتا تھا گو حسب و نسب ایسی چیزیں ہیں جنھیں اسلام نے کبھی اہمیت نہیں دی لیکن پھر بھی ہر زمانہ اور ہر دور میں اسے وقیع سمجھا جاتا رہا ہے اور کچھ نہیں تو دیگر محاسن و مکارم کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر تو ضرور ہی آگیا ہے اس کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ جو خوبیاں اور بزرگیاں کسی خاندان میں کچھ عرصہ تک قائم رہتی ہیں وہ اس کی سرشت میں داخل ہو جاتی ہیں اور آئندہ نسلوں کے اخلاق و عادات میں انھیں ضرور دخل ہوتا ہے۔ سخی کی اولاد اسی لئے سخی ہوتی ہے کہ سخاوت اسے ورثہ میں ملتی ہے تاریخ شاہد ہے کہ حاتم کی اولاد میں ایک مدت تک فیاضانہ جوہر جھلکتے رہے حضرت خالد کی اولاد میں عرصہ تک شجاعانہ عنصر قائم رہا اور سادات کے قلوب سے مدت دراز تک حکومت کی آرزو نہ گئی۔

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ بنیوں کی اولاد بالعموم جز رس اور حساب کتاب میں مشاق ہوتی ہے اونچی اقوام کے ارکان میں حیا، خلق پائے جاتے ہیں مگر نچلی اقوام میں بے شرمی و بے غیرتی زیادہ ہوتی ہے خاندان در خاندان یہی عادات جب عمومیت اختیار کر جاتے ہیں تو قوم کی قوم پر عادی ہو جاتے ہیں بنیئے خورد نوش اور لباس و معاشرتی امور میں کتنی ہی بخیلی کا اظہار کریں مگر تعمیر مکان اور شادی بیاہ کے مواقع پر وہ دل کھول کر خرچ کریں گے اس لئے کہ یہ چیزیں اس قوم کی فطرت میں داخل ہو چکی ہے یا سی اور مینا اقوام میں بچہ پیدا ہوتے ہی چور پیدا ہوتا ہے اسی طرح قوالوں کی اولاد میں مہارت غنائی کا ہونا لازمات سے ہے جس خوبی و چابک دستی سے ایک کاشتکار کا لڑکا کاشتکاری کرے گا اور رنگساز کا بچہ رنگے گا، دیگر قبائل کی اولاد نہ رنگ سکے گی جس قوم میں جو اچھی بری باتیں ایک عرصہ تک جاری و ساری رہتی ہیں وہ اس کی عادت ثانی بن جاتی ہیں حتیٰ کہ عیب ہنر اور ہنر عیب بن جاتے ہیں رسمیات کے رواج کا فلسفہ بھی یہی ہے۔

جس خاندان میں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہوں بڑی بڑی نیکیاں ہوتی رہی ہوں اخلاق و تہذیب اس کا وطیرہ رہا ہو اس کی نسلوں میں بگڑنے اور تباہ ہونے پر یہ خصوصیات ضرور موجود رہیں گی شرفا کی اولاد میں شرافت اور ادانی کی اولاد میں دنائت کے عنصر کا پایا جانا لازمات سے ہے۔

نسبی امتیاز کی تنقیص

سوال ہو سکتا ہے کہ پھر اسلام نے حسب و نسب کی تنقیص کیوں کی؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح ایک برے امر و کار کی تکرار ایک انسان اور ایک خاندان کو برا بنا کر اس برائی کے جراثیم کو وراثتاً اس کی اولاد میں منتقل کر دیتی ہے اسی طرح ایک اچھے امر و کار پر قیام و استحکام بروں کو اچھا بنا دیتا ہے اسلام نے طاعات و عبادات معاشرت و معیشت نشست و برخاست، میل جول اور تہذیب نفس و صفائے قلب کے وہ آئین معین و مقرر کئے کہ اگر لوگ ان پر پختگی کے ساتھ قائم رہیں تو ادانی ہوتے ہوئے بھی اعالی پر فوق لے جا سکتے ہیں حضرت بلالؓ غلام حبشی تھے مگر اسلامی اوامر و نواہی کی پابندی نے انھیں سر آمد روزگار بنا دیا چرواہے گلہ بان سریر حکومت پر پہنچے شاہانہ زندگی بسر کرنے لگے تہذیب و شائستگی اختیار کرنی پڑی اسی کے عادی ہو گئے اور ان کے اندر شاہانہ خو بو پیدا ہو گئی زمانہ شرافت پرستی کا تھا اس لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے ایک چوٹی کے شریف اور عالی خاندان میں پیدا کیا گیا کہ کوئی زبان طعن دراز نہ کر سکے ورنہ اللہ کے نزدیک بڑے اور چھوٹے سب برابر ہیں سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں سب اس کے بندے ہیں انھوں نے خود اپنے آپ کو بگاڑ لیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب در بنوعدر حضرت ابراہیمؑ سے ملتا ہے اور عدنان سے حضرت اسمٰعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے (روض الانف) اور عدنان حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہیں توراۃ میں مذکور ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ایک بیٹے قیدار کی اولاد میں عدنان ہیں ان کی اولاد حجاز میں بکثرت پھیلی اس میں حضرت نبی کریمؐ کا خاندان ہر دور میں بہت ممتاز رہا لیکن نضر بن کنانہ نے سب سے پہلے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا نضر کے بعد فہر قصی بن کلاب نے بہت اقتدار و عظمت حاصل کی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ متولی حرم خلیل خزاعی تھے جن کی لڑکی حبی کی شادی قصی کے ساتھ ہو گئی اس خویشی کے تعلق کی بنا پر خلیل کی وصیت کی مطابقت میں تولیت حرم قصی کو تفویض ہو گئی اور ان کا اقتدار اور بڑھ گیا جس کے بعد دار الندوہ قائم ہوا۔ قریش کو جب تیاری جنگ یا کسی اور کام کا اقدام کرنے تو وہ اسی دار الندوہ میں مشورہ کے لئے جلسے کرتے تمام معاشرتی تقاریب کی رسم اسی عمارت میں ادا کی جاتی تھیں گویا یہ عمارت انھیں مخصوص کاموں کے لئے بنائی گئی تھی (زرقانی)

ہاشم کے یادگار زمانہ کارنامے

قصی نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ ممتاز اور یادگار زمانہ کام یہ کیا ہے کہ ایک روز تمام قریش کو جمع کرکے ان کے سامنے ایک موثر اور معرکہ آرا تقریر کی اور کہا کہ لوگ کثیر تعداد میں زیارت حرم کے لئے آتے ہیں ان کی میزبانی قریش کا فریضہ عمل ہے چنانچہ اسی وقت ایک رقم کا تعین ہوگیا جو زائرین و حجاج کے آرام و طعام میں صرف کی جایا کرے انھی نے حجاج کے پانی کے لئے چرمی حوض بنائے مشعر حرام تیار کیا جس پر ایام حج میں چراغ جلائے جاتے ہیں اور قریش کو حرم کے اردگرد آباد کیا قصی کے عبدالدار، عبد مناف عبدالعزی، عبد بن قصی، تخمر اور برہ چھ اولاد ہوئیں عبدالدار سب بھائیوں میں نا قابل تھے لیکن قصی نے حرم محترم کے تمام مناصب انہی کو دیئے لیکن بعد کو قریش کی سرداری عبد مناف نے حاصل کی یہی عبد مناف حضور نبی کریمؐ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ عبد مناف کے بھی چھ اولاد تھیں لیکن ان میں ہاشم سب سے زیادہ وجیہہ جری اور صاحب اثر تھے ہاشم نے عبدالدار کی اولاد سے مناصب حرم بھی حاصل کرلئے اور اس شان طمطراق کے ساتھ زندگی بسر کی کہ ہر طرف ان کا سکہ بیٹھ گیا تجارت کو بھی ترقی دی قیصر روم اور شاہ حبش کو لکھ کر ان سے عربوں کے مال تجارت پر ٹیکس نہ لئے جانے کے فرمان حاصل کرلئے یہ ہاشم ہی کی سعی مشکور کا ثمرہ تھا کہ عربوں کی تجارت دور دراز ممالک تک وسیع ہوگی۔ ہاشم کے وقت تک عرب کی تجارت بہت محدود تھی راستے پرخطر تھے انہوں نے مختلف قبائل میں دورہ کرکے ان سے معاہدات کئے کہ وہ کاروان قریش کو نقصان نہ پہنچائینگے جس کے صلہ میں کاروان قریش ان کی ضرورت کی اشیاء لیکر خود ان کے پاس جائیگا اور خرید و فروخت کریگا یہی وجہ تھی کہ قریش جنوب میں یمن، شمال میں شام و ایشیائے کوچک اور مشرق میں عراق و بحرین تک تجارت کرتے تھے مگر جہاں جاتے تھے عزت ہوتی تھی انقرہ میں قیصر خود نہایت عزت کرتا تھا اور کبھی ان کا قافلہ نہ لٹتا تھا ہاشم حجاج کی بھی میزبانی نہایت سیر چشمی سے کرتے تھے ایام ایک دفعہ سخت قحط پڑ گیا تو ہاشم نے شوربہ میں روٹیاں چور کرکے لوگوں کو کھلائیں ان خدمات جلیلہ نے ہاشم کی شہرت و اقتدار کو چار چاند لگا دیئے انھوں نے بنی نجار کی ایک شریف و حسین عورت سلمٰی سے مدینہ میں شادی کرلی تھی جس سے شیبہ پیدا ہوئے چونکہ ہاشم ان کے پیدا ہونے سے قبل ہی شام میں انتقال کرگئے تھے سلمٰی مدینہ رہتی تھیں وہیں آٹھ برس تک شیبہ پرورش پاتے رہے ہاشم کے بھائی مطلب کو یہ پتہ لگا کہ میرے بھائی کا ایک لڑکا مدینہ میں پرورش پا رہا ہے اس لئے فوراً لے آئے اور پرورش شروع کی اور عرب کے محاورہ کے مطابق ان کا نام عبدالمطلب مشہور ہوگیا (زرقانی و طبرانی)

عبدالمطلب کی صولت

عبدالمطلب آخر ہاشم کے بیٹے تھے بہت شان و شکوہ کے ساتھ زندگی بسر کی چاہ زمزم کو از سر نو تعمیر کرایا انہوں نے منت مانی تھی کہ اگر میرے دسوں بیٹے میرے سامنے جوان ہوگئے تو ایک کو خدا کی راہ میں قربان کرینگے جب یہ آرزو پوری ہوئی تو قرعہ عبداللہ کے نام پر نکلا انھیں لیکر قربانگاہ جارہے تھے کہ بہنیں رونے لگیں اور کہا کہ آپ ان کی جان کے عوض میں دس اونٹ قربان کردیجئے عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر پھر عبداللہ ہی کا نام نکلا ہر بار دس اونٹ بڑھا دیئے جاتے تھے مگر قرعہ برابر عبداللہ ہی کے نام پر نکلتا چلا جاتا تھا جب سو اونٹوں پر نوبت پہنچ گئی تو قرعہ بدلا اور عبداللہ کی جان بچی عبدالمطلب کے بیٹوں میں ابولہب، ابو طالب، عبداللہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس نے زیادہ شہرت پائی عبداللہ کی شادی قبیلہ زہرہ کی ایک لڑکی آمنہ سے ہوئی جو قریش کے تمام ممتاز خاندانوں میں ممتاز درجہ رکھتی تھیں (سیرۃ ابن ہشام)

شادی کے وقت عبداللہ کی عمر سترہ سال سے کچھ زیادہ تھی (زرقانی) عبداللہ تجارت کے لئے شام گئے تھے واپسی میں مدینہ ٹھیرے بیمار ہوئے اور وہیں انتقال کیا چونکہ یہ خاندان میں سب سے زیادہ عزیز اور ممتاز تھے اس لئے سب کو آپ کے انتقال کا بیحد صدمہ ہوا۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ حسب و نسب کے اعتبار سے نہایت شریف اور ممتاز تھے لیکن تعصب کی آنکھ کو تو اچھی چیزیں بھی عیوب نظر آجاتے ہیں۔ نولدیک اور مارگولس نے پوری سعی کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو مبتذل ثابت کیا جائے چنانچہ مارگولس نے تو نہایت جسارت کے ساتھ یہاں تک لکھ دیا کہ:-

"یہ بالکل ظاہر ہے کہ محمدؐ ایک غریب اور ادنیٰ خاندان سے تھے"

ذرا ان حضرات کے دلائل و قیاسات بھی سننے چاہیئے کہ یہ دلائل پیش نہ کرتے تو دنیا کو فریب کس طرح دے سکتے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ قریش کو حیرت تھی کہ ان میں ایسا پیغمبر کیوں نہ بھیجا گیا جو شریف خاندان سے ہوتا جو آیت مارگولس نے استدلال کا پیش کی ہے یہ ہے

وقالوا لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم

یعنی کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو شہروں (مکہ و طائف) کے کسی رئیس پر کیوں نہ اترا۔ مارگولس نے تو بزعم خود ثبوت میں ایک آیت پیش کرکے اپنے دعوی باطل کی صحت ثابت کردیا اب یہ اس کی بلا کو غرض پڑی تھی کہ وہ عظیم و شریف کے فرق کو دیکھتا یہاں صراحتاً ایک لفظ عظیم

موجود ہے جس کے معنے محاورہ عرب میں دولت و اقتدار والے کے ہیں نیز قریش کو آپ کی شرافت نسبی پر اعتراض نہ تھا بلکہ کہتے تھے کہ یہ طائف و مکہ کے دولتمندوں پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔

نسل براہیمی کی عظمت

دوسرا استدلال یہ ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم کو ان کے عروج کے زمانہ میں اس درخت سے تشبیہ دی تھی جو کوڑے پر اگتا ہے اس سے بھی مارگولس کا مطلب پورا نہیں ہو سکتا اگر قریش کے کہنے ہی پر باور کیا جائے تو وہ تو سب کچھ کہتے تھے جادوگر شاعر دیوانہ اگر یہ چیزیں غلط ہیں تو یہ الزام بھی لازماً غلط ہونا چاہیئے۔ تیسرا استدلال یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے فرمایا کہ آج شرفائے مکہ کا خاتمہ ہو گیا لیکن سیاق عبارت سے ظاہر ہے کہ خطاب مکہ کے جبارین و منکرین کی طرف ہے شرافت امیروں اور رئیسوں کے لئے مخصوص نہیں غریب بھی شریف ہوتے ہیں مگر جبر و کبر امراء کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ سب پر واضح کر دیں کہ اس فتح نے ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا جو غرور و نخوت میں ڈوبے ہوئے تھے اور کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چوتھا استدلال یہ بھی ملاحظہ کیجئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطنت کی طبیعت ادھر ادھر برابر ہاتھ مار رہی ہے اور جو تنکہ بھی ہاتھ میں آ جاتا ہے اٹھا لیا جاتا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ کو جب ایک شخص نے مولے کے لقب سے یاد کیا تو آپ نے اس سے انکار کیا "بھلا اس سے آپ کی شرافت نسبی کا ابطال کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ آپ نے اس کے ساتھ یہ بھی تو کہا تھا کہ مولیٰ کا لفظ خدا کے ساتھ مخصوص ہے اور میں تو خدا کا بندہ ہوں لیکن تعصب نے مارگولس کو تحریف لفظی پر بھی آمادہ کر دیا اور اس نے پچھلا جملہ کو قطعاً چھوڑ دیا نولدیک اور مارگولس نے جو کچھ لکھا اور کہا اپنے تعصب کے جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کیا ہے وہ آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن ایک اور صاحب سر ولیم میور ہیں جو ہمارے صوبہ میں گورنر بھی رہ چکے ہیں انھیں حضور نبی کریم کے نسل حضرت اسمٰعیل میں ہونے ہی سے انکار ہے مگر دنیا تنہا ایک ان کی زہر تعصب میں ڈوبی ہوئی تحریر پر ایمان لائے گی یا سید با عربی داں ایرانی اور یہودی مورخین کی متفقہ رائے کو وقعت دیگی اسے بھی جانے دیجئے فارسٹر صاحب ایک یورپین ہی ہیں وہ اپنی کتاب جغرافیہ تاریخی عرب میں نہ صرف قریش بلکہ تمام شمالی عرب و حجاز کو ابراہیمی نسل تسلیم کرتے ہیں بہرکیف حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ایک نہایت شریف اعلیٰ اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے۔

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر بڑا مشہور میلاد نامہ جس کی عالمانہ نظمیں زبان زد خلائق ہیں، انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے چلتی قلم ہے عورتیں بہت شوق سے پڑھتی ہیں قیمت ۶ ر

نور الایمان یہ خاص عورتوں کی زبان میں ہے بہت دلچسپ انداز ہے صاف لکھائی چھپائی ہے موٹا قلم ہے۔ نظمیں نعتیہ غزلیں بہت دلنواز ہیں عورتوں کے لئے صدہا نصیحتیں ہیں یہ میلاد عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ قیمت ۶ ر ۱۴۲ صفحات

دونوں یکجا مجلد ہیں دونوں کی قیمت دس آنے محصولڈاک ۹

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۶۷۴ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں کا اور اعلیٰ اجر عبادات الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد عہ رعایتی ۱۲ ار محصولڈاک ۹ ر کل عہ

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود تصنیف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کی کئی سال سے انتظار تھا اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی عزیز سہیلیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جا سکے نثر کے ساتھ ساتھ نظمیں بھی ہیں آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے۔

قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک ۶ ر کل عہ

شمائل ترمذی

یعنی رسول اکرم کا حلیہ اور آپ کے خصائص مبارکہ عربی میں بھی ہے اور اردو میں بھی بڑی زور ریناد ضبط یہ کتاب ہو ابتک جس قدر اور جتنی زبانوں میں یہ کتابیں چھپی ہیں سب سے افضل ہے۔ لقائے رسول کا کون مشتاق نہیں و خصائص عالیہ کا کون پرستار نہیں ہو اور کون نہیں چاہتا کہ اپنے آقا اور مولا کی سچی تصویر اپنے سامنے نہ رکھے یہ کتاب حمیدیہ پریس دہلی نے ابھی منگوائی ہے کیونکہ بہت ہی پسندیدہ ہے بڑی تقطیع اعلیٰ کاغذ عمدہ چھپائی۔ قیمت ایک روپیہ محصول سات آنے کل عہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

ظہور قدسی

مطلع عالم پر ظلم و عدوان کی تیرہ و تار گھٹائیں ہجوم کئے ہوئے تھیں چمنستان دہر میں عصیان و سرکشی کی باد سموم بربادیاں پھیلائے ہوئے تھی ریگزار عرب کے ذرے ذرے سے تہذیب کی ناہنجار سے بڑے جھلس رہے تھے کائنات انسانیت پر گھٹا ٹوپ اندھیاری مسلط تھی یعنی ارض پر انسان نہیں انسان نما درندے انسانوں کے بجائے آباد تھے کہیں جور و ستم کے شعلے بھڑک رہے تھے کسی طرف حرمان و نامرادی کی چیخیں تھیں اور کہیں فتنہ و فساد کی تباہیاں۔ انسان بھیڑیوں کی طرح لڑتے۔ وحوش کی طرح رہتے اور حیوانوں کی طرح جیتے تھے بحر و بر اور سپید و سیاہ پر فتنہ باریوں کا تسلط تھا ہر طرف سرگشتیاں تھیں اور ہر سو قیامت خیزیاں اللہ کی ناموس مٹ رہی تھی بنی اسرائیل کی عظمت رسوائے عالم ہو کر رہ گئی تھی اللہ کا نام لینے والے تو بہت تھے اللہ کو پوجنے اور سمجھنے والا کوئی نہ تھا جو گردنیں آستانہ ایزدی پر خم ہونی چاہئے تھیں وہ خود تراشیدہ خداؤں کے سامنے جھکی ہوئی تھیں کہیں لات و ہبل کی جے پکاری جا رہی تھی اور کہیں دشنو اور اگنی دیوتا پوجے جا رہے تھے اندوہ حرمان کی صدائیں غم و نامرادی کی فریادوں اور مظلوموں کی چیخوں سے گنبد افلاک پڑا گونج رہا تھا۔ یتامیٰ کی آہیں ایامیٰ کے شیون ضعفا کے نالے عرش الٰہی کو جنبش میں لا رہا تھا۔

معجز طرازی موسیٰ جانفزائی مسیح اور توحید ابراہیم کی متاع گرانمایہ لٹ چکی تھی۔ ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں اور ابر و باد کی تردستیاں فنا ہو چکی تھیں عالم قدس کے انفاس پاک اور کارکنان قضا و قدر کی کار فرمائیاں سب خوابگاہ عدم میں خوابیدہ ہو چکی تھیں کائنات پر ایک گہری غنودگی طاری تھی سیارگان فلک کی بزم آرائیاں قنادیل آسمان کی ضیا باریاں سب کرہ ارض کی تاریکیوں میں ڈوب کر رہ گئی تھیں چین و ہند ایران و شام عراق و عرب اور مصر و یورپ کہیں بھی کسی جگہ بھی کسی طرف بھی روشنی کا نام نہ تھا آفتاب توحید کی جلالت اور درخشانی عصیان و تمرد کے حجابات ظلمت میں روپوش تھا خیال بھی نہ رہا تھا۔ تصور بھی قائم نہ ہو سکتا تھا کہ کبھی بزم عالم بھی سجائی گئی تھی جہاں نادرہ کار کی کسی کرشمہ کشی نے کبھی اس کرہ ارض کو بھی نوازا تھا اور چمنستان و مرغزار کسی دن روح پرور بہاریں کھیلی تھیں یکایک غیرت حق نے کروٹ لی رحمت الٰہی کے بحر بیکراں میں بلند و نوازیوں

کی موجیں بلند ہونی شروع ہوئیں عبد کی ضلالت و نامرادی کی طرف معبود کا گوشہ چشم کرم مبذول ہوا بندے پھر بندہ ہیں اور آقا پھر آقا ہے تمرد و سرکشی کی مکافی سزا مل چکی تھی جہنم کا پیٹ جہنم والوں سے گونہ لبریز ہو چکا تھا کوئی رحم کرنے والا فریاد سننے والا سر پر ہاتھ رکھنے والا نہ تھا اور خورشید و ملت و جبل ارض و سما شجر و حجر سیارہ و ثوابت ابر و باد سب حکم کے بندے اور سب مجبور تھے۔

کون زبان ہلا سکتا تھا ملائکہ مقربین کا زہرہ تھا جو اشارہ چشم دیکھے بغیر حرکت کرتے، بہاروں کی مجال تھی جو منشا پائے بغیر برباد شدہ عصیان گلشن کی طرف رخ کرتیں، شمس و قمر کی طاقت تھی جو اس تیرہ خاکدان کو اپنی شعاعوں اور ضیا باریوں سے روشن کر سکتے، رحم کرنے والے کو رحم آیا کرم کرنے والے کو مائل کرم دیکھا آقائے حقیقی کا اشارہ پایا تو شمعیں دفعتہ جگمگا اٹھیں ماہ و خورشید کی شعاعیں منور ہو گئیں ارشاد و ہدایت کا چشمہ ابلا، توحید کا غلغلہ بلند ہوا چمنستان سعادت میں بہاریں کھیلنے لگیں اور پرتو حسن سے اخلاق انسانی کا آئینہ چمک اٹھا یعنی وہ تاریخ آگئی جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے مدتہائے دراز تک لیل و نہار کی کروٹیں بدلی تھیں وہ صبح جانفزا طلوع ہوئی جس کے شوق ترصد و نظارہ سیارگان فلک ازل سے چشم براہ تھے، شہنشاہ کونین تاجداران عرفان فرمانروائے کائنات شاہ عرب، یتیم عبد اللہ بی بی آمنہ سے پیدا ہوئے۔ ربیع الاول کی ۱۲ اور ۵۷۰ء کے اپریل کی بیسیں تاریخ تھی کہ ولادت نبوی کا نور ایک پردہ ضیا بنکر تمام عالم امکان پر مسلط ہو گیا اللہم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

اسی رات کو کفر کی بستیوں میں آندھیاں برپا ہوئیں شیاطین عالم کے تخت اوندھے ہو گئے، شر و فتن کے دفتر الٹ گئے، بتکدوں میں کہرام مچ گیا آتشکدہ فارس بجھ گیا دریا ساوہ کی روانیاں سراب بن گئیں آذرکدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی صولت و دم شوکت عجم شکوہ چین اور سطوت ہند کے ایوانہائے فلک بوس منہدم ہو گئے ایوان کسریٰ کے چودہ کنگورے گر پڑے۔

اس ساعت فرخ فال اور اس دور ہمایوں کی صبح جانواز کی بہار آفرینیوں کا حقیقی اندازہ کچھ تو اس وقت کی کائنات کے ذرہ ذرہ سے

ہوں گے یا کچھ اہل عرفان کے قلوب کر سکتے ہیں اس مژدۂ ولادت
کو سنتے ہی ساری کائنات کھلکھلا اٹھی اور ایک نئے دور اور خوشگوار
دور کا آغاز ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول وہ ماہ مبارک ہے جس میں ارض
الٰہی کی روحانی و دنیاوی خلافت کا تذکرہ بنی اسرائیل سے لیکر بنی
اسمٰعیل کو دیدیا گیا۔ خلاق عالم نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا تھا کہ
ہم دنیا کی خلافت اپنے صالح بندوں کو عطا کریں گے ان الارض
یرثھا عبادی الصالحون صالحیت کی اہلیت دو ہزار سال تک بنی
اسرائیل کی وراثت و نبوی کا عنوان بنی رہی اور نیابت الٰہی کی ورثہ
اس پوری مدت میں اسرائیلیوں ہی کے لئے وقف رہا اور انھیں تمام
عالم پر فضیلت دی لیکن جب بنی اسرائیل سے صالحیت و اہلیت کا
کار رنگ اڑ گیا اور بنی اسمٰعیل اور بنی اسمٰعیل اس منصب پر ہمیشہ کے لئے
فائز کر دیئے گئے خدائے عزوجل نے جو بشارت حضرت داؤد کو دی جو پیمان
حضرت اسحاق و یعقوب سے کیا اور جو مژدہ حضرت موسیٰ کو سنایا وہ
عملی صورت میں سامنے آگیا لیکن بنی اسمٰعیل کی نااہلیاں اسے کھو بیٹھیں
ثم جعلناکم خلائف فی الارض لننظر من بعدکم کیف تعملون
بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تمھیں دنیا کی نیابت و وراثت عطا کی
کہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔ بنی اسمٰعیل کے عمل بہتر نکلے اللہ تعالیٰ نے
جلد ان کے سروں پر تاج خلافت رکھدیا اور پوری دنیا پر انھیں فضیلت
دی اس وقت ماہ ربیع الاول کا ورود واقعی ہماری فائز المرامیوں
اور عظمت آرائیوں کی یادگار تھا اور اس کی آمد ہمارے لئے مژدۂ جانفزا
سے کم نہ ہوتی تھی لیکن آہ آج جبکہ ہم خود صالحیت کی صفات سے
محروم ہو کر اپنی خلافت و عظمت دونوں کھو چکے اور حرمان و اندوہ کی
سرگشتگیوں میں مبتلا ہیں تو ہمارے لئے ربیع الاول کا ماہ مبین بجز
عیش و سرور نہیں باعث افزونی ملال و کرب ہے جب ادبار و نامرادی
کی راتیں ہم پر مسلط ہوں تو ہمیں کیا مسرتیں نصیب ہو سکتی ہیں
جب ہم عبادی الصالحون تھے تو اللہ کا [illegible] کی مگاریاں ہمیں بھی
مسرور کیا کرتی تھیں اب ادبار و نامرادی نے زیست [illegible] کبھی تو
[illegible] ربیع الاول [illegible]
کی نوید پہنچائے۔

پیغمبر اعظم کی رضاعت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز تو حضرت ثوبیہ نے دودھ پلایا جس کے بعد آپ کے چچا ابولہب کی کنیز [illegible] تو [illegible] مسرت پر مامور ہوئی اور وہ آپ [illegible] ثوبیہ نے ولادت نبوی کی اطلاع ابولہب کو پہنچائی تو اس کے صلہ میں اس نے اسے آزاد کر دیا تھا اور ابولہب کو محض اس
ولادت نبوی کا یہ انعام ملا کہ ہفتہ میں ایک روز کے لئے اُسے
عذاب دوزخ سے نجات مل گئی جیسا کہ عبد المطلب نے خواب میں
دیکھا تھا کہ ابولہب شدید عذاب میں مبتلا ہے اور کہتا ہے کہ ولادت
نبوی پر جو مجھے مسرت ہوئی تھی اس کا یہ ثمرہ ملا ہے کہ ہفتہ میں
ایک روز کہ دو شنبہ یوم ولادت ہے عذاب جہنم سے نجات پاتا ہوں
رسول کریم ثوبیہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ حضرت بی بی خدیجہ کے
گھر جب ثوبیہ آتی تھی تو آپ اس کے ساتھ بہت احترام سے پیش
آتے تھے۔ ہجرت کے بعد بھی آپ نے مدینہ منورہ سے ثوبیہ کے لئے
تحائف بھیجے تھے

عرب میں دستور تھا کہ شیر خوار بچے پرورش و تربیت کیلئے شہر یا
کے اطراف و دیہات میں بھیج دیئے جاتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پرورش
پاکر فصاحت و بلاغت کا جوہر پیدا کر سکیں اور عربی خصوصیات بحالہ
قائم رہیں شہر ناز و نعمت کے بچوں کو دیہاتی و [illegible]
[illegible] بنی امیہ کے وقت [illegible]
کوفہ اور کوفہ سے دمشق کو منتقل ہوا [illegible] شاہانہ شکوہ و [illegible]
رنگینی و تہذیب میں رنگ گئے گراں کے امرا کے بچے پرورش
کے لئے صحراؤں میں بدوؤں کے گھروں میں برابر بھیجے جاتے رہے صرف
ایک ولید وہ شاہزادہ تھا جس کی پرورش حرم شاہی میں ہوئی یہی وجہ
ہے کہ وہ بنی امیہ میں تنہا وہی شخص تھا جو عربی صحیح نہیں بول سکتا
تھا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قبیلہ بنی سعد
میں پلا ہوں یہی وجہ ہے کہ فصیح زبان بولتا ہوں [illegible] نے بھی
اعتراف کیا ہے کہ رسول کریم کی [illegible]
موافق تھی اخلاق آزاد تھے اور جسمانی حالت [illegible]
آپ نے پانچ سال تک بنی سعد میں پرورش پائی

حلیمہ کی سعادت

[illegible]

کوئی ایسی عورت بھی ہے جسے کوئی بچہ نہ ملا ہو حلیمہ سعدیہ کی آنکھوں میں سخا امید کی جھلک پیدا ہوئی آپ بڑھیں دیکھا تو عبد المطلب سردار قریش کھڑے پکار رہے ہیں آپ نے سلام کیا آداب بجا لائیں اور عرض کیا ہے اس وقت تک کوئی بچہ نہیں ملا عبد المطلب نے نام اور پتہ پوچھا اور مسکرا کر کہنے لگے کہ حلہ و سعد کی دو خصلتیں خوب فراہم ہیں پھر فرمایا کہ اے حلیمہ میرا ایک یتیم بچہ ہے جس کا نام محمدؐ ہے میں تمام زنان بنی سعد سے کہہ چکا ہوں مگر اس کی یتیمی کے باعث کوئی عورت آ لے لینے پر آمادہ نہیں ہوئی کہ انھیں نفع کی کوئی امید نہ تھی مجھے امید ہے کہ تم اسے قبول کر لوگی۔ حلیمہ کے شوہر حارث بھی ساتھ تھے انہوں نے ابھی انتظار ہی کی بشارت کے خواب دیکھے تھے اُن سے جو حلیمہ سعدیہ نے ماجرا بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے دیر نہ کرو جلد جا کر لے آؤ ایسا نہ ہو کہ اس اور مسرح عظمت وسعادت کو کوئی اور عورت لے لے۔

بھائی نے اعتراض بھی کیا لیکن پھر آپ نے ایک نہ سنی اور آپ انھیں ساتھ لیکر چلی آئیں اور پرورش کرنے لگیں آپ کے قدوم میمنت کی یہ برکت تھی کہ اسی روز سے حلیمہ کی حالت سنبھلنی لگی اور فارغ البالی پیدا ہونی شروع ہو گئی گھر میں بکریوں کے ریوڑ رہنے لگے اور برکات کا نزول ہونے لگا۔

صغر سنی کی دلربا حرکات وسکنات

حلیمہ سعدیہ کی بیٹی

شیما کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد موانست پیدا ہو گئی تھی وہ آپ کو بہلایا کرتی تھیں اور گود میں لئے رہتی تھیں آپ دو برس تک متواتر حلیمہ سعدیہ کے آغوش میں پرورش پاتے رہے اسکے بعد حلیمہ سعدیہ آپ کو مکہ لیکر آئیں اور آپ کی والدہ ماجدہ کو سپرد کرنا چاہا لیکن اس وقت چونکہ مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی بیماری بہت تھی اس لئے بی بی آمنہ نے کہا کہ ابھی بچہ کو واپس لیجاؤ پھر لیکر آنا تحقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کتنی مدت بنی سعد میں رہے البتہ ابن اسحاق نے وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ چھ سال تک حلیمہ سعدیہ کے یہاں رہے یہ اسی طویل قیام کا اثر تھا کہ آپ کی زبان بہت فصیح ہو گئی تھی کیونکہ اس قبیلہ کی فصاحت عرب میں مشہور تھی اس دور میں کہ آپ آغوش حلیمہ میں تھے اور عقل وشعور پیدا نہ ہوا تھا بفحوائے "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" آپ کی تمام ادائیں اور حرکات وسکنات حد درجہ دلنشیں اور دلربا تھے جس طرح بچے وقت بے وقت بدلتے رہتے ہیں آپ کی یہ عادت نہ تھی بہت کم روتے تھے بول وبراز وقت پر کرتے تھے کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ نے آغوش حلیمہ میں پیشاب کر دیا ہو گود میں پڑے مسکراتے اور کلکاریاں مارتے رہتے تھے۔

رضاعی بہن بھائی

حضرت حلیمہ کے شوہر کا نام حارث بن عبد العزی تھا بہت معقول اور شفقت کرنے والے انسان تھے آپ بچپن ہی سے بہت محبت کرنے لگے تھے جب آپ نے اعلان نبوت کیا تو سیدھے مکہ آئے ملے خوش ہوئے اور اسلام لے آئے (اصابہ فی احوال صحابہ)

حضرت حارث جس وقت مکہ آئے ہیں اور آپ سے ملے ہیں اسی وقت کہا محمدؐ یہ تم کیا کہتے ہو آپ نے برجستہ جواب دیا کہتا کیا ہوں وہ دن دور نہیں کہ آپ کو دکھاؤں گا کہ میں سچ کہتا تھا اتنا سنتے ہی آپ کے قلب پر اتنا اثر پڑا کہ کھڑے کھڑے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین تو رضاعی بھائی تھے جن کے اسماء عبد اللہ، انیسہ، اور حذیفہ تھے اور ایک بہن تھیں جن کا نام تو حذافہ تھا مگر قبیلہ میں مشہور شیما کے لقب سے ہوئیں ان میں سے عبد اللہ اور شیما تو اسلام لے آئے باقیوں کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام لائے یا نہیں یہ سب بہن بھائی آپ سے بیحد محبت کرتے تھے اور آپ کو بھی ان سب سے محبت تھی حضرت حلیمہ تو آپ کی رضاعی ماں ہی تھیں اُن کے آغوش میں آپ نے پرورش پائی تھی بے انتہا محبت ہونی ہی چاہیئے تھی لیکن آپ نے ہر دور اور ہر حالت میں ان کی عزت کی زمانہ نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ "میری ماں" "میری ماں" کہتے ہوئے اُن سے لپٹ گئے اور اُن کے پاس برابر تحفے اور تحالف بھیجتے رہے۔

چونکہ آپ کے والد ماجد آپ کو بطن مادر ہی میں چھوڑ کر عین عنفوان شباب میں یعنی ۲۴ سال کی عمر میں فوت ہو گئے تھے اس لئے آپ کے دادا عبد المطلب کو آپ سے بیحد محبت تھی اتنی کہ جس وقت انہوں نے ولادت کی خبر سنی ہے مسرور وشاداں دوڑے ہوئے گھر میں آئے۔ گود میں اٹھا لیا حصول برکت کے لئے اسی وقت خانہ کعبہ میں لے گئے اور وہاں بچشم پرنم پوتے کی صحت وعافیت کی دعا مانگی، دھوم دھام سے عقیقہ کیا قربانی کی اور تمام قریش کو ایک پرتکلف دعوت دی اس دعوت میں اکابر قریش نے جب عبد المطلب سے بچہ کے نام کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے جواب میں محمدؐ کہا اور اس پر لوگوں نے حیرت واستعجاب کے ساتھ پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے مروجہ ناموں کو چھوڑ کر محمدؐ نام کیوں رکھا تو آپ نے اسی وقت انتہائی محبت کے ساتھ یہ یادگار اور تاریخی الفاظ زبان سے کہے تھے کہ میں نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میرا بیٹا بڑھکر دنیا بھر کی تعریف وتوصیف کا مستحق قرار پائے گویا قدرت نے ایک حقیقت کو ان کی زبان پر جاری کر دیا تھا انھیں کیا خبر تھی کہ دنیا تو دنیا خود "دنیا والا" خدائے وحدہ لاشریک لہ اس بچہ کا ثناخواں ہوگا آپ نے یہ پیشینگوئی

بھی کی تھی کہ یہ بچہ ایک دن شمس و قمر کی طرح چمکیگا اور خاندان کا نام روشن کرے گا۔

بچپن کی سلیقہ مندی

حلیمہ سعدیہ خود فرماتی ہیں کہ میں نے جو سلیقہ اور تمیز اس چھوٹی سی عمر میں اس بچہ میں مشاہدہ کی وہ کسی بچہ میں نہ دیکھا اس کے تمام اطوار نہایت شائستہ تھے اور بچوں کی طرح خاک اور دھول میں لوٹنے سے بچتے تھے فطرتاً صفائی پسند تھے صاف زمین پر کھیلتے تھے بچوں سے لڑنے اور جھگڑنے کی عادت بالکل نہ تھی ہر وقت ہشاش بشاش رہتے تھے دودھ بھی وقت پر پیتے تھے اور کھانے بھی وقت پر کھاتے اپنی کسی رضاعی بہن کو روتا دیکھتے تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے ایسی سلیقہ مندی کی باتیں کرتے تھے کہ تعجب ہوتا تھا میرے ساتھ تو گویا عشق تھا۔

جب آپ کا سن مبارک چھ برس کا ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ آپ کو لیکر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں، اور ایک ماہ تک وہیں قیام پذیر رہیں وہاں سے واپس ہو رہی تھیں کہ اثنائے راہ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ آپ کی ننھی جان پر اس کا سخت صدمہ ہوا ہوگا اتنی سی عمر میں ماں اور باپ دونوں کی شفقت سے محروم ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی یہ تو وہ شفیق دادا تھی جن کی محبت و سرپرستی نے یتیمی کے داغ کی آتش افروزی کو مٹا دیا تھا اگلے سال فوت ہو گئے اور آپ کی کفالت آپ کے چچا کے سپرد ہوئی جن کا نام ابوطالب تھا آپ کو قیام مدینہ کے زمانہ کی تمام باتیں یاد تھیں چنانچہ عہد نبوت میں جب آپ ایک مرتبہ بنی عدی کی منازل سے گزرے تو فرمانے لگے کہ میں جب اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ آیا تھا تو انہوں نے یہیں قیام کیا تھا اور یہی وہ تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا تھا اور اسی میدان میں میں ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ بی بی آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئی تھیں جو مدینہ میں مدفون تھے واپسی کے وقت جب وہ مقام ابواء میں پہنچیں تو ان کا انتقال ہوا اور ام ایمن آپ کو وہاں سے لیکر واپس آئیں تھیں۔

بحیرہ راہب کی پیشینگوئی

جب آپ کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو آپ بکریاں چرانے لگے فرانس کے ایک مورخ نے لکھا ہے کہ "ابوطالب چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ذلیل رکھتے تھے اس لئے ان سے بکریاں چرانے کا کام لیتے تھے" لیکن اس مورخ نے اپنے زمانہ کی حالت پر قیاس کرکے یہ خیال قائم کیا ورنہ عرب میں تو بڑے بڑے شرفاء و امراء کے بیٹے بکریاں چرایا کرتے اسے کیا خبر کہ یہ بکریاں چرانا عالم کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا۔ آپ اس زمانہ کی سادہ اور پر لطف زندگی کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے آپ کی عمر بارہ ہی برس کی تھی کہ آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام گئے راستہ میں بحیرا راہب کی خانقاہ میں ٹھیرے جس نے ابوطالب سے کہا کہ یہ لڑکا "سید المرسلین" ہوگا۔ پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہنے لگا کہ جب تم لوگ پہاڑ سے اترے ہو تو میں نے دیکھا کہ تمام درخت اور پتھر سجدہ میں جھک گئے۔ آپ کا بچپن اور لڑکپن بھی نہایت متین و سنجیدہ تھا کبھی خرافات و لغویات میں حصہ نہ لیتے تھے بڑوں اور بزرگوں کا پورا ادب کرتے تھے لڑائی جھگڑوں سے خود بھی مجتنب رہتے اور دوسرے لڑکوں کو بھی روکتے تھے خوب جسیم اور تنومند تھے اس لئے لڑکے آپکا کہنا مان لیتے تھے کبڈی تیراکی اور ورزشی کھیلوں میں شرکت فرماتے تھے ہر شخص آپسے محبت کرتا تھا۔ کبھی کوئی لفظ زبان سے برا نہ نکالتے تھے۔

رؤف الرحیم

۱۳۵۱ھ کے سب سے بڑے میلاد نامہ کے پڑھنے کے بعد کون ہے جو رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہو جاتا اور کون ہے جو والہانہ انداز میں جھوم نہیں لگتا عاشق رسول حضرت ابو الکمال احمد دہلوی جو عشق رسول میں اپنا سب کچھ لٹا چکے صرف اپنی زندگی کا ماحصل کتاب رؤف رحیم کو عوام کے لئے لائے ہیں اٹھیئے اور آنکھوں سے لگا کے پڑھیئے اور جھومئے یہ اضطراب محبت آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیگا پھر ایک ایک سنت ہیں وہ وہ نکات بتائے ہیں کہ رسول کریم کا ہر عاشق پھڑک پھڑک جائے ۔ پانسو صفحات مجلد قیمت رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) محصولڈاک ۱۰ر

پتہ :- دفتر مولوی وحیدیہ پریس دہلی

میلاد نامہ

از حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اس کے تیرہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ایک سو ۴۲ صفحہ کی کتاب ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔ فضیلت و استنباط میلاد حضور کے بزرگوں کے حالات ولادت آنحضرت صلعم اور طفولیت سے شادی تک کے حالات ہیں اس کے بعد دوسرا حصہ رسالت سے شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیم کی بشارتیں معراج، غریب مسلمانوں پر ستم حضرت حمزہ کا اسلام مسلمانوں کا بائیکاٹ ہجرت جہاد کے پورے حالات حضرت عائشہ پر تہمت کا واقعہ اور امہات المومنین کے حالات فتح مکہ اور رسول کی رواداری غرضکہ وفات رسول تک کے پورے حالات ہیں۔

قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر پتہ :- دفتر مولوی وحیدیہ پریس دہلی

مقدس جوانی

جوانی سب پر آتی ہے سب جوان ہوتے ہیں انسان تو پھر انسان ہے نباتات و حیوانات تک میں جوانی ایک ہیجان اور جذبات کا طوفان پیدا کر دیتی ہے جوانی ہے کیا؟ چمن زندگی کی بہار اور کائنات انسانی کی ایک امنگ ہے جب بہار آتی ہے امنگ پیدا ہوتی ہے تو یہ جہاں ہو جس چیز میں ہو ایک دلربائی اور غضب کی کشش پیدا کر دیتی ہے چمن شگفتہ ہو جاتا ہے پھول کھل جاتے ہیں دریا جوش میں آ جاتے ہیں باغ و راغ میں ایک حسن اور سبزہ زار میں ایک شگفتگی پیدا کر دیتی ہے اس لئے جوانی کو ہم ایک کشش ایک دلربائی ایک بہار ایک دیوانگی ایک حسن اور ایک ولولہ کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں جس نے جوانی دیکھی ہو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کیسا پر لطف اور "طوفان در بغل" زمانہ ہوتا ہے اور اس دور میں کیسی کیسی بیتاب آرزوئیں نہاں خانہ قلب میں مچلنے لگتی ہیں جوانی اور پھر عرب کی جوانی ایک سیلاب ہوتا ہے کہ امنڈ پڑتا ہے اور اگر کہیں خدا کا خوف بھی باقی نہ رہے تو پھر یہ ایک بے مہار شتر اور بے عنان اسپ ہوتا ہے جو نہ ٹھہرائے ٹھہرتا ہے اور نہ روکے رکتا ہے۔

لغویات سے احتراز

جس طرح سب جوان ہوتے ہیں اور سب پر یہ دور بہار و دیوانگی گذرتا ہے رسول کریم پر بھی گذرا اور ایسے زمانہ میں گذرا جبکہ جوانی کا مقصد جوانی کو مٹانے اور اسے اپنے ہاتھوں خوب تباہ کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ عرب کے جوان بنا و مٹا وہ کچھ کرتے تھے جو بہت کم جوان کہیں کرتے ہوں گے یہ بہار انہیں حقیقتاً مدہوش و دیوانہ بنا دیتی تھی بادہ گلرنگ کے دور چلتے تھے ساغر و مینا کا شغل رہتا تھا شباب و حسن کی معرکہ آرائیاں رہتی تھیں عشق و جمال کے محاذ قائم ہو جاتے تھے اخلاق کی ہی بیدردی جاتی تھی اسے چھیڑا اسے مارا اسے ڈرا ایک آفت برپا رہتی تھی اور جتنے گناہ اس دور میں کئے جا سکتے تھے کر لئے جاتے تھے اور جتنی بری اور بھلی آرزوئیں اس چند سالہ میں قلب کے اندر پیدا ہو سکتی تھیں ان کو جائز و ناجائز تکمیل کے لئے کوئی ایک دقیقہ بھی فرو گذاشت نہ کیا جاتا تھا۔ ہمارے رسول اکرم کی جوانی بھی شگفتہ ایک چمن کا اور صبح آرزو کا ایک ستارہ جوانی تھی تنو مند تھے جسم میں طاقت تھی شکیل و سجیل جوان تھے ایک مقتدر گھرانے میں پیدا ہوئے تھے سعادت انسانیہ اگر نہ ہوتی تو دلید و عتبہ کی طرح جوانی کرتے وہ تھوڑا تھا آپ جوان تھے مگر ایک صالح جوان جو جوانی کو تباہ کرنے اور اپنے ہاتھوں مٹانے اور برباد کرنے نہیں بلکہ اسے مفید تر بنانے اور اس سے مفید تر کام لینے کے لئے پیدا ہوا تھا۔

آپ کو بادہ نوشی فحش کاری قمار بازی افسانہ طرازی سے نیز جنگ و جدل سے ازلی نفرت و خصومت تھی لغویات و خرافات سے کوئی سروکار نہ تھا مرغزار شباب میں قدم رکھتے ہی فکر معاش نے آ گھیرا تجارت و کاروبار میں مصروف ہو گئے شام مال لیکر آتے جاتے رہے آنکھ کھولی تو باپ کا سایہ سر پر نہ تھا، ہوش آیا مہربان ماں اور سرپرست دادا بھی داغ مفارقت دے گئے جدھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں کوئی اپنا دست و بازو دکھائی نہیں دیتا نہ ماں ہے نہ باپ نہ بھائی ہے اور نہ بہن ایک چچا کا دم ہے تو وہ ضعیف اور کہن سال ہو چکے ہیں اور ان پر کنبہ کا بار ہے اپنی فکر آپ نہ کرتے تو کون کرتا اور خود نہ کمانے کو نکلتے تو کون کما کر کھلاتا اور کب تک کھلاتا طفولیت ہی سے ایسے امور اور بکھیڑوں میں مبتلا ہو گئے تھے کہ کوئی تربیت بھی نہ ہو سکی کچھ سیکھ بھی نہ سکے ہر وقت ایک گہرے سوچ اور عمیق فکر میں مبتلا رہتے اور گرد و پیش کی چیزوں پر نظر ڈالتے اور صحیفہ قدرت کو پڑھ پڑھ کر اس سے عبرت و موعظت حاصل کرتے۔

اخلاقی محاسن

امی ہونے کے باوجود عقل سلیم طبع سنجیدہ دل صاف اور دماغ مفکر پایا تھا نیک و بد میں امتیاز کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا جس امر پر غور کرتے تہ کو پہنچ جاتے اور فوراً ایک آخری فیصلہ کر لیتے مذاق صحیح نصیب ہوا تھا اور فطری طور پر نیکوکار اور نیک اندیش تھے پہلی نظر میں بھانپ لیا سمجھ لیا کہ فضا خراب ہے اور احول مسموم بت پرستی شرک اور معاصی و ذمائم کو دیکھا اور بیزار نفرت کر لی لیکن لات و عزی کے سنگی مجسموں کے سامنے پیشانی خم نہ کی رسوم مشرکانہ فحش کاری و فحش گوئی اور دیگر رذائل اخلاق کے نتائج و عواقب کا احساس کر کے ان سے قطعی روگردانی اختیار کر لی۔ مختصر یہ کہ آپ کو آپ کی فطرت سلیمہ اور عقل صحیح نے بتا دیا کہ برائی برائی ہے اور اچھائی اچھائی ہے اس لئے آپ نے رذیلی و دنائت سے مفارقت اور ہر خیالی و حقیقی اچھائی سے وابستگی اختیار کر لی۔ ریا و فریب لغو بیانی فحش گوئی

جنگ وجدال شر و فساد بغض و حسد اور کینہ و دنائت سے اپنے دامن کو بالکل بچا لیا اور ان کی کوئی ایک چھینٹ بھی نہ پڑنے دی۔ دو ہی صورتیں ہیں یا تو انسان اچھا ہو یا برا۔ بری راہ اختیار کرے یا اچھی آپ نے بری راہ سے دور رہ کر راہ راست اختیار کی اور اپنی زندگی و جوانی کو شرافت و سعادت کی ایک جیتا جاگتا مظہر بنا لیا اخلاق و اعمال میں وہ شستگی و شان پیدا کی کہ خیرات و مبرات کا ایک نمونہ بن گئے پھر کیا تھا پیغمبری سے پہلے پیغمبرانہ خصائل پیدا کر لئے اور حصول شرف نبوت سے پیشتر انسانیت کا تاج آپ کے سر پر جگمگانے لگا انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے ایک کا معاملہ دوسرے سے پڑتا ہی ہے آپ لوگوں سے ملتے جلتے بھی تھے اور معاملے بھی پڑتے تھے جس سے بات کی معترف ہو گیا جس سے معاملہ پڑ گیا ان گیا لوگوں نے دیکھا اور دیکھتے رہے کہ آپ بلباس انسانی دنیا میں فرشتوں کے کام کر رہے ہیں ملکوتی صفات رکھتے ہیں غریبوں بیکسوں اور بیواؤں کے کام دوڑ کر شوق سے کرتے ہیں کسی کی تکلیف دیکھتے ہیں تو بے چین ہو جاتے ہیں مصیبت زدوں اور دردرسیدوں کی خدمت و غمگساری آپ کا شیوہ عمل ہے دل جذبات کا پھوڑا بنا ہوا ہے کسی کی اذیت دیکھتے ہی آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں حمایت حق غمگساری عوام اعانت یتامیٰ اور امداد ایامیٰ میں مصروف رہتے ہیں یہی وجہ تھی کہ ان کفار نے بھی جو دنیا بھر کی اخلاقی غلاظتوں میں مبتلا تھے آپ کو "الامین" کا خطاب دیدیا اور عزت و احترام کی نظروں سے دیکھنے لگے

مساعی قیام امن

عرب میں خانہ جنگیوں اور باہمی عداوتوں کی آندھیاں برپا تھیں امن و امان کے کاشانے جلکر خاکستر ہو گئے تھے آپ یہ حالت دیکھتے تھے اور دیکھکر کڑھتے تھے جب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا نہ رہا گیا تو آپ نے سب سے پہلا اور دلیرانہ اصلاحی قدم یہ اٹھایا کہ عمائدین قوم اور اکابر عرب کا ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں ملک کی بدحالی اور قوم کی تباہی کا ایک موثر نقشہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وطن اور وطن والے برابر تباہ ہوتے چلے جا رہے ہیں زیردستوں پر زبردستوں کے مظالم حد سے فزوں ہو گئے ہیں اور چوری اور رہزنی کے واقعات روزمرہ کی باتیں بن گئی ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی انسدادی قدم اٹھایا جائے چنانچہ اسی صحبت میں مکہ کے اندر قیام امن اور نگرانی حقوق عامہ کے لئے آپ کی سعی مشکور کے صدقہ میں ایک انجمن قائم ہو گئی جس میں بنو اسد بنو مطلب، بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تمیم نے شرکت کی اس کے تمام ممبروں سے یہ اقرار لیا جاتا تھا کہ وہ بدامنی کے استیصال کے لئے ہرممکن سعی سے کام لیں گے اعانت غرباء و ضعفاء میں سرگرم رہیں گے نیز مسافروں اور راہگیروں کی دستگیری کر لینے کے واسطے ہمہ تن کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا عرب میں عرصہ سے خونریزی و بداخلاقی پھیلی ہوئی تھی لیکن کسی کو اس کی طرف توجہ نہ ہوتی تھی لیکن آپ نے ہوش سنبھالتے ہی اصلاحی کام شروع کر دیئے اور کیوں نہ کرتے کہ آخر نبوت آپ کے لئے تیار ہو رہا تھا اور آپ نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا کی انسان کے لئے مبعوث ہونے تھے۔

کاروباری زندگی

عبدالمطلب کے انتقال کے بعد بیت اللہ کی تولیت حرب بنی امیہ کی طرف منتقل ہو گئی تھی آپ کے چچا ابوطالب با اثر ضرور تھے مگر کثیر العیال بھی تھے اسلئے آپ کو جوان ہوتے ہی معاش کی فکر کرنی پڑی تجارت سے خاص لگاؤ تھا مگر کوئی سرمایہ پاس نہ تھا اس لئے آپ نے منافع میں شرکت کے اصول پر کاروبار شروع کر دیا آپ اپنی دیانت و امانت کے لئے مشہور ہو ہی چکے تھے لوگ بخوشی تیار ہو گئے اور آپ نے ان کا مال لیکر شام و یمن تک جانے لگے۔ یہ تائید آسمانی تھی کہ آپ جس کا مال لیکر فروخت کرنے نکلتے اسے کثیر نفع ہوتا اس طرح آپ کی کاروباری ذہانت و لیاقت کی ایک دھوم مچ گئی آپ بڑی قابلیت و سرگرمی سے فرائض کاروبار انجام دیتے آپ کو تجارت میں وہ ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ اگر آپ خود کاروبار شروع کرتے تو ایک روز ملک التجار بنتے لیکن کارکنان قدرت آپ کے لئے نئی قبا تلاش کر رہے تھے اس کاروباری لیاقت و شہرت نے مکہ کی ایک دولتمند اور ملکہ تجارت خاتون حضرت بی بی خدیجہؓ کے کاشانہ راحت تک پہنچا دیا حضرت خدیجہؓ نے جو آپ کی لیاقت و کارکردگی کی شہرت سنی تو آپ کو اپنا کمیشن ایجنٹ مقرر کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد آپ کی شرافت انسانی اور قوت ایمانی سے متاثر ہو کر آپ کو شادی کا پیغام دیدیا گو اس وقت آپ کی عمر ان کی چہل سالہ عمر کے مقابلہ میں صرف پچیس سال کی تھی مگر آپ نے ان کی نیک خصائلی اور عالی منشی دیکھکر انہی سے شادی کر لی اور ان کے ساتھ پندرہ سال کا طویل زمانہ شباب اس شان و خوبی کے ساتھ گذار دیا کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔

ازدواجی زندگی

لوگ بالعموم اپنے سے کم عمر اور خوبصورت دلہن کی تلاش کرتے ہیں مگر آپ نے شرافت و اخلاق کے سوا کچھ نہ دیکھا یہ ضرور ہے کہ حضرت بی بی خدیجہ دولت حسن میں یگانہ تھیں پھر بھی اپنی جوانی کا زمانہ تو تقریباً ختم ہی کر چکی تھیں ایک اس عمر کی خاتون کے ساتھ اس زمانہ کے عرب میں رہکر اپنے شباب اور جوانی کے زمانہ کو نہایت سکون و دیانت کے ساتھ گذار دینا ایک بالکل نئی بات تھی وہ زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ شادیوں کی کوئی تحدید نہ تھی اس پر بھی فحش و زنا کی وبا پھیلی ہوئی تھی لیکن آپ کا دامن شباب ہر قسم کے گندے اور غلیظ دھبوں سے بالکل پاک رہا کبھی کسی نامحرم کی طرف آپ نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا حضرت بی بی خدیجہ نہ بڑی عمر کی ہوں مگر آپ کو ان کے

ساتھ عاشقانہ محبت تھی اور آپ کے جتنی اولاد ہوئی سب انہی سے ہوئی۔

عرب کی صحبتیں اور سوسائٹیاں الامان ایک مزبلہ اخلاق تھیں "تمام خانہ" "آفتاب" بنا ہوا تھا لیکن آپ اُن سے ہمیشہ اعراض برتتے تھے۔ دوست و احباب آپ کے تھے لیکن وہ جو اپنے عادات و اخلاق کی پاکیزگی، صفائی میں ممتاز تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حکیم بن حزم، عماد بن ثعلبہ، قیس بن ثابت اور مجاہد بن جبیر آپ کے خاص دوستوں میں تھے ان سب کا شمار شرفائے عرب اور معززین مکہ میں تھا اور یہ سب شرک و ذمائم اخلاق سے طبعاً متنفر تھے آپ ہمیشہ بڑوں کا احترام کرتے رہے اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر کبھی غریبوں اور بیواؤں کا کام کر دیتے سادہ اور بے تکلف زندگی بسر کرتے تھے زنا تو زنا ہی ہے اور زناکار بھی اسے برا سمجھتے ہیں لیکن شراب تو حرام نہ تھی مگر آپ نے اس زمانہ میں بھی اسے ہاتھ نہ لگایا شعر و شاعری بھی گندے جذبات سے لبریز تھی اس لئے آپ نے اس طرف بھی کبھی توجہ نہ کی اور اُسے بُرا ہی سمجھتے رہے مراسم شرک سے بھی ہمیشہ اجتناب برتتے رہے، ایک دفعہ آپ کے سامنے قریش کھانا لائے، اس میں ان جانوروں کا گوشت تھا جو کسی بت کے نام پر ذبح کئے گئے تھے آپ کو قدرتاً اس سے نفرت پیدا ہوئی اور اسے کھانے سے انکار کر دیا اس وقت آپ کے سامنے کوئی مذہب اور کوئی تعلیم نہ تھی پھر بھی بت پرستی سے نفور تھے اور جب اپنے احباب خاص کی محفل میں بیٹھتے تھے تو اس کی مذمت کیا کرتے تھے۔

صحیح روایت ہے کہ اعلان نبوت سے پیشتر آپ کے اثر سے عبد اللہ عثمان بن حرارت، زید بن عمر، ورقہ بن نوفل اور قیس بن ساعدہ نے بت پرستی قطعی چھوڑ دی تھی مختصر یہ کہ آپ نے اپنی جوانی ایسی گذاری کہ ہر شخص آپکا مداح و معترف رہا کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہ دیا۔ دوستوں میں بہترین دوست اور شہریوں میں بہترین شہری تھے اور آپ کے اخلاق و شائستگی کا اثر ہر شخص پر پڑتا تھا۔

بڑی سوانح عمری رسول مقبولؐ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بصیرت افروز ہے کتابت کشادہ ہے یوں تو آپ نے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کردیگی ضخامت ۲۷۵ صفحات قیمت اصلی عیر رعایتی مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

سیرۃ نبویؐ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل انوکھی سیرت رسول ہے ۲۷۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے سبز رنگ میں چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اس کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں چار سو سات مضامین ہیں اور ہر صفحہ سیرت رسول کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۴۰۷ واقعات رسول کریمؐ کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں تعلیم و تربیت کے جدید اصول بھی مدنظر رکھے گئے ہیں اس کتاب کو والیان ریاست سے لیکر غربا تک نے پسند کیا ہے مقامات مقدسہ کے ۱۴ فوٹو ہیں قیمت عا محصول ۱ر

سیرۃ الحبیب

یہ مولوی فاضل محمد عبد التواب صاحب کی تصنیف ہے مولوی صاحب محدوح نے قرآن شریف سیرت و تاریخ احادیث صحیحہ سے نہایت آسان اور سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقہ پر عجب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے آیات و احادیث کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم بھی لئے نقل کئے ہیں بدیں وجہ علمائے کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند ہونے کی بنا پر اس کی بہترین حد تک تعریف کی ہے اور نہایت عمدہ تقریظیں لکھی ہیں بہت موثر اور پر کیف کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر کل عیر

فخر کائنات

سیرت کے جلسوں میں میلاد کی محفلوں میں مفت تقسیم کرنے والی کتاب صاحب خیر حضرات شیرینی کے بجائے یہی کتاب تقسیم کرتے ہیں اور یہ بہت ہی مفید کتاب ہے اس کتاب میں حضور صلعم کی زندگی کے تقریباً تمام حالات مختصر طور سے بیان ہوئے ہیں علامہ مسعود الرحمن اندوری کی لکھی ہوئی ہے جس کی تعریف میں علامہ عبد الماجد بدایونی اور مولانا ناصر الہ آبادی رطب اللسان ہیں قیمت ایک جلد ۳ر ایک روپیہ کی آٹھ جلدیں اور پانچ روپیہ کی سو جلدیں سو جلدوں میں رعایت اسی وجہ سے ہے کہ مفت تقسیم کی جائے

پانچ دلنواز مولود

مولود شہید بڑا ہی موثر والہانہ میلاد نامہ نظمیں بہت دلکش واقعات سچے ۱۰۰ صفحات مولود طیش یہ مولود لطف عبارت، اور صحت بیان میں بہت ممتاز ہے ۴۸ صفحات مولود جدید یہ جدید طرز کا مولود ہے عبارت موثر ہے اور نظمیں اچھی ہیں ۶۸ صفحات مولود سعدی چھوٹا سا میلاد نامہ ۲۴ صفحات مولود دلپذیر نہایت شستہ عام فہم زبان میں نہایت دلپذیر انداز میں لکھا ہوا مولود۔ ان سب کی ضخامت ۲۵۶ صفحات ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۱ر کل ۱۱ر عہ

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی حمیدیہ پریس دھلی

تعمیر بیت اللہ

بیت اللہ شریف وہ عمارت ہے جو کرۂ ارض پر سب سے پہلے عبادت و پرستش کے لئے تعمیر کی گئی عام طور سے مشہور تو یہی ہے کہ اسے حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا لیکن زیادہ گہرائی میں اتر کر آنکھیں کھولی جائیں اور تحقیق کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس کی قدامت وعظمت اور دلکشی و دلربائی اپنی تمام بزرگیوں اور جلالتوں کے ساتھ سامنے آجائے گی اور معلوم ہوگا کہ اللہ کے نیک بندوں نے کتم عدم سے پردۂ وجود پر جلوہ افروز ہوتے ہی آقائے حقیقی کی عبادت کے لئے اسی جگہ کہ یہ جگہ ناف زمین میں واقع ہے بیت اللہ کے قیام کی بنائیں استوار کر لی تھیں مسلم امر ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے یہی خطہ پیدا کیا گیا یہیں حضرت آدم مبعوث ہوئے اور انہوں ہی نے عقیدت وخلوص کے ساتھ اسے تعمیر کیا کعبہ کیا ہے سرچشمۂ توحید و خلوص ہے اور یہیں سے تقدس و عرفان کے چشمے پھوٹتے ہیں جب امتداد زمانہ سے یہ عمارت ناپید ہوگئی تو پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے اسے مل کر اور اپنے نور باطن سے صحیح جگہ معلوم کر کے اسے تعمیر کیا چونکہ حجاز اور شمالی عرب میں نسل ابراہیمی ہی بکثرت آباد تھی اس لئے عربوں کی نظر میں اس کی اہمیت و حرمت ہمیشہ قائم رہی اور تمام اہل عرب اسے ایک مقدس زیارت گاہ سمجھتے رہے ابرہہ کے حملہ کی ناکامی کے بعد اس کی عظمت میں اور چار چاند لگ گئے اور ہر طرف سے لوگ اس کی زیارت کو سرشارانہ آنے لگے۔

عہد نبوت سے پیشتر جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں بیت اللہ شریف کی یہ حالت تھی کہ عمارت نشیب میں بنی ہوئی تھی بارش کا پانی حرم میں آکر بھر جاتا تھا جس کی روک کے لئے بالائی حصہ پر بند بندھوا دیا گیا تھا لیکن یہ بار بار ٹوٹ جاتا تھا اور عمارت کو برابر نقصان پہنچاتا رہتا تھا عمارت قد آدم بلند تھی اور دیواروں پر چھت نہ تھی بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ موجودہ عمارت کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کیا جائے حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں بندرگاہ جدہ پر ایک جہاز ساحل سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا تھا ولید بن مغیرہ یہ سنکر فوراً جدہ پہنچا اور اس جہاز کے تختے خرید لئے اور اسی جہاز کے ایک معمار کو جو رومی تھا اور جس کا نام باقوم تھا ساتھ لے آیا جب تمام سامان اکٹھا ہوگیا تو تمام قریش نے مجتمع ہو کر تعمیر شروع کی مختلف قبائل نے عمارت کے مختلف حصوں کی تعمیر کی اپنے ذمہ لیلی جس کا مقصد یہ تھا کہ کوئی تعمیر بیت اللہ کے شرف سے محروم نہ رہ جائے تعمیر جاری تھی اور لوگ نہایت شوق و عقیدت کے ساتھ مصروف کار تھے اب تک تو پورا اتفاق رہا لیکن جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تو باہم دگر شدید تنازعہ شروع ہوگیا ہر شخص اور ہر قبیلہ کی یہی آرزو تھی کہ یہ شرف اسے ہی نصیب ہو اور یہ خدمت اسی کے ہاتھ سے انجام پائے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں میان سے نکل آئیں عرب میں ایک دستور یہ تھا کہ جب کوئی شخص جان دینے کی قسم کھاتا تھا تو ایک پیالہ خون سے لبریز کر کے اس میں انگلیاں ڈبو لیتا تھا۔

بعض دعویداروں نے جوش غضب میں یہ رسم بھی ادا کی مسلسل چار روز تک یہ جھگڑا برابر رہا۔ پانچواں روز تھا جھگڑا کسی طرح فرو ہونے نہ آتا تھا اور تلواریں سرداروں کا خون چوسنے کے لئے بیتاب تھیں آخر صورت حال کی نزاکت کا احساس کر کے ایک کہن سال اور ضعیف العمر شخص ابو امیہ بن مغیرہ آگے بڑھا اور سمجھانے لگا کہ اس طرح یہ قصہ طے نہیں ہوسکتا فیصلہ یہ ہے کہ کل صبح سب سے پہلے حرم میں جو شخص آئے وہی ثالث قرار دیا جائے اور وہ جو فیصلہ کر دے سب کے لئے قابل قبول ہو۔

تدبیر و عقل کا عدیم المثال مظاہرہ

سب نے یہ رائے قبول کر لی تو یہ حالت تھی کہ لوگوں کو رات بھر نیند نہ آئی سب نے انتظار میں صبح کر دی اور پوری نگرانی رہی کہ کوئی بے ایمانی اور چالاکی نہ ہونے پائے دوسرے روز سپیدۂ سحری کے طلوع ہوتے ہی معززین قبائل موقع پر جا پہنچے کرشمۂ قدرت ربانی دیکھئے کہ آفتاب کی روشنی میں صبح کو سب سے پہلے جس چہرۂ انور پر نگاہیں پڑیں وہ چہرہ جناب رسالتمآب کا چہرہ تھا اور جو قدم سب سے پہلے بیت اللہ میں پڑے وہ قدم پیکر نبوت کے قدم تھے جمال جہاں آرا پر نظروں کا پڑنا تھا کہ مسرت و انبساط کی برقی لہریں دفعتہ دلوں میں دوڑ گئیں سب کے چہرے چمک اٹھے سب جانتے تھے کہ آپ نہایت معاملات پسند، حق نواز اور راستباز انسان ہیں اور قوم سے الامین کا خطاب حاصل کئے ہوئے ہیں اس لئے آپ کی ثالثی پر بخوشی خاطر رضامند ہوگئے خیال تھا کہ آپ کا فیصلہ

بے لاگ ہوگا اور کسی کی جنبہ داری نہ کریں گے۔ معززین قبائل نے آپ سے استدعا کی کہ آپ کو قوم کی طرف سے منصب ثالثی عطا ہوا ہے آپ جو فیصلہ کرینگے جب قرار داد قوم وہی سب کو منظور ہوگا آپ اس وقت پیغمبر نہ تھے لیکن پھر بھی فرق مبارک کے لئے کارکنان قضاء و قدر تاج پیغمبری آراستہ تو کر رہے تھے۔ سینہ پرنور میں وہ قلب تو دھڑک رہا تھا جو آگے چل کر وحی جیسی گرانبہا و گرانبار نعمت کا حامل ہونے والا تھا اس میں دنیا کی قسمتوں کے فیصلہ کی اہلیت پیدا ہو چکی تھی یہ فیصلہ تو بہر قوم کے ایک غیر معمولی و غیر اہم تنازعہ ہی کا فیصلہ تھا۔ شرف ثالثی کوئی معمولی شرف نہ تھا لیکن جسے شرف رسالت عطا ہونے والا ہو اس کے لئے یہ شرف ایک پیش پا افتادہ چیز سے اہم تر نہیں ہو سکتا تھا۔ رحمت للعالمین کے قلب میں پوری وسعت پیدا ہو چکی تھی ..... آپ نے گوارا نہ کیا کہ تنہا اس شرف سے بہرہ اندوز ہوں وہ تدبیر نکالی جسے سنکر تمام عقلا انگشت بدندان رہ گئے آپ نے فرمایا تمام دعویدار قبائل میں سے ایک ایک سردار منتقل کر لیا جائے اس انتخاب کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک چادر بچھا کر سنگ اسود اس کے درمیان میں رکھدیا اور ان سب سرداروں سے کہا کہ آپ سب لوگ اس کے کونے اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیں اور اوپر کو اٹھائیں جب چادر برابر موقع کے آگئی تو آپ نے حجر اسود چادر میں سے اٹھا کر اسے اس کی جگہ نصب کر دیا اس طرح محض آپ کی حسن تدبیر سے ایک خونریز جنگ رک گئی اور فساد شدید کا امنڈا ہوا سیلاب تھم گیا۔ کعبہ کی عمارت مسقف کر دی گئی اور گرد چار دیواری تیار کر دی گئی۔ بادی النظر میں حجر اسود کا منعقد کیا جانا معمولی بات نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک بہت انقلاب انگیز امر تھا جو قومی اہمیت حاصل کر چکا تھا اگر آپ اس وقت دانائی اور تدبر سے کام نہ لیتے تو اس وقت سرزمین مکہ انسانی خون سے لالہ زار ہو جاتی اور علین بیت اللہ شریف کے سامنے لاشے تڑپتے نظر آتے آپ نے تنازعہ مٹا دیا اور کسی پر کسی کو فوقیت بھی نہ دی اس سے آپ کے تدبر و انصاف کی دہوم مچ گئی دنیا میں اہم سے اہم تنازعات ہوئے ہیں مگر تاریخ عالم میں کسی تنازع کی اس خوبی و دانائی سے فیصل ہونیکی کہیں کوئی مثال نہیں ملسکتی یہ دماغ یہ تدبر اور یہ انصاف صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے یزید کی تخت نشینی سے اس دردناک باب کا افتتاح ہوتا ہے حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی روانگی کوفہ کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہل بیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردناک تاریخ ہے اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیئے تو اور غضب کے ہیں قیمت ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

خونی منظر

مولانا مقرب حسین کا لکھا ہوا دردناک کربلا کا مرقع شہادت امام کے سلسلہ میں مختصر مگر دلدوز کتاب ہے انداز بیان بہت ہی موثر ہے ۳۰ صفحات کی کتاب ہے لیکن اتنے ہی گھنٹے رلاتی ہے قیمت ۴ر

خون کربلا

خون کی ندیوں کی روانی انسان نما درندوں کی سفاکی رسول کے کلمہ پڑھنے والوں کا آل رسول پر مصیبت کے پہاڑ توڑنا دیکھنے ہوں تو اس کتاب کو پڑھیئے اپنے رنگ کی یہ بھی بیمثل کتاب ہے گو مختصر ہے لیکن بقامت کہتر و بقیمت بہتر ہے قیمت ۴ر یہ دونوں کتابیں اور کتابوں کے ساتھ منگایئے ورنہ ۶ر محصولڈاک ہوگا۔

الزہراء

علامہ راشد الخیری کی مشہور و معروف کتاب بنت رسول سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے حالات جس خوبی سے بیان ہوئے ہیں کوئی اور کتاب اس کی نظیر نہیں تاریخ میں ایک بیش بہا اضافہ کے ساتھ الزہرا بتائیگی کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں، مائیں بچوں کو کیونکر پالتی ہیں دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آتا ہے الزہرا افسانہ نہیں بنت رسول کے حالات و سوانح ہیں اور یہ واقعات ایسے دردانگیز ہیں کہ پڑھتے پڑھتے ہچکی بندھ جاتی ہے خاتمہ پر ایک مفصل بحث شہادت اہل بیت پر ہے۔

قیمت ۱۲ار محصول ۶ر کل عہ

تاریخ الامت کامل

یہ کتاب جامعہ ملیہ کے زیر اہتمام طبع ہوئی ہے چھپائی کاغذ طباعت جرمنی جیسا ہے وہ لوگ جو بہترین چھپائی کاغذ طباعت کی تاریخ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہ یہ سیٹ منگالیں۔

مصنفہ حضرت مولانا اسلم جیراجپوری (۱) سیرت رسول عہ (۲) خلافت راشدہ قیمت عا ر (۳) خلافت بنی امیہ عہ (۴) خلافت عباسیہ عا ر (۵) خلافت عباسیہ بغدادیہ عا (۶) خلافت عباسیہ مصر عا ر (۷) خلافت عثمانیہ عہ کل سیٹ بارہ روپے۔ بظاہر اس کی قیمت بہت معلوم لیکن خوبی طباعت، کاغذ، لٹریچر کے مقابلہ میں زیادہ نہیں۔ قیمت بارہ ر: بے محصول ڈاک عہ کل ۱۳ تیرہ روپے چار آنے

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

مکہ میں قیام صلح و سکون کی سعی

مکہ اور عرب کا ذکر ہی کیا ہے اس وقت جبکہ آپ کتم عدم سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے ہیں تمام دنیا فساد و عناد کی لعنتوں میں گرفتار تھی ہر طرف ظلم و عدوان کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں فطرت انسانی تو نوامیس الٰہیہ سے سرکشی پر پوری شرارت کے ساتھ آمادہ ہو چکی تھی۔ غدر و شرارت کے طوفان امنڈے ہوئے تھے کوئی سینہ کینہ سے پاک نہ تھا، کوئی دل ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا تھا جو عناد و عداوت کا نشیمن بنا ہوا نہ ہو۔ عرب میں تو ایک مصیبت یہ تھی کہ ہر قبیلہ کا سردار ہی نہیں خدا بھی جدا تھا چوریوں اور ڈکیتیوں کی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی کوئی ایک قبیلہ، ایک قوم ایک امت ہو تو کچھ کر بھی لیا جائے مکہ اور اطراف مکہ ہی میں ایک سو سے زیادہ مختلف النوع قبائل آباد تھے اور سب اپنی جگہ خود کو صاحب عظمت اور صاحب اقتدار سمجھتے تھے جس کے یہاں آٹھ دس لڑکے ہو گئے اور کہیں کچھ فارغ البالی بھی آ گئی پھر تو وہ خود کو فرعون سمجھنے لگتا تھا اور غرور و نخوت میں اس سے ایسی ایسی حرکات سرزد ہوتی رہتی تھیں جن کے ارتکاب سے نہیں تصور سے شیاطین بھی پناہ مانگتے تھے۔

کچھ عجیب دستور ہو کر رہ گیا تھا کہ اپنا بُرا کرے یا بھلا اچھا ہو یا بُرا ہر حالت میں اس کی حمایت کی جائے اس پشت و پناہی سے بےخوف ہو کر خدایان عرب جو چاہتے تھے کرا لیتے تھے جس سے چاہتے تھے بھڑ جاتے تھے جس عورت کو چاہتے تھے چھیڑ دیتے تھے یہ کسی کی مجال ہی نہ تھی کہ کوئی کسی کو روک سکے سب کے سب شتر بے مہار اور اسپ بے عنان تھے جو دل میں آتا کرتے نہ خدا کا خوف نہ بندوں کا ڈر جو سامنے آ گیا لوٹ لیا جس کی عورت اچھی دیکھی ہاتھ ڈال دیا جسے کمزور دیکھا ستانے لگے جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا نہ کوئی پولیس تھی نہ حکومت اس حالت میں ڈر کسے اور کس کا ہو سکتا تھا امرا و روسا معاصی و مناہی کے سیلاب میں ڈوبے ہوئے تھے اور غربا و ضعفا ظلم و جور کے شکنجوں میں کسے جا رہے تھے قریش کا قبیلہ ضرور عرب میں ممتاز و محترم سمجھا جاتا تھا لیکن یہ عظمت اور یہ احترام صرف اسی لئے تھا کہ یہ لوگ بیت اللہ کے متولی اور حرم کے کلید بردار ہیں یہ نہیں کہ ان کی قیادت انھیں کسی بُرے کام سے روک سکے یا ان کا دوسروں پر کوئی دباؤ پڑ سکے پھر قبیلہ قریش کی حالت عام قبائل کی حالت سے کچھ بہتر نہ تھی "اس لٹکا" میں جو بھی تھا با دن ہی گز کا تھا نہ "تو کہ میری اور نہ میں کہوں تیری" کا معاملہ تھا غرض ہر طرف ایک خاک پڑی اڑ رہی تھی اور امن و امان کا کسی گوشہ اور کسی جگہ پر وجود ہی نہ دکھائی دیتا تھا۔ خود قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں قبیلہ قیس سے ایک خونخوار اور خونریز جنگ لڑ چکے تھے۔

عمائدین قریش کا جلسہ

انفرادی حالات وواقعات اور زیردستوں پر زبردستوں کے مظالم کی مثالیں تو آپ کے دل دردمند کو مجروح کرتی ہی رہتی تھیں اور آپ سے جہاں تک ہو سکتا تھا آپ نامرادوں اور فلک زدوں کی اعانت و حمایت بھی کرتے رہتے تھے لیکن قریش کی جنگ حرب الفجار تو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی آپ نے اپنی انسانیت نواز نگاہوں سے اپنے ہی جیسے انسانوں کے گلے انسانوں کو کاٹتے دیکھا تھا اور سینکڑوں لاشیں آپ کے قدموں کے برابر خاک و خون میں لتھڑی ہوئی آپ کو نظر آئی تھیں یہ دیکھ کر آپ کا قلب نازک شدید طور پر مجروح ہوا اور آپ نے سمجھ لیا کہ عرب ہو یا مکہ کہیں کوئی منظم حکومت تو موجود ہے نہیں کہ وہ اپنے زور و قوت سے صلح و امن پر رعایا کو مجبور کر سکے اس کی واحد صورت یہی ہے کہ ابھی زخم تازہ ہے ہزاروں آنکھوں میں اپنے بھائیوں کے بہتے ہوئے خون کی سرخی موجود ہے انہی کو آمادہ کیا جائے کہ یہ خود ہی مل کر اپنی فلاح و بہبود اور قیام امن کے لئے کوئی قدم اٹھائیں اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو پروپیگنڈہ کر کے ایک مجلس قیام امن تو مکہ میں ضرور ہی قائم کر دی جائے جو بعد کو قوت و وسعت اختیار کر کے بہت بڑھی تو حکومت جمہوری کی صورت اختیار کر لیگی ورنہ اتنا تو ضرور ہو ہی جائے گا کہ انفرادی ظلم و جور کا انسداد ہو جائے گا اور اس کی سعی جہد سے مکہ میں امن و صلح کی ایک فضا پیدا ہو جائیگی۔

چنانچہ یہی کیا گیا آپ قوم میں ہر دلعزیزی تو پیدا کر ہی چکے تھے اور "الامین" کا خطاب بھی پا لیا تھا۔ آپ نے اپنی اولین صحبت ہی میں عمائدین قبائل کو دعوت عود و شرکت دی اور فہیم و دانا لوگوں کو جمع کر کے ایک معرکہ آرا اور بصیرت افروز تقریر میں انھیں اپنی انجمن انسداد مظالم و قیام امن کے مرتب و وضع کرنے پر آمادہ کیا اور ملک کی بدامنی اور عافیت سوز حالات کا ایک ایسا موثر اور دلدوز

موقع ان کے سامنے پیش کیا کہ لوگ بہت متاثر ہوئے اور آپ کی تجویز کے مطابق اسی جلسہ میں ایک زبردست اور با اثر انجمن قائم ہو گئی جس میں بنو مطلب بنو ہاشم بنو زہرہ بنو تمیم اور بنو اسد وغیرہ قبائل کے اکابر نمایندہ برضا و رغبت شریک ہو گئے جو شریک ہو گئے تھے ان سے اسی وقت مقاصد انجمن کی پرزور حمایت کا وعدہ اور اقرار لے لیا گیا اور جو اس میں بعد کو شریک ہوتے گئے ان سے بعد کو اسی قسم کے عہد و پیمان لئے جاتے رہے اس انجمن کے مقاصد اربعہ یہ تھے کہ:-

(۱) ملک کی بدامنی کے ارتفاع کے لئے ہر ممکن سعی و جہد سے کام لینا۔

(۲) غربا و ضعفا کی اعانت و دستگیری کے لئے ہمہ وقت تیار و آمادہ رہنا (۳) مسافروں اور رہ نوردوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا۔

(۴) زیر دستوں پر زبردستوں کے مظالم و جور کے سیلاب کا نہ امنڈنے دینا اور اگر امنڈے تو اُسے روکنے اور دبانے کی حسب استطاعت و قوت ہر جائز دعوی کوشش کام میں لانا۔

حضور رسالت مآب کی سعی مشکور ہوئی آپ کی قلبی مراد پوری ہوئی انجمن قائم ہو گئی لوگ اس میں شرکت کرنے اور قیام امن کے پیمان باندھنے لگے اور مکہ میں امن ہو گیا جب آپ سریر نبوت پر متمکن ہوئے ہیں اور تاج رسالت آپ کے فرق مقدس پر جگمگانے لگا ہے اُس وقت بھی آپ اس انجمن کا ذکر نہایت شوق اور دلچسپی کے ساتھ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی ایسی مشترکہ انجمن مشترکہ فوائد کی حمایت و حفاظت کے لئے مرتب کی جائے اور مجھے دعوت شرکت دی جائے تو میں ضرور اُس میں شرکت کروں اور اسکی کامیابی کے لئے میری قوت سے جو کچھ بھی ممکن ہو ہرگز دریغ روا نہ رکھوں آپ کی اس آرزو مندانہ دلچسپی پر مہر و ماہ اور ہمارے دل و جان صد ہزار بار قربان کتنی تڑپ تھی اور کتنا زبردست داعیہ اصلاح قوم آپ کی فطرت میں پنہاں تھا۔ اس وقت جبکہ طول و عرض عرب میں ہر طرف ایک سناٹا چھایا ہوا تھا تاریکی پھیلی ہوئی تھی نبوت کامل نہ ہوئی تھی آپ نے درد دل سے بیتاب ہو کر قومی فلاح کے لئے ایک دیوانہ سعی کی اور اس ظلمتکدہ یاس میں اپنے مبارک ہاتھوں سے ایک دیا روشن کر دیا وہ تو آپ مخالفت نبوت کے سیلاب میں بہا دیئے گئے ورنہ آپ کی یہ ایک انجمن بھی وہ کام کرتی جو ایک سلطنت کر سکتی تھی یہ تھا کارنامہ رسول کریم قبل از نبوت جس پر پوری دنیا فخر کر سکتی ہے۔

تاریخ اسلام حصہ ۱ یہ پہلی جلد ۲۰۹ صفحات کی ہے اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم مقالات یہ ہیں ملک عرب کی تاریخ و حالات، خیر القرون۔ حضور کی طفولیت جوانی رسالت اسلام کی پوزیشن دوسرے مذاہب میں ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات سنہ وار غزوات و سرایا

مصنفہ مولوی عبد الرحمان صاحب خان شوق امرتسری

مراسلات نبوت معجزات اسلام کامل۔ اسلام کی دنیوی تعلیم جزیہ خطبہ وداع شمائل وفات ازواج مطہرات ۲۰۹ صفحات قیمت عہ محصولڈاک ۹

تاریخ اسلام حصہ ۲ اس میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے احکام و خلافت کے نشانات غرضکہ خلافت کی مکمل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مشرح واقعات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کے نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات و تمدن و خلافت راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی درج ہیں ۱۸۸ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصولڈاک ۸ر

تاریخ اسلام حصہ ۳ یہ جلد خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے عہد خلافت سے دست بردار ہونے کے وجوہات حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کے دلخراش حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے اختتام کی ۹۲ سالہ عظمت یا جبروت اسلامی حکومت اور فتوحات نیز قلمروئے عرب عراق حجاز سندھ، افریقہ، فلسطین و اسپین پر تسلط ہونے کے مستند اور مفصل حالات درج ہونے کے علاوہ قلمروئے اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ بھی دیا گیا ہے جس میں تمام زیر حکومت شہروں کے نام مع حالات درج ہیں

تاریخ اسلام حصہ ۴ یہ جلد خلفائے بنی عباسیہ کے نام سے موسوم ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباسیہ کے خلیفہ اول عبداللہ ابو العباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت سے ۱۳۲ھ سے تا ۶۵۶ھ تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز عراق و مصر کے عہد سلطنت حجاج بن یوسف محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و بنگال سندھ کی تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط حالات ہیں ۶ صفحات قیمت ۸ر محصول ۲ر کل ۱۴ر

تاریخ اسلام حصہ ۵ جب خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ نے منصب خلافت خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو تفویض کر دیا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کا عہد حکومت انتظام سلطنت قلمروئے اسلامی کی ترقی و تنزل کے اسباب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز عروج و زوال و فاتح انگریز کا داخلہ انگلستان اور خلافت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس کا تمام حال جنگ یورپ ٹرکی کے حصے غرضیکہ ۳۴۴ صفحات قیمت ۱ر محصول ۳ر کل عہ

سیٹ کامل پانچوں جلدیں ایک ساتھ خرید نے والوں کیلئے یہ رعایت مزید ہے کہ مجلد جرمی ملیگی اور ۲ر کی اس میں رعایت یعنی مجلد جرمی کامل سیٹ للعہ الگ الگ بلا جلد ہیں۔

ان پانچوں جلدوں کے ملنے کا پتہ دفتر مولوی محبوب ... رسول دہلی

کسبِ معاش بذریعہ تجارت

دنیا میں ایک مذہب اسلام ہی وہ مذہب ہے اور واحد دین ہے جس نے دین اور دنیا کو دوش بدوش رکھا ہے، دنیا کی اہمیت کو ضائع نہیں ہونے دیا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے اسلام میں کسب معیشت و تجارت کی جتنی اور جس کثرت سے ترغیب دی گئی ہے اس کی نظیر آپ کو کہیں ڈھونڈھے بھی نہ ملیگی مسلمانوں کی یہ بدبختی ہے کہ انھوں نے دین کے اس حصہ کو تو بالکل ترک ہی کر دیا ہے اور آج دنیا میں چند ہی نفوس ایسے ملیں گے جو کسب معیشت کو بھی دین کا جز سمجھتے ہوں دین کا جز سمجھنا تو ایک طرف مسلمان تو اسے عین دنیاداری سمجھتے ہیں ان کے نزدیک بزرگتر انسان وہ نہیں جو دن بھر محنت کر کے چار پیسے کماتا اپنے اہل و عیال کا پیٹ بھرتا اور نماز پنجگانہ بھی ادا کر لیتا ہے بلکہ وہ ہے جو شبانہ روز مسجد کے ایک گوشہ یا کسی خانقاہ کے ایک کونے میں بیٹھا "اللہ اللہ" کرتا ہے اسلام دنیا والوں کو رہبانیت اور جوگ کا سبق پڑھانے نہیں آیا تھا بلکہ اس کا مقصد تو یہ اور صرف یہ تھا کہ بندے عیش و سکون کی زندگی بسر کریں اور اللہ کو کسی حالت میں نہ بھولیں ہمارے آقا و مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب معیشت کو "افضل العبادۃ" اور "افضل الجہاد" کے نام سے موسوم کیا ہے اور موسوم کرنا چاہیے تھا اس لئے کہ جس کی دنیا بگڑ گئی اس کا دین کیونکر سلامت رہ سکتا ہے اور جو عسرت و افلاس کے پنجہ میں گرفتار ہے وہ دین کی کیا خدمات انجام دے سکتا ہے۔

اسلامی آئین و عمل کی برتری

غور کیجئے کہ اقرار توحید و رسالت کے بعد دین کے اہم ارکان و فرائض نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج ہیں ان میں زکوٰۃ و حج تو وہ فرائض ہیں جو تمام تر روپیہ والوں اور دولتمندوں سے متعلق ہیں ان کے بعد روزہ بھی وہی سکون و اطمینان کے ساتھ رکھ سکتا ہے جس کے پاس افطار و سحر و صدقات کا اہتمام ہو۔ رہ گئی نماز جس کے لئے حضور قلب اور سکون یکسوئی کی ضرورت ہے جسے فکر ضروریات لاحق ہو اس کا حضور قلب معلوم! اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مفلسی و ناداری میں تمام دینی فرائض و اعمال خطرے میں پڑ جاتے ہیں یا بدرجہ اقل ان میں عسرت زدوں کو کوئی لطف حاصل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کسب معیشت پر بھی زور دیا تاکہ مسلمان اپنی دنیا اور اپنی روزی کی طرف سے غافل نہ رہیں اور دنیا والوں کیلئے بار نہ بنیں بلکہ چار پیسے پیدا کر کے خود بھی کھائیں اور دوسروں کی بھی مدد کریں۔

اسلام نے ایسے آئین و اصول مقرر کئے ہیں جن پر عمل کیا جائے تو کوئی مسلمان غریب ہی نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی محنت کرنے والی قوم دنیا میں مفلس رہی ہے۔ کسب معیشت کو عبادت و جہاد کا رتبہ دینے سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ کہیں بندے جوش خداپرستی میں دنیا اور مقتضیات دنیا سے غافل ہو کر رہبانیت اور جوگ کے پنجہ میں گرفتار نہ ہو جائیں اور اس طرح اپنی زندگیاں خراب نہ کر لیں۔

کسبِ معاش کی مذہبی اہمیت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فریضہ عبادت کی بجا آوری کے بعد سب سے اہم اور بڑا فریضہ طلب روزی حلال ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے افضل الاعمال الکسب الحلال تیسری جگہ وصیت ہوتی ہے طلب الحلال جہاد لیکن اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ مسلمانوں میں کتنے لوگ ہیں جو کسب معیشت و حلال کو "افضل الاعمال" اور ایک اہم فریضہ دینی سمجھتے ہوں، دنیا میں ایک نہیں لاکھوں مسلمان ایسے ملیں گے جو جہاد کو بہت بڑے ثواب کا کام سمجھتے ہوں گے لیکن ایسے مسلمان چند ہی نکلیں گے جنھیں یہ تصور بھی کبھی قائم ہوا ہو کہ کسب حلال وہ کار ثواب ہے جو جہاد سے بھی افضل ہے جو بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور جو ایک اہم فریضہ دینی ہے اور مسلمان بھی کیا کریں انھوں نے تو ہمیشہ اپنی آنکھوں سے عبادت گزاروں گوشہ نشینوں اور ترک علائق کرنے والوں ہی کی عزت ہوتے دیکھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کے دماغ میں کسب معیشت کی افضلیت کا تصور بھی کبھی قائم نہیں ہوا۔ اور ترک علائق کر کے عبادت میں مصروف ہو جانا ہندو ہیٹ اور مسیحیت میں باعث ثواب ہو تو ہو اسلام کو اس سے کوئی واسطہ نہیں اسلام نے تو اسے مذموم و حرام قرار دیا ہے ہمارے علماء ہی جب کبھی وعظ کہنے کھڑے ہوتے ہیں تو صرف عبادت ہی پر زور دیتے ہیں۔

طلب روزی جہاد ہے

اور کسی کے نہیں حضور سرور

کائنات ہی کے یہ الفاظ ہیں کہ حلال روزی طلب کرنا ایسا ہے جیسا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور جو شخص رات کو حلال روزی کی طلب میں تھک کر سو جائے تو خدا اس سے خوش ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بچوں کے لئے کوشش سے رزق طلب کرنے کے لئے گھر سے نکلا تو وہ گویا خدا کی راہ میں نکلا، کسب معیشت کے مختلف ذرائع ہیں اور ان سب میں افضل اور منفعت انگیز شعبہ تجارت ہے جسکے متعلق ارشاد نبوی ہے کہ "دیانتدار تاجر قیامت کے روز شہداء کے زمرے میں اٹھے گا۔

رسول کریم ﷺ کے کاروباری مشاغل

چونکہ کسب معیشت میں سب سے اہم شعبہ تجارت ہے اسلئے خدائے قدوس نے اپنے پیغمبر آخر الزماں کے لئے بھی اسی کو تجویز فرمایا رسول کریم کے خاندان میں عرصہ سے تجارت ہوتی تھی آپ کے جد اعلیٰ ہاشم اپنے زمانہ میں قریش کے سب بڑے اور نامور تاجر تھے عبد المطلب اور آپ کے چچا ابو طالب بھی تجارت ہی کرتے تھے اور وہ آپ کو جوش محبت میں کئی بار بعہد طفولیت قافلہ کے ساتھ بھی لے گئے تھے اور آپ نے بچپن میں اس پیشہ کی سودمندیوں کا اندازہ بھی کر لیا تھا پھر کاروباری ذہانت آپ کو ورثہ میں ملی تھی خاندان اور گھر ہی میں تجارت ہوتی تھی آپ کے دوسرے چچا حضرت عباسؓ بھی ایک دولتمند تاجر تھے اس لئے جب آپ سن رشد کو پہنچے تو آپ نے اپنے لئے بھی اسی پیشہ کو تجویز و منتخب فرمایا کہ میں یہ دستور بھی تھا کہ لوگ نصف منافع کی شرط پر اپنا مال دوسروں کو دیدیا کرتے تھے اور وہ یمن و شام میں جا کر اسے فروخت کر آیا کرتے تھے آپ کے پاس کوئی سرمایہ تو تھا نہیں البتہ آپ کے صدق و دیانت امانت و پابندی عہد اور پاکبازی و ہوشمندی کی شہرت عام ہو چکی تھی اور قوم سے امین کا خطاب بھی حاصل کر چکے تھے اس لئے آپ کو چنداں دقت نہ ہوئی اور لوگوں نے فروخت کے لئے نصف منافع کی شرط پر اپنا مال دینا شروع کر دیا۔

بحرین و یمن سے تجارت

ظاہر ہے کہ جس شخص کے خاندان میں تجارت موروثی پایہ رکھتی ہو جو عہد طفولیت ہی میں تجارتی سفر کر چکا ہو ہر قسم کا تجربہ حاصل کر چکا ہو اور نیکنام و امین ہو اس کی طرف دنیا والے مائل بھی جلد ہوں گے اور وہ ترقی بھی نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں کر لیگا آپ کی شہرت و دیانت اور مستعدی و خوش خلقی معاملت کا رشا ثابت ہوئی اور لوگ از خود آپ کی طرف مائل ہوتے اور اپنے کاروبار میں شریک کرنے لگے۔

اب یہ صورت ہو گئی کہ لوگ اپنے مال کے بڑے بڑے ذخائر و کارواں آپ کے حوالہ کر دیتے اور آپ انھیں لیکر شام، بصریٰ اور یمن و بحرین تک جاتے اور اپنی خداداد قابلیت و ہوشمندی اور راستبازی و دیانت کی شہرت کی بدولت خوب نفع اٹھاتے ایفائے عہد اور پاکیزگی اخلاق اور سرگرمی کار ایک تاجر کے اعلیٰ جوہر ہوتے ہیں یہ سب چیزیں آپ میں موجود تھیں جس سے معاملہ پڑتا وہ آپ کا مستقل گاہک بنجاتا چنانچہ الحساء کے ایک صحابی عبد اللہ بن ابی فرماتے ہیں کہ زمانہ قبل نبوت میں میں نے رسول کریم سے خرید و فروخت مال کے متعلق ایک معاملہ کیا تمام مراحل طے ہو گئے صرف چند جزئیات امور باقی رہ گئے تھے میں یہ کہکر چلا گیا کہ انھیں آکر طے کرتا ہوں اتفاق تھا کہ مجھے ایک ضروری کام پیش آگیا جس کے انہماک میں مجھے کچھ یاد نہ رہا اور تین روز کے بعد تکمیل معاملہ کے لئے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جس جگہ آپ کو کھڑا چھوڑ گیا تھا وہیں میرے انتظار میں کھڑے ہیں آپ کی پیشانی پر بل تک نہ تھا صرف اتنا ضرور کہا کہ آپ نے مجھے بہت زحمت دی میں آپ کے انتظار میں تین روز سے اسی جگہ موجود ہوں میں آپ کے اس عمل سے نہایت متاثر و نادم ہوا۔

ساکھ اور دیانت

کاروبار میں ساکھ بہت بڑی چیز ہوتی ہے جو وہ کام کرتی ہے وہ لاکھوں روپے سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ساکھ ایک قلیل مدت ہی میں اتنی بڑھ گئی تھی کہ عرب کے بڑے بڑے تاجر آپ سے شرکت کی آرزو کرتے تھے اتنا کام آتا تھا اور اتنا مال ملتا تھا کہ آپ بیک وقت تنہا اس سے عہدہ برآ بھی نہ ہو سکتے تھے آپ کے سر پر تاج پیغمبری عنقریب جگمگانے والا تھا وہ تو آپ نے پوری توجہ اور دلی شوق سے کام نہیں کیا ورنہ آپ عرب کے سب سے بڑے اور دولتمند تاجر ہوتے عہد نبوت میں ایک صاحب جن کا نام سائب تھا بارگاہ نبوت میں آکر مشرف باسلام ہوئے لوگوں نے سائب کی کچھ تعریف کی، آپ نے فرمایا کہ میں سائب سے ناواقف نہیں ہوں میں تم سے زیادہ جانتا ہوں سائب بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تو میرے شریک تجارت رہ چکے ہیں اور آپ کا معاملہ ہمیشہ صاف و احسن رہا۔

کتب سیر میں ہمیں حضرت سائبؓ حضرت عبد اللہؓ حضرت بی بی خدیجہؓ اور حضرت قیس ہی کے نام ملتے ہیں جن کے ساتھ آپ نے شریک ہو کر تجارت کی اور جن کا مال لیکر آپ اطراف عرب میں گئے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اور لوگوں کے ساتھ بھی معاملہ کیا تھا۔

قیس بن سائب وہی ہیں جن کے غلام مشہور مفسر مجاہد بن جبیر تھے ان کا بیان ہے کہ ان کے ساتھ آپ کچھ مدت تک برابر کام کرتے رہے

لیکن آپ کا معاملہ ہمیشہ صاف رہا اور اس دوران میں کوئی جھگڑا اور مناقشہ پیش نہیں آیا اور آ ہی کیونکر سکتا تھا کہ آپ فطرتاً بہت نیک نفس اور امین تھے اور سریر نبوت پر فائز ہونے کا شرف آپ کے لئے مقدر تھا۔

حضرت خدیجہ کی شرکت

حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ جہاں نہایت شریف النفس نیک نہاد اور پاکیزہ اخلاق خاتون تھیں وہاں اتنی دولتمند اور صاحب ثروت بھی تھیں کہ جب مکہ والوں کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو تنہا ایک ان کا مال تجارت قریش کے تمام سامان تجارت کے برابر ہوتا تھا (طبقات ابن سعد) گویا یہ عرب کی ملک التجار بیوہ تھیں رسول کریم کی عمر مبارک پچیس سال کی ہو چکی تھی اور آپ کمیشن ایجنسی کا کاروبار زور و شور کے ساتھ کر رہے تھے اور آپکی قابلیت و دیانت شہرت کے پروں پر اڑ رہی تھی اور عرب میں دور دور تک آپ کا شہرہ پہنچ چکا تھا اور ہر کہہ مہ آپ کی لیاقت، شرافت اور امانت کا معترف و مداح تھا شدہ شدہ حضرت بی بی خدیجہ رض کے کانوں تک بھی آپ کی دیانت و امانت اور تجارتی صدق و سرگرمی کی اطلاعات پہنچ گئیں حضرت خدیجہ رض کو تجارتی بصیرت بہت زیادہ تھی اور لائق افراد کی دل سے قدر کرتی تھیں انہوں نے آپ کی شہرت سنتے ہی آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ صرف میری ہی شرکت منظور کریں اور میرا مال تجارت فروخت کے لئے لیجایا کریں تو میں جو اور منافعہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے المضاعف دونگی چونکہ آپ نہ صرف مکہ بلکہ عرب کی ایک مشہور اور دولتمند تاجر تھیں اس لئے آپ نے ان کی پیشکش کو بخوشی منظور کر لیا اور ان کا مال تجارت لیکر بصری (شام) تشریف لے گئے ابھی صرف تین ماہ ہی آپ کو کام کرتے ہوئے منقضی ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہ کو آپ کی ذات گرامی میں نہ صرف یہ کہ مکارم اخلاق اور محاسن حیات کی تابانیاں ضوفشاں نظر آئیں ہر بار نفع ہی زیادہ ہونے لگا آپ کو المضاعف نفع دینے کے بعد بھی کثیر رقم حاصل ہونے لگی اسلئے حضرت خدیجہ رض آپ کی رفاقت کو اپنے لئے مفید اور آپکی صحبت کو اپنے لئے مبارک سمجھکر آپ کو عقد کا پیغام دیدیا گو ان کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی مگر دولتمند اور شریف النفس تھیں اس لئے اس زمانہ میں آپ کو یہ رشتہ بہت مناسب ہوا کیونکہ یہ تو وہ خاتون تھیں کہ بڑے بڑے امرائے عرب ان سے ازدواج کی آرزو رکھتے تھے اور اسے بڑا شرف سمجھتے تھے۔

پیشوائے اسلام کی تاجرانہ بصیرت

ایک عرصہ تک تو آپ اپنی اہلیہ محترمہ ہی کا مال لیجاتے اور فروخت کرتے رہے کہ اب ان کا مال آپ کا اپنا مال تھا لیکن اس کے بعد آپ کی حالت میں انقلاب شروع ہوا اور جوں جوں عہد نبوت قریب آتا گیا آپ پر ایک محویت طاری ہوتی گئی آپ وسیع پیمانہ پر کاروبار کر رہے تھے جس کی وسعت اور دوری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جب نہ کہیں ریلوے اور تار کا انتظام تھا اور نہ صاف اور پر امن سڑکیں تھیں۔ آپ یمن شام بحرین مسقط اور کویت تک انتہائی مقامات پر مال تجارت لیکر گئے اور خرید و فروخت کی۔ اس مال تجارت میں ہر قسم کی کھالیں چیڑا کھجوریں اور میوے شامل تھے آپ جاشہ جیسے بعید ترین مقام اور یمن کی منڈی جرش میں ایک سے زیادہ بار مال لیکر گئے (علامہ ذہبی)

ایک یورپین مورخ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ آپ مصر بھی تشریف لے گئے تھے اور آپ نے بحر مردار کا معائنہ کیا تھا لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا ہو سکتا ہے کہ آپ نے سفر بحرین میں خلیج فارس کا مشاہدہ کیا ہو اور سفر شام میں ساحل بحر تک پہنچے ہوں لیکن مصر جانا ثابت نہیں عہد نبوت میں بحرین سے عبد القیس کا وفد آیا تو آپ دیر تک بحرین کے حالات دریافت کرتے رہے لوگوں نے تعجب سے کہا کہ آپ بحرین کے حالات ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور ایک ایک مقام کا نام لے رہے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے بحرین کی خوب سیر کی ہے اور تمہارے ملک کو خوب دیکھا ہے۔

مسلمان سوچیں اور دیکھیں کہ ان کے پیشوائے اعظم نے تجارت میں کتنا کمال حاصل کیا تھا کتنے دور دراز کے سفر کئے تھے اور کتنی شہرت پیدا کر لی تھی آپ مسلسل چالیس سال کی عمر تک کاروبار کرتے رہے اس مدت میں آپ نے ہزار ہا روپیہ پیدا کیا اور اس سے غرباء ضعفاء اور مساکین کی برابر امداد کرتے رہے فرزندان توحید کو چاہیئے کہ وہ آپ کے اس اسوۂ عمل پر کاربند ہوں اور غور کریں کہ کامیاب تاجر کیسے ہوتے ہیں۔

تاریخ مکہ معظمہ یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے ہر مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو قبلہ کی حقیقت سے واقفیت ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ فاران صفا و مروہ منیٰ چاہ زمزم ابواب مکہ اور ضروری مقامات کے نوٹو بھی ہیں۔ قیمت سوا روپیہ عہ محصول ۶ کل اہ - ملنے کا پتہ:- (منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی)

حضرت بی بی خدیجہ رضؓ سے نکاح

حضرت بی بی خدیجہ کا خاندان قریش میں ایک معزز و ممتاز خاندان سمجھا جاتا تھا ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جاکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا بیوہ تھیں اور دو شادیاں ہو چکی تھیں اگرچہ عمر چالیس سال کی تھی مگر اللہ کا دیا سب کچھ تھا زر و جواہر میں کھیلتی اور طلائی جھولوں میں جھولتی تھیں اس لئے صحت و جمال دونوں کی آب و تاب پوری درخشندگی کے ساتھ موجود تھی بہت خوبصورت تھیں بہت پاکیزہ اخلاق تھیں بہت شریف النفس تھیں بہت دولتمند تھیں اتنی کہ مکہ کے شرفاء و رؤساء میں ان کا شمار تھا۔ سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ جس وقت ان کا کاروان مکہ سے شام میں آتا تھا تو ایک شور مچ جاتا تھا ان کا مال تجارت تمام قریش کے مال تجارت کی برابر ہوتا تھا جنوب میں یمن اور شمال میں شام اور ایشیائے کوچک تک ان کی تجارت ہوتی تھی اور دور دور تک کاروبار پھیلا ہوا تھا ہر طرف ایجنٹ پھیلے ہوئے تھے جو نصف منافع پر ان کا مال بیچا کر فروخت کرتے تھے اور ان کی دولت میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا دولت و کاروبار کی فراوانی نے اثر و اقتدار بھی بڑھا دیا تھا بڑے بڑے صنادید عرب اور عمائدین مکہ آرزو مند رہتے تھے کہ ان سے ہماری شادی ہو جائے لیکن آپ سب کو جواب صاف دے دیتی تھیں۔ لوگ انھیں ان کے محاسن اخلاق کے باعث طاہرہ کے معزز لقب سے موسوم کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ابھی ابھی پچیس سال کی ہو چکی تھی بہت سے قومی امور میں سرگرم شرکت اور لوگوں کے ساتھ کاروباری معاملات میں راستبازی برتنے کے باعث آپ کی دیانت و امانت، محنت و سرگرمی اور صدق و شرافت کا شہرہ ہو گیا تھا اور قوم نے آپ کو امین کا معزز خطاب بھی دے دیا تھا حضرت خدیجہ بھی مکہ کے بڑے لوگوں میں تھیں آپ کے سمع مبارک تک بھی آپ کے حسن معاملہ اور حسن اخلاق کی شہرت پہنچی اور آپ کو خیال پیدا ہوا کہ اگر اس اخلاق و شان کا شخص میرے کاروبار میں شامل ہو جائے تو یقیناً دونوں کے لئے یہ تعلق بہت مفید و منفعت انگیز ہوگا چنانچہ انہوں نے ایک دن آدمی بھیجکر آپ کو کاشانۂ راحت پر بلوایا اور مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ میرا کام کریں تو میں آپ کو المضاعف دونگی۔ آپ کو عذر ہی کیا ہو سکتا تھا آپ رضامند ہو گئے اور ان کا مال تجارت لیکر فروخت کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے۔

اس سفر میں ان کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ تھا آپ کو منصب رسالت تو عطا ہونے ہی والا تھا برابر خوارق عادات ظاہر ہوتے رہتے تھے میسرہ نے بھی اثنائے راہ میں بہت سے مافوق الفطرت حالات برائے العین مشاہدہ کئے ایک تو اس نے آکر اپنے آقا سے تمام کوائف بیان کئے اور دوسرے یہ کہ اس دفعہ آپ کی برکات سے تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ بی بی خدیجہ رضؓ آپ کے کار محنت اور کارگذاری سے بہت خوش ہوئیں اور واپسی کے تین ماہ کے بعد انہوں نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا عرب کے دستور کے موافق نہ صرف بیوائیں بلکہ کنواریاں تک اپنی شادی بیاہ کا انتظام خود کر سکتی تھیں اور آپ ہی گفتگو کر لیتی تھیں ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا مگر چچا عمرو بن اسد زندہ تھے لیکن ان کے ہوتے ہوئے بھی انھوں نے تمام مراتب خود ہی طے کر لئے اور تاریخ بھی معین ہو گئی شادی کے روز ابو طالب تمام رؤسائے قریش کو ساتھ لیکر حضرت خدیجہ رضؓ کے مکان پر آئے حضرت حمزہ رضؓ بھی ساتھ ہی تھے ابو طالب ہی خطبہ نکاح پڑھا اور پانسو درہم طلائی مہر پر عقد ہو گیا۔

خطبہ نکاح

ابو طالب نے مجلس نکاح میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ نکاح پڑھا اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"شکر و احسان ہے اس مالک الملک اور رب قدیر کا جس نے ہمیں حضرت ابراہیم کی نسل میں پیدا کیا اور ہزار حمد و ثنا کا سزاوار ہے وہ خداوند جس نے ہمیں یہ شرف عطا کیا کہ ہم خود کو حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے کہہ سکیں یہ بھی اسی کا احسان ہے کہ ہمارا مورث اعلیٰ معد و نغم جیسا جلیل القدر انسان ہے اور ہمیں حرم شریف کی محافظت اور اقوام عرب کی پیشوائی کی سعادت عطا فرمائی میں اللہ تعالے کی شکر و سپاس بار بار ادا کرنے کے بعد کہتا اور واضح کرتا ہوں کہ میرا بھتیجہ محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ایک ایسا شخص ہے کہ جس کی خوبیوں اور ہر دلعزیزیوں میں کوئی شریک و سہیم نہیں اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے پاس

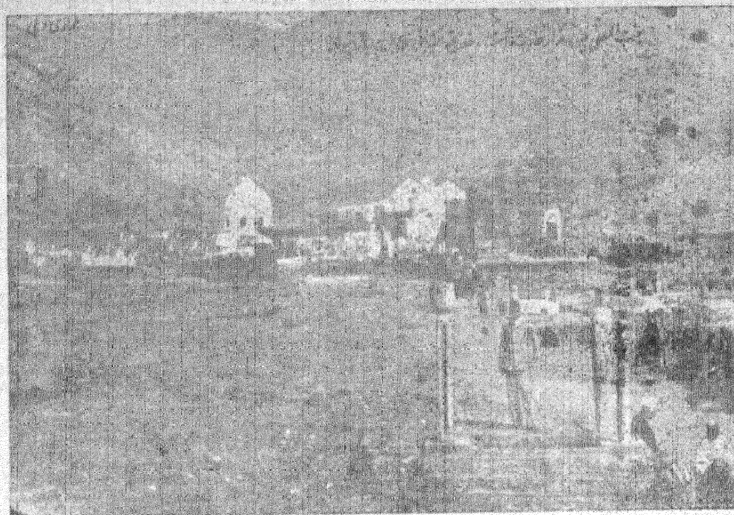

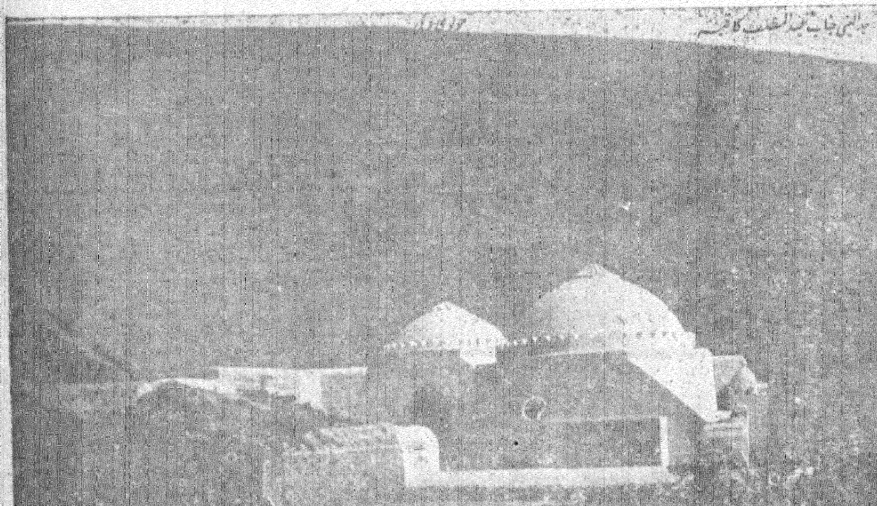

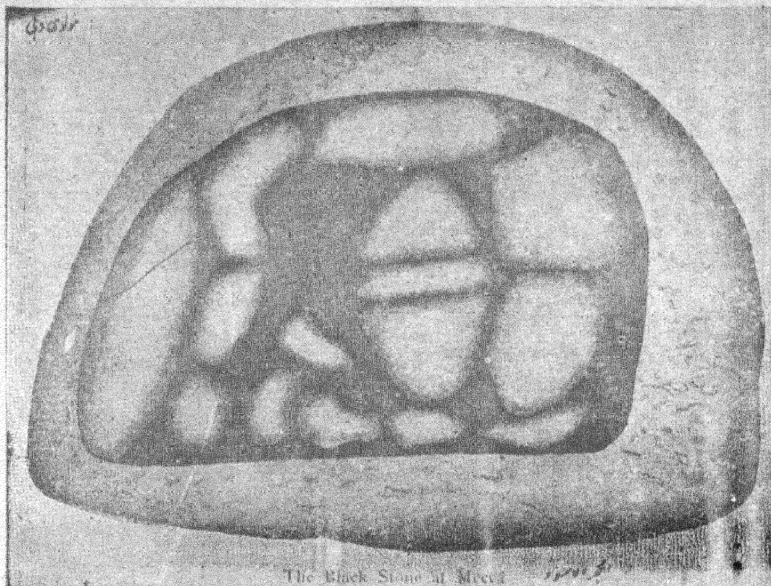

The Black Stone at Mecca حجر اسود

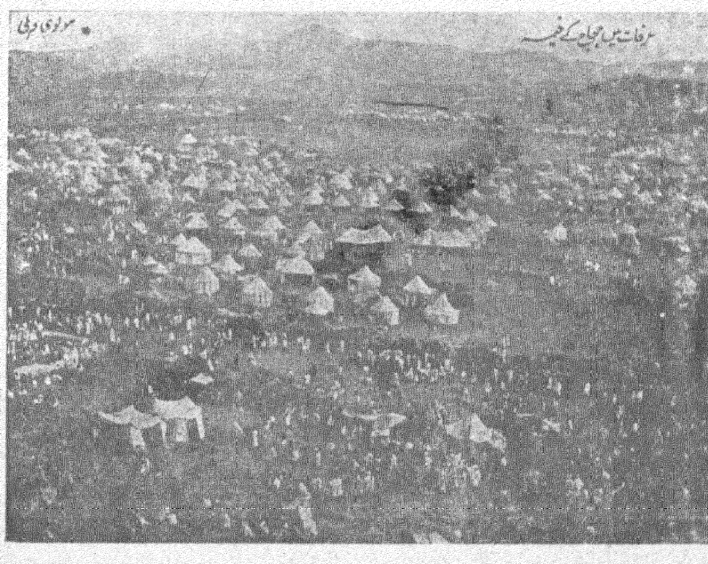

عرفات میں حجاج کے خیمے

دولت دنیوی سے بہت تھوڑا اس کا نصیب ہوا ہے لیکن کچھ پرواہ نہیں کہ یہ ایک فانی اور زوال پذیر شئے ہے اصل چیز محامد ذاتی اور محاسن اخلاق ہیں اور میرا بھتیجہ ان نعائم خداوندی سے بہرہ وافر رکھتا ہے بس میں محمد پانسو درہم طلائی کے عوض خدیجہ بن خویلد کو اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔

جب ابو طالب خطبہ پڑھ چکے تو ورقہ بن نوفل حضرت بی بی خدیجہ کی طرف سے خطبہ پڑھا یہ بھی حمد و ثنائے ایزدی پر مشتمل تھا عمرو بن اسد نے بھی یہی خطبہ پڑھا جب مراسم نکاح خوانی ادا کی جاچکیں تو بی بی خدیجہ رضی نے اپنی کنیزوں اور لونڈیوں کو حکم دیا کہ وہ دف بجائیں چنانچہ انھوں نے دف بجایا اور گایا اس کے بعد تمام قریش کو حضرت خدیجہ رض کی طرف سے ایک شاندار اور مکلف ضیافت دی گئی ان کا مکان اس روز اس طرح آراستہ کیا گیا تھا کہ سب کی نگہیں جہاں پڑتی تھیں وہیں جم کر رہ جاتی تھیں اور انھیں اس کی اتنی اور اس درجہ خوشی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انھیں کوئی فقید المثال دولت مل گئی ہو اور حقیقت یہی ہے کہ جو دولت انھیں ملی اور جو شرف اس عقد سے حاصل ہوا وہ اپنی نوعیت میں لاثانی اور عدیم النظیر تھا پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب اور گراں تر چیز دنیائے معلوم میں اور ہو ہی کیا سکتی تھی ایک تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف پھر آپ کی خدمت رفاقت کی سعادت اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلام لانے میں اولیت کا شرف اور امتیازی نشان ہی بڑی سعادت تھی گو وہ اس وقت حقیقت کا اندازہ نہیں لگا سکی تھیں لیکن دل کہہ رہا تھا کہ جسے تو نے انتخاب کیا ہے گو وہ بادی النظر میں ایک غیر مستطیع انسان نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی لازوال استطاعتوں اور غیر فانی فضیلتوں کے مثیل اب کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا خاندعورتوں کے سرتاج ہوتے ہیں مگر چھپا تاج حضرت بی بی خدیجہ کے فرق مقدس پر آراستہ ہوا اس کی نظیر نہیں

تاریخ سلاطین عثمانی

دیکھئے تو کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے اپنی بے کسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی نبیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری بھلی پھولی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز تھا ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین آخر حق کو فتح ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں۔ قیمت پونے دو روپے عہ۱۲ محصول ڈاک ۸

تاریخ حبیب آلہ

مولائے کریم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف مگر موثر روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے معمولی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا ان دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھکر لکھی گئی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲ مجلد ۱۲ محصول ۲

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے بہتر کتاب ہے جو حمیدیہ پریس نے حال حال میں شائع کی ہے اس کتاب کے مولف بھی مولانا نذیر الحق صاحب مولف کتاب الاسلام ہیں بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے بلاشبہ کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کو پڑھنا بھی ناگزیر ہے پوری تعریف تو کتاب دیکھنے سے ہی معلوم ہوگی یہ ضرور کہیں گا کہ قرآن پاک پڑھنے کا لطف اسی میں ہے کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے قیمت دس آنے محصول ۳ کل عہ

بڑی سوانح غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے کہ اس کتاب میں چھپے ہیں اسی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپکی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک ۱۴ر کل عہ

چھیانوے اولیا

کرام کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق ان کی تعلیمات ان کی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اوراد ان کے اسرار باطنیہ ان کی اور ہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کتاب کا نام تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی یہ کتاب بخدا رسیدہ لوگوں کا بولتا آئینہ ہے بڑی تقطیع ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت ۱۲ مجلد عہ محصول ڈاک ۱۱

سیرۃ المعین

حضرت خواجہ اجمیری کے حالات زندگی آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا عدیم النظیر مجموعہ ساحروں کا اپنی روحانی قوت سے مقابلہ کرکے نیچا دکھانا اور ہندوؤں کا جوق جوق اسلام میں داخل ہونا آپ کی کرامات ریاضت مجاہدات کا والہانہ تذکرہ آپ کے دربار میں شاہوں کی بار یابی اجمیر شریف کے تاریخی حالات اور بہت سے نادر واقعات آپ کی مجالس حسنہ اور پر معرفت اقوال۔ اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے عرس شریف کے موقعہ پر یہ کتاب ہزارہا زائرین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ قیمت ۸ محصول ڈاک ۶ کل عہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی وحمیدیہ پریس دہلی

رسول کریم کی حیات خانگی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان اور جلیل المرتبت انسان تھے اور آپ کی زندگی ایک مہتم بالشان زندگی تھی آپ بیک وقت پیغمبر بھی تھے اور فرمانروا بھی، سپہ سالار بھی تھے اور مدبر بھی امیر بھی تھے اور مصلح بھی ایک جامع حیثیات و اوصاف زندگی تھی اور ہونی چاہیئے تھی اس لیے کہ آپ دنیا کے لیے ایک نمونہ عمل اور مشعل ہدایت بنا کر بھیجے گئے تھے اور چونکہ آپ پیغمبر آخر الزماں تھے اور آپ کی حیات طیبہ پوری دنیا اور ہر درجہ و مرتبہ کے لوگوں کے لئے ایک سبق اور ایک قابل تقلید نمونہ تھی اس لئے آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو مکمل کر دیا گیا تھا تاکہ تمام افراد اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق آپ سے روشنی اور ہدایت حاصل کر سکیں آپ کے ذمہ پیغمبرانہ اور فرمانروایانہ فرائض ہی نہ تھے نہ آپ صرف پیغمبر بنکر عبادت و پرستش کی تعلیم دینے آئے تھے کہ ایک جنگل یا کسی پہاڑ کے درہ میں بیٹھکر محض اللہ اللہ کر کے زندگی گزار دیتے اور نہ صرف دنیا دار تھے کہ زندگی میں جاہ و حشمت اور شان و طمطراق کے سوا اور کچھ نہ ہوتا آپ کو ہر خیال اور ہر درجہ کے لوگوں کو تعلیم دینا تھی اور کتاب حیات کا کوئی باب چھوڑنا نہ تھا اس لئے ہمیں دکھانا یہ ہے کہ آپ کی نجی اور خانگی زندگی کا عنوان کیا تھا اور آپ پرائیویٹ زندگی کس طرح بسر کرتے تھے۔

انسان کی زندگی اپنے حقیقی رنگ میں گھر کے اندر ہی نظر آتی ہے کوئی کتنے ہی بلند مرتبہ پر فائز ہو کتنا ہی درجہ حاصل کر چکا ہو مگر جب گھر کی چار دیواری کے اندر قدم رکھتا ہے تو اس میں اور ایک عامی میں چنداں فرق نہیں رہتا وہ بے تکلف ہوتا ہے نہ شاہانہ طمطراق باقی رہتا ہے اور نہ سطوت و اقبال کی درخشانیاں یہاں ساتھ ہوتی ہیں یہاں تصنع اور تکلف کا رنگ بالکل اڑ جاتا ہے اور چہرہ کے اصلی خد و خال نمایاں ہوتے ہیں اور پوری عریانی سے ساتھ ہوتے ہیں بڑے بڑے اقتدار والوں کی شرافت و عظمت کا اندازہ دنیا نے جب لگایا تو انھیں ان کے گھر کے لوگوں میں دیکھا اور بال بچوں میں مشاہدہ کیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کے اس سب سے بڑے انسان کی خانگی زندگی کا معیار و عنوان کیا تھا آپ اہل و عیال میں کس طرح رہتے تھے اور گھر کے اندر کس عنوان سے زندگی بسر ہوتی تھی۔

کسی کے تو ایک بیوی ہوتی ہے آپ کے بیک وقت متعدد بیویاں تھیں ان میں پچاس برس کی عمر کی بھی تھیں اور چودہ پندرہ برس کی بھی، رؤسا کی لڑکیاں بھی تھیں اور غریب اور نادار صحابہ کی بچیاں بھی صاحب جمال بھی تھیں اور معمولی شکل و شباہت کی بھی ایسی بھی تھیں جو راحت و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی تھیں اور ایسی بھی تھیں جو خدا پرستانہ زندگی کی خوگر تھیں۔ ذی علم اور فاضلہ بھی تھیں اور ان میں بھی ذہین اور طباع بھی تھیں اور تیز مزاج اور خوش خلق بھی گویا متضاد اور مختلف عناصر کا اجتماع تھا۔

محبت زوجین کا بصیرت افروز نظارہ

آپ کی سب سے پہلی شادی حضرت بی بی خدیجہ سے ہوئی جن کی عمر آپ کی پچیس سال کی عمر کے مقابلہ میں ۴۰ سال کی تھی مگر نہایت دولتمند ہونے کے ساتھ نہایت صاحب جمال اور نہایت شریف النفس اور نیک خصلت تھیں پندرہ سال تک زندہ رہیں اور سرد و گرم زمانہ میں آپ کی پوری رفاقت کی ان کی حیات میں آپ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ ان کے بطن مبارک سے چھ بچے پیدا ہوئے چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے۔ موخر الذکر تو بچپن ہی میں انتقال کر گئے البتہ حضرت فاطمہ زہرا رض حضرت زینب رض حضرت رقیہ رض اور حضرت ام کلثوم جوان ہوئیں۔ دونوں میاں بیوی میں تا زندگی عاشقانہ اور فداکارانہ محبت رہی ہر غم اور ہر مصیبت میں انہوں نے آپ کا ساتھ دیا غار حرا کی چلہ کشی کے زمانہ میں بھی آپ کو کھانا پہنچاتی رہیں نزول وحی کے بعد جب آپ کی حالت غیر ہوئی تو انہوں ہی نے آپ کی پوری غمگساری کی تسلی دی ہمت بندھائی اور سب سے پہلے بھی آپ ایمان لائیں۔ اطاعت و فرمانبرداری سخاوت و شرافت اور عظمت و اخلاق میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں آپ کو جب یاد آجاتی تھیں تو آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

ازواج مطہرات کے شعائر عملی

دوسری بیوی حضرت سودہ ہی تھیں حضرت خدیجہ رض کے انتقال کے بعد آپ نے انہی کے ساتھ عقد کیا ابتدائے عہد نبوت ہی میں آپ پر ایمان لے آئی تھیں شادی کے وقت ان کی عمر بھی چالیس اور پچاس کے درمیان تھی بہت فیاض اور اطاعت گذار بیوی تھیں عہد فاروقی میں انہوں نے وفات پائی۔ تیسری بیوی حضرت عائشہ رض تھیں نو برس کی عمر میں شادی ہوئی اور انیس برس کی عمر میں بیوہ ہو گئیں

حضرت صدیق اکبر کی لخت جگر تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو عشق تھا صاحب جمال اور علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھیں ترمذی شریف میں ہے کہ صحابہ کرام کو جب کسی پیچیدہ مسئلہ کے حل میں دشواری پیش آتی تھی تو آپ ہی اسے حل کیا کرتی تھیں۔ حدیث تفسیر فقہ رموز شریعت خطابت اور ادب وشعر میں انھیں کمال حاصل تھا بڑے بڑے شعراء کے قصائد از بر تھے۔ ان کے شاگردوں کا بیان ہے کہ ہم نے ان سے زیادہ خوش تقریر اور کوئی نہیں دیکھا (مسند ابن حنبل)

عہد صدیقی، فاروقی عثمانی کے زمانہ میں آپ فتوے دیا کرتی تھیں حضرت علامہ سیوطیؒ نے فتاوی عائشہؓ کو ایک جداگانہ رسالہ میں جمع ومرتب کر دیا ہے احادیث میں سے ۲۲۱۰ احادیث انہی سے مروی ہیں ان کی اس علمی فضیلت وتبحر کا سب کو اعتراف تھا بڑی بڑی گردنیں آپ کے سامنے جھک جاتی تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ان کمالات وفضائل کی بنا پر ان سے بہت محبت تھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور عہد حضرت علیؓ میں بعمر ۶۶ سال وفات پائی جنگ جمل میں شریک تھیں جس میں ان کی تقریروں نے بہت کام کیا مگر جب اپنی غلطی محسوس کی تو فوراً اعتراف کر لیا یگانہ روزگار بی بی گذری ہیں۔ چوتھی بیوی حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ تھیں بہت طمطراق کی بیوی تھیں آپ نے حضرت امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔

حضرت ام سلمہؓ بیوہ تھیں گو فضل وکمال میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بعد آپ ہی کا درجہ تھا بہت غیور سیر چشم اور غرباء پرور تھیں اسی سے ام المساکین کے لقب سے مشہور ہو گئی تھیں ازواج مطہرات میں سب کے بعد آپ ہی کا انتقال ہوا اور ۸۴ سال کی عمر پا کر ۶۱ھ میں رگزائے عالم بقا ہوئیں۔

حضرت جویریہؓ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی صاحبزادی تھیں اسی جنگ کے سلسلہ میں اسیر ہو کر آئیں شرف زوجیت حاصل کیا اور ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حضرت ام حبیبہؓ پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھیں ابو سفیان کی بیٹی تھیں نجاشی شاہ حبش کے زیر اہتمام آپ کا نکاح پڑھا گیا تھا ۴۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت صفیہؓ قبیلہ بنو نضیر کی سردار کی بیٹی تھیں ان کے قبیلہ قریظہ کے رئیس کی صاحبزادی تھیں جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں اور رسول کریم کے سلسلۂ ازدواج میں داخل ہوئیں حسن وتدبر میں ممتاز تھیں رسول کریم آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور دلجوئی کرتے رہتے تھے۔

حضرت میمونہؓ بھی بہت نیک خصلت اور شریف النفس بیوی تھیں مقام سرف میں ان کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔

حضرت زینبؓ زہد وورع ہو دوسخا اور حسن وجمال میں ممتاز تھیں اپنے دست وبازو سے روپیہ پیدا کرتی تھیں اور سب راہ خدا میں لٹا دیتی تھیں نہایت رہبت واستغراق کے ساتھ مصروف عبادت رہتی تھیں بیوگی کے عالم میں بعمر ۳۵ سال شرف زوجیت حاصل کیا ۵۳ برس کی عمر پائی دو بیویاں تو آپ کی حیات ہی میں وفات پا چکی تھیں رسول کریم کے بعد سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا آپ کو ان سے بہت محبت تھی پھوپی زاد بہن بھی تھیں۔

باہمی بے لطفیاں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں زہد وعبادت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں پھر بھی بشریت سے خالی نہ تھیں پہلو میں دل بھی رکھتی تھیں بڑے بڑے فارغ البال گھرانوں کی چشم وچراغ تھیں نسل ورنگ کے مزاج وطبیعت کے اختلاف موجود تھے اور ہونے چاہئیں تھے کبھی تکدر بھی پیدا ہوتا تھا باہم رشک ہی ہو جاتی تھی۔ رشک ہی پیدا ہوتے تھے خانہ نبوت میں زخارف دنیوی سے کوئی چیز نہ تھی ہمیشہ فقر وفاقہ کا عالم رہتا تھا ان کے خورد ونوش کا پورا انتظام بھی نہ کر سکتے تھے حضرت بی بی خدیجہ کو آپ بہت یاد کیا کرتے تھے جب خیال آ جاتا تھا آنکھیں پر آب ہو جاتیں جب گھر میں قربانی ہوتی کوئی جانور ذبح کیا جاتا تو آپ تلاش کرا کر بی بی خدیجہ کی ہمنشیں عورتوں کو گوشت بھجواتے۔ ان کی بہن ہالہ تشریف لے آتیں تو آپ جھٹ کھڑے ہو جاتے۔ حضرت عائشہ کو رشک پیدا ہوا اور فرمانے لگیں کہ آپ ایک بڑھیا کو اتنا یاد کرتے ہیں وہ تو مر چکیں اور آپ کو ان سے بہتر بہتر اور اچھی بیویاں مل گئیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ کیا کہتی ہو اور کیا سمجھتی ہو خدیجہ خدیجہ تھیں جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا انھوں نے میری تصدیق کی جب لوگ کافر تھے وہ میرے اوپر ایمان لائیں اور جب میرے پاس کوئی کام نہ تھا انھوں نے میری امداد کی ہمیشہ غمگساری کرتی رہیں انھیں میں کیسے یاد نہ کروں۔" اس قسم کی باتیں برابر ہوتی رہتی تھیں آپ انھیں حالات میں بسر کرتے تھے اور جبیں مبارک پر بل نہ آتا تھا۔

مساوات وعدل کی لمعانی سلوک اور برتاؤ میں تو آپ سب کو بالکل مساوی درجہ پر رکھتے تھے کوئی ایک خدمت میں فرق عادۃً نہ اٹھتا تھا لیکن دل پہ کب کسی کا قابو ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے زیادہ محبت آپ کو حضرت عائشہ سے تھی اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ دوشیزہ تھیں اور نوعمر بھی کیونکہ حسن وجمال میں تو حضرت صفیہ نظیر نہ رکھتی تھیں اور ان کے بعد حضرت زینبؓ بھی جنت کی حور معلوم ہوتی تھیں بلکہ سبب یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ اپنی خداداد ذہانت ولیاقت کیاست وفراست دقت نظر

و اجتہاد و فکر اور علم و فضل میں ایک امتیاز خصوصی رکھتی تھیں ادب و شعر میں کمال حاصل تھا بہت خوش گفتار اور خوش تقریر تھیں لیکن فطرت نسوانی خصوصیات و صفات نہیں دیکھتی وہ تو محبت کی نظر کی آرزو مند رہتی ہے ایسی نظر جو اسی کے لئے مخصوص ہو اس میں شک کا مادہ حد سے زیادہ ہوتا ہے ایک دو کو نہیں بلکہ کئی ازواج مطہرات کو رشک پیدا ہوا انہوں نے پہلے تو آپ کی لخت جگر حضرت بی بی فاطمہؓ کو اپنا وکیل بنایا اور اس کے بعد حضرت زینبؓ کو نمائندہ بنا کر کہ وہ حسن و جمال اور ورع و عبادت میں ممتاز تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت زینبؓ آپ کی پھوپی زاد بہن بھی تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہمسری کا ادعا رکھتی تھیں۔

حضرت زینبؓ نے اپنی مفوضہ خدمات بڑی قابلیت کے ساتھ انجام دیں اور جرأت و عمدگی کے ساتھ موثر انداز میں آپ پر یہ واضح کرنا چاہا کہ آپ نے اپنی نظر میں حضرت عائشہ صدیقہ کو جو رتبہ دے رکھا ہے وہ ہرگز اس کی مستحق نہیں حضرت عائشہ بھی برابر ہی بیٹھی ہوئی تھیں خاموشی کے ساتھ حضرت زینب کی تقریر سنتی رہیں بار بار رسول کریم کے چہرہ کو دیکھتی جاتی تھیں۔ آخر میں آپ نے اشارہ کیا جسکے پاتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ کھڑی ہو گئیں ہم آپ پر واضح کر چکے ہیں کہ آپ بیمثال اور مایۂ ناز خطیب تھیں اور یہ تقریر کرتی تھیں کہ لوگ عش عش کرنے لگتے تھے کھڑے ہوتے ہی حضرت عائشہؓ نے اس شدت و شکوہ کے ساتھ تقریر کی اور ایسے مسکت و مدلل و موثر دلائل پیش کئے کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہو گئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ کیوں نہ ہو آخر تو ابوبکرؓ کی بیٹی ہے (بخاری شریف)۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کسی بات کا جواب جھلا کر دیا عین اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تشریف لے آئے یہ سنتے اور دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے انہیں مارنے کو ہوئے عجلت سے بھاگ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں آگئیں کہنے لگے بیوقوف رسول پاک کا ادب نہیں کرتی گستاخی سے پیش آتی ہے ابھی تجھے اس گستاخی کا مزہ چکھاتا ہوں حضور رسالت مآب کی ذات گرامی ایک پیکر رفق و کرم تھی آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو روک دیا جب وہ باہر چلے گئے تو مسکرا کر فرمایا۔ عائشہؓ اس وقت بچا لیا ورنہ حقیقت معلوم ہو جاتی حضرت عائشہؓ نے مسکرا کر گردن جھکا لی۔

ازواج مطہرات خلوت و جلوت کی شریک حال تھیں حضور رسالت مآب کی تمام حرکات و سکنات نمونۂ عمل تھیں اور یہ سب دیکھتی رہتی تھیں اور آپ کے افعال و کردار سے ہرگونہ واقف تھیں اور مذہبی و شرعی احکام مستنبط کرتی رہتی تھیں چونکہ حضرت عائشہؓ کا دماغ بہت صاف اور سلجھا ہوا تھا آپ بہت جلد سمجھ جاتی تھیں کچھ ایسا مجتہدانہ دل و دماغ لیکر پیدا ہوئی تھیں کہ اس کمسنی و کم عمری میں وہ بڑے بڑے دقیق اور پیچیدہ مسائل لمحوں میں حل کر کے رکھ دیتی تھیں جن کی عقدہ کشائی سے بڑے بڑے صحابہ کرام کے دماغ عاجز رہ جاتے تھے اس لئے آپ کو ان سے محبت برابر بڑھتی چلی جاتی تھی۔ حضرت عائشہ بھی غور کے ساتھ ہر بات سنتی اور آپ کے ہر عمل و حرکت سے مسائل کا استخراج کرتی رہتی تھیں۔

دلوں کی صفائی

لیکن یہ نہ تھا کہ آپ سلوک میں کوئی امتیاز روا رکھیں آپ روزانہ تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے ہر ایک بیوی کے حجرہ میں جاتے اور ذرا دیر بیٹھ کر چلے آتے اور ہر شب کو باری باری ایک ایک بیوی کے یہاں استراحت فرماتے کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ کسی بیوی کے حجرے میں آپ نے مسلسل دو راتیں آرام فرمایا ہو عصر کا وقت ہوتا تو آپ نماز باجماعت ادا فرما کے بیویوں کے پاس گھر میں جاتے اور ابتدا حضرت ام سلمہؓ کے حجرے سے ہوتی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اس روز جن کی باری ہوتی تھی سب انہی کے حجرے میں جمع ہو جاتی تھیں دیر تک صحبت رہتی تھی اقتضائے بشریت سے رشک ضرور تھا لیکن دل صاف تھے اور کوئی تکدر و تنغض باقی نہ رہتا تھا سب مل جل کر لطف اٹھاتی اور ہنسی بولتی تھیں اور کیوں نہ بولتیں کہ ان کے قلب کا تصفیہ اور نفوس کا تزکیہ ہو چکا تھا۔ حضرت عائشہ سے رسول کریم کو جو محبت تھی اس پر سب ہی کو رشک تھا اور حضرت زینب تو ان کی سب سے بڑی حریف تھیں لیکن واقعہ افک پر کہ آپ کی محبوب ترین بیوی پر اتہام لگایا گیا تھا اور اگر دلوں میں کچھ ہوتا تو اس سے بہتر موقعہ رسول کریم کی نگاہوں میں انھیں حقیر کرنے کا اور کونسا ہو سکتا تھا جب رسول کریم نے حضرت زینبؓ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حاشا وکلا یہ تہمت ہے میں حضرت عائشہؓ کو ہرگز قابل الزام نہیں سمجھتی حضرت عائشہؓ حضرت زینبؓ کی اس پاک باطنی کی ہمیشہ ممنون رہیں (مسلم)

یہ تھی ان معزز بیویوں کے قلب کی حالت اور نفوس قدسیہ کی صفائی۔

ازواج

حضرت صفیہ جس طرح حسن و جمال میں لاثانی تھیں اسی طرح کھانا پکانے میں بھی سب سے ممتاز تھیں حضرت عائشہ کی باری کے روز انہوں نے کھانا جو کھانا پکایا تو ایک پیالہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بھیجدیا حضرت عائشہ کو یہ عمل بہت برا معلوم ہوا اور خادم کے ہاتھ سے پیالہ چھین کر توڑ ڈالا۔ آپ خود اٹھے اور اس ٹوٹے ہوئے پیالے کے ٹکڑے چنے اور نیا پیالہ منگا کر بھجدیا اور حضرت عائشہ کو کوئی چشم نمائی نہیں کی ان کے برہم ہو کر آزاد و بلند باتیں کرنے اور حضرت صدیق کے غضبناک ہو جانے کا واقعہ ہم ابھی اسی مضمون میں لکھ چکے ہیں (باہم)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کو ان کی تیز مزاجی پر ایک دفعہ ڈانٹ بتائی تھی اس قسم کے واقعات اکثر پیش آتے رہتے تھے لیکن آپ کچھ بھی نہ کہتے تھے اور آپ کا خلق عمیم سب کے قصوروں کا پردہ پوش بنجاتا تھا۔

جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ ازواج مطہرات میں اکثر بڑے بڑے خاندانوں کی تھیں اچھے اچھے لباس و طعام کو ان کا دل چاہتا تھا وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات کی وسعت زر و جواہر کے خزانے لٹا رہی ہے اور ان کی آنکھوں کے سامنے جو روپیہ ہزارہا کی تعداد میں آتا ہے اور سب کا سب تقسیم ہو جاتا ہے اس لئے ملول بھی ہوتی تھیں لیکن جب ان کی طرف سے اس کی خواہش بڑھی اور سب نے عرض کی تو آپ نے صاف جواب دیدیا کہ مجھے تو فقر سے عشق ہے اور میں تم سے اور اپنوں سے پہلے عامۂ اہل اسلام کا خیال کرتا اور انھیں مقدم سمجھتا ہوں اگر تمھیں دنیا اور مدنیہ کی ضرورت ہے تو میری طرف سے اجازت ہے کہ تم مجھ سے قطع تعلق کر دو ویسے آپ کو تمام ازواج مطہرات سے بیحد محبت تھی لیکن آپ نے دنیوی طریق پر کبھی اس کا اظہار نہیں کیا حضرت عائشہؓ کتنی محبوب بیوی تھیں لیکن آپ کی زندگی میں انھیں کبھی طلائی زیور اور قیمتی لباس پہننے نصیب نہیں ہوئے کبھی کسی کے جسم پر کوئی آرائشی چیز دیکھ بھی لیتے تو منع فرما دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے طلائی کنگن پہنے تو آپ فرمانے لگے عائشہ بہتر یہ تھا کہ تم درس کے کنگن زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم جنت کی آرزو رکھتی ہو تو پرتکلف لباس اور زیورات سے اجتناب کرو تاہم آپ نسوانی خصوصیات کے برقرار رکھنے پر پورا زور دیتے تھے مہندی لگانے کی تاکید کرتے رہتے تھے چوڑیوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ چوڑیوں کی آواز سے برکت ہوتی ہے یہ عورت کا سہاگ ہے اسے ضرور پہنے رہا کرو۔

مسرور معاشرت ازواج مطہرات کی خوشنودی ہی آپ کو مد نظر رہتی تھی ایک روز عید کے دن حبشی نیزوں کا تماشا کر رہے تھے آپ نے حضرت عائشہ کی خواہش پر انھیں اپنی آڑ میں کھڑا کر لیا اور وہ آپ کے دوش مبارک پر رخسار مبارک رکھ کر دیر تک تماشا دیکھتی رہیں ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا آؤ ہم تم تیز دوڑنے میں باہم مقابلہ کریں حضرت عائشہ چونکہ دبلی تھیں آگے نکل گئیں کچھ روز کے بعد پھر مقابلہ ہوا تو آپ آگے نکل گئے اور فرمانے لگے عائشہ یہ اس روز کا جواب ہے (ابو داؤد) یہ معمولی باتیں نہیں ان کے اندر امت کے لئے بڑے بڑے سبق پوشیدہ ہیں مسلمانوں کو غور کرنا دیکھنا چاہیئے کہ آپ کی معاشرت اور گھر کی زندگی کیسی مسرور اور خوشگوار زندگی تھی آپ کتنا عدل برتتے تھے کس طرح زندگی بسر کرتے تھے اور فقر و فاقہ کے باوجود کیسی مسعود اور پرلطف زندگی گذرتی تھی۔ عام زمانہ میں آپ ازواج مطہرات کی برابر دلجوئی کرتے رہتے تھے آپ نہ ذرا سی باتوں پر کسی کو ڈانٹتے تھے اور ڈانٹنا کیا آپ گھر میں ان باتوں کو برا سمجھتے تھے ڈانٹنے کو حضرت عائشہؓ کلیۃً نہ تو دنیا پر مہر ہو کر بولنا معمولی بات تھی۔ مسلمانوں کو اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ گھر کے اندر بیوی کے معاملہ میں بہت برداشت سے کام لینا چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے طرح دیکر ایک مسرور اور خوشگوار زندگی بسر کرنی چاہیئے بات بات پر ڈانٹنے اور جھڑکنے سے بیوی کی خودداری پر بھی ضرب لگتی ہے اور اپنی طبیعت بھی مکدر ہوتی ہے اور اکثر جھگڑوں کی بنائیں قائم ہو جاتی ہیں البتہ دینی امور میں اغماض و چشم پوشی سے کبھی کام نہ لینا چاہیئے کہ اس سے بڑے بڑے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

عسرت و ناداری پہلے تو یہ حالت تھی کہ جو کچھ کہیں سے آتا تھا اور مقدار میں ذرا بیش ہوتا حضور رسالت مآب کو بھی حصہ مل جاتا تھا جس سے گذر ہوتی تھی خیبر کے فتح ہونے پر یہ صورت ہوئی کہ تمام ازواج مطہرات کے لئے فی زوجہ ۸۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جو سالانہ مقرر ہو گیا تھا اور اسی پر سب کی گذر اوقات تھی آپ خود ان جھگڑوں میں نہ پڑتے تھے گھر کا تمام انتظام حضرت بلالؓ کے سپرد تھا اور زیادہ جو کچھ آجاتا تھا وہ آپ سب پر تقسیم کر دیتے تھے فتوحات پر فتوحات بڑھتی گئیں ہزارہا روپیہ آنے لگا لیکن آپ فیاض بھی بے مثل تھے جو آتا تقسیم کر دیتے تھے سادگی اور فقر پسندی کا یہ عالم تھا کہ جو موٹا جھوٹا مل جاتا پہن لیتے اور جو سامنے آجاتا کھا لیتے زمین پر چٹائی پر جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے کرتہ کا سینہ اکثر کھلا رہتا تھا انتہا یہ ہے کہ آپ کے جو آنچل تھے وہ پیوند لگے ہوتے تھے (بخاری)

کسی نے آپ کو ریشم کا شلوکہ بھیجا آپ نے پہن تو لیا لیکن کچھ دیر بعد اتار دیا اور فرمانے لگے پرہیزگاروں کے لئے یہ لباس موزوں نہیں اکثر موٹے جھوٹے اور بھیڑ کی کھالوں سے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے بستر چمڑے کا ہوتا اور تکیہ بھی کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی اور ایک ہی کپڑے کو دوتہ کر کے بچھا لیتے تھے انتہا یہ ہے کہ شام سے یمن تک اسلامی علم لہرا رہا تھا اس وقت اس فرمانروائے اسلام کے گھر میں صرف ایک گھڑی بھر پانی اور چمڑے کا ایک ڈول اور ایک آبگینہ تھا۔

وفات کے وقت گھر میں تو والے کے سوا کچھ نہ تھا ایلا کے زمانہ میں جب حضرت عمرؓ آپ سے ملنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تہبند بندھا ہوا ہے ایک کھری چارپائی پڑی ہوئی ہے ایک گوشہ میں مٹھی بھر جو پڑے ہیں پائے مبارک کے پاس ایک کونے میں کسی جانور کی کھال رکھی ہوئی ہے مشکیزہ کی کچھ کھالیں لٹک رہی ہیں یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کے آنسو نکل پڑے جسم اقدس پر بانوں سے بدھیاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے لطف اٹھائیں اور آپ سرکار دو عالم ہو کر اس تکلیف میں زندگی بسر کریں آپ نے فرمایا اے ابن

حضرات تم کو یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت۔

سادگی عمل گھر کے کام کاج خود کرتے تھے خود ہی بازار سے سودا لے آتے جوتا پھٹ جاتا تو خود ہی گانٹھ لیتے اپنے کپڑوں میں خود ہی پیوند لگا لیتے خود ہی جھاڑو دیتے غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ کھانا کھا لینے میں بھی آپ کو کوئی عذر نہ ہوتا کسی مجمع میں جاتے تو جہاں بھی جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے ایک شخص دربار نبوت میں حاضر ہوتا ہے اور آتے ہی رعب داب سے کانپنے لگتا ہے آپ فرماتے ہیں ڈرو نہیں گھبراؤ نہیں میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی اکڑوں بیٹھکر کھاتے اور فرماتے ہیں بندہ ہوں اور بندوں کو بندوں ہی کی طرح کھانا چاہیے آپ مصلحتاً بھی کبھی شان و ترفع کا اظہار نہ کرتے تھے۔ غزوہ خیبر اور فتح مکہ اظہار تفاخر کے یہ دونوں اہم اور خاص مواقع تھے لیکن فتح مکہ کے روز جب آپ شہر میں داخل ہوئے ہیں تو اظہار شکر اور تواضع کے طور پر آپنے اپنا سر اتنا جھکا لیا تھا کہ کجاوہ سے مل گیا تھا برابر شکر ایزدی ادا کرتے جاتے تھے خیبر میں داخلہ کے وقت بھی گدھے پر سوار تھے۔

اپنے کام تو اپنے ہی ہیں آپ دوسروں کے کام بھی بے تکلفی کے ساتھ کر دیتے تھے خباب بن ارث باہر گئے ہوئے تھے آپ ان کے گھر روزانہ جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے مسجد قبا مسجد نبوی کی تعمیر اور غزوہ خندق میں عام مزدوروں کی طرح آپ بھی مصروف کار تھے اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے اور خندق کھودتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا آپ کو ادنیٰ سے ادنیٰ آدمیوں کے کام کر دینے میں بھی کوئی تامل نہ ہوتا تھا۔ لونڈیوں اور غلاموں تک کا کام کر دینے میں بھی کوئی تامل نہ ہوتا تھا لونڈیوں اور غلاموں تک کے کام کر دیتے تھے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپکا رجحان رہبانیت کی طرف تھا دنیا سے بیزار تھے دنیوی آرام کو اچھا نہ سمجھتے تھے نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ وجہ یہ تھی کہ آپ بسر حیات کے لئے ترک احتشام اور تکلف و تصنع کو اچھا نہ سمجھتے تھے آپ کو فقر پسند تھا خیال کرتے تھے کہ جو روپیہ تکلف و تلذذ پر خرچ کیا جائے وہ غربا و مساکین ہی کے کام کیوں نہ آئے اور جو وقت اس پر صرف ہو وہ زیادہ مفید تر کاموں میں کیوں نہ صرف کیا جائے۔

رہبانیت اور اس حالت میں بین و باہر فرق ہے۔ رہبانیت تو یہ ہے کہ دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ رکھا جائے نہ اپنی پرواہ ہو اور نہ دوسروں کی لیکن آپ کو اپنی پرواہ بھی تھی اور دوسروں کی بھی۔ بیویاں بھی تھیں بچے بھی تھے اعزا و احباب بھی تھے، سلطنت بھی تھی اور پیغمبری بھی صرف اتنی بات ہے کہ تصنع و تکلف کو فضول سمجھتے تھے۔ طبیعت سادگی پسند تھی اور ٹھیٹھ ضروریات زندگی کے سوا اپنے لئے کسی چیز کو اہم نہ سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تکلف و آرائش پسندی میں سراسر تکلیف ہی ہے دوسرے اس سے نفس موٹا ہوتا ہے غرور پیدا ہوتا ہے اپنی نظر میں دوسروں کی تحقیر پیدا ہوتی ہے اپنی بڑائی اور عظمت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ خالص ضروریات انسانی کی تمام چیزیں موجود تھیں خوشی پیدا کرنے والے سامان بھی موجود تھے بچے بیوی کتنے محبوب اور مسرت انگیز چیزیں ہیں پاک و صاف رہنے سے کیسی مسرت ہوتی ہے۔ آپ بیویوں اور بچوں سے محبت کرتے اور ان کے ساتھ کھیلتے بھی تھے پاک و صاف بھی رہتے تھے غسل بھی کرتے تھے باوضو بھی رہتے تھے کنگھی بھی کرتے تھے خوشبویات کا استعمال بھی رکھتے تھے گویا ضروریات سب موجود ہوتی تھیں البتہ لذائذ و تکلفات سے احتراز تھا۔

ایک دفعہ گھر میں جو آئے دیکھا کہ چھت گیری لگی ہوئی ہے آپنے اسی وقت اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ خدانے دولت ہمیں اس لئے نہیں دی کہ اینٹ اور پتھروں کو کپڑے پہنائے جائیں (ابوداؤد) فرمایا کرتے تھے گھر میں تین بستر کافی ہیں ایک اپنے لئے ایک بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے چوتھا شیطان کا حصہ ہے انسان تو لذائذ و تکلفات میں پڑ گیا ہے ورنہ بڑے سے بڑا شخص چند روپیہ میں زندگی بسر کر سکتا ہے اور جنھیں خدا نے عقل سلیم اور دل بیباس گداز عطا کیا ہے وہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں اورنگ زیب کتنا زبردست شہنشاہ تھا مگر ٹوپیاں بنکر گذر کرتا تھا۔ ناصر الدین محمود کی گذر کتابت قرآن پر تھی کاش مسلمان سوچیں اور آپکی معاشرت سے سبق سیکھیں۔

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے جو خوشنما شہر مدینہ، روضہ اقدس و نقشہ خلافت روضہ و مسجد نبوی کون مسلمان ہے جسے آنحضرت صلعم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان کو جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کرکے یہ کتاب طیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا اجتماع ہے بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۶/

پتہ:- دفتر مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانہ رسالت عہد خلافت راشدہ اور خلفائے بنی امیہ، خلافت عباسیہ عہد بنی امیہ، عہد اندلسیہ و سلجوقیہ دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ مصر، ٹرکی اور الجزائر مراکش و فرمانروایان ہند خاندان افاغنہ غلامان و سوریان و عہد مغلیہ اور مسلمان بادشاہان دکن و سندھ و کشمیر کے عہد ہائے گذشتہ کے راستباز و حق پرست بزرگوں کے حیرت خیز جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف و حریت و مساوات کا آئینہ مجلد کتاب ہے پانسو صفحہ کی ضخامت ہے۔ قیمت مجلد رعایتی ڈھائی روپے محصول علاوہ

پتہ دفتر مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

نبوت سے پہلے

ابھی تلوح نبوت سے فرق مقدس پر جگمگانے بھی نہ پایا تھا، صبح سعادت کے طلوع
ں ابھی ایک عرصہ باقی تھا انوار رسالت کی درخشانیاں ہنوز پردہ خفا
ں تھیں وہ عرب تھا اور وہی قریش کہ اللہ کا پیارا اور فاطر السموات والارض
کا دلآرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی اخلاقی تکمیل کر چکا تھا اور فسق و فجور
کی گندگیوں اور غلاظتوں میں لتھڑے عربوں کے سامنے صدق و وفا
ہد و ورع اور امانت و دیانت کا وہ درخشندہ مظاہرہ مناظر دنیا کے
سامنے پیش کر رہا تھا کہ مخلوق حیرت زدہ تھی اور ہر کہ مہ انگشت بدندان
ب شراب پیتے ہیں، ساغر و مینا کے دور چلتے ہیں حلال و حرام کا
ئی سوال ہی نہیں برائی کا ذکر ہی نہیں آتا۔ اشراف و اعیان سب کے
منہ "کو" یہ کافر "لگی" ہوئی ہے مگر آپ اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتے
نی متنورات شباب کی مستیوں میں چور بن سنور کر برق پاشیاں
تی ہوئی نکلتی ہیں جس کے کان میں آواز خلخال پڑ جاتی ہے دیوانہ
ہو جاتا ہے جس کی نظر اٹھتی ہے نار فتنہ بن جاتا ہے لیکن آپ کی
ان پر نگاہ غلط انداز بھی نہیں پڑتی۔ خوبان قریش شعر و شاعری
رل گوئی و افسانہ طرازی، قمار بازی و چھیڑ خانی میں مشغول رہتے ہیں
ر آپ اسے ایک لغویت سمجھتے ہیں، لوگ زیر دستوں کو ستاتے ہیں
پ ان کی مدد کرتے ہیں عرب غرباء و ضعفاء کو نظر حقارت سے دیکھتے
یں آپ ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔

لات و عزیٰ کے سامنے عقیدت کیشوں اور ارادتمندوں کے ٹھٹ
کے ٹھٹ لگے رہتے ہیں مرادیں مانگی اور منتیں مانی جاتی ہیں لیکن آپکو
ان کی صورت سے تنفر اور ان کے ذکر سے بیزاری ہے کوئی مذہب نہیں
سی مسلک کے پیرو نہیں کوئی تعلیم و تربیت نہیں مگر ان لاعلمیوں
کے باوجود ہر برائی سے نفرت ہے اور ہر اچھائی سے عشق! زبان غیبت
کذب سے ناآشنا ہے اور دل کینہ و بغض سے پاک! جو سوچتے ہیں وہ
نکی کی سوچتے ہیں اور جو خیال کرتے ہیں وہ حسن ہی قائم ہوتا ہے
چھے اور برے سب ہی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور سب ہی آپ کو
پھلکتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے
بان و قلب میں کبھی باہم تضاد پیدا ہوا ہو، کبھی کسی کی برائی کی ہو یا
ہی کسی کی غیبت کی ہو کسی کا مذاق اڑایا ہو کسی سے لڑے ہوں اور کسی
ی صحبت میں بیٹھے ہوں۔

صنم پرستی سے ازلی نفرت

بت پرستوں کے اندر رہنے اور بت پرستوں کے اندر پیدا ہونے کے باوجود کبھی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے کسی بت کے سامنے سر جھکایا ہو آپ کو ... آپ کے ذوق سلیم نے بتا دیا تھا کہ جن پتھر کی مورتیوں میں اپنے منہ سے مکھیاں اڑانے کی بھی طاقت نہ ہو اور جو ہمارے اپنے ہاتھ کے تراشے اور نصب کئے ہوئے ہوں نہ کیا کسی کو نفع و ضرر پہنچا سکتے ہیں اور اس قابل ہو سکتے ہیں کہ انہیں سجدے کئے جائیں اور ان سے مرادیں مانگی جائیں شہر فساد کی مبتذل مجلسیں مکہ کے گوشے گوشے میں قائم تھیں جہاں فحش اشعار اور حیا سوز افسانے بڑی دلچسپی کے ساتھ سنے اور سنائے جاتے تھے اور بالخصوص جوانان عرب کی تو سب سے بڑی تفریح گاہیں یہی مجالس ہوتی تھیں آپ نے کبھی ان میں شرکت نہ کی دو دفعہ آپ نے بامر مجبوری شرکت کا ارادہ بھی کیا لیکن کارکنان قضاء و قدر نے معاً ایسے اسباب و وجوہ پیدا کر دیئے کہ آپ ان میں شریک ہی نہ ہو سکے۔

البتہ شستہ اور شائستہ صحبتوں میں آپ خصوصیت کے ساتھ شریک ہوتے تھے اہم مشوروں اور قومی و سیاسی مجلسوں میں بھی شامل رہتے تھے مگر مہذب صحبتیں ناپید تھیں اور جو چند تھیں بھی وہ ہی آپ کے احباب پر مشتمل تھیں یہ احباب وہی تھے جنھوں نے آپ کی صحبت کے فیض و اثر سے متاثر ہو کر سرے سے بت پرستی ہی سے انکار کر دیا تھا اور اصنام پرستی کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں یہ چند چٹانیں اپنے سر باہر نکالے ہوئے کھڑی تھیں جن پر آفتاب توحید کی ہلکی شعاعیں جگمگانی شروع ہو گئی تھیں۔ یہ کون تھے؟ ورقہ بن نوفل، عبد اللہ بن جحش قیس بن ساعدہ، عثمان بن الحوارث اور زید بن عمرو (ابن ہشام)

آپ کے احباب خاص کی فہرست بزرگیوں، فضیلتوں اور اخلاقی پاکیزگیوں کا ایک مرقع ہے یہ سب کے سب بہت پاکیزہ اخلاق، عالی مرتبت اور شائستہ لوگ تھے جس میں سب سے ممتاز ذات گرامی حضرت ابوبکر صدیق کی تھی جو برسوں آپ کے شریک صحبت رہے قریش کے نہایت معزز رئیس اور حضرت خدیجہ کے چچیرے بھائی حکیم بن حزام بھی آپ کے احباب خاص میں سے تھے دار الندوہ کے بھی یہی مالک تھے اگرچہ آپ اسلام تو ۸ھ میں لائے لیکن حالت کفر میں بھی انھیں بچپن کی یاری کے باعث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے نہایت محبت رہی ایک دفعہ انہوں نے ایک گرانبہا حلہ خریدا پچاس اشرفیاں قیمت ادا کی اور اسے لیکر مدینہ پہنچے اور دربار نبوت میں اسے پیش کیا آپ نے فرمایا میں مشرک کا تحفہ قبول نہیں کر سکتا البتہ اگر قیمت لو تو چونکہ محبت سے لائے ہو اسے قبول کر سکتا ہوں حکیم بن حزام مجبور ہو گئے اور قیمت لینی گوارا کی (مسند امام حنبل)

ضماد بن ثعلبہ بھی آپ کے دلی دوست تھے مشہور طبیب و جراح تھے قبیلہ آزد سے تعلق رکھتے تھے عہد نبوت میں مکہ آئے دیکھا کہ لونڈوں کا ایک غول کا غول پیچھے ہے اور سب دیوانہ دیوانہ پکار رہے ہیں آپ آ گئے اور کہنے لگے محمد گھبراؤ نہیں میں تمہارا علاج جھاڑ پھونک اور تعویذ سے کرونگا آپ نے اس کے جواب میں چند موثر جملے کہے جن کے سنتے ہی ضماد بھی مسلمان ہو گئے یہ کرشمہ قدرت ربانی تھا کہ آپ کے جتنے خاص دوست تھے سب شرف اسلام سے مشرف ہوئے (سنن نسائی)

صدق و دیانت

آپ کی دیانت و امانت اور صدق معاملہ داری کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی "الامین" کا خطاب قوم سے حاصل کر چکے تھے جس سے معاملہ پڑتا تھا وہ آپ کی صداقت و راستبازی دیکھکر متعجب رہ جاتا تھا آپ کے ساتھ جن لوگوں نے تجارت میں شرکت کی تھی ان میں ایک صاحب قیس بن سائب مخزومی بھی تھے جن کے غلام مجاہد بن جبیر تھے جو مشہور مفسر اسلام ہوئے ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول کریم کا معاملہ نہایت صاف رہتا تھا اور کبھی کوئی جھگڑا اور مناقشہ پیش نہ آتا تھا (اصابہ)

حرم کی اس وقت یہ حالت تھی کہ اس میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے اور آپ کے خاندان کو صرف یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ اس صنمکدہ کے متولی اور کلید بردار تھے اس کے باوجود آپ کبھی ان بتوں اور اصنام کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے ایک دفعہ قریش آپ کے سامنے کھانا لائے آپ کو معلوم ہوا کہ جس جانور کا گوشت پکا ہوا سامنے آیا ہے وہ ایک بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا آپ کو اسی وقت کراہیت پیدا ہوئی اور آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا آپ کے خاندان کے لوگ عرفات تو نہیں جایا کرتے تھے البتہ یہ دستور ہو گیا تھا کہ خاندان عریاں طواف کیا کرتا تھا لیکن آپ نے کبھی اس بے حیائی کو پسند نہیں کیا (ابن ہشام)

قدرت بھی آپ کی پاسداری کے لئے آمادہ رہتی تھی آپ بچپن میں ایک دفعہ ایک افسانہ طرازی کی صحبت میں جانے لگے جہاں لوگ رات رات بھر جاگتے اور محفلیں جمتے تھے لیکن راستے میں کوئی شادی کا جلسہ تھا وہاں ٹھہر گئے ہوں گے وہیں نیند آ گئی اٹھے تو دیکھا کہ صبح ہو گئی ہے اس طرح آپ اس لغویت سے بچ گئے۔

ایک دفعہ اور ایسا ہی اتفاق ہوا اور اس دفعہ بھی یہی واقعہ پیش آیا

گویا قدرت نے اس روک سے یہ واضح کر دیا کہ رسول کریم کی شان ان مشاغل سے بالاتر ہے۔

سرولیم میور نے بھی لکھا ہے کہ:۔

"ہماری تمام تصنیفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں آپ کے چال چلن کی صحت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں۔ غور و فکر کا مادہ آپ میں شروع ہی سے بہت زیادہ تھا آپکی عمر جس قدر زیادہ ہوتی جاتی تھی اسی قدر آپ کا شوق اور آپ کی محویت بڑھتی جاتی تھی منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر آپ پر ایک استغراق طاری رہتا تھا عزلت گزینی کا شوق روز بروز افزوں تھا مکان کے گوشہ میں بیٹھ جاتے اور دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھے رہتے آپ کی سمجھ میں خود نہ آتا تھا کہ یہ کیا صورت ہے۔

ذکر و شغل

جب سرشاری اور محویت بڑھی تو اضطراب بھی زیادہ ہو گیا اور آپ کو کسی ایسے گوشے کی تلاش و جستجو ہوئی جہاں آپ تنہائی میں سکون کے ساتھ عبادت کر کے اپنے دل کی آتش شوق پوری کر سکیں اسی تلاش میں آپ گھر سے نکلے اور پہاڑ پر نظر دوڑائی تو ایک غار نظر آیا جسے دیکھتے ہی طبیعت پر ایک فرحت طاری ہوئی اور دل باغ باغ ہو گیا بے تکلف اندر اتر گئے دیکھا تو اندر سے صاف و شفاف پڑا ہے کوڑے کرکٹ کا نام تک نہیں چاروں طرف پتھر کی سلیں اس طرح چھائی پڑی ہیں کہ یہ ایک کوٹھری کی شکل اختیار کر گیا ہے اور آفتاب کی روشن شعاعیں اسے اتنا روشن کر رہی ہیں کہ باہر سے تو کچھ نظر نہیں آتا مگر اندر بیٹھکر چاروں طرف نظر دوڑائی جا سکتی ہے آپ نے اس جگہ کو موزوں اور مناسب سمجھکر اپنی چلہ کشی اور شوق عبادت کی تکمیل کے لئے منتخب کر لیا یہ شہر سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور پہاڑ کی چوٹی پر تھا آپ خوش خوش گھر آئے اور اپنی رفیقہ حیات اور غمگسار بیوی سے ماجرا کہہ سنایا۔

اب تو یہ حالت تھی کہ آپ اسی میں جا بیٹھتے اور ذکر و شغل کرتے رہتے حضرت بی بی خدیجہ وہیں آپ کو کھانا پہنچا دیتیں اور کبھی تیسرے چوتھے روز آپ چلے آتے انگریز مورخ کارلائل نے آپکے اسی غور و فکر کی علوت کے متعلق لکھا ہے اور خوب لکھا ہے:۔

"سفر و حضر میں ہر جگہ محمد کے دل میں ہزارہا سوال پیدا ہوا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں۔ یہ لامحدود دنیا کیا چیز ہے؟ نبوت کیا چیز ہوتی ہے؟ میں کن چیزوں پر اعتقاد کروں؟ میں کیا کروں؟ لیکن کیا کوہ حرا کی چٹانیں، طور کی سربفلک چوٹیاں کہنہ راہ و میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا نہیں اور ہرگز نہیں گنبد گردان گردش لیل و نہار روشن ستارے برستے ہوئے بادل کوئی بھی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا اور نہ اس عقدہ کو حل کر سکا۔"

خدائے قدوس نے اپنے نعائم آپ پر اونڈیل دیئے ملائکہ کا نزول شروع ہوا جبرئیل

امین نورانی لباس میں ماہ حرم کے اندر واقعہ ہوا۔ آپ کو جو سنایا اور پڑھایا جس کے سننے اور پڑھنے کے بعد انسان کو نہ کچھ سننے کی حاجت رہتی ہے اور نہ پڑھنے کی۔

نزول وحی

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر گذرے ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نسل ابراہیمی ہی کے چشم و چراغ ہیں بعثت سے پیشتر ان پر بھی وہی حالات طاری ہونے لگے جو ہمارے آقا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوئے آپ رات کی تاریکی اور سناٹے میں فرش خاک پر لیٹے ہوئے تھے کیف وحدت طاری تھا اصنام پرستی سے ذوق سلیم نفور ہو چکا تھا آسمان کی وسعتوں پر نظر جمی ہوئی تھی ستاروں کی چمک دمک نے نگاہوں کو خیرہ کرنا شروع کر دیا ان کی جھلک آنکھوں میں سمانے لگی خیال ہوا بت تو خود تراشیدہ ہیں اگر قابل پرستش کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ یہی سیارے ہیں اتنے ہی میں ماہ منور ضیا بیزی کرتا ہوا اور نور کی چادریں میدانوں اور پہاڑیوں میں بچھاتا ہوا طلوع ہوا تو دل کا ہوا کہ ہو نہ ہو یہی خدائے لایزال ہے لیکن دیکھتے دیکھتے یہ غائب ہو گیا یعنی غروب ہو گیا گونہ مایوسی ہوئی دل میں کہنے لگے کہ خدائے لایزال کی ذات غروب و فنا سے بیگانہ ہونی چاہیے یہ غروب ہونے والا چاند ہرگز مالک ارض و سما نہیں ہو سکتا یہی صورت آفتاب عالمتاب کی طلعت ریزیوں کے مشاہدہ سے رونما ہوئی لیکن اس کے بھی نظروں سے غائب ہونے پر بیساختہ پکار اٹھے انی لا احب الآفلین انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض یعنی میں فانی چیزوں کو نہیں چاہتا میں اپنا منہ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں یہی خطرات گذرتے تھے آپ پر بھی غور و فکر کے یہی دور گذرتے تھے اور اس غور و فکر نے آپ کو بت پرستوں کے ہجوم میں یکا موحد بنا کر کھڑا کر دیا تھا عینی شرح بخاری میں صاف لکھا ہوا ہے کہ "سوال کیا گیا ہے کہ آپ کی عبادت کیا تھی؛ جواب یہ ہے غور و فکر اور عبرت پذیری" گویا غار حرا میں آپ نزول وحی سے پیشتر آپ ایک عرصہ غور و فکر میں مبتلا رہتے تھے اور وہ غور و فکر ذکر الٰہیہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

تمہید نبوت یہی کہ آپ پر خواب میں اسرار منکشف ہونے شروع ہوئے ایک روز آپ حسب معمول غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے کہ حضرت جبریل امین غیب سے نمودار ہوئے غار میں یک بیک ایک روشنی پھیل گئی حضرت جبرئیل امین نے کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم یعنی پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے ایک لوتھڑے سے خلق کیا پڑھ تیرا خدا کریم ہے، وہ ہے جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے زور کے ساتھ بھینچا اور چھوڑ کر کہنے لگا اب پڑھ آپ کا جواب پھر وہی تھا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں کیونکر پڑھ سکوں اس پر اس فرشتہ نے مجھے تیسری مرتبہ آغوش میں لیکر زور سے بھینچا اور کہنے لگا پڑھ اپنے اللہ کا نام جس نے سب کو پیدا کیا اور انسان کو جمے ہوئے خون سے خلق کیا اس دفعہ آپ کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہو گئے فرشتہ غیب آپ کا اپنا پڑھا کر اور سینہ مبارک کو انوار الٰہیہ سے لبریز کر کے غائب ہو گیا۔ وہی غار تھا اور وہی تاریکی وہی سناٹا تھا اور وہی آپ البتہ آپ پر ایک دہشت طاری تھی اسی حالت میں اٹھے اور آپ گھر تشریف لائے گھر پر پہنچے تو سارا جسم کانپ رہا تھا، چہرہ سرخ پڑا ہوا تھا سانس کی رفتار تیز سے تیز ہو گئی تھی جاڑہ سا چڑھا ہوا تھا آپ نے لیٹ کر فرمایا خدیجہ خدیجہ جلدی کرو مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے سخت سردی محسوس ہو رہی ہے رونگٹے کھڑے ہیں وفادار بیوی جھپٹ کر اٹھی کمبل لائی دوڑ کر کمبل اوڑھا دیا مگر لرزہ کوئی معمولی لرزہ نہ تھا جلال الٰہی اور عظمت وحی کا اثر تھا کمبل پر کمبل اوڑھتے چلے جاتے تھے مگر لرزہ کم ہونے میں نہ آتا تھا بمشکل سکون ہوا اور لرزہ اور دہشت کی حالت دور ہوئی اب آپ نے اپنی رفیقہ حیات سے جو اس وقت ایک پیکر تعجب بنی ہوئی برابر بیٹھی تھیں اور دبا رہی تھیں ساری سرگذشت سنائی کہ کس طرح آپ غار حرا میں مصروف غور و فکر تھے اکو کیا نور دکھائی دیا! اس صورت میں فرشتہ غیب نمودار ہوا۔ اس نے کیا کہا! اور پھر کیا گذری۔

یہ کہتے کہتے پھر آپ پر ایک دہشت طاری ہوئی اور کہنے لگے خدیجہ! میری حالت غیر ہے دہشت و سراسیمگی کی حالت طاری ہے۔ اتنی کہ مجھے اپنی جان بچتی نظر نہیں آتی زندگی خطرے میں معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خدیجہ نہ کیں نسوانی کی ایک پیکر جمیل تھیں اللہ تعالے نے ہر قسم کا عیش دے رکھا تھا چین سے زندگی بسر کرتی تھیں کسی چیز کی فکر و کمی نہ تھی مگر اپنے گرانمایہ شوہر کی اطاعت گذار اور فرمانبردار تھیں ان کی خدمت و طاعت کو اپنی سعادت سمجھتی تھیں والہانہ محبت رکھتی تھیں فطرتاً پریشان تو ہوئیں مگر پوری غمگساری اور دلجوئی سے کہنے لگیں خدا کی قسم اللہ آپ کو ضائع نہ کریگا آپ کو رنج و غم نہ پہنچے گا

کہ آپ وہ ہیں جو اپنے اقربا سے صلہ رحمی کرتے رہیں اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں ان کے مصارف و مخارج کے متکفل ہوتے ہیں غریبوں اور ضعیفوں کی امداد و اعانت آپ کا شیوہ رہا ہے، مہمان نوازی کرتے ہیں اپنی کمائی میں سے دوسروں کو دیتے ہیں مصیبت زدہ و رنج و درد رسیدوں کی خبر گیری رکھتے ہیں اور دنیا کو آپ کی ذات سے برابر فیض پہنچتا رہتا ہے گھبرایئے نہیں حوصلے سے کام لیجئے آپ نے جو کچھ کہا اور بتایا ہے وہ تو کسی نعمت عظیم اور فوز و مرام کا دیباچہ نظر آتا ہے ورقہ بن نوفل میرے چچیرے بھائی ہیں، بہت نیک نفس، بزرگ اور توریت و زبور کے عالم ہیں چلئے میں آپ کو ان کے پاس لئے چلتی ہوں حضرت بی بی خدیجہ کی اس تسلی اور ان باتوں سے آپ کے دل کو قرار ہوا، تسکین ہوئی دونوں اٹھکر ورقہ بن نوفل کے یہاں پہنچے حضرت خدیجہ نے بھائی سے ساری سرگذشت بیان کر دی۔

ورقہ بن نوفل کی مبارکباد

ورقہ نے سرگذشت سنی تو بہت خوش ہوئے مبارکباد دی اور کہنے لگے کہ یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا کاش میں جوان ہوتا اور کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تیری قوم تجھے شہر سے نکالے گی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور گونہ حیرت کے ساتھ پوچھا کہ کیا میرے ہموطن مجھے اس شہر سے جلاوطن کریں گے۔ ورقہ نے کہا کہ کچھ آپ ہی کے لئے یہ نئی بات نہ ہوگی بلکہ یہ منصب نبوت جسے بھی عطا ہوا ہے اس کے ساتھ اس کی قوم نے ایسا ہی سلوک روا رکھا ہے اور سب ہی کے ساتھ عناد و عداوت کا اظہار کیا ہے اگر اس وقت تک میری زندگی نے وفا کی تو میں پوری طاقت و ہمت سے آپ کا ساتھ دونگا۔

ڈر اور ہیبت کے ساتھ آپ کے قلب میں شوق و اشتیاق کی آگ بھی لگ چکی تھی اس حالت و عالم میں لطف بھی وہ حاصل ہوا تھا جو بھلائے سے بھی نہ بھلایا جا سکتا تھا اس لئے آپ برابر غار حرا میں جاتے اور مراقبہ کرتے رہے لیکن جب چند روز گذر گئے اور جو پہلے روز دیکھا تھا وہ پھر نگاہوں نے نہ دیکھا تو آپ پر یاس و ناامیدی کا غلبہ ہونے لگا ایسا غلبہ جس نے ایک سے زیادہ بار آپ کو زندگی ہی سے بیزار کر دیا اور آپ نے ہجوم یاس میں کئی بار پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر خود کو اس سے گرا کر ہلاک ہو جانے کی کوشش کی لیکن جب چوٹی پر پہنچتے اور گرنے کو ہوتے دفعتہً جبرئیل امین نظر آتے اور کہتے کہ اے محمد تم واقعی پیغمبر خدا ہو، رسول اللہ ہو اس سے آپ کو گونہ تسکین ہو جاتی اور آپ اپنا ارادہ ترک کر دیتے لیکن انوار الٰہیہ کی لذت کوئی معمولی لذت و سرشاری تو نہیں جس سے محفوظ ہو کر پھر صبر و ضبط کیا جا سکے چند روز کے بعد پھر وہی جذبہ یاس مسلط ہو جاتا اور پھر آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر خودکشی کے لئے چڑھ جاتے اور پھر حضرت جبرئیل امین آکر تسکین دے جاتے اور کہہ جاتے کہ آپ فی الحقیقت پیغمبر ہیں اور اللہ کے پیارے۔

وحی کی عظمت وجلالت

وحی کا تسلسل رک جانے کی وجہ یہ تھی کہ بہت بڑی جلالت و عظمت کی چیز ہے اس کا دفعتہً تحمل بہت مشکل کیا انتہائی مشکل ہے اور قلب انسانی یکبارگی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا جوں جوں اہلیت و استعداد پیدا ہوتی جاتی ہے وحی نازل ہوتی رہتی ہے آپ دیکھ ہی چکے ہیں کہ پہلے روز جلالت وحی سے آپ کی حالت کس طرح غیر ہو گئی تھی اور آپ کو لرزہ بر لرزہ چڑھ رہا تھا اور سر سے پاؤں تک کانپ رہے تھے کوہ طور ایک جھلک کو بھی نہ سہار سکا تھا اور سر سے پیر تک جل اٹھا تھا اسی وقت پر کچھ منحصر نہ تھا جب وحی نازل ہوتی تھی آپ کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ پسینہ میں شرابور ہو جاتے تھے چہرہ سرخ پڑ جاتا تھا اور بعض اوقات سارا جسم لرزنے لگتا تھا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرماتا ہے

لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ یہ قرآن کریم تو اتنی جلیل عظیم چیز ہے کہ اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو وہ خشیت سے کانپ اٹھتا، پگھل جاتا اور پارہ پارہ ہو جاتا دوسری جگہ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی امانت کائنات کے ہر ذرہ کو سپرد کرنی چاہی فرشتوں سے کہا پہاڑوں سے پوچھا سمندروں اور دریاؤں سے استمزاج کیا مگر کسی نے اس بار امانت کے اٹھانے کی حامی نہ بھری سب نے کانوں پر ہاتھ رکھے اور کسی نے اقرار نہ کیا البتہ انسان اسکے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ قدردان نکلا انا عرضنا الامانۃ الخ

تصوف و روحانیت میں انوار الٰہیہ کے صرف نقاب پوش ذرے ابتدا میں قلب کے اندر رکھے جاتے ہیں لیکن محرم راز اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ایک چنگاری ان کی کتنی شعلہ بار و شعلہ خیز ہوتی ہے، ذرہ نگاہ تیز پڑ گئی مرشد نے جہاں ایک گرم نظر ڈال دی مرید بیتاب ہو گیا اور سر بن مو سے پسینہ چھوٹنے لگا آج تو کوئی آشنا ہی نظر نہیں آتا کہ محض اپنی ذاتی اہلیت و استعداد سے وہ تین لطائف کی یکبارگی تعلیم کا متحمل ہو جائے یہ جو کچھ فقرا، اولیا، اور اقطاب میں جلوہ آرائیاں نظر آتی رہیں یہ سب اسی نور ایزدی کی کرشمہ کاریاں ہیں تاریخ و سیر میں آپنے دیکھا اور پڑھا ہوگا کہ الٰہی نور کی چنگاریوں نے ان بزرگان کرام کو کتنا مدہوش و مست الا بنائے رکھا اور اکثر دنیا و مافیہا سے مستغنی ہو گئے یہ حضور رسالت مآب ہی کا ظرف تھا کہ آپ اس آگ کے الاؤ کے الاؤ نگل گئے انوار ربانی کے سمندر کے سمندر چڑھا گئے اور پھر بھی انسانیت میں رہے اور دنیا کے تمام کام انجام دیتے رہے ورنہ یہ آگ یہ نور اور اس کی لذت و سرشاریاں انسان کو پھر کب کہیں کا اور کسی کا رہنے دیتی ہیں خود حضور رسالت مآب اس آگ کی آرزو میں ڈر لے کی نپنے اور لرزنے کے باوجود کوہ جبل کی چوٹیوں پر گھومتے

اور گرتے پھرتے تھے اور اس کی لذت نے سب کچھ بھلا دیا تھا جب بعض معترضین نے زبان طعن و تعریض دراز کی کہ ایک نبی کو نبوت میں کیونکر اشتباہ ہو سکتا ہے اور ہو تو کسی عیسائی کے تسکین دینے سے اسے کیا تسکین ہو سکتی ہو تو پھر حافظ ابن حجر نے اس کی صراحت کی اور ایک مشہور محدث کا یہ جواب نقل کر کے انھیں خاموش کیا کہ نبوت ایک امر عظیم ہے اس کا تحمل و برداشت دفعتہً ممکن نہیں یہی وجہ تھی کہ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رویائے صادقہ دکھائی گئیں خواب میں مانوس کیا گیا اور پھر فرشتہ غیب نظر آیا آپ اقتضائے بشریت سے پھر بھی خوف زدہ ہو گئے اور کانپنے لگے اور خوف و دہشت میں یہ ایک حقیقت ہے کہ حواس بجا نہیں رہتے اور عقل کام نہیں کرتی جب حضرت بی بی خدیجہؓ نے تسکین دی اور ورقہ بن نوفل نے یقین دلایا نبوت تصدیق کر دی تو آپ کو پورا یقین ہو گیا۔ محدث مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ وحی کے بار بار رک جانے کا سبب بھی یہی تھا کہ آپ کے اندر رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ اس کی برداشت کی قوت پیدا ہو جائے (فتح الباری)

اور تو اور خود علامہ شبلی نے بھی آپ کے اس خوف و دہشت کو صحیح نہیں سمجھا اور آپ سرے سے اس توجیہ ہی سے منکر ہیں آپ کے نزدیک جب دیگر پیغمبران پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوئی تھی تو آپ پر بھی نہیں ہوئی ہو گی۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عقلی ہیں ہی نہیں جو عقل کے معیار پر پرکھی جائیں یہ تو جذباتی اور حالی امر ہیں اول تو حضرت موسیٰ کا قصہ اس امر پر شاہد ہے کہ آپ بیہوش ہو گئے اور طور جل گیا۔ دوسرے یہ چیز اپنی نوعیت میں واقع ہی کچھ ایسی پر جلال ہوئی ہے کہ انسان قابو میں نہیں رہتا اول تو روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ کتنی ہی یقینی چیز ہو جب دفعتہً سامنے آجاتی ہے تو قدرتاً ہیبت پیدا ہو ہی جاتی ہے اور تمام پہلے یقین رکھے ہی رہ جاتے ہیں۔ دوسرے کہنے کو کچھ کہہ لیا جائے یہ تو غار حرا ہی کی سرگذشت تھی آپ پر تو نزول وحی کے وقت اکثر ایسی حالت طاری ہو جایا کرتی تھی اور پسینہ آنے لگتا تھا جس کا ذکر بخاری اور مسلم میں بحوالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے خوف کو محض زینت کلام سے تشبیہ دی جائے یا اسے آپ کے مزاج کے منافی خیال کر کے توجیہات پیش کی جائیں۔ جلال الٰہی کا تاثر تو وہ چیز ہے کہ بڑے بڑے پتھروں کو پگھلا کر پانی کر دیتا ہے آپ تو پھر انسان تھے۔

حضرت جعفر طیار

یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز سوانح عمری جس میں اسلام کی صداقت و حقانیت کے ایمان افروز مناظر اور مسلمانوں کی سرفروشی اور جانبازی کے جان پرور سین موجود ہیں جو عربی کی مشہور اور مستند کتاب سے تالیف ہوئی ہے

جناب مولوی امام الدین صاحب رامنگری کی لکھی ہوئی کتاب ہے تھوڑی سی جلدیں ہیں قیمت ۶ محصول ۲ کل ۱۲

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو الفاروق میں کیا ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا نوشیرواں کی فرضی روایات پر عش عش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے سراہنے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں کس شان سے داخلہ ہوا کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ بردار جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۶۰۰ صفحے مجلد ۲ محصول ۱۰

الہارون

عباسیوں کا دوم نمبر اولوالعزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین اس میں تاریخ عروج اسلام دل افروز واقعات امین کی ولادت تخت نشینی، اندرونی خانہ جنگی، بھائیوں کا قتل عراق کی بغاوت دوسرے گورنروں کی بغاوت کرنا بغاوت کا فرو فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح وسعت سلطنت، خراج تعلیمی صنعتی ادارے علمی حوصلہ افزائی ارکان سلطنت کے عہدے ذوق علمی طرب افزا مجالس اور مامون کے عہد کے صدہا واقعات از علامہ شبلی مرحوم۔ ضخامت ۶۰۰ صفحہ قیمت رعایتی ۱۲ محصول سات آنے کل ۳

المامون

عباسیوں کا دوم نمبر اولوالعزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین اس میں تاریخ عروج اسلام کے دل افروز واقعات ہیں مامون کی ولادت تخت نشینی اندرونی خانہ جنگی بھائیوں کا قتل عراق کی بغاوت دوسرے گورنروں کی بغاوت بغاوت کا فرو، فتوحات ملکی وسعت سلطنت۔ خراج، تعلیمی صنعتی ادارے۔ علمی حوصلہ افزائی ارکان سلطنت کے عہدے ذوق علمی طرب افزا مجالس اور مامون کے عہد کے صدہا واقعات از علامہ شبلی مرحوم ضخامت ۶۰۰ صفحہ

قیمت رعایتی ۲ محصول ۷

صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدین سے ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے چلے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی شکست کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جس سے آپ کا مجاہدانہ خون جوش سے سرد سے گرم ہو جائیگا قیمت دو روپے محصول ۱۰ کل ۲

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریری دلنشینی جو ان کی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں محمود ایاز، علی بیگ، عوج بن عنق، قوم جلیلہ ہرقل ابو الکتامہ، ابن مغیرہ حسان بن ثابت، افلاطون، الپ ارسلان، میر علی شیر، لقمان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ لطف لذیذ بھی ہو قیمت رعایتی ۱۲ محصول ۲ کل ۱۴

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس - دہلی دفتر مولوی

عرب اور تمام دنیا کی حالت

آفتاب نبوت کے طلوع کے وقت پوری دنیا معاصی میں ڈوبی ہوئی تھی اور ہر طرف عصیان و عدوان کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں اور یہ تو ابتدا ہی سے حالت کچھ بگڑتی چلی آتی تھی سب سے پہلے ہابیل و قابیل کا خوفناک تنازعہ شروع ہوتا ہے اس کے بعد حضرت شیثؑ کی یادگار کے قیام کے لئے دنیا میں سب سے پہلے بت پرستی کی بنائیں استوار ہوتی ہیں اور ان کا بت بنایا جاتا ہے دنیا کی حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے حضرت نوحؑ ان کے سمجھانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں مگر قوم کی حالت اس درجہ مسخ ہو چکی ہوتی ہے کہ ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ میں صرف اسی نفوس ایمان لاتے ہیں کچھ ایسی ہی صورتیں حضرت داؤدؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں آتی رہی ہیں بندوں کی سرکشی اور تمرد کا سیلاب مسلسل جاری رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ حجت پوری کرنے کے لئے برابر انبیاء کو مبعوث کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ کوئی ملک اور کوئی قوم ایسی باقی نہیں رہتی جس میں انبیاء کا نزول نہ ہوا ہو اور ہزار دو ہزار نہیں بلکہ ایک مستند روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اصلاح پر مامور ہوئے مگر بندے اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے اور خالق عالم کی رحمت کاملہ کا سمندر جوش پر رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا قانون دنیا میں نافذ العمل رہے اور بندے عافیت و آرام کی زندگی بسر کریں لیکن بندوں کی یہ حالت ہے کہ وہ سر ہر سر ہر کر بگڑتے ہیں اور خدا کے قانون کی جگہ اپنا قانون بنا کے خود اپنی جانوں کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور عصیان کی لعنتوں سے نکلنا نہیں چاہتے۔

مذاہب کا مقصد اولین

اب تک تو یہ صورت تھی کہ مشیت ایزدی مختلف اقوام کے لئے مختلف انبیاء کو مامور کرتی رہی مگر وہ اب چاہتی ہے کہ یہ سلسلہ ختم کر کے دنیا کی جملہ قوموں کے لئے ایک کتاب اور ایک ہی نبی کو مبعوث کرے۔ اپنی تمام نعمتیں بندوں پر ختم کر دے اور ان کے سامنے ایک ایسی تعلیم پیش کرے جو اپنی یکتائی ہمہ گیری اور آسانی و سود مندی میں فقید النظیر ہو چنانچہ آتا ہے وہ جہاں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لئے ہوئے پردۂ وجود پر رونما ہوتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔

اس وقت دنیا میں بکثرت مذاہب موجود تھے بدھ، ہندو، کنفیوشس یہود، عیسائی، مجوسی سب ہی موجود تھے اور سب کی حالت خراب تھی عرب میں بت پرستی عام تھی لیکن یہ خیال کبھی ان کے دل سے نہیں گیا کہ خدائے حقیقی ایک پاک اور ارفع ذات ہے وہی خلاق عالم ہے اور وہی "اللہ" ہے ممکن ہے کہ یہی وجہ ہو کہ اس وقت دنیا کی بڑی بڑی متمدن اور با اثر اقوام کو چھوڑ کر کہ اس وقت ایرانی، رومی، چینی جاپانی قبطی موجود تھی عرب کے بادیہ نشینوں کو یہ شرف عطا کیا گیا کہ ان میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، عرب میں مدت دراز سے نصرانیت، یہودیت مجوسیت موجود تھی، بنو حرث، کندہ، بنو کنانہ اور حمیر قبائل یہودی تھے مدینہ منورہ میں تو انہوں نے پورا غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ توراۃ کی تعلیم کے لئے ان کے اپنے مدرسے قائم تھے خیبر کی تمام آبادی یہود پر مشتمل تھی قبیلہ تمیم مجوسی تھا زرارہ تمیمی نے اسی بنا پر بزعم سرودری داشر اپنی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔ اقرع بن حابس بھی مجوسی تھا۔ (معارف ابن قتیبہ)

قبائل ربیعہ و غسان نصرانی تھے قضاعۃ میں بھی نصرانیت رسوخ حاصل کئے ہوئے تھی خود مکہ معظمہ میں ورقہ بن نوفل جیسے نصرانی فاضل موجود تھے نجران کے قبائل میں نصرانیت نے پورا غلبہ حاصل کر لیا تھا۔

دین حنیف

ان مذاہب کے علاوہ عرب میں دین ابراہیمی بھی اپنی مسخ شدہ صورت میں موجود تھا مگر کمی کے ساتھ اس مذہب کا ام الاصول توحید خالص تھی پھر بھی اصنام پرستی کی آلائشوں نے اسے بڑی حد تک آلودہ کر دیا تھا تاہم اعلان نبوت سے پہلے اس نے پھر ایک کروٹ لی تھی اور توحید خالص کی طرف اس نے ایک دیرانہ قدم بڑھایا تھا ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی بت کے سالانہ میلہ میں عبداللہ بن جحش، ورقہ بن نوفل، عثمان بن الحویرث، زید بن عمرو بن نفیل شریک تھے کہ ان لوگوں کے دل میں یکایک یہ خیال آیا کہ ایک جامد پتھر کے سامنے سر جھکانا ایک نحوست کے سوا اور کچھ نہیں یہ سب قریش کے ممتاز اصحاب تھے زید تو دین ابراہیمی کی تلاش میں شام گئے عیسائیوں اور یہودیوں دونوں سے آخر تسکین نہ ہونے پر انہوں نے صرف اسی اجمالی عقیدہ پر اکتفا کی کہ میں حضرت ابراہیم کا دین قبول کرتا ہوں زید ہی وہ پہلے شخص ہیں

جنہوں نے عرب میں سب سے پہلے لڑکیوں کے زندہ دفن کئے جانے کی مخالفت کی جہاں یہ کوئی ایسا واقعہ سنتے خود پہنچتے اور اس لڑکی کو لیکر خود پرورش کرتے۔ ورقہ عبداللہ اور عثمان بت پرستی کو چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ قریب قریب اسی زمانہ میں طائف کا مشہور شاعر اور رئیس امیہ بن ابی اصلت نے بت پرستی کو چھوڑ کر دین ابراہیمی اختیار کر لیا تھا اور بت پرستی کی مخالفت بھی کی تھی۔ لیکن یہ مسلمان ہوتے ہوتے رہ گیا کہ یہ سعادت اس کے نصیب میں نہ تھی ابن ہشام نے اور بھی متعدد اشخاص کے نام لکھے ہیں جو بت پرستی کے منکر ہو کر دین ابراہیمی کی تلاش میں تھے یہ اس لئے کہ مجدد ملت ابراہیمی کے ظہور کا وقت آگیا تھا۔

عرب میں کچھ کواکب پرست بھی موجود تھے اور آفتاب کی پرستش کرنے والوں کا وجود بھی کہیں نظر آتا تھا۔

تہذیب عرب

عرب کے مختلف حصوں کی حالت باعتبار تمدن و تہذیب بالکل مختلف تھی یہ تو حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس زمانہ میں ان کی وہی حالت تھی جو ایران و روم کی تھی لیکن پھر بھی وہ مقامات و علاقے جو ایران و شام کے متصل واقع ہوئے تھے تہذیب و تمدن سے خالی نہ تھے اور آل نعمان کے پایہ تخت حیرہ اور خاندان غسان کے پایہ تخت حوران میں ترقی کے آثار نمایاں تھے یمن میں بھی تہذیب موجود تھی کسی زمانہ میں تو یمن کی حکومت ایران سے گذر کر سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی اور اس زمانے اتنی ترقی کی تھی کہ یہ دنیا کی عظمت اور اقبالمند حکومت کہلاتی تھی وہ حالات تو نہ رہے تھے وہ دور تو گذر گیا تھا مگر اس کے باقیات و آثار اس وقت بھی پائے جاتے تھے اور نمایاں تھے۔

عرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک عیش و تنعم کے سامان موجود تھے اور جو تھے ان میں پوری سادگی تھی۔ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ اس زمانہ تک گھروں میں جائے ضرور نہ تھی اور عورتیں باہر رفع حاجت کے لئے جایا کرتی تھیں۔ انتہا یہ ہے کہ گھروں میں چھلنیاں تک نہ تھیں بھوسی کو پھونک کر اڑا دیتے تھے اس طرح جو باقی رہ جاتا تھا وہی آٹا ہوتا تھا اور راتوں کو گھروں میں چراغ تک نہ جلتے تھے کھانے میں حشرات الارض تک کو کھا جاتے تھے حقیقی بہنوں سے شادی ہو جاتی تھی، ازدواج کی کوئی حد نہ تھی جو جتنی شادیاں چاہتا تھا کر لیتا تھا باپ کی منکوحہ عورتیں بیٹوں میں ورثہ کے طور پر تقسیم ہو جاتی تھیں، شراب خواری کی کوئی حد نہ تھی کوئی ایسی صحبت نہ تھی جو شراب سے خالی ہوتی۔ قمار بازی کا بھی عام رواج تھا زناکاری کی بھی وہ کثرت تھی کہ الامان۔ بعض قبائل میں تو زنا کی وہ کثرت اور فراوانی تھی کہ وہ اسی لئے عرب میں مشہور تھے۔

بے حیائی کی یہ حالت تھی کہ عرب کا سب سے بڑا اور مشہور نامور شاعر امراء القیس جو شہزادہ بھی تھا اپنی چچا زاد بہن کے ساتھ بدکاری کیا ایک قصیدہ میں مزے لے لیکر بیان کرتا ہے یہی نہیں اس قصیدہ کو بہترین قصیدہ سمجھکر دیوار کعبہ پر آویزاں کیا جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف میں مرد و زن برہنہ طواف کرتے تھے اور کسی کو کوئی شرم نہ آتی تھی لڑائیوں میں وحشت و بربریت بالکل عریاں صورت میں سامنے آجاتی تھی زندہ جلانا لاشوں کا مثلہ کرنا مقتولوں کا خون تک پی جانا شکم چیر دینا مستورات کے پیٹ چاک کرنا معصوم بچوں کو تہ تیغ کرنا عام بات تھی ضعفا اور غربا پر ظلم عام بات تھی، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا عام رواج تھا عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اور نہ کوئی حق تھا بالکل غلامانہ زندگی بسر کرتی تھیں غلامی شدت کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی اور ان سے بڑی بیدردی کے ساتھ کام لئے جاتے تھے۔ بہت سے قبائل میں چوری عام تھی۔

فساد و بدنظمی

راہیں محفوظ نہ تھیں، قافلے لٹتے رہتے تھے شہروں اور شاہراہوں کا ذکر نہ تھا صرف یہودیوں اور حیرہ اور حوران کی آبادیوں میں تعلیم کا کچھ چرچا تھا باقی تمام عرب میں جہالت پھیلی ہوئی تھی چنانچہ پڑھے لکھوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔

کوئی قانون نہ تھا کوئی حکومت نہ تھی نہ عرب والے کسی کے غلام تھے اور نہ کسی کے آقا نہ کوئی صنعت تھی نہ کوئی حرفت، اور نہ کاشتکاری زراعت کا کوئی باضابطہ نظام تھا یمن، حیرہ اور شام کے نواحی علاقوں کی زرخیز زمینوں میں ضرور کاشت ہوتی تھی مگر وہ بھی معمولی طور پر کچھ کاشت پیدا ہوتی تھی اسی کے باغوں کی نگرانی اور دیکھ بھال پر لوگوں کی توجہ مبذول رہتی تھی اور اسی پر سب کا گذارہ تھا طائف میں ترکاریاں اور غلہ بھی پیدا ہوتے تھے اونٹوں اور بکریوں کا گوشت کھایا جاتا تھا اور یہی چیزیں عرب کی دولت تھیں بڑے بڑے شرفاء اور رؤسا بکریاں چرانے کا پیشہ کرتے تھے اندرون علاقہ کی زندگی بالکل خانہ بدوشانہ تھی جہاں چشمہ نظر آگیا اور نخلستان و سبزہ دکھائی دیا وہیں قبائل نے پڑاؤ ڈال دیئے ہر قبیلہ کا سردار ان کا حکمران ہوتا تھا اور اس کا سب کہنا مانتے تھے قریش تجارت کرتے تھے اور ان کا مال دور دور تک جاتا تھا لیکن اسے بھی کوئی بہت بڑی اہمیت حاصل نہ تھی۔

ایشیا اور یورپ کی حالت

یہ تو عرب کی حالت تھی رومی سلطنت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور تین براعظموں یورپ افریقہ ایشیا پر محیط تھی مگر اخلاقی حالت اس کی بھی بہت بدتر تھی رعایا کی فریاد سننے والا کوئی

نہ تھا اس میں عیسائیت تثلیث پرستی شرک کی صورت اختیار کر چکی تھی رہبانیت کا زور تھا پوپوں اور پادریوں کا اقتدار حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور مذہب و تقدس کے پردے میں بڑے بڑے مظالم روا رکھے جا رہے تھے ایران کی سطوت و جبروت ہی بڑی آن بان رکھتی تھی کیانی خاندان پوری صولت و حشمت کے ساتھ وسط ایشیا تک حکومت کر رہا تھا مگر رعایا پریشان تھی ٹیکسوں کے بار میں دبی ہوئی تھی امرا اور سردار جو چاہتے تھے کرتے تھے یہاں مجوسیت پھیلی ہوئی تھی آگ کی پرستش ہوتی تھی، ہندوستان میں برہموں کی حکومت تھی جو خدا کی ہستی ہی کے معترف نہ تھے مندروں میں برہموں کے بت بکتے تھے گھر میں ایک خدا رکھا جاتا تھا نہ شاہراہیں تھیں اور نہ مدرسے علوم کے خزائن کے کلید بردار صرف برہمن اور جوگی تھے عورتوں کا کوئی مرتبہ نہ تھا رعیت غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف جہالت و بداخلاقی پھیلی ہوئی تھی چین و جاپان میں بھی بدھ حکومت و بدھ آبادی تھی اور یہی حالات طاری تھے۔ سماٹرا جاوا اور برنیو میں بالکل وحشی قبائل آباد تھے جو حیوانوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ افریقہ میں گھٹا ٹوپ اندھیاری چھائی ہوئی تھی غرض پوری دنیا میں ظلمت و بداخلاقی اور شرک و ضلالت کا دور دورہ تھا اور حالات بد سے بدتر صورت اختیار کرتے چلے جا رہے تھے کہ یکایک "غیرت حق" کو حرکت ہوئی اور خدائے کریم نے اصلاح عالم کے لئے اپنا پیغمبر مبعوث کیا جسنے طلوع ہو کر دین میں اُجالا کر دیا۔

بابا فرید گنج شکر

اس کتاب میں آپ کے خاندانی حالات اور واقعات ولادت مولد، لقب گنج شکر کے وجہ واتحات ممالک بعیدہ میں شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کرنا خواجہ بختیار کاکی سے استفادہ مجاہدہ، چلہ معکوس خواجہ اجمیری کی جانشینی قاضی شہر کا بوجہ حسد آپ کو قتل کی سازش کرنا اور خود ہی مرنا۔ تبلیغ دین کرنا ایک جوگی کا سینکڑوں چیلوں سمیت مسلمان ہونا خواجہ کلیری اور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کا خلافت حاصل کرنا، آپ کی وصال کرامات مکاشفات عبادات، عقاید، حلیہ علم فضل وغیرہ قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۲ / ۱

سیرت صابر کلیری

کون ایسا شخص ہے جو سرزمین کلیر میں آرام فرمانے والے خواجہ علاء الدین احمد صابر کے نام سے واقف نہیں اس کتاب میں آپ کے خاندانی حالات طفولیت تربیت مجاہدات اپنے مرشد بابا فرید گنج شکر کا بارہ برس لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا لقب صابر پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لیجانا اہل کلیر کی بدسلوکی آپ سے کرامات کا ظہور کلیر کا تباہ ہونا حالت جذب میں ایک مدت گولر کے سایہ میں کھڑے رہنا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کا آپ سے خلافت حاصل کرنا آپ کا وصال حلیہ، لباس تصانیف قیمت ۲ / محصول ۲ /

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی امام الاتقیا والاصفیا امام محمد غزالی کی سوانح حیات یہ کتاب جس پایہ کی بھی ہو کم ہے۔ اسرار و معارف تصوف شریعت و طریقت کی جنگ۔ اس میں اگر درست ہوئی ہے "امام" کا فیصلہ ہے کہ شریعت تمام ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلا کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانح علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے قیمت فی جلد ایک روپیہ رعایتی چھ آنے محصول ۲ / ضخامت کافی ہے۔

حیات مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے شرح مثنوی کی بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا رحمہ کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی لائف سے ہی ہویدا ہے سوانحات کے ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا چیدہ انتخاب بھی دیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۲ / محصول ۲ /

حیات سعدی

وہی گلستان کی شمیم بوستان کی تراوٹ کریما کا معلم خواجہ سعدی شیرازی جس کے تصوف فلسفہ، اخلاق، آداب نے لاکھوں بشر قوموں کو بام عروج پر پہنچایا اور وہی شیخ سعدی جن کی گلستاں بوستاں آج بھی ویسے ہی شاداب ہیں جیسی آج سے چھ سو برس پہلے تھیں یہ کتاب انہی کی لائف ہے اور علامہ شبلی کی تصنیف ہے موصوف نے اس کتاب میں شیخ سعدی کے چیدہ خصائص اور مخصوص تعلیم و ادب کا بیان بہت ہی خوش اسلوبی سے کیا ہے پڑھنے ہی سے اندازہ ہوگا۔ قیمت ۸ / رعایتی ۳ / محصول ۲ /

حیات حافظ

شیراز کے بادہ سرجوش کا چھلکتا ہوا ساغر یعنی سرشار حب الٰہی جناب حافظ شیرازی جن کا دیوان آج بھی جبکہ دہریت کا زور ہے لسان الغیب کہلاتا ہے۔ یہ کتاب ان کی سوانح عمری ہے علامہ شبلی نے لکھی ہے اس میں حافظ شیرازی کے بسیط حالات ہیں اور ان کے کلام کا اقتباس اور ان کا وسیع ہی ترجمہ حیرت انگیز ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد حافظ کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صرف شاعر ہی نہیں تھا بلکہ ایک سرشار حب نبوت اور صوفی صافی ہو۔ قیمت آٹھ آنے رعایتی تین آنے۔ محصول ۲ / کل ۹ /

بیان خسرو

محبوب محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، مشرق بے مثل شاعر ہندوستانی میں اُردو کے سب سے پہلے موجد اور اردو زبان کے باوا آدم جناب خسرو رحمہ کی لائف علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔

اس میں محب و محبوب کے دربار حالات ان کی شاعری ان کی کیفیت پر درپیمانہ اور ان کی عارفانہ ہستیاں اس کتاب سے عیاں ہوتی ہیں۔

یہ کتاب بہت احتیاط کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہے اس کی خوبی کا پڑھکر ہی اندازہ ہو سکتا ہے۔ قیمت ۸ / رعایتی ۳ / محصول ڈاک ۲ / کل ۹ /

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی نامعقول ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظرے اور فقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں۔ اور حقیقت میں امام موصوف کا پایہ الامتیاز ضروری ہے ضخامت ۶۰۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۸ / محصول ۲ / مجلد ہے

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

آفتابِ دعوت و تبلیغ کا طلوع

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کائنات حیات عالم کا ایک انقلاب انگیز اور فقید المثال واقعہ ہے لفظ تبلیغ پر غور کیا جائے تو اس کا سلسلہ تو ظہور صبح ازل سے کسی نہ کسی طریق پر برابر جاری رہا جملہ انبیائے کرام مصروف تبلیغ رہے اور آج بھی علماء کے ذریعہ ایک حد تک یہ چراغ ٹمٹا رہا ہے لیکن آپ کے فرائض نبوت سب سے زیادہ اور بدرجہ غایت گرانبار تھے کہ آپ صرف کسی ایک قوم، کسی بنی اسرائیل کسی ایک امت کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے بلکہ آپ کے سامنے پوری دنیا کی اصلاح کا سوال تھا یہ نہ تھا کہ آپ حضرت مسیح کی طرح صرف تبلیغ دعوت پر اکتفا کریں یا حضرت نوح کی طرح صرف امت کی نجات کے لئے ساعی رہیں یا حضرت موسیٰؑ کی طرح اپنی قوم کو مصر سے لیکر نکل جائیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو نہایت تدبیر و تدریج سے کام لینا پڑا اور آپ نے نہایت ہوشمندی اور تدبر سے کام لیکر سب سے پہلے دعوت کے لئے انہی لوگوں کو منتخب کیا جو آپ کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے تھے اور آپ کے اخلاق و عادات کے ایک ایک جزئیے کا تجربہ کر چکے تھے اور یہ جمتی یقین رکھتے تھے کہ آپ سب سے پاکباز اور امین انسان ہیں چنانچہ آپ نے سب سے پہلے اپنی حرم محترم حضرت خدیجہ کو دعوت دی کہ آپ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئیں اس کے بعد آپ نے اپنے پروردۂ آغوش حضرت علیؓ اپنے بندۂ خاص حضرت زید اور اپنے یار خاص حضرت ابوبکر صدیق کو دعوت دی سب ہمہ تن اعتقاد تھے دعوت پاتے ہی نور ایمان سے منور ہو گئے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بہت بڑے صاحب الرائے ماہر انساب فیاض اور دولتمند تھے اور جس وقت ایمان لائے ہیں اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے جس کی وجہ سے ان کا مکہ میں خاص اثر تھا اور معززین شہر ان سے ہر بات میں مشورہ لیتے تھے۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت زبیر رضؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت سعد وقاص فاتح ایران جیسے صحابہ کبار حضرت ابوبکر صدیق ہی کی ترغیب سے مشرف بہ اسلام ہوئے (طبری)

یہ بزرگ بھی اپنی اپنی جگہ صاحب اثر اور معزز و مقتدر تھے ان کی وجہ سے مخفی تبلیغ کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا چپکے چپکے اسلام پھیلنے لگا اور مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا اسلام کی تعلیم نے اسلام نے کچھ ایسی کشش عطا کی تھی کہ اس دور شرک و کفر میں بھی لوگ برابر اسلام

چلے جاتے تھے ان سابقین اولین میں عمارؓ خبابؓ ابن الارتؓ عبدالرحمٰن بن عوفؓ طلحہؓ ارقمؓ سعید بن زیدؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عثمان بن مظعونؓ عبیدہؓ، سعد وقاصؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ صہیبؓ اور حضرت بلالؓ زیادہ ممتاز ہیں۔

سابق الایمان بزرگوں کے خصائل

یہ جتنے بزرگ نور اسلام سے مستنیر ہوئے سب مخفی سلسلہ تبلیغ ہی کے ذریعہ ہوئے کفار قریش کا اتنا زور تھا کہ کوئی بات علانیہ نہ کہی جا سکتی تھی اور نہایت پوشیدگی و احتیاط سے کام لیا جاتا تھا۔ محرمان خاص کے سوا کسی کو خبر نہ ہونے پاتی تھی جب نماز کا وقت آتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں جا کر نماز ادا کرتے۔ ابن الاثیر کا بیان ہے کہ چاشت کی نماز آپ حرم ہی میں ادا کرتے تھے کیونکہ یہ نماز قریش کے مذہب میں بھی جائز تھی ایک دفعہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کسی درہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتفاق سے آپ کے چچا ابو طالب آنکلے انھیں اس جدید طرز عبادت پر تعجب ہوا کھڑے ہو گئے اور بغور دیکھتے رہے۔ جب آپ نماز ختم کر چکے تو ابو طالب نے پوچھا کہ یہ کون دین ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارے دادا ابراہیم کا یہی دین تھا۔ ابو طالب نے کہا کہ میں اس دین کو اختیار تو نہیں کر سکتا لیکن تمھیں اجازت ہے اور تمھیں اجازت ہے اور کوئی شخص تمہارا مزاحم نہیں ہو سکے گا۔

یہاں یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ اس زمانہ میں جو لوگ اوائل زمانہ اسلام میں مسلمان ہوئے وہ فطرتاً نہایت نیکدل شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق بزرگ تھے۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نہایت سیر چشم فیاض غنی فراخدل غربا پرور اور نیک مزاج تھے۔ نادار اور عسرت زدہ مسلمانوں کو ان کے اسلام سے بہت فائدہ پہنچا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بڑے لائق اور مدبر شخص تھے حضرت زبیر رضؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور نہایت صائب الرائے تسلیم کئے جاتے تھے حضرت سعد فطری طور پر جری اور شجاع تھے اور آگے چل کر فاتح ایران بنے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی یہ حالت تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی صدق و دیانت اور پاکیزگی اخلاق میں شہرت عام حاصل کر چکے تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون خلقی طور پر نیک اور صوفی مزاج بزرگ تھے اسلام سے پیشتر ہی شراب ترک کر چکے تھے مشرف بہ اسلام ہونے

کے بعد انہوں نے رہبانیت اختیار کرنے پر اور دنیا چھوڑنے کی سعی کی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا۔ صہیب رومی عبداللہ بن جدعان کے تربیت یافتہ تھے انہوں نے بھی اسلام سے پہلے ہی شراب چھوڑ دی تھی۔ اسلام لانے والوں میں حضرت ابوذر رضی کا چھٹا یا ساتواں نمبر ہے یہ بھی اسلام لانے سے پیشتر ہی بت پرستی سے تائب ہو چکے تھے کوئی راہ سامنے نہ تھی اس لئے جس طرح ہوتا خدا کا نام لیتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال سنکر خود حاضر ہوئے اور چند روز میں مسلمان ہو گئے تمام عمر دنیوی تعلقات سے بیگانہ رہے اور عبادت و خدا پرستی میں زندگی بسر کر دی۔

زید دین ابراہیمی کے پیرو تھے لیکن وہ پہلے ہی وفات پا چکے تھے ان کے بیٹے سعید کے کان میں باپ کی باتیں پڑی ہوئی تھیں رسول کریم سے ملتے ہی اسلام لے آئے۔

اقارب کو دعوت اسلام

خباب، ابو فکیہہ، صہیب اور بلال رضی نادار و عسرت زدہ افراد تھے جنہیں دولت و جاہ کے دربار میں جگہ نہ مل سکتی تھی یہی وہ بزرگ تھے جنہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ لیکر حرم میں جاتے تو قریش استہزا کرتے اور کہتے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر احسان کیا ہے لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ دولت ایمان کے حصول کے لیے یہی ناداری و عسرت اکثر ایک ضروری شے رہی ہے اس لیے کہ ان کے دل ہر قسم کے زنگ سے پاک ہوتے ہیں ان کو کسی خطاب کے چھن جانے، دولت کے جاتے رہنے یا کسی اعزاز سے محروم ہو جانے کا قطعی کوئی اندیشہ نہیں ہوتا اور حق کی شعاعیں دفعتہ پرتوفگن ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے پیرو ہمیشہ نادار اور مفلس لوگ زیادہ ہوتے ہیں حضرت نوح اور حضرت عیسیٰ کے اولین پیرو بھی غریب اور عامی لوگ تھے بہرکیف تین برس تک اسی خفیہ تبلیغ کا سلسلہ قائم رہا اور اس دوران میں چالیس پچاس آدمی مسلمان ہو گئے لیکن اب کچھ ہی ہو آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا حکم نازل ہوا فاصدع بما تؤمر وانذر عشیرتک الاقربین تجھکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے اور اپنے اقربا اور رشتہ داروں کو خدا سے ڈرا چنانچہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کوہ صفا پر چڑھکر بلند آواز سے کہا کہ:۔

"یا معشر قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم یقین کر لوگے سب نے کہا کہ بیشک ہم یقین کرینگے کیونکہ ہم نے تجھے ہمیشہ سچ بولتے دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر شدید عذاب نازل ہوگا"

یہ سنکر لوگ بہت برہم ہوئے اور لوگ بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے ان لوگوں میں آپ کا چچا ابو لہب بھی شامل تھا۔

خاندان عبدالمطلب کو دعوت عمل

چند ہی روز گزرنے پائے تھے کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ دعوت کا سامان کرو حکم ربانی کی تعمیل میں تبلیغ کا یہ پہلا موقع تھا چنانچہ تمام خاندان عبدالمطلب کو مدعو کیا گیا۔ حمزہ رضی ابو طالب رضی عباس سب شریک تھے جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

"میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کی ضروریات اور سودمندیوں کا کفیل ہے فرمائیے کہ اس بار گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا"

اتنا سنتے ہی تمام مجلس میں ایک سناٹا چھا گیا کسی طرف سے کوئی صدا بلند نہ ہوئی البتہ حضرت علی رضی کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ حضرت علی رضی کی اس آمادگی عمل کو دیکھ کر لوگوں کو بیساختہ ہنسی آگئی کہ ایک رسول امین اور ایک سترہ سال کا نوجوان دنیا کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں چونکہ مسلمانوں کی تعداد چالیس اور پچاس آدمیوں کے درمیان تک پہنچ گئی تھی اور حکم آ ہی چکا تھا آپ نے حرم محترم میں جا کر اعلان توحید کیا۔

کفار کے نزدیک اس سے بڑھکر حرم محترم کی کوئی توہین نہ تھی دفعتہ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور لوگ ہر طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے آپ کے ربیب حارث بن ابی ہالہ اس وقت گھر میں تھے خبر پاتے ہی دوڑے ہوئے آئے اور آپ کو بچانا چاہا لیکن ان پر ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگیں اور اتنے زخم آئے کہ وہ شہید ہو گئے اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا۔

حضرت حمزہ و عمر کا اسلام

اس کے بعد یہ صورت پیدا ہو گئی تھی کہ آپ برابر لوگوں کو تبلیغ کرتے اور احکام الٰہی سناتے اور بتاتے رہتے تھے مگر کوئی پرواہ نہ کرتا تھا بلکہ اس کے جواب میں سختیاں کی جاتی تھیں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی عرب کے ایک مشہور بہادر اور شجاع انسان تھے ایک روز ان کی کنیز نے انہیں بتایا کہ آج آپ کے بھتیجے کے ساتھ ابوجہل نے نہایت ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے یہ سنتے ہی انہیں غصہ آگیا تیر و کمان ہاتھ میں لئے ہوئے ابوجہل کے پاس پہنچے اور فرمانے لگے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ پھر پچھتائے لیکن غور کے بعد اسلام کو مذہب حق سمجھکر اختیار کر لیا چند ہی روز بعد حضرت عمر فاروق بھی اسلام لے آئے یہ بھی اسلام کے شدید دشمن تھے اور تنگ آکر آپ کا خاتمہ ہی کر دینے کے ارادہ سے گھر سے نکلے تھے کہ انہی کے خاندان کے ایک معزز شخص نعیم بن عبداللہ جو حال ہی میں اسلام لے آئے تھے راستہ میں ملے پوچھا کہاں جا رہے ہو انہوں نے جواب

ہر کہ محمدؐ کا خاتمہ کرنے جا رہا ہوں انہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو تمہارے بہن بہنوئی اسلام لا چکے ہیں فوراً پلٹے بہن قرآن پڑھ رہی تھیں آہٹ پاتے ہی خاموش ہو گئیں اور اجزائے قرآن پوشیدہ کر لئے حضرت عمرؓ کے استفسار پر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی مگر حضرت عمرؓ کے کان میں آواز پڑ چکی تھی وہ یہ کہکر کہ تم دونوں بیدین ہو گئے ہو اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید سے دست بگریبان ہو گئے بہن بچانے کے لئے آئیں تو انھیں بھی مارتے مارتے لہولہان کر دیا لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی بہن بولیں بھائی جو کرنا ہے کر لو اسلام کی محبت تو اب دل سے نہیں نکل سکتی۔

ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر خاص اثر کیا اور بہن کے خون آلود کرتے پر جو نظر پڑی تو اور رقت طاری ہو گئی۔ فرمایا تم جو پڑھ رہی تھیں مجھے بھی تو دکھاؤ بہن نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھدیئے اٹھا کر پڑھا تو سورہ طٰہٰ کی اس آیت پر نظر پڑی سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ نے دل کو مرعوب کیا اور جب اس آیت پر پہنچے امنوا باللہ ورسولہ تو فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا اس زمانہ میں آپ کوہ صفا کے دامن میں ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے۔ حضرت عمرؓ نے دستک دی۔ شمشیر بکف آئے تھے صحابہ کو تردد ہوا حضرت حمزہؓ بولے مخلصانہ آیا ہے تو آنے دو ورنہ میں اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپ نے بڑھکر دروازہ کھولدیا اور دامن پکڑ کر کہا عمر کس ارادہ سے آیا ہے۔ آپ کی آواز میں کچھ ایسا جلال پنہاں تھا کہ حضرت عمرؓ کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ عاجزی کے ساتھ عرض کیا ”ایمان لانے کے لئے“ آپ کی زبان سے بیساختہ نعرۂ تکبیر نکلا جسکے ساتھ ہی تمام مسلمانوں نے اس شدت کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند کیا کہ مکہ مکرمہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں (بلاذری)

تاریخ اسلام کا جدید باب

حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے ساتھ ہی تاریخ اسلام میں ایک جدید باب کا اضافہ ہوا مسلمانوں کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی تھی مگر اب تک وہ علانیہ فرائض مذہبی انجام نہ دے سکتے تھے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے دفعتہً حالات بدل گئے اور آپ نے تمام مسلمانوں کو ساتھ لیکر کعبہ شریف میں نماز ادا کر لی اس پر پھر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اسی اثناء میں مکہ کا ایک دولتمند رئیس عاص بن وائل ادھر آ نکلا اور پوچھا کیا ماجرا ہے لوگوں نے کہا کہ عمر بیدین ہو گیا عاص بن وائل ہنسنے لگا تو کیا ہوا میں نے اسے اپنی پناہ میں لیا اس پر یہ ہنگامہ فرو ہو گیا اور لوگ ہٹ گئے (بخاری)

مسٹر برٹ لکھتے ہیں کہ ۶۱۷ء میں ایک اور شخص عمرؓ نے اسلام قبول کیا جو بہت دلیر اور شجاع انسان تھا اور اس سے محمدؐ اور اسلام کو اتنی قوت پہنچ گئی کہ پھر کوئی نقصان رسانی کے لئے محمدؐ کے پاس نہ پھٹک سکتا۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ اگرچہ اسلام لانے کے وقت عمرؓ کی عمر صرف ۲۶ سال کی تھی لیکن ان کی شمولیت کا اثر اسلام پر اتنا عظیم اور نمایاں ہوا کہ گویا کہ میں علانیہ اور بلاخوف اسلام کے ظاہر ہونے کی وہی تاریخ ہے

بیکسوں پر برق غضب کی تڑپ

اس کے بعد کفار قریش نے بڑے اور متمول لوگوں کی طرف تو زیادہ توجہ نہ کی البتہ غرباء اور کمزور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے لیکن اسلام برابر بڑھتا اور آہستہ آہستہ پھیلتا رہا جب حالات نازک ہو گئے تو اسّی مسلمانوں کو حبش کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا لیکن قریش وہاں بھی پیچھے پیچھے پہنچے لیکن نجاشی شاہ حبش کی سورۂ مریم سنکر خود یہ حالت ہوئی کہ آبدیدہ ہو گیا اور قریش کو دربار سے نکلوا دیا اور آخر میں مسلمان ہو گیا اس ناکامی پر قریش کا ایک جلسۂ مشورت منعقد ہوا اور ان کی طرف سے رئیس مکہ عتبہ بن ربیع نمائندہ بنکر گفتگو کے لئے بھیجا گیا جس نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے میرے بھتیجے اگر تجھے زر و جواہر کی ضرورت ہے تو ہم دولت کے انبار تیرے قدموں کے سامنے لگائے دیتے ہیں اگر عزت کا خواہشمند ہے تو ہم تجھے اپنا سردار ماننے کے لئے تیار ہیں حکومت چاہتا ہے تو عرب کا تاج حاضر ہے اور خلل دماغ ہے تو ہم علاج کرائے دیتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے کسی چیز کی بھی آرزو نہیں اس کے بعد چند آیات قرآنی پڑھیں جنھیں سنکر عتبہ انگشت بدندان رہ گیا اور اتنا متاثر ہوا کہ گھر جا کر بیٹھ رہا جب ادھر سے بھی ناکامی ہوئی تو سب لوگ مجتمع ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم اب زیادہ دیر اپنے بتوں کی توہین گوارا نہیں کر سکتے آپ اپنے بھتیجے کو سمجھا دیں ورنہ ہم اُسے ہلاک کر ڈالیں گے ابو طالب کے سمجھانے پر آپ نے فرمایا کہ ”یہ لوگ اگر میرے سیدھے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھدیں جب بھی میں اپنے مفوضہ کام سے باز نہ آؤں گا۔ جان جائے یا رہے۔

قبائل عرب میں تبلیغی دورے

دس سال اسی حالت میں گذر گئے حضرت بی بی خدیجہ اور ابو طالب کے انتقال سے گویا مظالم قریش کا بند ٹوٹ گیا لیکن آپ تبلیغ سے باز نہ آئے بازاروں، میلوں اور حج کے اجتماع کے مواقع پر برابر تبلیغ کرتے رہے۔ دورے کرتے رؤساء کے پاس جاتے اور جو ایک اولوالعزم اور کوہ ثبات انسان کر سکتا ہے وہ آپ کرتے

طائف پہنچے وہاں کے روساء کو پیغام حق سنایا پیامہ گئے تلخ جواب سنے آپ میلوں میں جاتے تو پیچھے پیچھے ابولہب ہوتا اور جب آپ تقریر کرتے تو وہ کہتا جاتا لوگو اس کی بات نہ سنئے کہ دیوانہ ہے دین سے پھر گیا ہے جھوٹ کہتا ہے مگر آپ برابر اپنے کام میں مصروف رہتے آپ کا معمول ہو گیا تھا اور طریق تبلیغ یہی تھا کہ اجتماع کے ہر موقعہ کو تبلیغ کا زینہ بنا لیتے اور حج بیت اللہ کے لئے ہر طرف سے جتنے قبائل آتے فرداً فرداً سب کے پاس پہنچتے اور اسلام کی تبلیغ فرماتے اور مختلف قبائل میں دورے کرتے رہتے۔

ابن سعد نے لکھا ہے گو ابولہب سایہ کی طرح آپ کے پیچھے لگا رہتا تھا مگر آپ عکاظ کے علاوہ اور میلوں میں بھی ہر سال ضرور جاتے اور تبلیغ کرتے۔ بنو فزارہ۔ بنو محارب۔ مرہ غسان بنو عامر۔ حنیفہ۔ سلیم۔ عبس کلب۔ حارث۔ بن کعب۔ عذرہ۔ حضارمہ۔ بنو نضر اور کندی وہ مشہور قبائل ہیں جن کے پاس آپ اللہ کا پیغام لیکر تبلیغ کے لئے گئے۔

سفراں قبائل کی ذہنیت کا مرقع

قبیلہ بنو ذہل بن شیبان کے پاس آپ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رض بھی آپکے ہمراہ تھے مفروق کی طرف مخاطب ہو کر آپ نے کہا کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا پیغمبر ہوں اس کے بعد آپ نے قرآنی آیات پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

"کہہ دو کہ میں تمہیں سناؤں کہ خدا نے کونسی چیزیں حرام کی ہیں یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو والدین کا حق خدمت بجا لاؤ اور اپنے بچوں کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کیا کرو ہم تمہیں اور انہیں دونوں کو روزی دیا کرینگے فحش باتوں کے پاس نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور انسانی جان کو ہلاک نہ کرو"

اس قبیلہ کے سردار مفروق۔ مثنیٰ اور ہانی تھے ان لوگوں نے اس کلام کی تحسین تو کی مگر یہ کہا کہ ہم مدتوں کا خاندانی دین دفعتہً نہیں چھوڑ سکتے دوسرے ہم کسریٰ کے زیر اثر اور معاہد ہیں۔ آپ نے ان کی صاف گوئی کی تحسین کی اور کہا کہ خدا اپنے دین کی آپ مدد کرے گا۔

قبیلہ بنو عامر کے پاس گئے تو ایک شخص فراس نے کہا کہ یہ شخص اگر میرے ہاتھ آجائے تو میں تمام عرب کو مسخر کر لوں لیکن ان لوگوں نے بھی ساتھ نہ دیا کچھ ہی مدت میں اتنا ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں بھی اسلام کی روشنی پھیل گئی کہ مدینہ والے جب حج کو آتے تو آپ ان میں تبلیغ کرتے پہلے سال چھ مسلمان ہوئے تھے مگر تین سال کے اندر اسی مسلمان ہوگئے اور انہوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دیدی گویا مکہ کے تیرہ سال کے اندر اندر اسلام کی روشنی حبش اور مدینہ تک پہنچ گئی اور تقریباً پانچ سو افراد حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اقصائے عرب پر نور اسلام کا تسلط

آپ کی زبان میں شمشیر براں سے زیادہ کاٹ تھی مدینہ منورہ آئے تو اطراف کے قبائل میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا یہاں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار بھی آگئی تھی مگر کام آپ کی تبلیغ، آپ کا خلق آپ کا نمونہ عمل اور اسلام کی کشش ہی کر رہی تھی۔ فرمانروایان عالم کو بھی دعوت دی گئی تاجدار اور گورنر مسلمان ہو گئے اور آپ کی وفات سے قبل ہی اسلام تمام عرب کا واحد مذہب بن گیا۔ حضرت عیسیٰ تیس چالیس سال کی مدت میں ایک مختصر جماعت ہی پیدا کر سکے تھے حضرت نوح سینکڑوں برس کی تبلیغ میں ناکام رہے تھے لیکن آپ نے ایک مختصر مدت میں لاکھوں جاں نثار پیدا کر دیئے یہی پیغمبری اور یہ تھا آپ کا کرشمہ تبلیغ!

جور وظلم کی خوفناک آندھیاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے جس پہلو پر نظر کی جائے ایک دنیائے حیرت دفعتہً نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور انسان مبہوت و ششدر ہو کر رہجاتا ہے کہ آپ روز ازل سے کس قسم کا دل و دماغ لیکر پیدا ہوئے تھے اور صبر و ثبات اور استقلال و استقامت کے کیسے شاندار مظاہر دنیا کے سامنے پیش کر گئے اس کائنات ارضی میں انسانی طاقت سے جتنے مظالم ممکن ہیں وہ آپ پر اور آپ کے پیروؤں کی زندگی پر کئے گئے جتنا ستایا جا سکتا ہے اتنا آپ کو ستایا گیا جس قدر عذاب کوئی پر سطوت و صولت حکومت کسی مخالف کو کسی ہولناک جرم پر دے سکتی ہے حق پژوہی اور اعلان توحید کی پاداش میں آپ کو دیئے گئے جتنے دل دوز اور حوصلہ فرسا مصائب نازل ہوئے ان کا تصور کسی ذہن انسانی میں قائم ہو سکتا ہے اس سے بھی ماسوا اور بار بار مصائب و آفات فرزند توحید پر ڈالے گئے لیکن کیا یہ اعجاز نبوت نہیں کہ آپ نے ایک ساعت کے لئے بھی کسی ہراس و خوف کا اظہار نہیں کیا اور ایک ثانیہ کے لئے بھی آپ کا دل کسی نے کسی اندیشہ و خطرے سے آپ کے سینے میں دھڑکتا نہیں دیکھا کتنا نازک وقت ہے کہ پوری قریش کی طاقت اپنی تمام ہولناکیوں جستجوں اور بربریتوں کے ساتھ عریاں شکل میں آپ کے سامنے آگئی ہے تمام مکہ اپنی جملہ ہمہ گیر قساوتوں اور قصابیوں کے ساتھ آپ کے افنا و اعدام کا فیصلہ کر چکا ہے اور محض اتمام حجت کے لئے ان کے نمائندے اپنی شکن آلود پیشانیوں اور غضبناک و شعلہ بار نگاہوں کو لئے ہوئے آپ کے چچا ابوطالب کے پاس آتے ہیں اور خشمگین لہجہ میں کہتے ہیں کہ ہم آخری فیصلہ کر چکے ہیں اور انقطاعی طور پر آپ سے کہتے ہیں کہ:۔

"اب بھی وقت ہے کہ اپنے بھتیجے کو سمجھا لیں روک لیں کہ نہ ہمارے خداؤں، ہمارے معبودوں اور ہمارے بتوں کی مذمت سے باز آجائے کہ ہم اب کسی طرح بھی اسے گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ورنہ ہم اس کا تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے۔"

شفیق و سرپرست چچا بلاتے ہیں سمجھاتے ہیں صورت حال کی نزاکت اور اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں مگر جواب کیا ملتا ہے:-

"چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھ دیں جب بھی تو اپنے فریضہ تبلیغ سے باز نہ رہوں گا اور جسے حق سمجھ لیا ہے اس کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جان جائے یا رہے مجھے اس کی پرکاہ برابر بھی پرواہ نہیں۔"

یہ اور اس قسم کے صدہا مواقع تو تھے زہرہ گداز لرزا دینے والے اور ترہیبی نوعیت کے جن کا مقابلہ آپ نے پوری پامردی پورے ثبات اور پورے استقلال کے ساتھ کیا۔ اب ترغیبی نوعیت کی انتہائی شان اور پرکشش رنگ بھی دیکھ لیجئے کہ قریش مکہ کے شاندار مجامع کا شاندار رئیس عقبہ شاندار طریق کے ساتھ آپ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے:-

"بھتیجے کیوں ہمارے پیچھے پڑا ہے اور اپنی جوانی کی آرزوؤں اور زندگی کی بہاروں کو خاک میں ملا رہا ہے اگر زر و جواہر کا آرزومند ہے تو ہم دولت کے انبار تیرے قدموں پر لگائے دیتے ہیں، عزت و احترام کا ارمان ہے تو ہم تجھے ملک کی ریاست دینے کے لئے تیار ہیں اگر عورتوں کی خواہش ہو تو قریش کی جتنی ماہ پیکر اور حور لقا لڑکیاں چاہے ہم تیری زوجیت میں دینے کے لئے آمادہ ہیں اور اگر حکومت کی آرزو ہے تو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں عرب کا تاج حاضر ہے اسے سر پر رکھ اور فرمانروائی کر مگر اس کام سے باز آ۔"

کتنی خوفناک اور پائے استقلال کو دفعۃً لغزش میں لے آنے والی ترغیب ہے۔ ترہیب کا مقابلہ انسان کر سکتا ہے اور ایسے بزرگ گذر چکے ہیں جو اس نوع کے متعدد خونین سمندر تیر کر عبور کر چکے ہوں گے مگر اس قسم کی اتنی درخشندہ اتنی منور اور اتنی پر بہار پر عیش پر ارمان اور پر کشش ترغیب کا حریف بننا انسانی طاقت اور انسانی حوصلہ و ہمت سے تو بالاتر ہے لیکن ہمارے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم اس ذخار سمندر کی متلاطم موجوں کے ہجوم میں بھی چٹان بنکر کھڑے رہتے ہیں اور اسے بھی نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیتے ہیں کہ یہاں توشہ ہی اور تھا سرشاریوں کی نوعیت ہی جدا تھی اور جس خمکدۂ وحدت سے آپ مست ہو چکے تھے اس کی لذت ہی کچھ اور تھی۔

اجتناب قتل کے وجوہ خاص

اعلان دعوت ہی پر عرب جیسے ملک میں خونریزیوں کا ہو جانا کوئی مستبعد امر نہ تھا اور رؤسائے قریش اور لات و عزیٰ کی مذمت ہی قریش کو شرارت کے ساتھ مشتعل کرنے کے لئے کافی تھی لیکن قریش نے جو اس درجہ تحمل و برداشت سے کام لیا بباطن تو اس کا سبب یہی تھا کہ خدائے قدوس نے آپ کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا لیکن بظاہر اسباب یہ ہے کہ قریش خانہ جنگیوں میں گرفتار تھے حرب فجار نے انھیں تباہ و عاجز کر دیا تھا کہ لڑائی کے نام سے لرزنے لگتے تھے عرب میں قبیلہ پرستی کا جذبہ حد انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور یہ حالت تھی کہ اگر کسی قبیلہ کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا تھا تو وہ قبیلہ کسی تحقیق کے بغیر فوراً انتقام کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور حق و ناحق کا کسے سر مو خیال نہ ہوتا تھا پھر اس وقت تک یہ آگ فرو ہونے ہی میں نہ آتی تھی جب تک مقتول کا قصاص لے لیا جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ ہو جانا قریش کے لئے بہت آسان تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر ایسا کیا گیا تو بنو ہاشم لازماً انتقام کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور اس وقت ان کے سامنے انتقام کے سوا کچھ نہ ہوگا پھر تین برس کی مخفی تبلیغ نے چالیس پچاس مسلمان پیدا کر دیئے تھے جو کہ قریب قریب ہر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے نپٹنا بھی ضروری تھا اسلئے اسلام اگر جرم تھا تو اس کا مجرم ایک شخص نہ تھا بلکہ ان کی تعداد بہت بڑھ چکی تھی کس کس قبیلہ سے کون کون مقابلہ کرتا اور جنگ کی بلا انتہا سلسلہ چھڑ جاتا اس کی تباہیوں خونریزیوں اور بربادیوں کے مقابلہ میں طاقت کہاں سے لائی جاتی بنو ہاشم یا دیگر قبائل کو اس وقت یہ کھیل سمجھانا تو بالکل غیر ممکن تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قومی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اس وقت تو ان کے سامنے انتقام اور محض انتقام ہوتا اور یہ قصاص لئے بغیر ہرگز باز نہ آتے۔

اولوالعزمی کا فقید المثال مظاہرہ

یہ بات بھی تھی کہ قریش میں متعدد ایسے اشخاص بھی تھے جو فطری طور پر شریف النفس اور نیک واقع ہوئے تھے اور جو مخالفت کرتے تھے وہ بد طینتی کی وجہ سے نہیں بلکہ نیک نیتی کی بنا پر کرتے تھے اس لئے دل سے چاہتے تھے کہ معاملہ صلح و آشتی کے ساتھ طے ہو جائے یہی وجہ تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ تبلیغ و مذمت اصنام شروع کی تو چند معززین قریش نے آکر ابو طالب سے شکایت کی جنہوں نے انھیں نرمی و لینت سے سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا لیکن بنائے نزاع قائم تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت و شکوہ کے ساتھ مصروف کار تھے اس لئے ابو طالب کے پاس دوبارہ قریش کی سفارش آئی جس میں تمام رؤسائے قریش عتبہ بن ربیعہ شیبہ

ابوسفیان، عاص بن ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور ابوجہل وغیرہ شامل تھے اور کہا کہ یا تو آپ درمیان سے ہٹ جائیں یا پھر آپ بھی میدان میں آجائیں کہ دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ سفارت ایک مہتم بالشان سفارت تھی ابو طالب سمجھ گئے کہ حالات نازک صورت اختیار کر چکے ہیں اور ان کی مجموعی قوت سے مقابلہ غیر ممکن ہے اس لئے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر لفظوں میں کہا کہ "جان عم! میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال کہ میں اٹھا نہ سکوں"

ابو طالب ہی آپ کے ظاہری پشت و پناہ تھے آپ نے دیکھا کہ ان کے پائے ثبات میں بھی لغزش آگئی اسی وقت آپ نے آبدیدہ ہو کر وہ تاریخی الفاظ زبان مبارک سے نکالے جنھیں ہم ابتدا میں واضح کر چکے ہیں یعنی خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے میں چاند لاکر دیدیں تو بھی میں اپنے فرض کی ادائیگی سے باز نہ آؤں گا یا تو اللہ اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا ان الفاظ کی مؤثریت و کشش ایسی نہ تھی جو کوئی دل متاثر ہوئے بغیر رہ سکتا کہنے لگے جا کوئی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ (بخاری)

پیکر نبوت کے گلے میں رسی

سفارت قریش کی یہ ناکامی کوئی معمولی بات نہ تھی وہ اللہ کے فضل و کرم اور مذکورہ اسباب کی بنا پر قتل کا ارادہ تو نہ کر سکے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جب اس پایہ کے رؤسا و شرفا ہی معاندت پر آمادہ ہو جائیں تو پھر عامیوں کو کون روک سکتا ہے نتیجہ وہی ہوا جو ایسے حالات میں ہونا چاہیئے تھا۔ ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور دعوت اسلام اور مذمت اصنام میں سرگرم سعی رہے اور دوسری طرف قریش کا بچہ بچہ آپ کی جان کا لاگو بن گیا اور آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دی جانے لگیں۔ بدزبانیاں کی جاتیں راہ میں کانٹے بچھائے جاتے، نماز پڑھنے میں جسم مبارک پر نجاست ڈالدی جاتی مذاق اڑائے جاتے طعنے دیئے جاتے، کوڑے پھینکے جاتے ڈھیلے برسائے جاتے ایک دفعہ آپ حرم محترم میں مصروف نماز تھے عقبہ بن معیط نے آپ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس شدت سے جھٹکا دیا کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ قریش اپنی ایذا رسانیوں کو بے اثر دیکھ کر ششدر رہ گئے انھیں خیال ہوا کہ سب سختیاں جاہ و دولت ہی کے لئے جھیلی اور برداشت کی جا رہی ہیں مادیت اس کے سوا اس نفس کشی اور جانبازی کا مقصد اور سوچ ہی کیا سکتی تھی قریش نے بھی یہی سوچا اور سمجھا۔

قدوم نبوی پر خزائن حسن و زر کا انبار

جب اذیتیں پہنچا پہنچا کر تھک گئے تو انھوں نے چاہا کہ سختی اور تشدد سے باز نہیں آتے تو لاؤ تحریص و ترغیب کی انتہائی تو تیں بھی ختم کر دیں چنانچہ ایک جلسہ خاص منعقد ہوا اور ان کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ نے آپ کے پاس آکر کہا کہ محمد کیا چاہتے ہو؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا ملک کی ریاست؟ ہم سب کچھ مہیا و فراہم کر سکتے ہیں اور یہ تو یہ ہم اس پر بھی راضی ہیں کہ کل ملک تمہارے زیر فرمان ہو جائے لیکن ان باتوں سے باز آؤ قریش کا خیال تھا کہ یہ تیر تو خالی جا ہی نہیں سکتا کیونکہ انسانی آرزوؤں کا منتہا اس مادی دنیا میں یہی مقصود ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ نے اس کے جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ دیں قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم اللہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ انداداً ذلک رب العلمین یعنی اے محمد کہدو کہ میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے فی الحقیقت معبود ایک ہی ہے سیدھے اسی کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔ کہدے کیا تم خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کا کوئی شریک قرار دیتے ہو یہی سارے جہان کا پروردگار ہے"

اب عتبہ کی حالت دیکھئے کہ اُسے خواب و خیال بھی نہ تھا کہ کوئی انسان بھی اتنی شاندار اور مہتم بالشان ترغیبات کا حریف بن سکتا ہے ایک طرف اس انکار پر حیرت اور دوسری طرف قرآنی آیات کا اثر عتبہ سکتہ کے عالم میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا گھر واپس آکر بیٹھ گیا شام کو پہنچا اور کہا کیوں عتبہ بہل گئے۔ عتبہ نے کہا بہلا تو نہیں سراپا حیرت بنکر رہ گیا ہوں۔ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری ہرگز نہیں کچھ اور چیز ہے جس میں بلا کا اثر ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ تم انھیں اپنے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آگئے تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب خود انھیں فنا کر دیگا لیکن عتبہ کی رائے کسی نے پسند نہ کی اور سلسلہ تعذیب و اذیت اسی شان کے ساتھ قائم رہا۔

عامۂ اہل اسلام پر سیلاب مظالم

ایک روز ابوجہل نے رو در رو آپکے ساتھ نہایت گستاخیاں کیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی پر غضبناک ہو کر مسلمان ہو گئے کچھ دن بعد حضرت عمر فاروق بھی مسلمان ہو گئے ان کے اسلام لاتے ہی دفعتہً حالت بدل گئی اور پہلی مرتبہ سارے مسلمانوں نے بیت اللہ میں علانیہ فرائض مذہبی انجام دیئے جوش تو پہلا ہی ہوا تھا ان کی آن میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لیکن رئیس شہر عاص بن وائل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لینے کا جو اعلان کیا تو لوگ ہٹ گئے اکابر صحابہ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اپنے قبائل کے حصار حفاظت میں تھے ان پر تو پورا زور چل نہیں سکتا تھا ان غریبوں پر قریش کی برق قہر تڑپ کر گری جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا ان لوگوں میں کچھ غلام تھے کچھ کنیزیں تھیں کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے کچھ ایسے غریب الوطن تھے جو دو ایک پشت سے مکہ میں آبسے تھے قریش اُن کے وجود سے سرزمین مکہ کو پاک کر دینا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کا منشاء یہ تھا کہ یہ لوگ جادۂ اسلام سے پھر کر قریش کے مذہب میں آجائیں۔

مکہ میں عتبہ اور عاص بن وائل وغیرہ ایسے لوگ تھے جن کا دل واقعی اس حالت پر جلتا تھا کہ ان کی آبائی اور اجدادی مراسم کی تحقیر کی جا رہی ہے اُن کے معبودوں کی عظمت مٹ رہی ہے لیکن یہ لوگ صرف حسرت و افسوس کر کے رہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ چند خام طبعوں کے دماغ میں خلل آگیا ہے لیکن امیہ بن خلف اور ابوجہل وغیرہ کا معیار بلند تھا۔ بہرکیف قریش نے ستم و جور کے عبرت انگیز مظاہرے پیش کئے یہ حالت تھی کہ جب آفتاب خط استوا پر آجاتا دوپہر ہو جاتی تو وہ غریب مسلمانوں کو پکڑ تے گرم اور تپتے ہوئے ریت پر لٹا دیتے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں یہی نہیں گرم گرم ریت جسم پر بھی ڈالتے اور چند قدم اور آگے بڑھ کر گرم لوہے سے داغتے اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دیتے اس قسم کے مصائب تمام مسلمانوں پر عام تھے لیکن چند اصحاب ایسے تھے جن پر مظالم کی انتہا گذر گئی تھی خباب بن الارت تمیمی۔ ام انمار کے غلام تھے یہ اس وقت ایمان لائے جبکہ ابھی چھ سات اشخاص اسلام لا چکے تھے قریش نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں انتہا یہ کہ ایک روز کوئلے دہکا کر انھیں اس پر چت لٹایا اور ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھے کھڑا رہا کہ کروٹ نہ بدل سکیں یہاں تک کہ دہکتے ہوئے کوئلے پیٹھ کے نیچے ہی پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے۔

نمارده قریش کے نمرودی مظالم

حضرت بلالؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ امیہ دوپہر کے وقت ان کو جلتی بالو پر لٹاتا اور چھاتی پر پتھر کی چٹان رکھ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے باز آ ورنہ یونہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا۔ لیکن اس وقت بھی ان کی زبان سے "احد" کا لفظ نکلتا۔ جب یہ کسی طرح بھی متزلزل نہ ہوئے تو گلے میں رسی باندھی اور لونڈوں کے حوالہ کیا وہ ان کو شہر کے اس سرے سے اس سرے تک گھسیٹتے پھرتے تھے لیکن زبان پر وہ "اَحَدٌ اَحَدٌ" ہی کی رٹ تھی۔

ابو فکیہہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ حضرت بلال کے ساتھ ایمان لائے۔ امیہ کو جو معلوم ہوا تو اُن کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں سے کہ گھسیٹتے ہوئے لیجائیں تپتی ہوئی زمین پر لٹائیں۔

ایک گبریلا راہ میں جا رہا تھا امیہ نے کہا اس سے کہ یہی تو تیرا خدا ہے اس نے کہا کہ میرا اور تیرا دونوں کا خدا اللہ تعالیٰ ہے اس پر امیہ نے اس زور سے اس کا گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے دم نکل گیا۔ ایکدفعہ اس کی چھاتی پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ زبان نکل پڑی (ابن سعد)

لبینہ یہ بھی ایک کنیز تھیں حضرت عمرؓ اس بیکس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے میں نے تجھے رحم کر کے نہیں چھوڑا ہے تھک گیا ہوں پھر ماروں گا یہ نہایت استقلال کے ساتھ جواب دیتیں اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو خدا تم سے اس کا انتقام لیگا۔

کفر کے انگاروں پر توحید کی کروٹ

زنیرہ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی کنیز تھیں اسی وجہ سے حضرت عمرؓ انھیں خوب دل کھول کر ستاتے تھے ابوجہل نے انھیں اس قدر زدوکوب کیا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں عمار بن یاسر اس وقت اسلام لائے جبکہ ابھی صرف تین اشخاص اسلام لا چکے تھے قریش انہیں بھی جلتی بالو پر لٹا دیتے اور مار مار کر بیہوش کر دیتے ان کے والدین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ سمیہ حضرت عمار کی والدہ تھیں اسلام لانے ہی کے جرم میں ابوجہل نے انھیں برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ حضرت یاسر بھی کافروں کے ہاتھ سے اذیتیں اٹھاتے اٹھاتے ہلاک ہو گئے۔

حضرت صہیب غلام تھے قریش انھیں اس قدر تکلیف واذیت دیتے تھے کہ ان کے حواس کھاتے رہتے تھے۔ نہدیہ اور ام عبیس بھی کنیزیں تھیں اور شدید مصائب کی شکار رہتی تھیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا مہتم بالشان کارنامۂ حیات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت بلال عامر بن فہیرہ۔ لبینہ۔ زنیرہ نہدیہ اور ام عبیس کو گرانبار قیمت دیکر خریدا اور آزاد کر دیا یہ سب وہ بزرگ تھے جنھیں انتہائی عذاب و عقاب دیئے جاتے تھے۔

جلادان قریش کی جلادیاں

لیکن حقیقت یہ ہے کہ تکلیف واذیت سے محفوظ کوئی ایک مسلم بھی نہ تھا البتہ نوعیت ظلم میں کچھ فرق تھا حضرت زبیر بن العوام کا نمبر اسلام لانے والوں میں پانچواں تھا یہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان کے چچا انھیں چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک دھواں پہنچاتے تھے۔

حضرت سعد بن وقاص فاتح ایران اپنے قبیلہ میں نہایت مقتدر و معزز تھے پھر بھی کفار کے جور و ستم سے محفوظ نہ رہ سکے نیز اسد اسلام لانے پر انھیں شدید سزائیں دیتے تھے (بخاری)

حضرت عمرؓ کے چچیرے بھائی سعید بن زید اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے

انھیں رسیوں سے باندھ دیا (بخاری)

حضرت ابو ذرؓ ساتویں مسلمان ہیں انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو قریش نے انھیں شدت کے ساتھ زدوکوب کیا (بخاری)

اور تو اور حضرت عثمان غنیؓ بہت بڑے صاحب جاہ و اعزاز اور بوڑھے تھے تو خود ان کے چچا نے ان کو رسی سے باندھ کر مارا (طبقات)

لیکن یہ تمام جلادانہ بیرحمیاں یہ تعذیب و ستم اور یہ قصابیاں کسی ایک مسلمان کو بھی راہ حق سے منحرف نہ کر سکیں۔

گاڈفری ہیگنس نے بالکل ٹھیک اور درست لکھا ہے کہ "عیسائی اسے یاد رکھیں تو اچھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے آپ کے پیروؤں میں وہ نشۂ دین پیدا کیا جسے حضرت عیسیٰؑ کے پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ و بے سود ہے۔ جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے اور ان کا سارا نشۂ دینی کافور ہو گیا اور اپنے مقتدیٰ کو حکومت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چلدیئے برعکس ازیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کر دیا۔"

جلال نبوت قید و محن میں

چونکہ مکہ میں ظلم و جور کا ایک سیلاب امنڈ آیا تھا اور فرائض اسلام کی ادائیگی ممکن نہ رہی تھی حرم میں کوئی بلند آواز سے قرآن پڑھ نہ سکتا تھا۔ حد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے منہ پر سورہ رحمٰن پڑھنے کے جرم میں طمانچے پڑے اور حضرت ابوبکرؓ تو اپنے جاہ و اقتدار کے باوجود ہجرت پر مجبور ہو گئے (بخاری)

آخر ۵ھ میں ۸۳ مسلمان حبش کو ہجرت کر گئے ۷ھ میں قریش نے یہ دیکھکر کہ اسلام تو برابر پھیلتا جاتا ہے اور ہماری ساری تدابیر ظلم بے اثر ہو رہی ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاندان کو شعب ابوطالب میں محصور کر کے آب و دانہ سب بند کر دیا مسلسل تین برس تک یہ محصوریت قائم رہی اور لوگوں نے پتے کھا کھا کر بسر کی ۱۰ھ میں پہلے ابوطالب اور چند روز کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا اب قریش اور دلیر ہو گئے آخر آپ دعوت اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے یہاں اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ کی جوتیاں خون سے تر ہو گئیں غنڈے پیچھے لگ گئے جنھوں نے گالیاں دیں۔

حالات اس قدر نزاکت اختیار کر چکے تھے کہ آپ مکہ میں بھی نہ آسکتے تھے بالآخر مطعم بن عدی کی پناہ اور تلواروں کے حصار میں آپ مکہ آئے۔

اونٹ کی اوجھڑی گلوئے پاک پر

اس کے بعد آپ نے قبائل کا دورہ شروع کر دیا کفار اور مشتعل ہوئے اور انہوں نے عزم کر لیا کہ آپ کو اتنا ستائیں کہ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے باز آجائیں ابوجہل، ابولہب اسود بن عبد یغوث ولید بن مغیرہ۔ امیہ بن خلف، نضر بن حارث منبہ بن حجاج، عقبہ بن ابی معیط اور حکم بن ابی العاص سب قریش کے سربرآوردہ رؤسا اور آپ کے ہمسایہ و شدید معاند تھے انہوں نے ستانے اور اذیت دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا سجدہ کرتے تو اونٹ کی اوجھڑی گردن پر ڈال دیتے نماز پڑھتے تو ہنسی اڑاتے گلے میں چادر ڈال کر کھینچتے باہر نکلتے تو شریر لڑکے پیچھے پیچھے غول باندھکر چلتے خاک اڑاتے گالیاں دیتے۔ (بخاری)

ابولہب تو سائے کی طرح آپ کے پیچھے رہتا مذکورہ بالا رؤسا کے علاوہ حارث بن قیس بن عدی ابوقیس بن فاکہہ بن المغیرہ عاص بن وائل زہیر بن ابی امیہ، سائب بن صیفی، اسود بن عبدالاسد، عاص بن سعید سعید بن العاص، عاص بن ہاشم اور عدی بن حمراء آپ کی معاندت اور ایذارسانی میں بہت سرگرم تھے حضرت خباب نے ایکدن عرض کیا کہ آپ ان کے حق میں بددعا کیوں نہیں کرتے آپکا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے وہ لوگ گذرے ہیں جن کے سروں پر آرے چلائے جاتے تھے اور چیر ڈالے جاتے تھے پھر بھی وہ اپنے فرض سے باز نہ آئے خدا اس کام کو پورا کرے گا یہانتک کہ ایک شتر سوار صنعاء سے حضرموت کا سفر کرے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ (بخاری)

قتل نبوی کی ابلیسانہ سازش

ظلم و جور کی گھٹائیں گھری ہوئی تھیں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنی جاتی تھیں مکہ سے نکل کر مدینہ میں اسلام کی روشنی پہنچ چکی تھیں کہ آپ کو ہجرت کا حکم آگیا قریش نے یہ دیکھکر کہ مسلمان مدینہ میں طاقت پکڑتے جاتے ہیں اور مکہ میں اس کا کوئی استیصال نہیں ہو سکا تو انہوں نے دارالندوہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں عتبہ، ابوسفیان، زبیر بن مطعم، نضر بن حارث زمعہ بن اسود حکیم بن حزام اور امیہ بن خلف ہر قبیلہ کے مقتدر نمایندے شریک تھے مختلف آراء پیش ہوئیں کسی نے قید اور کسی نے جلاوطنی کی رائے پیش کی لیکن ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کر لیا جائے اور سب مل کر محمد کا خاتمہ کر دیں اس طرح آپ کا خون تمام قبائل پر بٹ جائیگا اور بنو ہاشم تنہا سب کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

کاشانہ رسالت کا حصار

اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا اور سب نے سپیدہ سحری طلوع ہونے سے پیشتر آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا زنانہ مکان کے

اندر گھسنا عرب میں معیوب تھا انتظار میں تھے کہ باہر نکلیں تو تلواروں سے خاتمہ کردیں۔ خدائے قدوس جسے بچانا چاہے اس پر کون ہاتھ اٹھا سکتا ہے اتفاق وقت کہ سب کو نیند آگئی اور آپ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر حکم ربانی کے مطابق مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے کفار کو تاب نہ رہی تھی اندر گھس پڑے وہاں نہ پاکر دور دور تک تلاش کی لیکن آپ جوں توں کرکے مدینہ منورہ جا پہنچے۔ قریش کو یہ دیکھ کر کہ "مرغ سحر" ان کے شیطانی جال سے نکل گیا اور ان کی آخری انتقامی سعی کا بیڑہ ساحل نامرادی سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا بیقرار ہوگئے مار سر کوفتہ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا، تیور نبوت کے اداشناس تھے جانتے تھے کہ نبی کریم عزم و استقلال کی چٹان ہیں آپ کے رفقا کی تعداد روز افزوں ہے اگر کہیں آپ کو سکون و اطمینان کے لمحے میسر ہوگئے تو خیر نہیں قریش کی عظمت و اقتدار کا خزانہ نکل جائیگا اور آپ ان مظالم کا ضرور انتقام لیں گے اس لئے انہوں نے صلاح کرکے فوراً تعاقب کیا دور دور تک لوگ گئے انعامات کے لالچ دیئے گئے سوار پیچھے پہنچے لیکن خدا جس کا حامی ہو اسے کون گزند پہنچا سکتا ہے کچھ بھی نہ کر سکے اور کفر کی ساری تدبیروں کا زور اس وقت یہیں کا یہیں ختم ہوکر رہ گیا۔

مخالفت قریش کے پرپیچ اسباب و علل

مکہ کیا عرب میں قریش کی جو عزت و عظمت تھی وہ تولیت اور کلید برداری کعبہ شریف کی وجہ سے تھی یہانتک کہ اسی باعث وہ خاندان الٰہی مشہور ہوگئے تھے اور ان کا کاروبار اتنا پھیل گیا تھا کہ مختلف صیغے اور ادارے قائم ہوگئے تھے جو روز بروز منظم ہوتے چلے جاتے تھے ہر سال ہزارہا زائرین مکہ میں زیارت و حج کے لئے جمع ہوتے تھے ان کے قیام و طعام آرام و آسائش اور زیارت و طواف کی خدمات سب انہیں کے سپرد تھیں سب کو انہی سے واسطہ اور کام پڑتا تھا جو یہاں آتے وہ اچھا اثر لیکر جاتے اور ان کا اقتدار تسلیم کرتے تھے۔

حجابہ، افادہ، سقایہ، ندوہ، دیات و مغرم، عقاب، قبنہ، سفارت و منافرت، ازلام و ایسار اور اموال یہ مناصب و محکمے تھے جن کے فرائض بالترتیب کعبہ کی کلید برداری و تولیت۔ غریب حجاج کی خبر گیری حجاج کے پانی پینے کا انتظام۔ خونبہا کا فیصلہ کرنا علمبرداری خیمہ و خرگاہ کا انتظام اور سواروں کی افسری سفیر ہوکر جانا اور جن قبیلوں میں نزاع پیش آئے کہ شریف ترکون ہے اس کا فیصلہ کرنا۔ محکمہ مال کا انتظام اور خزانہ کا اہتمام تھے۔

ان عہدوں اور مناصب پر رسول کریم کے زمانہ میں جو لوگ ممتاز تھے ان کے نام علی الترتیب یہ ہیں:-

عثمان بن طلحہ، حرث بن عامر (خاندان نوفل) حضرت عباسؓ (خاندان ہاشم) یزید بن ربیعۃ الاسود (خاندان اسد) حضرت ابوبکرؓ (خاندان تیم) ابوسفیان (خاندان امیہ) ولید بن مغیرہ (خاندان مخزوم) حضرت عمرؓ (خاندان عدی) صفوان بن امیہ (خاندان جمح) اور حرث بن سعد (خاندان سہم)

یہاں یہ امر بھی واضح کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جن لوگوں کی عظمت و اقتدار کا اثر تمام مکہ پر پڑا ہوا تھا جو روساء اعظم تھے ان کے اسماء ظاہر کردیئے جائیں۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ذیل کے افراد مکہ میں اشراف روساء اور مقتدر و ذی رسوخ خیال کئے جاتے تھے۔ ابوسفیان۔ حرب فجار میں انہی کا باپ حرب قریش کی سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ ابولہب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ ابوجہل جو ولید بن مغیرہ کا بھتیجا اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔ ولید بن مغیرہ جو حضرت خالد کا باپ اور قریش کا رئیس اعظم تھا۔ عاص بن وائل سہمی جو حضرت عمرو بن العاص کا باپ اور نہایت دولتمند کثیر الاولاد اور صاحب اثر تھا۔ عتبہ بن ربیعہ جو امیر معاویہ کا نانا اور نہایت شریف الطبع اور صاحب ریاست تھا۔ ان کے ماسوا اسود بن عبدالمطلب، اسود بن عبد یغوث، نضر بن الحرث بن کلدہ، اخنس بن شریق ثقفی، ابی بن خلف اور عقبہ بن معیط اور بھی بہت صاحب اثر تسلیم کئے جاتے تھے۔

طلسم اصنام اور تار و پود اقتدار پر ضرب

کعبہ شریف میں اس وقت تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جس میں ہبل خدائے اعظم تھا عربوں کے عقائد کے مطابق یہی بت خیر و شر کے قطعی مالک سمجھے جاتے تھے انہی سے اولادیں ملتی تھیں یہی جاگیریں تقسیم کرتے تھے یہی حاجت روا تھے جنگ و جدل میں یہی کامیاب کراتے تھے یہی پانی برساتے تھے اور انہی کی علانیہ اور آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں زور شور کے ساتھ پوجا و پرستش ہوتی تھی اللہ کے وجود کا اعتراف تو سب کو تھا مگر بیٹا بیٹیاں بتوں ہی کے آگے جھکتی تھیں اور اللہ کو محض ایک عضو معطل سمجھ لیا گیا تھا اسلام اس طلسم کو توڑنا چاہتا تھا اور اس کے ٹوٹتے ہی قریش کے سارے اثر و رسوخ اور عظمت و اقتدار کا بھی خاتمہ تھا اس لئے جن افراد کو اس حملہ کے بار آور ہونے سے جتنا زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا وہی افراد اتنی ہی سرگرمی کے ساتھ مخالفت کرتے تھے قریش کا رئیس اعظم حرب بن امیہ تھا حرب

فجار میں سپہ سالاری قریش کا طرہ اسی کی کلاہ افتخار میں آویزاں تھا اس کا بیٹا ابوسفیان اس منصب عظیم کی اہلیت نہ رکھتا تھا اس لئے ولید بن مغیرہ نے اپنی لیاقت و اثر سے یہ منصب حاصل کرلیا۔ ابوجہل اسی کا بھتیجہ تھا اور قریش میں اسے بھی امتیازی درجہ حاصل تھا۔ ابوسفیان یہ ضرور ہے کہ اپنے باپ کا منصب تو نہ حاصل کرسکا لیکن خاندان بنی امیہ کی سرداری کی عزت اسے ہی حاصل رہی۔

خاندان ہاشم میں سب سے ممتاز اور کہن سال ابولہب تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔ قبیلہ سہم میں سب سے زیادہ با اثر نہایت دولتمند اور کثیر الاولاد شخص عاص بن وائل تھا قریش کی عنان حکومت اصلاً انہی رؤسا کے ہاتھ میں تھی اور انہی کی طرف سے شدید ترین مخالفت ہوئی۔ اور اشقیاء کے جو نام ستانے والوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں وہ سب انہی کے زیر اثر تھے۔

دولت اولاد سے محرومی

پھر عرب میں چونکہ ریاست کے لئے فراخی دولت اور کثرت اولاد ضروری شرط تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ دونوں باتیں نہ تھیں۔ اولاد ذکور سال دو سال سے زیادہ زندہ نہ رہی روپیہ پیسہ بھی آپ کے پاس نہ تھا اس اعتبار سے عربوں کے نزدیک ریاست کے اہل ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، امیہ بن خلف اور ابومسعود ثقفی تھے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریاست کا مستحق ہی نہ سمجھتے تھے اس لئے وہ شدید مخالفت کرتے تھے

ان دو وجوہ مخالفت کے علاوہ تیسری وجہ مخالفت یہ بھی تھی کہ قریش کا خیال تھا کہ آپ نصرانیت قائم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اسلام اور نصرانیت میں بہت سی باتیں مشترک تھیں اور مدینہ منورہ کے ابتدائی زمانہ تک دونوں کا قبلہ بھی بیت المقدس ہی رہا لیکن قریش کو نصرانیت سے اس بنا پر نفرت پیدا ہوگئی تھی کہ شاہ حبش ابرہہ جو کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے ہاتھیوں کی فوج لایا تھا وہ نصرانی تھا قریش اس کے مقابلہ میں مجوسیوں اور ایرانیوں کو زیادہ پسند کرتے تھے اسی لئے خسرو پرویز کی فتح پر انھوں نے بڑی مسرت و شادمانی کا اظہار کیا تھا اسی وقت سورہ روم میں پیشینگوئی کی گئی تھی کہ چند سال بعد رومی ایرانیوں پر اللہ کی مدد سے ضرور غالب آئیں گے

بنو ہاشم و بنو امیہ کی رقابت

مخالفت کا ایک اور بڑا سبب خاندان بنو ہاشم اور بنو امیہ کی باہمی رقابت بھی تھی دونوں مکہ میں نہایت ممتاز تھے عبد المطلب نے اپنی لیاقت و اثر سے بنو ہاشم کی دھاک بٹھا دی تھی اور ان کا پلہ بھاری کردیا تھا لیکن ان کے مرنے کے بعد اس خاندان میں کوئی ذی اثر بزرگ نہ رہا۔ حضرت عباس دولتمند تو تھے مگر فیاض نہ تھے۔ ابولہب بدچلن تھا ابوطالب کے پاس دولت نہ تھی۔ بنو امیہ کا اقتدار اس وجہ سے برابر بڑھتا چلا جارہا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار اور کامیابی کو اموی اپنے رقیب کی فتح خیال کرکے شدید مخالفت کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ایک جنگ بدر کے سوا کفر و اسلام کی جتنی جنگیں ہوئیں سب میں پیش پیش ابوسفیان ہی رہا اور اسی کے سارے فتنے برپا کئے عقبہ بن معیط بھی اموی ہی تھا جس نے عین نماز میں آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھ لاکر ڈال دیا تھا۔ بنو امیہ کے بعد بنو مخزوم کا درجہ تھا کہ یہ خود کو بنو ہاشم کا ہمسر سمجھتے تھے اس خاندان کا رئیس ولید بن مغیرہ قریش کا سردار تھا۔ ابوجہل بھی اسی قبیلہ سے تھا اور اس نے ایک دفعہ صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اخنس بن شریق کے آپ کے متعلق رائے پوچھنے پر کہا تھا کہ ہم اور بنو عبد مناف ہمیشہ حریف مقابل رہے ہیں جو انہوں نے کیا وہ ہم نے کیا ہم نے اُن سے بڑھکر فیاضیاں کیں اور جب ہم اُن سے متفق ہوگئے تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار ہیں خدا کی قسم ہم اس پیغمبری پر کبھی ایمان نہیں لاسکتے۔

ذمائم اخلاق کی تنقیص

اسباب مخالفت کا ایک سرا پیچ جال پھیلا ہوا ہے اور ہر پیچ اپنی جگہ اہم سبب مخالفت بنکر باعث اذیت شدید ہوتا رہا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتیات یا قبائلی رقابت و منافرت سے تو کوئی تعلق نہ تھا لیکن آپ اصنام پرستی اور بداخلاقی کے اشد شدید مخالف تھے قریش میں جہاں اصنام پرستی عام تھی وہاں فواحش اخلاق سے ممتاز اور سرکردہ قریش کے دوست بھی آلودہ ہوئے بغیر نہ رہتے تھے جس کی انتہا یہ ہے کہ بنو زہرہ کا رئیس اخنس بن شریق نامی اور کذاب مشہور تھا اسی طرح نضر بن حارث کو جھوٹ بولنے کی لت تھی خاندان بنو ہاشم کا سب سے زیادہ ممتاز رکن ابولہب بھی بدنام ہوچکا تھا کہ اس نے خزانہ حرم سے غزال زریں چراکر فروخت کر ڈالا تھا (معارف)

اور یہ کیا اکثر رؤسائے قریش اور ارباب جاہ اسی قسم کی بداخلاقیوں اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے رہتے تھے اب جبکہ آپ بت پرستی کے ساتھ ان ذمائم اخلاق پر شدید دارو گیر کرتے تو انھیں اپنی عظمت و اقتدار کی چٹان متزلزل ہوتی نظر آتی لوگوں کی نظر میں سبکی ہوتی خفیف ٹھیرتے قرآن کریم میں ان بداخلاق و بدکردار رؤسا و اشرار کے متعلق علانیہ اور مبہم آیات نازل ہوئیں تخاطب عام اور طرز بھی جدا ہوتا مگر سب سمجھ لیتے کہ روئے سخن کس کی طرف ہے بعض بکمعہ بہ پرد ری

والمتطرکل حلاف مھین ھماز مشاءٍ بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ان کان ذا مال و بنین اور اس شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات میں قسم کھاتا ہے آبرو باختہ ہے طاعن ہے چغلیاں کھاتا ہے لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے بدخو تندخو ہے ان باتوں کے ساتھ بدذات بےنسب بتاتا ہے اس لیے کہ وہ دولتمند اور کثیر الاولاد ہے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ یعنی وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جو کہ جھوٹی اور خطاکار ہے۔ غفلت زیادہ شدید اور انحرافات ذمائم اخلاق گہرے اور قوی تھے اس طرح بڑے بڑے جباروں کو اس طرح مخاطب کیا جاتا تھا ذرنی و من خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا و بنین شھودا و مھدت لہ تمھیدا ثم یطمع ان ازید کلا انہ کان لآیاتنا عنیدا۔ یعنی ہم کو اور اُس کو تنہا چھوڑ دو، میں نے اُسے پیدا کیا پھر بہت سا مال دیا بیٹے دیے سامان دیا پھر چاہتا ہے کہ ہم اس کو اور دیں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے (مدثر)

یہ خطاب کس سے ہے ولید بن مغیرہ سے جو قریش کا رئیس اعظم مقتدر بے سرتاج ہے اور کس کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں اس کی جسے ظاہراً کوئی اقتدار کوئی منصب اور کوئی اثر نصیب نہیں ہے۔

تحقیر عمائد و اکابر

سب کچھ سہی پھر بھی مخالفت کی سب سے بڑی اور ہمہ گیر وجہ یہی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان اصنام کو جنھیں عرب خدا بنائے بیٹھے تھے جن کے سامنے سر نیاز جھکاتے تھے پیشانیاں رگڑتے تھے اور ہر روز پوجا کرتے تھے ان کی علانیہ توہین و تحقیر ہوتی تھی اور اُن کے حاجت رواؤں کی شان میں بانگ دہل یہ کہا جا رہا تھا کہ :-

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (سورہ انبیاء) یعنی تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہونگے

امراء اور رؤسا ارباب جاہ اور اصحاب اقتدار کی فطرت ہر دور اور ہر زمانہ میں یکساں رہی ہے کہ انہوں نے کبھی کسی کو اپنی برابر اور اپنے ہی جیسا انسان نہیں سمجھا ہمیشہ لوگوں سے اس امر کے آرزومند رہے کہ نہ ان کی اور ان کے مشاغل و افعال کی تنقید کریں، غرور نخوت نے انھیں کبھی اپنے مخالف بات نہیں سننے دی جس کی طرف سے کینہ بیٹھ گیا پھر تو حق ہو یا ناحق یہی سعی ہوتی ہے کہ اُسے کچلا رکھدیا جائے اور بوقت اشتعال میں اس کی کھال کھینچ لی جائے ظاہر ہے کہ اس اقتدار و عظمت کے لوگ اپنی مذمت برداشت نہ کرسکتے تھے اور جب اپنی مذمت کے ساتھ اپنے مذہب اور مذہبی پیشواؤں کی مذمت بھی ہو اس وقت تو ان کے نائرہ غضب میں اشتعال کا نہ پیدا ہونا قیاس مع الفارق ہے اگر فضل ایزدی شامل حال نہوتا اور رب فجار اور بنو ہاشم سے ایک دوسری جنگ چھڑ جانیکا شدید مہلک خوف نہ ہوتا تو نہ تو آپ کو پہاڑ کھا جاتے اسی وجہ سے پہلے انھوں نے اس سرچشمہ مخالفت کو سہولت سے ترہیب سے ترغیب سے ہر طرح سے بند کرانے کی سعی کی اور جب اس طرح کامیابی نہ ہوئی تو گوناگوں اذیتیں دینی راہ میں کانٹے بچھانے کا بہانہ دینی غنڈوں کو پیچھے لگانا شروع کردیا۔ اور اس کے بعد تو ایک طوفان برپا ہوگیا بلا آگیا بند ٹوٹ گیا اور سب آخر میں قتل کا فیصلہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارے بت سرنگوں ہوگئے اور کامرانی کا تاج آپ ہی کے سر پر چمکا۔

سیرۃ عمرو بن العاص

مشہور مجاہد و صحابی حضرت عمرو بن العاص کے مستند حالات اور فاتح مصر کی ولولہ انگیز سوانح عمری، تاریخ مصر کے خصائص حضرت عمرو کا شاہ مصر سے مکالمہ بہت ہی تھوڑی سی فوج سے مصر فتح کرنا ازنفس ہائے رسیدہ زود خود آپ کے انصاف کے کارنامے علماء و مجاہد کے لئے اکتشافات خلوص و ایثار کے واقعات پڑھ کر اب بھی ہر حرارت ایمان حاصل کر سکتے ہیں اسلم اجیراجپوری کی تالیف ہے اور جامعہ ملیہ دہلی کا بہترین انتخاب ہے بہت ہی اعلیٰ چھپائی کاغذ قیمت عمر محصول ۷ر کل ہر

نامور خواتین عالم

جن خواتین نے اپنے حسن عالم سے بادشاہوں کی سلطنت تہ و بالا کردی اور جن نے اپنی بہادری سے تسخیر جہانداری کی دنیا پر کند کردی جنہوں نے دارفتہ حسن لوگوں کو مسحور کرکے بہار اپنی چاند سی صورت پر ڈالے اس کتاب میں ان خواتین کے حالات درج ہیں ان میں زبیدہ خاتون ام الخیر ... شاہ بیگم ... نور جہاں ... بلقیس ملکہ سبا ملکہ زنوبیہ وغیرہ مجلد قیمت ... ۱۲ محصول ۷ر

شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہوکر ہلاک ہوا یہ عظیم الشان ہستی وہ ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار مولانا محمد علی کہتی تھی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی اور ضرورت ہے اور رسول کے توسل سے محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خوبیاں کی اتباع کیجئے آپ پھر محمد علی کو زندہ کرلیا ... محمد علی کی لائف حیات جو ... اس کتاب میں محمد علی کے متعدد فوٹو ہیں اور بیت المقدس میں جنازہ کا فوٹو ... قیمت ... محصول ... کل ایک روپیہ

پانچ مقدس ہستیاں

نام ستہ اول: یعنی رسول کریم کی سوانح عمری عام زبان میں عجب انداز بیان ۹۲ صفحے۔ ۲۔ صدیق الرسول رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ۶۴ صفحے ۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی سوانح زندگی ... (۴) جامع القرآن ... حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں (۵) ... حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے حالات ... یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ... قیمت ۱۲ محصول ۹ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی و حمیدیہ پریس۔ دہلی

خاندان نبوت کی محصوری

مختصر یہ کہ قریش اپنے عروج پر تھے جتنی ان کی ستمگاریاں بڑھتی اور زیادہ ہوتی جاتی تھیں اتنی ہی استقامت وپامردی کا اظہار حضور رسالت مآب کی طرف سے ہوتا تھا سات سال کا طویل زمانہ منقضی ہوچکا تھا ستانے والے تھکے جاتے تھے اور ستائے جانے والے بڑھتے ہی جاتے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے اسلام کو فروغ حاصل ہو رہا تھا اسی فرزندان توحید نے حبش میں جاکر شاہ نجاشی کے دامن میں پناہ لی اور قریش اپنی انتہائی سعی وجہد اور دوڑ دھوپ کے باوجود انھیں وہاں سے نکلوانے میں کامیاب نہ ہوئے اور وہ وہاں پر راحت زندگی بسر کرنے لگے خاص مکہ کے چوٹی کے خاندانوں میں سے دو سرداران شجاع اور ممتاز اصحاب حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ اسلام لے آئے اس سے قریش کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا انھوں نے ایک جلسہ خصوصی منعقد کیا جس میں جملہ عمائدین قریش نے شرکت کی سب نے اپنی اپنی طرف سے اظہار رائے کیا۔ شیطنت واذیت رسانی کی جتنی ممکن تدابیر ہوسکتی تھیں سب پیش کی گئیں آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مار ڈالنے سے بہتر یہ ہے کہ خاندان نبوت کو قید ومحصور کر دیا جائے تمام تعلقات منقطع کرلئے جائیں محاصرہ شدت وسختی کے ساتھ قائم رکھا جائے دانہ اور پانی کا ایک قطرہ بھی ان تک نہ پہنچنے دیا جائے تاکہ سب کے سب وہیں تکالیف واذیت جوعی سے ختم ویرباد ہو جائیں اور اپنی موت آپ مرجائیں۔

قریش کا معاہدہ مخالفت

انتقام بنو ہاشم سے لینے کے لئے تدبیر یہ سوچی کہ اس سلسلہ میں تمام قبائل مکہ شرکت کریں چنانچہ ایک باہمی معاہدہ اسی جلسہ اور اسی صحبت میں مرتب ہوا اور اس کی اہم دفعات یہ قرار پائیں کہ خاندان نبوت سے کوئی ایک فرد واحد بھی قرابت وتعلق نہ رکھیگا، ان سے ملنا جلنا قطعی ترک کر دیا جائیگا امکانی سعی کریگا کہ ان تک خورد ونوش کا کوئی سامان نہ پہنچنے پائے ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز فروخت کی جائیگی اور نہ ان سے لی اور خریدی جائے گی غرض اس وقت تک پورا عدم تعاون برتا جائیگا جب تک کہ وہ برضا ورغبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے قریش کے حوالے نہ کر دیں (طبری) اس معاہدہ کی کتابت منصور بن عکرمہ نے کی اور اسے اسکی اہمیت کے اعتبار سے در کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا۔

ایام قید کے زہرہ گداز مصائب وآلام

شعب ابو طالب کے متعلق روایات مختلف ہیں کسی نے اسے پہاڑ کا ایک درہ بتایا ہے جو خاندان ہاشم کا موروثی تھا اور کسی نے اسے دامن کوہ کا ایک وسیع مکان لکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے بہرکیف اس معاہدہ کے بعد ابوطالب تمام خاندان کے ساتھ شعب ابوطالب میں پناہ گزین ہو گئے اور قریش نے فوراً ہی اس کے اردگرد نگراں کار مقرر کر دیئے اور حصار ڈال دیا نتیجہ یہ حالت تھی کہ خاندان کا ہر فرد شدید اذیت میں مبتلا تھا عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہوگیا تھا بچے گودوں میں بلکتے تھے اور عورتوں کی صورتوں پر حسرت برستی تھی اور مرد تصویر بیکسی بنے ہوئے تھے یہ زمانہ ایسا سخت اور قیامت خیز گذرا کہ لوگ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے حضرت سعد وقاص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا ہوا چمڑا ہاتھ آگیا میں نے اس کو پانی سے دھویا پھر آگ پر بھونا اور پانی میں ملا کر کھایا (روض الانف)

ابن سعد کی روایت ہے کہ بچے جب بھوک سے روتے تھے اور باہر تک آواز جاتی تھی تو قریش سن سنکر خوش ہوتے تھے لیکن یہ دلخراشی ایسی تھی کہ اثر کئے بغیر نہ رہتی تھی بعض رحمدلوں کو ترس بھی آتا تھا۔ ایک روز حضرت بی بی خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس بھیجے بدبخت ازل ابوجہل نے دیکھ لیا اور غلام سے چھین لینے کی کوشش کی ابھی اسی وقت اتفاقاً ابو البختری کسی طرف سے آنکلا یہ بھی کافر تھا مگر خاندان نبوت کی بیکسی نے اسکے قلب وجگر درد وغم سے لبریز کر دیا تھا ابوجہل سے کہنے لگا کہ ایک شخص اپنی پھوپی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔ چند دن نہیں چند مہینے نہیں مسلسل تین سال تک خاندان نبوت پر یہ حوصلہ فرسا اور روحانیت سوز مصائب جھیلتا اور سہتا رہا اور کوئی ایسی اذیت ومصیبت باقی نہیں رہی جو اہل قسم نے اس زمانہ قید ومحصوری میں برداشت نہ کی یہ محض اللہ کا فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی کہ ان ہجوم مصائب میں یہ خاندان زندہ رہ گیا۔

دریائے معاندت میں موافقت کی لہر

خدا خدا کرکے ابتلاء و اذیت کا زمانہ ختم ہوا۔ ابر رحمت ربانی گھر کر آیا اور دشمنوں ہی کے اندر دوست پیدا ہو گئے معاہدہ کرنے والوں ہی کی طرف سے شکستگی معاہدہ کی تحریک ہوئی، قبیلہ مخزوم کا ایک ممتاز شخص ہاشم خاندان بنی ہاشم سے قریبی رشتہ رکھتا تھا اسی لئے وہ چوری چھپے بنو ہاشم کو غلہ وغیرہ بھیجتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ عبد المطلب کے نواسے زبیر کے پاس گیا اور کہنے لگا زبیر! کیا تم اسے گوارا کرتے ہو کہ تم دونوں وقت شکم سیر ہو کر کھاؤ ہر قسم کا لطف اٹھاؤ اور تمہارے ماموں کو ایک دانہ نصیب نہ ہو۔ زبیر بولے مجبور ہوں اگر کوئی ایک شخص بھی میرا ساتھ دینے کے لئے ہوتا میں آج سے بہت پہلے اس معاہدہ کو چاک کر چکا ہوتا ہشام نے کہا یہ کیا کہتے ہو میں جو موجود ہوں چنانچہ دونوں مطعم بن عدی کے یہاں گئے زمعہ بن الاسود ابو البختری بن ہشام بھی کھڑے ہو گئے دوسرے روز چاروں نے حرم محترم میں جمع ہو کر کہا کہ والو کیا یہ انصاف ہے کہ ہم سب تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہوں اور بنو ہاشم کو جو ہمارے غیر نہیں اپنے ہی ہیں ایک دانہ بھی نصیب نہ ہو خدا کی قسم جب تک یہ معاہدہ چاک نہ ہوگا ہم دم نہ لیں گے شقی ازلی ابو جہل بولا کس کی مجال ہے جو اس معاہدہ کو ہاتھ لگا سکے زمعہ نے کہا تو جھوٹ بکتا ہے ہم تو پہلے ہی اس پر راضی نہ تھے مطعم نے فوراً ہاتھ بڑھا کر معاہدہ کو چاک کر دیا اس کے بعد عدی بن قیس زمعہ زبیر مطعم اور ابو البختری مسلح حالت میں گئے بنو ہاشم کو شعب سے نکال لائے اور اس طرح تین سال کی اس ہولناک اور حوصلہ فرسا مصیبت سے نجات ملی لیکن کیا اس استقلال اور عزیمت کی مثالیں دنیا میں مل سکتی ہیں کہ نہ صرف آپ بلکہ اپنے ساتھ خاندان کے تمام مرد و زن اور خورد و کلاں آماجگاہ مصائب بنے ہوں اور جبین ہمت پر شکن نہ آئے۔

مقبول عام حنفی خطبات دین محمدی

جو رمضان ۵۱ھ تک مولوی کے ذریعہ مزید چار سو مساجد میں پڑھے جانے لگے یہی وہ خطبات ہیں جنکے پڑھنے اور سننے پر علمائے سنت والجماعت متفق ہو گئے

کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبے ہیں پھر خطبے کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں خطبہ اور پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت ہی بڑی ضرورت رفع ہوگئی ورنہ جمعہ کا یہ عظیم الشان اجتماع عربی خطبوں سے ہمیشہ بیکار تھا اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں تاکہ جن ماہ میں پانچ جمعہ آئیں ان میں پانچوں پڑھے جائیں اور جن میں چار آئیں ان میں ایک کوئی سا خطبہ چھوڑ دیا جائے اور فاضل خطیب نے فضائل الشہور کے ساتھ ہی مسلمانوں کی مذہبی معاشرتی اقتصادی سیاسی وملی تمام ضروریات پر بہت ہی دلنشین انداز پر خطبات ترتیب کئے ہیں اور عوام کی ذہنی کیفیت کو ملحوظ رکھکر سادہ زبان [illegible] سے خطبات کو مکمل بنا دیا ہے تاکہ سامعین پر [illegible] غالب نہ ہو [illegible] سے تہی دست نہ جائیں پانچ سو اسی صفحہ کی ضخامت اصلی ڈھائی روپے عایتی مجلد چرمی صرف ڈیڑھ روپے محصولڈاک ۴ ارکا دو روپے چھ آنے

محرم الحرام
۱۔ توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت
۲۔ محرم کی فضیلت اور عاشورہ کے روزہ کا ثواب
۳۔ ایمان اور ارکان ایمان کا بیان
۴۔ نماز کی فرضیت تاکید اور اسکی فضیلت
۵۔ وضو طہارت فرضیت وفضیلت نماز۔

صفر المظفر
۱۔ توکل کا بیان اور یہ کہ سب کچھ مقدر ہے
۲۔ جھوٹ کی برائی اور سچائی کی خوبیاں اور [illegible]
۳۔ پیغمبر خدا کی فضیلت آپکی پرزور اطاعت
۴۔ حضور قلب کی نماز اور جماعت کی تاکید
۵۔ جمعہ کی فرضیت اور فضیلت [illegible]

ربیع الاول شریف
۱۔ ذکر حیات اور رسول کریم کی وفات کا بیان
۲۔ حضور کی ولادت با سعادت مجالس میلاد
۳۔ رسول کریم کی بعثت کا مقصد دنیا کی اصلاح
۴۔ رسول کریم کی ہجرت اور اسلامی فتوحات
۵۔ گناہوں کی مغفرت اور توبہ کی ضرورت

ربیع الثانی
۱۔ مرنے کے بعد کے حالات اور دنیا کا انجام
۲۔ عبادالصالحین اور غوث الاعظم کے حالات
۳۔ عیال کا نفقہ اور دینی تعلیم
۴۔ مسلمانوں کو تمام عیب جوئی بدگمانی کا بیان
۵۔ اسکی دی ہوئی مصیبت پر راضی ہونا

جمادی الاولیٰ
۱۔ رات کو عبادت اور سوتے وقت کا ذکر
۲۔ صبح وشام مذاکرات اور قصص اولیاء
۳۔ قرآن مجید کی تلاوت اور تسبیح کے اذکار
۴۔ اتباع شریعت کا لزوم اور دنیاوی زندگی
۵۔ آداب مساجد اور عمر عزیز کی قدر و قیمت

جمادی الثانی
۱۔ افعال ضروریہ اور کھانے پینے کے آداب
۲۔ عمر کی ناپائیداری اور جانور سے متعلق [illegible] کا بیان
۳۔ بے استطاعت احکام اسلامیہ کی پابندی
۴۔ کسی کے گھر جانے اور وہاں سے آنے کے آداب
۵۔ بعض منتوں کا ذکر جن کا ترک معصیت کا موجب

رجب المرجب
۱۔ رات کو سونے اور خواب کے بیانات
۲۔ قرآن مجید سے بیمار پرسی و تعزیت
۳۔ بازار میں جانے کے آداب و تزئین لباس
۴۔ نماز کے فضائل اور معراج کا بیان
۵۔ آداب زیارت صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ

شعبان
۱۔ مومن متقی اور کافر و بے دین کی خصلتیں
۲۔ آخرت کے بلند درجے اعمال صالحہ سے ملتے ہیں
۳۔ اللہ کے نزدیک متقین کے درجے اور رتبے
۴۔ موت کی تکلیف اور برزخ کے حالات
۵۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر [illegible] رہنا

رمضان المبارک
۱۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت وفضیلت
۲۔ روزوں کے آداب اور رمضان کے مسائل
۳۔ رمضان کی عبادتوں کی تواب [illegible]
۴۔ لیلۃ القدر اعتکاف اور دوزخ سے چھٹکارا
۵۔ رمضان کے روزوں میں گناہوں کی معافی

شوال المکرم
۱۔ عید الفطر کا خاص خطبہ [illegible]
۲۔ [illegible] اور فاسقوں کا ذکر
۳۔ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا بیان، [illegible]
۴۔ انسان کی سعادت و دانائی
۵۔ آخرت کا کھٹکا ہر وقت رہنا چاہیے

ذیقعدہ
۱۔ اللہ کی خلوت ہر کام اور مکان میں ہو سکتی ہے
۲۔ ہر گھڑی مرنا باعث عبرت ہے
۳۔ نفس کا محاسبہ اور گناہوں سے اجتناب
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]

ذی الحجہ
۱۔ عشرہ ذی الحجہ کی [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ عید الاضحی کا خطبہ [illegible]
۴۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر
۵۔ [illegible]

ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی دہلی

صعوبت زار طائف

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب جیسے با اثر اور پشت پناہ بزرگ کی وفات کے بعد تو گویا مظالم و جور کے چڑھے ہوئے دریا کا بند ٹوٹ گیا اور ایک سیلاب بلا امنڈ آیا اب خاندان میں کوئی ایسا بھی نہ رہا تھا کفار کو جس کا پاس ہوتا اور جس کے لحاظ سے ان کے جور و تعدی میں کچھ تو رنج بیدا ہوتی انہوں نے دل کھول کر مظالم شروع کئے اور یہ حالت ہو گئی کہ اب تو سڑکوں پر گلیوں میں اور گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو گیا، گھر سے قدم نکالا اور غنڈے پیچھے لگ گئے کوئی مغلظ گالیاں دینے لگا کسی نے چھت پر سے کوڑا پھینکدیا اور کوئی راستہ روک کر لڑنے مرنے کو کھڑا ہو گیا جدہر جاتے لوگ ایذا رسانی کو تیار رہتے چنانچہ آپ مکہ کے مسلمان کو اپنے لئے بالکل تنگ پاکر یہ ارادہ کیا کہ طائف پہنچکر طائف والوں کو دعوت اسلام دی جائے اس زمانہ میں شہرت کے اعتبار سے طائف مکہ کا مدمقابل تھا اور دولتمندی میں تو مکہ سے بھی بڑھا ہوا تھا سرسبز و شاداب مقام تھا جہاں ہر قسم کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی اور جہاں بڑے بڑے ارباب جاہ اور صاحب ثروت لوگ رہتے تھے ان میں عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا جس میں تین بھائی تھے اور تینوں بہت بڑا اقتدار رکھتے تھے۔

ایک کا نام عبد یالیل دوسرے کا مسعود اور تیسرے کا حبیب تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ پہلے انہی کے پاس چلنا چاہیے اور انہی کو دعوت اسلام دینی چاہیے اگر یہ مسلمان ہو گئے تو آیندہ کے لئے راہیں صاف ہو جائینگی اور پھر ان کی اعانت و حمایت سے دعوت اسلام کا کام ترقی کر جائیگا چنانچہ آپ ان کے پاس پہنچے اور انھیں اسلام کی دعوت دی اللہ کا پیغام پہنچایا لیکن انہوں نے نہ صرف نہ مانا بلکہ افسوسناک جواب دیا جو عہد نبوت کا ایک نہایت عبرت انگیز باب ہے یہ غرور و نخوت میں مست تھے جب دنیا نے انھیں اندھا کر رکھا تھا اور تکبر و رعونت نے مستقبل کی طرف سے ان کی آنکھیں بالکل بند کر رکھی تھیں ان میں سے ایک نے نہایت تلخی کے ساتھ جواب دیا کہ اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو گویا وہ خود اپنا پردہ چاک کر رہا ہے دوسرے صاحب کہنے لگے کیا اللہ کو پیغمبری و رسالت کے لئے تیرے سوا اور کوئی نہ مل سکتا تھا۔ تیسرے صاحب ذرا بوجھ بجھکڑ اور منطقی واقع ہوئے تھے کیا فرماتے ہیں میں بہرکیف تجھ سے بات بھی نہیں کرنی چاہتا اس لئے کہ اگر تو سچا ہے تو تجھ سے بات کرنا خلاف ادب ہے اور جھوٹا ہے تو اس قابل ہی نہیں کہ تجھ سے گفتگو کی جائے۔ صرف اسی ایک واقعہ سے طائف والوں کی ذہنیت کا اندازہ ہو سکتا ہے لیکن نہیں انھوں نے تو بیک زقند کفر و شقاوت کی جملہ منازل طے کرلیں اور صرف اسی نوع کی بیہودہ گفتگو ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ بازاریوں اور شہدوں کو ابھار دیا شہدے اور پھر ایک مالدار اور فارغ البال شہر کے شہدے پناہ بخدا پیچھے پڑ گئے اور کتوں کی طرح بھونکنے اور کاٹنے لگے۔ ہر طرف سے طائف کے غنڈے اوباش شہدے لفنگے اور شر انگیز عناصر ٹوٹ پڑے اور اس فخر عالم و عالمیان ذات قدسی کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ زمین تھرا گئی اور قساوت و جہالت کی جتنی عریاں تصویریں آسکتی تھیں سب یک بیک سامنے آگئیں۔

یہ مجمع اور یہ ہجوم دو رویہ صف باندھکر کھڑا ہو گیا اور اس منظم غنڈہ پن نے اپنی شیطنت کاریوں کا باقاعدہ مظاہرہ شروع کر دیا جب آپ ادہر سے گذرے تو ان شیاطین نے تاک تاک کر آپ کے پتھر مارنے شروع کئے اور اتنے پتھر مارے کہ آپ کی پنڈلیوں، ٹخنوں اور گھٹنوں سے خون بہنے لگا اتنا بہا کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں جب پتھروں کی ضربات سے آپ کی طاقت رفتار نے جواب دیدیا تو آپ بیٹھ گئے لیکن جب شیاطین نے بازو پکڑکر آپ کو پھر کھڑا کر دیا اور دوبارہ پتھر مارنے شروع کئے بار بار یہی ہوتا آپ دفور اذیت سے بیٹھ جاتے اور یہ لوگ کھڑا کر دیتے اور پھر سنگباری شروع ہو جاتی نہ صرف یہ کہ پتھر برساتے بلکہ گالیاں بھی دیتے ہنستے اور تالیاں بجاتے۔ آخر آپ نے بدشواری تمام ایک باغ کے اندر انگور کی ٹٹیوں کی آڑ میں پناہ لی جس کا مالک عتبہ بن ربیعہ کفر کے باوجود فطرتاً نیک نفس اور شریف الطبع واقع ہوا تھا اس کا دل آپ کی اس مجروح اور بیکسانہ حالت کو دیکھکر بہت متاثر ہوا آپکو شدت کی پیاس لگی ہوئی تھی اور بھوک کا بھی غلبہ تھا اس نے اسی وقت اپنے غلام عداس کے ہاتھ ایک انگور کا خوشہ کشتی میں رکھکر بھیجا اس سفر میں زید بن حارث بھی آپ کے ساتھ تھے سر ولیم میور صاحب کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زور اعتقاد اور اعتماد علی النفس کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ تمام ناکامیابیوں کے باوجود تنہا ایک مخالف شہر میں گئے اور فریضہ تبلیغ ادا کیا۔

اس ظلم و استبداد کے باوجود آپ نے ان ظالموں کے لئے بد دعا نہ کی بار بار یہی دعا کرتے تھے یا اللہ تو انھیں ہدایت دے ان کے قصور معاف کر یہ نادان ہیں اور مجھے سمجھتے نہیں کیا بنی نوع انسان میں اس شفقت کی کوئی مثال بھی مل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ طائف سے آپ نخلہ چلے آئے یہاں چند روز قیام کیا اس کے بعد مکہ میں مطعم بن عدی کی پناہ میں تشریف لائے

تبلیغ دین کیلئے جدوجہد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حوصلہ مند، اولوالعزم، باہمت، سرگرم، مستعد اور پرجوش انسان تھے، مقصد سے والہانہ عشق تھا ارادہ اتنا قوی و مضبوط تھا کہ جس کام کا عزم کر لیتے تھے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جانے مگر آپ نہ ہٹتے تھے اور چٹان کی طرح اپنی جگہ اسی شان یکتائی اور آن بان کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔ شعب ابوطالب میں مسلسل اور متواتر تین سال تک آپ نے کیسے کیسے حوصلہ فرسا مصائب برداشت کئے۔ اپنی آنکھوں سے بچوں کو بلکتے آفت زدہ عورتوں کو اذیت مصوری اٹھاتے اپنے بزرگ اور شفیق چچا کو تکلیف والم کا آماجگاہ بنتے اور اپنے خاندان والوں کو فاقہ زدگی کے عالم میں تڑپتے دیکھا مگر آپ کے قدم ثبات کو ان ہمت شکن اور عزم سوز مناظر نے کبھی ایک سمہ کے لئے متزلزل نہ کیا آپ نے اپنی کھلی آنکھوں اپنے بلال، اپنے صہیب اور اپنے خباب کو گرم بالو پر لٹائے جاتے شہر کے گلی کوچوں میں گھسیٹے، دہکتے ہوئے انگاروں پر کروٹیں بدلتے دیکھا لیکن آپ کی جبین ہمت پر ایک شکن بھی نہ آئی کفار قریش نے خود ذات قدسی پر مظالم کی انتہا کر دی ذلتوں اور اذیت رسانیوں کی تمام امکانی تدابیر ختم کر دیں، تمسخر کیا، مذاق اڑایا، پھبتیاں چست کیں آوازے کسے راستے بند کئے برہنہ تلواریں لے لیکر چڑھ آئے گلے میں چادریں لپیٹ لپیٹ کر کھینچا گیا۔ گردن پر نماز پڑھتے میں اونٹ کا گراں وزن اوجھ لاکر رکھا۔ بارہا چیتے اور برسے نوکرے بھر بھر کر آپ پر کوڑے پھینکے سنگباریاں ہوئیں اور اس شدت کی ہوئیں کہ لہو لہان ہو ہو گئے، طاقت جسمانی نے جواب دیا۔ پاچلنا اور قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا مکہ میں قیام کے تمام ذرائع مسدود ہو گئے بچہ بچہ جان کا لاگو اور زندگی کا معاند ہو گیا قتل و نہب کی صد ہزار سازشیں کھڑی ہو گئیں۔

شیفتگی مقصد کا حیرت افروز مظاہرہ

آپ جانتے تھے کہ اگر محض ایک تبلیغ اسلام سے دستکشی اختیار کر لی جائے تو نہ صرف یہ کہ ایک آن واحد میں تمام مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے بلکہ جملہ عیش اور اعزاز بھی میسر ہو سکتے ہیں کیونکہ کفار کی طرف سے عتبہ یہ پیغام دے چکا تھا کہ بڑے تمالے میں شادی مکہ کی حکومت اور دولت سے دنیوی ترقی

چیزوں کی ضرورت و آرزو ہو تو لیجئے۔ لیکن ہمارے بتوں کی مذمت سے اجتناب کیجئے۔ یہ آپ کے استقلال و مستعدانہ جدوجہد کی ایک عظیم الشان فتح تھی سب کچھ ہوا مگر آپ کو مقصد سے شیفتگی حاصل تھی آپ برابر اپنے ارادہ پر قائم رہے بلکہ ہر مانع کار آپ کے رہوار ہمت کے لئے مہمیز ثابت ہوتا رہا مکہ کے بعد آپ نے طائف کا رخ کیا اور اس کے بعد قبائل کی طرف دورہ شروع کر دیا۔

میلوں میں تبلیغ اسلام

آپ کا یہ شعار عمل ہو گیا تھا کہ حج کے ایام میں جو عظیم الشان اجتماع ہوتا تھا اور قبائل عرب ہر طرف سے آ آکر اکٹھے ہوتے تھے آپ خود بہ نفس نفیس ان کے پاس پہنچتے اور تبلیغ اسلام فرماتے اسی طرح عرب میں بہت سے ایسے مقامات بھی تھے جہاں بہ اوقات مختلف بڑے بڑے میلے لگتے تھے ان میں دور دور کے قبائل آتے تھے آپ ان اجتماعات سے فائدہ اٹھاتے اور دعوت اسلام کی تبلیغ کرتے۔

عرب میں عکاظ کے میلے کو خاص شہرت حاصل تھی۔ آپ ہر سال اس میلے میں شریک ہوتے۔

آپ کی یہ سرگرمی عمل دشمنان دین و ملت کے غضب شدید کی باعث بن گئی اور کفار نے عزم کر لیا کہ ان سے جہانتک ممکن ہو سکے آپ کو ستائیں اور اتنا ستائیں کہ آپ مجبور ہو کر اور تھک کر اس جدوجہد سے باز آجائیں چنانچہ انہوں نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھانے اور تمہ پر لڑکے پیچھے لگانے شروع کر دیئے اور گوناگوں طریق پر ستانے لگے آپ جب کسی اجتماع کے موقعہ پر جاتے تو بدبخت ابولہب آپکے پیچھے ہوتا۔ آپ تقریر کرتے تبلیغ فرماتے تو یہ برابر کہتا جاتا کہ یہ جھوٹ بکتا ہے ایک دفعہ آپ تبلیغ کے لئے بازار ذوالمجاز میں گئے اور ایک بڑے مجمع میں سب لوگوں سے کہنے لگے کہ لا الہ الا اللہ کہو آپ تبلیغ میں مصروف تھے اور ابوجہل آپ پر برابر خاک پھینکتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ لوگو اس کے فریب میں نہ آنا دھوکہ نہ کھانا یہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزیٰ کی پوجا ترک کر دو اور گمراہ ہو جاؤ۔

مدینہ میں نور اسلام کی روشنی

اس کے بعد آپ نے قبائل اوس و خزرج میں تبلیغ

شروع کی جب یہ لوگ حج بیت اللہ کے لئے مدینہ سے آتے تو آپ ان کے پاس جاتے اور دعوت اسلام دیتے یہ آپ کی سرگرمی و جدوجہد ہی کا نتیجہ تھا کہ دو سال کے اندر ہی اندر مدینہ میں بھی اسلام نے قدم جما دیئے ایک طرف حبش تک اور دوسری طرف مدینہ تک اسلامی ہنگامے پیدا ہونے لگے اور مدینہ میں پہنچنے کے بعد تو اطراف کے قبائل بھی اسلام کے سامنے جھک گئے اس کے بعد جوں جوں آپ کے اقتدار کو وسعت ہوتی گئی غزوہ احزاب کی روح فرسا ساعتوں کے گذرنے کے بعد آپ نے اپنی مساعی کا سلسلہ تیز سے تیز تر کر دیا سلاطین عالم کو تبلیغی خطوط لکھے سرایا بھیجنے شروع کئے۔ فتح خیبر نے یہود کا اور فتح مکہ نے قریش کا زور توڑ دیا اسلام کے ان دو قوی اور خوفناک دشمنوں کی دیواروں کا ہٹنا تھا کہ اسلام کی رفتار میں از خود سرعت پیدا ہو گئی اور بڑی عافیت سوز مساعی اور انتہائی حوصلہ فرسا جدوجہد کے بعد یہ حالت پیدا ہو گئی کہ قبائل کی فوجوں کی فوجیں مدینے آنے اور اسلام قبول کرنے لگیں اور اللہ نے جو کام آپ کے سپرد کیا تھا تئیس برس کے ایک قلیل وقفہ مدت میں آپ اسے پورا کر کے رہگزائے عالم بقا ہوئے۔

ساوتری

ایک ہندو خاتون کی تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ اجودھیا کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزار ہا مصیبتیں برداشت کر کے اور بادجودیکہ بوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور بمعصر معارف و الجمعیۃ نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت ۶ / محصول ۶ / کل ۱۲ /

پرنسپل خالدہ

جنہوں نے پورے بچاس پنڈتوں اور وہ بھی آریوں سے مباحثہ کیا بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور میلادی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو اسلم مولانا حسن الدین خاں کوشش نے بطرز رسالہ وجواب دو سو صفحات میں سارا مباحثہ قلمبند کیا ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے۔ قیمت رعایتی ۱۰ / محصول ۶ /

بیگمات شاہان اودھ

مغلیہ خاندان کی عشرت زائیاں تو کمال پر تھیں لیکن شاہان اودھ نے بھی اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں کی اس میں چند نازنینان لکھنؤ کے حالات ہیں جنہوں نے اپنی حسن صورت کی بدولت محلسرائے شاہی میں باریابی پائی اور اپنی چاند سی صورت کے بچاری شاہان اودھ کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر کیا اس کتاب کے ذریعہ محلات شاہی کی عشرت انگیزیاں عیاں ہوتی ہیں اور لکھنؤ کی تمدنی معاشرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہت دلچسپ کتاب ہے اس کا نام ہوتی ہے۔ قیمت دس آنے محصول ۶ کل ایک روپیہ۔

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ حضرت امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع شریٰ لباس بشکار ذبح جہاد دینی قوانین زراعت تجارت حکومت صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت مجلد عہ محصول دس آنے۔

بہشتی زیور کامل

مجلد جرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں گیارہ حصے میں حصہ الف بے اور کچھ عقائد حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی۔ حصہ چہارم طلاق و نکاح مہر خلع عدت وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب و اخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج حفظ دنیاوی ہدایتیں۔ حصہ ۱۱ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۴۰ وصفحات قیمت اصلی ۱۲ ہے رعایتی مجلد جرمی صرف دو روپے۔ محصول عہ کل تین روپے۔

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین نیز یہ معلوم ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی بڑی بڑی مشکلات معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرض نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے بڑے بڑے مسئلوں سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ یہ ایڈیشن مصنف مدوح نے بڑی تمام اغلاط سے پاک کر کے چھپوایا ہے۔ نماز کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو ۲۵۶ صفحے قیمت ۱۰ / محصول ۶ /

نماز عاشقان

ان نمازیوں سے مختلف ہے جو خالی نماز ہی پڑھتے ہیں عاشقوں کی نماز یہ ہے کہ معشوق کو سجدوں کے ساتھ مناجاتیں بھی کرتے ہیں اور دعائے مقبول کی دعائیں ہر نماز کے بعد پڑھتے ہیں یہ عارف باللہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی مرتبہ مناجاتوں کی کتاب ہے جس میں ہر روز ہر نماز کے لئے مخصوص عربی دعائیں مع اردو مناجاتیں ہیں عاشقان پاک ہر نماز کے بعد اس کا ورد فرما کر انتہائی لذت حاصل کرتے ہیں ۔

یہ مرتبہ بلند ملا جسکو مل گیا

مجلد کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ / محصول ۶ / کل ایک روپیہ ۔ (عہ /)

نماز کے علمی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فائدے پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز اچھے انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پیدا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں یہ ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائدہ المرام نصیب ہوتی ہے ایک جید اور عالم کی عربی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے قیمت ۶ / محصول ۶ / کل ۱۲ /

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

غمِ شفیق اور محسنِ حیات کا انتقال

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ تو آپ کی ولادت سے پیشتر ہی مدینہ میں انتقال کر چکے تھے اور ابھی پورے چھ سال کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ شفیق ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تھا اس پر آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو اپنے دامنِ تربیت میں لے لیا اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے عبدالمطلب آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے لیکن دو برس ہی اس گلزارِ شفقت و محبت کے صحن میں کھیلنے پائے تھے کہ بزرگ دادا نے بھی ۸۲ سال کی عمر میں انتقال کیا آپ کی عمر ہی کیا تھی صرف آٹھ سال کے تھے مگر فرطِ محبت سے آپ کی آنکھیں اشک فشاں تھیں جنازہ کے ساتھ تھے اور روتے جاتے تھے اسی وقت دیکھنے والے بھی اس یتیم و بے سہارا کی قسمت پر افسوس کرتے تھے جسے اس کمسنی میں یہ پیہم صدمات برداشت کرنے پڑ رہے تھے عبدالمطلب کے انتقال نے ا بنو ہاشم کے رتبہ امتیاز کو بھی دفعتہً گھٹا دیا اور ریاست حرب بن امیہ کے ہاتھ لگی چونکہ عبدالمطلب کے اپنے ہونہار اور سعید الفطرت پوتے کے ساتھ حد درجہ موانست تھی اس لئے مرتے وقت بھی نہ بھولے اور اپنے بیٹے ابوطالب کو بلا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا کہ میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

ابوطالب نے اس فرض کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا وہ آپ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ آپ کے مقابلہ میں اپنے بچوں کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ سوتے تو آپ کو ساتھ لیکر سوتے اور باہر جاتے تو ساتھ لیکر جاتے کوئی تمیز نہ کر سکتا تھا کہ ابوطالب چچا ہیں یا باپ دنیا میں ایسی محبت کی بہت کم مثالیں مل سکتی ہیں جو اس نیز مزاج نے اپنے اس مایۂ ناز بھتیجے کے ساتھ روا رکھی۔ بن ماں باپ کے بچے انکے باپ نے سوائے چند اونٹوں کچھ بکریوں اور ایک لونڈی ام ایمن کے سوا اور کوئی بڑا اثاثہ ترکہ میں بھی نہ چھوڑا تھا۔ (ابن ہشام)

کسی قدر لاپرواہی بھی برتی جاتی تو تعجب نہ تھا لیکن ابوطالب نے تو باپ کی طرح محبت کی اور بیٹوں کی طرح پرورش کیا۔ ایک دفعہ جب ابوطالب مالِ تجارت لیکر شام روانہ ہونے لگے تو اس وقت آپ کی عمر صرف بارہ سال کی تھی آپ نے بچوں کی طرح ضد کی کہ چچا جان میں تو آپ کے ساتھ ہی جاؤں گا اور دامن سے لپٹ گئے ابوطالب لے جانا مناسب نہ سمجھتے تھے لیکن یکایک محبت نے جوش مارا پیار کیا اور ساتھ میں لے لیا اسی سفر میں جب ابوطالب بصریٰ میں پہنچے تو بحیرا راہب کی خانقاہ میں اترے جو روحانی اعتبار سے صاحبِ کمال تھا اور جس نے دیکھتے ہی آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ "سید المرسلین" ہیں۔ ابوطالب تو خاموش رہے لوگوں نے پوچھا تم نے کیونکر جانا کہ یہ سید المرسلین ہیں اس نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب تم لوگ پہاڑ سے اترے ہو تو جتنے پتھر اور درخت تھے سب سجدہ کے لئے جھک گئے۔

ابوطالب کی جان نثارانہ محبتیں

ابوطالب کو پہلے ہی اپنے اس جلیل القدر بھتیجے سے بدرجہ غایت محبت تھی یہ سنکر اور مسرور ہوئے اس کے بعد عمر بڑھنے کے ساتھ آپ کی صدق و دیانت پاکبازی و امانت سعادتمندی و لیاقت ابوطالب کی مسرتوں میں اضافہ کرتی رہی اور نصب حجرِ اسود کے واقعہ نے تو ابوطالب کا سر تفاخر بلند کر دیا اور محبت کے ساتھ وہ آپ کو عزت کی نگاہ سے بھی دیکھنے لگے جب سفر کا ارادہ کرتے آپ کو ساتھ لیجاتے اور جملہ اہم امور میں آپ سے مشورہ لیتے۔ حضرت خدیجہ کے ساتھ تزویج کے موقع پر خطبہ نکاح بھی ابوطالب ہی نے پڑھا تھا اور ابتدائی تین سال کے دوران میں درہ کوہ کے اندر ابوطالب نے جب آپ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اور اس عہدِ بد دین کے متعلق استفسار کیا ہے تو آپ کے جواب پر فرمانے لگے کہ تم کوئی پرواہ نہ کرو اور شوق سے اپنے کام میں مصروف رہو میں تمہارا حامی ہوں علانیہ تبلیغ کے آغاز میں عمائدین قریش کی وفد برگشتہ سفارتیں ابوطالب کے پاس آئیں لیکن انھوں نے رسول اکرم سے صاف کہہ دیا کہ جاؤ اپنا کام کئے جاؤ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابوطالب نے اپنا تمام کاروبار تباہ کر لیا آپ ہی کی خاطر تین سال تک قید و محصوری کی عافیت سوز اور ہوشربا مصیبتیں جھیلیں مگر کسی وقت بھی ان کے جبینِ تحمل پر شکن پیدا نہ ہوئی۔

حضرت خدیجہ کی غمگساریاں

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی خدیجہؓ کی غمگساریاں ہمدردیاں اور خدمات نہایت اہم تھیں جنہوں نے اپنا اثر اپنی وقت

اور اپنا کاروبار سب کچھ آپ پر نثار کردیا کسی ایک موقعہ پر ایک ثانیہ کے لئے بھی انہوں نے آپ کی خدمت میں کوتاہی نہ کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتی رہیں بڑی بڑی مصیبتوں میں ڈہارس بندہاتی حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اس دور ابتلاء میں ابوطالب اور حضرت خدیجہ کی ذات گرامی سے بڑی ہمت تہی اور ان کے اثر سے کفار بھی ایک حد تک دبے رہتے تھے اور کسی کی جرات نہ ہوتی تہی جو آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر ہی دیکھ سکے۔

شعب ابوطالب کے ہولناک مصائب سے نجات و رستگاری حاصل ہوئے ہنوز چند روز ہی ہوئے تھے اور کفار کے مظالم کا سیلاب تہما ہی تھا کہ کچھ ہی دن کے فصل سے ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضہ دونوں کا انتقال ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ ابوطالب جیسے جان نثار چچا اور حضرت خدیجہ جیسی غمگسار بیوی کے انتقال نے آپ کے قلب کو پاش پاش کردیا ہوگا یہی ہوا اور فی الحقیقت آپ کو شدید رنج پہنچا اسی لئے تاریخ میں یہ سال عام الحزن کے نام سے مشہور ہے۔ ابوطالب کی وفات کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا آخری وقت پر تو کلمۂ توحید پڑھ لیجئے کہ خدا کے سامنے آپ کے ایمان کی شہادت دے سکوں۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ دونوں موجود تھے کہنے لگے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ ابوطالب بولے میں کلمہ پڑھ لیتا مگر قریش کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا اچھو میں عبدالمطلب ہی کے دین پر مرتا ہوں آپ نے فرمایا خیر میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کروں گا جب تک کہ خدا مجھکو اس سے منع نہ کردے

لیکن ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ابوطالب نے بآہستگی کلمہ پڑھ لیا تھا بہر کیف ابوطالب کے اسلام کے متعلق اختلاف ہے۔ لیکن امید تو یہی ہے کہ آپ نے رسول کریم کے لئے جو جاں نثاریاں کیں اور آپ کی محبت میں تمام عرب کو دشمن بنالیا یہ ضایع نہ جائیں گی۔

ایک دفعہ ابوطالب کی عیادت کو جو آپ تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگے مد بھتیجے جس خدا نے تجھکو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا نہیں مانگتا کہ مجھکو اچھا کردے۔ جب ابوطالب دعا سے اچھے ہوگئے تو کہنے لگے خدا تو تیرا کہنا مانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ خدا کا کہنا مانیں تو وہ بھی آپ کا کہنا مانے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض وسنن واجبات ومستحبات یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الہی کی نماز کیسی ہوتی تہی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے:-

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ پڑھنے والا بہت ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے کھڑے ہوجاتے ہیں یہ کتاب پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت صرف ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا شوق بڑھے گا اور خدا کے عذابوں سے دل لرزاں ہو تو نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے عورتوں کو پڑھائیے بڑے بوڑھوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین ودنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں بتائے ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھتے ہیں قیمت ۶ر

یہ سب کتابیں اگر آپ یکساتھ منگائینگے تو مجلد ملیں گی اور جلد کی قیمت بھی نہیں لی جائیگی قیمت پانچوں کتابیں مجلد عہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ہجرت حبشہ

فرزندان توحید پر مصائب ونوائب کا ایک طوفان امنڈا ہوا تھا ظلم وستم کی بجلیاں تڑپ رہی تھیں جور وتعدی کی گھٹائیں جھوم جھوم کر برس رہی تھیں وہ سب کچھ برداشت کر سکتے تھے لیکن مکہ میں رہ کر فرائض اسلام کا آزادی کے ساتھ ادا نہ ہونا ان پر بہت شاق گذرتا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ حرم کعبہ میں کوئی بلند آواز سے قرآن کریم بھی نہ پڑھ سکتا تھا یہ حالت تھی کہ عبد اللہ بن مسعودؓ اسلام لائے اور انھوں نے جوش مذہبی سے بیتاب ہوکر حرم میں بلند آواز سے قرآن پڑھنے کا عزم کیا تو لوگوں نے منع کیا مگر یہ باز نہ آئے حرم میں گئے اور مقام ابراہیمؑ کے پاس کھڑے ہوکر سورہ رحمٰن پڑھنی شروع کی کفار ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے گو انھوں نے جہاں تک پڑھنا تھا پڑھکر دم لیا مگر منہ پر برابر طمانچے پڑتے رہے اور چہرہ پر زخم پڑ گئے اور تو اور حضرت ابوبکرؓ جیسے صاحب جاہ واقتدار بھی بلند آواز سے قرآن نہ پڑھ سکتے تھے اور اس بنا پر ایک دفعہ ہجرت پر آمادہ ہو گئے تھے (بخاری)

ان وجوہ کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فداکاران اسلام کو حبش کی طرف ہجرت کر جانے کی ہدایت کی حبش وہ ملک تھا جہاں قریش کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی اور یہاں کے فرمانروا النجاشی کے عدل وانصاف کی عام شہرت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایما سے پہلے گیارہ مرد اور چار عورتیں عازم حبش ہوئیں حضرت عثمانؓ اپنی زوجہ محترمہ حضرت بی بی رقیہؓ سمیت روانہ ہوئے۔ ابو حذیفہ کا والد عتبہ قریش کا مشہور سردار تھا لیکن اس کی کفر کی شدت کی وجہ سے ان کو گھر چھوڑنا پڑا ان کے ساتھ بھی ان کی اہلیہ سہلہ تھیں۔ ان کے علاوہ ذیل کے حضرات بھی حبش گئے۔ زبیر بن العوام۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی مصعب بن عمیر۔ ہاشم کے پوتے عبد الرحمن بن عوف۔ رسول کریم کے ننہالی رشتہ دار قبیلہ زہرہ کے چشم وچراغ اور مشہور صحابی جو عشرہ مبشرہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابو سلمہ مخزومی مع اپنی زوجہ ام سلمہ کے۔ یہ ام سلمہ وہ بزرگ خاتون ہیں جن کا عقد بیوگی کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔

عثمان بن مظعون جمحی مشہور صحابی۔ ابو سبرہ بن ابی رہم۔ ان کی ماں برہ رسول کریمؐ کی پھوپھی تھیں۔ سہیل بن بیضا عبد اللہ بن مسعود مجتہد حنفی مذہب میں شامل اور مشہور صحابی ہیں حاطب بن عمرو مشہور صحابی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ عامر بن ربیعہ بدر میں شریک تھے بعد کو بعہد خلافت عثمانی مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ لیلیٰ زوجہ عامرؓ۔

قریش کا تعاقب

یہ ہجرت ۵ نبوی میں ہوئی یہ محض حسن اتفاق نہیں فضل ایزدی تھا کہ اس وقت حبش جانے کے لئے دو تجارتی جہاز بندرگاہ پر کھڑے ہوئے تھے جہاز والوں نے صرف پانچ درہم فی کس کرایہ پر انھیں سوار کر لیا قریش نے خبر پاتے ہی تعاقب میں بندرگاہ تک گئے لیکن جہاز کے لنگر اٹھ چکے تھے (طبری)

فہرست مہاجرین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بڑے بڑے مشہور اور صاحب اقتدار لوگ شامل تھے بنو امیہ کا اقتدار اس وقت مکہ پر محیط تھا اور حضرت عثمانؓ نہ صرف یہ کہ اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے بلکہ بہت بڑے دولتمند بھی تھے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف اور ابو سبرہ بڑے ذی شان بزرگ تھے اور زبیرؓ ومصعبؓ خود خاندان ہاشمی کے رکن تھے اس سے بیک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ قریش کے شکار ظلم صرف بلالؓ وصہیبؓ وعمارؓ ہی جیسے لوگ نہ تھے بلکہ بڑے بڑے خاندان والے ان کے سہام ستم کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مہاجرین میں بہت کم بزرگ غریب طبقہ کے تھے اس کی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان عسرت زدہ لوگوں کی استطاعت ہی نہ تھی کہ اتنا بڑا سفر اختیار کریں۔

فضائے حبش میں عندلیب توحید کی نغمہ سرائی

نجاشی کی نیکدلی ان غریب الوطن افراد کے لئے سایۂ عاطفت بن گئی اور یہ سب حبش پہنچکر امن وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔ لیکن دشمن نہ سونے دیتے قریش مار سر کوفتہ کی طرح پیچ وتاب کھا رہے تھے جلتے بھنتے رہے تھے آخر ان کی شقاوت وبے بسی آزاری ایک سفارت بھیجے جانے کی تجویز میں نمودار ہوئی ان کی طرف سے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ فرائض سفارت کی انجام دہی کے لئے منتخب ہوئے انھوں نے دربار نجاشی کے لئے قیمتی بیش بہا تحفے لئے نہایت شان کے ساتھ عازم حبش ہوئے پہلے امرائے دربار کو تحفے اور ہدیے دے کر ہموار بنانے کے لئے درباریوں سے ملے اور

پادریوں سے ملاقاتیں کیں نذریں پیش کیں اور کہا کہ ہمارے شہر کے چند نادانوں نے ایک جدید مذہب اختیار کر لیا ہے جس کی بنا پر ہم نے جو انھیں سخت پکڑا تو وہ آپ کے ملک میں بھاگ کر آگئے۔ کل ہم فرمانروائے حبش کے سامنے ان کے اخراج کے متعلق جو درخواست پیش کرنے والے ہیں آپ اس میں ہماری تائید کریں۔

چنانچہ دوسرے روز سفرائے قریش نے دربار نجاشی میں باریاب ہو کر درخواست پیش کی کہ ہمارے مجرم ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔ امرائے دربار اور پادریوں کو تو پہلے ہی ہموار کر لیا گیا تھا ان سب نے ان سفراء کے مقصد سے اپنی حمایت کا اظہار کیا اور کہا کہ جو جدید مذہب اختیار کیا گیا ہے وہ بت پرستی نصرانیت دونوں کے خلاف ہے۔ نجاشی نے فرزندان توحید کو طلب کر کے ان سے ان کے مذہب کی حقیقت دریافت کی۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے بسم اللہ کر کے یہ تقریر شروع کی:۔

"اے بادشاہ! ہم لوگ جہالت و غویت کے شکار تھے بتوں کو پوجتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، زبردست زیردستوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا نہ ہمارے کی کوئی منزلت کرتے تھے اور نہ برائی اور بھلائی کی کوئی تمیز تھی اللہ تعالےٰ نے ہم پر کرم فرمایا اور ہم میں سے ایک شخص کو پیغمبر بنا کر ہماری اصلاح کے لئے مامور فرمایا اس شخص کی صدق و دیانت اور شرافت و پاکیزگی اخلاق سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہمیں اسلام کی دعوت دی اور ہدایت کی کہ ہم بتوں کی پوجنا ترک کر دیں خونریزی بدکاری سے باز آئیں سچ بولیں ہمسایوں کو آرام پہنچائیں یتیموں کا مال نہ کھائیں، عفیف عورتوں کے دامن کو داغ رسوائی سے آلودہ نہ کریں نماز پڑھیں، روزے رکھیں زکوٰۃ دیں ہم اس پر ایمان لے آئے شرک اور بت پرستی سے تائب ہو گئے اور تمام برے اعمال اور شنیعہ افعال سے باز آئے صرف یہ وہ جرم ہے جس کی بنا پر ہماری قوم نے ہماری بربادی کا بیڑہ اٹھایا ہماری دشمن ہو گئی اور ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم پھر اسی ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہو جائیں۔"

کلام الٰہی کا اثر و جلال

اس صاف و سادہ مگر جوش و صداقت سے بھرپور تقریر نے نجاشی کو قدرتاً مسحور کر لیا لیکن اس نے سکوت اختیار کیا اور چند ثانیوں کے بعد غور کر کے بولا اچھا جو کلام تمہارے پیغمبر پر نازل ہوا ہے اس میں سے کچھ حصہ تو مجھے سناؤ حضرت جعفرؓ نے نہایت ہوشمندی سے کام لیکر سورہ مریم کی چند آیات پڑھیں جس کے گوش زد ہوتے ہی نجاشی کے دل کی دنیا بدل گئی کلام الٰہی کے اثر و جلال نے اسے حیرت زدہ بنا لیا دفعتہً اس پر ایک رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے پھر دل کو سنبھال کر بولا خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں اور سفرائے قریش سے کہا کہ آپ واپس چلے جائیں میں ہرگز ان پاکباز لوگوں کو آپ کے حوالہ نہ کروں گا۔"

سفرائے قریش کو اس ناکامی کا صدمہ ہوا لیکن انہوں نے بہت غور کے بعد ایک تدبیر سوچی اور درباریوں سے کہنے لگے کہ کل ہم پھر باریاب ہوں گے اور وہ بات کہیں گے جس کے بعد نجاشی ان کا دشمن ہو جائے اور یقیناً اپنے ملک سے نکال دیگا چنانچہ دوسرے دن انہوں نے حاضر ہو کر کہا کہ حضور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں ذرا بلوا کر دریافت تو کر لیجئے نجاشی نے مسلمانوں کو فوراً بلوایا مسلمانوں کو نوعیت حالات معلوم ہو کر گونہ تردد ہوا اور کہنے لگے معاملہ پیچیدہ صورت اختیار کر گیا۔ اگر کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ابن اللہ نہیں ہیں تو نجاشی پھر عیسائی ہے ناراض ہوگا اور کچھ اور کہتے ہیں تو جھوٹ ہوتا ہے۔ آخر حضرت جعفرؓ نے کہا اللہ مالک و حافظ حقیقی ہے میں تو سچ ہی کہوں گا۔ نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو۔

قلب نجاشی میں نور اسلام کی جھلک

دربار میں حاضر ہوتے ہی نجاشی نے استفسار کیا تمہارا حضرت عیسےٰؑ کے متعلق کیا اعتقاد ہے حضرت جعفرؓ نے پورے تدبر و جوش کے ساتھ عرض کی "ہمارے پیغمبر نے ہمیں بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ خدائے قدوس کے بندے اور کلمۃ اللہ ہیں" نجاشی نے یہ سنکر زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہنے لگا "واللہ تم نے جو کہا ہے عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں" پادری اور عیسائی امرا نجاشی کے اس ریمارک پر بہت برہم ہوئے ناک بھوں چڑھا کے پیشانیوں پر بل پڑ گئے لیکن نجاشی نے ان کی سرمو پرواہ نہ کی اور سفرائے قریش کے ترکش کا یہ آخری تیر بھی خالی گیا (ابن سعد)

اسی دوران میں نجاشی کے ملک پر اس کے کسی دشمن نے یورش کی صحابہ کرامؓ نجاشی کے زیر بار احسان تھے انھوں نے اس کی امداد کرنی چاہی اور ایک شخص کو خبر نتیجہ جنگ لانے پر مامور کیا حضرت زبیرؓ نے مشک کے ذریعہ اپنی کمسنی کے باوجود دریائے نیل کو عبور کیا میدان جنگ میں پہنچے باقی صحابہ مصروف دعا رہے چند روز کے بعد حضرت زبیرؓ نے واپس آکر فتح کی خوشخبری سنائی۔ (ابن ہشام)

شاہ حبش آغوش اسلام میں

حبش کو کم و بیش تراسی مسلمان ہجرت کر کے گئے تھے جب انھیں کچھ دن بعد یہ خبر ملی کہ کفار مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اکثر صحابہ واپس چلے آئے مگر مکہ کے قریب آکر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اس پر بعض لوگ تو پھر حبش واپس چلے گئے اور اکثر ایسے تھے جو چھپ چھپ کر مکہ میں داخل ہو گئے لیکن دیر تک پوشیدہ رہنا ممکن نہ تھا جب کفار کو پتہ لگا

تو انہوں نے ان پر ظلم و اذیت کے طوفان برپا کر دیئے جس سے یہ دوبارہ ہجرت پر مجبور ہوئے لیکن اب ہجرت آسان امر نہ تھی کفار کی طرف سے شدید مزاحمت ہوئی پھر بھی بہت سے صحابہ جن کی تعداد کم و بیش سو تھی کسی نہ کسی طرح مکہ سے نکل کر پھر حبش پہنچ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ ہجرت ثانی پر کچھ صحابہ ایسے تھے جو واپس آ گئے لیکن باقی ۷ھ تک وہیں رہے اور اس وقت آئے جب ان کے نامور غزوۂ خیبر سے طلبی کا حکم پہنچ گیا۔ (طبقات ابن سعد)

ہم صراحت کر چکے ہیں کہ کفار کی اذیت رسانی بستر انی خاص و عام پر یکساں تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک طاقتور قبیلہ کے چشم و چراغ تھے اور خود بھی اثر و اقتدار رکھتے تھے مگر پھر بھی مخالفین قریش نے انہیں اس قدر تنگ کیا کہ وہ ہجرت پر آمادہ ہو گئے اور ہجرت حبش کا عزم کر لیا مکہ سے روانہ ہو کر برک الغماد تک پہنچے جو مکہ سے پانچ دن کی مسافت پر واقع ہے لیکن یہاں قبیلہ قارہ کے رئیس ابن دغنہ سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی پوچھا ابو بکر کدھر کا عزم ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری قوم مجھ کو مکہ میں نہیں رہنے دیتی چاہتا ہوں کہ کسی طرف نکل جاؤں اور سکون کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکوں ابن دغنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ جیسا شخص مکہ سے نکل جائے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں ابن دغنہ انہیں اپنے ساتھ مکہ لایا اور تمام سرداران قریش سے مل کر کہا کہ تم ایسے شخص کو مکہ سے نکالتے ہو جو رشتہ داروں کو پالتا ہے، مفلسوں کا دوست ہے مہمان نواز ہے اور لوگوں کی مصیبتوں میں کام آتا ہے قریش نے حامی تو بھری لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ چپکے چپکے نماز میں جو چاہیں پڑھیں آواز سے قرآن پڑھنے میں تو ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر پڑتا ہے چند روز حضرت ابو بکر نے یہ پابندی کی اس کے بعد پھر بآواز بلند قرآن پڑھنا شروع کر دیا نہایت رقیق القلب تھے قرآن پڑھتے تو بے اختیار رو دیتے اور عورتیں اور بچے انہیں دیکھ کر متاثر ہوتے قریش نے ابن دغنہ سے شکایت کی تو کہا میں تمہاری حفاظت سے استعفیٰ دیتا ہوں مجھے خدا کی حفاظت کافی ہے۔ (بخاری)

۹ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے انتقال کی خبر کا اعلان کیا کہ مسلمانو! آج تمہارا پاکباز بھائی نجاشی نے انتقال کیا اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگو۔ اس کے بعد خود اس کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھی کہ یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی
حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہونا چاہتا کہ اس جلیل صحابہ کی سوانح عمری ہے جس کے نام امت رسول کریم نے اٹھانوے ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور مفصل سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک عجیب ٹکڑا ہے قیمت چھ آنے۔ محصول ڈاک ۶ ر

مقالات غوث سبحانی

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و خیالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے اور جس قدر قابل تقلید ہیں اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان گھر پہنچا دیا جائے تا کہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو اس سے غوث الاعظم کے مقالات مشکل ترجمے ہیں اور غوث الاعظم کے کمالات پورا حضور کہاں رہ نہیں سکتے جب تک آپ کی تعلیمات سے واقف نہ ہوں یہ فتوح الغیب کا سلیس ترجمہ ہے قیمت بہت کم ہے ۹۶ صفحات ہیں اور قیمت صرف ۸ ر محصول ڈاک صرف ۶ ر

ملفوظات خواجہ اجمیری

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہیے حضرت خواجہ اجمیری کے مقالات ہیں اور اس میں عجیب عجیب نادر حقائق ہیں اور عبادات تعلقات حالات پر تبصرہ ہے پڑھ کر روح وجد کرنے لگتی ہے۔ قیمت ۷ ر محصولڈاک ۶ ر

آداب عبادت

حجۃ الاسلام امام غزالی کی کتاب کا سلیس ترجمہ جس میں ذیل آداب ہیں بیدار ہونا پاخانہ جانا وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب مسجد کا داخلہ طلوع آفتاب سے زوال تک کے آداب تمام نمازوں کے آداب جمعہ کے آداب امامت و اقتدا کے آداب جمعہ کے آداب ... ... اجتناب کا بیان ... ... کا بیان خدا کے ساتھ آداب صحبت ... ... مخلوق کے ساتھ ... معاملات کا بیان الفت کے آداب بچوں اور مخلوق سے ملنا جلنا قیمت ۴ ر

دل اور جان سب کچھ قربان

اس پاک اور برگزیدہ ہستی کے نام پر جس نے ہمیں کفر و ضلالت کے غار سے نکال کر ایمان اور صداقت کے آسمان پر پہنچا دیا لیکن اگر اس مقدس اور فخر کائنات ہستی کے حالات نہ معلوم ہوں تو خدا ایت کا جذبہ کب تک باقی رہ سکتا ہے اور چونکہ ہماری زندگیوں کے لئے نمونہ بھی وہی ہے ہمارے سامنے نمونہ ہم ہیں اپنی زندگیوں کو اس انداز پر ڈھال سکتے ہیں۔
یہ ضرورت بھی سب کو محسوس ہو رہی تھی اور اپنی زبان کی یہ کمی بھی کہ اس میں بچوں کے لئے خود انہی کی زبان میں کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو انہیں شروع ہی سے حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور متبرک زندگی کے حالات سے واقف کر دے۔
رسول اکرم نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے اور اب آپ صرف آٹھ آنے خرچ کر کے جو اس کتاب کی قیمت ہے اپنے بچوں کو ایک ایسا مال بہا تحفہ دے سکتے ہیں کہ جس سے بہتر ان کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی
قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ ر کل ۱۴ ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

افق مدینہ پر آفتاب ہدایت کا پرتو

جو چشمہ مکہ میں پھوٹا وہ مدینہ جاکر اپنی طغیانیاں دنیا کو دکھا سکا اور جو آفتاب فاران کی گھاٹیوں میں طلوع ہوا اس کی شعاعیں افق یثرب پر جگمگائیں ہجرت نبوی سے پیشتر مدینہ کا نام یثرب تھا۔ ہجرت کے بعد یہ "مدینۃ النبی" یعنی پیغمبر کا شہر کہلایا اور بعد کو مختصر ہوکر مدینہ مشہور ہوگیا مدینہ مدتوں سے آباد ہے اور عرب میں خاص شہرت رکھتا ہے یہاں یہود بہت قدیم زمانہ سے آباد ہیں یہیں ان کی نسلیں بڑھیں اور یہیں پھیلکر ان کی نسلوں نے مدینہ اور اطراف مدینہ پر پورا تسلط جما لیا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے ہیں اس وقت مدینہ میں یہود اور انصار دونوں آباد تھے اور یہود کے قلعجات جابجا بنے ہوئے تھے جن میں ان کی دولت مال تجارت اور اسلحہ جمع رہتے تھے اور انھوں نے اپنی دولتمندی اور علمی فضیلت کی بنا پر مدینہ میں اتنا اقتدار پیدا کر لیا تھا کہ انصار اور دیگر قبائل پر حکومت کرنے لگے تھے۔

انصار درحقیقت رہنے والے یمن کے تھے اور خاندان قحطان سے تعلق رکھتے تھے۔ یمن میں جب وہ مشہور سیلاب آیا جسے تاریخ "سیل عرم" تعبیر کرتی ہے تو دیگر قبائل کی طرح قحطان بھی یمن سے نکلے اور مدینہ آکر آباد ہو گئے ان میں دو بھائی اوس اور خزرج تھے تمام انصار انھی دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں (دفار الوفار)

قحطان جب یثرب میں آئے ہیں اس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ ہر طرف یہود کی سطوت وصولت کا ڈنکہ بج رہا تھا۔ مال و دولت سے ان کے خزانے لبریز تھے تمام کاروبار اُن کے ہاتھ میں تھا قرب وجوار کی تمام بستیاں بھی انہی کے زیر اقتدار تھیں۔ انصار گئے تو غریب الوطن تھے اُن سے بالکل الگ تھلگ رہنے لگے لیکن جب انھیں یہود کے زور و اثر کا یقین ہو گیا تو یہ بھی یہود کے حلیف بن گئے لیکن آگے چل کر ایک نئی صورت پیش آئی وہ یہ کہ انصار کا خاندان کثرت سے بڑھنے لگا اور اقتدار حاصل کرنے لگا یہود یہ دیکھکر خائف ہوئے ہوشمند اور مآل اندیش قوم ہے اس لئے اس اندیشہ کو بہت اہمیت دی اور انصار سے معاہدہ توڑ دیا۔

فرمانروائے یہود بستر قتل پر

فطیون ایک با اقتدار رئیس تھا جو شاہانہ زور و سطوت کا حامل تھا یہ عیاشی کا شکار ہوا اس نے یہ عام حکم دے رکھا تھا کہ مدینہ اور اطراف مدینہ میں جو دوشیزہ لڑکی بیاہی جائے وہ پہلے اس کے شبستان عیش کی شمع بنے پھر اپنے شوہر کی سیج آباد کرے یہود نے اس کے اقتدار سے متاثر ہوکر اس بے غیرتی کو گوارا کر لیا تھا لیکن جب انصار کی باری آئی تو انھوں نے فطیون سے بغاوت کی اسی عہد میں انصار کے ایک رئیس مالک بن عجلان کی شادی ہوئی حکم فطیونی کے مطابق اسے بھی پہلے فطیون کے آغوش میں جانا تھا۔ بھی قطرتاً عفو بہت کچھ سوچتی رہی نہ اُسے خود جرأت انکار تھی اور نہ وہ اس بے غیرتی کو گوارا کر سکتی تھی خدا نے اس عفیف خاتون کے مقصد نیک کی حمایت کی یکایک اُس کے دماغ ناز میں ایک بجلی کوندی عین شادی کے روز یہ گھر سے نکلی اور بے پردہ مالک کے سامنے سے عریاں حالت میں گزر گئی مالک کو بہت غیرت آئی غضبناک حالت میں اندر آیا بہن کو ملامت کی بُرا بھلا کہا۔

اس نے کہا بھائی جو کچھ کہتا ہے درست ہے خطا کی لیکن جو کچھ کل زفاف کے دن ہوگا اس سے تو کمتر ہے یہ الفاظ نہ تھے ایک برق خاطف تھی جو مالک کے قلب پر تڑپ کر گری اور اس کے خرمن جگر صبر و قرار کے ایک ایک دانہ کو خاکستر بنا گئی دوسرے دن جب دلہن حسب قاعدہ فطیون کی خلوت گاہ کو چلی تو مالک بھی زنانہ لباس میں سہیلیوں کے ساتھ ہو لیا اور فطیون کو اس کے بستر عیش پر قتل کر کے شام کو فرار ہو گیا وہاں پہنچکر غسانیوں کو جن سے انصار کا اجدادی سلسلہ ملتا تھا جنگ پر آمادہ کر لیا چنانچہ ابو جبلہ فرمانروائے غسان ایک عظیم لشکر لیکر آ گیا لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ اس کا ارادہ کیا ہے ابو جبلہ نے مدینہ میں ایک عام ضیافت کی پہلے اوس و خزرج کو بلایا اور خلعت و انعامات تقسیم کئے یہود حریص اور زر پسند ہمیشہ رہے ہیں یہ دیکھکر انھوں نے بھی ضیافت قبول کر لی ابو جبلہ نے اس طرح دھوکہ سے چن چن کر یہود کے مقتدر افراد کو قتل کر دیا اور ایک کی بدکاری تمام کی مصیبت کا عنوان خونیں بن گئی۔

اس طرح انصار کو مدینہ میں ایک زبردست قوت و اقتدار حاصل ہو گیا اور یہود کا صدیوں کا زور ایک آن واحد میں لوٹ کر رہ گیا۔

انصار کی خانہ جنگیاں

انصار کی قسمت نے پھر پلٹا کھایا تمام انصار میں ایک عرصہ کے اتفاق و یکجہتی کے بعد باہم آویزش کی وبا پھیل گئی شدید خانہ جنگیاں ہوئیں خونریز لڑائیاں لڑیں اور آخری معرکہ بعاث میں تو اوس اور

خزرج دونوں حریف خاندانوں اور قبیلوں کے تمام نامور اور بہادر رئیس لڑلڑ کر مارے گئے اور یہ اتنے کمزور اور نڈھال ہوگئے کہ انہوں نے قریش مکہ کے پاس اپنی سفارت بھیجکر استدعا کی کہ آپ ہمیں اپنا حلیف بنا لیجئے لیکن ابوجہل نے اس سفارت کا مقصد پورا نہ ہونے دیا۔ انصار اور یہودیوں میں ایک نمایاں فرق یہ تھا کہ یہود کی علمی فضیلت مسلّمہ تھی ان کے اپنے مدارس تھے جن میں توراۃ کی تعلیم دی جاتی تھی اسی لئے کتب آسمانی سے ان کے گوش آشنا تھے۔ انصار اور یہود میں گونہ رقابت تھی مگر ان کی اس علمی فضیلت کا اثر انصار پر لامحالہ پڑتا تھا یہانتک کہ جس انصار خاندان میں اولاد زندہ نہ رہتی تھی وہ منت مانتا تھا کہ اس کے یہاں بچہ ہوا اور زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا دیگا۔ یہودی عام طور پر یقین رکھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزماں پیدا ہونے والے ہیں اسلئے یہودی بھی ایک پیغمبر موعود کے نام سے آشنا تھے۔

سوید بن صامت انصاری کو کہیں سے امثال لقمان کا ایک نسخہ ہاتھ لگ گیا تھا اور وہ اُسے کتاب آسمانی سمجھتا تھا۔ اپنی قوم میں ایک امتیاز رکھتا تھا وہ ایک دفعہ مکہ آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم ہوا تو آپ خود اُس کے پاس گئے سوید نے امثال پڑھکر سنایا آپ نے فوراً جواب دیا کہ میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز ہے۔ اس کے بعد آپ نے قرآن کی چند آیات پڑھکر سنائیں جن سے سوید بہت متاثر ہوا گو وہ مدینہ واپس آکر جنگ بعاث میں مارا گیا لیکن مدینہ کا یہ پہلا شخص تھا جو اسلام کا معتقد ہوکر مرا چونکہ سوید بہادر بھی تھا اور شاعر بھی اور عرب میں مقبولیت کے لئے یہ دو جوہر کافی تھے اسلئے سوید کے میلان خاطر کا اثر ایک حد تک انصار پر پڑ چکا تھا۔

ارض یثرب کا پہلا مسلمان

اوس خزرج سے شکست پاکر جب قریش کو خزرج کے خلاف اپنا حلیف بنانے کے لئے مکہ آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے پاس پہنچے اور انھیں آیات قرآنی پڑھکر سنائیں ان کے نمایندہ ایاس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "خدا کی قسم ہم جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں یہ کام اس سے بھی بہتر ہے" لیکن قافلہ سالار یعنی ابوالحَیسَر نے کنکریاں اٹھا کر اس کے مُنہ پر ماریں اور کہنے لگا کہ "ہم یہاں اس کام کے لئے نہیں آئے" ایاس مدینہ جاکر ہجرت نبوی سے پہلے انتقال کر گئے مرتے وقت ایاس کی زبان پر تکبیر جاری تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے زمانہ میں رؤسائے قبائل کے پاس جاکر بالعموم دعوت اسلام دیا کرتے تھے جب سنہ ۱۱ نبوی میں آپ متعدد قبائل کے پاس تشریف لے گئے عقبہ پہنچے تو اس جگہ جہاں مسجد عقبہ بنی ہوئی ہے آپ کو خزرج کے چند اشخاص نظر آئے آپ نے دیکھتے قرآن کی چند آیات پڑھیں اور انھیں اسلام کی دعوت دی وہ سنتے ہی متاثر ہوگئے اور باہم کہنے لگے کہ دیکھو یہود ہم سے اس بات میں بازی نہ لیجائیں چنانچہ اسی وقت چھ اشخاص رافع بن مالک بن عجلان رضی قطبہ بن عامر رضی عوف بن حرث اسعد بن زرارہ ابوالہیثم بن تیہان اور جابر بن عبداللہ نے اسلام قبول کرلیا۔

گھر گھر میں اسلام

دوسرے سال حج کے زمانہ ہی میں مدینہ کے بارہ دیگر اشخاص نے اسلام قبول کیا آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو ان کی تعلیم کے لئے اُن کے ساتھ کردیا یہ حضرت اسعد بن زرارہؓ کے یہاں قیام پذیر ہوئے جو ایک نہایت معزز رئیس تھے یہاں ان کا معمول ہوگیا کہ روزانہ انصار کے گھروں کا دورہ کرتے اور دعوت اسلام دیتے اور رفتہ ایک دو انصاری مسلمان ہوتے رفتہ رفتہ مدینہ کے گھر گھر اسلام پھیل گیا۔ صرف واقف وائل اور خطمہ کے چند گھرانے رہ گئے۔ (طبقات ابن سعد)

قبیلہ اوس میں حضرت سعد بن معاذ وہ رئیس تھے جنھیں بعید اقتدار اور رسوخ حاصل تھا اور لوگ ان کے اشاروں پر چلتے تھے مصعب بن عمیر تبلیغ کے لئے ان کے پاس جو گئے تو جواب گونہ تنفر کے ساتھ دیا گیا پھر قرآن شریف کی چند آیات جو سُنیں تو پھر موم تھا ان کے اسلام لاتے ہی پورا قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

بیعت عقبہ کی کامگاریاں

اگلے سال بہتر اشخاص آئے اور اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ ہوکر عقبہ میں انہوں نے بیعت کی اس وقت حضرت عباس بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہنوز ایمان نہ لائے تھے انھوں نے کہا کہ "دیکھو اے اشخاص خزرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں معزز و محترم ہیں اور ہم دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ ان کے لئے سینہ سپر رہے ہیں اب وہ تمہارے پاس جارہے ہیں اگر تم مرنے وقت تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دیدو" براء نے کہا کہ "ہم تلواروں کی گود میں پلے ہیں" ابوالہیثم نے بات کاٹکر کہا یارسول اللہ! اس وقت تو ہمارے اور یہود کے مابین تعلقات ہیں جو بیعت کے بعد یقیناً شکست ہوجا ئینگے ایسا نہ ہو کہ آپ اقتدار اور قوت حاصل کرکے ہمیں چھوڑ کر وطن واپس چلے جائیں" حضور رسالتمآب نے مسکرا کر فرمایا "نہیں تمہارا خون میرا خون ہے تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں چنانچہ سب نے بیعت کرلی جن امور پر بیعت لی گئی تھی وہ یہ ہیں: شرک، چوری، زنا، قتل اولاد اور افترا سے کلی اجتناب کیا جائے آخری چیز یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جس اچھی بات کے لئے کہیں گے اس سے انکار نہ کرینگے۔ (بخاری) اس طرح مدینہ میں ۲ سال کے اندر اندر تمام اسلام پھیل گیا۔

چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بجھانے کی سعی

قریش نے علانیہ تبلیغ کے بعد ایک مدت تک خاموشی اختیار کئے رکھی اور اس لئے حضور رسالتمآب کی تعذیب شدید اور قتل و گلو تراشی پر آمادہ نہ ہوئے کہ انھیں بنو ہاشم سے انتقام کا خدشہ لگا ہوا تھا اور حرب فجار نے انھیں کسی مزید جنگ کے کرانے کے قابل نہ چھوڑا تھا انھوں نے مخالفتیں کیں لیکن نہ اتنی سخت جنھیں قطعی کہا جا سکے لیکن جب آپ تبلیغ سے باز ہی نہ آئے بلکہ بت پرستی کی مذمت اور بداخلاقیوں کی بیخکنی کی سعی روز افزوں ہوتی گئی تو انہوں نے آپ کو دل کھول کر ستانا اور مختلف طریق پر اس شدت کے ساتھ تنگ کرنا شروع کیا کہ زمین و آسمان سے الاماں کی صدائیں بلند ہونے لگیں، بدزبانیاں کیں گالیاں دیں، راہ میں کانٹے بچھائے اور انتہا یہ کہ عقبہ اموی نے اس وقت جبکہ آپ حرم میں مصروف عبادت ایزدی تھے اور سجدہ میں پیشانی زمین پر رگڑ رہے تھے آپ کے گلوئے مبارک میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ نہ صرف یہ کہ آپ کا گلا گھٹنے لگا بلکہ آپ الٹا کر گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے جب ظلم و ستم کرتے کرتے تنگ آ گئے تو عمائدین قریش ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل عاص بن ہشام، ابوجہل، شیبہ، ابوسفیان اور عتبہ بن ربیعہ نے ایک زبردست جلسہ منعقد کر کے ایک سفارت ابوطالب کے پاس سمجھانے کے لئے بھیجی اور جب اس کا کوئی اثر نہ ہوا تو دوبارہ گئے اور صاف کہہ دیا کہ آپ درمیان سے ہٹ جائیں ورنہ پھر آپ بھی مقابلہ پر آ جائیں تاکہ ہم دونوں میں سے قدرت ایک کا فیصلہ کر دے۔ ابوطالب نے صورت حالات کی نزاکت دیکھ کر آپ کو سمجھایا لیکن آپ کے اولوالعزمانہ جواب سے ابوطالب اس قدر خوش ہوئے کہ صاف کہہ دیا کہ جا اپنے کام میں مصروف رہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

ترغیبات کے "ہمرنگ زمین" جال
جب قریش ظالم کرتے کرتے تھک گئے تو انھوں نے ترغیبات کی انتہا کر دی لیکن یہاں نہ ترہیب کا خنجر کچھ کارگر ثابت ہو سکا تھا اور نہ ترغیب کی سنان کچھ موثر ہوئی تو ان کے نائرہ غضب میں اور اشتعال پیدا ہو گیا اور حضرت حمزہ رض اور حضرت عمر رض کے اسلام نے تو ان کے پیمانہ صبر کو لبریز کر دیا انھوں نے تبلیغ اسلام کے دریا کو خشک ہوتے دیکھنے کے بجائے حرم محترم میں تکبیر کی آوازیں سنیں تو جوش سے دیوانے ہو گئے دفعتہً ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلواریں تڑپ کر میان سے باہر نکل آئیں مگر عاص بن وائل کے اتفاقیہ درمیان میں پڑ جانے سے معاملہ دب گیا اکابر صحابہ اور فارغ البال صحابہ تو اپنے اپنے قبائل کی پناہ میں آ گئے تھے اور گھروں ہی میں ایک حد تک کچھ نہ کچھ تکلیف برداشت کر رہے تھے لیکن غریب و بیکس اور غریب الوطن مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے گرم ریت پر دہکتے کوئلوں پر سنگینوں کی نوک پر انھیں لٹایا جاتا سینہ پر پتھر کی چٹانیں رکھ دی جاتیں مجبور ہو کر حبش کو ہجرت کی وہاں بھی پیچھا کیا۔ جب آپ کی تبلیغی سرگرمیاں بند ہونے ہی میں نہ آئیں اور مظالم و شدائد کی انتہا گذر گئی تو آپ کو خاندان سمیت شعب ابوطالب میں قید و محصور کر دیا گیا۔

مصائب و نوائب کی جگر شگافیاں
تین سال تک ہولناک اور زہرہ گداز مظالم سہنے اور بہت فرسا مصائب جھیلنے کے بعد آزادی ملی تو شفیق چچا اور غمگسار بیوی کی مفارقت دائمی کا صدمہ عظیمہ سامنے آ کھڑا ہوا ان کا پھر بہت اثر تھا ان کے بعد کفار بے مہار ہو گئے اور پھر ستم و جبر کی وہ آندھیاں برپا ہوئیں کہ شجر و حجر کے کلیجے کانپ اٹھے مکہ کی زمین گرم ہو گئی طائف کی طرف رخ کیا تو وہ پتھروں کا نشانہ بنے۔ اب مکہ میں گھسنا اور داخل ہونا غیر ممکن تھا بمشکل مطعم بن عدی کی پناہ میں آئے اور مکہ کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی۔ ہم بتا چکے ہیں کہ ابوطالب و بی بی خدیجہ رض کی پشت پناہیاں تو خواب عدم میں روپوش ہو چکی تھیں اب کس کا پاس ہوتا ایک تو یہ ویسے ہی انگاروں پر لوٹ رہے تھے اس پر جو یہ سنا کہ حبش تو حبش مسلمان مدینہ میں گوشہ امن تلاش کر چکے اور وہاں اسلام ترقی پکڑنے لگا تو فرط غضب میں اندھے ہو گئے اور انھوں نے اب قتل کا فیصلہ کر ہی لیا۔

انھوں نے دارالندوہ میں جو دارالشورہ تھا اس شان کے ساتھ ایک پرجوش جلسہ منعقد کیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس دفعہ آسمان کو زمین پر کھینچ لائیں گے۔ ابوسفیان، نضر بن حارث، ابوالبختری، ابن ہشام، عتبہ، زبیر بن مطعم، زمعہ بن الاسود، حکیم بن حزام، ابوجہل، امیہ بن خلف، وغیرہ سب ہی رؤسا و عمائد تو اس میں شریک تھے ایک خوفناک جوش پھیلا ہوا تھا ہر آنکھ سے شعلے نکل رہے تھے ہر منہ سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں ہر سینہ میں ایک جہنم انتقام سلگ رہا تھا جو کہ دکھا دیتا اپنے نزدیک وہ نہتا کے دہشتناک

تجویز پیش کرتا ایک نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے نزدیک محمد اس قابل ہے کہ اسے آہنی زنجیروں میں جکڑ کر ایک مکان میں بند کر دیا جائے دوسرے نے کف منہ سے گراتے ہوئے کہا نہیں اسے ہمیشہ کے لئے مکہ سے دور نکال کر جلا وطن کر دیا جائے۔ کوئی بولا شدید سے شدید عذاب دیکر خاتمہ کیا جائے۔ لیکن شیطان مجسم ابوجہل نے مغرورانہ طریق پر کھڑے ہو کر کہا میرے نزدیک سب سے بہتر یہ ہے کہ مکہ کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص لے لیا جائے اور سب ایک ہجوم کی شکل اختیار کر کے اور تلواریں سوت کر محمد پر ٹوٹ پڑیں اور اس کا قیمہ کر کے رکھدیں اس طرح اس کا خون تمام قبائل پر تقسیم ہو جائیگا اور بنو ہاشم تنہا سب سے انتقام ہی نہ لے سکیں گے جلسہ کا رجحان پہلے ہی تشدد وانہ تھا سب کے جگر کباب ہو رہے تھے سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ سپیدہ سحری کے طلوع سے پیشتر سب مکان کا محاصرہ کر لیں اور قدم باہر نکالتے ہی تلواروں پر دھر لیں۔ عرب میں چونکہ کسی کے زنانہ مکان میں گھسنا معیوب امر تھا۔ انھیں تو نیند آگئی قدرت نے آنکھیں بند کر دیں اور آپ حکم ربانی کے مطابق نکل گئے۔ مگر آنکھ کھلتے ہی ضبط کا یارا نہ تھا دیوانگی اور جوش کے عالم میں رسم و رواج کو بھی گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا اندر گھس پڑے مگر وہاں کیا رکھا تھا دور تک تعاقب کیا بچنے والا بچ گیا بچانے والے نے بچا لیا مگر ان کی یہ آخری و انقطاعی سازش قتل خاک نامرادی میں دفن ہو گئی۔

عزیز وطن کی غریب الوطنی

فضائے مکہ میں ظلم و جور کی آندھیوں سے ایک تلاطم برپا تھا مصائب و نوائب کی گھنگھور گھٹائیں ہر طرف سے گھری ہوئی تھیں اور افق پر وہ ہجوم تھا کہ کوئی ایک شعاع امید بھی نظر نہ آتی تھی تلواروں کی جھنکاریں کانوں میں ایک ہیبت ناک گونج پیدا کر رہی تھیں شہر کا بچہ بچہ اور ہر پیر و جوان حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا پیاسا بنا ہوا تھا ہر انسان درندوں کی طرح آپ کے پھاڑ کھانے کو منہ کھولے بیٹھا تھا فرزندان توحید پرستم و جور کی بجلیاں تڑپ تڑپ کر گر رہی تھیں دار الندوہ میں قتل کی سازشیں پختہ ہو رہی تھیں جان لینے کی ریشہ دوانیاں دور دور تک پھیل ہوئی تھیں اس چراغ ایزد افروز کو گل کر کے رکھ دینے کے تمام سامان فراہم ہو چکے تھے۔ قریب قریب تمام ذی استطاعت مسلمان مدینہ ہجرت کر چکے تھے لیکن ایک آپ تھے کہ اس بحر متلاطم میں چٹان کی طرح حکم ایزدی کے منتظر کھڑے ہوئے تھے۔ اطراف مکہ کے فرزندان توحید صورت حالات کی نزاکت کے احساس سے خوف بجگر اپنی اپنی خدمات پیش کر رہے تھے اور انھیں خوف و اندیشہ سے نیند تک نہ آتی تھی صاحب اثر مسلمان برابر اپنی خدمات حفاظت کے لئے پیش کر رہے تھے۔ قبیلہ دوس ایک محفوظ اور مضبوط و مستحکم قلعہ کا مالک تھا اس کے رئیس طفیل بن عمرو نے کہا یہاں تشریف لے آئیے کہ میں خود جان نثاری کے لئے تیار ہوں مگر آپ برابر انکار فرما رہے تھے۔

ہجرت مدینہ کی آسمانی اجازت

اسی تیرہ و تار فضا میں یکایک برق رحمت چمکی وحی نازل ہوئی کہ اجازت ہے مدینہ تشریف لیجائیے چنانچہ آپ نے اسی وقت سفر کی تیاری شروع کر دی ہجرت سے دو تین روز پیشتر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس دوپہر کے وقت تشریف لے گئے اور اجازت حاصل کر کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ضروری مشورہ کرنا ہے سب کو ہٹا دو پھر آپ نے فرمایا ہجرت کا حکم صادر ہو چکا ہے اجازت مل گئی ہے حضرت ابوبکر نے بیتابانہ عرض کیا کیا مجھے بھی شرف ہمرکابی حاصل ہوگا۔ جواب اثبات میں پاکر بیحد مسرور ہوئے اور دو تیز گام اور سبک رفتار اونٹنیاں پیش کیں جو اسی مقصد کے لئے تیار کی گئی تھیں لیکن محسن عالم کب کسی کا احسان لینے والے تھے اسی وقت اونٹنی کی قیمت ادا کر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء نے سامان سفر تیار کیا دو تین دن کا کھانا پکایا اور ایک کپڑے میں حفاظت کے ساتھ اسے باندھکر علیحدہ رکھدیا۔

جو کفار رات ہی میں گھر کا محاصرہ کر چکے تھے قدرت ربانی سے نیند نے انھیں آخر وقت بے خبر کر دیا اور آپ گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پاس کھڑے ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہا "مکہ تو مجھے تمام دنیا سے عزیز تر ہے مگر کیا کروں تیرے فرزند مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔ قرار داد کے مطابق دونوں یعنی حضور اکرم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک خاص مقام پر اکٹھے ہوئے اور رات اندھیری کی تاریکی ہی میں مکہ کو الوداع کہتے ہوئے چل کھڑے ہوئے چونکہ کفار کی طرف سے تعاقب کا شدید خطرہ تھا دونوں غار ثور میں جو ایک قریبی مقام ہے جاکر پوشیدہ ہو گئے حضرت عبد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو غار ہی میں سوتے نوجوان تھے صبح اندھیرے چلے جاتے اور شام کو آکر کفار کے مشوروں کی اطلاع دیتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام رات گئے بکریوں کا دودھ دوہ کر لاتا اور دونوں اسی کو پی کر سو رہتے مسلسل تین روز اسی طرح غار میں گذرے۔ کفار خون کے پیاسے تھے جانتے اور سمجھتے تھے کہ لازماً مدینہ کا رخ کیا ہوگا اس لئے وہ تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہ غار ثور کے کنارے پر پہنچ گئے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تشویش و ہراس پیدا ہوا اور بولے کہ دشمن اس قدر قریب پہنچ گئے ہیں کہ اگر اپنے قدم پر ان کی نظر پڑ جائے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ آپ پیغمبر جلیل تھے اللہ پر پورا بھروسہ رکھتے تھے نہایت سکون و استقلال کے ساتھ جواب دیتے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔

قریش کی تلملاہٹ

غرض چوتھے روز محتاط طریق پر دونوں غار سے نکلے ایک معتمر کافر عبداللہ بن اریقط کو رہنمائی کے لئے ساتھ لیا اور چل کھڑے ہوئے ایک شبانہ روز برابر چلتے اور سفر کرتے رہے دھوپ تیز تھی ایک چٹان کے سائے میں سواری سے اتر کر بیٹھ گئے اور آرام فرمایا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض کھانے کے لئے کسی چیز کی تلاش میں نکلے سامنے ایک چرواہا نظر آیا اس سے دودھ لیا اور کپڑے سے چھان کر اور لیکر واپس آئے کچھ پانی ملا دیا آپ نے دودھ پیکر کہا دن ڈھل چکا ہے اب روانہ ہو جانا چاہیئے۔

قریش کے سینوں میں آتش جہنم سلگ رہا تھا انھوں نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص بھی دونوں کو گرفتار کرکے لائیگا سو اونٹ انعام دیئے جائینگے اس لالچ میں بہت سے لوگ ادہر ادہر نکل کھڑے ہوئے تھے چنانچہ سراقہ بن جشم نے جو انعام ہی کی امید میں نکلے تھے عین اسوقت کہ آپ روانہ ہو رہے تھے دیکھ لیا گھوڑا دوڑا کر قریب آگئے اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گر پڑے۔ اسی وقت فال دیکھی نفی میں جواب ملا لیکن سو اونٹ کا لالچ ایک بہت بڑی ترغیب تھی دوبارہ سوار ہوکر آگے بڑھے اس دفعہ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین کے اندر دھنس گئے فوراً گھوڑے سے اترے پھر فال دیکھی اور پھر وہی "نہیں" جواب تھا اب ہمت کیا پست ہوتی قدرت ربانی کا ایک کرشمہ تھا یقین ہوگیا کہ آثار اچھے نہیں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے سارا ماجرا سنا کر عرض کی کہ مجھے تحریر امن لکھدیجئے چنانچہ حضرت ابوبکر رض کے غلام عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمان لکھکر سراقہ کے حوالہ کردیا جسے لیکر سراقہ مکہ واپس چلے آئے۔

سراقہ بعد میں اسلام لائے اور فتح ایران کے بعد جب کسریٰ کے زیورات غنیمت کے طور پر مدینہ پہنچے تو حضرت عمر رض نے انہی کو وہ زیورات پہناکر نیرنگی عالم کا تماشا دیکھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرار، ثنیۃ المرہ، لقف، مدلجہ، مرجح، حداید، اذاخر، رابغ، ذوسلم، عثانیہ، فاختہ، عبکہ، جداوت، رکوبہ، عقیق اور جحانہ کی منازل سے گذرتے اور ان مقامات میں ہوتے اور قیام کرتے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچ گئے امتداد زمانہ سے آج ان مقامات و منازل میں سے عرب کے نقشہ میں کسی ایک منزل و مقام کا بھی نام و نشان نہیں ملتا صرف ایک رابغ موجود ہے جو حجاج کے راستہ میں آتا ہے یہاں آپ نے مغرب کی نماز ادا کی تھی۔

فضائے مدینہ میں اللہ اکبر کے غلغلہ افروز نعرے

مدینہ منورہ کی یہ حالت تھی کہ تمام شہر ہمہ چشم انتظار اور پیکر اشتیاق بنا ہوا تھا جب سے تشریف آوری کی خبر پھیلی تھی ہر قلب میں مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں بچہ بچہ پر فرحت و انبساط کا ایک عالم طاری تھا لوگ روزانہ شہر کے باہر جمع ہوتے دوپہر تک انتظار کرتے رہتے اور بہ ہزار گونہ حسرت کے ساتھ واپس چلے جاتے ایک روز ایک یہودی نے قلعہ کی بلندیوں سے آپ کی سواری دیکھی، قرائن سے پہچان لیا اور باواز بلند پکار کر کہا "عرب والو جس کا تمہیں انتظار تھا وہ آگیا" اس نوید جانفزا کا کانوں تک پہنچنا تھا کہ پورا شہر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا اور لوگ بیتابانہ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔

شہر سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر ایک مرتفع سطح زمین پر آبادی تھی جو قبا کے نام سے مشہور تھی یہاں انصار کے بہت سے خاندان سکونت گزین تھے جن میں سب سے ممتاز خاندان عمرو بن عوف کا خاندان تھا کلثوم بن الہدم رئیس خاندان تھے میزبانی کا شرف کارکنان قدرت نے انہیں کے لئے رکھا تھا جونہی نبی کریم کی سواری پہنچی تمام خاندان میں مسرت کی ایک روشنی پھیل گئی اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے اکابر صحابہ رض ابو عبیدہ رض عمیر بن عوف رض خباب رض، سہیل رض عیاض رض صفوان رض مقداد رض وہب ابن سعد رض معمر بن ابی شرح اور عبداللہ بن مخرمۃ بھی یہیں مہمان کی حیثیت سے رہتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی یہیں آکر مل گئے آپ نے اپنے چودہ روزہ قیام کے دوران میں کلثوم کی ایک افتادہ زمین پر خود دست مبارک سے ایک مسجد کی بنیاد رکھی اس مسجد کو سب سے زیادہ شرف یہ حاصل ہے کہ مزدوروں میں آپ خود بھی شامل تھے اور بھاری پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور رکھتے جاتے تھے (طبرانی)

شہنشاہ کونین کا شاندار استقبال

عبداللہ بن رواحہ تھاں سنا مے کے نے یہ اشعار گاتے جاتے تھے:

افلح من یعالج المساجدا ۔۔ ویقرأ القرآن قائماً وقاعداً
ولا یبیت اللیل عنہ راقدا

"وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہر قافیہ پر ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے (وفاء الوفاء) چونکہ قبا میں آپ کا داخلہ اسلام کے دور خاص کی تمہید تھی اس لئے مورخین نے اس تاریخ کو نہایت اہتمام کے ساتھ لکھا اور محفوظ رکھا ہے آپ آٹھ ربیع الاول سنہ ۱ نبوی کو قبا میں داخل ہوئے اور جمعہ کے روز چودہ روز کی مدت منقضی ہونے کے بعد شہر کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ہی محلہ سالم میں سب سے پہلی جمعہ کی نماز ادا کی اور سب سے پہلا خطبہ نماز پڑھا آپ کی قبا سے روانگی دنیائے شوق اور تاریخ عشق میں خاص اہمیت رکھتی ہے جس جوش و خروش اور فقید المثال ذوق و شوق کے ساتھ

مدینہ والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا ہے اس کی مثالیں ناپید ہیں قبا سے لیکر مدینہ تک تین میل کے فاصلے میں جاں نثاران اسلام کی صفیں دو رویہ قائم تھیں قدم قدم پر اکبر کے نعرے بلند ہو رہے تھے سینوں میں جوش کا ایک دریا لہریں لے رہا تھا معصوم بچے تک بیکراں ابتہاج بنے ہوئے تھے پردہ دار خواتین سے چھتیں، بالائی منزلیں اور دو منزلے پٹے پڑے تھے دوشیزہ لڑکیاں عزفوں اور جھروکوں سے جھانک رہی تھیں راہ میں انصار کے خاندان آتے تھے ہر قبیلہ سامنے آ آ کر عرض کرتا تھا حضورؐ یہ گھر ہے یہ جان ہے یہ مال ہے۔ آپ برابر احسان پذیری کا اعتراف کرتے جاتے اور دعائے خیر دیتے جس وقت کوکبۂ نبوی سامنے آیا ہے اسی وقت پردگیان عفاف اپنی شیریں اور سریلی آوازوں میں وجدانہ طور پر گانے لگیں ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا اللہ داع

چاند نکل آیا ہے کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔ معصوم لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں نحن جوار من بنی النجار ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں یا حبذا محمد امین جار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اچھا ہمسایہ ہے۔ آپ نے ان لڑکیوں کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم مجھے چاہتی ہو بولیں ہاں فرمایا کہ میں بھی تمھیں چاہتا ہوں۔ آپ کے ننھالی رشتہ دار بنو نجار بھی ہتھیار سجا سجا کر آئے تھے (بخاری شریف)

کوکبۂ نبوی کا نزولِ اجلال

ہر شخص سراپائے اشتیاق تھا اور اس امر کا آرزومند کہ کوکبۂ نبوی اسکے یہاں نزول اجلال کرے ایک شدید کشمکش تھی قرعہ پڑا تو یہ دولت حضرت ابوایوب انصاری کے حصہ میں آئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ناقہ کو چھوڑ دو وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے چنانچہ ناقہ حضرت ابوایوب کے مکان کے سامنے جا کر ٹھیر گئی۔ لیکن صحیح مسلم باب الہجرۃ میں ہے کہ جب آپ کی میزبانی کے متعلق کشمکش شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں بنو نجار کے ہاں اتروں گا جو عبد المطلب کے ماموں ہیں حضرت ابوایوب انصاری اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے حضرت امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں صراحت کی ہے کہ آپ کا ابوایوب انصاری کے ہاں قیام فرمانے کا باعث بھی قرابت تھی حضرت ابوایوب کے مکان کی دو منزلیں تھیں آپنے زائرین کی آسائش کے لئے زیرین منزل کو اپنے لئے پسند فرمایا اوپر سے دونوں وقت کھانا آجاتا جو بچ رہتا اُسے یہ دونوں کھا لیتے حضرت ابوایوب کی عقیدت و جاں نثاری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایکروز کہیں کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا انھوں نے اس اندیشہ سے کہ مبادا پانی بہکر زیرین منزل میں چلا جائے اور باعث تکلیف ہو سب اپنے لحاف میں جذب کر لیا حالانکہ گھر میں صرف ایک ہی لحاف تھا آپ سات ماہ تک برابر اس مکان میں قیام فرما رہے اور جب مسجد نبوی تیار ہو گئی اور اس کے برابر حجرے بنکر تیار ہو گئے تو آپ نقل مکان کر کے حجروں میں چلے گئے۔

قیامِ مدینہ کے ابتدائی اہم مشاغل

مدینہ میں گھر گھر اسلام پھیل گیا تھا فرزندان توحید کی تعداد روز افزوں تھی ضروریات بڑھ گئی تھیں اس لئے آپنے مدینہ میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ایک مسجد کی بنیاد رکھی کیونکہ اس کی تکمیل سے پیشتر آپ مجبوراً مویشی خانہ میں نماز پڑھا کرتے تھے ایک روز آپ نے مسجد کے لئے ایک زمین منتخب کی جو قریب ہی واقع تھی اور جس میں کچھ کھجور کے درخت اور کچھ قبریں تھیں اور خاندان بنی نجار کی ملکیت تھی آپ نے زمین کے مالکوں کو بلا کر خریداری اراضی کے متعلق گفتگو کی جس پر وہ کہنے لگے کہ قیمت لیں گے ضرور مگر آپ سے نہیں خدا سے لیں گے۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ زمین دو یتیم بچوں کی ملکیت ہے انھوں نے حاضر ہو کر اپنی زمین مفت نذر کرنی چاہی لیکن آپ نے اسے گوارا نہ کیا حضرت ابوایوب انصاری نے قیمت ادا کر دی اور قبریں اکھڑوا کر اور زمین ہموار کر کے کام شروع کرا دیا۔ تعمیر مسجد جو شروع ہوئی تو شہنشاہ عالم بھی مزدوروں میں شامل تھے اللہ اکبر صحابہ کیا پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے یہ رجز پڑھتے اور آپ ان کے ساتھ آواز ملاتے جاتے اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ اے خدا کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے اے خدا انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

مسجد کیا تھی سادگی اسلام کی ایک زندہ تصویر تھی خام اینٹوں کی خام دیواریں کھجور کے پتوں کا چھپر چوب خرما کے ستون بیت المقدس کی طرف قبلہ رکھا گیا بعد کو جب قبلہ کعبہ کی طرف ہو گیا تو شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کر دیا گیا اس کے بعد ایک عرصہ تک وہ یونہی رہی فرش چونکہ بالکل خام تھا مینہ برستا تھا تو کیچڑ ہو جاتی تھی۔ اتفاق کی بات تھی ایک روز کیچڑ ہو گئی تھی صحابہ نماز کے لئے آئے تو کنکریاں ساتھ لیتے آئے اور اپنی اپنی جگہ بچھا لیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق بہتر نظر آیا اور اس کے بعد ہی آپ نے سنگریزوں کا فرش بنوا دیا اسی مسجد کے ایک گوشہ میں ایک مسقف چبوترہ بھی تھا جو صفہ کہلاتا تھا یہ ان نادار اور عسرت زدہ لوگوں کے لئے تھا جو مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور کوئی گھر بار نہ رکھتے تھے اس متبرک مسجد میں سالہا سال رسول کریم صلی

علیہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سجدہ ریز عبودیت ہوتے رہے اور آج تک یہ محیط انوار الٰہی بنی ہوئی ہے۔

ازواج مطہرات کے حجرے

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد آپ نے ازواج مطہرات کے لئے قریب ہی حجرے تعمیر کرائے چونکہ ...... اس وقت آپ کے حرم میں صرف حضرت بی بی سودہ رضی اور حضرت عائشہ رضی داخل تھیں اور حضرت بی بی خدیجہ رضی کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے دو ہی حجرے تعمیر کئے گئے اس کے بعد جوں جوں ازواج آتی گئیں تو اور حجرے بنتے گئے یہ تمام مکانات بھی کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے ان میں سے پانچ مکان کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جو حجرے اینٹوں کے تھے ان کے اندر بھی حجرے بھی ٹہنیوں کے تھے ترتیب یہ تھی کہ حضرت ام سلمہ رضی حضرت ام حبیبہ، حضرت زینب، حضرت جویریہ رضی حضرت میمونہ، حضرت زینب بنت جحش مکانات شامی جانب تھے اور حضرت عائشہ حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی کے حجرے مقابل جانب تھے (طبقات ابن سعد)

تمام مکانات چھ چھ سات سات ہاتھ عریض اور دس دس ہاتھ طویل تھے چھت کی بلندی اتنی تھی کہ اگر کوئی شخص اندر کھڑا ہو جائے تو اپنے ہاتھ سے چھت کو چھو لے۔ دروازوں پر کمل کا پردہ پڑا رہتا تھا لیکن رات میں چراغ نہیں جلتا تھا (بخاری)

آپ کے ہمسائے سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عمارہ بن حزم اور ابو ایوب رئیس اور دولتمند تھے یہی لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیجا کرتے تھے اسی پر آپ کی گذر تھی حضرت سعد بن عبادہ کا تو یہ معمول تھا کہ شام کے وقت کھانے کے لئے ایک بڑا بادیہ بھر کر بھیجا کرتے تھے اس میں کبھی دودھ، کبھی گھی اور کبھی سالن ہوتا تھا۔

اصحاب صفہ

اصحاب صفہ وہی بزرگ ہیں جو مسجد نبوی کے مسقف چبوترہ پر پڑے رہتے تھے عربی میں صفہ کہتے بھی سائبان کو کہتے ہیں اور یہ لوگ تمام وقت تعلیم و عبادت میں گذارتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت و علم حاصل کرتے ان بزرگوں میں سے جو شخص بھی شادی کر لیتا تھا وہ اس حلقے سے نکل جاتا تھا ان کا معمول تھا کہ ان میں سے ایک جماعت صبح کو جنگل چلی جاتی، گری پڑی لکڑیاں چن لاتی اور اسے فروخت کرکے جو کچھ ملتا اس سے سب کی گذر ہوتی جو رہ جاتے وہ دن کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنتے قرآن پڑھتے حضرت ابوہریرہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی اصحاب صفہ ہی میں شامل تھے غربت و عسرت کا یہ عالم تھا کہ دو دو دن صاف گذر جاتے اور کچھ کھانے کو نصیب نہ ہوتا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بعض اوقات ضعف اور گرسنگی سے عین حالت نماز میں گر پڑتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہیں سے صدقہ کھانا آتا تو پورے کا پورا ان کے پاس بھیج دیتے اور جب کوئی ضیافت کرتا تو انھیں بلا لیتے اور انھیں اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ رات کے کھانے کے لئے انھیں مہاجرین اور انصار پر تقسیم کر دیتے اور ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ان میں سے ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لیجاتا اور کھانا کھلاتا۔ (ترمذی)

غربت زدوں پر غریب نواز عالم کی شفقت

حضرت سعد بن عبادہ رضی انصار میں بہت بڑے دولتمند بھی تھے اور نہایت فیاض و سخی بھی تھے اور نہایت رحم دل بھی تھے اُن کی یہ حالت تھی کہ وہ بعض اوقات اسی اسی مہمانوں کی دعوت کرتے اور ساتھ کھانا کھلاتے ان کی جو منزلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی اور جتنا خیال کرتے تھے اس کا اندازہ آپ اس امر سے کر لیجئے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ زہرا رضی نے یہ کہکر ایک کنیز کے لئے استدعا کی کہ میرے ہاتھوں میں چکیاں پیستے پیستے نیل پڑ گئے ہیں آبلے نمودار ہو گئے ہیں تو آپ نے صاف جواب دیدیا کہ "مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ صفہ والے تو بھوکے مر رہے ہوں اور تمھیں کنیز تقسیم کر دوں مجھے اس وقت سب سے زیادہ ان کا فکر ہے" اتنا ہی خیال آپ کو ان کی تعلیم کا تھا۔ آخر رحمۃ اللعالمین تھے آپ خیال نہ کرتے تو کون کرتا خود بھی پڑھاتے اور معلموں سے بھی پڑھواتے ان کی تعلیم کے لئے خاص طور پر ایک معلم مقرر تھا (زرقانی)

ان کی تعلیم کا سلسلہ راتوں کو بھی جاری رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ انھیں حدیث قرآن اور قرأت میں اچھی مہارت حاصل ہو گئی تھی اور آپ کو جب کہیں دعوت اسلام کے لئے کسی کو بھیجنے کی ضرورت داعی ہوتی تھی تو آپ اصحاب صفہ ہی کو بھیجتے تھے غزوہ معونہ میں اسلام کی تعلیم دینے کے لئے جو اصحاب بھیجے گئے تھے وہ سب اصحاب صفہ ہی پر مشتمل تھے اور جن کی تعداد ستر تھی۔

عسرت وافلاس کے غمگین مناظر

کھانے کے ساتھ ملبوسات کی بھی شدید تکلیف تھی ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس تہبند اور چادر دونوں چیزیں ہوں مجبوری کے عالم میں یہ بزرگ چادر ہی کو اپنے گلے میں اس طرح باندھ لیتے تھے کہ وہ ان کے سرین و زانو تک لٹک آتی تھی یہی ان کا لباس تھا اور یہی سب کچھ! ان کی تعداد کبھی ایک حالت پر نہیں رہتی تھی گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ بڑی سے بڑی مجموعی تعداد چار سو

تنگ تھی۔ صفہ میں اتنی گنجائش ہی نہ ہوتی تھی کہ اتنے بزرگ بھی آرام و آسائش کے ساتھ رہ سکیں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وتعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ آگے چل کر یہی بزرگ جن کے کھانے کے لئے نہ روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور نہ پہننے کو ایک چیتھڑا اور جو اگر یونہی چھوڑ دیئے جاتے تو دنیا کیا خود مدینہ والے بھی ان کے نام سے آشنا نہ ہوتے ممالک اسلامیہ کے لائق اور مشہور گورنر ہوئے۔ صفہ درحقیقت دنیا میں پہلی اسلامی یونیورسٹی تھی جس کے محترم پرنسپل حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جس کے طلبا میں دنیا کے بہترین مدبر بہترین شجاع بہترین عالم، بہترین قاری بہترین سیاست داں بہترین معلم بہترین حکمران اور بہترین تاجر و شہری پیدا ہوئے۔

دنیائے اسلام کی پہلی یونیورسٹی

مسجد نبوی عہد نبوت میں صرف سجدہ گاہ قدوسیان اور عبادت گاہ ہی نہ تھی بلکہ یہی یونیورسٹی تھی، یہی کالج تھا یہیں مہمان قیام کرتے یہیں قبائل کے وفود ٹھہرتے یہیں سے دعاۃ اسلام اطراف عرب میں دعوت اسلام کے لئے بھیجے جاتے یہیں نزاعات وقضایا کا فیصلہ ہوتا، یہیں کچہری تھی اور یہی تحصیل، یہیں مقدمات کی سماعت ہوتی اور یہیں زکوٰۃ وصول ہوا کرتی غزوات کے لئے افواج بھی یہیں سے تیار ہوتیں یہیں خطبے پڑھے جاتے، یہیں علمی سیاسی معاشرتی، فقہی اور تمدنی مشورے ہوتے گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی کی انتہا کردی اور مسجد کو ایک جامع حیثیت عطا کی انتہا یہ تھی کہ غزوات میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے اور جو مال غنیمت تقسیم ہوتا وہ یہیں رہتے اور یہیں تقسیم ہوتا افسوس ہے کہ آج مسلمان مساجد کی سودمندیوں کو بھول گئے اور ان مراکز سے انہوں نے کام لینا چھوڑ دیا ورنہ یا ایسی جگہیں ہیں جہاں سے مسلمان بڑے بڑے کام لے سکتے ہیں ہماری مسجدیں آج بھی ہمارے کتب خانے ہماری لائبریریاں ہمارے ریڈنگ روم ہمارے دارالشوریٰ اور ہمارے سب کچھ بن سکتی ہیں لیکن اسے کیا کیا جائے کہ مسلمانوں کو کچھ پرواہ نہیں اور وہ اپنی مساجد کی اہمیت کو بھول گئے اب سے کچھ عرصہ پیشتر تک تو یہ قاعدہ بھی تھا کہ ہمارے بڑے بڑے فضلا مساجد ہی میں تعلیم پاکر دنیا کے علمی میدانوں میں قدم رکھتے تھے۔ مساجد کے بوریہ نشینوں انہی کے فیض تربیت نے سید محسن الملک، وقار الملک، شبلی، حالی، نذیر احمد، چراغ الدین اور آزاد جیسے نامور پیدا کئے جنہوں نے مغربیت کی تربیت والوں سے بھی اپنے کمالات کا اعتراف کرالیا اور جنہوں نے اپنی حیات چند روزہ میں وہ علمی وعملی کارنامے دنیا کے سامنے پیش کئے جو جدید تعلیم یافتہ افراد کے تصور میں بھی نہیں آسکتے مساجد کے مختلف مکتب میں سب

بڑی بات یہ تھی کہ انسانوں پر اس تعلیم کا بجا اثر ہوتا تھا دماغ کے ساتھ دل کی بھی تربیت ہوتی تھی اور اس کا مذہبی اور اخلاقی اثر آنا گہرا اور اتنا دیرپا ہوتا تھا اور طلبا کے قلوب میں کچھ ایسی امنگ ایسا خلوص اور وہ جوش پیدا ہو جاتا تھا جو ہمارے جملہ ضروریات دینی اور دنیوی کا متکفل ہوتا تھا۔

اس وقت بھی سکھ اور ہندو اور مسیحی اپنے گوردواروں اپنے مندروں اور اپنے گرجوں سے برابر استفادہ کر رہے ہیں مگر ہوش نہیں آتا تو فرزندان توحید کو! کاش اب بھی ان کی آنکھیں کھلیں۔

نماز و اذان کی سرشارانہ اہمیت

اس وقت تک نماز جماعت کا کوئی اہتمام نہ تھا جو جس وقت آتا مسجد میں نماز پڑھ لیتا اور چلا جاتا اسلام کی جملہ عبادات وتقاریب میں وحدت و اجتماع کی جو روح جلوہ گر رہی اور ہے وہ اس وقت معدوم تھی حضور رسالت مآب کو یہ طریقہ پسند نہ تھا اسی لئے آپ نے لوگوں کو گھروں سے بلانے اور ایک وقت پر نماز کے لئے مسجد میں اجتماع کی غرض سے کچھ لوگ مقرر کرنے کا ارادہ کیا ظاہر ہے کہ اس میں گونہ زحمت تھی چنانچہ آپ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ کیا صورت اختیار کرنی چاہیئے لوگوں نے مختلف رائیں کا اظہار کیا عیسائیوں اور یہودیوں کے طریقے پیش کئے گئے کسی نے کہا کہ نماز کے وقت مسجد میں کسی بلندی پر ایک علم کھڑا کر دیا جائے لوگ اسے دیکھ دیکھکر وقت پر چلے آیا کریں گے حضرت عمرؓ نے منادی عام کی تجویز دی جس نے موجودہ اذان کی صورت اختیار کرلی رسول کریم نے حضرت عمرؓ کی رائے پسند کی اور حضرت بلالؓ کو طریقہ سکھا کر موذن مقرر کیا اس طرح نہ صرف کہ وقت پر لوگ جمع ہو جاتے تھے بلکہ دن میں پانچ دفعہ اعلان توحید بھی ہو جاتا تھا۔

بعض کتابوں میں اذان کی تجویز حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے منسوب کی گئی ہے لیکن صحیح بخاری میں صاف تصریح موجود ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ناقوس اور بوق کی تجاویز بھی پیش کی گئیں لیکن آپ نے حضرت عمرؓ کی اذان کی تجویز پسند کی اور حضرت بلالؓ کو اس کا طریقہ سکھا کر اذان دینے کا حکم دیا ساتھ ہی نماز کی رکعات کی بھی تعیین کردی گئی جس سے بہت آسانیاں پیدا ہوگئیں اور اس اولین اور ممتاز ترین عبادت نے ایک منظم و موثر صورت اختیار کرلی۔

مواخاۃ اسلامی کی شاندار مناظر

[illegible] بیت کا اولین سعادت پر ان کا سلف [illegible] ... [illegible] نے ایسے [illegible] اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

آپ کی اطاعت و انقیاد کے وہ پرشکوہ اور روح پرور مظاہر دنیا کے سامنے پیش کئے جن کی کوئی مثال دنیا میں کسی قوم اور کسی مذہب میں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکتی۔ انبیاء حضرت نوح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی امتیں تھیں اور یہ بزرگ بھی اپنی جلالت شان اور علو مرتبت میں کم نہ تھے لیکن ان کی امتوں نے قدم قدم پر نافرمانی اور ان کے حکم سے اعراض و سرتابی کی۔ کردہ ستاہیں ایسی گئیں حضرت نوح کو اپنی قوم کے لئے مجبور ہو کر غرقابی کی دعا مانگنی پڑی یہود نے حضرت موسیٰ سے صاف کہدیا تھا تو اور تیرا خدا دشمنوں سے نبٹ لیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے حضرت عیسیٰ کو بھی ان کے نازک وقت میں ان کے حواری و صحابی چھوڑ کر روپوش ہوگئے اور ایک ان پر ہی کیا منحصر ہے دنیا کی بیشتر اقوام دائمی کی ذہنیت اور رجحان خاطر یہی رہا اور ان کے انبیاء اور پیشوا اسے خطاہم تا آخر الامر ان کے لئے بددعائیں کرنی پڑیں لیکن ہمارے نبی کریم کے ساتھ سرفروشوں اور ہر آڑے وقت پر فرزندان توحید نے پوری جان نثاریاں کیں اور جب اور جس حالت میں آپ نے جو حکم دیا اس کے سامنے انہوں سر اطاعت جھکا دیا مکہ کی زندگی کتنی پر مصائب اور لبریز خطرات زندگی تھی جس میں ہر آپ کے خلاف سازشوں کے جال بچھے ہوئے تھے کوئی لمحہ اور کوئی ثانیہ ایسا نہ گذرتا تھا جو آپ کے لئے صدہا خطرات و مہالک سے خالی ہو لیکن اس عالم میں بھی ہر فرزند آپ کا حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالے رہا۔ مدینہ منورہ پہنچے ہیں تو آپ اور آپ کے ساتھیوں کی حیثیت کیا تھی جان لیکر بھاگے تھے نہ کچھ سر چھپانے کو ٹھکانا تھا اور نہ پیٹ بھرنے کو کھانا اصلاً دیکھو تو سب کی گذر کسی نہ کسی حیثیت سے انصار کی کمائی یا ان کی امداد پر تھی لیکن مجال تھا کہ کسی ایک قلب کو بھی یا رہ ناگوار گذرے۔

انصار کی عالم افروز ایثار کاریاں

دنیا میں جان اور مال کتنی عزیز تر چیزیں ہیں لیکن انصار نے یہ سب مہاجرین کے قدموں پر رکھدیں اور رسول کریم کو ان کا مختار کل بنا دیا بہت کم اصحاب نے غور کیا ہوگا کہ اس وقت مال و اموال کے متعلق یہ حکم نہ تھا کہ سال میں صرف ایک دفعہ ڈھائی فیصدی اللہ کی راہ میں نکال کے اور بری ہو جاؤ بلکہ یہ تھا کہ جو تعیشات اور اللے تللوں کے مصارف کے بعد نہیں سادہ ضروریات کے بعد بچے اسے سب اللہ کی راہ پر دیدو۔

کتنی شدید آزمائش تھی اپنی محنت و بازو کی کمائی جو اپنے راحت و آرام پر اپنے زن و فرزند پر اپنے اقرباء و احباب پر خرچ ہونی چاہیے تھی وہ سب غریب الوطنوں کی ایک جماعت کے لئے وقف ہو کر رہ گئی تھی لیکن سب خوش تھے شاد و خرم تھے اور اسے اپنی سعادت سمجھ رہے تھے طبائع کا یہ انقلاب اور وہ بھی محض چند روزہ تبلیغ کے اثر سے وہ حیرت افروز اور استعجاب افزا شے ہے کہ دنیا اس پر اس وقت تک برابر حیرت کا اظہار کر رہی ہے اور غالباً قیامت تک یہی اس کی اس حیرت میں سیری کبھی واقع نہ ہوگی اور نہ ہونا چاہیئے۔

بہترین تدبر کا بہترین انتظام

بلاشبہ مہاجرین میں بڑے بڑے صاحب اثر لائق اور دولتمند اصحاب بھی تھے لیکن مکہ سے مخفی طور پر رات کے سناٹے میں چھپ چھپ کر نکلے تھے۔ کچھ ساتھ لا ہی نہ سکے تھے لیکن عمومیت و اکثریت تو ایسے بزرگوں کی تھی جو قطعی طور پر بے سروسامان تھے اور پاس کچھ تھا بھی تو سب کچھ لٹ چکا تھا البتہ سینے نور یزدانی کی دولت سے صرف پر انوار اور مالا مال تھے۔ نتیجہ جو ہونا تھا اور جو ہونا چاہیئے تھا وہی ہوا انصار کے گھر مہمانخانہ عام بن گئے۔ لیکن یہ افراتفری اور بے ترتیب زندگی کب تک گذاری جا سکتی تھی اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولین فرصت میں مہاجرین کی پرورش و کفالت کے لئے ایک سہل مگر مستقل و منظم نظام کی ضرورت محسوس کی آپ نے دیکھا کہ مہاجرین بھی بہت غیور اور سیر چشم ہیں اور وہ نذر و خیرات کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کو حرکت میں لائیں اور خود پیدا کر کے اپنی گذر کریں لیکن سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اس وقت کیا بھی جائے تو کیا کیا جائے بالکل بے گھر بے زر اور بے پر ہیں کچھ کرنے کچھ سوچنے اور اپنے لئے معاش کی راہیں کھولنے کو بھی تو ایک وقت چاہیئے کچھ دیر لگے گی اور ظاہر ہے کہ اس وقفہ مدت کے لئے کسی انتظام کی ضرورت آ رہی ہی۔

فقید المثال دماغ کی فقید المثال کارفرمائی

چنانچہ آپ نے اس کے لئے وہ تدبیر سوچی اور وہ انتظام کیا جو اپنی نوعیت و ندرت میں اس وقت بھی نئی چیز تھا اور عملی دنیا میں قیامت تک یہی نئی چیز ہی رہے گا آپ نے اپنے فقید المثال اور عدیم النظیر دماغ سے کام لیکر مہاجرین و انصار میں باہم رشتہ اخوت قائم کیا جیسے آپ نے حضرت انس بن مالک کے کاشانہ راحت میں انصار اور مہاجرین کو جمع کیا۔ . . . . ایک طرف مہاجرین کو بٹھایا اور دوسری طرف انصار کو اس وقت مہاجرین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد پینتالیس تھی پھر آپ محترم انصار کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا "یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں" اس کے بعد آپ نے یہ کیا کہ ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کو بلاتے اور دونوں سے کہتے گئے کہ آج سے تم دونوں بھائی بھائی ہو ایسے دو بھائی جنھیں دنیا کی کوئی قوت آج کے بعد اس اخوت سے محروم و جدا نہیں کر سکتی۔ اصلاً و نسلاً دونوں جدا تھے لیکن اس کے بعد وہ حقیقتاً بھائی بھائی ہوگئے

ایسے بھائی کہ رشتہ حقیقی اس اخوت اور اس تعلق کے سامنے بے نور ہو کر رہ گیا رسول کریمؐ تو توجہ کرنا تھا کر چکے اب انصار کی قوت ایمانی اور ایثار پرستانہ جذبہ آفرینی ملاحظہ ہو۔

ایثار و اخلاص کے خیرہ کن مظاہر

انصار جو اس ہر سعد بن معلم محفل سے اٹھے تو مہاجرین کو ساتھ لیجا کر گھر کی ایک ایک چیز شمار کرائی ہر چیز کا جائزہ دیا کہ اس میں نصف آپ کا ہے اور نصف ہمارا اس ملکوتی جذبہ کی انتہا یہ تھی کہ حضرت سعد بن الربیع اور عبدالرحمٰن بن عوف بھائی بھائی قرار پاتے ہیں ....

.... حضرت سعد حضرت عبدالرحمٰن سے کہتے ہیں بھائی میرے دو بیویاں ہیں ہر چیز نصف نصف کر چکا بیویاں باقی رہ گئی ہیں میں ایک کو طلاق دیئے دیتا ہوں اس سے آپ شادی کر لیں میں نہیں دیکھ سکتا کہ آپ کسی شائبہ ضرورت میں بھی کوئی تکلیف اٹھائیں"

بتائیے اس محبت اس فداکاری اور اس واہبیت کی مثالیں کہاں ملیں گی اور کہاں ڈھونڈو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے احسانمندی کے اظہار کے ساتھ انکار کر دیا۔ اور فرمانے لگے خدا آپ کو آپ کی سب چیزیں مبارک کرے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں مجھکو صرف بازار کا راستہ بتادیجئے حضرت سعد نے مدینہ کے مشہور بازار قینقاع کا راستہ جاکر بتا دیا انہوں نے وہیں سے کچھ گھی اور کچھ پنیر خریدا شام تک خرید و فروخت کرتے رہے چند ہی روز میں ان کے پاس اتنا سرمایہ ہو گیا کہ شادی کر لی۔

ان کی تجارت کو رفتہ رفتہ اتنی ترقی ہوئی کہ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو سونا بنجاتی ہے بہت زیادہ مدت نہیں گذرنے پائی تھی کہ کاروبار اتنا بڑھ گیا کہ ان کا اسباب تجارت سات سو اونٹوں پر لدکر آتا تھا اور جس روز مدینہ پہنچتا تھا شہر بھر میں ایک دھوم مچ جاتی تھی۔ سچ ہے جو اپنی مدد آپ کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

محبت و ایثار کے سمندر کی مواجی

یہ رشتہ بالکل حقیقی رشتہ بن گیا تھا دونوں طرف جوش محبت و ایثار کے دو سمندر ٹھاٹھیں مار رہے تھے۔ انصار کا ایثار اپنی یکتائی کے کسی جزیہ کی بھی تقصیر گوارا کرنے پر تیار نہ تھا اور مہاجرین کی غیرت و شرافت سیدگان فلک کی آنکھیں بند کئے رہتی تھی مہاجرین تجارت پیشہ تھے اور انصاری زراعت و باغبانی میں کمال رکھتے تھے۔ اس وقت روپیہ پیسہ تو بہت ہی کم تھا انصار کی دولت جو کچھ تھی وہ ان کے نخلستان تھے۔ انہوں نے رسول کریمؐ سے استدعا کی کہ ہمارے یہ باغات اور نخلستان ہمارے بھائیوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں رسول کریم جانتے تھے کہ مہاجرین فن باغبانی و زراعت سے بالکل ناآشنا ہیں اس لئے آپنے ان کی طرف سے خود انکار کر دیا۔ بھلا انصار کے جذبہ ایثار کو کہاں تسکین ہو سکتی تھی کہنے لگے حضور آپ کوئی خیال نہ کریں۔ کام ہم خود ہی سب کرینگے پیداوار جو ہوگی اس میں انصار کا نصف حصہ ہوگا مہاجرین نے ان کے اصرار پر اپنے بھائیوں کی یہ محبت بھری درخواست منظور کر لی یہ حالت ہو گئی تھی کہ کوئی انصاری مرتا تھا تو اس کی جائداد اور اس کا مال مہاجر کو ملتا تھا اور اس کے ہم رشتہ دار اقربا محروم رہتے

مہاجرین عظام کے غیورانہ خصائل

اب تک یہ سب کچھ اس حکم ربانی کے ماتحت ہو رہا تھا۔ ان الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا و نصروا اولٰئک بعضھم اولیاء بعض جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان لوگوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی باہم بھائی بھائی ہیں" (سورہ انفال)

لیکن جنگ بدر کے بعد جب مہاجرین کو امداد و اعانت کی ضرورت باقی نہیں رہی تو حکم بدل گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض "یعنی ارباب قرابت ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں" اس کے بعد سے یہ طریق اور آئین بدل گیا ۴ھ کا ذکر ہے کہ بنو نضیر کو اپنی شرارتوں اور بہم شکنیت کاریوں کی بنا پر جلا وطنی کی سزا دی گئی اور ان کے تمام نخلستان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آگئے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور استصواب رائے کیا کہ مہاجرین نادار ہیں بے سروسامان ہیں اگر تمہیں منظور ہو تو یہ تمام نخلستان تنہا مہاجرین کو دے دیئے جائیں اور تم اپنے نخلستان واپس لیلو انصار کے اندر غضب کا ایثار پیدا ہو گیا تھا قلب میں خلوص کے سوا کسی غرض اور لوث کا شائبہ بھی موجود نہ رہا تھا انہوں نے برجستگی کے ساتھ جواب دیا حضور یہ کیا فرما رہے ہیں کون ہم ہیں اور کون مہاجرین نئے نخلستان بھی انہی کو عطا کیجئے اور ہمارے نخلستان بھی ہمارے بھائیوں کے پاس رہنے دیجئے" واقعی دنیا انصار کے اس جوش ایثار پر ہمیشہ ناز کرے گی۔ لیکن مہاجرین کی غیرت و شرافت اور شیفتگی اسلام کا درجہ بھی بہت بلند تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غیورانہ عمل کا ایک ہلکا خاکہ سطور بالا میں کیا ہی جا چکا ہے۔

اسلامی غریب الوطنوں کے مشاغل معاش

بعض دیگر صحابہ نے بھی جو مہاجرین میں تھے بازار میں اپنی دکانیں کھول لیں اور کاروبار شروع کر دیا اللہ تعالےٰ نے مدد کی تائید الٰہی ساتھ ہوئی اور ایک قلیل و تھوڑی مدت ہی میں ان کی تجارتیں بہت فروغ پا گئیں حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان کارخانہ مقام سنح میں قائم تھا جہاں آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے (ابن سعد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت شروع کر دی (مسند امام حنبل) حضرت عثمان غنی بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے اور انہوں نے بڑی ترقی حاصل کی (مسند امام احمد حنبل)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت تو اتنی وسعت اختیار کر گئی تھی کہ اس کی شاخیں اس زمانہ میں ایران تک پھیل گئی تھیں (احمد حنبل) اسی طرح دیگر صحابہ کرام نے بھی چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کر رکھی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ سے بکثرت احادیث مروی ہیں اس کی وجہ کیا ہے تو آپ نے برجستگی کے ساتھ جواب دیا کہ اس میں میرا قصور کیا ہے کہ اور صحابہ تو بازار میں مصروف تجارت رہتے تھے لیکن میری حالت یہ تھی کہ میں رات دن دربار نبوتؐ میں حاضر رہتا تھا" اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ مہاجرین نے اس وقت تو مجبوری اور بے سروسامانی کے عالم میں رشتہ مواخاۃ کو منظور کر لیا تھا لیکن کچھ ہی دن گذرنے کے بعد انھوں نے اپنی روزی اپنے قوت بازو سے پیدا کرنی شروع کر دی۔ اور اکثر مہاجرین کاروبار میں مصروف ہو گئے۔

مہاجرین کا مکن

مہاجرین کے لئے گذر اوقات کا تو سامان ہو گیا تھا مگر وہ انصار کے مکانات میں رہنا پسند نہ کرتے تھے کہ عرب میں اُسے گویا برا سمجھا جاتا تھا اور اس سے تکلیف کا بھی امکان تھا اس لئے انصار کرام نے اپنی آراضی جو ان کے مکانات کے گرد و نواح میں افتادہ حیثیت میں تھی وہ انھیں دیدی تھی اور جن کے پاس اس قسم کی کوئی اراضی سرے سے تھی ہی نہیں انھوں نے اصرار کیا کہ جب ہر طرح بھائی ہی بن گئے تو برائی اور تکلف کیا سا تھ رہو اور اپنے مسکونہ مکانات ان کے قیام کے لئے عطا کر دیئے مدینہ میں سب سے پیشتر حضرت حارثہ بن نعمان نے اپنی اراضی پیش کی۔ بنو زہرہ عقب مسجد نبوی میں آباد ہو گئے اور یہیں حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے ایک چھوٹا سا قلعہ اپنے لئے تعمیر کر لیا۔ حضرت عثمانؓ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبید کو انصار نے اپنے مکانات کے برابر کی اراضی عنایت کی حضرت زبیر بن العوام کو ایک اچھی اور وسیع زمین دی گئی جس میں انہوں نے اپنے لئے ایک مکان تعمیر کر لیا (ابن ہشام)

رشتہ مواخاۃ کی حکمت

"رشتہ مواخاۃ" کا قیام ایک فوری ضرورت کی تکمیل ہی نہ تھی بلکہ اس کے اندر ایک خاص اور اہم حکمت و مصلحت یہ تھی کہ انصار بھی نو مسلم تھے اور مہاجرین کو اسلام لائے ہوئے ایک مدت گذر چکی تھی ان میں ہر درجہ کے تربیت یافتہ اور ہر دماغ کے ارباب فہم و کار موجود تھے جو ابتلاء و مصائب کی بھٹی میں پڑ کر کندن بن چکے تھے اور ان میں صحبت حضرت رسالت مآبؐ سے یہ وصف پیدا ہو چکا تھا کہ ان کی درسگاہ تربیت سے ارباب استعداد بھی تربیت حاصل کر سکیں۔ اسی لئے رسول کریمؐ نے رشتہ اخوت کے قیام و قرار دونوں بھائیوں کے مزاج و مذاق کا خاص خیال رکھا تھا اور یہ محض شان نبوت ہی کا کمال تھا کہ جس نے ایک نگاہ میں دونوں ہونے والے بھائیوں کی استعداد کا کامل اندازہ لگا لیا تھا دیکھئے حضرت ابو حذیفہ قریش کے رئیس اعظم عتبہؓ کے فرزند تھے اسی نسبت سے انکو عباد بن بشیر رئیس قبیلہ کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام اور شان سے ایک دنیا واقف ہے ان کے نزدیک اسلام کے مقابلہ میں پدری اور فرزندی رشتہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا غزوہ بدر میں انھوں نے باپ کی گردن اڑا دی ان کی تربیت میں سعد بن معاذ دیئے گئے ان میں بھی یہ وصف نمایاں تھا۔ بنو قریظہ ان کے حلیف تھے اور عرب میں یہ رشتہ ابوت اور اخوت کے رشتہ کے برابر سمجھا جاتا تھا تاہم غزوہ بنی قریظہ میں جب اسلام سے مقابلہ آیا تو انھوں نے اپنے پیارے حلیفوں کو اس پر نثار کر دیا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت سعد بن الربیع کی تربیت میں جو امیر الامراء تھے تجارت کی بلند ترین منزل پر پہنچ گئے غرض خوب دیکھ بھال کر رشتہ اخوت قائم کیا گیا تھا بحرین فتح ہوا اور آپ نے اُسے انصار میں تقسیم کر دینا چاہا کیا اس جذبہ ایثار کی دنیا میں کوئی نظیر مل سکتی ہے کہ انصار نے صاف طور پر عرض کی کہ پہلے کوئی اتنی ہی زمین مہاجرین کو دیدیجئے جب ہم لیں گے۔"

یہ تھی مسلمانوں کی ہمدردی اتفاق اور ایثار کا مظاہرہ اور خدا پرستی جس نے انھیں چند سال کے اندر اندر مالک تاج و تخت بنا دیا آج مسلمان اپنے اعمال کا نہیں اپنی بدبختی کا شکوہ کرتے ہیں اور خود اپنے اعمال کو نہیں دیکھتے اور اگر وہ غور سے اپنے اعمال کا مطالعہ کریں تو انکی بدبختی کا موجب خود انھیں کے اعمال ہیں۔

تین دینی کتابیں

(۱) چھبیس پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھیں کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ اسی صفحات۔ (۲) اقوال الرسول بچوں عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لئے صحاح ستہ کی مفید ترین احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کے کام کی باتیں ۹۶ صفحے۔ (۳) عقائد حنفی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی محنت کا یہ آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ ہر ہومعمولی بھی سمجھ لیں۔ قیمت اصلی ہر سہ جلد ایک روپیہ رعایتی ۹ر محصول ۵ر کل ۱۴ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

یہود و قریش کی سازشیں

دنیا یہ خیال کرتی ہے کہ ہجرت نبوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک فوز عظیم کی تمہید بن گئی اور مدینہ کی زندگی آپ کے لئے ایک سکون و اطمینان کا عنوان ثابت ہوئی مغربی مورخین تو لکھتے ہیں اور علانیہ لکھتے ہیں کہ حضور رسالت مآب جب تک مکہ میں رہے آپ کے پیغمبرانہ خط و خال عریاں و نمایاں تھے لیکن مدینہ پہنچتے ہی اس پیغمبری نے شاہانہ صولت کی صورت اختیار کر لی۔ یہ غریب بھی کیا کریں مجبور ہیں۔ تعصب و تنگدلی قدم قدم پر عنان گیر ہے عصبیت ملی نہ حقیقت نگاری کی اجازت دیتی ہے اور نہ حق نوازی کرنے دیتی ہے تعصب تو چیز ہی وہ ہے جس کی ایک چنگاری حقائق و شواہد کے صد ہزار خرمنوں کو خاکستر بنانے کے لئے کافی ہے پھر جب مقصد ہی احقاق حق نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ وہ ایک مرقع جور و ستم آراستہ کریں تو آخر اس کے نقش و نگار کے لئے لہو کی بوندیاں کہاں سے لائی جائیں جب تک ان کی نظروں کے سامنے ان کے تصور کی کرشمہ کاریاں چند چشمہ ہائے خون رواں حالت میں پیش نہ کردیں ان کا یہ مقصد پورا ہی نہیں ہو سکتا مکی زندگی میں تو انھیں ڈھونڈے سے بھی کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں ملتا جسے وہ اپنے کامیابی مقصد کی دلیل بنائیں مجبوراً وہ یہ کہکر اور لکھکر ہی اپنے قلب پر التہاب کی تسکین کا سامان فراہم کر لیتے ہیں کہ ابو طالب رسول کریم کو بہ نگاہ تحقیر دیکھتے تھے اور اسی لئے انھوں نے بکریاں چرانے کی خدمت آپ کو تفویض کر رکھی تھی یا یہ کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نہیں پہنچتا لیکن مدینہ کی زندگی پر جب سرسری نظر ڈالتے ہیں تو انھیں پیغمبر کے ہاتھ میں شمشیر براں جسم میں زرہ بکتر اور سر پر خود نظر آتا ہے غرض وہ ان تو حیدی افواج کو اپنی سپہ سالاری میں لڑاتے فتوحات حاصل کرتے اور مال غنیمت کے انبار جمع کرتے دکھائی دیتے ہیں اب تحقیق کرے ان کی بلا وہ فوراً خیال قائم کر لیتے ہیں کہ یہ پیغمبری نہیں شاہی ہے ایک پیغمبر کو تو کسی غار میں یا پہاڑ کی چوٹی پر مصروف عبادت نظر آنا چاہیئے تھا لڑنا بھڑنا تو دنیا داروں کا شغل ہے۔

لڑے جبر و زور کے ذریعہ اسلام پھیلانے کو اور مقابلے کئے اس لئے کہ ان کے اور ان کے نادار رفقاء کے لئے بقائے حیات اور عیش زندگی کی غرض سے سامان ہاتھ آئے۔

دوگونہ آلام و مصائب کا ہجوم لیکن حقیقت یہ نہیں

حقائق رسی کے لئے ایک بے لوث طبیعت کی ضرورت ہے وہ انھیں میسر نہیں بیشک مدینہ آکر اسلام کی تکالیف دو بالا ہو گئیں اور اسے گونہ چین نصیب ہوا مگر اس سکون اور اس چین کے اندر بھی صد ہزار افکار اور مصائب مستور نمایاں نظر آتے ہیں مکہ تک تو یہ تھا کہ ایک ہی قوم دشمن تھی اور ایک ہی نوع کے مصائب کا مقابلہ تھا ساتھ ہی یہ توقعات بھی قائم و وابستہ تھیں کہ اگر مکہ نے اسلام کے سامنے کسی وقت سر تسلیم خم کر دیا تو اس کا اثر پورے عرب پر پڑیگا اور قریش کا اسلام جملہ قبائل عرب کے اسلام لانے کا محرک بنجائیگا لیکن مدینہ کی یہ حالت نہ تھی اہل مدینہ کا اثر حلقہ مدینہ سے باہر کچھ نہ تھا اور نہ مدینہ والوں کے اسلام کا اثر دیگر قبائل کو متاثر کر سکتا تھا یہاں ایک کے بجائے دشمن بھی تین تھے جو قریش مکہ کی طرح آپ کی جان و آبرو کے دشمن تھے قریش جو سازشیں کرتے تھے ان کے نتائج دوسرے ہی دن بشکل مجسم سامنے آجاتے تھے لیکن مدینہ والوں کی سازشیں اپنی وسیع اور گہری ہوتی تھیں ان کا پتہ ہی لگنا غیر ممکن تھا اور یہ اندیشہ ہمہ وقت سوہان روح بنا رہتا تھا کہ خدا جانے یہ لوگ کس وقت اور کیا کر بیٹھیں۔

یہاں منافقین تو انتہائی خطرناک صورت اختیار کر گئے تھے اور مار آستین بنکر مسلمانوں کو ورغلانا گمراہ کرنا اور پہلو میں کھڑے ہو کر پہلو پر وار کرنا ان کا کام تھا گویا آب دیا باہر سے اندر آگئی تھی اور طبیعت اپنی مینڈھ کو آپ کھا رہا تھا رہ گئے یہود وہ عادت، خصلت، مذہب اور دیانت میں بالکل جدا گانہ حیثیت رکھتے تھے فرزندان توحید کے بالکل حریف مقابل بن گئے تھے ادھر انھیں اپنی دولتمندی، اپنی شجاعت اور اپنی قلعہ بندیوں پر پورا ناز تھا اور بعض اوقات صاف کہدیا کرتے تھے کہ رسول کریم کو قریش سے مقابلہ پڑا ہے جو کمزور تھے ہم سے مقابلہ ہو تو ہم دکھادیں مکہ میں تو ایک ہی قسم کی اذیت و تکلیف تھی مدینہ میں اس لئے بہت سے پہلو اختیار کرلئے تھے انتہا یہ تھی کہ یہاں آکر سکھ کی نیند سے محروم ہو گئے صحیح مسلم میں صاف طور پر مذکور ہے کہ رسول کریم جب مدینہ آئے تو راتوں کو جاگا کرتے تھے۔

منافقین اسلام کی سفاہت و شرارت تالیف آمدی

مدینہ کے چند روز بعد ہی قریش نے عبداللہ بن ابی کو یہ خط لکھا کہ تم نے ہمارے

آدمی کو اپنے یہاں پناہ دی ہے ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم اسے قتل کر ڈالو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم سب تم پر ضرور حملہ کر دیں گے اور تم کو فنا و معدوم کر کے تمہاری عورتیں اپنے تصرف میں لائیں گے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مکاتبت کی اطلاع ہو گئی آپ خود بنفس نفیس عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچے اور اسے سمجھایا کہا۔

"عبداللہ کیا کر رہے ہو کیا تم اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے خون میں ہاتھ رنگو گے اور ان سے لڑو گے۔" عبداللہ پکا شیطان تھا وہ کسی کے سمجھانے بجھانے کو کب خاطر میں لانے والا تھا لیکن سمجھ میں اس نے دیکھا کہ واقعی انصار بکثرت مسلمان ہو چکے ہیں جن میں نہ صرف یہ کہ اس کے رشتہ دار بھی شامل ہیں اس لئے وہ قریش کی آرزو پوری نہ کر سکا۔

عبداللہ بن ابی مدینہ کا ایک نہایت متمول اور با اثر شخص اور ہجرت سے پیشتر رئیس الانصار تھا اتنا کہ انصار نے خود اس کی رسم تاجپوشی ادا کرنے کے لئے اس کے واسطے ایک تاج بھی تیار کر لیا تھا (بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اس کی تمام توقعات خاک میں مل گئیں اس لئے اسے آپ سے شدید معاندت ہو گئی اور مسلمانوں کی صورت سے جلنے لگا جب تک زندہ رہا اور اس کی زندگی تک اس کے ساتھ ساعدت کی اس کی شیطنت کاریاں اور شر انگیزیاں برابر منظر عام پر آتی گئیں یہ ضرور ہے کہ عبداللہ بن ابی نے اس وقت قریش کی آرزوؤں کی مطابقت نہیں کی لیکن اس سے بھی زیادہ خوفناک تر صورت یہ ہوئی کہ اس خط سے منافقین یہود کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور ان کے غرور کا پارہ چڑھ گیا اور وہ فرزندان توحید کو بنظر تحقیر دیکھنے لگے غزوہ بدر سے پیشتر کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک جگہ یہود منافقین اور کچھ مسلمان بیٹھے مصروف گفتگو تھے اسی اثنا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو الحارث بن خزرج کے محلہ میں سوار ہو کر تشریف لے گئے گدھے کے چلنے سے غبار کا اڑنا معمولی بات تھی عبداللہ بن ابی نے فوراً اپنے منہ پر ایک کپڑا ڈال لیا اور حقارت آمیز لہجہ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا گرد نہ اڑاؤ۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سلام کیا اور ساتھ ہی قرآن کریم کی کچھ آیات پڑھیں اور سنائیں۔ عبداللہ بن ابی کا پارہ کھولاؤ کے درجہ تک پہنچ گیا اور کہا کہ "اے شخص مجھے یہ پسند نہیں اگر تیری باتیں صحیح اور سچی ہی ہیں تو بھی ہماری صحبت میں آکر ہمیں نہ ستایا کر جو تیرے پاس جائے اس سے بیان کر دیا کر۔" فرزندان توحید کی جاں نثاریاں تو فقید المثال تھیں وہ بھلا اس تحقیر کو کیونکر گوارا کر سکتے تھے دفعۃً مشتعل ہو گئے اور دو طرفہ تلواریں کھینچ گئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بمشکل دونوں کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ اس قسم کی شرارتیں آئے دن برابر ہوتی رہتی تھیں منافقین و یہود برابر چھیڑ چھاڑ کرتے اور ستاتے رہتے تھے۔

ابوجہل کی کافرانہ دھمکی

حضرت سعد بن معاذ قبیلہ خزرج کے رئیس اعظم تھے اسی زمانہ میں آپ عمرہ کے لئے مکہ گئے اور امیہ بن خلف کے یہاں قیام کیا کیونکہ ان سے پہلے سے بہت دوستانہ تعلقات تھے جو کفر و اسلام دونوں حالتوں میں قائم رہے حضرت سعد امیہ کو ساتھ لیکر طواف کعبہ کے لئے گئے راستہ میں ابوجہل مل گیا اور کہنے لگا سعد! تم نے صابیوں کو اپنے یہاں پناہ دی ہے میں ہرگز یہ نہیں گوارا کر سکتا کہ تم کعبہ کے اندر قدم رکھ سکو۔ قسم ہے اللہ کی اگر تم اس وقت امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو زندہ بچ کر نہ جاتے ان کے ساتھ ہونے کا پاس ہے اس لئے تم سے کچھ نہیں کہتا۔ حضرت سعد بھی عرب تھے اور اپنے قبیلہ کے رئیس اعظم آپ بھلا کب چوکنے والے تھے اور اب تو اسلام سے آئے تھے آپ نے جواب دیا دیکھو ابوجہل! اگر تم نے حج سے ہمیں روکا تو پھر ہم بھی بدلہ لیں گے اور تمہارا مدینہ کا راستہ روک دیں گے۔ (صحیح بخاری)

کفار رسول کریم کو صابی یعنی مرتد کہا کرتے تھے اسی لئے ابوجہل نے یہ لفظ استعمال کیا۔ "مدینہ کے رستہ" سے مراد شام کی تجارت کا راستہ ہے۔

یورش مدینہ کی تیاریاں

قریش کے تن بدن میں تو آگ لگی ہوئی تھی وہ بھلا کب باز آنے والے تھے اور اب ابھی کیونکر رک سکتے تھے اسلام لانا ان کی تحقیر تھی اور اسلام نہ لانے کی صورت میں انھیں مسلمانوں کی طرف سے شدید خطرہ تھا انھوں نے عبداللہ بن ابی کو جو لکھا تھا اور جس عزم کا اظہار کیا تھا انھوں نے اسکے معرض عمل میں لانے کی تیاریاں بھی شروع کر دیں اور یہ ارادہ کر لیا کہ مدینہ پر ایک زبردست حملہ کر کے اسلام کا استیصال کر دیں رسول کریم کو حملہ کی تیاریوں کی اطلاع مل چکی تھی اسی وجہ سے آپ مدت تک راتیں جاگ کر بسر کرتے رہے ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہوتا اگر آج کوئی ہوشمند اور بہادر مسلمان پہرہ دیتا چنانچہ حضرت سعد و قاص تیار ہو گئے ہتھیار لگا کر رات بھر پہرہ دیا اور آپ نے آرام فرمایا۔ یہ اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ رہتا تھا کہ قریش خاموشی کے ساتھ لاعلمی میں انہیں مدینہ پر نہ چڑھ آئیں اور رات کی پردہ پوشی تاریکی اور سناٹے میں مسلمانوں پر شبخون نہ ماریں۔

آپ کا خیال تھا کہ اگر رات میں اچانک حملہ ہو گیا تو پھر کوئی صورت مفر باقی نہ رہے گی اور کم از کم مہاجرین میں سے تو کوئی بھی ایسا باقی نہ رہے گا جو اس تباہی عظیم کا ماتم بھی کر سکے۔ حاکم کی روایت ہے جب

مسجد نمرہ جہاں نبی کریم نے خطبہ دیا اور حج کی نماز حجۃ الوداع کے موقع پر ادا فرمائی

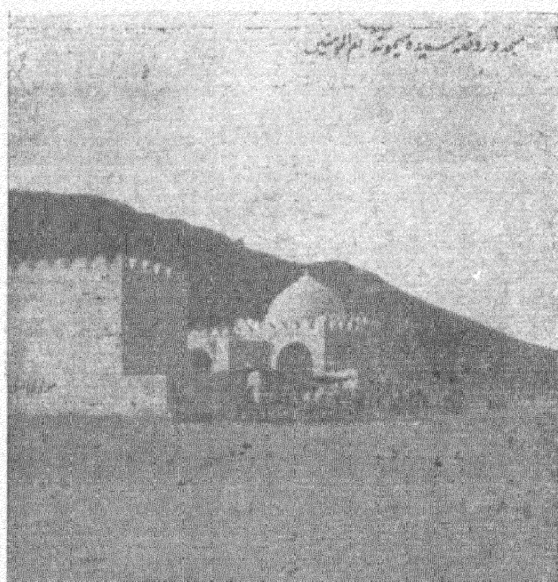

مسجد و روضہ سیدہ میمونہ ام المومنین

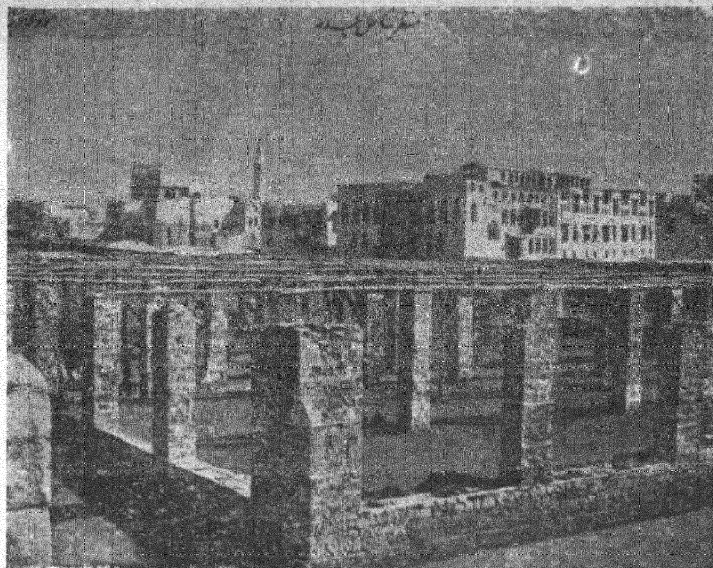

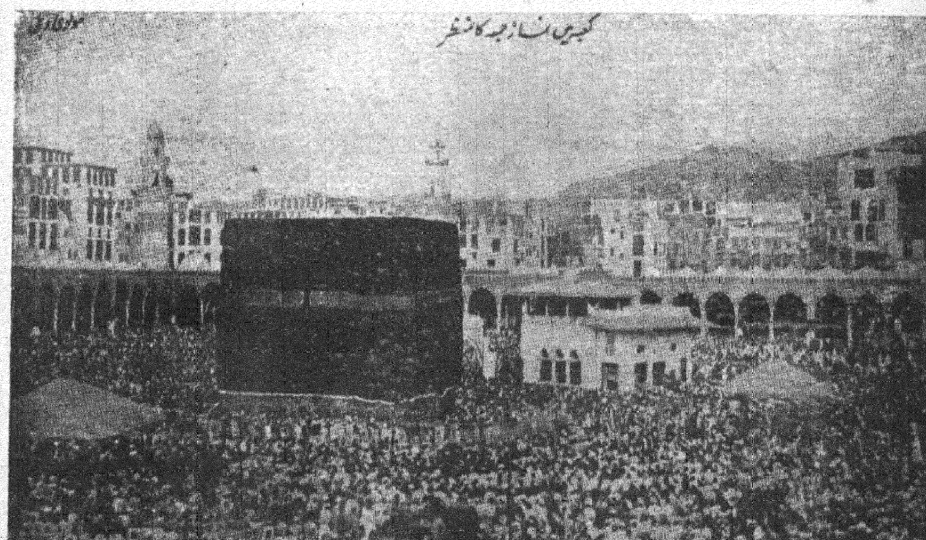

کعبہ میں نماز جمعہ کا منظر

ہر طرح درجہ استثنا حاصل ہو کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور انصار نے انھیں اپنے یہاں پناہ دی تو تمام عرب ایک ساتھ ان سے لڑنے اور جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے یہ حالت تھی کہ تمام صحابہ کرام صبح تک اپنے جسم پر ہتھیار باندھے رکھتے تھے اور مسلح حالت ہی میں سوتے تھے"

اسلام کے خلاف اتحاد ثلاثہ

اس روایت میں تمام عرب کے آمادۂ جنگ ہو جانیکا جو ذکر ہے اس کی حقیقت بھی یہاں واضح ہو جانی ضروری ہے۔

مدینہ کے منافقین تو دشمن تھے ہی قریش سے یہودیوں نے باضابطہ طور پر سازش کر لی تھی کیونکہ انھیں مسلمانوں کے سکون و اطمینان سے رہنے میں اپنے اقتدار و عظمت کی تباہی نظر آتی تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مدینہ میں رہیں یا عرب کے کسی حصہ میں بھی وہ سرسبز ہو سکیں اس لئے کہ جہاں مدینہ میں رہنے میں ان کے اقتدار سیاسی کے لئے خطرہ تھا وہاں عرب کے دیگر حصوں میں ثمر اسلام کے بار آور ہونے میں انھیں اپنا مذہبی اقتدار تباہ ہوتا نظر آتا تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی آمد سے پیشتر انصار کو ان کی عظمت اور مذہبی افضلیت کا جو اعتراف و اعتماد تھا وہ کالعدم ہو گیا اور تحویل قبلہ نے اس پر اور ضرب لگا دی ان حالات میں یہودی کب مسلمانوں کے دوست ہو سکتے تھے وہ تو خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کا بیڑہ غرق ہو اس سے غرض نہ تھی کہ یہ کس طرح غرق ہو آیا ان کے ہاتھ قریش کے ہاتھ سے یا دونوں کی مشترکہ سعی و جہد سے کسی طرح ہو مگر ہو ضرور۔ عبداللہ بن ابی کے پاس قریش کا مکتوب جو پہنچا تو یہ قدرتاً بہت خوش ہوئے اور مصروف سازش ہو گئے جس میں منافقین کا بھی پورا حصہ تھا۔

قریش جو قدم اٹھاتے تھے یہود کی طرف سے اس کی مستعدانہ تائید و حمایت ہوتی تھی حرم کی مجاورت و تولیت کے باعث پورا عرب قریش کی عزت کرتا اور ان کی بات مانتا تھا مکہ سے مدینہ تک راستہ میں جتنے قبائل بھی سکونت پذیر تھے وہ بھی سب قریش کے زیر اثر تھے قریش نے ان تمام قبائل کو فرزندان توحید کا شدید مخالف و معاند بنا دیا یہ قبائل مختلف سفارتوں کو بھی مدینہ پہنچنے سے روکتے تھے چنانچہ بحرین سے عبدالقیس کی جو سفارت مدینہ آنے والی تھی اسے بھی راہ کے قبائل مضر نے روک دیا تھا قریش کے حملہ میں ان کا ساتھ ہونا لازمی تھا اور وہ از خود بھی حملہ کرا سکتے تھے اسی وجہ سے مسلمانوں کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا اور وہ سوتے بھی تھے تو مسلح حالت میں ان حالات کے علم کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ مدینہ کی زندگی مکی زندگی کے مقابلہ میں پرسکون تھی یہاں گوناگوں مصائب کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا۔

جہاد و جنگ کی آسمانی اجازت

انسان پھر انسان ہے فرشتہ نہیں جب اسے مسلسل ستایا جائیگا اور چین ہی نہ لینے دیا جائیگا تو کب تک خاموش بیٹھا رہے گا۔ چیونٹی بھی پاؤں کے نیچے آتی ہے تو کاٹ لیتی ہے گائے کتنی غریب جانور ہے لیکن جب اس پر ڈنڈے مارے ہی جائیں تو وہ بھی ادھر ادھر سینگ مارنے لگتی ہے گھوڑا لتیانا شروع کر دیتا ہے تخیلی دنیا میں تو یہ تصور بہت خوشگوار اور دلفریب ہے کہ کوئی ایک تمہارے گال پر طمانچہ رسید کرے تو تم اپنا دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو لیکن عملی دنیا میں اسے کوئی وقعت و حیثیت حاصل نہیں آج حضرت عیسیٰ کی تعلیم بھی موجود ہے اور اس کے ماننے والے بھی زندہ ہیں مگر کیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے کہ کسی عیسائی نے دوسرے عیسائی کے مقابلہ میں اس تعلیم عیسوی پر عمل پیرا ہونے کا ثبوت دیا ہو نہیں اور ہرگز نہیں انسانی فطرت ہی یہ ہے کہ انسان دوسرے انسان سے انتقام لے دنیا نے تو انتقام کی وہ خوفناک مثالیں پیش کی ہیں جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے محض دو دو تولہ شکر کی چوری کے جرم میں بندگان خدا کو شکاری کتوں سے پھڑوا دینے، کسی ایک میم صاحب کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے انتقام میں ایک حبشی کو زندہ جلانے اور ایک عیسائی کے قتل پر ملک کے ملک کو بموں سے اڑا دینے کی مثالیں بڑی شدت کے ساتھ عیسائیوں ہی میں پائی جاتی ہیں۔

اسلامیوں کے خلاف دشمنوں کا ہجوم

فرزندان توحید کو محض اللہ کا نام لینے کے جرم میں قریش نے تیرہ سال تک مکے کے اندر وہ خوفناک عذاب دیئے اور اس وحشت و بربریت کے ساتھ تکلیفیں پہنچائیں کہ جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انکا دل اور دہکتے انگاروں پر لٹانا گرم اور چلچلاتی ریت و بالو پر برہنہ جسم پر لٹانا، گلے میں رسیاں ڈال کر شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھسیٹتے پھرنا، راہ میں کانٹے بچھانا، گالیاں دینا، دست درازی کرنا، ٹوکرے بھر بھر کر اوپر سے کوڑا پھینکنا، مصروفیت عبادت کی حالت میں گردن پر اونٹ کی اوجھ لا کر رکھ دینا، سوتے میں قتل کی سازشیں کرنا اور انہیں ان کے وطن مالوف سے نکالنا وہ اشد اور ہولناک مصائب تھے جنکے انتقام میں مسلمان جو کچھ بھی کرتے کم تھا اور ان ظالموں کے کاشانوں میں آگ بھی لگا دیتے اور ایسے شہر کو تباہ کر کے ہی رکھ دیتے تو بھی حق بجانب کہے جاتے لیکن انہوں نے کبھی اقتدار پا کر بھی کسی وحشت و بربریت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ان ظالموں کو فتح مکہ کے بعد پوری امان دیدی۔

لیکن اسے کیا کیا جائے کہ معترضین کا منشا یہ ہے کہ مسلمان پٹ پٹ کر اور سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے شکار ہو کر تباہ ہو جاتے اور تلوار ہاتھ میں نہ لیتے ان کے نزدیک پیغمبری کا معیار یہی ہے اور یہ رسول کریم کی ذات گرامی میں وہ چیزیں تلاش کرتے ہیں جو کسی پیغمبر کی ذات میں نہ دیکھی گئیں پیغمبر بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے اور انسانوں کو زندگی بسر کرنے کا احسن طریقہ سکھانے اور انسان بنانے کے لئے آتا ہے نہ کہ سادھو فقیر راہب اور تارک الدنیا بنانے کے لئے مکہ کی حالت و مظالم پر تو ہم ایک اجمالی نظر ڈال چکے ہیں مدینہ کی فضا بھی تیرہ و تار تھی اتنی تیرہ و تار کہ یہاں آکر راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں تھیں یہود و منافقین تو در پے آزار تھے ہی قریش نے بھی ایک تلاطم برپا کر رکھا تھا اندر تو یہودیوں اور منافقوں سے سازشیں کر رہے تھے اور باہر مدینہ سے لیکر مکہ تک کے جملہ قبائل میں اپنے اثر سے مخالفت کی آگ بھڑکا رکھی تھی اور یہی نہیں کہ وہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کو رسول کریم کی تحقیر و اہانت پر آمادہ کر رہے تھے اور صاف لکھ رہے تھے کہ مسلمان اور ان کے پیشوائے اعظم کو ہلاک و فنا کر دو بلکہ وہ مدینہ پر حملے کی تیاریوں میں بھی مصروف تھے ؎

غیرت ربانی کا ظہور

اس حالت میں اگر مسلمان تلوار نہ اٹھاتے اور خاموش رہتے تو نتیجہ ان کی تباہی کے سوا اور کچھ نہ تھا اور ان حالات میں خاموش رہنے اور خاموش رہنے کی آرزو رکھنے والے دونوں انسان نہیں کوئی اور چیز ہو سکتے تھے انہوں نے وہی کیا جو ایسی حالت میں انسانوں کی جماعت کو کرنا چاہیے تھا لیکن دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے تلوار تو اٹھائی مگر اس شان قدسی اور اس احتیاط کے ساتھ کہ تاریخ عالم میں کہیں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

جب حالات نازک ہو گئے اور کفار قریش کی سازشوں اور شرارتوں نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو زرقانی کی روایت و سند کے مطابق ۱۲ صفر ۲ھ میں خدائے ذوالجلال نے مسلمانوں کو جہاد و جنگ کی اجازت عطا کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا ؕ ان اللہ علی نصرھم لقدیر یعنی جن سے لڑائی لڑی جاتی ہے انھیں بھی اب لڑنے کی اجازت دیجاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا جا رہا ہے اور خدا ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔ تفسیر ابن جریر میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ سب سے پہلے جہاد کے متعلق جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔"

بہرحال کوئی آیت بھی سب سے پہلے نازل ہوئی ہو بغور دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس وقت لڑائی اور جنگ پر مجبور کئے جا رہے تھے اور اجازت سب کے لڑنے اور سب پر دھاوا بولدینے کی نہیں بلکہ انہی سے لڑنے کی ہے جو مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ و تیار ہوں اور انھیں چین سے بیٹھنے ہی نہ دیں۔

تحفظ و صیانت کے لئے پہلی تدبیر

اس آیت اور حکم کے نزول کے بعد بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کیا کہ مسلمانوں کی فوج لیکر فوراً قریش پر یا یہود پر یورش کر دیتے۔ بلکہ آپ نے یہ دیکھا کہ قریش مہاجرین کو پناہ دہی کے جرم میں مدینہ کی تباہی کا فیصلہ کر چکے ہیں اور جملہ قبائل میں مخالفت کی ایک آگ بھڑکا دی ہے آپ نے مدینہ کے تحفظ و صیانت کے لئے سب سے پہلے دو تدابیر کیں اولاً یہ کہ قریش کو مصالحت پر مجبور کرنے کے لئے ان کی شامی تجارت بند کر دی جائے ثانیاً قبائل قرب و جوار سے معاہدہ امن کر لیا جائے قریش کے لئے شام کی تجارت مایہ غرور تھی یہ بند ہو جاتی تو وہ یقیناً مصالحت پر آمادہ ہو جاتے حضرت سعد بن معاذ نے بھی مکہ میں ابو جہل کو اسی لئے یہ دھمکی دی تھی ان ہر دو تدابیر کی نوعیت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اس وقت بھی جبکہ اجازت جہاد حاصل ہو چکی تھی آپ چاہتے تھے کہ مصالحت ہو جائے اور جنگ نہ لڑنی پڑے۔

مخالف قبائل کی مہمیں

حصول مقصد کے لئے پہلی تدبیر کو عمل میں لانے کی یہ صورت اختیار کی کہ آپ نے پچاس پچاس آدمیوں کی جمعیتیں مکہ کی طرف بھیجنی شروع کر دیں ان جمعیتوں کو عربی اصطلاح میں سرایا کہتے ہیں اس قسم کی تین مہم باوقات مختلف بھیجی گئیں جن میں سے ایک مہم مہم ابوا میں خود حضور اقدس بھی شامل تھے

ارباب سیر نے اس قسم کی تین مہموں کا ذکر کیا ہے۔ سریہ حمزہ سریہ عبیدہ بن حارث اور سریہ سعد بن وقاص یہ سرایا قریش کے تجارتی قافلوں کو چھیڑنے کے لئے بھیجے جاتے تھے اور حضرت سعد تو مکہ میں ابو جہل کو دھمکی دے ہی آئے تھے کہ ہمیں اگر حج سے روکا گیا تو ہم تمہارا شام کا راستہ بند کر دیں گے۔ مغربی مورخین ان مہموں کو غارتگری اور ڈکیتی کے نام سے موسوم کرنے میں بھی باک نہیں کرتے حالانکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی شریعت میں غارتگرانہ اقدام شدید معصیت کے مترادف ہے پھر ان لوگوں کو بھی اعتراف ہے کہ بدر سے پہلے ان تینوں مہموں میں کوئی ایک قافلہ بھی نہیں لٹا لوٹنا چاہتے ہی تو قریش کے قافلہ تجارت سے بہتر اور کونسا موقعہ تھا ان تینوں سرایا یا مہموں میں کوئی کشت و خون نہیں ہوا یا تو بچکر نکل گئے یا بیچ بچاؤ ہو گیا۔

ابوا، وہ مقام ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے اس علاقہ کا صدر مقام فرع ہے جو اس وقت ایک وسیع اور شاداب و آباد قصبہ تھا اور مدینہ سے اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے

یہیں قبیلہ مزنیہ آباد تھا اور مدینہ کی سرحد ہی یہیں ختم ہوتی تھی اطراف میں قبیلہ بنوضمرہ کی آبادیاں تھیں آپ صفر ۲ھ میں ساٹھ مہاجرین کو ساتھ لیکر ابواء تک گئے اور چند روز قیام فرماکے بنوضمرہ سے معاہدہ کیا جس کے الفاظ یہ تھے "یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے بنوضمرہ کے لئے ان لوگوں کا جان و مال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کرے گا اس کے مقابلہ میں ان کی امداد کی جائے گی بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں اور پیغمبر جب ان لوگوں کو مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ مدد کو آئینگے صحیح بخاری میں اسے اول الغزوات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے مدینہ سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک اور قبیلہ جہینہ آباد تھا جن کا کوہستان دور دور تک پھیلا ہوا تھا ان کے پاس بھی ایک مہم بھیجی گئی اور یہ معاہدہ ہوگیا کہ دونوں فریقین سے یکساں تعلقات رکھیں گے۔

مدینہ پر قریش کا پہلا حملہ

ان معاہدات کو ہنوز ایک ماہ سے زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ مکے ایک رئیس کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر اچانک حملہ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشی لوٹ لئے فوراً اس کا تعاقب کیا گیا لیکن وہ بچکر نکل گیا اسے مدینہ پر قریش کے پہلے حملہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کوئی تین ماہ کی ہی مدت منقضی ہوئی ہوگی کہ آپ دو سو مہاجرین کی معیت میں مدینہ سے نکل کر ذو العشیرہ پہنچے اور بنو مدلج سے معاہدہ کیا یہ مقام مدینہ منورہ سے ۹۰ میل کے فاصلہ پر ینبع کے نواح میں واقع ہے یہ قبیلہ بنوضمرہ کا حلیف تھا اس لئے اس نے سہولت کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شرائط منظور کرلیں۔

رجب ۲ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئی تدبیر سے کام لیا آپ نے عبداللہ بن جحش کو بلایا بارہ مہاجرین ساتھ کئے اور حکم دیا کہ تم ابھی بطن نخلہ چلے جاؤ انھیں آپ نے ایک خط بھی لکھکر دیا اور کہدیا کہ اسے بحفاظت رکھنا ابھی نہ دیکھنا البتہ تم آج سے دو روز کے بعد کھول کر دیکھنا نخلہ بہت دور فاصلہ پر واقع تھا اور مکہ سے بطن نخلہ تک ایک شبانہ روز کا راستہ ہے دو روز کے بعد عبداللہ نے حسب الحکم خط کھول کر جو دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ "تم نخلہ ہی میں قیام کرو اور قریش کے حالات کا پتہ لگاؤ اور جو معلوم ہو اس سے مطلع کرو" عبداللہ مسافت طے کرتے چلے جارہے تھے کہ اتفاقاً قریش کے چند آدمی سامنے سے نکلے جو مال تجارت لئے چلے آرہے تھے عبداللہ نے دیکھتے ہی ان پر حملہ کردیا ان کا ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے عبداللہ واپس لوٹے واقعہ بیان کیا اور مال غنیمت دیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھیں یہ اجازت تو نہ دی تھی صحابہ بھی عبداللہ پر بہت برہم ہوئے

عمرو بن الحضرمی کا قتل

معمولی واقعہ نے بہت بڑی اہمیت اختیار کرلی اس لئے کہ یہ لوگ جو قتل و گرفتار ہوئے وہ سب معزز خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے عمرو کا باپ قریش کے رئیس اعظم حرب بن امیہ کا حلیف تھا دونوں گرفتار شدہ اشخاص نوفل و عثمان مغیرہ کے پوتے تھے جو حرب بن امیہ کے بعد دوسرے درجہ کا رئیس تھا اسی لئے قریش نے جو سنا تو ان کا نائرہ غضب یکبارگی مشتعل ہوگیا اور ہر طرف سے انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور یہی واقعہ غزوہ بدر کا ایک سبب عظیم بن گیا بہر کیف کچھ ہو یہ واقعہ پھر ایک اتفاقی واقعہ تھا اور رسول کریم اور تمام مسلمان ہرگز اس کے ذمہ دار نہ تھے قریش تو پہلے ہی تیاریوں میں مصروف تھے اور عبداللہ بن جحش ان تیاریوں کا پتہ لگانے تو بھیجے ہی گئے تھے نام عمرو کے قتل کا ہوا لیکن صورت حالات بتارہی ہے کہ اگر یہ قتل نہ بھی ہوتا تو بھی حملہ ضرور کیا جاتا۔ اور کیا گیا۔

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معاملات کے ساتھ دنیاوی تعلقات سے آگاہ کرنے والی زرنگار شاندار کتاب ایک مسلمان کی زندگی کے ڈھانچے دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنے والی اسلامی ضروریات خواہ ان کا عبادت سے تعلق ہو یا معاملات سے تعلق ہو یا اخلاق سے خواہ کچھ بھی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں قیمت عہ محصول ۶

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان صرف روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اس کی ہر تدبیر اطاعت خداوندی میں الجھے یہ بات آپکو کتاب "اسلام کی امتیازی ساخت" سے معلوم ہوگی کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان کامل انسان اچھا دوست عمدہ شوہر لائق بیٹا بیوی بہترین شہری غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قائم کرنے والا فرد ہو جائے اس کا ہر لمحہ عبادت میں ہوگا اگر ہر مسلمان اسلامی زندگی بنالے تو یہی عبادت کا مقصد ہے قیمت ۱۰ر محصول ۷ کل ۱۷ر

اسلامی عبادت

کا امتیاز کیا ہے وہ ہر ملت کی عبادت سے کیوں ممتاز ہے اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو آپ کتاب "اسلام اور عبادت" منگاکر پڑھئے اس میں روزہ نماز حج زکوٰۃ کی غایت بیان کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عبادت سے صرف عبد کا ہی فائدہ ہے معبود کا اس کی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں ہے نیز اسلامی عبادت مسلمانوں کو کس طرح دینی اور دنیاوی فائدہ پہنچاتی ہے یہ کتاب ڈاکٹر سعید احمد صاحب اڈیٹر سعید کی تصنیف ہے جو اپنی طرز نگارش میں کھپ جانے والی ہوتی ہے اپنی نوع کی پہلی اور غالباً آخری کتاب ہے
قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

پتہ ہے: دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی۔

بلکہ مقابلہ اور جنگ ہی کے لئے نکلا تھا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد ثانوی قافلہ شام کو امداد پہنچانا بھی ہو۔

محاذ بدر کی طرف اقدام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کی خبر ہوئی تو آپ نے اسی وقت صحابہ کرام کو جمع کیا اس موقعہ پر مہاجرین نے بڑی ہی پر جوش اور جاں نثارانہ تقریریں کیں مگر آپ برابر انصار کی طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھتے جاتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضہ نے اٹھکر جواب دیا کہ کیا حضور کا اشارہ ہماری طرف ہے خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔ حضرت مقداد بولے ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں جو یہ کہیں کہ آپ اور آپ کا خدا جاکر لڑیں ہم لوگ تو آپ کے آگے پیچھے اور داہنے بائیں سے لڑیں گے رسول کریم ؐ کے چہرۂ انور پران تقریروں سے مسرت کی سرخی دوڑ گئی۔

آخر آپ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو مدینہ سے نکلے اور ایک میل کا سفر طے کرنے کے بعد آپ نے اپنی اسلامی فوج کا جائزہ جو لیا تو آپ کے ساتھ کم و بیش تین سو فدا کاران اسلام تھے ان میں جن کی عمریں کم تھیں انھیں مدینہ واپس کر دیا گیا (ابن سعد) اب جو صحیح اندازہ لگایا تو فوجیوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جس میں ساٹھ مہاجرین تھے اور باقی انصار۔ سامنے تو قریش کا خطرہ تھا اور پیچھے یہود اور منافقین کی شیطنت و شرارت کا کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے آپ نے اس کا انتظام بھی اسی وقت کیا ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور قبا پر عاصم بن عدی کا تقرر کیا۔

اس کے بعد آپ بدر کی جانب بڑھے کیونکہ ادھر ہی سے قبائل قریش کی آمد کے متعلق خبر موصول ہوئی تھی۔ روحا، منصرف، ذات اجزال، مصلاۃ اور اثیل کی منازل سے گذرتے ہوئے آپ پانچویں روز بدر کے نواح میں پہنچ گئے دو جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر پہنچاتے رہیں۔ بدر کے قریب ہی جاسوسوں نے آپ کو اطلاع دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک پہنچ چکے ہیں یہ سنکر آپ نے فوج کو وہیں قیام کا حکم دیا۔

لشکر قریش کی شکوہ و شان

لشکر قریش پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے سو سواروں کا ایک دستہ تھا ایک غرق آہن رسالہ ساتھ تھا اور ہزار جوانوں کی پیادہ پا جمعیت تھی اور تمام ضروری سامان ساتھ تھا رسد کا یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ عباس، عتبہ حرث بن عامر، نضر بن الحارث اور ابو جہل اور امیہ وغیرہ امرائے قریش باری باری اپنی طرف سے دس دس اونٹ روزانہ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ تمام رؤسائے قریش اس لشکر میں شریک تھے اور عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا نہایت معزز و ممتاز رئیس تھا لشکر کی سپہ سالاری کر رہا تھا گویا مقابلے کے لئے قریش اپنی پوری طاقت میدان میں لے آئے تھے اور اس سے اس جنگ کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا تھا ایک طرف وہ تھے جنکے پاس دولت اور ساز و سامان کی کوئی انتہا نہ تھی اور اس زمانہ کے معیار کے مطابق جنکے پاس بہترین ہتھیار اور اسلحہ موجود تھے اور دوسری طرف ناداروں، بیکسوں اور بے سر و سامانوں کا ایک گروہ تھا جس میں کسی کے پاس پورے ہتھیار نہ تھے اور نہ گھوڑے تھے۔

اس لشکر کو بدر کے قریب ہی پہنچکر یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابو سفیان کا قافلہ خطرہ سے نکل گیا اور قبیلہ زہرہ اور عدی کے سرداروں نے کہا بھی تھا کہ اب لڑنا ضروری نہیں لیکن ابوجہل نے ایک نہ چلنے دی اس لئے عدی اور زہرہ کے لوگ واپس چلے گئے اس سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا کہ یہ لشکر قافلہ کے بچانے ہی کے لئے آیا تھا بلکہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مقصد وحید تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہی تھا لیکن چونکہ کاروان تجارت کے ساتھ سب کی اغراض و مفاد وابستہ تھے اس لئے عام جوش پیدا کرنے کو "قافلہ کے تحفظ" کو بھی ایک مقصد بنا لیا گیا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو لشکر کا بڑا حصہ واپس ہو گیا ہوتا لیکن نظر یہ آتا ہے کہ تمام بڑے بڑے رؤسا اور سورما برابر ڈٹے رہتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کی زبان پر بھی واپسی کا لفظ نہیں آتا پھر حفاظت کرنے والی فوج جو کمک کے لئے آتی ہے اس کے لئے اس قدر اہتمام کی ضرورت بھی نہ تھی کہ تمام رؤسا ہی چل کھڑے ہوں بالخصوص اس حالت میں کہ حریف فوج کی طاقت و قوت کا علم بھی ہو تمام رؤسا کا آنا پورے ساز و سامان کے ساتھ آنا اور پھر قافلہ کے نکل جانے کے بعد بھی واپس نہ جانا بتا رہا ہے کہ مقصد کیا تھا؟

افواج اسلام کی ترتیب

زمین ریتلی تھی، چشمہ اور کنوئیں پر قریش کا قبضہ ہو چکا تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے بارش کر دی اور چشمہ پر بھی قبضہ ہو گیا لیکن ساقی کوثر یہ کب گوارا کر سکتا تھا کہ دشمن پیاسے رہیں اس لئے قریش کو بھی پانی پینے کی اجازت دیدی تھی۔ (ابن ہشام)

رات ہو گئی سب آرام سے لیٹ کر سو گئے صرف ایک ذات نبوی ایسی ذات تھی جو رات بھر بیدار اور مصروف دعا رہی۔ اور صبح کو خود ہی سب کو نماز کے لئے آواز دیکر جگایا اور اس کے بعد جہاد و جنگ کے متعلق اپنی فوج کے سامنے ایک معرکہ آرا اور بصیرت افروز تقریر کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھ خون میں آلودہ کرنا گوارا نہ کرتے تھے چنانچہ آپ علیحدہ ایک چھپر کے سائبان کے نیچے بیٹھ گئے۔

آپ سب کچھ سمجھتے اور جانتے تھے دربار الٰہی سے نوید فتح و کامرانی مل چکی تھی افواج ملائکہ ہمرکاب تھیں تاہم عالم اسباب کے لحاظ سے آپ نے فوج کو ترتیب دی۔ مہاجرین، اوس اور خزرج کے تین دستے مرتب کئے

مہاجرین کا علم مصعب بن عمیر کو اوس کا سعد بن معاذ کو اور خزرج کا حباب بن منذر کو عطا ہوا اسپیدہ سحری طلوع ہوتے ہی فراغت نماز کے بعد آپ نے یہ ترتیب دی اور اس کے بعد دست مبارک میں ایک تیر لیکر صفیں قائم کیں کہ کوئی تل برابر بھی آگے پیچھے نہ رہنے پائے منع کر دیا کہ کسی کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلے۔

میدان جنگ میں اللہ کی یاد

ابو حذیفہ رض بن الیمان اور ابو حسیل دو صحابی مکہ سے آ رہے تھے کفار نے روکا تو انہوں نے عدم شرکت کا وعدہ کر لیا۔ رسول کریمؐ سے آکر ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ "ہم ہر حالت میں ایفائے عہد کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے" (صحیح مسلم)

لقد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ یعنی جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لئے عبرت کی بہت سی چیزیں موجود ہیں ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا فریق منکر خدا تھا" (انفال)

گویا دو مقابل فوجیں آمنے سامنے تھیں بلکہ نور و ظلمت حق و باطل اور کفر و اسلام کے دو پیکر آمنے سامنے کھڑے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت شدید خضوع اور رقت کا عالم طاری تھا دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگتے تھے کہ خدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے آج پورا کر" محویت و از خود رفتگی کا یہ عالم تھا کہ ردائے مبارک شانہ ہائے پاک سے گر گر پڑتی تھی اور آپ کو احساس تک نہ ہوتا تھا کبھی سربسجود ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ خدایا اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تو نہ پوجا جائیگا" یہ اضطراب، یہ خضوع اور یہ بیقراری دیکھکر بندگان خاص پر بھی رقت طاری ہو گئی حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی حضورؐ ہراساں نہ ہوں اللہ تعالے اپنا وعدہ ضرور پورا کریگا آخر سیھزم الجمع ویولون الدبر (قمر) فوج کو شکست دی جائے گی وہ پشت پھیریں گے کی بشارت بارگاہ ربانی سے ملی اور شہنشاہ دو عالم کو تسکین ہوئی یہ تھی شان پیغمبری اور رحمۃ اللعالمینی کا مظاہرہ!

کفر و اسلام میں گھمسان کی جنگ

دونوں حریف فوجیں سامنے ہوئیں تو عجیب اور حیرت انگیز منظر تھا دو طرفہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ان کے جگر اور باپ بیٹے سامنے ہیں دنیا میں جنگیں بہت سی ہوئیں مگر ایسی جنگ اب تک کوئی وقوع پذیر نہ ہوئی تھی کہ باپ بیٹے پر تلوار کھینچ رہا ہو اور بیٹا باپ کی گردن اڑانے کو قدم اٹھا رہا ہو۔ عتبہ میدان میں نکلا تو حضرت حذیفہ (عتبہ کے بیٹے) اس کے مقابلے پر تلوار کھینچکر آئے حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے جو اب تک کافر تھے بڑھے تو حضرت ابو بکر اس کا سر کاٹنے کے لئے آگے تھے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے حقیقی ماموں پر بھرپور وار کیا۔ (ابن ہشام)

لڑائی شروع ہونے سے پیشتر حضرمی کا بھائی عامر میدان میں نکلا اور عربی طریق کے مطابق اس نے اپنے مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت عمرؓ فاروق کا غلام مہجع حریف فوج کے مقابلہ کے لئے نکلا اور مارا گیا عتبہ بن ربیعہ ابو جہل کی تعریض سے بہت برافروختہ تھا وہ اپنے بھائی اور بیٹے کو ساتھ لئے اور سینہ پر شتر مرغ کے پر کا امتیازی نشان لگائے ہوئے میدان جنگ میں آیا۔ عوف، معاذ۔ اور عبد اللہ بن رواحہ مقابلہ کو نکلے ان کا حسب و نسب پوچھکر عتبہ پکارا محمدؐ! یہ لوگ ہمارے برابر کے نہیں چنانچہ یہ تینوں انصاری ہٹ آئے اور حضرت حمزہ رضہ حضرت علی رض اور حضرت عبیدہؓ میدان میں آئے عتبہ نے حضرت حمزہ اور ولید نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا اور دونوں آن کی آن میں تڑپکر ٹھنڈے ہو گئے۔ البتہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو مجروح کر دیا اور حضرت علیؓ نے بڑھکر ایک ہی وار میں شیبہ کو کاشانہ جہنم کا مکین بنا دیا اور حضرت عبیدہ رض کو دوش مبارک پر اٹھا کر رسول کریمؐ کے سامنے لائے خدا پرستانہ سرشاری کا یہ جذبہ دانہ ملاحظہ کیجئے عبیدہ بیتابانہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ کیا میں دولت شہادت سے محروم رہا رسول کریمؐ نے فرمایا نہیں تم نے منصب شہادت حاصل کر لیا عبیدہ بولے آج ابو طالب زندہ ہوتے تو تسلیم کر لیتے کہ ان کے اس شعر کا مستحق میں ہوں۔

"ہم محمدؐ کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کرینگے جب ان کے گرد لڑکر مر جائینگے

اور ہم محمدؐ کے لئے اپنے بیٹوں اور بیبیوں کو بھول جاتے ہیں"

حضرت زبیر رض نے عبیدہ بن سعید بن العاص کا خاتمہ کیا اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

قریش کو شکست فاش

سعد و معاذ دو انصاری بھائی تھے انہوں نے ابو جہل کی دشمنی اسلام سنکر عہد کیا تھا ہم اُسے نیست و نابود کر کے رہیں گے یا خود مٹ جائینگے دونوں جنگ میں اُسے ڈھونڈھتے پھرتے تھے دیکھتے ہی دونوں باز کی طرح جھپٹے اور اُسے ٹھکانے لگا دیا۔ عکرمہ بن ابو جہل نے عقب سے آکر معاذ کے ایسی تلوار ماری کہ بازو سے ہاتھ کٹ گیا مگر تسمہ لگا رہا جسے انہوں نے پاؤں کے نیچے دبا کر اور کھینچکر توڑ دیا۔ امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا بھی مارا گیا۔ ابو جہل اور عتبہ و امیہ کے قتل ہو جانے کے بعد قریش کی ہمتیں پست ہو گئیں اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور گرفتاری و تعاقب شروع کر دیا دیکھتے دیکھتے اسود بن عامر عبد بن زمعہ حضرت عباس حضرت عقیل اور دیگر معزز لوگ گرفتار ہو گئے اللہ کی قدرت تھی رسول کریمؐ کا سر مبارک دفور احساس تشکر میں جھکا جاتا تھا وہی

غریب الوطن اور بیکس مسلمان جو مسلسل دس سال سے مظالم قریش کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے اور جو مکہ سے اپنی جانیں لیکر بھاگے تھے وہی شکست دیتے ہیں کیسے؟ انھیں جن کے غرور تکبر کا پارہ ہمیشہ چڑھا رہتا تھا اور جو خود ایک لشکر جرار لیکر انھیں تباہ و فنا کرنے آئے تھے۔

عالم اسباب میں اس شکست و ہزیمت کی توجیہہ کچھ ہی کی جائے لیکن حقیقت یہی ہے کہ تائید غیبی مسلمانوں کے ساتھ تھی اور قریش اسلامی فوج کا صحیح اندازہ ہی نہ لگا سکے تھے یرونکم مثلیہم رای العین (آل عمران) یعنی وہ (کافر) اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو اپنی فوج سے دگنا دیکھ رہے ہیں۔

دلیران قریش کا قتل

مسلمان غریبوں کے پاس رکھا ہی کیا تھا تمام سپاہیوں کے پاس پورے ہتھیار بھی نہ تھے کل ۳۱۰ افراد اور پھر پوری فوج میں دو گھوڑے جسم پر ثابت لباس تک نہ تھا بخلاف ازیں قریش کی تعداد ایک ہزار تک پہنچی ہوئی تھی اور یہ ہزار کے ہزار غرق آہن تھے اور بہتر سے بہتر ہتھیار رکھتے تھے پھر فوج میں بڑے بڑے دولتمند بھی تھے جو تنہا اپنی طرف سے تمام فوج کی رسد کا سامان کر رہے تھے اس کے باوجود چھ مہاجر اور آٹھ انصار شہید ہوئے قریش کے ستر افراد قتل اور اسی قدر گرفتار ہوئے وہ رؤسائے قریش جو اپنے قبائل کے سردار سپہ سالار اور شجاعت و دلیری میں شہرۂ آفاق تھے سب ہی قتل ہو گئے۔ امیہ بن خلف، عاص بن ہشام، شیبہ، عتبہ، ابو البختری، زمعہ بن الاسود، منبہ بن الحجاج قریش کے نامور فرزند رئیس اور سردار تھے سب میدان جنگ میں کھیت رہے اور پہلے ہی معرکہ میں ان کی طاقت ٹوٹ گئی عقبہ اور نضر بن الحارث اپنی انتہائی شیطنت کاریوں کی بنا پر اسیری کے بعد قتل کر دیئے گئے۔ یہ عقبہ وہی عقبہ تھا جس نے آپ کی گردن مبارک پر نماز کی حالت میں اوجھ لاکر ڈالا تھا۔ گرفتار شدوں میں ابو العاص رسول کریم کے داماد تھے۔ حضرت عباس چچا اور حضرت عقیل چچازاد بھائی رسول کریم نے کفار کی تمام لاشیں ایک کنواں کھدوا کر اس میں ڈلوا دیں امیہ کی لاش پھول گئی تھی اور اس قابل نہ رہی تھی کہ ہٹائی جا سکے اسے وہیں مٹی میں دبا دیا۔

اسیران جنگ پر نظر کرم

اسیران جنگ دو دو چار چار صحابہ میں تقسیم کر دیئے گئے کہ آرام کے ساتھ رکھے جائیں مسلمانوں نے ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا وہ تاریخ میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے وہ خود بھوکے پڑے رہتے تھے انھیں کھلاتے تھے آپ کھجوریں کھا کر سو جاتے تھے انھیں کھانا کھلاتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی ابو عزیز کا بیان ہے کہ جب صحابہ خود کھجوریں کھاتے اور مجھے کھانا کھلاتے تو مجھ کو شرم آتی میں روٹی واپس کر دیتا لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے (طبری)

اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ تھے آپ نے انھیں کپڑے دلوائے حضرت عباسؓ کا قد لمبا تھا عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے انھیں اپنا کرتہ منگوا کر پہنا دیا۔ سہیل بن عمرو کے دو اگلے دانت اس جرم میں اکھڑوا دیئے گئے کہ یہ عام مجمعوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پر جوش اور توہین آمیز تقریریں کیا کرتا تھا (طبری)

اسیران جنگ کو چار چار ہزار درہم فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ سب قتل کر دیئے جائیں اور عزیز کو عزیز قتل کرے جو ناداری کی وجہ سے فدیہ نہ ادا کر سکتے تھے انھیں ویسے ہی چھوڑ دیا گیا ان میں سے جو لکھنا جانتے تھے انھیں حکم ہوا کہ وہ دس دس بچوں کو تحریر سکھا دیں تو رہا کر دیئے جائینگے حضرت زید بن ثابت کو جو لکھنا آگیا تھا وہ اسی طرح آیا تھا (طبقات ابن سعد) مساوات کا تو یہ عالم تھا کہ اور لوگوں کی طرح حضرت عباس کی دولتمندی کی بنا پر ان سے فدیہ کی رقم زیادہ لی گئی اور محبت و دردکی یہ حالت تھی کہ وہ چچا تھے ان کی کراہ سسکیاں رات بھر آپ کو نیند نہ آئی اور جب لوگوں نے آپکی بیقراری محسوس کر کے ان کے بند ڈھیلے کئے تو آرام فرمایا۔ آپ کے داماد ابو العاص کے پاس بھی ادا کاری فدیہ کے لئے کوئی رقم نہ تھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ حضرت بی بی زینبؓ نے اپنے گلے سے وہ قیمتی ہار اتار کر بطور فدیہ بھیجا جو انھیں حضرت ام المومنین بی بی خدیجہؓ نے جہیز میں دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جو پڑی تو آپ کو اپنی غمگسار و جاں نثار بیوی یاد آگئیں اور بے اختیار رو پڑے اور صحابہ سے فرمانے لگے کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو میں بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دوں۔

ہزیمت بدر پر مکہ میں کہرام

ابو العاص نے رہا ہو کر حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیجدیا۔ وہ تہمند اور بڑے تاجر تھے ایک دفعہ شام سے مال تجارت لئے واپس آرہے تھے واپسی پر ایک اسلامی دستہ نے مال و اسباب گرفتار کر لیا یہ چھپکر حضرت زینبؓ کے پاس مدینہ پہنچے رسول کریم نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم بہتر و مناسب سمجھو تو یہ مال واپس کر دو مسلمان تو جاں نثار اور حکم کے بندے تھے ایک ایک دھاگہ لاکر سامنے رکھدیا۔ اب ابو العاص غلام تھے اور مشرف بہ اسلام۔

بدر کی شکست کی خبر مدینہ جو پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا۔ اور ہر گھر ایک ماتم کدہ بن گیا قریش نے غیرت و رسوائی کی بنا پر مکہ میں منادی عام کرا دی تھی کہ کوئی شخص رونے نہ پائے۔ قریش میں ایک شخص اسود تھا جس کے معرکہ میں اس کے تینوں جوان بیٹے قتل ہو گئے تھے اس لئے وہ فرط غم سے اس کی بری حالت تھی قومی عزت کا پاس تھا جو دل کھول کر نہ رو سکتا تھا ایک روز کسی طرف سے جو رونے کی آواز آئی سمجھا کہ شاید قریش نے اجازت شیون دیدی ہے مگر غلام کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کوئی عورت اپنے اونٹ

کے گم ہو جانے پر مصروف نالہ وزاری ہے اسود بیقرار ہو گیا اور اس کی زبان پر از خود رفتگی کے عالم میں کچھ اشعار جاری ہو گئے جن کا مفہوم یہ ہے:۔
"اونٹ کے گم ہونے پر روتی ہے اور اس کو نیند نہیں آتی ہو بکر پر مجھے رونا نہیں آتا سچ یہ ہے کہ بدر میں قسمت نے کمی نہیں کی مجھے رونا ہے تو عقیل پر رو اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا۔

عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ حجرے میں بیٹھے ہوئے مقتولین بدر کے ماتم میں مصروف تھے۔ صفوان بولا اب جینے کا مزہ نہیں عمیر نے کہا کیا کروں قرضدار ہوں ورنہ میرا بیٹا وہاں قید ہے میں ہی جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا۔ صفوان بولا اس کی فکر نہ کرو میں ذمہ دار ہوں۔ عمیر زہر میں بجھی ہوئی تلوار لیکر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمر رض تیور دیکھکر تاڑ گئے یکا یک گلا دبا لیا اور اسی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا عمر چھوڑ دو پھر عمیر کو آگے بلایا پوچھا کیوں آئے ہو؟ وہ اپنے بیٹے کو چھڑانے "جواب کیا تھا۔ آپ نے پوچھا تلوار پاس کیوں ہے! کہنے لگا آخر بدر میں تلواروں نے کیا کام دیا۔ اس پر آپ نے کہا کیوں کیا حجرے میں بیٹھکر صفوان اور تم نے میرے قتل کی سازش نہیں کی۔ عمیر سناٹے میں آگیا بولا۔ واقعی آپ پیغمبر ہیں ورنہ اس کا علم میرے اور صفوان کے سوا کسی اور کو نہ تھا کرشمہ نبوت ملاحظہ ہو کہ منتظر تھا قتل محمد کی "بشارت" کی خبر ملتی ہے، عمیر کے مسلمان ہونے کی اور پھر یہی دشمن اسلام عمیر اتنا شدید دشمن کفر بنتا ہے کہ مسلمان ہو کر دلیرانہ مکہ کا رخ کرتا ہے اور پیام اسلام کی روشنی سے بہت ظلمتکدوں کو روشن کرتا ہے (تاریخ طبری)

اقتدار قریش پر کاری ضرب

معرکہ بدر مذہبی ہی نہیں ملکی و سیاسی پہلو سے بھی ایک انقلاب انگیز اور فیصلہ کن معرکہ تھا۔ اسی لئے اس کے نتائج بھی نہایت اہم ہیں پہلا نتیجہ یہی ہوا کہ قریش کا اصلی زور ٹوٹ گیا اور ان کے تمام وہ بڑے بڑے رؤسا جن میں سے ہر ایک ترقی اسلام میں ایک سد آہن کی حیثیت رکھتا تھا قتل ہو گئے اب کوئی قابل اور معزز رئیس باقی نہ رہا تھا اس لئے مکہ کی ریاست کا تاج ابو سفیان کے سر پر رکھا گیا اور بنی امیہ کو اقتدار حاصل ہوا تمام قبائل عرب جنھیں رسول کریم کے خلاف مشتعل کر رکھا تھا سہم گئے اور دور و نزدیک مسلمانوں کی ایک دھاک بیٹھ گئی۔ پہلے تو قریش کو صرف حضرمی کا رونا تھا اب گھر گھر ماتم کدہ تھا اور مقتولین بدر کے انتقام کی پکار تھی یہودی حسد کی آگ میں جلنے لگے اور انہوں نے معاہدات کو بھی بالائے طاق رکھدیا عبداللہ بن ابی اپنے مکر پہ قائم تھا لیکن اب بظاہر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا فرزندان توحید کی حالت بھی مال غنیمت اور فدیہ کے حاصل ہونے سے سنبھل گئی اور ان کی ہمتیں بھی بلند ہو گئیں۔

غزوہ بدر پر ایک نظر

اب ہمیں آخر میں ایک مرتبہ اور محققانہ نظر غزوہ بدر پر ڈال لینی چاہئے اور واضح کر دینا چاہیئے کہ بدر میں جو معرکہ پیش آیا اس کا حقیقی مقصد کیا تھا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی مسلمانوں کو لیکر قریش کے قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکلے تھے یا قریش سے مدافعت مقصود تھی یا دونوں باتیں۔ اغیار اور غیر مسلم مورخین تو برابر یہی ثابت کرتے اور لکھتے چلے آئے ہیں کہ آپ کا مقصد قافلہ شام کو لوٹنا تھا قافلہ تو بچ کر نکل گیا۔ سامنے قریش آگئے اور چار و ناچار ان سے جنگ کرنی پڑی۔ مصیبت یہ ہے کہ اس مرقع کی آراستگی کے لئے آب و رنگ انھوں نے اسلامی سیرت نگاروں ہی سے لیا ہے۔ یہ سیرت نگار بلا تحقیق حقیقت دو میں جو لکھنا تھا لکھ گئے اور اپنی صداقت کے جوش میں انھوں نے روایت کو درایت کی کسوٹی پر پرکھنے کی چنداں سعی نہیں کی۔
ارباب سیر لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے تو صرف قریش کے قافلہ شام پر حملہ کرنا مقصود تھا لیکن دو چار منزل کا راستہ طے ہوا تھا کہ معلوم ہوا کہ قریش فوجیں لئے چلے آ رہے ہیں اس وقت آپ نے انصار و مہاجرین کو جمع کر کے ان کا عندیہ دریافت کیا اس کے بعد آگے کے واقعات پیش آئے اب قرآن کریم کی طرف رجوع کیجئے کیونکہ سب سے بہتر اور مستند شہادت اسی کی ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم و یرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ و یقطع دابر الکافرین۔ (انفال)

یعنی تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تم کو ہاتھ آجائے اور خدا یہ چاہتا ہے کہ اپنی باتوں سے حق کو قائم کر دے وان فریقا من المومنین لکارھون یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت یعنی مسلمانوں کی ایک جماعت کارہ تھی۔ وہ تجھ سے حق ظاہر ہوئے پیچھے بھی جھگڑا کرتی تھی کہ موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہیں۔"
سوال یہ ہے کہ اگر صرف قافلہ تجارت پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تو یہ خوف و اضطراب کیوں ہوتا انھیں تو قریش کے قافلوں پر حملے کا تجربہ ہو چکا تھا قافلے کے مقابلے کے خوف سے سہم جاتے ہیں اس لئے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی سے قریش کے مقابلے کے لئے نکلے تھے اور چونکہ انھیں یہ علم ہو چکا تھا کہ قریش بڑی سے بڑی تیاری اور اہتمام کے ساتھ مقابلے کے لئے آ رہے ہیں اس لئے ان پر خوف طاری ہو گیا تھا اگر پہلے قریش کے حملے کی خبر نہ تھی اور صرف قافلہ ہی کا مقابلہ مقصود تھا تو کیا ضرورت تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سازو سامان کے ساتھ بڑھتے صحابہ کو جمع کرتے اور ان کا عندیہ دریافت فرماتے حضرت علی خود فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو وہاں پھل کھانے کو ملے جو ہمارے

ناموافق مزاج تھے اس لئے ہم لوگ بیمار ہوگئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو پوچھا کرتے تھے جب ہمیں خبر ملی کہ مشرکین آرہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو چلے بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جہاں مشرکین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے یہ حدیث ایسی ہے کہ اس میں ابوسفیان کے قافلہ تجارت کا ذکر تک نہیں۔

حملہ بدر کے حقیقی اسباب

پھر یہ ظاہر ہے کہ اس سے پہلے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے جتنے سرایا بھیجے گئے ان میں کسی ایک میں بھی سو سے زیادہ آدمی نہ تھے اور نہ مہاجرین کے سوا انصار کو کبھی اس خدمت پر مامور کیا گیا اس دفعہ بھی اگر قافلے پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تو انصار ہرگز ساتھ نہ ہوتے اس کی وجہ یہ تھی کہ انصار سے بیعت کے وقت یہ وعدہ لیا گیا تھا کہ جب مدینہ پر کوئی حملہ کریگا تو وہ مدافعت میں ساتھ دینگے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کی بیعت ہی اُن سے نہ لی گئی تھی اسی لئے آپ نے قافلوں پر حملے کے لئے جب کوئی مہم بھیجی تو مہاجرین ہی روانہ کئے اور انصار سے کبھی کچھ نہ کہا اس دفعہ چونکہ واقعہ سخت تھا اور مہم شدید اور مقابلہ کرنا تھا اسی وجہ سے انصار کا عندیہ لیا گیا اس سے بھی بڑھکر یہ کہ آپ بجائے شام کی طرف بڑھنے کے مکہ کی طرف جاتے ہیں اور پانچ منزلیں طے کرنے کے بعد خبر ملتی ہے کہ قافلہ بچ کر نکل گیا۔

طبری میں لکھا ہے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کا شام سے روانہ ہونا سنا تو مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ آرہا ہے جس میں ان کا مال ہے چلو شاید خدا تم کو اس میں سے مال غنیمت دلوادے لوگ آمادہ ہوئے لیکن بعضوں نے پہلو تہی کی کیونکہ وہ سمجھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی لڑائی تو پیش نہیں آئیگی۔ لیکن یہ واقعات صریح آیات قرآنی کے خلاف ہیں قرآن شریف میں یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ مدینہ سے نکلتے ہوئے کسماتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ میں جارہے ہیں

مخالفین کے لا یعنی اعتراض

ان مباحث سے قطعی ثابت ہوگیا کہ بدر کا سبب کارروان تجارت پر حملہ کرنا تھا بلکہ قریش سے لڑنا تھا۔ لیکن اب اس راز کی نقاب کشائی کرنا ضروری ہے کہ صحیح بخاری جیسی مستند کتاب میں یہ تصریحات کیوں پائی جاتی ہیں اور ارباب سیر نے یہ لکھکر کیوں لکھائی کہ بدر کی ابتدا قافلہ ہی پر حملہ کرنے کی غرض سے ہوئی تھی اس وقت دستور یہ تھا کہ غزوات میں خروج سے یہ ظاہر نہیں کیا جاتا تھا کہ کدھر جانا مقصود ہے (بخاری)

صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک کا قول ہے کہ "بدر میں صرف قافلہ سے تعرض کرنا مقصود تھا" اس کی وجہ یاد رہے صرف یہ ہے کہ یہ ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ راوی جو کچھ بیان کرتا ہے وہ حقیقت واقعہ نہیں ہوتی بلکہ واقعہ کے متعلق استنباط ہوتا ہے بدر میں یہی صورت پیش آئی جس پر صحابہ نے مختلف خیالات وقیاسات قائم کر لئے ہو سکتا ہے کہ حضرت کعب یہی سمجھے ہوں جب ہمارے سامنے قرآن کریم موجود ہے اور آیات قرآنی واضح ہیں تو ان کے سامنے کسی قیاس اور استنباط کو وقعت نہیں دی جا سکتی خواہ وہ قیاس حضرت کعب جیسے مشہور صحابی ہی کا کیوں نہ ہو۔ یہ جنگ چونکہ کفر واسلام اور ظلمت و نور کی جنگ تھی اور اس میں مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی تھی اس لئے اس پر طرح طرح کے اعتراض کئے جاتے ہیں اور اس کی اہمیت گھٹائی جاتی ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر بفرض محال آپ قافلہ پر حملہ کے لئے ہی روانہ ہوئے تھے تو اس سے کونسا استخفاف کا پہلو نکلتا ہے آخر یہ قافلہ دشمن ہی کا قافلہ تو تھا دشمن ہی کی قوت کا باعث بننے والا تھا اور مصارف جنگ ہی پورے کرنے کے لئے تو اس میں قریش نے اپنی تمام پونجی لگا دی تھی پھر بھلا انصاف سے بتائیے دنیا کا کونسا ہی آئین ایسے قافلہ پر حملے کے ارادہ کو معیوب قرار دے سکتا ہے۔

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحہ میں آئے اولیاء اللہ کی وہ وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائینگے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اعمال بھی ہیں ۲۰۰ قیمت عہ تھی اب قیمت بارہ آنے معمول ڈاک ۳ کل عہ

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:
نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات۔ انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے۔ غرضکہ ایسے صدہا مضامین علاوہ ازیں ہیں قیمت ۱ر محصول ۵ر

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دیگر غزوات پر ایک نظر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی رحمت کاملہ الہیہ کا ایک زندہ پیکر تھی آپ جنگ و تعاریب سے فطرتاً نفور تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ کہیں خون کا ایک قطرہ بھی گرے اور یگانہ و بیگانہ کو ایک ذرہ برابر بھی کوئی نقصان پہنچے انتہا یہ ہے کہ مکہ کی سیزدہ سالہ زندگی کے دس برس انتہائی آلام و مصائب میں گذر گئے کفار و مشرکین نے آپ کو اور آپ کے رفقاء و معتقدین کو ستانے اور جسم زخم پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور آپ پر اس قدر مدت میں برابر عرصۂ حیات تنگ کئے رکھا مگر آپ نے کبھی کسی کے لئے بد دعا کو ہاتھ بھی نہیں اٹھائے اور جب حضرت خبابؓ نے عرض بھی کی تو آپ کی جبین مبارک پر شکنیں پڑ گئیں چہرہ پر نور غصہ سے سرخ ہو گیا اور بصاف و صریح الفاظ میں فرمایا کہ میں لعنت و بد دعا کے لئے مبعوث و مخلوق نہیں ہوا۔ طائف میں آپ پر جانسوز مصائب کی کتنی گھڑیاں گذر گئیں مگر آپ کے لبوں پر پتھر مار مار کر ساق و پا لہولہان کرنے والوں کے لئے دعائے ہدایت کے سوا اور کچھ نہ تھا کبھی آپ نے شدید سے شدید اور خوفناک دشمن سے بھی انتقام نہیں لیا اور جب تک ممکن ہوا برابر معاف و درگذر کرتے رہے مکہ فتح ہوا تو وہ احتیاطیں برتیں اور ایسے طریقہ ہائے کار اختیار کئے کہ ایک قطرۂ خون بھی نہ گرنے پائے۔

آپ مکہ سے چلے آئے تو آپ نے قریش کو مصالحت پر مجبور کرنے اور جنگ و حرب سے بچنے ہی کے لئے سرایا کا سلسلہ شروع کیا اور قافلہ ہائے شام کی راہ میں موانع پیدا کئے نیز قریش کے بھڑکائے ہوئے قبائل سے معاہدات کئے اور یہودیوں کو بھی ہموار و متفق بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ قریش و یہود نے مکہ کی طرح آپ کو مدینہ میں بھی چین اور سکون سے نہ بیٹھنے دیا کرز فہری خود بخود مدینہ پر چڑھ دوڑا اور آپ کی چراگاہیں ویران کر گیا قریش نے خود عبداللہ بن ابی کو دھمکی دی کہ یا تو محمد اور ان کے ساتھیوں کو فنا کر دو ورنہ ہم تمہارے استیصال اور اعدام کے لئے مدینہ پر حملہ کریں گے مکہ سے لیکر مدینہ تک کے تمام قبائل میں مخالفت کی ایک آگ لگا دی اور پھر بلا وجہ ہی معرکہ بدر کی پرشکوہ اور عظیم الشان تیاریوں میں نہ صرف مصروف ہو گئے بلکہ ایک جرار لشکر لیکر نوخیز اسلامی طاقت کو کچلنے اور پامال کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ شامی قافلہ کے تحفظ و صیانت کے لئے گئے تھے تو قافلہ کے بچ کر نکل جانے اور حکیم بن حزام اور عتبہ کے سمجھانے اور جھگڑا ختم کرنے کے اصرار کے بعد تو پھر لڑائی اور جنگ کے لئے کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی عتبہ حضرمی کا خون بہا اپنی جیب سے ادا کرنے پر راضی ہو گیا تھا مگر ابوجہل کی شیطنت نے قریش کو جنگ میں دھکیل دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خونخوار جنگ لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ جنگ ہوئی مگر آپ بالکل علیحدہ مصروف دعا رہے۔

غزوۂ سویق

اس کے بعد کہ بدر کے افق پر خونیں بادل گھر کر برس چکے تھے اور رسول کریم مدینہ واپس چلے گئے تھے رئیس قریش ابوسفیان اٹھا اور مقتولین بدر کے انتقام کی قسم پوری کرنے کے لئے دو سو شتر سواروں کو لئے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچ گیا خیال تھا کہ یہود ضرور امداد کریں گے اسی لئے پہلے حی بن اخطب کے گھر پہنچا اس نے دروازہ ہی نہ کھولا۔ پھر سلام بن مشکم رئیس بنو نضیر کے پاس گیا یہاں خوب خاطر ہوئی شراب اڑی ضیافتیں ہوئیں۔ مدینہ کے رازہائے مخفی بیان ہونے سب کچھ سنکر اور معلوم کر کے ابوسفیان خفیہ ہی لوٹا اور مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام عریض پر حملہ آور ہو کر سعد بن عمرو کو قتل کیا کچھ مکانات اور گھاس کے انبار جلائے تعاقب جو کیا گیا تو بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو کے بورے پھینکتا ہوا بھاگ گیا۔ اس حملہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ بدر سے واپس آ کر اس نے منت مانی تھی کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لیلوں گا نہ غسل جنابت کروں گا اور نہ سر میں تیل ڈالوں گا گویا محض اپنی قسم پوری کرنے کے لئے اس نے حملہ کیا اور شیخی نکالی۔

غزوۂ احد

غزوۂ سویق کے بعد بھی آپ خاموش بیٹھے رہے لیکن مکہ جوش انتقام سے لبریز تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل اور چند دیگر سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ محمد نے ہماری قوم کا خاتمہ کر دیا ہے اس کا انتقام لیا جائے اور مال تجارت کا جو قصہ علیحدہ کسی مقصد کے لئے جمع ہے اُسے مصارف جنگ میں صرف کیا جائے۔ لیکن قریش بدر میں مسلمانوں کے دست و بازو کی قوت کا اندازہ کر چکے تھے اس لئے اسلئے اچانک حملہ بھی آسان نہ تھا اس لئے قریش نے جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے دو تدابیر کیں اول اشعار کے ذریعہ قبائل عرب میں جوش پھیلانے کا سب سے بڑا آلہ شعر تھا ثانیاً عورتوں کو ساتھ لے لیا کہ عربوں کی فطرت تھی کہ جب عورتیں ساتھ ہوتی تھیں تو وہ جانوں پر کھیل جاتے تھے کہ ہزیمت ہوئی تو یہ بے حرمت ہوں گی ان عورتوں میں وہ عورتیں بھی تھیں جن کی اولاد جنگ بدر میں قتل ہو چکی تھی اور جنہوں نے

عہد کیا تھا کہ قاتلوں کا خون پی کر دم لینگی۔

ان عورتوں میں قابل ذکر عورتیں یہ ہیں:۔ عتبہ کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ماں ہندؓ عکرمہ بن ابو جہل کی بیوی ام حکیم رئیس طائف مسعود ثقفی کی بیٹی برزہ عمرو بن العاص کی بیوی ریطہ حضرت خالد کی بہن فاطمہ حضرت مصعب بن عمیر کی ماں خناس۔ یہ سب عورتیں روساء و معززین قریش کی بہو بیٹیاں تھیں۔ ہندہ نے اپنے غلام کو حضرت حمزہؓ کے قتل پر مامور کر دیا تھا حضرت عباس نے ایک قاصد کے ذریعہ تمام حالات کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی مجبوراً رسول کریم کو بھی تیار ہونا پڑا اتنے میں قریش کا لشکر مدینہ کے قریب پہنچ گیا اور کوہ اُحد پر پڑاؤ ڈال دیا۔ رسول کریم ایک ہزار آدمیوں کو لیکر نکلے۔ مگر عبد اللہ بن ابی عین وقت پر اپنے تین سو جوان لیکر واپس چلا گیا۔ رسول کریمؐ نے صف آرائی کی اور پشت کوہ کی طرف عبد اللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین کر کے حکم دیا کہ فتح کے بعد بھی اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں دشمن ادھر سے اچانک حملہ نہ کر دے طبل جنگ کی بجائے قریش کے لشکر میں خاتونان قریش دف پر پرجوش رجز پڑھ رہی تھیں لہذا جو خواتین کو ساتھ لئے ہوئے تھی رجز یہ تھا۔

ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں۔ ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائینگی“ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی مسلمان اس جرات و جلادت کے ساتھ لڑے کہ فوج قریش کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگ نکلے مسلمانوں نے لوٹ شروع کر دی یہ دیکھکر پشت کوہ کے تیر انداز بھی دوڑ پڑے اور عبد اللہ بن جبیرؓ کے روکے نہ رکے رہ گئے

خالد موقع دیکھکر عقب سے بڑھے اور ایک پر شور حملہ کیا گھمسان کا رن پڑا مصعب بن عمیرؓ رسول کریم کے ہمشکل تھے ان کے شہید ہوتے ہی غل مچ گیا کہ رسول کریمؐ شہید ہو گئے اس سے ایک عام بدحواسی پھیل گئی اور بڑے بڑے دلیران صف شکن کے پاؤں اکھڑ گئے انتہا یہ ہے کہ رسول کریمؐ کے پہلو میں صرف سات یا گیارہ جاں نثار رہ گئے مایوسی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمرؓ نے نومید ہو کر ہتھیار پھینک دیئے کہ اب لڑ کر کیا کریں انس بن نضرؓ یہ کہکر کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کرینگے فوج میں گھس گئے اور شہید ہوئے مسلمان ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے مگر آپ نظر نہ آتے تھے۔ آخر کعب بن مالک دیکھکر پکارا کہ رسول خدا یہ ہیں۔ یہ سنتے ہی جاں نثاران اسلام اکٹھے ہونے شروع ہو گئے کفار نے سارا زور اسی طرف صرف کر دیا فدا کار سپر بنے ہوئے تھے دائرہ میں لے لیا تھا عبد اللہ بن قمیہ نے بڑھکر ایک تلوار ماری جس سے آپ مجروح ہو گئے تیروں کا مینہ چاروں طرف سے برس رہا تھا اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ اے خدا میری قوم کو بخشدے وہ جانتے نہیں آخر آپ پہاڑی کے محفوظ حصے پر چڑھ گئے۔

ابو سفیان مزید حملہ کی جرات نہ کر سکا اور یہ کہکر چلا گیا کہ یہ بدر کا جواب ہے مسلمانوں کو اس جنگ میں بہت نقصان پہنچا مگر اپنی غلطی سے مدینہ اس خبر سے ایک ماتم کدہ بن گیا۔

غزوہ بنو قینقاع و بنو نضیر

ایک دو کے سوا تمام قبائل عرب اس لئے دشمن اسلام تھے کہ ان کی معاش لوٹ مار اور غارتگری پر مبنی تھی اور اسلام اُسے روکنا چاہتا تھا فتح بدر سے تو یہ خوفزدہ ہو گئے تھے مگر شکست اُحد سے یہ پھر دلیر ہو گئے قریش کی یہ حالت تھی کہ وہ انھیں برابر مشتعل کرتے رہتے تھے اس لئے یہ کھڑے ہوئے اور ان سے چھوٹے چھوٹے معرکے ہوتے رہے قریش نے اُحد کے بعد متعدد مسلمانوں کو انتقام میں قتل کیا یہود پہلے ہی جلے ہوئے تھے اور قریش سے سازباز رکھتے تھے اب ان کے حوصلے اور بڑھ گئے یہود کے بین دین کا جال تمام عرب میں پھیلا ہوا تھا جس کی انتہا یہ تھی کہ وہ مستورات تک کو رہن رکھوا لیتے تھے ان میں زنا اور بدکاری عام تھی اور مدینہ میں ان کا علم اقتدار قائم تھا اسلام کے مدینہ میں آتے ہی انھیں اپنا اقتدار خطرہ میں نظر آیا اور ان کے ذمائم اخلاق کی مذمت میں جو آیات نازل ہوتی رہیں ان سے یہ اور مشتعل ہوئے اور طرح طرح کی شرارتیں کرنی شروع کر دیں مشرکین سے برابر کہتے رہتے کہ مسلمانوں سے تو بہتر ہو سلام علیکم کے بجائے ”السام علیکم“ کہتے جس کے معنے تمہیں موت آئے کے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کو انہوں نے درپردہ ملا رکھا تھا اور اس کے ساتھ مل کر انصار کو باہم لڑانے اور اسلام کا استیصال کرنے کی سازشیں کرتے رہتے تھے اور قریش سے مکاتبت کا سلسلہ قائم تھا۔

ان کی ریشہ دوانیوں سازشوں اور شرارتوں نے رفتہ رفتہ مدینہ میں ایسی خوفناک فضا پیدا کر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کو گھر سے نکلنے میں جان کا خطرہ رہتا تھا مدینہ میں یہود کے تین قبائل قینقاع بنو قریظہ اور بنو نضیر آباد تھے اور یہ برابر اور متصل اس قسم کی شرارتیں کرتے رہتے تھے جن سے فساد برپا ہو ایک دفعہ انہوں نے سر بازار ایک انصاری عورت کی بیحرمتی کی جس پر یہود اور انصار میں تلواریں کھنچ گئیں اور بمشکل آپ دونوں کو ٹھنڈا کر سکے بنو قینقاع نے سب سے پہلے معاہدہ توڑا لڑے اور جلا وطن کر دیئے گئے (ابن ہشام)

کعب بن اشرف ایک دولتمند یہودی تھا اس نے تمام قبائل میں مخالفت کی ایک آگ بھڑکا رکھی تھی اور آخر میں رسول کریم کے قتل کی سازش کی نبرد رہو کر اُسے بھی قتل کرا دیا گیا۔ بنو نضیر نے درپردہ یہ سازش کی کہ جب آپ ان کے پاس آئیں تو ایک پتھر اوپر سے لڑھکا کر انھیں قتل کر دیا جائے

آپ کو ان کے اس ارادہ کا علم ہو گیا اور آپ ان کے پاس جاکر واپس چلے آئے یہ قبیلہ قریش کا بھڑکایا ہوا تھا بنو قریظہ نے تو تجدید معاہدہ کر لیا لیکن بنو نضیر کسی طرح راضی نہ ہوئے آپ بحث کے لئے ان کے پاس تشریف لیجا رہے تھے کہ آپ کو علم ہوا کہ بنو نضیر قتل کے لئے تلواریں لئے کھڑے ہیں انھیں بنی قریظہ اور عبد اللہ بن ابی کی امداد اور وعدہ پر پورا بھروسہ تھا مجبوراً ان کا بھی محاصرہ کیا گیا آخر الامر یہ خود ہی جلاوطنی پر راضی ہو گئے اور رواداری اسلام ملاحظہ ہو کہ انھیں اس شان کے ساتھ نکلنے دیا کہ قافلہ پر جشن کا دھوکہ ہوتا تھا اس قبیلہ کے معززین نے مدینہ سے نکل کر ہر طرف ایک طوفان مخالفت برپا کر دیا اور غزوۂ خیبر کا باعث بنے۔

غزوہ بنو المصطلق

یہ خاندان مدینہ سے نوے میل کے فاصلہ پر آباد تھا قریش کے اشارہ سے جنگ پر آمادہ ہوا اور شکست کھائی اسی غزوہ میں عبد اللہ بن ابی نے ایک اور خوفناک کھیل کھیلا کہیں ایک چشمہ سے پانی پینے پر ایک انصاری و مہاجر میں جھگڑا ہو گیا انصاری نے قدیم طریقہ عرب کے مطابق یا انصار کا نعرہ مارا مہاجر نے بھی جوش میں یہی کیا نعرہ سنکر دو طرفہ تلواریں کھینچ گئیں مگر بیچ بچاؤ ہو گیا عبد اللہ کو ایک موقعہ ہاتھ آگیا وہ انصار سے کہنے لگا کہ یہ بلا تو تم نے خود ہی اور مہاجرین کو بلاکر اتنا دلیر کر دیا ہے کہ وہ تمھاری برابری کرنے لگے ہیں اب بھی وقت ہے ان کی دستگیری سے ہاتھ اٹھا لو وہ خود یہاں سے نکل جائینگے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنکر اس کی گردن اڑا دینی چاہی اس کا بیٹا جس کا نام بھی عبد اللہ تھا جاں نثار اسلام تھا حاضر ہو کر کہنے لگا مجھے حکم دیجئے میں باپ کا سر کاٹ کر ابھی پیش کرتا ہوں مگر آپ نے فرمایا نہیں لوگ یہی کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں میں تو اس پر مہربانی کرونگا چنانچہ دریائے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا اس کے مرنے پر کفن کے لئے آپ نے اپنا پیراہن مبارک عنایت کیا اور اس منافق اور شدید دشمن اسلام کے جنازہ کی نماز پڑھی (طبری)

حضرت ام المومنین جویریہ اسی قبیلہ کے رئیس اعظم حارث کی صاحبزادی تھیں جو قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ حارث نے دربار نبوت میں آکر عرض کیا کہ میری لڑکی کا کنیز بننا میری شان کے خلاف ہے آپ مناسب سمجھیں تو اسے اپنی زوجیت میں لے لیں جویریہ نے بھی خدمت میں رہنا منظور کر لیا اور شادی ہو گئی اس شادی کا ایک خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اسیران جنگ دفعتاً آزاد کر دیئے گئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ تھی کیونکہ مسلمانوں نے کہا کہ جس خاندان میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی ہو وہ غلام نہیں ہو سکتا (سنن ابن داؤد)

متحد عرب کی متحد یلغار

بنو نضیر کا جرم نہایت سخت تھا مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا تمام مال و اسباب لیکر عزت کے ساتھ نکل جانیکی اجازت دیدی اس کریمانہ سلوک کی احسانمندی و احسان پذیری کا مظاہرہ انہوں نے یہ کیا کہ خیبر متمکن ہوتے ہی انہوں نے ایک وسیع اور خوفناک سازش کا جال دور دور تک پھیلا دیا ان کے رؤسا حی بن اخطب کنانہ بن الربیع اور اسلام ابن ابی الحقیق مدینہ سے نکل کر سیدھے قریش کے پاس گئے اور کہا کہ اگر تم معاونت کرو تو ہم اسلام کا استیصال کر سکتے ہیں قریش کیا عذر ہو سکتا تھا اس کے بعد انہوں نے قبیلہ غطفان کو نصف محاصل خیبر کا للہج دیکر توڑا بنو اسد غطفان کے حلیف ہونے کی وجہ سے ساتھ ہو گئے بنو سلیم نے قرابت قریش کی وجہ سے رضامندی ظاہر کر دی بنو سعد یہود کے حلیف تھے وہ بھی آمادہ ہو گئے یہ سب قبائل عرب کے بڑے نامور اور زبردست قبائل تھے غرض قریش یہود اور تمام قبائل چوبیس ہزار فوج کا ایک لشکر عظیم لیکر ابو سفیان کی قیادت میں نہایت شان و اہتمام کے ساتھ جھومتے اور فخر کرتے استیصال اسلام کے لئے مدینہ کی طرف بڑھے موقعہ نہایت نازک تھا مٹھی بھر بے سر و سامان مسلمان اس لشکر عظیم کا کھلے میدان میں مقابلہ نہ کر سکتے تھے اس لئے آپ نے مدینہ کے غیر محفوظ گوشے کی طرف خندق کھدوائی اور کام شروع ہو گیا رسول کریمؐ خود بھی خندق کھودنے میں مصروف رہتے تھے

باہر کی طرف سے دشمنوں کا ایک سیلاب عظیم امنڈا چلا آرہا تھا اندر کی طرف یہود ایک خطرہ شدید بن گئے بنو نضیر کا رئیس اور حضرت صفیہ کا باپ حی بن اخطب خفیہ طور پر مدینہ آیا اور بنو قریظہ سے کہا کہ میں فوج کا ایک دریائے بیکراں لیکر آیا ہوں تمام عرب امنڈ آیا ہے اب اسلام کا خاتمہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیئے۔" پہلے تو کعب بن اسد نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کے سچے ہیں ان سے عہد شکنی کرنا مناسب نہیں لیکن بعد کو وہ اس کی گسازش کا شکار ہو گیا رسول کریمؐ نے اطلاع پاکر تحقیق ہوکرائی اور معاہدہ یاد دلایا تو قریظہ نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ "معاہدہ کیا چیز ہے اور محمد کون ہیں" اس طرح رہی سہی کسر قریظہ نے پوری کر دی یہ لشکر اس شدت و شکوہ سے حملہ آور ہوا کہ مدینہ کی زمین دہل گئی انتہائی تشویش اور پریشانی کا عالم تھا۔ ایک ماہ کامل لشکر کفار محاصرہ کئے پڑا رہا لوگوں پر تین تین فاقے بھیم گزرنے لگے اور ایک روز انھوں نے شکم کھول کر دکھایا کہ دیکھیئے پتھر بندھے ہوئے ہیں مگر جب آپ نے شکم کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے نظر پڑے۔ (شمائل ترمذی)

محاصرین خندق کو عبور نہیں کر سکتے تھے دور سے برابر تیر برسا رہے تھے اور بڑھ بڑھکر حملہ کرتے رہتے تھے آخر تمام فوج نے یکجا ہوکر حملہ کیا اور ایک طرف سے خندق عبور کرلی اور تمام دن خوفناک لڑائی ہوتی رہی بارہ گھنٹہ تک متواتر تیروں کا مینہ برستا رہا سنگباری ایسی تھی کہ اپنی جگہ

سے ہلنا مشکل تھا۔

قریظہ نے فرزندانِ توحید کو مصروف اور قلعہ کو تنہا پاکر عورتوں پر حملے کا ارادہ کیا ایک شخص پھاٹک کے قریب پہنچ ہی تھا کہ حضرت صفیہ (آنحضور کی پھوپی) نے خیمہ کی چوب سے اس کا سر پھاڑ کر اور کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینکدیا جس سے یہودی یہ سمجھکر خوف زدہ ہو گئے کہ شاید قلعہ میں حفاظت خواتین کے لئے کچھ فوج متعین ہے۔ محاصرہ کی طوالت نے محاصرین کو مضطر کر دیا چوبیس ہزار کے لئے رسد کا انتظام کوئی آسان کام نہ تھا گھبرا گئے اور اس پر طرہ یہ کہ موسم سرما کے باوجود اس قدر شدید آندھی آئی کہ خیموں کی چوبیں اکھڑ گئیں اور چولہوں پر دیگچیوں کا ٹھیرنا دشوار ہو گیا قرآن شریف میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروھا (احزاب) مسلمانوں خدا کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر آندھیاں مسلط کر دیں اور وہ فوجیں بھیں جو تمہیں نظر نہ آتی تھیں۔"

اس کے بعد محاصرین میں پھوٹ پڑ گئی ابو سفیان بے نیل و مرام محاصرہ چھوڑ کر واپس چلا گیا اور ۲۲ دن کے بعد یہ چڑھی ہوئی آندھی اتری اس جنگ میں مسلمانوں کا نقصان کم ہوا مگر حضرت سعد بن معاذ رئیس اوس شہید ہو گئے۔

بنو قریظہ کا قتل

بنو قریظہ کے متعلق مخالفین اسلام نے بڑے زور شور کے اعتراض کئے ہیں کہ چھ سو انسان نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے لیکن بنو قریظہ کی سزا اس کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی تھی رسول کریم نے مدینہ پہنچتے ہی ان سے معاہدہ کر کے انھیں مذہبی آزادی ہی عطا کی اور جان و مال کے تحفظ کا بھی یقین دلایا ان کا رتبہ بنو نضیر کے برابر کیا بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد ان سے تجدید معاہدہ کیا لیکن انھوں نے تمام معاہدات کو بالائے طاق رکھکر نہ صرف یہ کہ جنگ احزاب میں شرکت کی بلکہ ازواج مطہرات کے قلعہ پر حملہ کیا حی بن اخطب جیسے جلاوطن باغی کو جو جنگ احزاب جیسی خوفناک جنگ کا بانی مبانی تھا ساتھ لائے سہ ہزار گستاخیاں کیں جنگ احزاب میں علانیہ شرکت ہی کچھ کم اشتعال انگیز نہ تھی کہ یہ لوگ حی کو ساتھ لئے ہوئے لوٹے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی چارہ عمل نہ رہا کہ انھیں سزا نہ دیں آپ نے جنگ سے فارغ ہوتے ہی لوگوں کو حکم دیا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولیں اور قریظہ کی طرف بڑھیں اب بھی وقت تھا کہ وہ صلح و آشتی سے پیش آتے لیکن ان کے سر پر تو اجل کھیل رہی تھی لڑائی اور جنگ کا فیصلہ کر چکے تھے حضرت علی رض ان کے قلعہ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے رسول کریم کو علانیہ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اس پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا تقریباً

ایک ماہ کے بعد خود ان ہی کی طرف سے درخواست پیش ہوئی کہ ہمارے حلیف حضرت سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں گے ہمیں منظور ہو گا عرب میں یہ تعلق ہم نسبی کے تعلق سے بڑھکر تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رض نے یہود ہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کر دیا کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں، عورتیں اور بچے قید ہوں اور مال و دولت اسباب غنیمت قرار دیا جائے۔ دیگر تمام شر و فتن کا بانی حی بن اخطب کچھ بھی لیکن اس کا یہ عبرتناک جملہ قابل ہوتے وقت ایک زبان سے نکلا اس قابل ہے کہ مسلمان گوش ہوش سے سنیں یہاں ضبط قلبی اور تذکرہ نگاری کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کر دینا ضروری ہے مقتولین میں ایک عورت تھی جو قلعہ پر سے پتھر گرا کر ایک مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں زیر خنجر کی گئی اسے علم نہ تھا کہ مقتولین کی فہرست میں اس کا نام ہے اس کے کان میں برابر مجرموں کے پکارنے کی ہوشربا صدائیں پہنچ رہی تھیں اس کے سامنے لوگ آتے تھے اور قتل ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی ہوئی بے تکلف باتیں کر رہی تھیں اور بات بات پر ہنستی جاتی تھی دفعتہً جلاد نے اس کا نام بھی پکارا وہ بے تکلف اٹھ کھڑی ہوئی حضرت عائشہ نے پوچھا کدھر جاتی ہو؟ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہے ایک جرم کیا تھا اس کی پاداش اٹھانے جاتی ہوں ہشاش بشاش قتل گاہ میں آئی اور تلوار کے نیچے سر رکھ دیا۔ ام المومنین حضرت ریحانہ اسی قبیلہ کے سردار کی لڑکی تھیں۔

عزم حج

ایک سال کے بعد جب رسول کریم حج کے لئے تشریف لے گئے تو کفار قریش نے صاف کہدیا کہ محمد مکہ میں ہرگز نہیں آسکتے اور ساتھ ہی ایک فوج عظیم لیکر آگئے آپ نے بہتیرا کہا کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں لڑنا مقصود نہیں ہے مگر یہ نہ مانے پھر آپ نے یہ پیغام بھیجا کہ تمہاری حالت جنگ نے ابتر کر دی ہے بہتر یہ ہو کہ ایک مدت کے لئے باہم صلح کر لی جائے اور مجھے عرب کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے اور اگر اس پر رضا مند نہیں تو خدا کی قسم میں اس وقت تک لڑوں گا جب تک میری گردن علیحدہ نہ ہو جائے اور خدا کو جو فیصلہ کرنا ہو کر دے اشرار نے تو پیغام سننے سے ہی انکار کر دیا مگر مسعود ثقفی جیسے سنجیدہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے محمد نے معقول شرائط پیش کر دی ہیں غرض عروہ رسول کریم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا محمد! فرض کرو تم نے اپنی قوم کا استیصال کر دیا تو کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ کسی نے خود اپنی ہی قوم کو تباہ کیا ہو اور اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمہارے ساتھیوں کا کہیں ٹھکانا نہ لگے گا اور یہ بھیڑ گرد کی طرح اڑ جائیگی۔" حضرت ابو بکر رض نے برہم ہو کر کہا مردود! کیا ہم محمد کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے۔

عروہ کو رسول کریم سے دو بدو گفتگو کرنے کا یہ پہلا موقعہ تھا اس نے صحابہ

کی عقیدتمندی کے وہ حیرت انگیز منظاہر دیکھے کہ انگشت بدندان رہ گیا اور قریش سے جاکر کہنے لگا کہ میں نے قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں لیکن یہ شیفتگی یہ عقیدت اور یہ جاں نثاری کہیں بھی نظر نہیں آئی کوئی ایک شخص بھی محمدؐ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے، وضو کرتے ہیں تو بچے ہوئے پانی کو اٹھانے کے لئے خلقت ٹوٹ پڑتی ہے تھوک اور بلغم گرتا ہے تو عقیدت کیش فوراً اٹھاکر چہرے اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں قریش اب بھی پتھر کے پتھر تھے انہوں نے پھر چھیڑ خانی شروع کر دی پھر کیف بہت سی گفت و شنید کے بعد چند شرائط کے ساتھ یہ معاہدہ ہو گیا کہ اس سال تو رسول کریم واپس چلے جائیں اور اگلے سال صرف تین دن کے لئے آئیں یہ معاہدہ صلح حدیبیہ ہے ہوا بظاہر اس میں شکست نظر آتی تھی مگر درحقیقت یہ ایک فتح عظیم تھی اس سے کفار اور مسلمانوں کو باہم ملنے جلنے گفتگو کرنے، آنے جانے اور مسلم اخلاق کی پاکیزگی و حسن عمل کا اندازہ کرنیکا موقع مل گیا قریش کے قلوب اسلام کی طرف خود بخود کھنچنے لگے اور اس وقفہ مدت میں بکثرت اسلام پھیل گیا۔

غزوہ خیبر خیبر جو مدینہ منورہ سے آٹھ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے طاقت یہود کا گہوارہ تھا۔ دسائس بنو نضیر جلا وطن ہو کر یہاں جو آئے تو انہوں نے تمام قبائل عرب میں مخالفت کی ایک آگ لگا دی جنگ احزاب جیسی خوفناک جنگ اسی مخالفت کا ایک ثمر تلخ تھی ۶ھ میں انہوں نے پھر چند باثر قبائل کو لیکر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں اسیر بن ارزام سردار خیبر نے قبائل یہود کے سامنے ایک پرجوش تقریر کی کہ میرے پیشرؤں نے جو تدابیر کیں وہ غلط تھیں صحیح تدبیر یہ ہے کہ محمدؐ کے دارالریاست پر حملہ کیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ اب خیبر اسلام کا سب سے خطرناک دشمن اور سب سے قوی حریف تھا اور سب سے پہلے یہیں کے غیر مسلم رعایا بنائے گئے اور صرف اسی غزوہ کے متعلق دربار نبوت سے اعلان ہوا کہ اس میں وہی لوگ شریک ہوں جن کا مقصد محض جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو چونکہ یہود کی طرف سے تیاری جنگ کے بعد چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی اس لئے آپ اٹھارہ ہزار پیدل اور سوار لیکر مقابلہ کو نکلے بڑا شدید اور ہولناک معرکہ ہوا قلعہ فتح ہو گیا ۹۳ یہودی مارے گئے اور ۱۵ مسلمان شہید ہوئے۔ خیبر کی تمام زمین مجاہدین کو تقسیم کر دی گئی۔

خیبر کی فتح کے بعد مسلمانوں کو گونہ اطمینان ہو گیا اسلام کے دو ہی شدید اور قوی دست مخالف تھے قریش و یہود، قریش سے مصالحت تھی اور یہود کی قوت خیبر میں پاش پاش ہو گئی۔

غزوہ مکہ و موتہ غزوہ موتہ کی وجہ یہ تھی کہ شرجیل نے قاصد اسلام حضرت حارث کو قتل کر دیا تھا اس لئے آپ نے قصاص کی غرض سے تین ہزار کی فوج شام کی طرف بھیجی جس کا مقابلہ ایک لاکھ دشمنان اسلام سے ہوا متعدد نامور فرزندان اسلام شہید ہو گئے یہ حضرت خالد بن ولید کی لیاقت تھی کہ بہت سے لوگوں کو قتل کر کے اپنی فوج کو بچا لائے دوسری طرف قریش کو چاہیے تھا کہ وہ معاہدہ حدیبیہ کا احترام کرتے۔ خزاعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اور بنو بکر قریش کے معاہد بنو بکر نے اچانک خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے علانیہ ان کا ساتھ دیا انتہا یہ ہے کہ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابو جہل نے راتوں کو صورتیں بدل بدل کر خزاعہ پر تلواریں چلائیں (طبری) اور جب وہ حرم میں پناہ گزین ہو گئے تو بنو بکر کے رئیس اعظم نوفل نے کہا کہ یہ موقعہ پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔ چنانچہ حرم کے اندر ان کا خون بہایا گیا۔

خزاعہ کے چالیس ناقہ سوار دربار نبوت میں فریاد لیکر پہنچے آپ کو بہت رنج ہوا تاہم آپ نے قریش کو لکھا کہ ان تین شرائط میں سے جو شرط مناسب سمجھی جائے وہ منظور کر لی جائے اول مقتولوں کا خونبہا ادا کیا جائے ثانیا قریش بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں ثالثاً اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ اس وقت تو قریش نے کہدیا کہ تیسری شرط منظور ہے مگر پھر پچھتائے۔ آخر آپ کو مجبور ہو کر دس ہزار فوج ساتھ لیکر مکہ کو فتح کرنا پڑا اور کعبہ مقدس میں جتنے بت تھے صاف کر دیے اس کے بعد قریش کی طاقت و اقتدار کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے ہو گیا۔

غزوہ حنین عرب میں ثقیف و ہوازن کے قبیلے نہایت جنگجو اور فن جنگ سے واقف تھے فرزندان توحید کی طاقت جتنی بڑھتی جاتی تھی یہ قبائل پریشان ہوتے چلے جاتے تھے کہ ان کی ریاست اور امتیازات کا خاتمہ ہوا جاتا ہے فتح مکہ سے پیشتر ہی یہ عرب کا دورہ کر کے مخالفت کی آگ بھڑکا چکے تھے فتح مکہ ہوتے ہی انہوں نے خیال کیا کہ اب اگر کوئی فوری قدم نہ اٹھایا گیا تو پھر اسلام کی قوت ناقابل تباہ ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنے لشکر کو بڑھایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجبور ہو گئے آپ نے عبداللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم سامان رسد کے لئے قرض لئے اور بارہ ہزار کا لشکر عظیم لیکر مقابلہ کو نکلے اور اپنا ساز و سامان اور کثرت احتشام دیکھکر ان کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے آج کون ہے جو ہم پر غالب آسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ذوالصفات سب کچھ گوارا کر لیتی ہے مگر اسے نازش و غرور پسند نہیں وہ خالق اکبر ہے آقائے حقیقی ہے کارساز قدرت ہے اور اپنی ان صفات میں کسی کو شریک کرنا گوارا نہیں کر سکتا اسے ناپسند ہے کہ بندہ اس کا بندہ ہو کر اس کے عطایا کا شکر و احسان کرنے کے بجائے خود اپنے دست و بازو پر بھروسہ کرے اور یہ کہے کہ میں سب کچھ کر سکتا ہوں

حالانکہ کرنے والا وہی ہے اور اس کی تائید کے بغیر حقیقت یہ ہے کہ وہ کرکچھ بھی نہیں سکتا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے ہی تصادم میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تنہا رہ گئے ہوازن بلا کے قدر انداز تھے اور اس خصوص میں عرب کے اندر وہ اپنا جواب نہ رکھتے تھے انہوں نے میدان جنگ میں پہلے سے پہنچکر مناسب موقعوں پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور ان کا ایک تیر بھی رائیگاں اور خالی نہیں گیا مسلمانوں کا بڑھنا تھا کہ بیشمار فوج ان پر ٹوٹ پڑی اور دوسری طرف سے تیر اندازوں نے تیروں کا مینہ برسایا اس سے مسلمانوں کے قدم یکبارگی اکھڑ گئے آپ نے خود کو تنہا دیکھکر جلال نبوت میں کہا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کا پیغامبر ہوں اس کے بعد پہلے رسول کریم نے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انصار اور مہاجرین کو آوازیں دیں ان آوازوں کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ منتشر او بھاگتے ہوئے لوگ پھر اکٹھے ہو گئے اور دفعتہً میدان جنگ کا نقشہ پلٹ گیا لڑائی کا رخ بدل گیا کفار اپنے ستر مقتول چھوڑ کر بھاگ نکلے اور جو رہ گئے تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔

جنگ اوطاس

یہاں سے بھاگ کر ثقیف و ہوازن نے اوطاس میں اجتماع کیا اور درید بن الصمہ کئی ہزار کی جمعیت سے مقابل ہوا مگر سخت شکست کھائی اور کئی ہزار قیدی گرفتار کرائے بھاگا مگر قتل ہو گیا۔

قیدیوں میں حضرت شیما آپ کی رضاعی بہن بھی تھیں جس وقت لوگ انھیں گرفتار کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ جانتے ہو میں کون ہوں؛ اور نہیں جانتے تو میں بتاتی ہوں کہ "میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں" لوگوں نے حالات کی تحقیق کی اور حضرت شیما کو لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیما نے اپنی پشت کھول کر دکھائی اور کہا کہ بچپن میں ایک دفعہ آپ نے میری پشت پر دانتوں سے کاٹ کھایا تھا یہ اس کا نشان ہے یہ دیکھکر دفور محبت سے آپ کی آنکھیں پرنم اشک ہو گئیں عجلت سے اٹھے اپنی رداء مبارک بچھا دی دیر تک محبت سے باتیں کرتے رہے اس کے بعد آپ نے حضرت شیما کو چند اونٹ اور بکریاں عنایت کیں اور فرمایا کہ دل چاہے تو چلو میرے گھر چل کر رہو اور اگر اپنے گھر جانا منظور ہو تو وہاں پہنچا دوں کیونکہ حضرت شیما کو اپنے خاندان سے بھی محبت تھی کہا وطن ہی جاؤں گی چنانچہ آپ عزت و احترام کے ساتھ گھر پہنچا دی گئیں۔

محاصرہ طائف

طائف والوں نے بھی رسول کریم کو جنگ بجوبۃ کیا حنین سے بھاگ کر طائف کے قلعہ میں بیٹھ گئے اور اسے خوب مضبوط کر لیا آپ نے جنگ پر طائف والوں کو آمادہ و تیار دیکھکر طائف کا ارادہ کیا اور طائف پہنچکر محاصرہ کیا مگر قلعہ سے اس شدت کے ساتھ تیر اندازی ہوئی کہ مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ مقصد تو صرف مدافعت تھی اس لئے آپ نے محاصرہ کو طول دینا پسند نہ کیا اور واپس چلے آئے۔

مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ آئی۔ جدید الاسلام مسلمانوں میں ابوسفیان حکیم بن حزام نضر بن حارث قیس بن عدی اور سہیل بن عمر کو فیاضانہ انعامات دیئے گئے۔ سو سو اونٹ اور سو سو اوقیہ چاندی دی بہت سے لوگوں کو پچاس پچاس اونٹ عطا ہوئے اسیران جنگ کی رہائی کے لئے ایک معزز سفارت آئی رئیس قبیلہ زہیر نے تقریر کی اور کہا محمد جو عورتیں محبوس ہیں انہی میں تیری پھوپیاں اور خالائیں ہیں۔ خدا کی قسم اگر سلاطین عرب میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو اُن سے بھی بہت امیدیں ہوتیں تو تو پیغمبر ہے۔ آپ نے مسلمانوں سے سفارش کی جاں نثاروں کو کیا عذر ہو سکتا تھا۔ بول اٹھے ہم حاضر ہیں چنانچہ دیکھتے دیکھتے چھ ہزار اسیر آزاد تھے اور بحر سخا موجیں کر رہا تھا۔ رسول کریم کو دس سال ... میں چھوٹی بڑی کل ۸۰ جنگیں لڑنا پڑیں جن میں ایک ہزار ۱۸ مسلم و غیر مسلم مقتول ہوئے کیا یہ معجزہ نہیں کہ آپ نے صرف ایک ہزار انسانوں کی قربانی سے عرب کی کایا پلٹ کر رکھدی سب کو خدا پرست بنا دیا اور اس ملک میں پورا امن قائم کر دیا جہاں ایک گھوڑا آبد کا دینے پر چالیس سال جنگ ہوتی رہی اور ہزار ہا انسان نذر تیغ ہو گئے دنیا کروڑوں کی قربانی پر جو نہ کر سکی وہ آپ نے محض ایک ہزار کی قربانی سے کر دکھایا پھر کسی پر خود حملہ نہ کیا بلکہ آپ ہر بار لڑائی پر مجبور کئے گئے۔

اسلامی میاں بیوی

کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہوگا آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے یہ اسلامی جوڑا ایک ایسا نمونہ ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین ہونگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس لئے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی۔ قیمت ۸ محصول ۲ کل ۱۲

گھر کا مولوی

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع ظلم غصہ غذی زبان زنا لواطت، غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور نذرات ہے نیز اسی طرح انعام الہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو لوگ واعظین کے دست نگر نہ رہیں قیمت عہ محصول ۲

ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

رسول کریم اور اصلاح جنگ

دنیا میں صبح ازل سے جنگ و جدال اور حرب و ضرب کا سلسلہ جاری ہے جہاں انسان رہتے اور بستے ہیں وہاں لڑائیاں بھی ہوتی ہیں اور محبت و شیفتگی کے دور بھی چلتے ہیں اصول بھی قائم ہوئے ہیں اور بے اصولیاں بھی ہوتی رہی ہیں لیکن ایک چیز بلا استثنا، اور ہمیشہ موجود رہی وہ یہ کہ دشمنوں کو جتنا کچلا جا سکے کچلا جائے اور اُن کی جتنی تباہی کی جاسکے کردی جائے دشمنوں کو پوری سنگدلی کے ساتھ ذبح کرنا، منجنیق مارنا دیہات و قریات کو جلا دینا باغات و مکانات کو آگ لگا دینا زن و فرزند اور پیر و جوان کو بلا امتیاز قتل کرنا معمولی بات تھی فتح و ظفر مندی کے بعد رحم و نیت کا مظاہرہ نااہلیت کار کی دلیل سمجھی جاتی تھی اور جو جتنی وحشت و بربریت کا اظہار کرتا تھا اتنا ہی لائق سمجھا جاتا تھا فاتح اپنی ہیبت اور اپنا رعب قائم کرنے کے لئے فتح و نہب کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے ہر زمانہ اور ہر دور میں یہی ہوتا رہا ہے کہ فتح و نصرت کے بعد شہر تباہ کر دیئے گئے ہیں معابد منہدم ہوئے ہیں اور مفتوحوں کو غلام بننے پر مجبور ہونا پڑا ہے شریف و رذیل سب تعبد کی زنجیروں میں جکڑے جاتے تھے اور جو ضرورت سے زیادہ ہوتے تھے تلوار کے گھاٹ انہیں اتار دیا جاتا تھا یہ خصوصیت کچھ زمانہ قدیم ہی کے ساتھ وابستہ نہ تھی اس بیسویں صدی میں بھی کہ آفتاب تہذیب خط استوار پر چمک رہا ہے مغلوبین کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوتا اور کیا نہیں کیا جاتا ہاؤٹزر توپوں سے شہروں کو اڑا دینا ہوائی جہازوں سے بم پھینک کر تمام باشندوں کو برباد کر دینا دم گھونٹنے والی گیس چھوڑ کر فنا کر دینا جہازوں کو کھلے سمندروں میں غرق کر دینا آباد شہروں پر دن بھر بلا تحاشا اڑدر دم توپوں سے گولے برسانا وہ کونسی وحشت و بربریت تھی جس کا اظہار جنگ میں نہیں کیا گیا اور نہیں کیا جاتا دور آخر کی کوئی ایک جنگ بھی ایسی نہیں دیکھی گئی جس میں انسانیت کو ماتم کرتے اور تہذیب و شرافت کو سر پیٹتے نہ دیکھا ہو اور عصمت دری سفاکی اور خونریزی اور وحشیانہ جوش کی مثالیں سامنے نہ آئی ہوں لیکن پہلے لوگ تو پہلے ہی لوگ تھے بقول مورخین مغرب نیم وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن تہذیب کو بھی جب بھوت چڑھا ہے تو اس نے وہ کیا ہے جو اگلوں کے تصور میں بھی نہ آیا ہوگا۔

فضائے عرب عرب ایک خشک اور بے آب و گیاہ گرم ملک تھا ساحلی علاقوں کے سوا کہیں زراعت نہ ہو سکتی تھی، پیداوار کی قلت تھی، غلہ بہت ہی کم پیدا ہوتا تھا کھجوروں اور جانوروں کے گوشت پر گذر اوقات کرتے تھے اونٹ اور بکری ہی ان کی دولت تھے اور یہی خورش و پوشش کا سامان، انہی کی اون اور بالوں کے کپڑے اور کمبل بنے جاتے تھے غرض عرب کے لئے جو کچھ تھا وہ اونٹ اور بکریاں تھیں پھر بہت کم لوگ ایسے تھے جنھیں شہری زندگی کا لطف میسر تھا بالعموم خانہ بدوشانہ زندگی بسر کی جاتی تھی جہاں چارہ اور پانی نظر آیا وہیں ڈیرے ڈال دیئے اور جب یہ ذخیرہ ختم ہو گیا کسی دوسری جگہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اندرون ملک کے یہ قبائل اسی طرح گھومتے پھرتے اور ڈاکے ڈالتے رہتے تھے اس ڈاکہ زنی اور لوٹ میں انھیں ہر قسم کا سامان اور ہر چیز مل جاتی تھی مگر اکثر اور بڑا حصہ بھیڑ بکریوں اور اونٹوں ہی کا ہوتا تھا یہ جرائم عادتاً نہیں مجبوری کئے جاتے تھے اس لئے کہ ان کی معاش انھیں مجبور کرتی تھی جغرافیائی حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ باشندگان عرب جنگ و جدال کے بغیر رہ نہ سکتے تھے ان وجوہ سے عرب میں چوری، رہزنی، قتل، ڈکیتی اور جنگ معمولی بات سمجھی جانے لگی تھی پھر ایک ایک قتل کے خونبہا کے لئے سالہا سال جنگ کا سلسلہ جاری رہتا تھا ادنیٰ ادنیٰ باتوں اور معمولی عذرات پر لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں اور لوٹ مار برابر جاری رہتی تھی لطف یہ ہے کہ لوٹ کے مال کو جو تقدس کا درجہ حاصل ہو چکا تھا اور چوری اور قتل جیسے جرائم کو جرم ہی نہ سمجھا جاتا تھا اور جرم سمجھے تو کون، کوئی نظام حکومت نہیں کوئی فرمانروا نہیں قبیلہ قبیلہ سے لڑتا تھا۔ قبائل قبائل سے جھگڑتے رہتے تھے اور کسی کو یہ احساس تک بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کر رہا ہے اس لئے اس سلسلہ نے لامتناہی صورت اختیار کر لی تھی چونکہ مدت مدید سے لوگ جرم کرتے چلے آئے تھے اس لئے یہ چیز ان کی فطرت اور علو ثانیہ بن گئی تھی ظاہر ہے کہ اس کا انسداد کتنا مشکل کام ہوگا انتہا یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد بھی کہ فطرت عرب میں بہت کچھ انقلاب ہو چکا تھا یہ عادت اسلام لانے کے بعد کچھ دنوں تک ایک حد تک قائم رہی۔

اسیران جنگ کا برتاؤ جنگ کی عادت و فطرت بنجانے نے عربوں کے اندر پوری وحشت و بربریت پیدا کر دی تھی اور اتنے قسی القلب ہو چکے تھے کہ ان کے قلوب میں رحم کا نام تک بھی نہ رہا تھا اور جب وہ لڑنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے

تو حق و ناحق کا امتیاز بھی باقی نہ رہتا تھا ان کے لیے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ فلاں قبیلہ کے آدمی نے ہمارے قبیلہ کے آدمی پر حملہ کیا یا قتل کر ڈالا۔ اب ان کے لئے اس امر کی تحقیقات کی اصلاً کوئی ضرورت ہی نہ تھی کہ اس آدمی پر حملہ بجا ہوا ہے یا بیجا قتل کسی قتل کے بدلہ میں ہوا ہے یا بلاوجہ ہر حالت میں ان پر مقتول کا قتل لازمی ہو جاتا تھا اور وہ اس وقت تک سکھ کی نیند نہ سوتے تھے جب تک کہ مقتول کے خون کا انتقام نہ لے لیں گویا مقتول کا انتقام لینا ایک قومی ذمہ داری تھی جس سے عہدہ برآ ہونا ناجات سے تھا جنگ کے بعد بھی نہایت ہی وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا چھوٹے چھوٹے بچوں اور بیکس عورتوں تک کو زندہ آگ میں جھونک دیتے تھے (مجمع الامثال کرمانی)

عرب میں ایک مقتدر زمیں فرمانروا تھا جس کا نام عمرو بن ہند تھا۔ ایک دفعہ بنو تمیم نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا پھر کیا تھا اس کا نائرہ غضب اشتعال میں آگیا اور منت مانی کہ جب تک ایک کے عوض میں سو آدمی قتل نہ کروں گا اس وقت تک اطمینان کی نیند نہ سوؤنگا چنانچہ اس نے بنو تمیم پر ایک خوفناک حملہ کیا جو تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اتفاقاً ایک عورت رہ گئی جس کا نام حمراء تھا اور جو بہت کہن سال تھی عمرو بن ہند تو بھرا کا ہی ہوا تھا اس نے اپنی آتش انتقام کے شعلے کو فرو کرنے کے لئے آگ کے الاؤ میں ڈلوا دیا۔ آگ کو روشن دیکھ کر اسی وقت ایک سوار عمار نامی ادہر آنکلا اس سے پوچھا تو یہاں کیوں آیا ہے اس غریب کو کیا معلوم تھا کہ اجل سر پر کھڑی ہوئی ہے کہنے لگا میں کئی روز سے بھوکا تھا خیال ہوا کہ آگ روشن ہے شاید کھانا پک رہا ہو اس لئے ادہر چلا آیا ظالم و سفاک عمرو نے اس غریب و بیقرار شخص کو بھی اسی الاؤ میں ڈلوا دیا!

کیا اس سے زیادہ وحشیانہ اور خوفناک تر مثال عربی بہیمیت کی کوئی اور سمجھ میں آسکتی تھی یہ تھی عرب جاہلیت کی وحشت اور یہ تھا ان کا جذبہ انتقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عادت کے استیصال کے لئے انتہائی سعی و جہد سے کام لیا اور حکم دیا کہ کسی جنگ میں بوڑھوں بچوں، عورتوں، مذہبی خدمتگذاروں اور لڑکوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے آپ جب کسی مہم پر کوئی فوج بھیجتے تو سردار فوج کو تاکید کر دیتے لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا ولا صغیرا ولا امرأۃ یعنی کسی بوڑھے کو بچے کو کمسن کو اور عورت کو قتل نہ کرنا (صحیح مسلم باب الجہاد) اتفاق سے آپ کو کسی غزوہ میں کہیں کسی عورت کی نعش نظر بھی آجاتی تو آپ کو سخت غصہ آتا اور نہایت شدت کے ساتھ منع فرماتے۔

بچوں پہ چاند ماری عربوں میں ایک اور وحشیانہ طریقہ یہ رائج تھا کہ وہ شیر خوار بچوں کو تیروں کا نشانہ بناتے تھے قیس نے نبراز اور داحس کی لڑائیوں میں نبو ذبیان کے پاس اپنے بچے (بطور ضمانت) رکھے تھے بنو ذبیان نے ان بچوں کو ایک وادی میں لیجاکر کھڑا کیا اور انھیں نشانہ بنا کر تیر اندازی شروع کی جو سخت جان بچے اول اس روز کی تیر اندازی میں نہ مرے انھیں دوسرے روز کے لئے اٹھا رکھا یہ کچھ کم وحشت نہ تھی کہ کئی روز تک یہ خوفناک چاندماری ہوتی رہی اور انسانیت و شرافت و اخلاق کی کوئی کڑی انھیں اس قساوت و درندگی سے نہ روک سکی خدا معلوم وہ کیسے لوگ تھے اور کیا تھے کہ اپنی آنکھوں سے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے (مجمع الامثال) اسیران جنگ کے ساتھ بھی برتاؤ اور یہی سلوک روا جاتا تھا اور یہ بھی اکثر اوقات تیروں اور خنجروں کا نشانہ بنتے تھے عربوں کی زبان میں اسے "صبر" کہا جاتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو سختی کے ساتھ روکا۔ ایک دفعہ حضرت خالد کے صاحبزادے (عبدالرحمن) نے ایک لڑائی میں اسی طرح چند آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا حضرت ابو ایوب انصاری کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریقہ کے خلاف فرماتے اور اس کی مذمت کرتے سنا ہے خدا کی قسم میں تو کسی مرغ کو بھی اس عذاب سے مارنا گوارا نہیں کر سکتا۔ عبدالرحمن نے جب سنا تو گھبرا گئے اور کفارہ معصیت کے طور پر چار غلام آزاد کئے۔

پابندی عہد اور جنگ زمانہ جاہلیت عرب میں وعدہ و عہد کی پابندی کا کچھ بھی خیال نہ کیا جاتا تھا قلب و زبان کی یکجہتی کوئی چیز ہی نہ تھی جنگ معونہ وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا تھا پہلے تو عہد و پیمان کرکے اور قسم یقین دلا کے مسلمانوں کو ساتھ لے گئے اور پھر لیجاکر دھوکہ سے قتل کر دیا قرآن کریم کی اس آیت میں اسی قسم کے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمۃ انھم لا ایمان لہم کسی مسلمان کے متعلق نہ وہ کسی قسم کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ ذمہ داری کا ان کی قسم (اصلاً قسم ہی نہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ تاکید کر دی کہ ہر حالت میں عہد کی پابندی کی جائے آپ نے وفائے عہد کی ایسی شاندار مثالیں دنیا کے سامنے پیش کیں اور عملی طور پر اس ضمن میں وہ کیا جس کی کوئی نظیر کہیں ڈھونڈے نہ ملیگی جب آپ حکم ربانی کے مطابق ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو اکثر صحابہ ایسے تھے جو اپنی مجبوریوں کی بنا پر مکہ ہی میں رہ گئے تھے انہی میں ایک صحابی حضرت حذیفہ بن یمان تھے جنگ بدر کا زمانہ تھا یہ اپنے باپ کے ساتھ کہیں سے چلے آرہے تھے کہ کفار کے ہاتھ پڑ گئے اور گرفتار ہو گئے کفار نے کہا تم مدینہ جا رہے ہو وہاں جاکر تم ضرور ہی مقابلہ کرو گے انہوں نے انکار کیا اور فرمایا نہیں ہم ایسا ہرگز

نہیں کرینگے ہمارا مقصد جنگ نہیں محض جانا ہے کفار اُن سے نہ لڑنے اور مقابلہ پر نہ آنے کا عہد لے لیا اور چھوڑ دیا۔

جنگ بدر کی تیاریاں ہو رہی تھیں ان کے قلوب میں بھی امنگ پیدا ہوئی اور دربار نبوت میں حاضر ہو کر درخواست دی کہ ہم بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف کہہ دیا ایسا نہیں ہو سکتا تمہاری درخواست منظور نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ تم کفار کے ساتھ نہ لڑنے کا عہد کر چکے ہو اس سے بھی بڑھکر یہ کہ حدیبیہ میں ابو جندل پا بزنجیر با یوسانہ و بیکسانہ حالت میں بھاگ آتے ہیں اور اپنی پشت کے داغ دکھاتے ہیں کہ دیکھئے حضور! کفار نے مجھے کس بیدردی سے مارا ہے اور کس بُری طرح ستاتے ہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن . . . اب کچھ نہیں ہو سکتا کفار سے معاہدہ ہو چکا ہے کہ ان کا جو قیدی بھاگ کر آئیگا وہ انھیں واپس دیدیا جائے۔ ابو جندل کے لئے یہ الفاظ برق خاطف سے کم نہ تھے وہ تو بڑی امید لیکر دادخواہی کے لئے آئے تھے اور یہاں دو ٹوک جواب مل گیا۔ واپس جاتے ہیں تو پہلی تکالیف سے زیادہ تکالیف کے پہنچنے کا اندیشہ ہے اور دل ان اذیتوں کے خیال سے بید لرزاں کی طرح کانپنے لگتا ہے ابو جندل نومید ہو کر مسلمانوں کے سامنے اپنی اندوہناک مصیبت کا المناک نقشہ پیش کرتے ہیں لوگ ان کی زبانی ان کی روداد الم سُنکر اور ان کے ناتواں پشت دیکھکر بیقرار اور از خود رفتہ ہو جاتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق بار بار رسول کریم کے پاس جاتے ہیں حضرت عمر کی زبان سے تو کچھ گراں جملے بھی صادر ہونے لگتے ہیں مسلمانوں پر ایک دیوانگی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور اُن کے قابو سے باہر ہو جانے کا شدید خطرہ پیش نظر ہو جاتا ہے لیکن پابندی عہد کی قیمت ان تمام خطرات سے زیادہ تھی۔

آخر ابو جندل کو گریاں و نالاں واپس جانا پڑا کیا پابندی عہد کی اتنی شاندار اور فقید النظیر مثال کسی عہد اور دنیا کے کسی گوشہ میں بھی مل سکتی ہے؟

قاصدوں کا قتل

عرب میں قاصدین جنگ کو فوراً غضب میں تہ تیغ کر ڈالا جاتا تھا مصالحت حدیبیہ سے بیشتر مسلمانوں کی طرف سے قریش کے پاس جو قاصد بھیجا گیا تھا قریش نے اسے قتل کرنے کی سعی کی تھی لیکن آپ نے شدید ممانعت کر دی تھی کہ قاصدوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے انتہا یہ ہے کہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قاصد نے دربار نبوت میں نہایت سخت گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور نہایت مکروہ طریقہ پر گفتگو کی مگر آپ نے یہی فرمایا کہ گو تمہاری سزا قتل کے سوا اور کوئی نہ تھی مگر میں قاصدوں کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ دنیا بھر میں اسی روز سے قاصدوں کا قتل ممنوع قرار پا گیا خسرو پرویز نے ہرقل اور جیپال نے سلطان محمود کے قاصدوں کو بلا تکلف قتل کرا دیا تھا اگر اسلام میں یہ طریقہ ہمیشہ کے لئے مقرر ہو گیا یہ دنیا پر آپ کا سب سے بڑا احسان ہے

اسیران جنگ اور اسلام

ظہور صبح عالم سے لیکر گذشتہ صدی کے اختتام تک

اسیران جنگ کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا اگر قسمت انھیں توپ دم اور تہ تیغ ہونے سے بچا بھی لیتی تھی تو کم از کم یہ تو ضرور ہوتا تھا کہ ان کے پاؤں میں بھاری بھاری اور بوجھل بیڑیاں ڈال کر ان سے شدید مشقت لی جاتی تھی ذرا اس حشت کی یہ لعنت خیز یاں ملاحظہ ہوں کہ ملکہ زنوبیہ جیسی باحوصلہ روزگار مدبر اور پری جمال فرمانروا تک کے ہاتھ میں بحالت اسیری رومیوں نے ہتھکڑیاں ڈالیں بخت نصر نے دیوہیکل چکیاں قیدیوں سے چلوائیں ٹیٹس نے اسیران جنگ کو کتوں میں جوت دیا حروب صلیبیہ میں جو قیدی "پیکر رحم عیسائیوں" کے ہاتھوں پڑے تھے اُن کے ساتھ بھی حیوانوں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ علامہ ابن جبیر حروب صلیبیہ کے زمانہ میں عکہ سے آئے تو یہاں مسلم اسیران جنگ کی حالت دیکھکر تڑپ گئے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ "منجملہ ان دردانگیز حالات کے جو ان شہروں میں نظر آتے ہیں اسیران اسلام بھی ہیں جو بیڑیاں پہنے نظر آتے ہیں اور جن سے سخت مشقت لی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلم عورتیں بھی لونڈیوں میں لوہے کے کڑے پہنے شدید مشقت کے کام کرتی نظر آتی ہیں انھیں اس حالت میں دیکھکر قلب پاش پاش ہو جاتا ہے۔" (رحلہ ابن جبیر)

بدعوں نے بالخصوص عورتوں کے ساتھ ایسی ہی بربریت کا سلوک کیا جاتا رہا ہے بخلاف اس کے رسول کریم نے سخت احکام صادر فرما دیئے تھے کہ اسیران جنگ کو کوئی اذیت نہ پہنچائی جائے آپ نے اسیران جنگ کو صحابہ کرام کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ دیکھنا انھیں کھانے پینے کی کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے کیا چشم فلک نے اپنی کھلی آنکھوں اس دنیا میں یہ نظارہ بھی دیکھا ہے کہ فاتح قوم کے فاتح افراد تو بھوکے پڑے رہتے ہوں اور مفتوحوں کو نہیں بلکہ مفتوح اقوام کے اسیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے ہوں خود تو کھجوروں اور وہ بھی خشک پر گذر ہو اور قیدیوں کو گوشت روٹی دیا جا رہا ہو۔ حالانکہ ان میں وہ لوگ شامل تھے جو دس برس کامل آپ اور آپ کے ساتھیوں کے خون کے پیاسے رہ چکے تھے جو حقیقتاً کسی رحم کے مستحق نہ تھے لیکن اس دریائے جود و سخا کی موجوں کو کون روک سکتا تھا۔

غزوہ حنین کے وہ خونریز اور خونخوار دشمن گرفتار ہو کر حاضر دربار ہوتے ہیں جنہوں نے تیروں کی پیہم بارش سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا تھا اور جو بلا وجہ اور بلا سبب استیصال اسلام اور اذیت مسلمین کے لئے

گھرے ہوئے تھے لیکن ان کے سونہ دو سوا کے بلکہ چھ ہزار قیدی ایک آن واحد میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور اس شان سے چھوڑے جاتے ہیں کہ سیارگان فلک کی آنکھوں میں چکا چوند ہو کر رہ جاتی ہیں ہر ایک کو قیمتی مصری کپڑے کا ایک جوڑا بھی عطا ہوتا ہے (طبقات ابن سعد)

حاتم طائی کی لخت جگر بھی گرفتار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتی ہے تو آپ اُسے مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں جگہ دیتے ہیں اس کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے ہیں اور اس سے فرماتے ہیں کہ گھبرائیے نہیں تمہارے شہر کا کوئی شخص آئیگا تو میں تمہیں اس کے ساتھ تمہارے وطن بھیج دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے رہا ہونے وقت وہ عرض کرتی ہے کہ حضور اس حالت میں میرے لئے اپنی رہائی مسرت انگیز نہیں کہ میری قوم کے لوگ تو اسیر پڑے ہوں اور میں آزادی کے چمن میں مصروف گلگشت ہوں آپ اس درخواست کو بھی قبول کر لیتے ہیں فرمایئے ہے اس سیر چشمی کی کوئی مثال دنیا میں۔

فرزندان توحید کے قبضہ میں جب اور جہاں بھی جو قیدی پڑتے تھے وہ معاندین کے دست و بازو ہونے کے باوجود نہایت آرام و راحت سے رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی شرافت و فراخدلی کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا مسلم سلوک و برتاؤ کی درخشانی اور امتیازی شان اس وقت نظر آئے گی جب آپ تاریخ کے اوراق کھول کر ان کی ورق گردانی کر کے کلدانیوں، اشوریوں، کیانیوں، ساسانیوں، یہودیوں کے آئین بائے جنگ کا مطالعہ کریں اور ساتھ ہی تہذیب جدید کی لعانیوں پر بھی نظر ڈال لیں اور پھر مقابلہ کریں تو آپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور سمجھیں گے کہ انسانیت و سبعیت میں کیا فرق ہے

افواج کی تباہی خیزیاں

فوجیں کسی ملک اور کسی قوم کی ہوں جس طرف سے گذر جاتی تھیں ایک تباہی و بربادی پھیل جاتی تھی حملہ کرتے وقت فوجوں کو دور دور تک پھیلا دیتے تھے تاکہ رسد بند ہو جائے اور آس پاس کے کھیت اور باغات نذر تباہی ہو کر رہ جائیں اس سے ہر گونہ نقصانات ہوتے تھے۔ لوٹ مار ہوتی تھی راستے بند ہو جاتے تھے سب ہی کچھ ہوتا تھا آپ نے اس طریقہ مذموم کو بھی مستوصل کیا اور منادی عام کر دی کہ جو کوئی بھی اس قسم کی حرکات کا مرتکب ہو اس کا جہاد جہاد ہی نہیں بلکہ کوئی اور بلا ہے۔ حضرت انس جہنی رض سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں بھی ایک غزوہ میں شریک تھا لوگوں نے دشمنوں کے پڑاؤ پر جا کر انھیں تنگ کیا اذیت پہنچائی اور لوٹ مار بھی کی آپ نے فوراً منادی کرا دی کہ جو لوگوں کے گھروں پر جا کر لوٹ مار کرے اور انھیں اذیت پہنچائے اس کا جہاد قبول نہیں (ابو داؤد)

آپ نے عام حکم دیدیا تھا کہ حملہ کرتے وقت ادھر ادھر پھیل دجایا کرو اس کے بعد مسلمان نہایت احتیاط برتتے تھے اور اس طرح پڑاؤ ڈالتے تھے کہ سب تھوڑی سی جگہ میں آجاتے تھے (ابو داؤد کتاب الجہاد)

محاربین سے سلوک

دشمنوں کو میدان جنگ میں قتل تو سب ہی کیا کرتے ہیں لیکن عرب کیا اس وقت دنیا میں ایک یہ وحشیانہ طریقہ جاری تھا کہ دشمنوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر انھیں تنہا چھوڑ دیا جاتا تھا کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر جائیں غطفان اور عامر کی لڑائیوں میں اسی خوف سے حکیم بن الطفیل نے اپنا گلا خود ہی گھونٹ لیا تھا (عقد الفرید)

عرنیہ کے لوگوں نے خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غلام کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے لیکن اتنا کرنے پر بھی ان کی شیطنت کی پیاس نہ بجھی تو انہوں نے اس مظلوم کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے تھے وہ اسی تکلیف سے تڑپ تڑپ کر مر گئے (طبقات ابن سعد)

درندہ بھی چونکہ کرسکتے تھے وہ یہ کرتے تھے مرنے کے بعد بھی ان کی تشنگی خون فرو نہ ہوتی تھی وہ بے جان لاشوں کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان کاٹ لیتے تھے یہ اسی رسم بد کا اقتضا تھا کہ جنگ احد میں ہندہ نے حضرت سید الشہداء حمزہ رض کے اعضا کاٹ کر ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنا تھا اور جگر کچا چبا گئی تھی۔ ایک عرب کیا اس وقت دنیا ہمہ رنگ بنی تھی قیصر مدم مارس غریب کا کوئی قصور نہ تھا اس نے کبھی کوئی غلطی بھی نہ کی تھی وہ حالات نازک دیکھ کر کسی کے مقابلہ پر بھی نہ آیا تھا بلکہ شہر سے نکل کر خاموشی کے ساتھ مصر چلا گیا تھا۔

لیکن فوکس نے برسر اقتدار ہو کر پہلا حکم اسی کے بیگناہ زن و فرزند کے قتل کئے جانے کا دیا اور قتل بھی کیا تو اس قساوت و سنگدلی کے ساتھ کہ انسانیت اپنا سر پیٹ اٹھی اسی کے حکم سے اس کی فوج مصر گئی گرجا میں گھسی مارس اور اس کے پانچ بیٹوں اور بیٹیوں کو گھسیٹ کر اندر سے باہر لائی پہلے بیٹوں کو باپ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر کے ان کے لاشے سمندر میں پھینکدیئے اور قسطنطنیہ کے دروازہ پر لٹکا دیئے گئے۔ بیٹوں اور مارس کو بھی اسی عذاب کے ساتھ قتل کیا اور دیگر سلطنت کا رہا سہا ظالم فرمانروا کے قیامت خیز جیسی مظالم کو بھی دنیا ابھی نہ بھولی ہوگی رسول کریم نے اس لعنت کا بھی کلی استیصال کر دیا۔

حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرانا

جب مست ہوکر تے دشمن ہاتھ آگیا تو اس کی عورتوں میں سے جو حاملہ ہوتیں ان کے پیٹ چاک کر ڈالتے تھے عامر بن طفیل رئیس ہوازن نے جب

کارنامہ پر بڑے فخر کا اظہار کیا تھا بندہ بیراگی نے بھی سندھ میں یہی کیا تھا آپ نے اس درندگی کا بھی استیصال کیا ہم واضح کر چکے ہیں کہ عرب میں جنگیں معاشی ضروریات کی بنا پر لڑی جاتی تھیں اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی تھی کہ دشمنوں کے مال لوٹے جانے کو ایک ثواب سمجھا جانے لگا تھا اور اسلام کے کچھ دنوں بعد تک ذہنیت کا یہی عالم رہا کہ انھیں یقین ہی نہ آتا تھا کہ جنگ میں لوٹا ہوا مال کیوں باعث ثواب نہیں ہو سکتا رسول کریم نے اس ذہنیت اور اس عادت کے ترک کرانے کے لئے بڑی جد و جہد کی قرآن کریم میں مال غنیمت کے متعلق "متاع دنیوی" کا لفظ آنے لگا اور اس کی محبت و شیفتگی پر برابر ملامت ہوتی رہی بدر میں فدیہ لینے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی یریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور اللہ تعالے آخرت چاہتا ہے۔ احد میں مال غنیمت لوٹنے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ یعنی تم میں کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے" ان آیات اور ملامتوں کے نزول کے باوجود سنہ ۸ھ میں غزوہ حنین کے اندر مسلمانوں کو محض اس وجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ آپ جنگ کو پاک بنانے اور مسلمانوں کے قلب سے غنیمت کا شوق مٹانے کے لئے صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ جہاد کسی نیت سے بھی کیا جائے اگر مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو اس کا دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب مال غنیمت کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔

فطرت عرب میں حیرت انگیز تغیر

اسی اہم تعلیم و تلقین کا یہ اثر ہوا کہ عرب کی فطرت بدل دی عام ضرب المثل تھی کہ "جنگ و عشق میں سب کچھ جائز ہے" لیکن آپ نے حالت جنگ و امن دونوں حالتوں میں ناجائز کو ناجائز ہی بتایا اور برائی کو ہمیشہ برائی ہی کہتے اور بتاتے رہے عرب کیا پوری دنیا میں اس وقت تک جنگیں بالعموم ملک گیری انتقام حصول اقتدار کے لئے لڑی جاتی تھیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد جنگ ہی میں سرے سے انقلاب پیدا کر دیا جنگ و جدال کا جو مقصد تھا وہ مقصد ہی نہ رہا دنیا بدل گئی دل بدل گئے مقصد بدل گیا اسلام کی جنگیں صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور حمایت مظلوم کے لئے رہ گئیں دنیا اسلامی جنگ کو جہاد کے متعلق کچھ کہے اور کچھ سمجھے لیکن جب وہ حالات پیشین کی گرد یا اس دور اسلامی کی کڑیوں سے ملا کر دیکھے گی تو اسے صاف نظر آئے گا کہ اسلامی جہاد دنیا میں نیکی اور نیکوکاری کی روح پھونکنے اور زیردستوں کو زبردستوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھے اور بس! رسول کریم نے تمام فرمانروایان عالم کو دعوت اسلام کے خطوط تک لکھے جس نے اسلام قبول کر لیا اسے برابر کے حقوق مل گئے اس لئے کہ یہاں توسیع اقتدار کا تو سوال ہی نہ تھا۔ مقصد دنیوی قانون کی جگہ اللہ کے قانون کی حکومت کرانا تھا مسلمان حکومت چاہتے تھے تو محض اس لئے کہ دنیا میں امن قائم ہو اور وہ اقتدار حاصل کر کے نیک باتوں کو فروغ دیں اور بری باتوں کا استیصال کریں پھر اب تک اور آج بھی مال غنیمت صرف فاتح فرمانروا کا حق سمجھی جاتی تھی اسلام نے اس میں بھی جمہوریت کی روح پیدا کر کے پانچواں حصہ سلطنت اور چار حصے مجاہدین کا حق قرار دیا کہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر عملی فتح کرنے والے یہی ہوتے ہیں اور اسے گویا عبادت بنا دیا کہ اس وقت بھی مسلمانوں کو اللہ کا نام کثرت سے لینے کی ہدایت تھی دنیا میں بڑے بڑے نیک دل پیدا ہوئے لیکن حالت جنگ میں سب شرافت اور رحم کو بھولتے رہے لیکن اس جوش و جنگ کی حالت میں بھی اگر کسی نے انسانیت کا احترام کیا اور خدا ترسی سے کام لیا تو وہ صرف اسلام اور پیشوایان عظام اسلام ہیں۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب . . . . کو ان کی ایڈیٹری طبیب زمانہ یعنی سنہ ۱۹۱۲ء میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر سفر دوست کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے سینکڑوں دن ہلنے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی جنھیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر دکانے کے ساتھ مسوڑوں کا خون اور پیپ دوا کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائیوریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت ہی لاگت پر فروخت کرتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ۵ ۔ دو شیشیوں پر محصول صرف ۷ ۔ تین پر بھی ۷

ملنے کا پتہ: احمد مجتبیٰ ۱۷۲ کوچہ چیلاں - دہلی

صلح حدیبیہ

دو محارب فریقوں اور دو تشنہ دشمنوں میں صلح و مصالحت کوئی اہم اور اصلاً قابل ذکر چیز نہیں نئی بات نہیں جدید الوقوع امر نہیں ابتداء سے یہی ہوتا رہا ہے اور آج بھی یہی ہوتا ہے اور سیاسیات میں تو کسی شئے کو ثبات و قیام نہیں کل کے دشمن آج کے دوست اور آج کے دشمن کل کے دوست ہوتے ہیں لیکن قریش اور مسلمانوں میں مصالحت کا ہو نہ صرف ایک خاص اہمیت کا حامل ہے بلکہ تاریخی شہرت اور ایک انقلاب انگیز نوعیت کا آئینہ بردار ہے اس لئے کہ یہ معاہدہ وہ ظالم و مظلوم کا معاہدہ تھا وہ ایسے فریقوں کی مصالحت تھی جن میں کل تک زمین و آسمان کا فرق تھا اور قوت و طاقت کے اعتبار سے کوئی نسبت ہی نہ تھی مسلمان وہی تو مسلمان تھے جنھیں آج سے صرف چھ سال پہلے قتل و فنا کرنے کی تدابیر سوچی جارہی تھیں اور جو اپنی جانیں لیکر اور مال و دولت، زن و فرزند اور گھر در چھوڑ کر مکہ معظمہ سے بھاگے تھے اور جنھیں ایک ہی سال پیشتر عرب کی پوری قوت انہی قریش کی سرکردگی میں برباد کر کے رکھدینے کے لئے نکلی تھی اور جو عرب کے ہر پیر و جوان اور ہر بچہ کے نزدیک کشتنی اور گردن زدنی تھے۔

یہ کچھ کم انقلاب نہ تھا کہ مظلوم کو صرف پانچ سال کے اندر اندر اتنی قوت و اہمیت فضل الٰہی سے حاصل ہوگئی کہ ظالم اس سے مصالحت پر مجبور ہوئے اور حدیبیہ میں دونوں کے مابین ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے دنیا میں طاقتور کمزور اور کمزور طاقتور ہوتے رہتے ہیں کل ہی کی بات ہے کہ ترکی و ایران انگلستان کے سامنے عاجزانہ کھڑے ہوئے تھے اور غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کے قتل کے احکام صادر ہو رہے تھے مگر ابھی چند ہی سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ دنیا نے انہی کو معاہدہ کرتے دیکھا اس قسم کی ایک نہیں صدہا مثالیں موجود ہیں مگر اسلام کی طاقت کی افزونی تو محض ایک عطیہ خداوندی تھا جس نے ایک قلیل وقفہ مدت میں مغلوب کو غالب اور غالب کو مغلوب کر دیا۔

راتوں کے سناٹوں میں وطن کی یاد

بظاہر تو صلح اسلام کی طرف مغلوبانہ ہی نظر آتی تھی لیکن جسے خود خدا نے قدوس فتح بتائے اور ظاہر کرے اسے کس کی مجال ہے جو مغلوبانہ کہہ سکے کعبہ شریف دنیا کی وہ مقدس عمارت تھی جسے حکم ربانی سے حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا تھا اور وہ برگزیدہ پیغمبر رات دن بناتے رہے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ بڑے جلیل القدر اور صاحب شریعت پیغمبر تھے انہی کی اولاد حجاز میں آباد تھی اس لئے دو ملتہ ابیکم ابراہیم سے انھیں مخاطب کیا جاتا تھا کعبہ شریف حضرت ابراہیمؑ کی یادگار تھا اور گو ان کی اولاد زمانہ سے بت پرست ہو گئی تھی تاہم اس کی عزت سب ہی کرتے تھے اتنی کہ گو ان میں سال بھر تک متواتر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں مگر موسم حج میں سب مل کر شیر و شکر ہو جاتے تھے۔

مسلمان بھی آخر اسی مکہ کے فرزند تھے یہیں سے نکالے گئے تھے یہاں سے نکل کر بھی اس کی یاد ان کے دل کی پھانس بنی ہوئی تھی جو ہمہ وقت کھٹکتی رہتی تھی حضرت بلالؓ مکہ میں کس بری طرح ستائے گئے تھے کتنے خوفناک اور زہرہ گداز مصائب برداشت کئے تھے لیکن پھر بھی جب مکہ یاد آجاتا تھا تو آنکھوں سے بیساختہ آنسو نکل پڑتے تھے اور نہایت بیقراری کے عالم میں فراقیہ اشعار نہایت درد انگیز انداز میں پڑھا کرتے تھے جن کا مفہوم یہ ہے:۔

”آہ پھر کبھی وہ دن بھی نصیب ہوگا جبکہ میں مکہ میں ایک رات بسر کروں اور میرے پاس اذخر اور جلیل ہوں اور کبھی وہ دن بھی آسکتا ہے کہ میں مجنہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ و طفیل مجھے دکھائی دیں اس پر مستزاد یہ کہ حج ایک رکن اسلام تھا۔“

رسول کریمؐ کا عزم حج

ان تمام وجوہ کی بنا پر آپ نے مکہ معظمہ تشریف لیجانے کا ایک ارادہ کر لیا چودہ سو فرزندان توحید ساتھ لئے قربانی کے لئے اونٹ مہیا کئے عمرہ کا احرام باندھا اور حکم دیدیا کہ کوئی شخص اسلحہ ساتھ نہ لیجائے صرف تلوار باندھ لے کہ عرب میں تلوار سفر کا ضروری سامان سمجھی جاتی تھی۔ مہاجرین تو وطنیت و حج دوگونہ اقتضاء سے چلنے پر آمادہ ہو گئے تھے مگر انصار نے بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونا چاہا اسی لئے ۱۴۰۰ مسلمانوں کا ایک انبوہ قوی بلا علم و اطلاع عام مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا ذوالحلیفہ میں پہنچکر قربانی کی ابتدائی رسوم ادا کی گئیں جسکی علامت یہ تھی کہ ان کے گلوں میں جوتے کے نعل لٹکا دیئے جاتے تھے۔ قریش کو جو علم ہوا تو انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ کچھ ہو رسول کریمؐ کو مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے دیں ساتھ ہی انہوں نے زور و شور کے ساتھ مقابلہ و جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور قرب و جوار کے قبائل کے پاس بھی اطلاع بھیجدی کہ وہ اپنی فوجیں

لیکر آجائیں مکہ سے قریب ہی ایک بلدنح واقع ہے ادہر سے ادہر سے فوجیں آکر یہیں ہنعیم اور اکٹھی ہو گئیں خالد بن ولید، دوسو سوار لیکر مقدمتہ الجیش کے طور پر آگے بڑھ گئے۔

رسول کریم کو جو یہ اطلاع ہوئی تو آپ کترا کر داہنی طرف سے مقام غنیم کے قریب پہنچ گئے خالد نے نہیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے گرد اڑتی دیکھ لی انہوں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر قریش میں پہنچکر حالات سے مطلع کیا رسول کریم نے اور آگے بڑھکر حدیبیہ میں پڑاؤ ڈال دیا یہاں پانی کی بڑی قلت تھی لیکن یہ اعجاز نبوت تھا کہ وہاں کے خالی کنوئیں میں اس قدر پانی آگیا کہ لوگ جتنا خرچ کرتے تھے اتنا ہی اور پیدا ہوجاتا تھا۔

قریش کی تیاری جنگ کی اطلاع

اتنے میں آپ کے حلیف قبیلہ خزاعہ کا سردار بدیل بن ورقار دوڑا ہوا آیا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قریش بڑے جوش اور سرگرمی کے ساتھ فوج فراہم کر رہے ہیں اور یہ عزم کرچکے ہیں کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے آپ نے فرمایا کہ تم ابھی جاؤ اور قریش سے کہدو کہ ہمیں جنگ مقصود نہیں ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں انہیں بھی پیہم جنگوں نے بہت نحیف و نزار کر دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ متواتر لڑسکیں بہتر ہے کہ وہ ایک مدت متعینہ کے لئے مصالحت و معاہدہ کرلیں اور مجھے عرب کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو ان سے کہدینا کہ خدا کی قسم میں اس وقت تک برابر لڑتا رہوں گا جب تک میری رگوں میں آخری قطرہ خون باقی ہے۔

قریش کے اشرار نے تو جوش معاندت میں پیغام نبوی سننے سے بھی انکار کر دیا مگر دیگر سنجیدہ اور معقول بزرگ درمیان میں آگئے اور بدیل نے شرائط صلح تفصیل کے ساتھ پیش کیں شرائط صلح سنکر عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا اور قریش کو مخاطب کرکے کہا کیا میں تمہارا باپ نہیں ہوں اور تم میرے بچے نہیں ہو............ سب نے جواب دیا بیشک آپ ہمارے باپ کی جگہ ہیں۔ عروہ نے پھر کہا میری نسبت آپ کو بدگمانی تو نہیں سب نے متفق اللفظ جواب دیا نہیں اور ہرگز نہیں اس کے بعد عروہ کہنے لگا تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں خود جاکر فیصلہ کرلوں میرے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شرائط معقول اور قابل غور ہیں غرض عروہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آتے ہی کہنے لگا۔

"محمد فرض کرو تم نے اپنی قوت لے قریش کو برباد کر دیا تو آپ ہی بتایئے دنیا میں کوئی ایسی مثال موجود ہے کہ کسی نے اپنی قوم کو آپ ہی برباد کیا ہو اور اگر لڑائی نے رخ بدلا تو آپ کے ساتھ جو انسانوں کی یہ ایک مختصر بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائیگی۔" حضرت ابوبکر رضی کو اس پر طیش آگیا اور برہم ہوکر بولے "مردود کیا بکتا ہے کیا ہم محمد کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے عروہ بولا ابوبکر! آپ کا احسان میری گردن پر ہے جس کا بدلہ ہنوز نہیں دے سکا ورنہ اس تیز گفتاری کا مناسب جواب دیتا۔

سفیر قریش کے تاثرات

عرب کا قاعدہ ہے کہ گفتگو کرتے کرتے مخاطب کی داڑھی پکڑ لیتے ہیں عروہ بھی یہی کر رہا تھا ایک دو دفعہ تو فرزندان توحید ضبط کر گئے مگر جب بار بار یہی صورت پیش نظر ہوتی رہی تو مغیرہ بن شعبہ نے دیوانگی کے عالم میں کہا کہ عروہ! دیکھ اپنا ہاتھ ہٹالے اگر اب یہ آگے بڑھا تو پھر بڑھکر واپس نہ جائے گا۔" مغیرہ نے کہیں چند آدمی قتل کردیئے تھے جن کا خونبہا عروہ نے اپنے پاس سے ادا کر دیا تھا اسی بنا پر عروہ نے انھیں پہچانکر کہا کہ او دغاباز! کیا میں تیری دغابازی کے معاملہ میں تیرا کام نہیں کر رہا ہوں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی قریشی کو آپ سے سلمان اجتماع میں بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کا موقع ملا تھا عروہ نے اپنی کھلی آنکھوں رسول کریم سے مسلم عقیدت کے ایسے حیرت انگیز اور حیرت بار مناظر دیکھے کہ وہ مبہوت رہ گیا اور جب واپس گیا ہے تو وہ قریش سے کہنے لگا۔

"لوگو! میں نے بڑے بڑے دربار دیکھے ہیں قیصر کسریٰ اور نجاشی کی بارگاہوں تک پہنچا ہوں لیکن جو جاں نثاری اور عقیدت محمد کے جان نثاروں میں دیکھی وہ کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ آپ تو بات کرتے ہیں تو ہر طرف ایک سناٹا چھا جاتا ہے، آپ تھوکتے ہیں تو لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیکر منہ اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں، وضو کا پانی گرتا ہے تو تمام لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔"

عروہ سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ نا تمام رہ گئی تھی اس لئے آپ نے دوبارہ خراش بن امیہ کو مصالحت کا پیغام دیکر بھیجا لیکن قریش نے ان کے اونٹ کو جو حقیقتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ تھا مار ڈالا اور خود خراش کی جان لینے پر آمادہ ہوگئے یہ محض اتفاق تھا کہ وہ ان کے ہاتھوں سے بچ گئے۔

بیعت رضواں

اس کے فوراً بعد قریش نے لڑنے کے لئے ایک دستہ بھیجا جو فوراً گرفتار کرلیا گیا مگر آپ نے سب کے قصور معاف کردیئے آپ تو رحمت عالم تھے دل سے چاہتے تھے کہ خون نہ بہے اور مصالحت ہوجائے اب آپ نے حضرت عمر رضی کو بھیجنا چاہا لیکن آپ نے عذر کر دیا کہ اول تو قریش میرے شدید معاند ہیں دوسری یہ کہ مکہ کے اندر میرے قبیلہ کا کوئی ایک شخص بھی نہیں جو مجھے ان کے عتاب سے بچا سکے اس پر آپ نے گفتگوئے صلح کے لئے حضرت عثمان رضی کو بھیجا جو نظر بند کرلئے گئے مگر مشہور یہ ہوا کہ آپ قتل کردیئے گئے اس پر آپ کا پیمانہ

جب لبریز تھا آپ نے فرمایا کہ عثمان رضؓ کے خون کا قصاص فرض ہے اور ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھکر لوگوں سے جاں نثاری کی بیعت لینا شروع کر دیا جو تاریخ میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل غلط تھی سہیل بن عمرو قریش کے سفیر بنکر پہنچے اور کہا کہ مصالحت اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ اس سال آپ واپس تشریف لیجائیں رسول کریمؐ کو اگر لڑنا ہی مقصود ہوتا تو ایک جم غفیر کے ساتھ بے نیل مرام واپس جانے کی ذلت سہکر یقیناً قریش سے دست و گریبان ہو جاتے مگر آپ کے قلب میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری کائنات انسانیت کا پورا درد تھا۔ بعض بندگان خدا کے خون سے بچنے کے لئے آپ نے یہ شرط منظور کر لی اور سہیل سے اثنائے گفتگو میں چند شرطوں پر اتفاق ہو گیا۔

شرائط مصالحت

عرب کے دستور قدیم کے مطابق تحریر کی ابتدا میں "باسمک اللھم" لکھنا چاہیئے تھا حضرت علی رضؓ نے عنوان پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھی اس کے آگے هذا ما قضى عليه محمد رسول الله لکھا ہوا تھا سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور کہنے لگا کہ اگر ہم محمد کو رسول اللہ ہی تسلیم کرتے تو پھر جھگڑا کیا تھا آپ صرف اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں رسول کریمؐ نے جلال نبوت کے ساتھ فرمایا کہ گو تم تکذیب کرتے ہو لیکن خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اتنا کہا اور حضرت علی کو حکم دیا کہ آپ صرف میرا ہی نام لکھدیں۔ اطاعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا لیکن اس وقت موقعہ ہی ایسا تھا حضرت علی بولے خدا کی قسم میں ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤنگا آپ نے کاغذ ہاتھ میں لے لیا اور جگہ دریافت کر کے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا

معاہدہ صلح کی جو شرائط طے ہوئی تھیں یہ تھیں (۱) اس سال مسلمان یہاں سے واپس چلے جائیں (۲) اگلے سال آئیں تو تین روز سے زیادہ قیام نہ کریں (۳) آئیں تو صرف ایک تلوار ساتھ لائیں اور وہ بھی میان میں رکھلیں اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو۔ (۴) جو مسلمان پہلے سے مکہ میں مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجائیں اور اگر کوئی مکہ ہی میں رہنا چاہے تو اسے بھی نہ روکیں (۵) مسلمانوں یا کافروں میں سے کوئی شخص بھی مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے اور اگر کوئی مسلمان مکہ میں جائے تو وہ کسی حالت میں بھی واپس نہ کیا جائیگا۔ (۶) عرب کے قبائل کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔

ابو جندل کی مظلومانہ آمد

اتفاق کی بات تھی کہ اس وقت جبکہ معاہدہ مرتب کیا جا رہا تھا سہیل کے صاحبزادے ابو جندل اس حالت میں کہ پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں بدحواسی کے ساتھ بھاگے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر گر پڑے انھیں اسلام لانے کے جرم میں نہ صرف یہ کہ کفار قریش نے قید کر رکھا تھا بلکہ طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور بری طرح ستاتے تھے سہیل سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا یہ دیکھکر بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، معاہدہ صلح کی تعمیل کا یہ پہلا موقعہ ہے ابو جندل کو میرے حوالہ کیجئے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ابھی تو معاہدہ لکھا ہی نہیں جا چکا سہیل نے جواب دیا تو ہمیں صلح بھی منظور نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے انہیں یہیں رہنے دیجئے سہیل نے کہا یہاں نہیں رہنا چاہیئے بلکہ میرے حوالہ کرنا چاہیئے بڑی رد و کد کے بعد رسول کریمؐ کو تسلیم کرنا پڑا کہ گو معاہدہ لکھا تو نہیں جا چکا مگر شرائط تو طے ہو چکے غریب و بیکس ابو جندل کو کفار نے اس قساوت و بیدردی کے ساتھ زد و کوب کیا تھا کہ ان کے جسم کے ہر حصے پر نشان نیل اور زخم موجود تھے اور وہ پھر اسی عذاب میں پلٹنے کے تصور سے لرز رہے تھے۔

رسول کریمؐ کی طرف سے مایوس ہو کر ابو جندل رضؓ نے تمام مجمع کو اپنے زخم دکھائے اپنی مصیبت و اذیت کی دلدوز داستان بیان کی، بینوا بانہ بیکسانہ روئے اور کہا کہ بھائیو! کیا قیامت ہے مجھے دیکھو! میری حالت دیکھو، زخم دیکھو اور کفار کے ستم دیکھو۔ میں اسلام لا چکا ہوں پھر کیا مسلمان ہوتے ہوئے بھی تم مجھے اسی جہنم میں ڈھکیلنا چاہتے ہو پھر مجھے کفار کے سپرد کرتے ہو، مسلمان یہ سنتے ہی تڑپ گئے، بیقرار ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ بار بار رسول کریمؐ کے پاس جاتے تھے حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ سے تو عنان ضبط چھٹ گئی، خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے اور دیوانگی جوش اور غیظ میں کہا یا رسول اللہ کیا آپ رسول برحق نہیں ہیں ارشاد ہوا بیشک ہوں

حضرت عمرؓ۔ کیا ہم حق پر نہیں؟ رسول کریمؐ۔ ہاں ہم سب حق پر ہیں!

حضرت عمر رضؓ تو ہم پھر ہم دین کے معاملہ میں یہ ذلت و ستم کیوں گوارا کریں

رسول کریمؐ۔ میں خدا کا رسول ہوں اور کسی حالت میں بھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضؓ۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم لوگ کعبہ کا طواف کریں گے۔ رسول کریمؐ۔ مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔ حضرت عمرؓ اٹھکر سیدھے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے کہا کہ رسول کریمؐ رسول خدا ہیں جو کچھ کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضؓ سے جوش میں جو گستاخی ہو گئی تھی اور جو سخت کلمات ان کی زبان سے نکل گئے تھے ان کا انھیں زندگی بھر افسوس رہا اور اس معصیت کے کفارہ کے طور پر وہ نمازیں پڑھتے روزے رکھتے اور خیرات کرتے رہے (ابن اسحاق)

پابندی عہد کا شاندار مظاہرہ

حقیقت یہ ہے کہ فرزندان توحید کے لئے تھا بھی

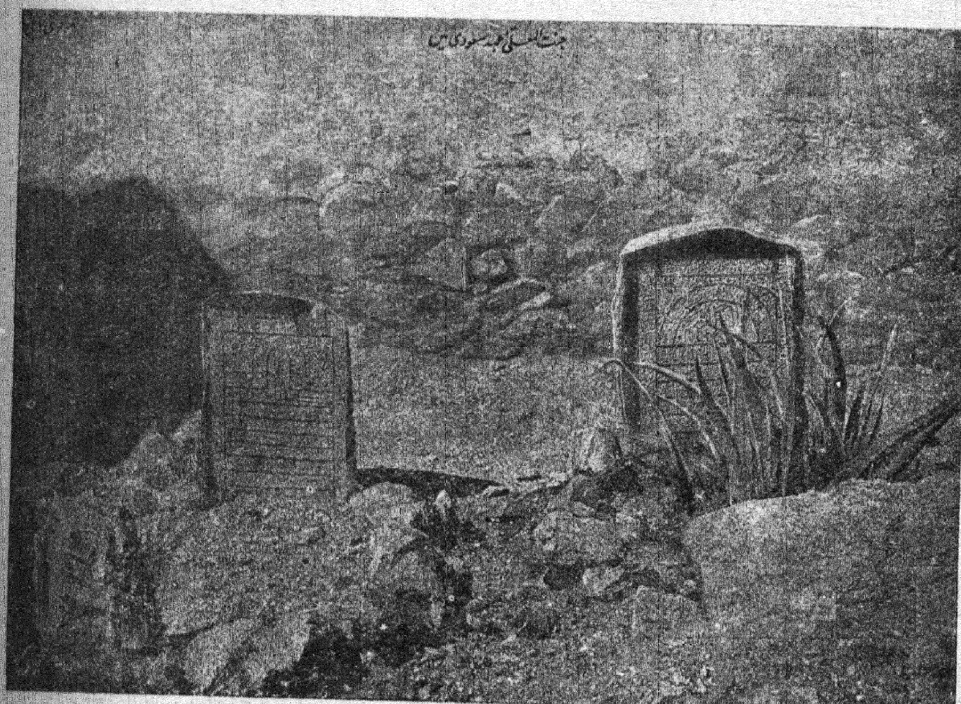
جنت المعلیٰ نجدی سعودی کا ہیں

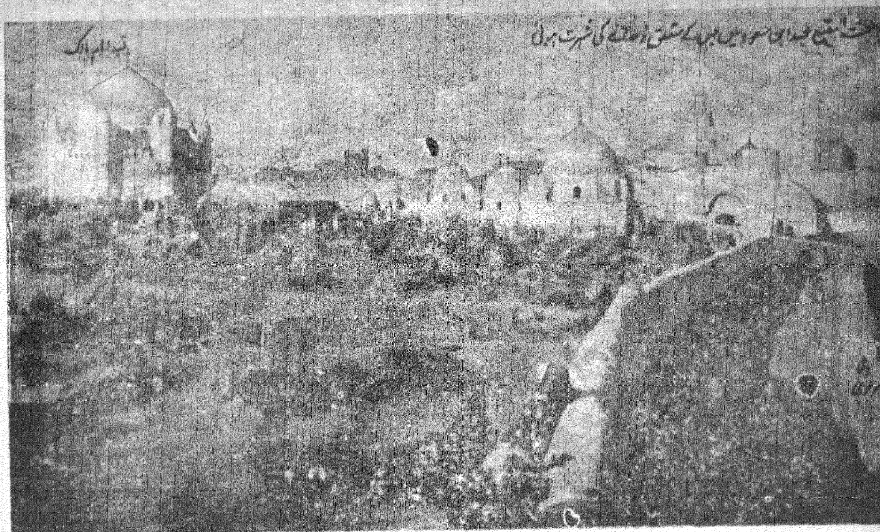

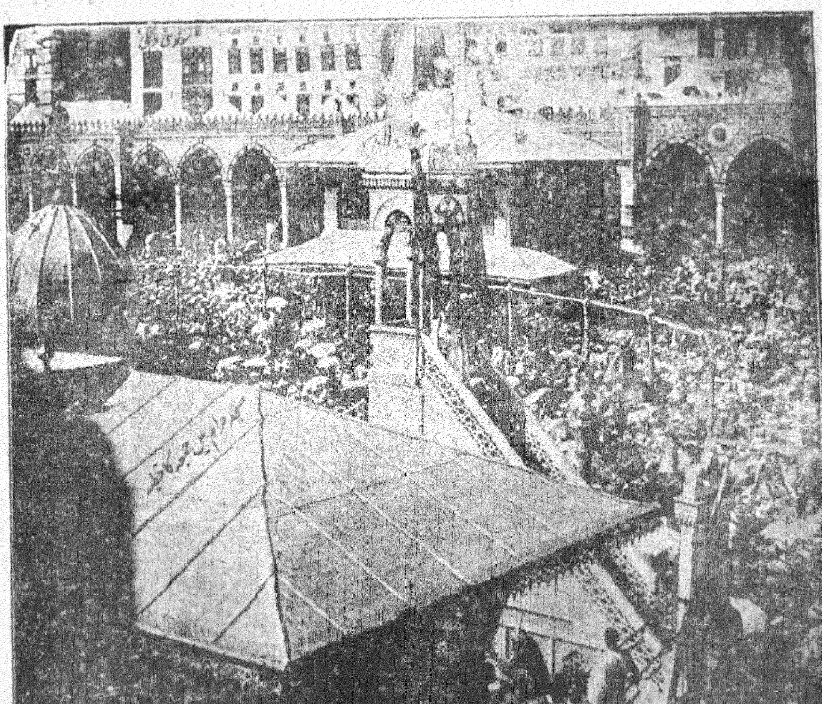

یہ شدید آزمائش و امتحان کا وقت! ایک طرف تو ایک مسلمان پابجولاں زخموں سے چور تمام فرزندان توحید سے امداد و اعانت کی بھیک مانگ رہا ہے سب کی آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے سب جوش سے لبریز ہیں اور آمادہ ہیں کہ اشارہ پاتے ہی نہ صرف یکہ سہیل کا فیصلہ کر کے رکھدیں بلکہ تلوار سے قریش کے سرد سینہ کا بھی فیصلہ کر دیں اور دوسری طرف محض معاہدہ کے چند الفاظ ہیں رسول کریمؐ نے اسی حالت میں ابوجندل کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اے ابوجندل! ضبط و صبر سے کام لو۔ اللہ تمہارے اور دوسرے مظلوموں کے لئے جلد کوئی راہ نکالیگا معاہدہ ہو چکا اور اب ہم خلاف ورزی و بدعہدی نہیں کر سکتے ابوجندل تو پابجولاں واپس ہو گئے اور آپ نے لوگوں کو قربانی کا حکم دیا لوگوں کے دل تو ٹوٹے ہوئے تھے اور وہ ابوجندل کی بیکسانہ حالت سے اس درجہ متاثر تھے کہ سب پر ایک سکتہ اور جوش و ناامیدی کا عالم طاری تھا ایک شخص نے بھی نہ سنا اور تین بار حکم دینے پر بھی کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا۔

مجبور ہو کر رسول کریمؐ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ام سلمہ سے مسلمانوں کی اس خلاف پابندی کا شکوہ کیا انہوں نے عرض کیا کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیں باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں آپ نے ایسا ہی کیا جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جو فیصلہ ہو چکا ہے اس میں اب تغیر و تبدل ممکن نہیں تو سب نے احرام اتار دیئے اور قربانیاں کیں ابھی صلح و معاہدہ کو تین ہی روز گذرے تھے کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا ہم نے تجھے کھلی ہوئی فتح عنایت کی نازل ہوئی آپ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہ سورۃ نازل ہوئی ہے انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا بیشک فتح ہے اس پر حضرت عمرؓ کو اطمینان ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد حالات نے خود واضح کر دیا کہ یہ صلح واقعی شکست نہیں فتح تھا۔

صلح حدیبیہ کے نتائج

اس صلح کے بعد پہلی مرتبہ مسلمانوں اور کفار میں میل جول شروع ہوا آمد و رفت کی راہیں کھل گئیں اور مسلمانوں کے حسن عمل، نیکوکاری اور پاکیزگی اخلاق سے کفار متاثر ہونے لگے جس کی وجہ سے کفار بکثرت حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص اسی عہد میں اسلام لائے۔

اب ایک نئی صورت پیش آئی متعدد لوگ مکہ سے بھاگ کر مدینہ آباد ہونے لگے عتبہ کے پیچھے دو آدمی آئے آپ نے انہیں ان کے حوالہ کر دیا انہوں نے راستہ میں ایک کو قتل کر دیا دوسرے نے مدینہ آکر رسول کریمؐ سے شکایت کی عتبہ ساتھ تھے بولے آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں آپ نے تو واپس کر دیا تھا یہ کہکر مدینہ سے چلے گئے اور ساحل بحر پر عیص میں جا بسے اب تو تمام ستم رسیدہ لوگوں نے اسے اپنی پناہ گاہ بنا لیا بھاگ بھاگ کر یہاں آ آ کر بسنے لگے رفتہ رفتہ اتنی طاقت ہو گئی کہ انہوں نے قریش کے کاروان تجارت کو روکنا اور لوٹنا شروع کر دیا مجبور ہو کر قریش نے اس شرط کو خارج کر دیا جس کے بعد یہ سب مسلمان با اطمینان مدینہ چلے آئے۔

واقعی بادی النظر میں یہ معاہدہ شکست معلوم ہوتا تھا مگر نتائج کے اعتبار سے مسلمانوں کے لئے یہ بڑی سرفرازی و فتحمندی کا باعث ہوا مسلمانوں کو ان حالات پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ معاہدہ انہیں کیا سبق دے رہا ہے اور اس سے انہیں کیا سیکھنا چاہیئے دیکھئے رسول کریمؐ نے معاہدہ کی پاسداری کس شاندار طریق پر کی آپ نے تمام رفقاء کار کی شکستگی خاطر کی بھی اس کے مقابلہ میں پرواہ نہ کی اور امت کو اس کے ذریعہ پابندی عہد کا سبق پڑھایا جو نہیں جا سکتا پھر اس کی عظمت و اہمیت کتنی بڑھ جاتی ہے جب یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ سب کچھ کفار کے مقابلہ میں ہوا۔ اسلام کا منشا درحقیقت یہ ہے کہ مسلمان کسی حالت میں بھی نیکی اور اچھائی کو ہاتھ سے نہ دے۔

کاش مسلمان اس کو سمجھیں اور غور کریں اور اس اسوۂ عمل سے پابندی عہد کا سبق لیں۔

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب بتازیانہ شیطان ہر شرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے شیطان کے بارہ میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانح عمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ قوت شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایں دم جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی قیمت دس آنے معہ محصول، رکل آٹھ
منیجر رسید یہ پریس دہلی سے منگا لیجئے

ضرورت ہے

عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا، دیہاتی ہو یا شہری، امیر ہو یا غریب۔ کپڑے کی سب کو ضرورت ہے میں کٹ پیس کپڑے کی تجارت کرتا ہوں اور بہت تلاش و محنت سے عمدہ۔ خوبصورت مضبوط اور بڑے ٹکڑے فراہم کر کے ارزاں قیمت میں روانہ کرتا ہوں ایک مرتبہ خدمت کا موقعہ دیجئے امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے۔ بنڈل نمبر ۱ - جالی، وائل، کیلا، چھینٹ، نرمہ، لٹھا سفید و رنگین ڈاسین ڈھیو کی قسم کے بڑے ٹکڑے دو گز سے چھ گز تک دس پونڈ کے ایک بنڈل کی قیمت معہ محصول ریلوے سے للعہ ڈاکخانہ سے عہ
بنڈل نمبر ۲ سوتی چھینٹ کا بڑا ٹکڑا تین گز سے نو گز تک۔ رنگ و وضع صوفیانہ ہے کپڑا او بنرہے کہ کپ نہیں ہے عجیب بات یہ ہے کہ استعمال کے لئے جو کچھ آپ بنا لیجئے اس کے لئے اس کی وضع موزوں ثابت ہوگی دس پونڈ کے ایک بنڈل کی قیمت معہ محصول ریلوے سے لعہ ڈاکخانہ سے عہ
اگر ریل سے طلب فرمائیے تو عہ اور ڈاکخانہ سے طلب فرمایئے تو ۲ فی بنڈل پیشگی روانہ فرمائیے۔ بلا محصول پیشگی تعمیل نہ ہوگی باقی قیمت کا وی پی ارسال ہوگا۔ فرمائش میں لکھئے کہ بنڈل نمبر ۱ بھیجا جائے یا ۲ اور اپنا پتہ مفصل تحریر فرمائیے۔

منگوانے کا پتہ
مرزا عزیز بیگ پارچہ فروش امین گنج ۵۴ کانپور

فتح مکہ و تطہیر کعبہ

گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر آپ کے دائرہ فرائض کا ایک اہم ترین نقطہ توحید خالص کا احیا اور حرم کی تطہیر بھی تھی۔ اصلاح ہمیشہ گھر سے شروع ہوتی ہے اس لئے آپ کو سب سے پہلے حرم کعبہ ہی کو شرک و اصنام کی آلائش سے صاف کرنا چاہیے تھا بعثت کے بعد ایک راز یہ بھی تھا اور یہ مقصد آپ کی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر ثانیہ پیش نظر ملا۔ آپ سب سے پہلے اپنی اولین فرصت میں یہی کرتے مگر واقعات نے آپ کو اس کی فرصت ہی نہ دی اور ...قریش کے حملوں سازشوں اور ریشہ دوانیوں نے وہ وقت ہی نہ آنے دیا کہ آپ اس طرف اپنی نظر التفات اٹھاتے۔ اسلام کیا تھا درحقیقت ملت ابراہیمی کی تجدید کا دوسرا نام تھا۔ ابراہیم کی اولاد اور ابراہیم کی یادگار کی اصلاح تو مقدم ترین فریضہ عمل ہونا ہی چاہیے تھا علے الخصوص ایک جلیل القدر فرزند ابراہیم کے لئے اس سے بڑھکر اس وقت اور پہلا کام ہو بھی کیا سکتا تھا جب آپ کو ذرا دم لینے کا موقعہ ملا آپ حج کے لئے روانہ ہو گئے چونکہ خونریزی سے بچنا ہی آپ ضروری سمجھتے تھے اسلئے آپ نے حدیبیہ میں صلح کرلی اور ایک سال کے انتظار سے انسانی جانوں کو گراں تر سمجھا۔ لیکن پھر یہ ہے کہ انتظار کی بھی ایک حد ہوتی ہے بہیم اکیس سال کا زمانہ تو قدرت کو انتظار کرتے اور کراتے گذر گیا تھا قریش اپنی شرارتوں سے باز ہی نہ آتے تھے آخر وہ ساعت منتظرہ بھی آگئی اور قریش نے خود ہی سبب بھی فراہم کردئے۔

قبیلہ خزاعہ کے خون کی چھینٹیں

عرب بہت سے قبائل کو اپنے آغوش عداوت میں لئے ہوئے تھا انہی میں دو قبائل خزاعہ اور بنو بکر بھی تھے۔ بنو بکر نے تو قریش سے معاہدہ کر رکھا تھا اور خزاعہ رسول امین کے حلیف تھے اور جیسا کہ ہر ذی علم واقف ہے کہ عرب میں یہ تعلق ... اخوت کے ... تھا اس لئے رسول امین اور خزاعہ ... اسلام کے نمایاں اور ممیز ... کے ... بنو بکر اور ... کے حریف تھے اور ایک ... قتال کا سلسلہ چلا آرہا تھا آفتاب اسلام کے طلوع نے ... سب کی توجہات اپنی طرف مبذول کرلیں اور قریب قریب تمام قبائلی جنگوں کا از خود خاتمہ ہو گیا قریش اور قبائل عرب اس مدت کی ہر ساعت میں اسلام کے خلاف کامیابی یا اتحاد کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف رہے اب جو حدیبیہ کی صلح نے انھیں اس ہیجان اور شبانہ روز کی دماغی مشغولیت سے نجات دلائی تو پھر ان کی قدیم عادت ان کی جدید بدبختی کا عنوان بن گئی اور دل کی کدورتیں پھر یک لخت چمک اٹھیں۔

بنو بکر نے اس فرصت و مہلت کو مغتنم سمجھکر خزاعہ سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور اُن کے اس جوش نے انھیں اور قریش دونوں کو ایک شکنجہ میں ... یا بنو بکر نے خفیہ تیاری کرکے آندھی کی طرح اٹھے اور بجلی کی طرح خزاعہ پر جا گرے قریش ہوشیار تھے چالاک تھے سمجھتے تھے کہ خزاعہ رسول امین کے حلیف ہیں اور اسلام ایک قوت بن چکا ہے وہ نہ اسلام سے لڑنا چاہتے تھے اور نہ بنو بکر کی معاونت کئے بغیر رہ سکتے تھے اس لئے وہ علانیہ و ظاہر میں تو الگ رہے مگر خفیہ طور پر انہوں نے بنو بکر کی پوری امداد کی اور سمجھے یہ کہ رسول امین کو پتہ نہ چلے گا اور اس طرح آپ کا ایک حلیف قبیلہ از خود ایک باہمی جنگ میں تباہ ہوکر ضعف اسلام کا باعث بن جائیگا بنو بکر سے بھی سرخرو ہوکر دشمن پر امداد دے سکیں گے اور مقصد بھی پورا ہو جائے گا چنانچہ عکرمہ بن ابو جہل صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ جیسے سرداروں نے راتوں کو بھیس بدل بدل کر بنو بکر کے ساتھ خزاعہ کے خلاف تلواریں چلائیں۔ خزاعہ کمزور نہ تھے مگر اچانک حملے اور قریش و بنو بکر کی متحدہ یورش نے انھیں حواس باختہ و مجبور کردیا انھوں نے مضطرب ہوکر حرم میں پناہ لی بنو بکر نے احترام حرم میں تلواریں روک لیں لیکن قریش سمجھے کہ رسول امین ان کے حلیف ہیں وہ سنتے ہی اپنی فوجیں لیکر ان کی حمایت کے لئے آئینگے اس لئے انہوں نے بنو بکر کے رئیس اعظم نوفل کو شہ دی جس پر اُس نے علانیہ کہا بنو بکر والو پھر ایسا زریں موقعہ حاصل نہ ہوگا عقل و ہوش سے کام لو اور ان کا خاتمہ کر دو چنانچہ عین حدود حرم میں خزاعہ کا خون روایات عرب کے خلاف بیدردی کے ساتھ بہایا گیا۔

رسول کریمؐ کی یلغار

رسول امین مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کے گوش مبارک میں فریاد کی یہ دلدوز صدا پہنچی!

”کچھ غم نہیں میں محمد کو وہ معاہدہ یاد دلاؤں گا جو ہمارے اور ان کے مابین ہوا ہے اے پیغمبر خدا ہماری امداد و اعانت کر اور خدا کے بندوں کو

بلا کہ تیری آواز پر سب بلا دریغ حاضر ہو جائینگے۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ عمرو بن سالم کی قیادت میں چالیس ناقہ سوار خزاعہ کی طرف سے فریاد لیکر آئے ہیں آپ اپنے حلیف قبیلہ کی فریاد اور داستان الم سنکر بیتاب ہوگئے بہت متاسف ہوئے تاہم آپ نے ضبط سے کام لیا یہ نہ کیا کہ فوراً لشکر لیکر پیش آرا ہو جاتے بلکہ قریش کے پاس ایک سفیر بھیجا کہ ان شرطوں میں سے جو شرط چاہو منظور کرلو (۱) قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں (۲) مقتولوں کا خون بہا ادا کردیں یا (۳) معاہدہ حدیبیہ کی شکست کا اعلان کردیں۔

ان شرائط سے رسول کریم کی رواداری امن دوستی اور بے مثل دانائی اور سیاست دانی پر کیسی تیز روشنی پڑتی ہے دنیا کے بہترین سے بہترین مدبر کبھی وقت پر یہ عاقلانہ نکات نہیں سوجھ سکتے قریش کی عقل و فراست کا آفتاب گہنا چکا تھا ان کی زبان سے اس وقت نکلنے کو تو یہ الفاظ نکل گئے کہ صرف تیسری شرط منظور ہے مگر سفیر کے چلے جانے کے بعد پچھتائے نادم ہوئے اور اسی وقت اپنے سردار اعظم ابو سفیان کو مدینہ بھیجا کہ معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرا لائیں ابو سفیان عجلت کے ساتھ مدینہ پہنچا اور دربار رسالت میں حاضر ہوا وہاں سے کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے حضرت ابوبکر صدیق کو درمیان میں ڈالنا چاہا مگر جس کے پاس گیا اس نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔

ترک موالات کا اسلامی نظارہ

ابو سفیان تو گونہ گو مذبذب حالت میں واپس چلا آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو اپنے اتحادی قبائل کے پاس سفراء روانہ کردیئے کہ تیار ہو کر فوراً آئیں اور دوسری طرف مخفی طور پر تیاریاں شروع کرا دیں کہ خود قریش معاہدہ حدیبیہ کو توڑ چکے تھے آپ کے سفیر کو یہی جواب صاف دیدیا تھا اور آپ کے حلیفوں کا خون عین حدود حرم میں بہایا گیا تھا۔

پوری احتیاط برتی جا رہی تھی کہ ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اس خیال سے کہ ان کے تمام اعزا مکہ میں موجود ہیں کفار انھیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں مکہ والوں کو اطلاع دینی چاہی مگر خط راستہ ہی میں گرفتار ہو گیا اس پر ان سے ترک موالات کا حکم ہوا اور یہ عالم ہو گیا کہ ان کی اہلیہ محترمہ کے سامنے ان سے سلسلہ گفتگو تک بند کردیا مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت یکایک جوش میں آگیا اور قصور معاف کردیا مسلمانوں کو اس واقعہ سے یہی سبق لینا چاہیئے کہ اس وقت ایک حکم و لغزش پر یہ عالم ہو گیا تھا کہ سڑکیں اور شاہراہیں ان کے لئے ویرانہ بن گئی تھیں ہزار ہا انسانوں کے انبوہ عظیم میں بھی یہ تنہا تھے باہر اور اندر جدھر جاتے تھے کوئی ان سے نہ بات کرتا تھا نہ ملتفت ہوتا اور نہ کوئی تعلق رکھتا تھا۔

لشکر نبوی کا اقدام

رمضان المبارک کی دس تاریخ ۸ھ کو لشکر نبوی مدینہ منورہ سے اس تزک و احتشام اور شان و اہتمام کے ساتھ نکلا کہ ایک بحر رواں معلوم ہوتا تھا دس ہزار جان نثاران اسلام ہمرکاب تھے اور ہر منزل پر قبائل عرب آ آکر اس تعداد میں اضافہ کرتے جاتے تھے اسی حالت میں قدسیوں کی یہ شاندار اور باوقار جمعیت مر الظہران پہنچ گئی یہ مقام مکہ معظمہ سے صرف ایک منزل یا کم و بیش دس میل کے فصل سے واقع تھا فوجیں دور دور تک پھیل گئیں آفتاب کے روپوش ہوتے ہی آپ کے حکم سے تمام فوجی دستوں نے الگ الگ آگ جو روشن کی تو پورا صحرا وادی ایمن کا ایک دلفریب نظارہ بن گیا۔ قریش کے کان میں بھنک تو پڑ ہی چکی تھی قریش کی طرف سے ابو سفیان، بدیل اور حکیم بن حزام تحقیق حال کے لئے بھیجے گئے جو دستہ فوج خیمہ نبوت کی دربانی سے مشرف یاب تھا اس کی نظر ابو سفیان پر جا پڑی

حضرت عمرؓ کو بھلا کہاں تاب رہی فوراً عجلت کے ساتھ دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ سردار اعظم قریش خود جال میں آگیا ہے اس کے سر قلم کرنے کی اجازت دیجئے لیکن حضرت عباسؓ نے اسی وقت اس کی جان بخشی کرادی حضرت عمرؓ نے پھر درخواست کی حضرت عباسؓ اس پر برہم ہوئے اور کہا عمر! تمہارے قبیلہ کا کوئی شخص ہوتا تو تم اس وقت اس سختی کا اظہار نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ بولے عباس آپ ایسا نہ فرمائیں جس روز آپ اسلام لائے تھے مجھے اتنی خرمی و خوشی حاصل ہوئی تھی کہ اگر میرا باپ بھی اسلام لاتا تو مجھے ہرگز اتنی مسرت نہ ہوتی۔

شعاع کرم کی لمعانی

وہ ابو سفیان جس کی زندگی اور زندگی کا سرمایہ استیصال اسلام کے لئے وقف تھا جس نے شمع نبوت کو بجھانے اور گل کرنے کے لئے سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا جو چند سال سے نہیں ابتدائے ظہور صبح اسلام سے اسلام دشمنی میں دلیر و بیباک تھا جس نے بار بار مدینہ پر خوفناک حملے کئے تھے جس کی سب سے محبوب اور عزیز ترین آرزو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ حیات کو بے نور دیکھنا تھی اور جو خود سمجھتا تھا کہ میری ہر حرکت اور میرا ہر فعل میرے قتل کا مقتضی ہے وہ دربار نبوت میں ایک جاسوس کی حیثیت سے حاضر ہے بدن پر لرزہ طاری ہے جو قتل کرنے نکلا تھا وہ خود قتل ہونے آیا ہے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں اور خوف و دہشت نے اس کی رگوں سے اس کے خون کے تمام قطرات کو چوس لیا ہے لیکن اس نومیدی و گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں یہ صدا برق بنکر چمکتی ہے کہ ابو سفیان ڈرو نہیں، خوف کی کوئی بات نہیں، رسول کریم اپنے اور اسلام کے اس سفاک و خونخوار دشمن کو پاس بٹھاتے ہیں اور اس سے بہ نرمی و تمکنت

پوچھتے ہیں ابوسفیان! کہئے اب بھی یقین ہوا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں"

ابوسفیان! اور کوئی معبود ہوتا تو آج ضرور ہمارے کام آتا۔

رسول امینؐ: کیا میری پیغمبری میں اب کوئی اشتباہ باقی ہے؟

ابوسفیان۔ اس میں تو کچھ شبہ ہے۔ بہر کیف ابوسفیان کا سر آستانہ اسلام پر جھک گیا یہ تھی کرم نبویؐ کی لعانی۔

افواج الٰہی کا جلال

رسول امینؐ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو لیجاؤ اور پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کرکے افواج الٰہی کا جلال دکھاؤ چند لمحے بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ لشکر اسلام کو جنبش ہوئی، سیلاب امنڈا اور اس کی پر خروش لہریں جھومتی ہوئی آگے بڑھیں ابوسفیان کی متجسس اور کھلی آنکھوں کے سامنے سب سے پہلے قبیلہ غفار کا پرچم لہراتا ہوا آیا۔ اس کے بعد جہینہ ہذیم سلیم ازسرتا عرق آہن اپنے جسم پر ہتھیار سجائے ہوئے ادھر سے گذرے ہر قبیلہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند کرتا ہوا چلا جارہا تھا ابوسفیان یہ شان وشکوہ دیکھکر برابر مرعوب ہو رہا تھا۔ ان کے بعد انصار کا لشکر اس ساز و سامان کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتا ہوا سامنے آیا کہ ابوسفیان کی نگاہیں خیرہ ہوگئیں حضرت عباسؓ سے پوچھا یہ کون ہیں جواب "انصار" تھا حضرت سعد بن معاذ کے ہاتھ میں علم تھا نگاہ ادبرا اٹھ گئی۔ ابوسفیان سامنے کھڑا نظر آیا بساختہ زبان سے نکل گیا کہ "آج گھمسان کا دن ہے آج کعبہ حلال ہو جائیگا۔"

سب سے آخر میں کوکبۂ نبوی نمایاں ہوا جس کے پرتو سے سطح خاک پر نور کا فرش بچھتا جاتا تھا اس کے علمبردار حضرت زبیرؓ تھے ابوسفیان کی نظر جمال مبارک پر جو پڑی تو وطنیت کے جوش میں یکبارگی پکار اٹھا کہ حضور نے یہ بھی سنا کہ سعد کیا کہتے ہوئے گئے ہیں فرمایا سعد غلط کہتے ہیں "آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے"

دریائے کرم کا تلاطم

مکہ پہنچے تو آپ نے مقام حجون پر علم نبویؐ نصب کرا کر حضرت خالد کو بالائی حصہ کی طرف سے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور منادی عام کرادی کہ (۱) جو شخص ہتھیار ڈالدیگا (۲) دروازہ بند کر لیگا (۳) یا ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیگا اسے امن دیا جائے گا کتنی آسان اور رحیانہ شرائط تھیں تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کوئی رحمدل سے رحمدل فاتح اس سے نرم تو درکنار اس کے لگ بھگ بھی شرائط امن پیش کر سکتا ہے اور وہ بھی ایک تشنہ خون اور معاند شہر کے لئے قریش جو مسلسل اکیس برس سے جان توڑ مقابلہ کر رہے تھے اس وقت وہ ایسے دہشت زدہ اور خائف ہو گئے کہ کسی کی ہمت نہ پڑی کہ کوئی منظم فوج لیکر مقابلہ کو نکلتا ساری اکڑ فوں تمام غرور و نخوت اور جملہ سامان قوت دہری کی دہری رہ گئی مقابلہ تو کیا اپنی اپنی جانوں کی پڑ گئی کہ ہر گھر ایک جہنکدہ جور و ستم تھا اور تقریباً چوتھائی صدی تک یہاں کا بچہ بچہ دشمن جان و ایمان بنا رہا تھا تاہم اس ہانڈی میں "مٹنے بعد از جنگ" ایک ہلکا سا ابال آیا اور قریش کے مردان کار کی ایک جماعت نے حضرت خالدؓ کے دستہ پر کچھ تیر برسا کر زبن جابر فہری اور حبیش بن اشعر کو شہید کر دیا (بخاری) حضرت خالدؓ نے بامر مجبوری اس مقابلہ کرنے والی جماعت پر یورش کی مگر پہلے ہی ہلہ میں میدان صاف تھا اور تیرہ لاشیں ان کی بیکسی کا ماتم کر رہی تھیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ اس مقدس شہر کی مطہر زمین ایک قطرہ خون انسانی سے بھی گلگوں ہو۔ تلواروں کو چمکتے اور تڑپتے دیکھکر برافروختہ ہوگئے اسی وقت حضرت خالد کو بلا کر سختی کے ساتھ باز پرس کی لیکن جب آپ کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ "ابتدا" کا داغ قریش ہی کی جبین پر ہے تو آپ نے فرمایا قضائے الٰہی یہی تھی میں مجبور ہوں

صحن حرم میں صدائے تکبیر

خلیل بت شکن کی زندہ یادگار کے آغوش میں اس وقت دس نہیں اکٹھے ۳۶۰ بت جمے ہوئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں قدم رکھتے ہی سیدھے تطہیر حرم کے لئے روانہ ہوئے ایک لکڑی ہاتھ میں لی اور آیت جاء الحق وزھق الباطل، ان الباطل کان زھوقا پڑھ پڑھکر ایک ایک کرکے سارے بتوں کے ٹھوکے مارے قریش کے سارے بتوں کو بیت اللہ شریف سے نکلوا دیا اور حرم مطہر کو ان آلائشوں سے پاک کرکے آپ نے بخضوع وخشوع نماز پڑھی۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عام دربار منعقد کیا۔ بڑے بڑے گردن فراز اور عمائدین شہر یک تھے آپ نے سب کے سامنے ایک معرکہ آرا اور بصیرت افروز تقریر کی وہ تقریر جس سے آجتک دنیا کے کان ناآشنا تھے وہ تقریر جس نے ربع مسکوں میں نور ضیاء کی شعاعیں منتشر کردیں وہ تقریر جو ایک عظیم انقلاب عالم کا پیغام بن گئی آپ نے پیغمبرانہ شان اور مرسلانہ لب ولہجہ میں اہل مکہ کے انبوہ عظیم کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"وہ ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ سہیم وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اس نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی تمام جتھوں اور تمام قوتوں کی طاقت کو پاش پاش کردیا آج تمام مفاخر، جنگ وشکل اور خونہائے قدیم کے تمام انتقامات سب میرے قدموں کے نیچے ہیں صرف تولیت حرم کعبہ اور آب رسانی حجاج اس سے مستثنے ہیں اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے اس کے بعد آپ نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی یا ایھا الناس

انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر۔ (ابن ہشام و بخاری)

"لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قبائل اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا کہ ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کے نزدیک شریف وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے خدائے قدوس بڑا دانا اور واقفکار ہے اس نے شراب کی خرید فروخت حرام کر دی ہے"

چونکہ اسلام کے نزدیک دعوت اسلام کا اصلی پیغام اور تمام عقاید و اعمال کا اصل الاصول توحید ہے اس لئے ابتدا اسی سے کی گئی شرک و کفر کے بعد عرب کی سب سے بڑی لعنتیں انتقام و خونبہا اور نسلی و خاندانی مفاخرہ تھے آپ نے ان کے افنا اور اعلام کا اعلان کر کے مساوات عام قائم کر دی اور عربی و عجمی شریف و رذیل اور شاہ و گدا سب ایک صف میں اور ایک سطح پر آگئے۔

اخلاق نبوی کا عدیم النظیر مظاہرہ

خطبہ و تقریر کے بعد آپ نے ہجوم کی طرف نگاہ جو اٹھائی تو جبارانِ قریش سامنے تھے ان میں وہ حوصلہ کش بھی تھے جو استیصال اسلام میں سب سے پیش پیش تھے، وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے تھے وہ بھی تھے جنکی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا اور کسی چیز سے بھی تسکین یاب نہ ہو سکتی تھی وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول کریم پر گالیوں کی بارشیں برساتی رہتی تھیں وہ بھی تھے جن کی تیغ و سنان نے پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیا کرتے تھے وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے اور وہ بھی تھے جنکے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ آ کر ٹکراتا تھا۔

سرکار دو عالم نے ان کی طرف دیکھا اور جلال نبوت کے ساتھ دریافت کیا تمہیں معلوم ہے! میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں"

یہ لوگ ظالم تھے، بیرحم تھے، شقی تھے مگر مزاج شناس تھے پکار اٹھے اخ کریم وابن اخ کریم "تو شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہے" فضا میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے کانوں میں مژدۂ بہار بلکہ پہنچتی ہے اور لوگ سنتے ہیں لا تثریب علیکم الیوم اذہبوا فانتم الطلقاء "آج تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو" یہ معمولی بات نہیں۔ رسول کریم ان سب کی جانوں کے مالک تھے اور چاہتے تو ان سب کو بہ آسانی تلوار کے گھاٹ اتار سکتے تھے لیکن آپ نے اپنی پیغمبرانہ چشم پوشی اور دریا دلی سے سب کو معاف کر دیا اور وہ کیا جس کی مثال روئے زمین پر کہیں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکتی۔

بام کعبہ سے اللہ اکبر صدائیں

حضرت بلال نے نماز کے وقت بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دی قریش کو پھر غیرت کی ایک پھریری آئی ایک سردار بولا "اب جینا بیکار ہے" عتاب بن اسید نے کہا خدا نے میرے باپ کی عزت رکھ لی کہ اس آواز کو سننے سے پہلے دنیا سے چلا گیا (ابن ہشام)

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ مقام صفا میں ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے تھے وہ بیعت کر کے چلے جاتے تھے عورتوں سے اس طرح بیعت لی جاتی تھی کہ آپ ایک پانی سے لبریز پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر نکال لیتے تھے پھر عورتیں اسی میں ہاتھ ڈبو دیتی تھیں اور بیعت پختہ ہو جاتی تھی اس وقت رؤسائے مکہ میں دس اشخاص ایسے تھے جو حقیقتاً قریش کے سرتاج تھے انہی میں صفوان بن امیہ تھے جو جدہ کی طرف فرار ہو گئے عمیر بن وہب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضور ایک رئیس مکہ جلا وطن ہو رہا ہے۔ آپ نے فوراً امان کا اعلان کر دیا عمیر جدہ پہنچ کر انھیں واپس لے آئے جو معرکہ حنین کے بعد اسلام لائے عبداللہ بن زبعری نجران بھاگ گیا تھا لیکن اس نے واپس آکر اسلام قبول کر لیا یہ شخص عرب کا مشہور رئیس و شاعر تھا اور یہی نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا بلکہ قرآن شریف پر نکتہ چینیاں کرنا بھی اس کا شعار عمل تھا حضرت عکرمہ اپنی جان کے خوف سے یمن بھاگ گئے تھے ان کی اہلیہ محترمہ ام حکیم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے امان حاصل کی اور یمن جاکر انھیں بلا لائیں۔

عفو عام کا اعلان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مکہ والوں کو اپنے آغوش کرم و رحمت میں جگہ دیدی تھی تاہم ان میں دس ایسے خوفناک مجرم بھی تھے جن کے متعلق عام اعلان کر دیا گیا تھا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ ارباب سیر کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ نے خون کیا تھا مجرم قتل تھے قصاص میں قتل کئے گئے لیکن باقی ایسے مجرم تھے جنہوں نے مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید اذیتیں پہنچائی تھیں اور آپ کی ہجو میں اشعار کہتے رہتے تھے لیکن کہنے کو کچھ کہہ لیا جائے حقیقت کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس بیان کو تسلیم کرنے میں تامل ہوتا ہے کیونکہ دشمن تو سارا مکہ ہی تھا اور قریش میں کون ایسا تھا جس نے شاذ استثنے کے ساتھ رسول کریم کو سخت سے سخت ایذائیں نہیں پہنچائی تھیں صحاح ستہ میں حضرت عائشہ رض کی روایت موجود ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے ذاتی انتقام

نہیں لیا جب خیبر کی ایک یہودی عورت آپ کو زہر دیکر بھی سلامت رہ سکتی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ حرم محترم میں اس سے کم درجہ کے مجرم معافی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر رہ سکتے ہیں۔

اصلیت یہ ہے کہ یہ روایات صرف ابن اسحاق تک پہنچکر ختم ہو جاتی ہیں جو اصول حدیث کی رو سے منقطع ہیں۔

عام روایات کی رو سے جن دس شخصوں کی سزائے موت کا اعلان کیا گیا تھا وہ حقیقتاً شدید مجرم تھے اور ان کا وجود مفاد عامہ اور خود اسلام و مسلمین کے لئے ایک خطرۂ عظیم تھا تاہم ان میں سے سات اشخاص خلوص دل سے ایمان لے آئے اور ان کو معافی دیدی گئی تین اشخاص ضرور قتل ہوئے جن میں دو مرد تھے اور ایک عورت یعنی عبد اللہ بن خطل مقیس بن اصابہ اور قریبہ ابن خطل کی لونڈی۔ ابن خطل کے جرم پر ایک نظر ڈالئے اس نے اسلام لانے کے بعد اپنے ایک مسلم خادم کو قتل کیا اور اس کے بعد مرتد ہو گیا۔ مقیس نے یہ کیا کہ اس نے ایک انصاری کو قتل کر دیا جسکے ہاتھ سے اس کا ایک بھائی مارا گیا تھا اور جس کا خونبہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ادا کر دیا تھا۔ مقیس منافقانہ اسلام لایا اور انصاری کو قتل کیا۔ قریبہ کنیز کی یہ حالت تھی کہ یہ ایک مغنیہ تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں جابجا گیت گایا کرتی تھی۔

. . . .

. . . .

. . . .

مکہ میں خلافت الٰہیہ کا قیام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ حالت تھی کہ آپ دشمن سے دشمن کو معاف کر دیتے تھے اور جب کوئی مستمند آپ کے دربار میں حاضر ہوتا تھا تو آپ جھک جاتے تھے چنانچہ عکرمہ ابن ابوجہل کے متعلق موطا امام مالک لکھا ہے کہ حارث بن ہشام کی بیٹی ام حکیم حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی اہلیہ تھیں فتح کے دن یہ مشرف اسلام ہوئیں لیکن ان کے شوہر حضرت عکرمہ بن ابوجہل بھاگ کر یمن چلے گئے ام حکیم یمن گئیں اور وہیں جاکر انھیں دعوت اسلام دی جس پر عکرمہ نے اسلام قبول کر لیا اور مکہ حاضر ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جو ان پر پڑی تو فرط مسرت سے فوراً کھڑے ہو گئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی اس کے بعد اسی وقت آن سے بیعت لی اور دیر تک محبت و رافت سے باتیں کرتے رہے۔

حرم کی عظمت تمام عرب کے نزدیک مسلم تھی اس لئے لازمی امر تھا کہ نذر و ہدایا کی فراوانی ہوتی عرب کے گوشے گوشے کے افراد ہر سال مکہ میں زیارت حرم کے لئے آتے تھے اور صدیوں سے یہ سلسلہ جاری تھا یہی وجہ تھی کہ حرم کے خزائن نذر و ہدایا کے انبار سے لبریز تھے اور بلاشبہ بے دولت بے شمار اس کی کنجیاں بھی آپ کے پاس آگئیں لیکن انھیں ہر طرح محفوظ رکھا گیا البتہ ان کے اندر جو مجسمے اور تصاویر تھیں وہ نکال کر برباد کر دی گئیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے مجسمے اور حضرت عیسٰی کی تصاویر سب برآمد کر کے فنا کر دی گئیں۔ حرم میں جو رنگین تصاویر تھیں وہ سب مٹا دی گئیں جن کے نشانات حضرت عبد اللہ بن زبیر کی تعمیر تک قائم تھے رسول کریم نے مکہ میں صرف پندرہ دن قیام کیا اس کے بعد آپ حضرت معاذ بن جبل کو مکہ معظمہ میں اس خدمت پر مامور کر کے مدینہ منورہ چلے گئے کہ وہ لوگوں کو مسائل و احکام اسلام کی تعلیم دیتے رہیں۔

صنمکدہ مکہ کا ایک منظر

کعبہ شریف میں کل ۳۶۰ بت تو تھے ہی مگر ان میں کچھ بت ایسے تھے جو خاص احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے انہیں میں ہبل بھی تھا جس کی جے ابوسفیان نے جنگ احد میں پکاری تھی اور جسے عرب بتوں کا خدائے اعظم کہتے تھے یہ بت بہت قیمتی تھا اور یاقوت احمر کا بنا ہوا تھا اس کی شکل بالکل انسان جیسی تھی۔ اس کے سامنے سات تیر تھے جن پر "لد" اور نعم لکھا رہتا تھا عرب ان پر قرعہ ڈالتے اور لد اور نعم میں جیسا جواب نکلتا اسی پر عمل کرتے یہ بت عین کعبہ کے اندر تھا اور اس کے اردگرد دیگر بت آراستہ تھے۔ در و دیوار کعبہ رنگارنگ کی تصاویر سے آراستہ تھے اور ایک مخلوق دنیا کے اس صنمکدہ عظیم میں آکر سر جھکاتی تھی اور پورا عرب اس طلسم میں گرفتار تھا انقلاب زمانہ کی اس سے زیادہ اور عبرت انگیز مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کا گھر توحید خالص کا مرکز تھا اور یہی قبلہ گاہ خاص و عام ہو ا ور اصنام بنکر زمانہ کو نیرنگی عالم کا سبق دیتا تھا۔

آخر غیرت حق کو حرکت ہوئی اور اس نے اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس طلسم کدہ اصنام کو تباہ کرا کے سجدہ گاہ قدسیان بنوا دیا۔ فتح مکہ اعلاً شہنشاہی اسلام کا پہلا دن تھا اس کے بعد اسلام کا دور سلطنت شروع ہوا۔ تمام عرب قریش کی عزت کرتے تھے اور ان کی طرف سب کی نگاہیں اٹھی ہوئی تھیں جب انہوں نے قریش کا انجام دیکھ لیا تو پھر میدان صاف تھا۔ صرف طائف نے جو مکہ کے بعد دوسرا شہر تھا آخری مقابلہ کیا اس کے بعد تمام عرب ٹوٹ پڑا اور وفود پر وفود آتے اور فوجوں کی فوجیں اسلام میں داخل ہونے لگیں اور فتح مکہ انقیاد عرب کا دیباچہ بن گیا۔ اور خدا نے اپنے دین اسلام کا وہ بول بالا کیا کہ کافر منہ تکتے رہ گئے اور آجتک دنیا اسلام کی حیرت انگیز ترقی اور کامیابی پر انگشت بدندان ہے اور قیامت تک حیرت کرتی رہے گی۔

استخلاف فی الارض کے وعدۂ ربانی کی تکمیل

خدائے قدوس کی بارگاہ رفیع سے جنھیں بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا ہوئی ہے اور جن کے قلب کی گہرائیوں میں نور ایمان کی کوئی چنگاری اس دور میں بھی روشن ہے وہ دیکھیں پڑھیں اور سمجھیں کہ آقائے حقیقی قرآن کریم اور منشور آسمانی میں فرزندان توحید سے کیا کہہ رہا ہے اور کیا وعدہ کر رہا ہے پھر سوچیں کہ جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا بھی ہوا یا نہیں اور ہوا تو کس طرح اور کتنی مدت میں اور کب؟ ایزد ذوالجلال کا فرمان ذی شان یہ ہے جو اپنی ابدی حقیقت طرازیوں اور سرمدی صداقتوں کے ساتھ صبح قیامت تک نافذ العمل رہے گا وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا (النور)

مسلمانو! تم میں سے جو مسلمان صاحب ایمان، نیکوکار اور صالح ہیں خدائے برتر و توانا نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے وہ انھیں یقینا دنیا میں ربع مسکون پر خلافت و حکومت عطا کرے گا، اسی طرح جس طرح کہ اس نے اگلی امتوں اور قوموں کو اپنی خلافت اور حکومت و سلطنت عطا کی تھی خدا اُن کے مذہب کو بھی ضرور قوت و اقتدار دیگا کیونکہ خدا نے اسی کو اُن کے لئے منتخب کیا اور بہتر سمجھا ہے نیز اس وقت ملک میں جو بدامنی و بدانتظامی ہے اسے امن و انتظام سے بدل دیگا تاکہ وہ مجھے ہی پوجیں میری ہی عبادت کریں اور کسی صفات میں شریک و سہیم نہ بنائیں۔

نیک بندوں سے عطائے شاہی کا وعدہ

گویا خدائے قدوس عام مسلمانوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم میں جو مسلمان ایماندار ہی ہیں اور نیکوکار بھی اور اعتقادی و عملی دونوں صورتوں میں مکمل ہیں ان سے یہ وعدہ کر لیا گیا ہے کہ (۱) حکومت و سلطنت عطا کی جائے گی (۲) مذہب اسلام کو پوری قوت و شوکت حاصل ہوگی (۳) اور ملک میں امن و انتظام قائم کر دیا جائے گا مگر خوب سمجھ لیجئے کہ حکومت و سلطنت کا واحد حق صرف آقائے حقیقی کو حاصل ہے اس کے سوا نہ کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے اور نہ بندوں کا یہ منصب ہے حقیقت میں حکومت اسی کی چیز اور اسی کا کام ہے البتہ انسان اس کی نیابت کر سکتا ہے اور وہ دنیا کی حکومت کو اسی لئے خلافت کے نام سے موسوم کر رہا ہے نائب کا کام یہ ہے کہ اس کے قانون کو اس کی طرف سے نافذ کرے اور اپنی طرف سے اس میں کوئی ترمیم نہ کرے صاحب ایمان اور نیکوکاروں سے اس وعدہ کے کرنے کی توجیہ یہی ہے کہ وہ بلاچون اس کے بندوں سے اس کے احکام کی تعمیل کرائینگے کیونکہ اس کے نزدیک اس کے بندوں کے لئے اسی کے مجوزہ احکام و قوانین سودمند ہو سکتے ہیں اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دنیا میں حقیقی حکومت وہی حکومت ہے جس کا قانون قرآن کریم ہو اور وہ قرآنی احکام پر بندوں سے عمل کرانے کو اپنا فریضہ عمل سمجھے اور جو قدم بھی اٹھائے قرآن ہی کی روشنی میں اٹھائے اگر یہ نہیں تو اُسے دنیوی الفاظ میں حکومت کہہ ہی لیا جائے گر وہ خلافت یا نیابت ربانی نہ ہوگی بلکہ کوئی اور بلا ہے

سلطنت اسلامیہ کا قانون

ان معانی و مفاہیم میں حقیقی خلافت خلافت راشدہ ہی تھی کہ اس وقت حکومت میں سلطنت اسلامیہ کا قانون قرآن اور صرف قرآن تھا مذہب کو قوت عطا کرنے کے معانی یہ ہیں کہ یہ تمام رائج الوقت مذاہب سے ممتاز و مقتدر ہوگا اور سب اس کی عظمت و استیلا کو تسلیم کریں گے اور کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ کا دین ہے بدامنی کے ارتفاع اور امن و انتظام کے قیام سے مراد یہ ہے کہ مسلمان سکون و خاطر و سہولت کار کے ساتھ کام کر سکیں آگے تصریح موجود ہے یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا سیاسی و مذہبی اقتدار حاصل ہونے سے یہ ہوگا کہ مشرکین ان کی راہ میں عوائق و موانع پیدا نہ کر سکیں گے اور وہ اطمینان کے ساتھ اس کی عبادت کر سکیں گے کہ تخلیق انسانی کا مقصد اولین عبادت الٰہی ہی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

حکومت اسلامی کی غرض و غایت

اگر دشمنان خدا سے بغاوت کرنے والوں اور شریروں کی مزاحمت کا خوف نہ ہوتا اور اس کے نیک بندے سکون کے ساتھ بلامداخلت غیرے عبادت کر سکتے تو شاید حکومت کی ضرورت لازمی نہ سمجھی جاتی مگر جب ایسا ہوتا ہے اور سیاست کی آہنی دیواریں دعوت الٰہی اور عبادت ربانی میں مخل ہوتی ہیں اور مذہبی تحریک کا دامن بدامنی کے خارزاروں میں الجھتا ہے تو اس کی ضرورت لازمی ہو جاتی ہے اگر کفار رسول کریم کو دعوت حق سے نہ روکتے تو شاید آپ کو تلوار اٹھانے کی اجازت نہ ملتی حکومت اسلام قائم ہوتی مگر مقابلے اور لڑنے کے لئے نہیں صرف قانون

ربانی پر حکومت کرانے کے لئے لیکن جب نمار دہ قریش اور فراعنۂ یہود سامنے آئے، مقابل ہوئے اور اللہ کی عبادت سے اللہ کے بندے کو روکنے لگے تو حکم ہوا کہ اب تم بھی مقابلہ کرو چنانچہ آپ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی طرح فوجیں لیکر بڑھے تاہم آپ کے اندر جہاں ابراہیمیت اور موسویت تھی وہاں عیسائیت اور مسیحیت بھی تھی کہ اگراول الذکر بزرگ نے سپہ سالاری کی تھی تو موخر الذکر بزرگوں کو اس سے کوئی سروکار ہی نہ رہا تھا اور ان کی حیثیت صرف عابدانہ اور پیغمبرانہ رہی۔

حکومت اسلامی کی غرض وغایت خود خدائے قدوس نے اپنے الفاظ میں ظاہر کی ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (سورہ حج)

"مسلمانوں کو جن سے خواہ مخواہ جنگ کی جاتی ہے جنگ و مقابلہ کی اجازت دی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور وہ مظلوم ہیں خدا ان کی نصرت و امداد کی پوری قدرت وطاقت رکھتا ہے۔ اور یہ بلاوجہ اور ناحق اپنے گھر اور وطن سے نکال دیئے گئے ان کا قصور اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ہمارا پروردگار رہی ہملا خدا ہے، حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اگر ایک قوم کو دوسری قوم کے غضب واستیلا سے نہ بچایا جائے تو بہت سی خانقاہیں کلیسے، عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت وفراوانی کے ساتھ خدا کا نام لیا جاتا ہے برباد و تباہ کردی جائیں جو خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے خدا بہت طاقت والا اور غالب ہے۔

یہ مسلمان وہ فرد ہیں جنھیں اگر خدا دنیا میں طاقت و قوت عطا کرے تو وہ عبادت الٰہی میں مصروف رہیں مستحقین کی مالی امداد کریں، زکوٰۃ دیں لوگوں کو نیکیوں کی تاکید کریں برائیوں سے روکیں ہر کام کا انجام خدا ہی کے ہاتھ میں ہے"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی واضح کر دیا ہے کہ استخلاف فی الارض اور سلطنت اسلامیہ کے فرائض عمل کیا ہیں اور وہ کن امور میں عام دنیوی فرمانروائیوں سے ممتاز ہے حالات کی روشنی میں دیکھ لیجئے کہ اگر مسلمانوں کو اقتدار حکومت حاصل نہ ہوتا تو کیا وہ عرب میں سکون واطمینان کے ساتھ عبادت الٰہی کر سکتے تھے اور قریش و یہود انھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اجازت دے سکتے تھے۔ نہیں اور ہرگز نہیں جب تک مسلمانوں کو اقتدار حاصل نہ ہوا تھا انھیں نماز پڑھنا تو ایک طرف بیت اللہ میں قدم رکھنے تک کی اجازت نہ تھی بلکہ وہ اللہ کا نام لینے کے جرم میں بری طرح گھسیٹے اور مارے جاتے تھے۔

شہنشاہی اسلام کا پہلا دن

دعاۃ اسلام کا تقرر تو پہلے ہی ہو چکا تھا

فتح مکہ کے بعد کہ اسلام کی شہنشاہی کا یہ پہلا دن تھا آپ نے محصلین زکوٰۃ کا تقرر بھی فرمادیا اور قبائل وافراد میں پوری یکجہتی اتفاق پیدا کرکے اور سرزمین عرب میں امن وامان کی برکات پھیلا کر ادا فرشتہ میں زمانہ حجۃ الوداع کے قریب نظام حکومت الٰہی کو بڑی حد تک مکمل کر دیا مغرب کی دنیادار اور مادہ پرست نگاہیں جو مکہ میں آپ کی ہولناک مصیبتوں اور اذیتوں کا دلدوز مرقع دیکھ چکی تھیں مدینہ میں جب آپ پر پڑیں تو بول اٹھیں کہ یہ ایشیائی شاہانہ زندگی ہے بڑے بڑے مورخین کہنے کو تو یہ کہہ گئے کہ جب تک آپ مکہ میں رہے پیغمبر تھے اور جب مدینہ آئے شہنشاہی کرنے لگے لیکن ان کوتاہ بینوں نے آپکو جنگیں لڑاتے، دشمنوں کو شکستیں دیتے اور دعاۃ و محصلین زکوٰۃ مقرر کرتے دیکھکر بلاتکلف آپ کو بادشاہ تو کہدیا لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ شہنشاہ عرب اس وقت بھی کہ عرب کی نعمتوں کا مالک بنا ہوا تھا مدینہ کی تیرہ وتار گلیوں تک میں مسکینوں، بوڑھیوں اور غلاموں کی خدمات انجام دے رہا تھا، قصر وایوان حاجب ودربان اور تخت وتاج سے بے نیاز تھا مال و زر، خدم وحشم، پولیس و دفتر کچھ نہ رکھتا تھا نہ اس کے پاس امرائے سیاست تھے اور نہ وزرائے مشورہ، نہ کثیر التعداد ارباب مناصب تھے اور نہ بڑے بڑے انتظامی دفاتر۔

ایک سر ہزار سودا

صرف ایک ہی ذات تھی جو ہر فرض و خدمت کی تنہا ذمہ دار تھی خزائن زر وسیم سے

لبریز تھے مگر یہ خود کو ہونٹ کے ایک بال کا بھی مستحق نہ سمجھتا تھا واقعی تاجدار دو عالم تھا لیکن ایسا فرمانروا جس کے گھر میں مسلسل دو دو مہینے چولھا گرم نہ ہوتا تھا کاشانہ نبوت یا ایوان شہنشاہی میں ایک ٹوٹی چارپائی مٹی کے ایک کوزے، چمڑے کے ایک بستر اور پانی کے ایک مشکیزے کے سوا کچھ بھی نہ تھا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ادھر ادھر پھرتا تھا عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ اس کی جگر گوشہ فاطمہؓ اور عام مجرم میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور کیا کہ ہوتا اس کی زبان قانون نہ تھی، وہ خود کو کوئی چیز نہ سمجھتا تھا وہ جس کا نائب تھا بندوں سے اس کے احکام اور اس کے فرائض کی تعمیل کراتا تھا حکومت وشہنشاہی ذاتی اغراض ومفاد اور حصول جاہ ومال کے لئے نہ تھی بلکہ اللہ کے اوامر ونواہی پر عمل کرانے کے لئے تھی۔ بعثت نبوی کا حقیقی مقصد دعوت اسلام، تزکیہ نفوس اور اصلاح اخلاق تھا باقی جملہ فرائض واعمال ضمنی وثانوی حیثیت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی زندگی میں انتظامات ملکی اسی حد تک قائم کئے جس

حدتک ان کا تعلق عوائق دعوت توحید سے تھا اور انہی کے متعلق ہمیں یہ بتانا اور واضح کرنا ہے کہ وہ کیا تھے اور ان کی نوعیت و صورت اس وقت کیا قائم کی گئی تھی۔

سرداری افواج

بڑے بڑے معرکوں کی قیادت آپ خود ہی فرماتے تھے البتہ چھوٹے چھوٹے غزوات و سرایا کی سرداری اکابر صحابہ کو عطا ہوئی تھی بدر و احد، خیبر، مکہ اور تبوک میں آپ خود فوج کی قیادت فرما رہے تھے جس کا مقصد قیام ترتیب فوج سے زیادہ لشکر کی اخلاقی اور روحانی نگہداشت ہوتا تھا یہ حالت تھی کہ آپ جزئی بے اعتدالیوں پر بھی مجاہدین اسلام کی گرفت کرتے تھے۔ اور خود سجادہ ریز عبودیت رہتے تھے۔

انتظامات ملکی

عمال و ولاۃ کا تقرر، محصلین زکوٰۃ و جزیہ کی نامزدگی، مسلم قبائل میں جائداد کی تقسیم، اجرائے فرامین، عہدیداروں کا احتساب، وفود کے لئے تعین وظائف، غیر اقوام سے مصالحت، فوجوں کی آراستگی، فصل مقدمات، قبائلی خانہ جنگیوں کا انسداد، موذنین و ائمہ کا تعین، نومسلموں کے انتظامات، مسائل شرعیہ میں افتا، جرائم کے لئے اجرائے تعزیر، بڑے بڑے سیاسی انتظامات وغیرہ سب آپ سے متعلق تھے اور گو سن شریف ساٹھ سال کا تھا مگر تمام کام خود ہی انجام دیتے تھے دور دراز صوبوں میں تو متعدد صحابہ کو آپ نے گورنر حاکم اور والی بنا کر بھیجدیا تھا لیکن مدینہ اور اطراف کے جملہ فرائض سیاسی آپ خود ہی انجام دیتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اتنے گرانبار فرائض انسانی صحت کو بحال نہیں رکھ سکتے یہ تو پھر سیاسی فرائض تھے اس پر مستزاد یہ کہ صدہا معاشری فرائض بھی آپ کے ذمہ تھے کاشانہ نبوت میں متعدد بیویاں تھیں غربار و مساکین اور اصحاب صفہ کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے رات رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں ملتا تھا نتیجہ جو ہونا تھا وہی ہوا آپ کی صحت خراب اور نظام جسمانی درہم برہم ہوگیا اور آخر زندگی میں آپ تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ حضرت عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ کیا رسول کریم بیٹھکر نماز پڑھتے تھے اس پر انھوں نے فرمایا "ہاں! لیکن اس وقت جب لوگوں نے آپ کو چور چور کر دیا تھا" علم روایات کے مطابق آپکے دل و دماغ پر اس کا بہت برا اثر پڑا اور نظام جسمانی چور چور ہوگیا۔

فرامین و فصل قضایا

توقیعات و فرامین کی تسوید ترقیم بعد اہم کام تھا سلاطین و ملوک کو دعوت اسلام کے جو خطوط روانہ ہوئے عمال و محصلین کو جو تحریری فرامین دیئے گئے افواج ملکی کا جو رجسٹر مرتب کرایا گیا، اقوام غیر سے جو معاہدے ہوئے بعض صحابہ سے جو احادیث لکھوائی گئیں وہ سب اسی سلسلہ میں داخل ہیں گو یہ خدمات دیگر صحابہ رضو سے بھی لی گئیں مگر اس منصب پر خصوصیت کے ساتھ ایک شخص مامور رہا۔ پہلے حضرت زید اور بعد کو حضرت امیر معاویہ اس پر فائز ہوئے آپ کی ہدایات کے مطابق یہ بزرگ توقیعات و فرامین لکھتے انھیں درج رجسٹر کراتے اور لفافوں میں بند کرا کے مہر نبوی ثبت کرا کے بھیجتے تھے اس محکمہ کی ابتدائی صورت قائم ہو چکی تھی۔

فصل قضایا کے سلسلہ میں مدینہ اور حوالی مضافات مدینہ کا تمام کام آپ ہی انجام دیتے تھے اور مقدمات فیصل کرتے تھے کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ تھی دروازہ پر کوئی دربان نہ تھا اہل معاملہ بلاتکلف آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے گھر میں بیٹھے ہوتے تھے اور لوگ آپ کو آوازدے لیتے تھے تکلیف ہوتی تھی مگر آپ کی خاطر کبھی کچھ کہتے نہ دیتا تھا عورتوں کے معاملات و قضایا کے فیصلہ کا کام آپ زنانخانہ ہی میں کرتے تھے احادیث کی کتاب البیوع میں مقدمات دیوانی اور کتاب القصاص والدیات میں مقدمات فوجداری کی جملہ تفصیلات موجود ہیں اور آپ نے اپنی زندگی میں جتنے بھی مقدمات فیصل کئے ہیں ان کا اکثر حصہ ان میں مل جاتا ہے حیرت ہوتی ہے کہ آپ جیسے کثیر الشغل رسول نے اتنے مقدمات ایک مختصر وقفہ مدت میں کس طرح فیصلہ کر دیے پھر کوئی ایک فیصلہ بھی ایسا نہیں ہوا جس سے فریقین مطمئن نہ ہوئے ہوں فیصلے ہیں اور بہت عاقلانہ ہیں۔

عہدہ قضاۃ عہد نبوت ہی میں قائم ہو چکا تھا اور بڑے بڑے مراکز میں فصل قضایا کے لئے آپ نے قاضی مقرر کر دیے تھے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاذ بن جبل کو آپ ہی نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اور یہ دونوں بزرگ وہاں کے قبائل کے قضایا و تنازعات کے فیصلے کرتے تھے۔

احتساب

رسول کریم کے عہد میں احتساب کا کوئی محکمہ قائم نہیں ہوا اس لئے آپ خود ہی ان فرائض کو انجام دیتے تھے تاہم اس نے اسی دور میں بے انتہا اہمیت حاصل کر لی تھی البتہ اسلام کے دور ترقی میں اس محکمہ نے ایک مستقل صورت اختیار کر لی جو قوم کے نہ صرف عادات و اخلاق بلکہ بیع و شرار اور معاملات داد و ستد کی نگرانی کرتا تھا اور بلاشبہ ایک نہایت مفید و اہم محکمہ تھا رسول کریم کی یہ حالت تھی کہ آپ ہر شخص کے جزئیات اخلاق اور فرائض مذہبی کے متعلق برابر دارو گیر فرماتے رہتے تھے تجارتی و معاشری معاملات کی نگرانی بھی آپ ہی کے سپرد تھی عرب کی تو کایا ہی بگڑی ہوئی تھی اور معاملات کی صورت نہایت خراب تھی مدینہ تشریف لاتے ہی آپ نے اپنی اصلاحات کو معرض نفاذ میں لانے کی سرگرم سعی شروع کر دی۔ آپ معاملات و اخلاقیات کی نگرانی اپنے خلق عمیم کے باوجود نہایت سختی کے ساتھ کرتے تھے اور اپنی اصلاحات پر عمل کراتے تھے اور جو نہ کرتا تھا اسے سزائیں

دلاتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم کے زمانہ میں دیکھا تھا کہ لوگ غلہ کا سٹہ کرتے تھے اور تخمینی قیمت لگا کر لفریدتے تھے جو لوگ ایسا کرتے تھے انھیں اس پر سزا دی جاتی تھی کہ وہ غلہ کو اپنے گھروں میں منتقل کرنے سے پیشتر جہاں اسے خریدا تھا وہیں فروخت کر دیں"

یہی نہیں آپ خود بازار میں تشریف لیجاتے تھے اور دیکھتے تھے احتساب ہی کے لئے ایک مرتبہ آپ بازار میں گئے غلہ کا ایک انبار نظر آیا اندر ہاتھ جو ڈالا تو نمی محسوس ہوئی فوراً دکاندار سے اس کی وجہ پوچھی اس نے جواب میں کہا کہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ پھر اسے اس طرح کیوں نہیں رکھتا کہ ہر شخص اسے ایک نظر دیکھ لے جو لوگ فریب اور دہوکہ سے کام لیتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں (صحیح مسلم)

عمال اور محصلین زکوٰۃ کے اعمال کی نگرانی بھی آپ سختی کے ساتھ کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے ابن العتیہ کو صدقات و زکوٰۃ کی وصولی پر مامور فرمایا ان کی واپسی پر آپ نے مال کا جائزہ لینا جو شروع کیا تو ایک چیز کی طرف انہوں نے اشارہ کر کے کہا یہ مال مسلمانوں کا مال ہے اور مجھے ہدیۃً ملا ہے آپ نے فوراً گرفت کی اور فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں نہیں ملا اس کے بعد آپ نے اس قسم کی باتوں کی ممانعت سختی کے ساتھ کر دی.

ظاہر ہے کہ اس احتساب سے مسلمانوں کو بیش قدر فوائد پہنچتے رہے ہوں گے اور پہنچتے رہنے چاہئیں۔ ایک چیز ہدایت اور دوسری چیز ہے ہدایت پر عمل کرانا آج تعلیم تو موجود ہے مگر اس پر عمل کرانے اور یہ دیکھنے والا کوئی بھی نہیں کہ مسلمان اوامر ربی کے مطابق کام کر بھی رہے ہیں جب تک یہ احتساب مسلمانوں کے اندر اپنی صحیح صورت میں قائم رہا اس وقت تک مسلمانوں کی اخلاقی روحانی اور مذہبی حالت بہتر سے بہتر رہی اور جب محض نقل رہ گئی اعمال میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔

رسول کریم کی یہ حالت تھی کہ آپ جھگڑوں اور تنازعوں کو مٹانے میں بہت سرگرم تھے اور جہاں کسی فساد اور جھگڑے کی اطلاع ہوتی تھی آپ فوراً پہنچ جاتے تھے قبائل میں تنازعہ و سنگ اندازی کی اطلاع پہنچی تو آپ پیدل چل کر ان میں مصالحت کرانے کے لیے گئے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں کا جھگڑا طے کرنے کے لیے بھی آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے۔

حکام و ولاۃ

حکام و ولاۃ کی اہمیت ہر سلطنت و حکومت میں مسلم رہی ہے کہ یہی لوگ قیام امن، رفع فساد، اقامت عدل اور فصل قضایا کے ذمہ دار ہوتے ہیں آپ نے بھی عرب میں سکون و امن قائم ہوتے ہی مختلف مقامات پر حاکموں اور والیوں کا تقرر فرمایا ذیل میں چند والیوں کے اسماء درج کرتے ہیں: -

باذان والی یمن مقرر ہوئے۔ یہ سلاطین عجم میں سب سے پہلے مسلمان اور بہرام گور کے خاندان سے ہیں، شہر بن باذان صنعا کے والی مقرر ہوئے اور زیاد بن لبید رض ابو موسیٰ اشعری رض معاذ بن جبل رض عمرو بن حزم یزید بن ابی سفیان رض عتاب بن اسد رض حضرت علی رض عمرو بن العاص اور علاء بن حضرمی بالترتیب حضرموت، زبید، عدن، جند، نجران، تہامہ، مکہ، ازاس یمن عمان اور بحرین کے حاکم و گورنر مقرر کیے گئے عرب میں یمن سب سے زیادہ متمدن و وسیع صوبہ تھا اور عرصہ تک ایک منظم سلطنت کے زیر سایہ رہ چکا تھا اسی بنا پر رسول کریم نے اُسے پانچ حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ایک ایک گورنر کا تقرر کیا

ان گورنروں اور عاملوں کے سپرد ملکی انتظام، تحصیل خراج اور فصل مقدمات کے علاوہ سب سے اہم خدمت یہ بھی تھی کہ وہ سنن و فرائض کی تعلیم اور اشاعت اسلام میں برابر منہمک رہیں اور اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت نہ برتیں۔ گویا اس وقت اسلامی عمال اور گورنر حاکم صوبہ ہونے کے ساتھ معلم اخلاق و مبلغ دین بھی ہوتے تھے۔ عمال کی لیاقت و اہلیت کا اندازہ ان کے تقرر سے پہلے ہی لگالیا جاتا تھا اور آپ اُن کے تبحر علمی اور طرز عمل کا امتحان لے لیتے تھے (ترمذی)

آپ کو اس امر کا خیال بھی رہتا تھا کہ والی خوش خلق اور نیک طبیعت ہو گویا تقرر عمال کے لئے تبحر علمی، پاکیزگی اخلاق اور خوشخوئی لازمی چیزیں تھیں حضرت معاذ بن جبل رض کو آپ نے یمن کا والی و حاکم مقرر کرتے وقت یہ ہدایت کی تھی کہ آسانی پیدا کرنا۔ لوگوں کو بشارت دینا دشواری پیدا نہ کرنا، انھیں وحشت زدہ نہ کرنا باہم اتفاق رکھنا اور اختلاف پیدا نہ کرنا۔ جب حضرت معاذ رکاب میں پاؤں ڈال چکے تو پھر خاص طور پر فرمایا احسن خلقك للناس لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا ہر حکومت کو قیام رعب و امن کے لئے کم از کم ابتدا میں تو سختی سے کام لینے کی لازمی ضرورت ہوتی ہے لیکن تاریخ و سیر شاہد ہیں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی کہ رسول کریم کے مقرر کردہ والیوں نے کبھی کسی پر کوئی سختی کی ہو یہ اس عہد کی ایک امتیازی اور مہتم بالشان خصوصیت ہے جس کی نظیر کسی دور کسی زمانہ کسی قوم اور خود بعد کے مسلمانوں کے عہد میں بھی نظر نہیں آسکتی رسول کریم فرمایا کرتے تھے کہ خدا اُن لوگوں کو عذاب دیگا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں ان اللہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا (صحیح مسلم)

محصّلین زکوٰۃ و جزیہ

زکوٰۃ و خراج کی وصولی کا کام آپ نے گورنروں اور عاملوں کے ذمہ نہیں رکھا تھا بلکہ محصلین کا تقرر جداگانہ ہوتا تھا اس لئے بھی کہ یہ ایک وقتی چیز ہوتی تھی اور سال میں صرف ایک دو بار انھیں دورہ کرنا پڑتا تھا نیز کہ تقرر

قبائل میں وصولیٔ زکوٰۃ کے لیے ان کے رؤسا ہی کے ہو جاتے تھے اور بہت سے قبائل ایسے بھی تھے جو خود مدینہ آکر زکوٰۃ دے جاتے تھے۔

عدی بن حاتم رضؓ، مالک بن نویرہ، عبادہ بن بشر، زبرقان بن بدر، عمرو بن عاص، ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عمر فاروق، عبداللہ بن رواحہؓ، زیاد بن لبید، ابان بن سعید اور عیینہ بن حصن وغیرہ وہ بزرگ ہیں جنھیں رسول کریمؐ نے بالترتیب بنی اسد، بنو حنظلہ، سلیمہ و مزینہ، بنو سعد بنو فزارہ، المجران، مدینہ، خیبر، حضرموت، بحرین اور بنو تمیم قبائل میں تحصیل زکوٰۃ و خراج کے لئے مقرر فرمایا تھا چونکہ یہ مالی معاملہ تھا اور مال بہت محبوب و عزیز چیز ہے جو دو طرفہ دلوں پر اثر ڈالتی ہے اور اس میں بے احتیاطی کا ہو جانا کوئی مستبعد امر نہیں اس لئے آپ نہ صرف یہ کہ محصلین کے تقرر میں بہت احتیاط برتتے تھے بلکہ چلتے وقت خاص طور پر ہدایتیں بھی کرتے تھے اور ایک فرمان بھی عطا ہوتا تھا انھیں باوضاحت بتا دیا جاتا تھا کہ کس قسم کے مال کی کتنی تعداد زکوٰۃ کے طور پر لی جانی چاہیئے چھانٹ چھانٹ کر مال لینے یا حق سے زیادہ لینے کی بھی اجازت نہ تھی محصلین بسا اوقات دور دور، صحراؤں اور جنگلوں میں جاکر زکوٰۃ وصول کرتے تھے عرب کی دولت کی کل کائنات اونٹوں کے گلے اور بکریوں کے ریوڑ ہوتے تھے اور یہی چیزیں زکوٰۃ میں ملتی تھیں۔

محصلین کا تقدس و زہد یہ تھا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ کو جب خیبر والوں نے رشوت دینی چاہی تو انہوں نے فرمایا "اے خدا کے دشمنو کیا تم مجھے مال حرام کھلانا چاہتے ہو اس کے باوجود آپ کوئی کام محض اعتبار پر نہ چھوڑتے تھے اور ہر چیز کا جائزہ لیتے اور محصلین سے محاسبہ کرتے تھے۔ خاندان نبوت پر صدقات و زکوٰۃ کا مال حرام تھا ایک بزرگ نے ایک دفعہ رسول کریمؐ سے استدعا کی کہ میں بالغ ہو چکا ہوں آپ مجھے بھی محصل مقرر کر دیں تاکہ اس کے معاوضہ سے کچھ مال جمع کرکے اپنا نکاح کر لوں لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا ایک یہ طریق بھی تھا کہ جو لوگ محصلی پر تقرر کے لئے خود درخواست دیتے تھے انھیں صاف جواب دیدیا جاتا تھا بلکہ اپنی مرضی سے جسے موزوں و اہل سمجھتے تھے مقرر کر دیتے تھے محصلین کو کچھ معاوضہ بھی ملتا تھا لیکن ضرورت سے زیادہ نہیں کیونکہ اسے خیانت سمجھا جاتا تھا آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص ہمارا عامل ہو اُسے اپنی ایک بیوی کا خرچ لینا چاہیئے اگر اس کے پاس نوکر نہ ہو تو نوکر کا اور اگر مکان نہ ہو تو گھر کا لیکن اگر کوئی اس سے زیادہ لیگا تو خائن ہو گا۔ (ابوداؤد)

اقوام غیر کے معاہدے

عرب نے اسلام کے آگے سر جھکا دیا تھا اور کفر و شرک کا وجود بڑی حد تک مٹ چکا تھا پھر بھی اس وسیع ملک میں کہیں کہیں یہود و نصاریٰ اور مجوس کی کچھ آبادیاں موجود تھیں جنہوں نے اسلام تو قبول نہ کیا تھا مگر اسلام کے غلبے اور سیادت کو تسلیم کر لیا تھا رسول کریمؐ نے اُن سے کوئی تعرض نہیں کیا جزیہ عاید کر کے ان کی جان و مال اور عزت و مذہب کی حفاظت اپنے ذمے لے لی تھی ان کے ہر بالغ، عاقل اور مستطیع مرد کو صرف ایک دینار سالانہ جزیہ دینا ہوتا تھا (زاد المعاد)

ان اقوام غیر میں آپ نے سب سے پہلے خیبر وادی القریٰ اور تیما کے یہودیوں سے مصالحت کی اس شرط پر کہ وہ رعایا کی حیثیت سے رہیں گے اور پیداوار کا نصف حصہ خود لیں گے اور نصف مالکوں کو دیں گے۔

یہ تو تنہا یہودیوں سے معاہدہ تھا نجران کے عیسائیوں سے اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ وہ مسلمانوں کو دو قسطوں میں دو ہزار کے کپڑے خراج کے طور پر دیا کریں گے اور اگر کبھی یمن میں کوئی شورش برپا ہوگی تو وہ مسلمانوں کو تیس اونٹ، تیس گھوڑے، تیس زرہیں اور ہر قسم کے تیس تیس ہتھیار عاریتاً دیں گے اس کے معاوضہ میں وہ جب تک سود کا لین دین اور بغاوت نہ کرینگے نہ اُن کے گرجے ڈھائے جائینگے نہ ان کے پادری نکالے جائینگے اور نہ انھیں ان کے مذہب سے برگشتہ کیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

حدود شام میں بھی بہت سی یہودی اور عیسائی آبادیاں تھیں ۹ھ میں غزوہ تبوک کے موقع پر ایلہ، دومۃ الجندل، مقنا، اذرح، تبالہ، جرباء اور جرش قبائل کے جن عیسائی اور یہودی رؤسا نے اسلام قبول نہ کیا تھا ان پر جزیہ عاید کر دیا گیا ہر بالغ مرد پر ایک دینار سالانہ جزیہ عاید کیا گیا اور یہ بھی قرار پایا کہ مسلمان جب ادھر سے گذریں ان کی ضیافت لازمی طور پر کی جائے یمن کے یہودیوں پر بھی جنہوں نے ہنوز اسلام قبول نہ کیا تھا اتنا ہی جزیہ عاید کیا گیا لیکن انھیں یہ سہولت دی گئی کہ اگر وہ ایک دینار فی کس سالانہ نقد نہ ادا کر سکیں تو اسی کے برابر معافری کپڑے دے دیا کریں (ابوداؤد)

بحرین کے مجوسیوں سے بھی اسی شرح مقدار پر مصالحت کی گئی یہاں یہ نکتہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اس ناچیز رقم کے عوض میں انھیں مسلمانوں سے زیادہ فوائد حاصل تھے ان پر فوجی خدمات معاف تھیں اور مسلمان اُن کے جان و مال کے محافظ بنے ہوئے تھے اور ان کے مذہب میں کوئی مداخلت نہ کر سکتا تھا یہی وہ اسلامی رواداریاں تھیں جن کی مثال دنیا کی کوئی قوم آجتک پیش نہ کر سکی۔

اصناف مخارج و محاصل

عہد نبوت میں مداخل کے صرف پانچ ذرائع تھے غنیمت، فے، زکوٰۃ، جزیہ اور خراج تھے۔

غنیمت کے متعلق عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ رئیس فوج غنیمت کا چوتھا حصہ خود لیتا تھا اور بقیہ فوج کا حق سمجھا جاتا تھا اور جو جس کے ہاتھ پڑ جاتا تھا لے لیتا تھا۔ غزوۂ بدر کے بعد خدائے عزوجل نے غنیمت کو اپنی ملکیت قرار

دیا جس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کے نام سے حکومت الٰہی کے اغراض و مصالح کے لئے مخصوص فرمایا یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول تجھ سے لوگ مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں کہدے کہ وہ خدا اور رسول کی ملکیت ہے اس ملکیت سے مقصود یہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کی شخصی ملکیت نہیں بلکہ خلیفہ اسے اپنی حسب منشا جہاں چاہے صرف کرسکتا ہے خمس کی نسبت ارشاد ہے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل (انفال) مسلمانو! جان لو کہ تم کو جو مال غنیمت ہاتھ آئے اس کا پانچواں حصہ خدا و رسول اہل قرابت یتیموں اور مسکینوں کا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل تھا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی ایک ایک حصہ سپاہیوں پر برابر تقسیم فرما دیتے تھے سواروں کو تین حصے اور پیادہ کو ایک حصہ اور بعض روایتوں کے مطابق سواروں کو دو حصے ملتے تھے۔

خمس کا بھی بہت کم حصہ ذاتی مصرف میں آتا تھا زیادہ تر بیہ رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کر دیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ چار صورتوں میں وصول ہوتی تھی نقد روپیہ پیسہ پیداوار مویشی (بجز گھوڑا) اسباب تجارت دو سو درہم چاندی بیس مثقال سونے اور پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہ تھی۔ سونے چاندی کا چالیسواں حصہ وصول کیا جاتا تھا بارانی زمینوں کی پیداوار میں دسواں حصہ وصول ہوتا تھا اور آبپاشی کی زمین پر بیسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ سبزی پر کوئی زکوٰۃ نہ تھی۔ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف تھے فقراء، مساکین، نومسلم غلام جنھیں خرید کر آزاد کرانا ہے، مقروض مسافر، محصلین زکوٰۃ کی تنخواہ اور دیگر کار خیر۔ خاص امر یہ کہ زکوٰۃ جہاں سے وصول کی جاتی تھی وہیں کے مستحقین پر صرف کر دی جاتی تھی۔

جزیہ وہ رقم تھی جو غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت اور ذمہ داری کے معاوضہ میں لیا جاتا تھا۔ بچے، عورتیں اور مذہبی خدام اس سے مستثنیٰ تھے البتہ بالغ مردوں سے فی کس ایک دینار وصول کیا جاتا تھا۔ ایلہ کے جزیہ کی مقدار (۳۰۰) دینار تھی، اذرح کی ۱۰۰ دینار تھی عہد نبوی میں جزیہ کی سب سے بڑی مقدار بحرین سے وصول ہوتی تھی۔

خراج عہد نبوت میں غیر مسلم کاشتکاروں سے حق مالکانہ کے معاوضہ میں زمین کی پیداوار کا جو مخصوص حصہ باہمی مصالحت سے طے ہو گیا ہو خراج کہلاتا تھا خیبر، فدک، وادی القریٰ اور تیما وغیرہ سے خراج ہی وصول ہوتا تھا۔ رفع اشتباہ کے لئے تخمینہ میں سے ثلث کم کر دیا جاتا تھا خیبر وغیرہ میں نصف پیداوار پر صلح ہوئی تھی جزیہ اور خراج کی رقم جنگی مصارف اور سپاہیوں کی تنخواہ میں صرف ہوتی تھی جو کچھ وصول ہو کر آتا تھا رسول کریم سب اسی وقت تقسیم کر دیتے تھے آپ پہلے ان لوگوں کو دیتے تھے جو بیشتر غلام رہ چکے تھے ضرورت کے وقت تمام صحابہ والنٹیر سپاہی تھے اور ایک رجسٹر میں سب کے نام لکھے رہتے تھے۔ بال بچوں والوں کو دو حصے اور مجرد لوگوں کو ایک حصہ ملتا تھا۔

جاگیریں اور افتادہ زمینوں کی آبادی

عرب وہ ملک تھا جس کا بڑا حصہ ریگستانی بنجر اور پتھریلا تھا جتنے سرسبز صوبے تھے ان پر ایرانی و رومی مسلط تھے مدینہ اور طائف میں البتہ شاداب زمینیں تھیں اور کاشت ہوتی تھی بقیہ عربوں کی گذر بسر تجارت یا لوٹ مار پر تھی حجاز زمین سے اقوام غیر کے نکل جانے سے بھی بہت سی زمینیں خالی ہو گئی تھیں یہی وجہ تھی کہ آپ نے عرب کی زمین کو آباد کرنے اور قابل کاشت بنانے کا انتظام کیا اور جو کام صدیوں سے کوئی نہ کر سکا تھا وہ آپ نے کرنے کا عزم کیا بنو نضیر کے نخلستان اور کھیت مہاجرین اور انصار میں تقسیم کر دیئے گئے خیبر کی تھوڑی سی زمین اپنے لئے رکھ کر اسے بھی تقسیم کر دیا۔ افتادہ زمینیں صحابہ کو بطور جاگیر تقسیم کر دی گئیں چنانچہ حضرت بلال بن حارث کو قابل زراعت زمین کا ایک بہت بڑا ٹکڑا اور کانیں عطا ہوئیں حضرت وائل کو بھی حضرموت ہی میں ایک قطعہ زمین عنایت کیا حضرت عمر رض خیبر میں اور حضرت زبیر کو مدینہ میں اور بنو رفاع کو دومۃ الجندل کے پاس جاگیریں ملیں جاگیریں بہت وسیع ملتی تھیں۔

چونکہ زمینیں بڑی فیاضی اور وسعت کے ساتھ عطا کی جا رہی تھیں اس لئے دور دور سے لوگ آپہنچے۔

دیگر محاکم اور صیغے

اگرچہ پولیس کا محکمہ باقاعدہ طور پر تو بنو امیہ کے عہد میں قائم ہوا مگر عہد نبوت میں ایک ابتدائی نمونہ قائم ہو چکا تھا قیس بن سعد اس خدمت پر مامور تھے اور اسی مقصد کے لئے ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے مجرموں کی گردنیں مارنے کا کام حضرت زبیر، حضرت علی، عاصم مقداد اور ضحاک کے سپرد تھی انتظار کا کام آپ خود کرتے تھے عیادت مرضیٰ نے بھی منظم صورت اختیار کر لی تھی، تعلیم نے بھی عام صورت اختیار کر لی تھی مسجد نبوی کا متعلق حصہ جو صفہ کہلاتا تھا اس عہد کا بلند پایہ کالج تھا۔ اسیران بدر سے بھی آپ نے مسلمانوں کو لکھنا سیکھنے کا حکم دیا تھا حضرت زید بن ثابت نے آپ ہی کے حکم سے عبرانی زبان سیکھی تھی معارف قرآن اور تفسیر و احادیث کی تعلیم آپ خود دیتے تھے تحریر و انشاء کی تعلیم بہت وسعت اختیار کر چکی تھی غرض یہ کہ رسول کریم نے محض آٹھ نو سال میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی مذہبی، علمی، تمدنی، زرعی، تجارتی، اخلاقی، روحانی، معاشرتی، ملکی اور سیاسی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا اور مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ایسی حکومت چھوڑ گئے جنہوں نے چند سال کے اندر اندر دنیا کی پرشکوہ اور عظیم الشان شہنشاہیوں کے تخت الٹ کر رکھ دیئے اور آگے چل کر پوری معلومہ دنیا کے مالک ہو گئے یہ تھی وہ معجزہ کاری رسالت جسے ایک دنیا کو آج تک محو حیرت بنا رکھا ہے۔

مکارم اخلاق کی شمیم افروزیاں

حیات انسانی میں سب سے منیر اور سب سے زیادہ درخشاں اگر کوئی چیز ہے تو وہ اخلاق ہیں اور جو شئے دوسروں کو سب سے زیادہ متاثر کرتی اور ایک انسان کو دنیا والوں کی نظروں میں محبوب بناتی ہے وہ اخلاق کے سوا اور کچھ نہیں انسان کتنا ہی صاحب جمال وجیہہ تنومند، شجاع اور ذی علم و متمول ہو لیکن اگر اس کے اخلاق اچھے نہیں تو وہ کبھی حقیقی عزت و وقعت کا اہل ثابت نہیں ہوسکتا اور نہ دنیا اُسے سراہنے اور اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی پرواہ کرسکتی ہے بہ الفاظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی نیکی و بدی اور اچھائی و بُرائی ،، کا باعث و معیار اس کے اخلاق ہی ہوا کرتے ہیں مصلحین اخلاق مسیح اور گوتم بدھ کا درجہ سب سے بڑا اور ممتاز بتایا جاتا ہے اور واقعی ان کی تعلیمات اخلاق گونہ امتیازی شان کی حامل ہیں لیکن کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ خود کیا تھے اور انھوں نے دنیا کو جو تعلیم دی ان کی زندگی کا کوئی ایک واقعہ بھی اس کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے اچھی چیزوں کو ہر دور اور ہر زمانہ میں اچھا ہی کہا گیا ہے آج بھی اخلاص و ایثار ضبط و تحمل فیاضی و سیر چشمی نرمی و لینت کے واعظ بہت سے مل جائینگے لیکن سوال تو یہ ہے کہ قول کو عمل کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے والے کتنے ہیں نفس جب سرکشی پر آتا ہے تو بڑے بڑے شہ سوار چاروں شانے چت جا رہتے ہیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ حیات کا یہ ایک زرین عنوان ہے کہ جو کہا وہی کیا، جو خود کرتے تھے اسی کی نصیحت و ہدایت دوسروں کو کرتے تھے انسان کے اخلاق کا رازداں بیوی سے بڑھکر اور کون ہوسکتا ہے حضرت بی بی خدیجہؓ کی مسلسل پچیس سال تک خدمت زوجیت کی سعادت حاصل رہی اور انہوں نے ماقبل نبوت و مابعد نبوت دونوں دائر حیات میں گردش کی جب آپ پر ابتدائے نزول وحی میں ہراس و دہشت کا عالم طاری ہوا تو انھوں نے جن الفاظ میں آپ کو تسکین دی وہ آپ کے زمانہ ماقبل نبوت کے محاسن اخلاق پر گہری روشنی ڈال رہے ہیں انہوں نے عرض کی ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی ضائع نہ کریگا کیونکہ آپ غریبوں کی اعانت کرتے ہیں مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔

آپ کی دوسری بیوی ام المومنین حضرت عائشہؓ دقت نظر اجتہاد فکر ندرت خیال اور وسعت علم میں مرتبہ بلند رکھتی ہیں اور آپ کا عہد نبوت تمام و کمال آپ کی آنکھوں میں گزرا ہے اس لئے اُن سے زیادہ آپ کے مکارم اخلاق اور محاسن عادات کا آشنائے حقیقت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

عمل قرآنی کا زندہ پیکر

ایک دفعہ جب آپ سے چند صحابیوں نے آپ کے اخلاق کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے انھیں یہ بلیغ اور جامع جواب دیا ان خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔

علاوہ ازیں آپ وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر مختلف گفتگوؤں اور مذاکرہ کے سلسلہ میں آپ کے محامد اوصاف پر روشنی ڈالتی رہی ہیں فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا کسی کو بُرا بھلا نہ کہتے تھے بُرائی کے بدلے میں بُرائی نہ کرتے تھے بلکہ درگذر اور معاف کردیتے تھے۔ کسی پر کبھی لعنت نہیں کی کسی غلام اور جانور تک کو نہیں مارا کسی کی جائز درخواست رد نہیں کی اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں ہنستے اور مسکراتے ہوئے۔

حضرت علیؓ مدینۃ العلم ہیں ۲۳ برس تک آپ کی نجی زندگی کے انتاس رہے سفر اور حضر خلوت و جلوت میں اٹھنے بیٹھنے ملنے جلنے بات کرنے اور دیکھنے کے مواقع ملے فرماتے ہیں کہ آپ خندہ جبین اور نرم خو تھے، سنگدل، تنگ گیر اور عیب جو نہ تھے کسی کو مایوس نہ کرتے تھے۔ فضول باتیں نہ کرتے تھے جن باتوں پر دوسرے ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے نہایت فیاض راست گو اور خوش صحبت تھے اپنی تعریف پسند نہ کرتے تھے۔ کوئی دفعتہً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا تھا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا محبت کرنے لگتا سب سے بڑھکر یہ خدائے قدوس نے آپ کے متعلق انک لعلی خلق عظیم فرمایا۔

حسن اخلاق

مکہ معظمہ میں آپ کے خلاف کتنے ہی طوفان مظالم برپا کئے جا رہے تھے مگر انہی مکہ والوں کے ہجوم و انبوہ میں قرآن آپ کے متعلق کہہ رہا تھا فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک (آل عمران) خدا کی عنایت سے تم اُن سے بہ نرمی پیش آتے ہو اگر کہیں تم کج خلق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تم سے دور بھاگتے اصول کے بیحد پابند تھے جس کام کو ایک دفعہ شروع کرلیا اور جو عادت اختیار کی بغیر کسی قوی مانع کے اُسے کبھی ترک نہ کیا تمام اخلاق و اعمال پختہ اور مستحکم تھے کبھی تمام عمر اپنے معمولات میں فرق نہیں کیا نہایت خوش اخلاق اور خندہ پیشانی تھے کسی کی خاطر شکنی گوارا

نہ تھی کسی سے ملتے تو پہلے خود سلام کرتے اور مصافحہ کو ہاتھ بڑھاتے کسی کی کوئی بات پسند خاطر نہ ہوتی تو اس کے سامنے اس کا ذکر نہ کرتے ایکدفعہ ایک شخص حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے مگر بلا لو وہ آیا تو آپ نے اس سے بڑے رفق و نرمی کے ساتھ گفتگو کی حضرت عائشہ رضؓ کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے بڑا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں (صحیح بخاری)

حضرت ابوذرؓ مشہور صحابی تھے ایک دفعہ انھیں بلوایا گھر نہ ملے تھوڑی دیر بعد آئے آپ لیٹے ہوئے تھے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور سینہ سے لگا لیا حضرت جعفرؓ بھی جب حبش سے واپس آئے تو آپ نے انھیں گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

حسن معاملہ وحسن عدل

نبوت سے پیشتر ہی آپ کو آپ کی حسن معاملت و دیانت کی بناپر قوم سے " امین " کا خطاب حاصل ہو چکا تھا۔ ایکدفعہ ایک حبشی مزاج بدو آپ سے اپنا قرض مانگنے آیا اور اس گستاخی و خشونت سے گفتگو شروع کی کہ صحابہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انھوں نے اُسے ڈانٹ بتائی اُس نے کہا میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو تو اس کا ساتھ دینا چاہئے تھا کیونکہ واقعی اُسے بولنے کا حق ہے اس کے بعد صحابہ کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دو اور کچھ اور زیادہ دو غزوہ حنین میں جب آپ کو کچھ اسلحہ کی ضرورت داعی ہوئی تو آپ نے صفوان سے زرہیں مانگی وہ کہنے لگے محمدؐ کیا کچھ غصب کا ارادہ ہے فرمایا نہیں میں عاریتہ مانگتا ہوں اگر کوئی زرہ گم ہو گئی تو میں تاوان ادا کر دوں گا واپسی پر واقعی کچھ زرہیں کم نکلیں آپ نے صفوان کو بلا کر معاوضہ دینا چاہا بولے یارسول اللہ میرے دل کی حالت اب پہلے جیسی نہیں مسلمان ہو گیا ہوں اور معاوضہ نہیں چاہتا (ابو داؤد)

رسول کریمؐ کی پوزیشن عدل و انصاف کے معاملہ میں بہت نازک ہو جاتی تھی سینکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا یہ باہم دشمن ہوتے تھے ایک کی حمایت پر بھی دوسرے کی ناراضگی کا اندیشہ ہوتا تھا لیکن آپ نے ان پیچیدہ حالات و مشکلات میں بھی عدل و انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا غور کیجئے کتنا نازک موقعہ ہے کہ دربار نبوتؐ میں مغیرہ بن شعبہ آتے ہیں اور استغاثہ کرتے ہیں کہ صخرؓ نے میری پھوپی کو قبضہ میں کر رکھا ہے آپ انھیں بلا کر حکم دیتے ہیں کہ ان کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو۔

اس کے بعد بنو سلیم آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کفر میں صخرؓ نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا اب ہم اسلام لے آئے ہیں ہمارا چشمہ دلا دیجئے آپ نے پھر صخرؓ کے خلاف حکم دیا اور انھیں منظور کرنا پڑا جانتے ہو یہ صخرؓ کون ہیں؟ وہ بزرگ ہیں جو ایک بڑے اور طاقتور قبیلہ کے رئیس تھے اور جنھوں نے یہ سنکر کہ رسول کریمؐ طائف کے پانزدہ روزہ محاصرہ کو چھوڑ کر ناکام واپس چلے گئے خود جا کر طائف کی حصار بندی کی اور اتنا دبایا کہ شہر والے آخر مصالحت پر مجبور ہو گئے اور بارگاہ نبوت کو اس خدمت جلیل سے مطلع کیا۔ حامی! اتنا پر جوش و طاقتور حامی!! اور ایسا حامی جو ابھی ابھی اسلام اور مقاصد اسلام کی زبردست حمایت کر چکا ہے احسان کر چکا ہے اس کے خلاف فیصلہ دینا معمولی بات نہ تھی ایسے مواقع پر بڑے بڑے مضبوط قدم متزلزل ہو جاتے ہیں اور معدلت و حق پروری کے پہاڑ بھی جنبش میں آجاتے ہیں خود حضور رسالتمآبؐ کے چہرہ پر فیصلہ دیتے وقت شرم سے سرخی آگئی تھی کہ صخرؓ کو فتح طائف کا کوئی صلہ نہ ملا اور انھیں دونوں معاملوں میں شکست ہوئی لیکن یہ آپ اور صرف آپ کی انصاف پسندی کا جذبہ تھا جو ان استقامت شکن حالات میں بھی بیدار رہا اور ان نازک ترین لمحوں میں بھی آپ نے انصاف و عدل سے کام لیا (ابو داؤد)

کیا اس بھری دنیا میں آفتاب و ماہتاب نے بھی کبھی عدل و انصاف کی کوئی ایسی پر شکوہ اور فقید المثال نظیر دیکھی ہے؟

قریش کے ایک معزز خاندان مخزوم کی عورت چوری کے جرم میں ماخوذ ہو کر آتی ہے لوگ چاہتے ہیں کہ یہ بچ جائے دربار رسالتؐ کے محبوب خاص حضرت اسامہ سفارش عفو کرتے ہیں آپ کا چہرہ غصہ سے دفعتہً سرخ ہو جاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل اسی لئے تباہ ہوئے کہ وہ امراء سے درگزر کرتے اور غرباء کو سزا دیتے تھے میں تو اس وقت فاطمہ بھی ہوتی تو اسے ضرور سزا دیتا۔ حضرت سرق نے اونٹ خریدا قیمت ادا نہ کر سکے مالک انھیں پکڑ کر دربار نبوتؐ میں لے گیا انھوں نے ناداری کا عذر کیا آپ نے حکم دیا کہ انھیں بازار میں لیجا کر فروخت کر دو بمشکل ایک صاحب نے خرید کر آزاد کیا۔

اسی طرح حضرت ابو حدردؓ پر ایک یہودی کی طرف سے قرض کا دعویٰ ہوا انہوں نے ہر چند ناداری کا عذر کیا۔ مگر قبول نہ فرمایا آخر تہمند فروخت کر کے قرض ادا کیا اور عمامہ اتار کر کمر سے باندھ لیا۔

اس عدل و انصاف کا یہ اثر تھا کہ اگرچہ یہودی آپ کے شدید ترین دشمن تھے مگر وہ اپنے مقدمات عدالت رسالت ہی میں لاتے اور آپ ان کی شریعت کے مطابق ان کا فیصلہ کرتے۔

انتہا یہ ہے کہ آپ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ نہ چھوڑتے تھے ایک مرتبہ اتفاق سے کہیں ایک شخص کے منہ پر آپ کی چھڑی سے خراش آگئی فوراً بولے مجھ سے انتقام لے لو مگر اس شخص نے معاف کر دیا عدل و انصاف کی ایسی شاندار مثالیں ذات رسالت اور خاندان رسالت کے

سوا اور کہیں نہیں مل سکتیں اب تو مسلمانوں میں اس حق پسندی و حق نگری ہی کا تصور بھی قائم نہیں رہا اور بھول گئے کہ وہ کیا تھے اور ان کے پیشوائے اعظم کا اسوۂ عمل کیا رہا ہے۔

سخاوت و ایثار جود و سخا میں آپ اپنا نظیر نہ رکھتے تھے تا زندگی کسی کے سوال پر "نہیں" زبان سے نہیں نکالا فرمایا کرتے تھے انا قاسم وخازن واللہ معطی میں تو صرف بانٹنے والا اور خازن ہوں دینے والا اللہ ہی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کے سوال پر آپ نے بکریوں کا ریوڑ کا ریوڑ اسے دیدیا جس پر اس نے اپنے قبیلہ میں جاکر کہا کہ اسلام قبول کرو محمد تو اتنے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔ جو آتا تھا شام تک سب تقسیم کر دیتے تھے ایک روز کوئی نہ آیا سات دینار بستر پر پڑے رہ گئے تو چہرہ متغیر تھا۔

حضرت ابوذرؓ سے ایک دفعہ راستے میں فرمانے لگے کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ برابر بھی سونا ہو جائے تو میں اسے تین راتوں سے زیادہ رکھنا پسند نہ کروں گا۔

ایک مرتبہ بحرین سے خراج جو آیا تو آپ اسے تقسیم کرنے بیٹھ گئے جو سامنے آتا دیتے چلے جاتے حضرت عباسؓ کو اتنا ملا کہ بوجھ سے چل نہ سکتے تھے جب کچھ نہ رہا تو کپڑے جھاڑ کر اللہ کھڑے ہوئے جو مسلمان قرضدار مرتا تھا اس کا قرضہ آپ ہی ادا کرتے تھے حنین کی فتح پر جو ملا وہ وہیں کھڑے کھڑے سب تقسیم کر دیا۔

دنیا میں ایثار بڑی چیز ہے اور ایسے انسان بہت ہی کم ہیں جو دوسروں کے مفاد کو ذاتی مفاد پر مقدم رکھیں اور ترجیح دیں جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی کتنی عزیز بیٹی تھیں جب آتی تھیں تو فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے تھے پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے جب انھوں نے مصائب و تنگدستی و مشقت سے عاجز ہوکر ایک کنیز کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ جب تک اصحاب صفہ کا بندوبست نہ ہولے میں اور طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔

گدایانہ سوال سے تنفر گو ابر کرم دشت و چمن پر یکساں گہر بار رہتا تھا اور آپ مانگنے پر دینے میں مستحق و غیر مستحق کی تمیز شاذ ہی کرتے تھے تاہم آپ پر کسی کا ضرورت شدید کے بغیر سوال کرنا ناگوار گذرتا تھا۔ حجۃ الوداع میں اس وقت کہ آپ تقسیم مال میں مصروف تھے دو اشخاص نے آکر آپ سے سوال کیا نظر اٹھا کر جو دیکھا تو وہ ہاتھ پاؤں سے درست اور تندرست تھے ارشاد فرمایا تم لینا چاہتے ہی ہو تو میں تمھیں اسی مال میں سے دے سکتا ہوں لیکن تندرست اور غنی لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

ایک صاحب قبیصہ بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں مقروض ہوں کچھ عنایت فرمایئے آپ نے فرمایا "قبیصہ! ہاتھ پھیلانا صرف تین شخصوں کو روا ہے اولاً اسے جو زیر بار قرض ہو گیا ہو جس کا تمام سرمایہ تباہ ہو گیا ہو اور وہ دفعتہً کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہو ثانیاً وہ جو فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا ہو اور محلہ کے تین اشخاص اس کی اس حالت کے شاہد ہوں ان کے علاوہ جو مانگ کر کھاتا حرام کھاتا ہے (ابو داؤد)

حکیم بن حزام نے ایک دفعہ کچھ طلب کیا آپ نے بلا تکلف عطا فرما دیا تیسری بار کے سوال پر آپ نے کچھ مرحمت فرما کر کہا حکیم دولت ضرور شیریں و سبز ہے جو استغنا کے ساتھ طلب کرتا ہے اسے برکت حاصل ہوتی ہے اور جو حرص طمع سے مانگتا ہے وہ اس سے محروم رہتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا چلا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا دست بالا دست زیریں سے بہتر ہے" اس کے بعد وہ جب تک زندہ رہے کبھی کسی سے کوئی معمولی چیز بھی طلب نہیں کی۔ اسی طرح ایک روز آپ کی خدمت میں چند انصاری آئے اور اپنی حاجت پیش کی آپ کا دریائے سخا جوش میں رہتا تھا فوراً عطا کر دیا جب کچھ نہیں رہا آپ نے فرمایا میرے پاس جب تک کچھ رہے گا میں تم سے بچا کر نہ رکھوں گا لیکن جو شخص اللہ تعالے سے یہ دعا مانگے کہ وہ اسے سوال اور گداگری کی ذلت سے بچائے تو وہ اسے بچا دیتا ہے اور جو اس سے غنا طلب کرتا ہے وہ اسے غنی کر دیتا ہے جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صابر بنا دیتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور بیچکر اپنی آبرو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے آپ کی خدمت میں ملوک و سلاطین تک تحائف بھیجا کرتے تھے۔

سادگی اور تکلف مداحی و تعریف سے گونہ تنفر تھا کیونکہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے عیب جوئی سے بھی قطعاً نفرت تھی ہر قسم کے جائز حظوظ دنیوی سے تمتع جائز رکھتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی ان چیزوں سے تمتع اٹھاتے تھے تاہم آپ ناز و نعمت اور تکلف و عیش پرستی کو آپ پسند نہ فرماتے تھے زیب و زینت مکانی بھی آپ پر گراں گزرتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ گھر میں ایک بستر اپنے لئے ایک بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے کافی ہے چوتھا شیطان کا حصہ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے گھر میں چھت گیری لگا لی تھی آپ نے اسی وقت یہ کہکر پھاڑ ڈالی کہ خدا نے دولت ہمیں اس لئے دی نہیں دی ہے کہ اینٹ اور پتھروں کو کپڑے پہنائے جائیں۔ ایک دفعہ ایک انصاری نے بلند گنبد تعمیر کیا آپ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ضروری عمارت کے سوا انسان کے لئے ہر عمارت وبال ہے۔ آپ کے پاس کمخواب و گرانبہا کپڑے کی قبائیں تحائف کے طور پر آتیں آپ ذرا کی ذرا انھیں پہنکر دوسروں کو

دے دیتے خاص خاص صحابہ کو بھی قیمتی کپڑا نہ پہننے دیتے جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا کہ "بیٹی! کیا تمھیں ناگوار نہ ہوگا جب لوگ کہیں گے کہ پیغمبر کی لڑکی کے گلے میں سونے کا ہار ہے۔ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں طلائی کنگن دیکھے فرمایا کہ اگر اسے اتار کر درس کے کنگن کو زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں تو بہتر ہوتا۔ آپ اکثر موٹے جھوٹے اور بھیڑ کے بال کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے۔

آپ کا بستر بالعموم کمبل کا تھا کبھی چمڑے کا بستر بھی بچھا لیتے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

۹ھ میں یمن سے لیکر شام تک کے ممالک زیر لوائے اسلام تھے لیکن فرمانروائے اسلام کے گھر میں صرف ایک کھری چارپائی اور چمڑے کی سوکھا ہوا ایک مشکیزہ تھا۔ وفات کے وقت گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا کھانے کو کچھ نہ تھا صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں انسان کے لئے اتنا کافی ہے جتنا ایک مسافر کو زاد راہ کے لئے ضرورت ہوتی ہے ایک دفعہ ایک بوریئے پر آرام فرما رہے تھے اٹھے تو پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے تھے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کوئی گدا بنوا کر حاضر کریں ارشاد ہوا مجھے دنیا سے کیا غرض! صرف اتنا تعلق ہے جتنا اس کہ سوار کو ہوتا ہے جو تھوڑی دیر کے لئے راہ میں کسی درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

مساوات پسندی

دربار رسالت میں آقا و غلام، کبیر و صغیر اور امیر و غریب سب یکساں تھے اسلام میں بلال صہیب و سلمان کا جو درجہ ہے اس سے ہر مسلمان واقف ہے دربار نبوت میں بھی ان کا رتبہ رؤسائے قریش سے ہرگز کمتر نہ تھا کسی مجمع میں ان کی زبان سے ابوسفیان کے لئے کچھ سخت الفاظ نکل گئے حضرت ابوبکر نے ٹوکا کہ رئیس اعظم قریش کی شان میں یہ الفاظ! رسول کریم کو جب معلوم ہوا تو فرمایا کہیں تم نے انھیں ناراض تو نہیں کیا کہ ان کا ناراض کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے ابوبکرؓ نے اسی وقت جاکر معافی مانگی (صحیح مسلم)

مسجد نبوی کی تعمیر اور غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی شروع ہوئی آپ تمام مسلمانوں کے ساتھ عام کام کرتے رہے اور انھیں اٹھا اٹھا کر لاتے رہے اسی طرح ایک سفر میں تمام صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا اور کام تقسیم ہو گئے جنگل سے لکڑیاں چن کر لانے کا کام آپ نے اپنے ذمہ لیا لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ آپکا کام بھی وہ خود ہی انجام دے لیں گے لیکن آپ نے ہرگز منظور نہ فرمایا اور صاف کہدیا کہ مجھے یہ امتیاز پسند نہیں خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔ آج غلامان رسول کی یہ حالت ہے کہ کوئی حرکت عمل ایسی نہیں جس میں امتیاز کی بو نہ آتی ہو علماء و رؤسا امراء مشائخ تا بکہ کوئی ایک

جماعت بھی تو ایسی نہیں جو نسلی، نسبی، مالی، علمی روحانی اور تمدنی اعتبار سے خود ساختہ امتیازات کی شکار نہ ہو۔

چھوٹے اور غیر مستطیع افراد تو تواضع پر مجبور ہوتے ہیں ان کا متواضع ہونا چنداں اہمیت نہیں رکھتا اہمیت اس تواضع کی ہے جو گردن فرازوں اور مستطیع افراد سے ظہور میں آئے، اس نیلگوں آسمان کے نیچے رسول کریم سے زیادہ کون معزز، گردن فراز اور ممتاز و رفیع ہو سکتا ہے لیکن تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ گھر سے باہر جو تشریف لائے تو لوگ آپ کی تنظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ارشاد ہوا کہ عجمیوں کی طرح تعظیم کے لئے نہ اٹھو۔

ایک شخص دربار نبوت میں آتا ہے اور رعب و دہشت سے کانپنے لگتا ہے، آپ فرماتے ہیں "گھبراؤ نہیں، میں فرشتہ نہیں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی (شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادریں تقسیم کر رہے ہیں اور لوگ آ آ کر لے رہے ہیں حضرت مخرمہ اس وقت حاضر ہوتے ہیں جب آپ زنانہ میں چلے جاتے ہیں بیٹے سے کہتے ہیں آواز دو۔ اس کی ہمت نہیں پڑتی۔ مخرمہ کہتے ہیں بیٹا محمد جبار نہیں ہیں ان کے جرأت دلانے پر آواز دی جاتی ہے آپ بلاتکلف باہر چلے آتے ہیں اور انھیں دیبا کی قبا عنایت کرتے ہیں جس کی گھنڈیاں سونے کی تھیں (بخاری) آپ وضو کر رہے ہیں اور لوگ برکت کے خیال سے پانی اپنے چلوؤں میں لے لیکر اپنے جسم پر مل رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا اور خدا کے رسول سے محبت ہے تو سچ بولو امین اور اچھے ہمسایہ بنو۔ (مشکوٰۃ)

معوذ بن عفراءؓ کی صاحبزادی ربیع کی شادی ہوئی ہے آپ ان کے گھر جاکر فرش پر بیٹھ جاتے گھر کی لڑکیاں آس پاس جمع ہو کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگتی ہیں اسی اثنا میں وہ یہ مصرع بھی گاتی ہیں فینا نبی یعلم ما فی غد ہم میں ایک ایسا پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے فرماتے ہیں اسے چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں (صحیح مسلم)

انسانی غرور و ترفع کی خاص وقت وہ ہوتا ہے جب وہ اپنے جلو میں ہزارہا انسانوں کا لشکر جرار لئے ہوئے فاتحانہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں ایسے مواقع پر بڑے بڑے ضابطہ دماغ قابو میں نہیں رہتے لیکن رسول کریم کی متواضعانہ خصوصیت کے نمایاں ہونے کا یہی وقت تھا مکہ کی فتح کے بعد شہر میں جو داخل ہوئے تو تواضعاً آپ کا سر اس قدر جھکا ہوا تھا کہ کجاوہ سے مل گیا تھا (ابن ہشام)

خیبر فتح کر کے خیبر میں داخل ہونے والا فاتح کسی عربی و تازی گھوڑے پر سوار نہ تھا جس کی لگام زرین ہو بلکہ گدھے پر سوار تھا جس میں لگام کی جگہ کھجور بندھی ہوئی تھی۔ غریب سے غریب بیمار ہوتا تو آپ اس کی

عیادت کو جاتے مفلسوں اور ناداروں کے یہاں جاکر ان کی برابر بیٹھ جاتے اور اس طرح بیٹھتے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے (شمائل ترمذی) غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور کھانے میں کوئی پرہیز نہ تھا گھر میں خود جھاڑو دیتے کپڑوں میں آپ ہی پیوند لگاتے گھر کا کام کاج خود کرتے دودھ دوہ لیتے جوتی پھٹ جاتی تو گانٹھ لیتے اور بازار سے سودا خرید لاتے۔

شرم وحیا دوشیزہ لڑکیوں سے زیادہ شرمیلے تھے حمام میں نہانے تک سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے اور کہتے نہاؤ تو پردہ کر لیا کرو فرمایا کرتے تھے جو عورت اپنے گھر کے سوا کسی اور گھر میں کپڑے اتارتی ہے خدا اس کی پردہ دری کرتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

عرب وعجم اور شام میں برہنہ نہانے کا دستور تھا عرب کے اندر گھروں میں جائے ضرور نہ تھی میدانوں میں سب آمنے سامنے بیٹھکر رفع حاجت کرتے تھے آپ نے ان سب باتوں کی ممانعت شدت کے ساتھ کی کبھی بدزبانی نہ کرتے تھے بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گذر جاتے تبسم کے سوا کبھی لبہائے مبارک خندہ وقہقہہ سے آشنا نہیں ہوئے

عزم واستقلال رسول کریم عزم واستقلال کے مظہر اتم تھے آپ کے ثبات وعزم کی اس سے بڑھکر اور زندہ مثال کیا ہو سکتی ہے کہ آپ عرب جیسے پرغرور، اکھڑ اور سخت جہالت آلود ملک میں تن تنہا دعوت اسلام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں نہ کوئی مددگار نہ ناصر ریگزار عرب کا ذرہ ذرہ کوہ معاندت بنا ہوا ہے مخالفت کے سمندر تباہی وہلاکت کو بڑھے چلے آتے ہیں لیکن دستار نبوت کسی چیز کو بھی پرکاہ برابر وقعت نہیں دیتا اور ایک دن آتا ہے کہ ایک لاکھ جاں نثاروں کو معتقد اور پرشکوہ حالت میں اپنے گرد دیکھتا ہے دنیا کی وہ کونسی مصیبت، کونسی جگر دوز اذیت اور کونسی قیامت خیز تکلیف آپ پر کوہ الم بنکر نہیں ٹوٹی لیکن آپ مو برابر بھی پرواہ نہیں کرتے چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں اور اپنا کام پورا کر کے رہگزائے عالم بقا ہوتے ہیں۔

پھر ایک اور وقت آتا ہے قریش مظالم ومصائب کی آندھیاں بپا کر کے تھک جاتے ہیں تو وہ آپ کے سامنے زروجواہر کا خزانہ حسن کی دولت اور حکومت کا تخت پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک ایک چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم متزلزل کر دینے کے لئے کافی تھی لیکن آپ نے ہر چیز اور ہر پیشکش کو ذلت کے ساتھ ٹھکرا دیا اس سے بھی بڑھکر یہ کہ وہ نازک گھڑی آتی ہے جو شیروں کے پتے پانی کرنے والی تھی آپکے زندگی بھر کے مددگار سرپرست ابوطالب بھی ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یہ آپ کے عزم واستقلال کے امتحان کی آخری ساعت تھی لیکن اس وقت آپ نے جواب میں جو فقرے کہے وہ آپ کے ثبات وپامردی کا زندہ جاوید ثبوت بنکر لوح عالم پر اس طرح ثبت ہو گئے ہیں کہ نہ مٹائے مٹ سکتے ہیں اور نہ بھولے بھلائے جا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا چچا جان اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ دیں تب بھی میں اعلان حق سے باز نہ آؤں گا۔ (ابن ہشام)

غزوۂ حنین میں قبیلہ ہوازن کے قدر اندازوں نے تیروں کی وہ بلا خیز بارش کی کہ بارہ ہزار مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے دیکھتے دیکھتے میدان خالی تھا اس وقت آفتاب درخشاں کی نظر جو پڑی تو دیکھا کہ آپ چند جاں نثاروں کے ساتھ اسی ہلاکت بار بارش میں چٹان کی طرح جمے کھڑے ہیں اور زبان پر یہ رجز ہے:

میں پیغمبر صادق ہوں، میں فرزند عبدالمطلب ہوں'' آپ تنہا ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے سو رہے ہیں ایک کافر آتا ہے اور تلوار کھینچکر کہتا ہے محمد! اٹھو اور بتاؤ کہ اب مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ آپ نہایت سکون واطمینان سے فرماتے ہیں "اللہ"، یہ اعتماد علی اللہ یہ عزم اور یہ استقلال اس تشنہ خون دشمن کو مبہوت ہی نہیں مرعوب کر دیتا ہے اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑتی ہے دنیا نے بہت سے بہادر اور مستقل مزاج دیکھے لیکن رسول کریم کا بھی کوئی مثیل دیکھا اور کیا کوئی قوم اپنے کسی ایسے اولوالعزم اور بلند حوصلہ انسان کا نام لے سکتی ہے۔

شجاعت وراست گفتاری رسول کریم کی حیات اطہر تو ایک مطلع انوار تھی جس پہلو پر بھی نظر ڈالی جائے روشن ومنور نظر آتا ہے دنیا نے ہزار ہا جانباز اولوالعزم اور شجاع پیدا کئے لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی انسان ایسا نظر نہ آئیگا جس کی زندگی ہر پہلو سے مکمل ہو الا رسول کریم کہ آپ کی ذات گرامی کے اندر جملہ محاسن واوصاف موجود تھے بلاشبہ اور یقیناً مادر گیتی آجتک نہ کوئی انسان ایسا پیدا کر سکی اور نہ کر سکے گی آپ مکمل وجیہ بھی تھے اور خلیق و نرم خو بھی اولوالعزم وبلند حوصلہ بھی تھے اور شجاع وفیاض بھی جملہ درخشانیاں اور ساری انسانی خوبیاں صرف اس ذات میمون میں مرکوز ہو کر رہ گئی تھیں شجاع ودلیر ایسے کہ احد وحنین معرکہ ہائے جدال وقتال میں شیرانہ صولت کے ساتھ پورے وقار وصولت کے ساتھ پورے وقار وجلادت سے اپنی جگہ جمے کھڑے رہے بڑے بڑے آزمودہ کاران جنگ نے آپ ہی کے پہلو میں آکر پناہ لی مدینہ میں شور پڑا کہ دشمن آ چڑھا تو سب سے پہلے جھپٹ کر آپ ہی خطرہ کے موقعہ پر پہنچے۔ احد میں صفوان صفین چیرتا ہوا برہنہ شمشیر چراغ مصطفوی کو بجھانے کے لئے بڑھا چلا آیا تو آپ ہی نے تڑپ کر برچھی ملری۔ راست گفتار اور صداقت شعار ایسے کہ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو کسی کو بھی آپ کو جھوٹا کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہا تو یہ کہا کہ حواس درست نہیں رہے مجنوں ہیں، ساحر ہیں، کاذب کوئی

نہ کہہ سکا ایک دفعہ قریش کے بڑے بڑے رؤسا ایک جلسہ میں موجود تھے آپ کا ذکر ہو رہا تھا تو قریش کا سب سے جہاندیدہ سردار نضر بن حارث کھڑا ہوا اور بولا۔ اے قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے تم اب تک اس کے انسداد کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لاسکے۔ محمد تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ امین صادق القول اور پسندیدہ تھا۔ اب جب کہ بالوں پر سپیدی آچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے مجنون ہے، خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں محمد میں یہ کوئی بات نہیں تم پر تو یہ کوئی نئی آفت مصیبت آئی ہے" (ابن ہشام) اور تو اور ابوجہل جیسا دشمن و شیطان صفت انسان کہا کرتا تھا محمدؐ میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا البتہ جو کچھ تم کہتے ہو اسے سچ نہیں سمجھتا" ابوسفیان رئیس اعظم قریش کو آپ سے دو ہری معاندت تھی خاندانی اور مذہبی لیکن اس کے باوجود بھی وہ سب کچھ کہہ سکا مگر آپ کو دروغگو نہ بتا سکا اسی پر تو قیصر روم نے ابوسفیان سے کہا تھا کہ وہ اگر وہ خدا پر افترا باندھتا تو آدمیوں پر افترا باندھنے سے کب چوکتا۔

اسے کہتے ہیں صداقت اور اس کا نام ہے راست گفتاری کہ جانی دشمنوں کے قلب کی گہرائیوں میں بھی آپ کی راست بازی کا یقین جگمگا رہا ہے۔

ایک مغربی فاضل کا اعتراف

مغربی مورخین اپنے دعائے صداقت و دیانت کے باوجود برابر اسی سعی میں منہمک رہے ہیں کہ وہ کسی طرح دنیا کی نگاہوں میں آپ کا استخفاف کریں لیکن اس کے باوجود ان کے تلخ نگار قلم سے بھی حقائق کی بوندیں ٹپکے بغیر نہیں رہیں چنانچہ مارکس ڈاڈ لکھتا ہے کہ:۔

"محمدؐ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہوسکتا ہے۔ آپ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گردوپیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے" ڈاکٹر لیگٹوویل کو اعتراف ہے کہ آپ ہر شخص سے ہر وقت ملنے کو تیار رہتے تھے، آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محدود تھی اصلاح قوم کی فکر میں ہمہ وقت مبتلا رہتے تھے آپ نے اپنی قوم کے لئے بہترین مثال پیش کی مزاج میں تمکنت بالکل نہ تھی یہاں تک کہ آپ صحابہ کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے بھی منع فرما دیتے تھے" مہاتما سیتادہاری تحریر کرتے ہیں کہ پیشوائے دین اسلام محمدؐ کی زندگی دنیا کو بیشمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے اور آپ کی ہر حیثیت اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو دنیا کے لئے ایک مفید ترین سبق ہے بشرطیکہ کوئی دیکھنے والی آنکھ سوچنے والا دماغ اور محسوس کرنیوالا دل رکھتا ہو۔

نرم دلی رقیق القلبی

نہایت نرم دل اور رقیق القلب تھے مصعب بن عمیرؓ ایک نوجوان صحابی تھے نہایت ہی ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے ہر وقت بیش قیمت لباس زیب تن رہتا تھا اسلام لانے پر والدین نے انھیں نکال دیا ایک دفعہ آپ خدمت نبوی میں اس حال میں آئے کہ وہ جسم جو دیبا و حریر میں ملبوس رہتا تھا اس پر پیوند سے ایک کپڑا سالم نہ تھا یہ دیکھکر آپ بہت متاثر ہوئے اور آنکھیں پرنم ہوگئیں (ترغیب و ترہیب)

مسجد نبوی سے جب تک حضرت عباسؓ کے کراہنے کی صدا آتی رہی آپ کو چین نہ پڑا اور بار بار کروٹیں بدلتے رہے کسی کی تکلیف و مصیبت کا حال سنتے تو بیتاب ہو جاتے اور آنکھوں سے بیساختہ آنسو نکل پڑتے عفو و حلم کا یہ عالم تھا کہ لوگوں کے بڑے بڑے قصور معاف کر دیتے تھے اور گالیاں سنکر بد زبانی دیکھکر اور سختیاں اٹھا کر بھی کسی کو کچھ نہ کہتے تھے ایک بدو نے آپ کی ردائے مبارک اس زور سے کھینچی کہ آپ کی گردن سرخ ہوگئی آپ نے کچھ نہ کہا اور جو مانگا وہ دیا۔ قریش نے آپ کے ساتھ کیا کیا شدائد نہ کئے تھے لیکن آپ نے سب کچھ برداشت کیا اور قابو پا کر بھی سب کو معاف کرتے رہے۔ ابوجہل اور ابولہب سائے کی طرح آپ کے پیچھے پھرتے خاک ڈالتے جھٹلاتے اور کوئی ہوتا تو غصہ سے کانپ اٹھتا مگر آپ مڑکر بھی نہ دیکھتے تھے۔ یہود و منافقوں کی شیطنت کاریاں کس درجہ دلخراش اشتعال انگیز اور صبر آزما تھیں اور آپ چاہتے تو سب کے کاشانۂ عیش حیات کو خاکستر بنا کر رکھدیتے مگر نہیں رحمت عالم کا دامن کرم بہت وسیع تھا تھوڑی بات نہ تھی کہ منافقین نے آپ کی ناموس تک کو متہم کرنے کی انتہائی ابلیسانہ حرکت کی اور آپ کی محبوب بیوی کی عفت کو رسوا کرنے کی کوشش کتنی اشتعال انگیز اور صبر سوز حرکت تھی لیکن آپ نے تحمل و عفو سے کام لیا کہاں تک لکھا جائے اور آپ کی حیات طیبہ کے کس کس پہلو کو واضح کیا جائے۔ دفتر کے دفتر لکھ ڈالے جائیں تو استقصا نہیں ہو سکتا آپ کے مکارم اخلاق کا عنوان تو ایک وسیع گنجائش کا طالب ہے۔ سرکار دو عالم کی اخلاقی شمیم افروزیوں سے ایک عالم معطر ہے کاش مسلمان اسے غور سے پڑھیں اور سبق حاصل کریں۔

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عمر فرزندی کا شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر موخر مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی اس کے قدر دان اب بھی اسی کو ڈھونڈھتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے اس سال کی طباعت سال ماسبق سے بہتر ہے اور اتنی سستی پورے قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی نہیں ہے بڑی تقطیع کے ۹۰۰ صفحہ مجلد کی قیمت للعہ سے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب رعایتی مع محصول عہ

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معاندین پر ابرِ کرم کی گہرباری

انسان کی شرافت وعظمت کے مظہر اس کے اخلاق واعمال ہی ہوتے ہیں اور انہی سے ہم کسی کی بلندی خیال اور علو رفعت کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہنے کو یہ معمولی اور غیر اہم باتیں ہیں مگر عمل کے میدان میں بڑے بڑے سنجیدہ اور متحمل وکوہ وقار جاروں خانے چت جا رہتے ہیں انسان کے اندر نیکی وبدی دونوں طاقتیں موجود ہیں اگر انسان نیکی کی بلندی پر پہنچتا ہے تو فرشتوں اور ملائکہ کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور بدی کی طرف جاتا ہے تو درندے بھی اس کی وحشت وسفاکی کے مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتے کمزوری اور مجبوری کے عالم میں نرم رویہ اختیار کرنا صابر ومتحمل رہنا اور کسی سے بدلہ وانتقام نہ لینا چنداں اہم نہیں شرافت وعظمت تو یہ ہے کہ انسان قابو پاکر معاف کرے اور دوستوں اور یگانوں کے ساتھ تو سب ہی کرم ومحبت سے کام لیا کرتے ہیں بڑائی یہ ہے کہ انسان قابو پاکر پورا اقتدار رکھتے ہوئے معاف کرے اور جب اس کا ابر کرم گھر کر آئے تو دوست و دشمن کی تمیز نہ کرے لیکن اغیار پر نوازش کرنے اور دشمنوں کو نظر لطف سے دیکھنے والے اس نیلگوں آسمان کے نیچے بہت ہی کم پیدا ہوئے ہیں اور معاند نوازی تو درکنار دشمنوں کی پامالی کی دعا مانگنا اور موقع ملنے پر انہیں تباہ کرنا تو دنیا کا شعار چل رہا ہے انتہا یہ ہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء نے بھی نوجیں لیکر شہروں کو بری طرح اجاڑا اور تباہ کیا ہے۔

عام انسانوں اور فرمانرواؤں کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے بخت نصر اور ٹیٹس کونسی ایسی تباہی تھی جو عہد عتیق میں ارض قدس کے اندر نہیں پھیلائی۔ مغربی اقوام نے گذشتہ تین صدیوں ہی کے اندر یورپ افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا اور ایشیا میں کمزور اقوام کو کچلنے اور فنا کرنے میں کونسی کسر باقی رکھی۔

عرب اور ساری دنیا میں، دشمنوں اور دشمنوں کے بچوں اور عورتوں سے وحشیانہ سلوک برا نہیں بلکہ بہت اچھا سمجھا جاتا تھا اور قابو پاکر اور فتح کرکے زندہ آگ میں جلانا بچوں کو اچھال کر نیزوں پر لے لینا اور ہر قسم کی تباہی وبربادی پھیلانا عین ثواب سمجھا جاتا تھا اور اسے کوئی برائی نہ سمجھتا تھا۔

مغلوبوں سے دنیا والوں کا سلوک

ربع مسکون پر کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گذری جس نے اپنی عمر کے کسی نہ کسی دور میں فتوحات حاصل نہ کی ہوں اور کسی نے بھی مغلوبوں اور مفتوحوں کے ساتھ کبھی روا داری و نرمی نہیں برتی ان کے نزدیک مفتوحوں مغلوبوں اور مقابلہ پر آنے والوں کے لئے رحم ونرمی کا سلوک ممنوع تھا اور ان پر جبر وتشدد ان کے تاجداروں کو ذلیل کرنا لڑنے والوں کو زندہ آگ میں جلانا، قیدیوں کو غلام بنانا، ان کے معابد ڈہانا اور ان کے مذاہب کو مٹانا اور طرح طرح کے عذاب دیکر مارنا ان کا وطیرۂ عمل رہا ہے یہ صرف فرزند توحید اور حلقہ بگوشان اسلام ہی تھے جنہوں نے مفتوحوں اور مغلوبوں کو بھی اس زمانہ کے دستور کے خلاف اپنے ہی جیسا انسان سمجھا حضرت موسیٰؑ کی تو یہ حالت تھی کہ مدین کی فتح کے بعد آپ بنی اسرائیل پر ناراض ہوئے کہ تم لوگوں نے عورتوں کو جیتا کیوں چھوڑا اس لئے کہ تورات اعداد ۳۱ میں ہدایت موجود تھی کہ دشمنوں اور مفتوحوں کے لڑکوں اور بیاہی ہوئی عورتوں کو قتل کر دو اور صرف کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے رکھ لو (عہد قدیم)

یہودیوں نے اپنے زمانہ اقتدار میں عیسائیت اور عیسائیوں کے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا کہ "ٹیل آف اسلام" میں الفاظ صریح تحریر ہے کہ "جو پیروان عیسائیت اپنا مذہب چھوڑ کر یہودی ہونے سے انکار کر دیتے تھے انھیں یہود بلا دریغ تلوار کی نذر کر دیتے تھے یہ حالت تھی کہ فرمانروائے یمن ذونواس نے مذہب یہود اختیار کیا تو عیسائیوں پر دفعۃً ظلم کے پہاڑ ٹوٹنے لگے اور اس نے انھیں جبر یہودی بنانا شروع کر دیا ہزارہا عیسائی خوف ہلاکت سے یہودی ہوگئے نجران کے عیسائیوں نے جرأت انکار کی تو اس ظالم نے انھیں زندہ آگ میں جھونک دیا (تاریخ عرب)

مسیحیوں کے خوفناک مظالم

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کو رحم ونرمی کا اہم بتایا جاتا ہے لیکن ہم کہتے ہیں اور بانگ دہل کہتے ہیں کہ دنیا میں مفتوحوں پر سب سے زیادہ مظالم تواتر وتسلسل کے ساتھ پیروان مسیحیت ہی نے کئے بلاشبہ عیسائی عرصہ تک بت پرستوں یہودیوں اور مشرک رومیوں کے ہاتھوں قیامت خیز مظالم کا شکار بنے رہے لیکن جب انھیں اقتدار حاصل ہوا اور رومیوں نے عیسائیت اختیار کی تو بت پرستوں اور یہودیوں کی خیر نہ تھی۔ ہرقل نے نینوا کی زبردست جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد ایرانیوں سے دل کھول کر انتقام لیا آتش بہرام بجھا دی گئی مجوسی آتشکدے منہدم کر دئے گئے انتہا یہ ہے کہ زردشت کے مولد قریہ ارمیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی

اس کے لئے ایک عیسائی ہی کی شہادت سن لیجئے۔ قیس میکائیل ہرقل اعظم کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔ اس نے یعقوبی عیسائیوں تک کے گرجے اور خانقاہیں محض اختلاف مذہبی کی بنا پر بلا دریغ لوٹ لیں۔ رانشیر ڈوب سٹیاپا اپنی ڈاٹ لکھتا ہے کہ:۔ مصر کے قبطیوں پر عیسائی رومیوں نے مظالم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے بعض سمندروں میں گرادیئے جاتے تھے بعض شکنجوں میں کسے جاتے تھے، اور بعض اپنے پیشواؤں سمیت جلا وطن کردیئے جاتے تھے اسے شہنشاہ جسٹی نین نے محض ایک شہر اسکندریہ میں دو لاکھ قبطیوں کو قتل کیا"

مورخ میکاڈ صلیبی عیسائیوں کے جبر وظلم کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔ ان عیسائیوں نے وہ ظلم وجور کئے جنکے ذکر سے قلب کانپ اٹھتا ہے وہ شہر ناتس تک شہروں کو تباہ کرتے اور لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتارتے چلے گئے محض نوجوان عورتوں کو اپنی ہوسنوں کے لئے رکھ لیتے تھے سلطان صلاح الدین نے انھیں فنا کیا۔ پانچویں صلیبی جنگ میں شاہ بولاآن نے انطاکیہ میں دو ہزار مسلمانوں کا سر کاٹ کر مثلہ کیا اور محصورین کو دکھا دکھا کر بھون بھون کے کھائے گئے ایک دوسرے موقعہ پر مسلمانوں کی نعشیں قبروں سے نکال کر اور ان کی کھوپڑیاں نیزوں پر رکھکر دکھائی گئیں۔ انطاکیہ کا ہر گھر قصاب خانہ بن گیا" کوہستان البکراز میں کاؤنٹ آف سیرین نے عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا۔ (کارنامہ یورپ)

مجوسیوں کے ظالمانہ اقدامات

یہودی اور عیسائی فرمانرواؤں اور قوموں کے تذکار ظلم تو آپ سن چکے اب مجوسیوں کی سنئے:۔ "اردشیر بابکان کا بیٹا شاپور بڑا اقبالمند شہنشاہ گزرا ہے اس نے ایک معرکہ میں قیصر ویلیریئن کو گرفتار کرکے اس کی یہ تذلیل کی کہ وہ جب گھوڑے پر سوار ہوتا تھا تو اس کی گردن پر جوتے سمیت پاؤں رکھکر چڑھتا تھا یہ غریب اس ذلت کو برداشت نہ کرسکا مرگیا تو جوش انتقام میں اس نے اس کی کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا دیا (گبن)

نوشیرواں عادل مشہور ہے اس نے رومیوں کو سخت شکستیں دیں اور انطاکیہ کو جلا کر خاک سیاہ کردیا اور فرقہ مزدکیہ کے ۹۸ ہزار افراد کو ایک ساتھ قتل کرادیا گشتاسپ کے بیٹے اسفندیار نے مجوسی مذہب کو بجبر رواج دیا (مشاہیر عالم)

خسرو پرویز بڑے جاہ وجلال اور طنطنہ کا فرمانروا گذرا ہے ہرقل نے اس کی بہت منت وساجت کی اور خوشامد کا پروانہ لکھا۔ اس پر خسرو پرویز نے کہا کہ میں تو اس وقت تک اس پر رحم کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک وہ اپنے مصلوب خدا کی پرستش چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ نہ کرنے لگے اور فوراً قسطنطنیہ پر جا پڑا اور ان شرائط پر صلح کرکے لوٹا ہرقل ہر سال ایک ہزار ٹیلنٹ چاندی ایک ہزار حلہ ہائے ریشمی ایک ہزار نادر گھوڑے اور ایکہزار دوشیزہ لڑکیاں بطور خراج دیا کرے ہرقل مجبور تھا اسے تمام شرائط منظور کرنا پڑیں۔ (عظمت روم)

اسی خسرو پرویز مجوسی نے اس کے بعد ایک اور حملے کے دوران میں بیت المقدس پہنچکر مولد مسیح، کلیسائے نکرہ اور کلیسائے قسطنطین اعظم میں آگ لگادی مقدس صوامع ومعابد کے جواہرات لوٹ لئے اور صلیب مقدس اکھیڑ کر مدائن بھجوادی اس نے بیت المقدس میں قتل عام کرکے نوے ہزار عیسائی قتل کئے پھر مغربی افریقہ پہنچکر برقہ کی تمام رومی آبادیوں کو خاک سیاہ کردیا۔ ایران وروم کے معرکوں میں جسے فتح ہوئی اس نے کوئی کمی نہیں کی پہلے خسرو پرویز نے اور بعد کو ہرقل نے پوری بربریت سے کام لیا بیت المقدس میں مجوسیوں نے تو ۹۰ ہزار عیسائی قتل کئے اور عیسائیوں نے ستر ہزار مسلمانوں کے خون کو دریا بناکر بہادیا۔

بیت المقدس کی تباہیاں

بیت المقدس تو مختلف اقوام عالم کے سلوک وبرتاؤ کے معیار کا ایک مرکزی نقطہ تھا۔ بخت نصر سلطنت کلدانیہ کا بہت بڑا مقتدر وباجبروت بادشاہ تھا صابی مذہب رکھتا تھا اس نے بھی حملہ آور ہوکر بیت المقدس میں آگ لگادی جتنے قتل ہوسکے قتل کئے اور جو بچ رہے انھیں قید کرکے بابل لے آیا وہ خوفناک مظالم کئے جن کی نظیر صلیبی مجاہدین یورپ کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی ۱۷۱ ق۔م ایک رومی والی انیٹوکس شاہ سیریا یہودیوں پر درندوں کی طرح جھپٹا ہزارہا بنی اسرائیل تہ تیغ کئے بیت المقدس اور ہیکل کو نیست ونابود کرگیا اور یہی نہیں بلکہ ان کی تمام کتب مقدسہ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر جلایا اور حکم دیا کہ جس کے پاس عہد عتیق کی کوئی کتاب نکلے گی یا وہ اپنی شریعت کی بجاآوری کرتا پایا جائیگا فوراً قتل کرڈالا جائے گا۔ ہر مہینے اس امر کی باضابطہ تحقیق بھی کی جاتی تھی۔

سو سال کے بعد [illegible] ق۔م میں یہودیوں پر ٹیٹس قیصر روم نے حملہ بولدیا۔ بیشمار یہودیوں کو قتل کیا۔ شہر بیت المقدس اور ہیکل میں آگ لگادی اور توراۃ کے جتنے نسخے ہاتھ آسکے ساتھ لیکر چلا گیا اس پر حملے کو ہنوز پورے ۶۵ برس بھی نہ گذرنے پائے تھے۔ آدرین قیصر روم شام وفلسطین پر حملہ آور ہوا اس نے شہر اور ہیکل کو تباہ کرکے اس پر ہل چلوادیئے بت پرست تھا یہاں جیوپیٹر بت کا مندر بنوایا اور اپنے خاندان کے نام پر بیت المقدس کا نام ایلیہ رکھا روم کی سلطنت پورے عروج پر تھی۔ سلطنت اور رعایا کا مذہب جیوپیٹر (مشتری) کی پوجا تھا ۲۸۴ء میں دیوکلیشن جمہوریہ روم کا صدر یا پریسیڈنٹ منتخب ہوا اور اس نے دیکھا کہ سلطنت میں عیسائیت کو برابر فروغ ہوتا چلا جارہا ہے اس لئے اس نے حکم دیا کہ تبدیل مذہب سب سے بڑا جرم ہے اس دور میں ان لوگوں پر جو عیسائیت سے مشرف ہوجاتے تھے وہ خوفناک مظالم کئے جاتے تھے جن

کے محض تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے وہ سے کے کانٹوں سے بچھو کے ڈنک اور گرم سلاخوں سے داغنا دہکتی آگ میں بدن جھلسانا عام باتیں تھیں۔

بت پرستوں پر رومیوں کے مظالم

چوتھی صدی عیسوی میں یک بیک اور ناگہاں ظالم مذہب مظلوم بن گیا تھیوڈوسس کے عہد میں روم کے اندر مشتری کی پوجا ترک ہوئی اور سلطنت کا مذہب عیسائیت قرار پایا۔
اب بت پرستوں اور مشرکوں پر قہر کی بجلیاں ٹوٹنے اور گرنے لگیں رومی قلمرو میں بت پرستی کے خلاف احکام صادر کر دیے گئے بت پرستوں کی قربانیاں اور چڑھاوے جرم قرار دیے گئے اور فرمان جاری ہوا کہ بت پرستی کے تمام آلات اور پجاریوں کی ساری جائدادیں بحق حکومت ضبط کر لی جائیں اور منادر میں قفل ڈال دیئے جائیں چنانچہ اس پر اس سختی کے ساتھ عملدرآمد کیا گیا، اتنی خونریزی کی گئی ایسے مظالم ہوئے کہ صرف ۲۸ سال کے ایک قلیل عرصہ میں رومی سلطنت سے بت پرستی قطعیت کے ساتھ ناپید ہو گئی اور تثلیث کی پوجا ہونے لگی یہ ہے اس مایۂ ناز قدیم یورپین حکومت کا مرقع اعمال جس کی تعریف و توصیف میں آج بھی پورا المغرب رطب اللسان ہے اور مشرکوں مجوسیوں یہودیوں اور عیسائیوں کے کارنامہ ہائے عظیم و جلیل کا ایک اجمالی خاکہ! لیکن یہی بیت المقدس ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں مسلمانوں اور رسول کریمؐ کے غلاموں نے عیسائیوں سے فتح کیا تو اس طرح کہ ایک قطرہ خون بھی نہیں اور کہیں سے آگ کا ایک شعلہ بھی اٹھتا نہیں دیکھا گیا حالانکہ مسلمانوں کو یہاں ستانے اور تباہ کرنے میں دشمنوں اور عیسائیوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔

کمزوروں پر ہندو مہاراجوں کے جور و ستم

ارض ہند بھی دشمنوں، غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ ظلم و تشدد برتنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہی لالہ لاجپت رائے نے اپنی تاریخ ہند میں اعتراف کیا ہے کہ ہنود نے بدھوں اور جینیوں پر اور بدھوں اور جینیوں نے اپنے عہد اقبال میں ہنود کو ستانے مٹانے اور برباد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔
پانڈیا خاندان کے راجہ کونا نے جینیوں کو جتنا ستایا جا سکا ستایا یہ پہلے بہت راسخ العقیدہ جینی تھا مگر بعد کو اپنی رانی کی ترغیب سے شیو مت (ہندو) اختیار کر لیا اس نے ہندو دھرم دھارن کر کے ہندوؤں پر شدید ظلم کئے اور آٹھ ہزار جینیوں کی کھالیں بیک وقت اتروا کر بڑے عذاب کے ساتھ انھیں مارا (تاریخ ہند)
جینیوں کو اقتدار ہوا تو وید اور ہندو دھرم کی جتنی کتابیں ان کے ہاتھ لگیں سب تلف کر دیں، ان پر دل کھول کر مظالم کئے اور آریوں پر حکومت کی (برہمنوں کی لیلا) ۱۰۸۱ء میں ہندوستان کے اندر جینیوں کو بڑا اقتدار حاصل تھا انہوں نے تمام مفتوح قوموں بدھوں اور برہمنوں پر جزیہ لگایا یہ جینی ہندوؤں اور بدھوؤں کے سخت دشمن تھے اور انھیں بہت ایذائیں دیں آخر شنکلا چارج نے رونما ہو کر ان کے اقتدار و افراد کو غارت کیا (ٹاڈ راجستھان)
نالندہ کا مشہور بدھ مندر برہمنوں کے ہاتھوں کئی بار لٹا اور منہدم ہوا۔

سکھوں کی دراز دستیاں

گورو گوبند جی سکھوں کے پیشوائے اعظم ہیں آپ مسلمانوں کے قتل کو ثواب عظیم اور اپنی نجات کا باعث سمجھتے تھے (تاریخ پنجاب کنہیا لال)
جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ ہر خالصہ جی (سکھ) پر مسلمانوں کا نابید کرنا فرض ہے لو چندیری رنتھنبور مانڈو سارنگ پور کی مساجد اور خانقاہوں کو رائے سین نے میدنی رائے کے حکم سے گوبر سے لیپا اور ان میں اپنے مویشی باندھے (فرشتہ) اور راجہ دیو رائے نے فیروز شاہ کی سلطنت کا کچھ حصہ فتح کر کے مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور مساجد مسمار کیں۔
راجپوتوں نے قاضیوں کو پکڑ کر ان کی داڑھیاں منڈوائیں اور قرآن کی جلدوں کو کنوؤں میں پھینکوا دیا (ٹاڈ راجستھان جلد ۱ صفحہ ۲۰۶)
بندہ بیراگی کی ہستی تو مسلمانوں کے لئے ایک قہر خدا تھی اس نے سرہند میں قاضیوں اور مولویوں کی داڑھیاں نچوائیں۔ اس کے علاوہ تمام مسلم بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں کو مسجد میں فریب سے داخل ہونے دیا پھر دفعتہ سب کو قتل کر کے مسجد میں آگ لگوا دی حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچے نکلوائے۔ بڑے بڑے اکابر اور پیران مثلاً پیر بہاء الحق اور پیر قطب الدین کی قبور کھدوا کر ان کی ہڈیاں نکلوا کر جلوا دیں جہاں گیا وہاں کی مساجد ویران کیں اور مسلمانوں کا قتل عام کرایا (تنبیہ خالصہ مصنفہ گیان چند)
خود منٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق راجپوت مسلمانوں کی مسجدیں ہمیشہ ویران کرتے رہتے تھے۔ یجروید کے منتر ۲۸-۱۳ میں دشمنوں اور مخالفوں کو بلا وجہ بھی ہلاک کرنے جلانے اور تباہ کرنے کے احکام صریح اور غیر مشتبہ الفاظ میں موجود ہیں پھر بھلا انھیں باک کیونکر ہو سکتا تھا۔

فضلائے مغرب کا اظہار خیال

بلاشبہ مسلمانوں کے یہاں بھی غیر اقوام کے منادر منہدم کرانے اور منادر اور کلیساؤں کو مساجد کی صورت میں منتقل کرانے کی مثالیں موجود ہیں لیکن انھوں نے کبھی کسی معبد کو معبد کی حیثیت سے منہدم نہیں کرایا سلطان محمود غزنوی نے ایسا کیا لیکن وہ وہی منادر تھے جو قرامطیوں اور ہندوؤں کی واحد یا مشترکہ سازش کے مرکز بنے ہوئے تھے جو منادر مساجد کی شکل میں منتقل ہوئے ان کی حیثیت سرکاری تھی

وہ فرمانرواکی ملکیت تھے اور وہ فاتح کا حق بن چکے تھے جیسے قسطنطنیہ کا سینٹ اباصوفیہ! یا بدایوں اور جامع مسجد! مسلمانوں کے یہاں تو غیر قوموں اور غیر مذہب والوں سے سختی اور تشدد مذہبًا حرام ہے اور جہاں دوسروں کے یہاں ایسا کرنا ثواب ہے۔ مسلمانوں کے یہاں یہ باعث عقاب اخروی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت شدت کے ساتھ کی ہے۔

کسی کو باور نہ ہو تو وہ خود ہندو مورخین اور فضلائے مغرب ہی کی زبان سے حقیقت سن لے سلطان محمود اورنگ زیب اور سلطان ٹیپو کے خلاف کسی شدت کے ساتھ بجبر مسلمان بنا لے اور مندر منہدم کرنے کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں لیکن سنئے۔ الیگزنڈر ڈاؤ لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ کوئی سختی نہیں کی (تاریخ ہند جلد ۳) الفنسٹن صاحب سلطان محمود کو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ لالہ تلسی رام لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے نہ کسی ہندو کو ہندو ہونے کی بنا پر قتل کیا اور نہ کسی کو بجبر اسلام میں داخل کیا۔

کلاک مارسمین اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ سلطان محمودؒ نے کسی ایک ہندو کو بھی جنگ کے سوا کہیں قتل نہیں کیا۔" مسٹر رابنسن لکھتے ہیں کہ اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے جدھر کا بھی رخ کیا قرآن کی تعلیمات ان کے ساتھ گئیں انھوں نے کہیں جور و ظلم نہیں کیا اور نہ کسی کو اسلام نہ قبول کرنے کی بنا پر قتل کیا۔ لالہ لاجپت رائے جی۔ ایل۔ دسوانی موسیو لیبان مسٹر جان ڈیون پورٹ اور پروفیسر آرنلڈ سب کو اعتراف ہے کہ اسلام اور حلقہ بگوشان اسلام نے کبھی جبر سے کام نہ لیا اور نہ جور سے اشاعت مذہب کی پروفیسر آرنلڈ نے تو کو نہ صفائی اور حقیقت طرازی کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر خلفاء کے اسلام دل میں ٹھان لیتے تو نہ اپنی قلمرو سے مسیحی مذہب کو اسی طرح ملیامیٹ کر دیتے جس طرح بادشاہ فرڈی نینڈ اور ملکہ ازبلا نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تھا یا لوئی چہاردہم شاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ کو اپنے ملک میں قانونی جرم قرار دے دیا تھا یا جس طرح سلطنت انگلستان نے ساڑھے تین سو برس یہودیوں کو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیا تھا ایشیائی کلیساؤں کا آج تک زندہ رہنا اسلامی حکمرانوں کی مذہبی رواداری کا بین ثبوت ہے۔"

اسیران جنگ سے رسول کریمؐ کا شریفانہ سلوک

اس طویل تمہید کے بعد دیکھئے کہ رسولؐ کریمؐ کی رواداری کا کیا عالم تھا اور آپ نے مفتوحین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ آپ پورے عرب کے فرمانروا نہیں فاتح تھے حدود شام سے لیکر بحرین، حضرموت یمن اور عمان تک آپ کا پرچم اقبال و اقتدار لہرا رہا تھا پھر آپ کو جن قوتوں سے لڑائیاں لڑنی پڑیں وہ وہ تھے جنہوں نے آپ کو اذیت دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور آپ کے مسلک تشنہ خون دشمن تھے اور جن کے خلاف تمام فرزندان توحید کے جذبات بھڑکے ہوئے تھے کفر و اسلام کی پہلی خونخوار جنگ جنگ بدر تھی قریش فوج چڑھا کر آئے تھے آپ قیدیوں کے قتل کا حکم دینے کے بجائے تاکید کرتے ہیں کہ انھیں آرام سے رکھا جائے اور مسلمان انھیں اس طرح رکھتے ہیں کہ خود بھوکے پڑے رہتے ہیں اور انھیں کھانا کھلاتے ہیں اور آخر میں فدیہ لیکر سب چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

دشمنان اسلام سے برتاؤ

عرب میں یہودی طاقت پورا اقتدار حاصل کئے ہوئے تھی رسول کریمؐ نے ان سے معاہدے حلیف بنا یا ان سے ہر قسم کی مراعات روا رکھیں لیکن انھوں نے اپنی شیطنت کاری کو نہ چھوڑا برابر سازشیں اور شرارتیں کرتے رہے قریش سے ملکر استیصال اسلام کی خوفناک سعی کی اور انھیں کی ریشہ دوانیوں سے حیات اسلام کی سب سے ہولناک جنگ احزاب برپا ہوئی انتہا یہ ہے کہ انھوں نے دشمنوں سے مل کر وہ فضا پیدا کر دی کہ مسلمانوں کو چین سے سونا غیر ممکن ہو گیا آخر ان کے دو قبیلے بنو قینقاع اور بنو نضیر جلا وطن کئے گئے مگر کس شان سے کہ انکی جلا وطنی پر جشن کا سا ہو کا ہوتا تھا اونٹوں پر سوار اپنا تمام اسباب و زر ساتھ لئے دف بجاتے اور گاتے ہوئے نکلے۔ دنیا میں کسی نے بھی اپنے ایسے خوفناک و خونخوار دشمن کے ساتھ جو دار السلطنت میں بیٹھکر سازشیں کرے ایسا سلوک کیا ہے۔

فتح خیبر

یہود بنو قریظہ کا قبیلہ ضرور کل کا کل قتل کیا گیا جس پر مخالفین اسلام نے بڑے زور و شور کے ساتھ اعتراض کئے ہیں لیکن اول تو قتل کا حکم رسول کریمؐ نے نہیں دیا اور ان کا فیصلہ انہی پر چھوڑا انھیں کی شریعت کے مطابق کیا گیا لیکن جن لوگوں کی زندگی کا مقصد ہی بربادی اسلام بن گیا ہو جو رات دن پیشوائے اسلام کے قتل کی سازش میں مصروف رہتے ہوں، معاہدہ توڑا ہو اسلام کے خلاف تمام عرب میں آگ لگائی ہو عین جنگ کے دوران میں مستورات کے قلعہ پر حملہ کیا ہو اور پھر بھی نادم ہونے کے بجائے مقابلہ پر تیار ہو گئے ہوں اس کی سزا اس کے سوا اور ہو بھی کیا سکتی تھی۔ خیبر اسلام کا سب سے بڑا حریف اور سب سے بڑا خطرناک مرکز تھا اس کی امادگی جنگ کی اطلاع پاکر آپ نے اس پر حملہ کیا اور فتح کر لیا اور انھیں صرف رعایا بنا لینے پر اکتفا کی رسول کریمؐ کے بجائے اگر کوئی اور فاتح ہوتا تو خیبر میں قدم رکھتے ہی ان اسلامیوں کے خون کے پیاسے دشمنوں کا قتل عام شروع کر دیتا زن و فرزند کو تلوار کے گھاٹ اتارتا اور شہر کو مسمار کر کے آگ لگا دیتا لیکن

آپ نے فتح کے بعد سب کو امان دیدی کیا دنیا میں خوفناک دشمن کے ساتھ ایسے کریمانہ سلوک کی کوئی مثال موجود ہے۔

فتح مکہ

یوں تو عرب کا بچہ بچہ آپ کا شدید دشمن تھا لیکن یہود اور قریش تو آپ کے خون کے پیاسے تھے یہود کی قوت خیبر میں ٹوٹ گئی اور قریش مکہ میں چار دل خالے جت گئے فتح مکہ بہت بڑا فوز مرام تھا قریش کا خود خیال تھا کہ جسے ہم نے ۱۲ سال تک انگاروں پر لٹایا ہے جس پر عرصۂ حیات تنگ کئے رکھا ہے جسے ستانے تباہ کرنے اور مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی وہ فاتحانہ بڑھا چلا آرہا ہے۔ آج خیر نہیں جسم پر لرزے طاری تھے کانپ رہے تھے کہ آج نہ شہر رہے گا اور نہ شہر والے لیکن آپ نے سب کو امان دیدی اور معاف کردیا اور ایک قطرہ خون گرانا اور بہانا گوارا نہ کیا سن چکے ہو کہ بخت نصر اور خسرو پرویز نے کیا کیا تھا اور کوئی ہوتا تو قریش مکہ جیسے ورندول اور خون آشام دشمنوں کو قتل ہی کرنے پر اکتفا نہ کرتا سب کو زندہ آگ میں جھونک دیتا تیل کرا کرا کر کڑھاؤ میں ڈبواتا، شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالتا لیکن آپ نے قابو پاکر وہ کیا جو اس سے پہلے دنیا میں کسی فاتح نے نہ کیا تھا اور نہ کرسکتا ہے۔

فتح طائف

مکہ کے بعد طائف بڑے بڑے ارباب جاہ اور دولتمند مغرور کا مرکز تھا یہ طائف وہی طائف ہے جہاں آپ دعوت اسلام کے لئے تشریف لے گئے تھے تو اس قدر پتھر پڑے تھے کہ رستا دبا سے خون کے فوارے چھوٹ پڑے تھے اور جہاں آپ کی تذلیل اذیت کی انتہا ہوگئی تھی پھر نادم ہونے کے بجائے یہ خود حملے کے لئے بڑھ رہے تھے اور بڑی شدت کے ساتھ جنگ کی تھی حنین کی جنگ میں ان کے چھ ہزار قیدی ہاتھ پڑتے ہیں لیکن رحمت عالم اور فاتح طائف و عرب انھیں حوالہ شمشیر کرنے کے بجائے معاف چھوڑ دیتا ہے اور سب کو مژدہ امان سناتا ہے تو بتائیے تاریخ عالم میں کہیں ایسی فتوحات اور ایسے فاتح دیکھے ہیں مجوسی مشرک یہودی اور عیسائی سب اس کی حکومت میں سکھ کی نیند سو رہے ہیں جنہوں نے سالہا سال تک چین سے آنکھ بند نہ کرنے دی تھی دیکھا آپنے یہ بھی اسلامی فاتح کی فتحمندیاں نہ کہیں شہر جلتا نظر آیا نہ معابد گرے نہ قتل عام کیا نہ مذہب میں مداخلت حقیقت یہ ہے کہ موسیو لیبان نے بالکل ٹھیک اور سچ لکھا ہے کہ "دنیا کو مسلمان جیسے رحمدل فاتح کبھی نصیب نہیں ہوئے" آپ تو آپ آپکے غلاموں نے وہ کیا جو دوسروں کے آقا و الٰہی نہ کرسکے۔

تفسیر لست سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہم کو خبر ہی نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس لئے کیا سنا مقررہ حرکتیں کیں منہ پر ہاتھ پھیرے اور چلتے بنے گویا نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ ان کی تفسیر ہے یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آجائے گا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہوجائے تو یہ لست سورہ ضرور منگائیے ۱۴۴ صفحے مجلد ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۷ر کل ۱۵ر

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دنیوی و دینی کے حصول کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غواصی کرکے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے جمعہ کے دن کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں ہفتہ کے لئے استغفار اتوار کو تسبیحات پیر کو آیات توکل منگل کے لئے تہلیلات بدھ کے لئے تحلیلات جمعرات کے لئے دعوات ان کو ایک ایک نقد قرآن شریف سے قیمت مجلد ۶ر

معجز نما بارہ سورہ

جدید ایڈیشن معہ ہفت احزاب یہ نیا ایڈیشن ابھی طیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۲۸۰ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بھی بہت سی مجرب دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع سوری سے نصف ہے کاغذ چھپائی مناسب اعلیٰ جن بارہ جلیل سورتیں ہیں سورہ یاسین، فتح، رحمٰن، واقعہ، ملک، مزمل، کہف، فلق اور ناس ہفت ہیکل، شش قفل دعائے گنج العرش درود مستغاث وغیرہ قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۷ر

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحے

مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اسم اعظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیاء کرام کی مجرب دعائیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل پھر دعائے بعد استعاذہ مجربہ امدادیہ نظم مترجم درود لکھی منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت ۱۹۲ صفحہ فی جلد ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

دلائل الخیرات

(سب کتابوں کے ملنے کا پتہ)
دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے منہ رجہ نہ الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے ان کے اوصاف و برکات بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کبھی نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی کہ اس کا عامل رسول اللہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے پھر بھلا کیا نعمت کیا کچھ کم ہے مخالف بادشاہ کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات کی مترجم خاشیہ کتابت رعایتی ہدیہ صرف ۸ر محصول ۶ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی (از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور تصنیفات اور ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو جمع کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا، بیمار کی فراغ ہے مقدمات کی جیت ہر کشائش رزق ہر مطلب کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں ۱۶۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصل قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

دنیا کا مصلح اعظم

مادر گیتی نے بڑے بڑے مصلح اور بڑے بڑے جلیل القدر ریفارمر اور رفارمر پیدا کئے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ لوتھر، زردشت، شنکراچارج، سولن، سوامی دیانند، گورو گوبند سنگھ جی حضرت کرشن، ڈیک اور واشنگٹن نے اپنے اپنے وقت میں اوراق عالم کے ورق الٹ الٹ کر رکھدیے اور ایسی اصلاحیں کر گئے کہ آج بھی ہزارہا انسان ان کا نام ممنونیت اور احسانمندی کے ساتھ لیتے ہیں بلاشبہ دنیا کو ان کی تعلیمات اور ان کی سرگرمیوں سے فوائد بھی پہنچے اور بندگان خدا کی اذیتوں اور مصیبتوں کا خاتمہ بھی ہوا لیکن آغاز بحث سے بیشتر دیکھنا اور سمجھنا یہ ہے کہ دائرہ اصلاح میں کون امور مہم داخل وشامل ہیں اور دنیا میں ان میں سے کس کو کیا اہمیت حاصل رہی ہے ہمارے کیا دنیا کے نزدیک مساوات عامہ امتیاز رنگ ونسل کا عدم عورتوں کی اصلاح غلامی کا انسداد تعمیم تعلیم، سرمایہ اور محنت میں ربط واتحاد، ذمائم اخلاق کا افناء اور زنا، ظلم، مئیخواری، قماربازی، فتنہ وفساد وغیرہ کا السداد وہ امور ہیں جن پر ایک مصلح کی نظر لازماً پڑنی چاہیئے۔

غور کیجئے کہ مصلحین عالم نے اس سلسلہ میں کیا کیا اصلاحیں کیں اور سمجھئے کہ جو تعلیم دے گئے وہ مقصد کے لئے کس حد تک مفید ثابت ہوئی اور اس سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا ہم ان بزرگوں کی خدمات اور ان کے جوش اصلاح کی تنقیص نہیں کر رہے ہیں اور نہ کرنا چاہتے ہیں گو یہ دنیا میں موجود نہیں مگر ان کی تعلیم اور ان کی یاد موجود ہے تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے حتی الوسع بہترین مساعی سے کام لیا لیکن ان سے جتنا فائدہ پہنچنا چاہیئے تھا ہرگز نہیں پہنچا لیکن ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سردار انبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اور اسے مقبول عام بنانے کے لئے جو والہانہ کوششیں کیں انہوں نے بحروبر میں ایک شور بپا کر دیا زمین وآسمان میں ایک غلغلہ ڈالدیا اور دلوں کی دنیا بدل کر رکھدی۔

تعصبات کا استیصال

دنیا میں مذہبی نسلی قومی مالی سماجی ہر قسم کے تعصبات اپنی پوری ہولناکیوں اور دہشت خیزیوں کے ساتھ موجود تھے مظلوموں کی چیخوں اور بیکسوں کی فریادوں سے فضائے آسمانی بڑی گونج رہی تھی لوگ صرف اپنے ہی مذاہب کو صداقت وحقانیت کا حامل سمجھتے تھے دوسروں کی تکذیب ان کا شعار عمل تھا جس سے بغض وعناد اور شروفساد کے شعلے دن ورات بھڑکتے رہتے تھے اور عداوتیں بڑھتی جاتی تھیں جو ایک دوسرے کے استیصال کی مساعی پر منتج ہوتی تھیں حالت یہ تھی کہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں پر قابو پاتے تھے تو وہ کچھہ کرتے تھے جو درندے بھی نہیں کر سکتے جلانا مٹانا، ستانا زندہ آگ میں ڈالنا معابد و کتب سماوی کو پھونکنا اور ارکان مذہبی سے روکنا تو ایک طرف ترک مذہب پر مجبور کرنا عام باتیں تھیں اور تمام دنیا کی ذہنیت کچھہ اسی رنگ میں ڈوب کر رہ گئی تھی دو مذہب گویا دو حریف گروہ تھے جنھیں کوئی چیز باہم ملا نہیں سکتی تھی چنانچہ بت پرست رومیوں نے عیسائیوں کے اور عیسائی رومیوں نے بت پرستوں اور یہودیوں کے استیصال کلی کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا حالانکہ یہ رومی اس دور کے مہذب ترین افراد تھے اور آجتک یورپ ان کی تہذیب وشائستگی کی بلند آہنگی کے ساتھ مدح سرائی کر رہا ہے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ حکم صاف دیدیا کہ ہر مذہب کے پیشواؤں کی عزت کرو کسی کے ساتھ عداوت کی وجہ سے ناانصافی نہ کرو تمام قومیں ایک ہی کنبہ کے افراد ہیں سب اللہ کے بندے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی تعصبات کی لعنت فنا ہو گئی اور مسلمانوں نے اپنے عہد میں یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں و مجوسیوں کے ساتھ وہ شاندار سلوک کیا کہ دنیا انگشت بدندان رہ گئی اور اگر آج بھی دنیا والے اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے لگیں تو تعصبات مذہبی کا خاتمہ ہو جائے رنگ ونسل اور قوم وخاندان کے تمام مفاخر وامتیازات کو بھی آپ نے کچل کر رکھدیا اور نسلی وخاندانی مفاخر کی سطح سے اٹھا کر عمل واتقا کی بلندی پر رکھدیا دنیا اگر اسی اصول کو لے لے تو اُسے اس سے کتنے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں اور اس کی کتنی مصیبتیں اور آلام ولوائب کے ارتفاع کا راز صرف ایک اسی تعلیم کی پیروی میں مضمر ہے۔

عورتوں کی اصلاح

آجتک "عورتوں کا درجہ" کسی قوم کی تہذیب وعظمت کی پرکھ کا بہترین معیار بن گیا ہے لیکن مدعیان تہذیب اپنی ادعا خیزیوں کے باوجود آج بھی عورتوں کو وہ حقوق نہ دے سکے جو اسلام تیرہ سو برس پہلے انھیں عطا کر چکا تھا ہندو قانون عورت کو نہ عقد ثانی کی اجازت دیتا ہے اور نہ وراثت میں حصہ عطا کرتا ہے یونانیوں نے اپنی تہذیب کے زمانہ عروج

حضرت حوا علیہا السلام کا مزار (جدہ) — مولوی دہلی

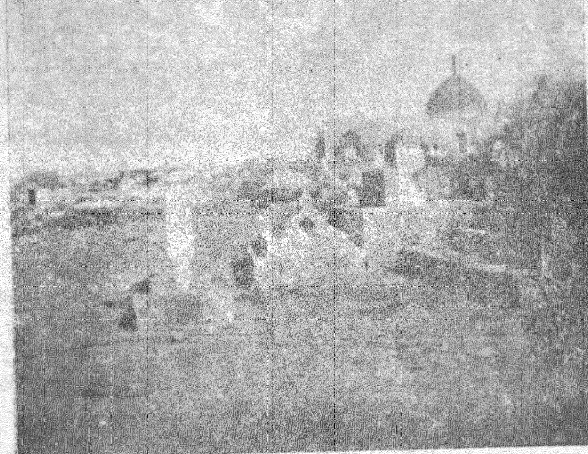

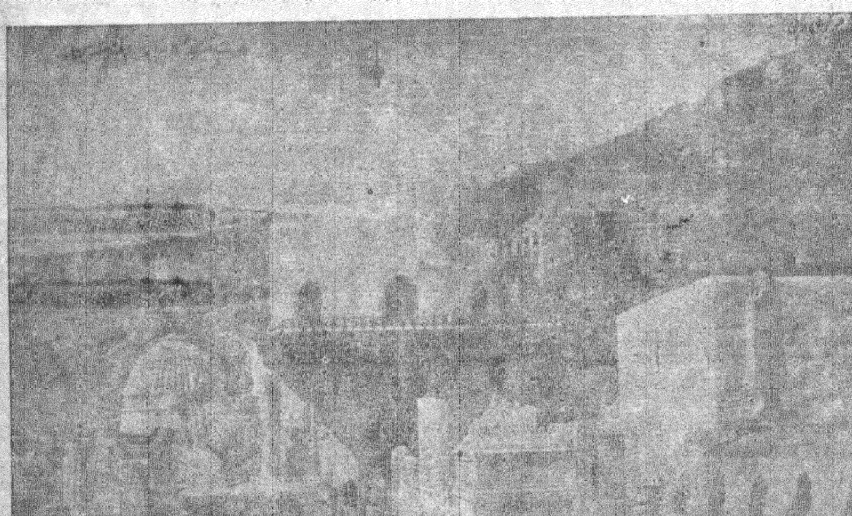

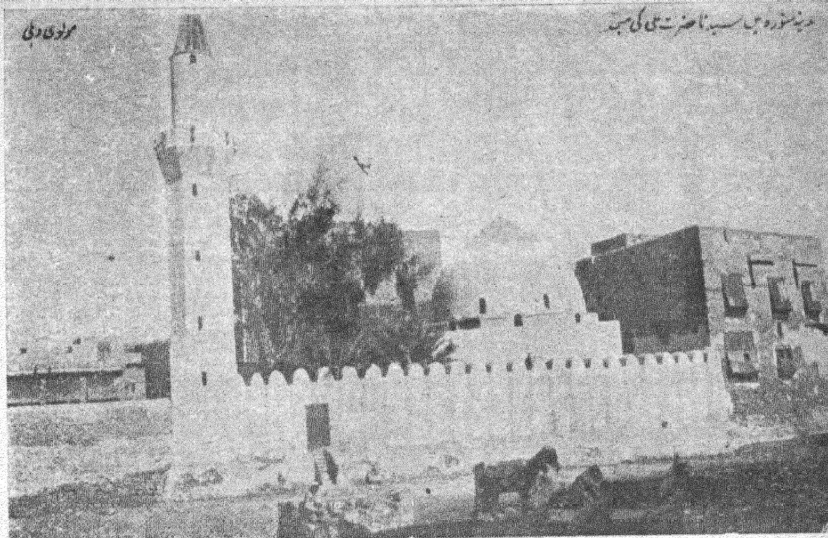

مدینہ منورہ میں سیدنا حضرت علی کی مسجد

مدینہ منورہ میں سیدنا حضرت ابو بکر کی مسجد

میں بھی عورت کی جداگانہ ہستی کو تسلیم نہ کیا تھا وہ دیگر استعمالی اشیاء کی طرح فروخت کی جاسکتی تھی دوسرے مردوں کو منتقل ہوسکتی تھی مرد جتنی بیویاں چاہیں کرسکتے تھے عربوں اور رومیوں میں عورت مرد کی جائداد سمجھی جاتی تھی اور اس کا قتل کوئی جرم نہ تھا یہود و ہنود دونوں میں کسی شدید حالت میں بھی طلاق کا حق نہیں عیسائیوں میں بھی یہی صورت تھی اور اب بھی وہ جب تک اپنی یا اپنے شوہر کی بدکاری کا ثبوت پیش نہ کرے اس کا چھٹکارا نہیں ہوسکتا حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کسی نے بھی اسے یہ حق نہیں دیا وہ غلامی اور ظلم و خدمت کے لئے پیدا ہوئی تھی اور ہر جگہ اس کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا اسلام نے اسے معاشرتی، تمدنی، مالی اور روحانی ہر حیثیت سے بلند کیا اس کی جداگانہ حیثیت تسلیم کی اسے طلاق و وراثت و عقد ثانی کے حقوق دیکر مساوات کے درجہ پر لا کھڑا کیا اور مردوں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ یہ کیا اسلام نے تو عورت کے ساتھ سلوک ہی کو انسان کی بھلائی و برائی کا معیار قرار دیا کونسی تعلیم اس تعلیم کی مقابلہ کرسکتی ہے۔

غلامی کا انسداد

دنیا میں ہر قسم کی ذہنی، روحانی اور جسمانی غلامی اپنی پوری خوفناکیوں کے ساتھ موجود تھی غلاموں کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا کہ ان کی کھالیں ادھیڑ کر رکھدی جاتی تھیں گرم لوہے سے داغا جاتا تھا، زندہ آگ میں جھونک دیا جاتا تھا انتہائی مشقت لی جاتی تھی اور دنیا میں کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ تھا رسول کریمؐ نے غلام سازی کے سلسلہ کو حکماً بند کردیا اور جو غلام موجود تھے اپنی تعلیمات اور بہیم تلقینات سے "عرب کا لاڈلا بیٹا بنا دیا اور یہ حالت پیدا کردی کہ غلام و آقا میں کوئی امتیازی فرق نہ رہا معاشرتی تمدنی حیثیت سے وہ اپنے آقاؤں کے برابر ہوگئے اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان میں ان کی شادیاں ہونے لگیں انتہا یہ ہے کہ وہ ذلت و مصیبت کے غار سے نکل کر تخت شاہی پر فائز ہوگئے تعلیم اسلام کی مؤثریت کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا تلاش کیا جاسکتا ہے یورپ جو اٹھارہویں صدی میں نہ کرسکا وہ اسلام نے صدیوں پیشتر کہیں بہتر طریق پر کر دیا تھا۔

مساوات عامہ

مساوات جسے کم از کم رسمی طور پر اس دور متمدنہ میں بھی قولاً بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے خالص اسلامی تعلیم کا ثمرہ شیریں ہے ارض عالم میں جس حقیقی مساوات کا عملی نمونہ فرزندان توحید نے دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی نظیر دنیا کی کوئی نوع اور کوئی مذہب نہیں لا سکا اور نہ کبھی اس نیلگوں آسمان نے اپنی پیرانہ کہن سالی کے باوجود دنیا میں مساوات کا کوئی نمونہ اب تک دیکھا تھا دنیا ادنیٰ و اعلیٰ بڑے اور چھوٹے، امیر و غریب کالے اور گورے خاندانی اور غیر خاندانی کف اور غیر کف کے امتیازات ہر قوم کے اندر موجود رہے اور رہیں گے لیکن اسلام نے زبان سے کہہ ہی نہیں بلکہ عملی طور پر شاہ و گدا ایاز و محمود اور غلام و آقا کو ایک صف میں لا کھڑا کیا اس طرح کہ ان کے مابین معاشری و تمدنی و روحانی اعتبارات سے کوئی فرق اور کوئی امتیاز باقی ہی نہیں رہا سب ایک دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھا سکتے سب میں باہم شادیاں بیاہ ہوسکتے ہیں اور سب ایک صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں تو بڑائی اعمال کی ہے اور بس ویسے سب ایک خدا کے بندے اور ایک آقا کے غلام ہیں۔

اخلاقی اصلاح

کہا جاتا ہے کہ اس وقت آفتاب تمدن و تہذیب خط استوا پر چمک رہا ہے دنیا ترقی کرکے اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکی ہے اور وہ وقت دور نہیں جبکہ سیارگان فلک کے باشندوں سے بھی سیارہ زمین کے بسنے والے مکالمت و معالت شروع کردیں گے اس کے باوجود شراب و زنا کو معیوب و مذموم سمجھتے ہوئے بھی تہذیب جدید فنا کرنا تو کجا کم بھی نہیں کرسکی بلکہ ان کی کثرت و فراوانی "نیم وحشیوں" کو بھی پس پشت ڈال گئی امریکہ نے حکماً میخواری بندکی مگر نہ کرسکی لیکن ہمارے نبی کریمؐ کی تعلیمات و مساعی نے چند سال کے اندر ہی اندر اس ام الخبائث کا اس طرح خاتمہ کیا کہ پھر صدیوں تک کوئی مسلمان اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکا ایسے مفید انتظامات کئے کہ زنا اسلامی دنیا سے ناپید ہوگیا اور یہ کیا تمام عیوب اخلاقی کے خلاف اس شدت و شکوہ کے ساتھ جہاد کیا اور ترغیب و ترہیب کی ایسی موثر تعلیم پیش کی کہ دل ان کی طرف سے سرد ہوگئے۔ دختر کشی چوری ڈاکہ زنی، قمار بازی چغلخوری، دروغگوئی۔ کبر و ریا، رعونت کینہ سود خواری و غیبت فحش کاری و استہزا ہر اخلاقی عیب کا خاتمہ کردیا۔ حیرت ہوتی ہے جب یہ نظر آتا ہے کہ عرب کی وہ قوم جو صدیوں سے ذمائم اخلاق کے جنگل میں گرفتار تھی اور شراب و زنا جس کی گھٹی میں پڑی تھی نہ ایک چوتھائی صدی گزرنے سے پیشتر دنیا کی شریف اور معصوم ترین قوم میں مبدل ہوگئی اور عرب کے وحوش آسمان کے فرشتے نظر آنے لگے۔

تمدنی اصلاح

علم مدن میں آپ کی تعلیم نے گرانمایہ اضافہ کیا اور ایسے اصول پیش کئے جس سے عرب کی کایا پلٹ ہوگئی۔ دنیا میں فتنہ و فساد کی باعث اصولی طور پر تین چیزیں ہیں زر، زمین، زن، زبان بھی انہی میں شامل ہیں آپ نے تمام مسلمانوں کو پہلا حکم دیا کہ زبان سے کوئی بری بات نہ نکالو نہ غیبت کرو نہ چغلی کھاؤ نہ جھوٹ بولو نہ برا کہو نہ مذاق اڑاؤ اور نہ گالی دو عورت کے متعلق حکم دیا کہ اپنی عورتوں سے انتہائی محبت کرو اور دوسری عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھو اور نہ عورتیں اپنی زینتیں غیر مردوں کے سامنے عریاں کریں،

جوان ہوتے ہی لڑکی کی شادی کر دو۔ کسی کو بیوہ نہ بیٹھنے دو رہے زر و زمین ان کے متعلق بھی اسی قسم کے شدید احکام صادر کئے اور صاف فرما دیا کہ جو کسی کے حقوق پر دست درازی کرے گا یا لقمہ حرام کھائیگا اس کی کوئی عبادت اور کوئی نیک عمل قبول نہ ہوگا فتنہ و فساد کو قتل سے بدتر قرار دیا اور انتقام کے متعلق حکم دیا کہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ جسے جس سے جتنا گزند و نقصان پہنچا ہے اس سے اسی قدر بدلہ لے سکتا ہے ساتھ ہی اختیار دیا کہ حاکم ہی نہیں مدعی و مستغیث بھی مجاز ہے معاف کر دینے کا کیونکہ بعض صورتیں ایسی آپڑتی ہیں کہ معافی سزا سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اسی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ وہ عرب جہاں سال کے بارہ مہینوں میں آٹھ مہینے برابر تلوار چلتی رہتی تھی اور بڑھ چڑھ کر انتقام اور لوٹ جن کی فطرت میں داخل ہو چکی تھی وہ دنیا کے بہترین صلح جو امن پسند اور روادار بن گئے۔

حفظان صحت اور صفائی کے وہ اصول پیش کئے کہ پھر کوئی ایک عرب بھی گندہ اور میلا نہ رہ سکا اور ان کی صفائی و طہارت اس درجہ پر پہنچا دی جس پر آج عروج و کمال کی منازل ارتقا قطع کرنے کے بعد بھی مغرب نہیں پہنچ سکا علم کو ہر مرد و زن، پیر و جوان اور ادنیٰ و اعلیٰ پر فرض کر دیا علوم و فنون کی قدر دانی و قدر افزائی کا بہترین مظاہرہ کیا اور اس زمانہ میں علم کی روشنی گھر گھر پہنچا دی اور تعلیم کو عام اور جبریہ کیا جبکہ اس کا تصور بھی کسی کے دماغ میں قائم نہ ہوا تھا۔ تین اسلام تک علوم و فنون کی ماہر و فاضل پیدا ہونے لگیں اور وہ عرب جس میں پچاس آدمی بھی حرف شناس نہ تھے ہزارہا تعلیم یافتوں کا گہوارہ بن گیا۔

جنگی اصلاح

جنگی آئین و عمل میں بھی حیرت انگیز اصلاحات کیں اور جتنی وحشیانہ اور بہیمانہ رسمیں رواج پذیر ہو گئی تھیں سب کا انسداد کلی کر دیا حکم دیا کہ اسلامی لشکر سبز سبز کھیتوں اور شاداب باغوں کو ہاتھ نہ لگائے شہروں اور قلعوں میں آگ نہ لگائی جائے، معابد منہدم نہ کئے جائیں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مذہبی خدمتگذاروں اور غیر حربیوں سے ہرگز تعرض نہ کیا جائے۔ قتل عام اور مثلہ کے آئین بھی یکقلم موقوف کر دیئے اور حکم دیا کہ اسیران جنگ کے ساتھ بالکل برادرانہ سلوک روا رکھا جائے اور جہاں تک ممکن ہو انھیں آزاد کرنے کی سعی کی جائے۔

حکومت کو جمہوری رنگ دیا، ہیئت عوام ضروری قرار دی، مشورہ کو لازمی کر دیا عدل و انصاف کو عبادت کا درجہ دیا غرض کہاں تک بتایا اور لکھا جائے کوئی شعبۂ حیات انسانی ایسا نہیں جسے تعلیمات اسلامی نے سنوارا اور فائدہ نہ پہنچایا ہو۔ ان تعلیمات کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ یہ نہایت آسان اور عملی تھیں اور بنی نوع انسان ان پر بہ سہولت عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو نئے قالب میں ڈھال سکتا تھا یہی وجہ تو تھی کہ ایک چوتھائی صدی کے اندر اندر اسلام عرب میں فرمانروایانہ اقتدار حاصل کر گیا اور اس قلیل مدت میں ملک کے ملک کی کایا پلٹ کر رکھدی۔ گبن نے بالکل درست لکھا ہے کہ اسلامی تعلیمات فلاح و بہبود عامہ کا معدن ہیں اور ان کی فرضیت و مؤثریت نے نہ صرف عرب بلکہ دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور کرنا چاہیئے تھا۔"

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو بہ فضل خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائینگے مفلس ہیں تو زردار بن جائیں گے بیمار ہیں تو تندرست رہیں گے فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہو جائیں گے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضکہ آپ کے ہر دکھ کی دوا قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و مؤثر ہے۔ قیمت ۸ر محصول ۶ر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات سے اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے خود اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے اپنے اصحاب و ازواج کو تلقین کیں یا انکے اپنے رسولوں کو تلقین کی گئی دعائیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کی تلقین شدہ دعائیں جس قدر بھی مؤثر ہوسکتی ہیں۔
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہوسکتی ہے دراصل اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اس کا عامل جو چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام عاشقوں کو بامراد کر دکھایا جس نے بہتیروں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا یہ تو نقد کے فائدے ہیں اور قرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رضائے الٰہی ملتی ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کو کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انھوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ وہ اوراد و وظائف تبلائے ہیں جن سے زیارت حبیب یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات وفوائد اور فضائل ہیں قیمت ۸ر محصول ۶ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

اسیران جنگ پر بارش کرم

عہد عتیق سے لیکر قرون مظلمہ تک دنیا میں یہی ہوتا رہا ہے کہ دشمنوں کو جہاں تک تباہ کیا جاسکتا ہے تباہ کیا جائے ابتدا میں انسانی دماغ بجہ زیادہ ترقی یافتہ نہ تھا اور اخلاقی باریکیوں اور دقائق انسانیت کو سمجھنے والے بہت کم تھے اس وقت جب ایک انسان دوسرے انسان کی راہ میں سنگ گراں بنکر کھڑا ہوتا تھا یا اس کا راستہ روکتا تھا یا کسی کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی جماعت یا افراد ہماری ترقی میں روک بنے ہوئے ہیں تو وہ ان عوائق کو دور کرنے کا علاج اس کے سوا اور کوئی نہ سوچ سکتا تھا کہ اپنے مدمقابل کو قتل کردے اور اس روک کو اپنی راہ سے ہٹانے یہ خیال بھی نہ پیدا ہوتا تھا کہ ہم کسی کو راستے سے ہٹانا چاہیں گے تو وہ ہمارے مقابلہ پر آئیگا اور اس وقت ہم اس کے مقابلہ میں اپنے تحفظ کے لئے کون طریقہ عمل اختیار کرینگے اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس دور میں تحفظ ذاتی کا ایک واحد علاج تصور کیا جاتا تھا اسی لئے اسے کوئی معیوب بھی نہ سمجھتا تھا کیونکہ ساتھ ہی ایک دستور یہ بھی قائم ہوگیا تھا کہ جو دشمن کو قتل کرنے میں تامل کرے وہ خود قتل کردیا جائے اور یہ دستور تو اب تک قائم ہے پھر ایک مجبوری ہی تھی جو قتل کرنے میں تامل کرتا تھا وہ دشمن کے ہاتھ سے خود قتل کرایا جاتا تھا۔

صرف ایک صورت مصالحت ایسی تھی جو قتل و غارت میں مانع آتی تھی یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں دو قوموں کے مابین جب تک جنگ ہوتی تھی تو لڑائی ہی میں نہیں بلکہ جنگ اور لڑائی کے بعد بھی جتنے دشمن ہاتھ پڑتے تھے سب قتل کردیئے جاتے تھے اور اپنی حفاظت ذاتی کے لئے اس قسم کے قتل کو برا نہیں اچھا بلکہ ضروری سمجھا جاتا تھا یہ کوئی ظلم خیال نہ کیا جاتا تھا البتہ کہیں کہیں عورتوں اور بچوں کی جان لینا ضرور معیوب تھا اس کے بعد جب اخلاق کا معیار بلند ہوا تو اتنا فرق ہوگیا کہ وہی لوگ قتل کئے جانے لگے جو شر و فتن کے بانی ہوں، ذی اقتدار ہوں یا جن سے اندیشہ ہو باقیوں کو اگر اس محفوظ طریق پر زندہ رکھا جا سکے کہ وہ اپنی تباہی کا باعث نہ بن سکیں تو انھیں زندہ رہنے کا موقعہ دیدینا چاہیئے اس دور میں قیدیوں اور اسیران جنگ کے قید و نظر بند رکھنے کا کوئی انتظام نہ تھا اور نہ حکومت اس فضول خرچ کو برداشت کرسکتی تھی اس لئے انھیں امرا اور مختلف افراد کے سپرد کردیا جاتا تھا کہ وہ ان کی نگرانی میں رہیں اور جو خرچ انھیں ان کے خورد و نوش پر کرنا پڑے اس کی تلافی یہ ان سے کام لیکر کرلیں ان کی آزادی و رہائی کو خطرناک سمجھا جاتا تھا اور یہی غلامی کی بنیاد ہے نفس انسانی کو جب تک کوئی خوف اور ڈر نہ ہو وہ شر انگیزی سے باز رہ ہی نہ سکتا تھا کوئی ان قیدیوں یا غلاموں کا حامی ہوتا نہ تھا اس لئے لوگوں نے ان سے شدید سے شدید محنتیں لیں، فروخت بھی کیا اور مظالم کے پہاڑ بھی توڑنے لگے پھر آپ جانتے ہیں کہ جوش کے عالم میں اصول کی پرواہ کون کرتا ہے اور اقتدار والوں کو روکنے والا کون تھا ہوتا یہی رہا کہ جتنے اسیر جنگ میں ہاتھ لگے انھیں خوب دل کھول کر قتل کیا اور جو بچ رہے انھیں نہایت ذلت و سختی کے ساتھ قید رکھا اور ان پر گوناگون مظالم و شدائد روا رکھتے رہے

اسیران جنگ سے دنیا کا سلوک

کلدانی اپنے قیدیوں سے کولہو چلواتے اور چکیاں پسواتے تھے نینوا میں بھی قیدیوں سے شدید مشقتیں لی جاتی تھیں ایران کے آتش پرستوں کی یہ حالت تھی کہ وہ اسیران جنگ کو مار ڈالتے تھے جلا دیتے تھے اور عرب کے لوگوں کا بھی یہی شیوہ عمل تھا چین میں بھی اسیران جنگ کے ساتھ بہت متشددانہ برتاؤ کیا جاتا تھا رومیوں میں تو باوجود ادعائے تہذیب وحشت و بربریت کے انتہائی خوفناک مظاہر پیش کئے جاتے تھے اور روما میں اسیران جنگ کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا گرفتار کرنے کے بعد جتنے قتل ہو سکتے تھے اتنے تو قتل کردیتے تھے اور باقیوں کو غلام بنا لیتے تھے یہ سلطنت دنیا کی ایک مہذب سلطنت تھی لیکن اس میں جو اسیران جنگ غلام بنا لئے جاتے تھے ان کی حالت بحد قابل رحم ہوتی تھی کوڑوں سے ان کی کھالیں ادھیڑ کر رکھدی جاتی تھیں بری طرح پیٹے جاتے تھے اور کوئی ان کی فریادوں کا سننے والا نہ تھا ان کے آقا انھیں معمولی جرم پر گرم لوہے سے داغتے تھے زندہ آگ میں ڈالتے تھے پانی میں غرق کردیتے تھے۔

لین پول صاحب لکھتے ہیں کہ اہل کسٹائل کی یہ حالت تھی کہ تند خو لٹیروں کی طرح شہروں اور قلعوں پر جا پڑتے تھے گو کہنے کو یہ مرد ان عیسائی تھے مگر جتنے اسیران کے ہاتھ پڑتے تھے ان میں سے اکثر کو یہ لوگ قتل کرڈالتے تھے اور ما بقی سے نہایت وحشیانہ سلوک روا رکھتے تھے۔

لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ ویدک زمانہ میں اور اس کے بعد کے عہد میں بھی ہندوستان کے اندر اسیران جنگ کو غلام بنا لینے اور ان سے سخت سے سخت کام لینے کا دستور تھا۔

عربوں کی وحشت و بربریت

عربوں کی تو یہ حالت تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچوں تک کو گرفتار کر لیتے تھے اور گرفتاری کے بعد ان پر چاند ماری کی جاتی تھی غرض آپ کسی قوم اور کسی مذہب میں بھی اسیران جنگ کے متعلق یہ نہ پائینگے کہ ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک ہوا ہو۔ توراۃ کتاب تثنیہ اصحاح ۲۰ آیت ۱۰ میں صاف تصریح موجود ہے کہ:۔

"تو جب کسی شہر پر حملہ کرنے کے لئے جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح تسلیم کریں اور تیرے لئے دروازہ کھولدیں تو جتنے لوگ وہاں ہوں گے سب تیرے غلام ہو جائینگے۔"

حضرت موسیٰؑ نے مدین پر یورش کی تو یہی سلوک کیا۔ سیواجی اور بندا بیراگی نے اپنے وقت میں ہندوستان کے اندر جو کچھ کیا اس سے اوراق تاریخ لبریز ہیں بخلاف ازیں مسلمانوں نے اسیران جنگ میں سے جنھیں غلام بھی بنایا ان کے ساتھ وہ شریفانہ سلوک کیا کہ دنیا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بدر کے اسیران جنگ فرزندان توحید کے خوفناک اور خون آشام دشمن تھے لیکن رسول کریمؐ نے ان کی کثیر تعداد کو تو معاوضہ لیکر آزاد کر دیا اور جو قید رہ گئے آپ کی تاکید و حکم کے مطابق ان کے ساتھ یہ فقید المثال سلوک کیا کہ خود بھوکے پڑ رہتے تھے اور انھیں کھلاتے تھے بالکل برادرانہ سلوک کیا جاتا تھا ایک اسیر نے اپنی بے زری کا عذر کیا آپ کو رحم آگیا اور آپنے اسے آیندہ مقابلہ پر نہ آنیکا محض وعدہ لیکر چھوڑ دیا جو لکھنا جانتے تھے اور معاوضہ نہ دے سکتے تھے ان کے سپرد مسلمانوں کو لکھنا سکھا دینے کا کام سپرد کیا اور اس کے بعد انھیں بھی چھوڑ دیا۔ جنگ حنین کے اکٹھے چھ ہزار قیدی بلا معاوضہ ہی بیک وقت چھوڑ دیئے گئے آپنے کبھی کسی اسیران جنگ کو قتل نہ کیا آپ تو ان کے آزاد کرنے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے تھے اور جو کسی نہ کسی صورت میں رہ بھی جاتے تھے ان کے ساتھ بالکل برادرانہ سلوک کیا جاتا تھا یہ دنیا میں پہلی اور نئی بات تھی۔ خسرو پرویز کے پاس قیصر روم بھی گرفتار ہو کر آیا تو اس نے اسے بھی اتنا ذلیل کیا کہ گھوڑے پر سواری کے وقت اس کی گردن پر پاؤں رکھکر چڑھتا تھا لیکن مسلمانوں نے ایک عامی کو بھی انسان سمجھا اور اس کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کیا کیا دنیا میں کوئی قوم اس انسانیت و کرم کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو بیوی کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو بھولے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بنیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا نا فسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ و عجیب و غریب کتاب ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہے۔
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

دوائیں دُعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک کہ بیرونی حاجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ چاہے بیوی کو تعویذ کرکے بنادیں لیکن بغیر ضربت ہر تعویذ بیکار ہے ان لوگوں کے لئے جو فقط بیرونی عمل پر رہکر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں بہت مفید کتابیں ہیں قیمت ہر دو آٹھ آنے ۸ر
محصول ۶ر

اوراد وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی ہمت وو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد وظائف ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں خدا کی کرامات اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے۔
قیمت صرف دس آنے
محصول ۶ر کل ایک روپیہ

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرابۃ الانبیا فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اب تک اس میں ایسے ٹھیک جواب نکلتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہ ہوں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے
محصول ۶ر کل ۱۴ر

خوابنامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد پیش کوئی صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خوابنامہ صدیقی شائع ہو رہا ہے عجیب و غریب فن تعبیر خواب میں نایاب ہے اس میں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر تعبیر خواب دوسروں سے کہلوانا، پیٹ کی خرابی تخیلات کا اثر فلسفہ خواب کے سب مضامین ہیں۔ قیمت رعایتی ۸ر محصول ڈاک ۳ر کل ۱۱ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ
دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

عالمِ نسوانیت میں انقلابِ عظیم

عورتوں کو عطائے مساوات اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور اسی بسیط ہموار وسیع سرزمین پر بڑے بڑے انبیاء، پیشوا، ہادی اور مصلح پیدا ہوئے اور بلاشبہ انھوں نے اپنے اپنے عہد و زمانہ میں بڑے بڑے قابلقدر کام بھی کئے اور اصلاحی خدمات بھی انجام دیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیائے نسوانیت کی مظلومی و تعبد کی طرف کسی کو نگاہ اٹھانے کی بھی فرصت نہ ہوئی اور یہ ہزار ہا سال سے جس فلکشکدہ آلام کی مکین بنی ہوئی تھی اسی میں معتکف رہی ابتدائے ظہور عالم میں انسان جانوروں کی طرح جھنڈ کے جھنڈ اور غول کے غول رہتے تھے ان میں نہ کوئی تہذیب و مدنیت تھی اور نہ کوئی نظام معاشرت! عورت و مرد سب اکٹھے رہتے تھے ان میں رشتۂ انسانیت و ہمجنسی کے سوا اور کوئی رشتہ و تعلق نہ تھا حیوانوں کی طرح دونوں اپنے تقاضائے فطرت کو پورا کر لیتے تھے اور اس سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ سب کی مشترکہ ملکیت تصور ہوتی تھی عورت و مرد دونوں اپنی غذائیں آپ مہیا کرتے تھے تمدن کی ترقی کے ساتھ انسانی جماعتوں میں پہلا انقلاب زمین کی ملکیت سے شروع ہوا۔ لوگوں نے زمینوں کو اپنی واحد ملکیت قرار دینا شروع کیا یہاں سے انفرادیت کی شلاخ نکلی و علیحدگی جائداد کے ساتھ علیحدگی سکونت کا جذبہ پیدا ہوا۔

چونکہ ابتدائی انسانی ضروریات میں عورت بھی بڑی اہم چیز ہے اس لئے مردوں نے اپنی قوت و زور کے بل پر عورتیں بھی اپنے لئے مخصوص کیں عورتوں کا مخصوص ہونا تھا کہ تمدن کے گلزار میں بہاروں نے کھیلنا شروع کر دیا۔ اب مکانوں کی ضرورت داعی ہوئی، اولاد کے لئے مدرسوں کی، تربیت و پرداخت کے سامانوں کی احتیاج پیدا ہوئی اور اسی اقتضائے سے صدہا دوسری احتیاجیں پیدا ہوتی چلی گئیں عورتوں کی محنت و کمائی کا سلسلہ بند ہوا اور اس کی معاش کی کفالت مردوں کے ذمے آگئی اس سے عورتوں کو گو نہ سکون و آرام نصیب ہوا لیکن چونکہ رہنمائی کے لئے کوئی تعلیم سامنے نہ تھی اس لئے مردوں کے غرور نے اسی روز سے عورت کو اپنا غلام سمجھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی یہ سکون و آرام اس کے صدہا دیگر آلام و مصائب کا عنوان بن گیا۔

روم و ایران میں عورت کی دُرگت دنیا ترقی کرتی رہی جو آزاد تھے، خود مختار تھے آگے بڑھتے رہے مگر عورت جہاں تھی وہیں رہی اور مرد کا ضمیمہ بن گئی سب نے اُسے اپنی تفریح کا آلہ بچے پیدا کرنے کی مشین اور گھر کی لونڈی سمجھ لیا۔ دنیا کے لئے اس کی ہستی جتنی مفید تھی اتنی ہی اس کی طرف سے بے توجہی برتی جاتی تھی اور اس کے خلاف سختی و شدت کے ساتھ پروپگنڈا کیا جاتا تھا تاکہ اس میں احساس خودداری پیدا نہ ہو اور اس کی غلامی کے بندھن ڈھیلے نہ پائیں خاوند اپنی عورت کے لئے ایک رفیق حیات کے بجائے ایک جابر حاکم بن گیا۔

رومی تہذیب دنیا میں کتنی شہرت رکھتی ہے مگر اس نے بھی عورت کو کوئی وقعت نہ دی اس عہد میں عورت کی حیثیت ایک غلام سے کسی طرح بھی زائد نہ تھی اور شوہر کو اپنی بیوی کے قتل کر دینے تک کا اور اس سے جابرانہ خدمت لینے کا اختیار حاصل تھا اور وہ اسے افزائش نسل کے ایک ذریعہ کے سوا اور کوئی وقعت نہ دیتا تھا۔ یونانی بھی احترام نسوانیت کے معترف نہ تھے اور انسانوں کے اس طبقہ کو علم و فضل سے محروم رکھتے تھے یہاں عورتیں دوسروں کو عاریتاً بھی دیدی جاتی تھیں۔ گویا وہ مرد کی جائداد منقولہ تھی۔ ایران میں بھی عورت مرد کی کنیز تھی سخت پردہ میں رکھی جاتی تھی اور ایک اور صورت تھی کہ بیٹیوں اور بہنوں تک سے نکاح ہو جاتا تھا ہندوستان میں عورت کو روحانی ترقی کے راستے کی روک سمجھا جاتا تھا نہ شوہر کی جائداد میں اس کا کوئی حصہ تھا اور نہ گھر پر کوئی قابو شوہر کی موت پر اسے اسکے ساتھ جلنا پڑتا تھا۔

عورت کی عالمگیر تحقیر دنیا کا کوئی ملک اور کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں عورت کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو مقتدر اور صاحب اثر لوگ اپنے کاشانوں میں مویشیوں کی طرح عورتوں کو بھرتے چلے جاتے تھے کثیر الازدواجی عورتوں کی مصیبتوں کا دفتر بنی ہوئی تھی کتاب مقدس میں انبیائے بنی اسرائیل کی عورتوں کی تعداد سو سو تک بیان کی گئی ہے۔ سٹر پری کرانٹس نے لکھا ہے کہ کتاب مقدس میں عورت کو "موت سے زیادہ تلخ" بتایا گیا ہے اور تعدد ازدواج کی بھی مخالفت نہیں کیگئی عیسائیوں میں عورت کو نام رکھنے کے قابل بھی نہیں سمجھا گیا بچپن میں باپ کے نام سے مشہور ہوتی ہے اور شادی کے بعد شوہر کے نام سے منسوب ہو جاتی ہے نہ ترکہ میں اس کا کوئی حق ہے اور نہ اپنی ذاتی کمائی اور محنت کی روزی پر اختیار ہے۔

عورت کے دنیوی خطابات

بڑے بڑے پیشوایان مذاہب نے جب زبان کھولی ہے عورت کے جگر ہی کو چھیدا ہے مثلاً "عورتیں شیطان کی گذرگاہیں" (رتیلئن) "عورتوں میں شیطنت بھری ہوتی ہے" (کرائی سا سٹم)

یہودیت نے بھی عورت کو کوئی حق نہیں دیا۔ توریت میں عورت کو بلاوجہ و بلا قصور طلاق دیدینے کی اجازت موجود ہے پھر یہ سختی کہ مطلقہ عورت سے کوئی شادی نہ کرے۔ ہندو یت بھی عورت کے لئے ایک عذاب الیم ہے کہیں دختر کشی موجود ترکہ ووراثت سے محروم، بیوہ ہو جائے تو عقد ثانی کرنا تو کجا حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ چتا پر بیٹھکر اپنے جسم نازنین کو بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کردے۔ کثیرالازدواجی کی بھی جاذ ہے خود ارجن مہاراج اور راجہ دسرتھ کے بیک وقت تین تین بیویاں تھیں اور تمام بڑے بڑے لوگ متعدد شادیاں کرتے تھے۔

پھر تعلیم اتنی سخت کہ عورت کے لئے قفس میں دم گھٹ کر مرجانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں منو مہاراج عورت کے متعلق فرماتے ہیں کہ عورت بچپن میں باپ کے جوانی میں شوہر کے اور بڑھاپے میں اولاد کے اختیار میں رہے کیونکہ یہ خود مختار ہونے کے قابل نہیں $\frac{9}{3}$ $\frac{5}{3}$ رات دن عورت کو پتی کے اختیار میں رہنا چاہیئے اور وہ کوئی کام بھی خود مختاری کے ساتھ نہ کرے باپ جس کے شادی کردے اسی کی خدمت میں رہے اور اس کے مرنے کے بعد غیر مرد کی صورت بھی نہ دیکھے۔ خود لالہ لاجپت رائے نے اپنی تاریخ ہند میں اعتراف کیا ہے "شاستروں میں عورت کو بہت کم رتبہ دیا گیا ہے"

اور سنئے مشہور ہندو رشی اور مقنن عورت کی عزت افزائی کن الفاظ میں کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ عورت کو مشورہ کے وقت اپنے پاس سے ہٹا دینا چاہیئے۔ جھوٹ بولنا عورت کی فطرت ہے اور زیور کا شوق شہوت پرستی برائی کی طرف میلان، اذیت رسانی، ضد اور پلنگ سے محبت عورتوں کا شعار ہے بنیر عورتیں ہمیشہ ہی بیوفا ہوتی ہیں پھر یہ مبالغہ دیکھئے کہ دیوتاؤں کی عورتوں کا بھی یہی حال تھا۔ موسیو لیبان لکھتے ہیں کہ ہندو قانون کہتا ہے کہ تقدیر، جہنم، طوفان، زہریلے سانپ ان میں سے کوئی چیز بھی اس قدر خراب نہیں جتنی کہ عورت ہے۔

مذاہب عالم میں عورت کی پستی

غرض اسلام سے بیشتر دنیا میں ہر طرف ایک تاریکی محیط تھی عورتوں کو تو پیدا ہونے اور عرصہ حیات میں قدم رکھنے کا حکم ہی نہ تھا بسا اوقات پیدا ہوتے ہی مار ڈالی جاتی تھیں اور جو زندہ بھی رہتی تھیں ان کی زندگی قیدیوں سے کچھ بہتر نہ تھی اس کی بسا اوقات ہی دو مردوں کے رحم پر تھی تعدد ازدواج کی کوئی حد نہ تھی اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ یورپ کے راہب اور ہندوستان کے رشی اور سادھو عورت کو خواہ وہ ان کی ماں ہی کیوں نہ ہو بعض اوقات ہاتھ تک لگانا اور اسے چھونا تک عیب اور ایک معصیت عظیمہ سمجھتے تھے۔

تہذیب جدید نے اس دور میں اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے کہ:۔ "کسی قوم کی تہذیب اور ترقی و عظمت کا اندازہ اس قوم کی عورتوں کی حالت سے لگانا چاہیئے گویا عورتوں کی حالت اقوام و مذاہب کی برتری و فرو تری کے لئے ایک معیار و مقیاس ہے اس نظر سے دیکھا جائے تو نظر اٹھاتے ہی اسلام کی عظمت و علومرتبت کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آجائیگا۔ ظہور اسلام کے وقت جبکہ آفتاب رسالت طلوع ہوا ہے دنیا میں بدی۔ ایرانی تہذیب کے جاہ و جلال کا آفتاب خط استوار پر چمک رہا تھا۔ ہندوستان میں بھی بڑے بڑے سلطنت کے راجے مہاراجے موجود تھے دنیا کے بڑے بڑے مذاہب یہودیت عیسائیت برہمنزم، بدھ مت اور مجوسیت زندہ تھے لیکن کہیں عورت کی عزت نہ تھی ہر جگہ خدا کی یہ نصف مخلوق تعبد و غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور انھیں "روٹی کپڑے" کے سوا اور کسی حق کا مستحق نہ سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے دفعتہً اس کی حالت میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا اور عورت کو تقریباً ہر حیثیت سے مردوں کے برابر کر دی گئی کیا اس سے اسلام کی برتری و فوقیت ثابت نہیں ہوتی۔

عورت کی مظلومی

دنیا میں سب سے پہلے رسول کریمؐ نے عورت کی جداگانہ ہستی قائم کی اسے اپنی رائے اور مرضی کا مختار بنایا اس کی مالی حالت مستحکم کی الکس کے صدیوں کے نہیں ہزارہا سال کے مصائب و نوائب کا خاتمہ کیا اور اسے روحانی معاشری، تمدنی اور مالی حیثیت سے مردوں کے ہم رتبہ بنا دیا رسول کریمؐ نے ارتفاع نسوانیت میں پورے تدبر و ہوشمندی سے کام لیا اور کچھ اس قابلیت و دقیقہ سنجی سے کام لیا کہ آجتک پوری دنیا انگشت حیرت در دہاں" نظر آرہی ہے آپ جانتے تھے کہ عورتوں کی غلامی و مظلومی ایک عالمگیر حیثیت کی سرمایہ دار ہے غلاموں کی طرح ان پر بھی رویہ خرچ کیا گیا ہے، ان سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے ان کی غلامی کی جڑیں بھی بعد دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ لوگوں کا نجی اور خانگی معاملہ ہے جس کی دس عورتیں ہیں وہ دسوں اس کی ملکیت ہیں ہر ایک سے کوئی نہ کوئی کام لیا جارہا ہے اور فائدہ اٹھایا جارہا ہے اس لئے ایک ساتھ اور یکبارگی شان و شکوہ کے ساتھ کوئی قدم اٹھانا جہاں زنا اور شراب خواری کی کثرت، فواحش و بیحیائی کی فراوانی اور جہاں کی آب و ہوا گرم اور جذبہ خیز ہے مناسب نہیں اور آسانی کے ساتھ کوئی اپنے اختیارات کو ترک بھی نہیں کرسکتا اس لئے آپ تدریج، مصلحت، غور، اور نکتہ رسی

سے کام لینا شروع کیا۔

معاشری اصلاح

سب سے پہلے آپ نے معاشرت کو لیا اور آن کے درد و کرب اور تکلیف کے ازالہ کی طرف توجہ کی اور جو ظلم و جور کے پہاڑ ان پر ٹوٹ رہے تھے انھیں ہٹانے اور دور کرنے کی سعی کی عرب میں عورتوں پر مردوں کی طرف سے گوناگوں اقسام کے ظلم کئے جاتے تھے جن میں ایک سخت ترین ظلم اور درد وحشت یہ تھی کہ مرنے والے کی بیویوں پر ورثار بیٹے اور رشتہ دار قبضہ کر لیتے تھے وہ ترکہ کے طور پر جائداد منقولہ اور مویشیوں کی طرح ورثار میں انکی مرضی کے خلاف تقسیم ہو جاتی تھیں اور گو رہتی بیوی ہی کی طرح تھیں مگر ان کی حیثیت ایک زرخرید لونڈی سے کسی طرح بھی بہتر نہ ہوتی تھی بعض اوقات یہ ان کا نکاح دوسروں سے کر دیتے تھے اور ان کا نکاح خود اپنے تصرف میں لاتے تھے آپ نے اس دستور و رواج کو مسدود کیا آیت پاک نازل ہوئی یایھا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا ولا تعضلوا لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا مسلمانو تم کو روا نہیں ہے کہ تم عورتوں کو میراث سمجھکر ان پر جبر قبضہ رکھو تم نے انھیں جو کچھ ترکہ شوہر سے دیا ہے اسے ان سے چھین لینے کے لئے انھیں قید میں نہ رکھو البتہ اگر ان سے علانیہ کسی بدکاری و فحش کا اظہار ہو تو ان کا قید رکھنا کوئی مضائقہ نہیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اگر تمھیں کسی وجہ سے اپنی بیوی ناپسند ہو تو عجب نہیں کہ تم جسے ناپسند کر رہے ہو اسی میں اللہ تمھیں خیر و برکت دے۔

حسن سلوک کی تاکید

اس آیۂ پاک سے عورتوں کو میراث سمجھنے کی ہی تنبیح ہوئی بیویوں سے دیا ہوا مال لینے کی ممانعت ہوئی ان پر ظلم کو بھی برا بتایا گیا حسن سلوک کی بھی تاکید ہوئی اور محض ناپسندیدگی کی بنا پر بیوی کو طلاق دینا بھی معیوب ٹھیرایا گیا یہ بہت ہی بڑی مصیبت تھی کہ اپنی بیوی کسی وجہ سے ناپسند ہوئی یا اس سے اچھی صورت کی عورت دیکھکر اس کے عیوب زیر نظر آئے تو اسے چھوڑ دیا قطع تعلق کر لیا اور جو اسے دیا ہے وہ اس سے چھین لینے کے لئے اسے بند رکھا طبائع فطرتاً مختلف ہوتی ہیں تو الد و تناسل کے اعتبار سے تو سب عورتیں یکساں ہیں مگر صورت و سیرت میں فرق لازمی ہے کسی میں حسن و جمال کی رنگینیاں تو موجود ہیں مگر سیرت اچھی نہیں ایک میں انتظامی قوت بڑھی ہوئی ہے اور دوسری میں بات چیت اور گفتگو کا سلیقہ ہے کسی کو اپنے جسم کی صفائی و آراستگی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور کوئی اپنی تزئین و آرائش سے زیادہ مکان کی صفائی و آراستگی کا زیادہ خیال رکھتی ہے ایک میں مرد کو باتوں سے خوش رکھنے کا سلیقہ ہوتا ہے اور دوسری میں تیمار داری و حالت بیماری میں خدمت و نگہداشت کی قابلیت ہوتی ہے ہمہ صفت موصوف بیوی تو قسمت سے ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے یہی حالت مردوں کی ہے کسی کو کوئی ادا پسند اور کسی کو کوئی لیاقت۔

زن و شوہر کی مصالحت پر زور

اس اختلاف طبع کا نتیجہ باہمی کدورت و تعیض کا باعث ہوتا ہے بد مزگیاں پیدا ہو کر قطع تعلق پر منفرع ہوتی ہیں گھر کی راحت مٹتی اور اولاد در بدر ہوتی ہے صدہا مفاسد کا باب وا ہوتا ہے مردوں کے مذاق کے مطابق اور موقع و محل کے اعتبار سے ممکن ہے کہ کسی عورت کی کوئی بات ایک وقت شوہر کو پسند نہ آئے اور شوہر بد دل ہو کر بیوی کی قدر نہ کرے تو خدا اس کے متعلق سمجھاتا ہے کہ کوئی ادا بی بی کی ناپسند ہو تو اسے حقیر نہ سمجھو کیونکہ بہت سی باتیں اس میں ایسی ہو سکتی ہیں کہ جو آیندہ چل کر تمہاری خوشنودی کا باعث ہوں گی۔ کتنی بلند بصیرت اور راحت افزا نصیحت ہے اور کس خوبی و حسن کے ساتھ سمجھایا گیا ہے

کثیر الازدواجی کا انسداد

سوتیلی ماؤں کو بیوی بنا لینے کے متعلق قطعی حکم صادر ہوا کہ آیندہ ان عورتوں سے نکاح نہ کرنا جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں یہ بہت بڑی بات اور بہت فحش دستور ہے۔ یہی نہیں کہ مرد اچھی عورت مل جانے پر پہلی کو چھوڑ دیتے تھے اور دیا ہوا مال واپس لینے کے لئے اسے اپنے قبضہ میں رکھتے تھے بلکہ ایک عظیم اور عافیت سوز مصیبت یہ بھی تھی کہ عرب میں کثیر الازدواجی عروج پر تھی لوگ شادیوں پر شادیاں کرتے چلے جاتے تھے کوئی حد و انتہا نہ تھی اور ہر نئی شادی پر پہلی بیویوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی تھی اور آخر میں ان کی حیثیت ایک کنیز اور لونڈی سے بہتر نہ رہتی تھی اور ان کی تمام زندگی اندوہ و مصائب کی نذر ہو کر رہ جاتی تھی۔

ازدواج کے متعلق میانہ روی

اس پر طرہ یہ کہ یہ لوگ الدار تو ہوتے ہی تھے ان کی ولایت میں رشتہ و قرابت کی یتیم لڑکیاں ہوتی تھیں جو انکی آنکھوں کے سامنے بہار شباب سے آراستہ ہوتی تھیں شباب میں فطرتاً ایک کشش اور مقناطیسیت ہوتی تھی یہ انھیں بھی اپنی زوجیت میں لے آتے تھے سب لڑکیاں حسین و جمیل تو ہو نہیں سکتی تھیں چند ماہ کے بعد ان سے طبیعت سیر ہو جاتی تھی پھر یہ غریب کہیں کی بھی نہ رہتی تھیں اپنا شباب و بہار شباب تو ان کی نذر کر دی اب کون پوچھے یہ تباہ حال بھی گھروں میں پڑی رہتی تھیں اور خدمت کر کے نوکرانیوں اور لونڈیوں کی طرح

اپنا پیٹ بھر لیتی تھیں رسول کریمؐ نے اس خوفناک ظلم کے استیصال کی طرف بھی توجہ کی اور حکم صادر ہوا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے متعلق تم انصاف نہ کر سکوگے تو ان کے علاوہ اور عورتوں کے ساتھ دو تین چار تک نکاح کر سکتے ہو اور اگر تم ان میں بھی عدل نہ کر سکو تو صرف ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اس پر قناعت کرو عدل نہ ہونے کی حالت میں قرین مصلحت امر یہی ہے۔

گویا اب چار عورتوں سے زائد نکاح کا دستور مسدود ہو گیا نہ یہ افراط رہی کہ جتنی چاہو عورتیں بھرتے چلے جاؤ اور نہ یہ تفریط رہی کہ استطاعت و خواہش ہوتے ہوئے بھی ایک ہی بیوی کو نکاح میں رکھو کہ پہلی صورت بھی خطرناک اور ظالمانہ ہے کیونکہ بہت سی عورتوں کے ساتھ نہ بسر ہو سکتی ہے اور نہ انصاف ہو سکتا ہے اور دوسری بھی مذموم ہے کہ اس سے زنا کی راہیں کھلتی ہیں چھپے چوری دوسری عورتوں سے تعلق قائم کرنے پڑتے ہیں اور اس سے بیوی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ یتیم لڑکیوں کے والیوں کو حکم ہوا کہ جن لڑکیوں سے تم سمجھتے ہو کہ آخر تک نبھ سکے گی فوری خواہش کے جوش میں ان سے شادی نہ کر بیٹھو دوسری عورتوں سے دیکھ بھال کر اور سوچ سمجھ کر شادی کرو۔

موافقت زوجین کیلئے بہترین راہ

عرب میں لوگ طلاق تو ذرا ذرا سی باتوں پر دیا کرتے تھے لیکن مہر ادا کرنے میں حیل و حجت کرتے تھے اور ان کے مال کو ان سے لیکر کسی نہ کسی طرح اُن سے لیکر ہضم کر جاتے تھے اس بیجائی کے انسداد کے لئے حکم ہوا کہ عورتوں کے مہر بخوشی ادا کر دیا کرو لیکن اگر وہ اس کا کچھ حصہ برضامندی تمھیں معاف کر دیں تو تم اُسے شوق سے اپنے صرف میں لاؤ۔ واتوا النساء صدقٰتھن نحلۃ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا گھر کے جھگڑوں اور زن و شوہر کے قضیوں کو ختم کرنے کے لئے ایک عجیب اور مؤثر اصول و آئین پیش کیا حکم ربانی صادر ہوا کہ مرد عورتوں سے زبردست ہیں جس کی وجہ اور کوئی نہیں یہ ہے کہ یہ قانون ربانی ہے کہ اس نے سب کو برابر و یکساں پیدا نہیں کیا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے نیز یہ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال اور اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت خرچ کرتے ہیں نیک بیبیاں اپنے مردوں کا کہنا مانتی ہیں اور ان کی غیبت میں ان کی عزت اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس کا سلیقہ عطا کیا ہے پھر جو بیبیاں تمہارا کہنا نہ مانیں اور تمھیں ان کے خودسر ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے تم انھیں سمجھاؤ نہ مانیں تو ان سے ہمبستری موقوف کردو اس کا بھی ان پر اثر نہ ہو اور وہ اپنا سر اطاعت خم نہ کریں تو انھیں ہلکی مار دو اس کے بعد اگر وہ سزا پا کے تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو پھر تم بھی سپر ڈال دو اور ان پر الزام لگانے اور بہتان رکھنے کی فکر میں نہ لگے رہو کہ کوئی موقعہ اور بہانہ ملے اور انھیں چھوڑ دیں کیونکہ اگر ایسا کروگے تو متنبہ ہو کہ اللہ میں بڑی قوت ہے اور وہ سب پر غالب ہے اور اگر عورت سمجھانے ہمبستری ترک کرنے اور مارنے سے بھی باز نہ آئے اور جھگڑا بڑھتا ہی رہے تو اب بھی طلاق و ہجر میں عجلت نہ کرو بلکہ ایک آخری تدبیر یہ کرو کہ تصفیہ تنازعہ کے لئے اپنے اور بیوی کے کنبہ سے ایک ایک ثالث منتخب کرکے تدبیر اصلاح کا معاملہ ان کے سپرد کردو اگر ایسا کروگے اور خلوص سے کام لوگے تو وہ دونوں کو توفیق مصالحت عطا کریگا کہ وہ علیم و خبیر ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب الخ

قرآنی فلسفہ کی برتری

کتنا پُرحکمت اور فقید المثال حکم ہے گویا خانگی مصائب و تنازعات کے جتنے اسباب و باعث ہو سکتے تھے سب کو ایک ایک کرکے دور کیا اور معاشرتی آئین بتائے اور صورت اصلاح پیدا کی۔ سوتیلی ماؤں سے نکاح مسدود کرایا کثیرالازدواجی کو محدود کرکے ازدواج کی انتہائی تعداد چار تک رکھی اور عدل کی شرائط لگا کر اس کی افادی حیثیت کو دوچند کر دیا کہ عورتیں بھی آرام سے رہیں اور مرد بھی زنا سے بچے رہیں طلاق کی اجازت دی مگر انتہائی حالتوں میں بادی النظر میں چار عورتیں بہت معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر مرد کے جذبات قوی ہیں اور وہ ایک عورت پر فطرتاً صبر نہیں کر سکتا تو اس کی عورت کی راحت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ اس کا مرد زناکاری اور چھپے چوری آوارگی بدچلنی سے بچا رہے اور اس کے ساتھ بھی محبت و عدل سے پیش آئے طلاق جائز رکھی مگر ساتھ ہی عورت کو بھی خلع کا حق دیا کہ اگر دونوں میں موافقت کی کوئی صورت ہی نظر نہ آئے تو وہ ہندو عورت کی طرح پوری زندگی اندوہ حرمان کی نذر نہ کر دے یا یورپ والوں کی طرح وہ اپنی رسوائی کو عالمگیر نہ کر سکیں۔

سچ یہ ہے کہ جتنا نہ صورت زن و شوہر کا نقیض ہے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اس خانگی جنگ کے اسباب و علل کا واقف اور کون ہو سکتا ہے اس نے آیہ بالا میں بتایا کہ اس کے اساسی و بنیادی سبب صرف دو ہی ہیں کہ مرد خود کو غالب و قوی سمجھ کر اپنی عورت کو ستاتا تنگ کرتا اور خواہ مخواہ حکومت کرتا ہے اور عورت مرد کی اطاعت سے گریز کرتی ہے چنانچہ مردوں کو تو اللہ تعالیٰ وعاشروھن بالمعروف حکم دیکر ستانے اور تنگ کرنے

سے روکا اور عورت کو بتایا کہ تجھے اس کی اطاعت سے انکار نہ کرنا چاہئیے اس لئے کہ اس میں کوئی شکوہ یا الجھن اور کڑھن کی گنجائش نہیں قانون قدرت کی رو سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی گئی ہے کوئی حاکم ہے کوئی محکوم کوئی بڑا ہے اور کوئی چھوٹا کوئی دولتمند ہے اور کوئی غریب پھر مرد اپنی دولت تیرے اوپر خرچ کرتا ہے تجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اس لئے تیرا فرض ہے کہ تو اس کا کہنا مانے اور جب تو مرد کے یہاں رہتی ہے تو اس کی اطاعت کرے اور نہ کرے تو مذکورہ امور پر عمل کیا جائے گا لیکن پھر بھی چونکہ میاں بیوی کی علیحدگی شدید نتائج کی سرمایہ دار ہوتی ہے اس لئے ایک ساتھ علیحدگی روا نہیں رکھی بلکہ اصلاح کا بہترین طریقہ فصل خصومت بذریعہ ثالث بتایا۔

دنیا میں کوئی قانون بھی اس اسلامی قانون کی سود مندی و منفعت خیزی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

حقوق زوجین میں مساوات پھر زن و شوہر کو بتایا ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة گو مردوں کو تم عورتوں پر فوقیت حاصل ہے مگر حقوق کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں کتنا بلیغ اور سراپا حکمت ہے ایک فقرہ میں ایک بحر معانی پوشیدہ ہے اور ایک کوزہ میں پورا دریا بند کر دیا ہے مساوات حقوق کی حالت میں امتیاز خود بخود [illegible] جاتا ہے اور کوئی اطاعت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اس لئے مساوات حقوق کے اعلان سے تو مردوں پر پابندیاں عائد ہو گئیں اور علیھن درجة سے عورتوں کی خودسری پر بند لگ گیا پھر ھن لباس لکم وانتم لباس لھن، فرما کر دونوں کی نگاہوں میں دونوں کی اہمیت و ضرورت واضح کر دی اس موقع پر لفظ "لباس" کا استعمال قرآنی بلاغت کا ایک اعجاز ہے اس تشبیہ سے بہتر اور کوئی تشبیہ ہو ہی نہیں سکتی تھی جس طرح لباس کے بغیر انسان برہنہ ہوتا ہے [illegible] ہی [illegible] رہتا ہے اور اس کی [illegible] ہی حالت عورت کے لئے مرد کی اور مرد کے لئے عورت کی ہے دونوں میں سے کوئی بھی ایک کے بغیر دوسرے کو آرام مل سکتا ہے نہ حیثیت بنتی ہے اور نہ کوئی وقار قائم ہوتا ہے علاوہ ازیں رسول کریم مسلمانوں کو برابر تعلیم و ہدایت کرتے رہتے تھے کہ عورتوں کی جائز خواہشات کو ہمیشہ پورا کرو جب باہر جاؤ تو ان کے لئے تحفہ لیکر آؤ جو خود کھاؤ پہنو وہی ان کو بھی اچھی [illegible] ان کے ساتھ حسن [illegible] پیش آتے رہو یہ [illegible] ان [illegible] لگے [illegible] طلبہ [illegible] مسلمانوں سے بھی کہا کہ عورتوں کے [illegible] اور ان کے حقوق کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہنا۔

اور بیویوں کے ساتھ سلوک ہی کو معیار شرافت قرار دیکر صاف کہدیا کہ حقیقت میں شریف وہی ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ بہتر اور شریفانہ ہو۔

تعلیم و نصیحت اس وقت تک بیکار ہے جب تک معلم و ناصح جو کہے اس پر خود عمل کر کے نہ دکھائے اور آپ اپنی تعلیم کا نمونہ بنکر سامنے نہ آئے چنانچہ آپ نے عورتوں کے ساتھ برتاؤ اور بیویوں کے ساتھ سلوک و احسان کا وہ شاندار نمونہ عمل دنیا کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر اس وقت تک بھری دنیا میں کوئی پیش نہ کر سکا تھا بیویوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ نہایت شاندار و شریفانہ تھا جس کی انتہا یہ ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں تک کی عزت کرتے تھے اور انھیں برابر تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے آپ اپنی رضاعی ماں کی بیحد عزت کرتے تھے دختر کشی کو موقوف کرا کر اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سے وہ محبت کی کہ عرب کی آنکھیں کھل گئیں ماؤں کے متعلق فرمایا کہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے گویا ہر حیثیت میں عورت کا رتبہ بلند کیا اور دنیا کو ان کی عزت کرنے کے آئین سکھائے یہ تھیں آپ کی عدیم المثال معاشری اصلاحات۔

مالیات میں عورت کا درجہ دنیا میں مال و دولت کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے عورت کی ذلت و پستی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مالیات سے اُسے بالکل بے تعلق سا رکھا گیا تھا آپ جانتے تھے کہ جب تک عورتوں کی مالی حیثیت مستحکم نہ ہو گی اس وقت تک عورتوں کی عزت و منزلت کو دوام و استحکام حاصل نہ ہو گا اس لئے آپ نے صد ہزار سالہ روایات و دستور کے خلاف کیا پہلی مرتبہ عورت کو وراثت میں شریک کیا وہ اپنے باپ اور خاوند کے مال و جائداد میں وارث قرار دیگئی اور اُسے اپنی جائداد اور اپنے مال کا مالک قرار دیا اور اُسے بیع و شرا الحرید و فروخت اور معاہدہ و انتظام کی پوری آزادی عطا کی اُسے اجازت دی کہ وہ جس طرح چاہے اپنا مہر خرچ کر سکے اور جتنا چاہے لے سکے اپنا مال اپنی حفاظت میں رکھ سکے اور تجارت و کاروبار کر کے اُسے بڑھا سکے۔

مالی حیثیت کا استحکام اس کی مالی حیثیت مستحکم کر کے علمی حیثیت سے بھی اس کا درجہ بلند کرنا چاہا کہ دولت کے بعد علم کو بہت بڑی قوت حاصل ہے اور مردوں کی طرح اس پر بھی حصول علم فرض کیا گیا گویا رسول کریم نے اس مخلوق کو جو ایک مدت دراز سے لکد کوب حوادث بنی ہوئی تھی معاشری حقوق کے ساتھ تمام تمدنی حقوق بھی عطا کر دیئے اور اس باب میں بھی اس کا درجہ مردوں کے مساوی کر دیا۔ فرانس کے مشہور مورخ موسیو لیبان نے بھی حالت پر نگاہ کر کے لکھا ہے کہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورت کی حالت

کو درست کیا اسلام سے بیشتر دنیا میں عورت کی حالت نہایت مذموم والمناک تھی اسلام نے تمدن میں عورت کو مساوات کا درجہ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مشرقی عورت مغربی عورت سے بلحاظ تربیت و تعلیم ہمیشہ ہی فائق رہی ہے۔ ڈاکٹر ہیلی اپنی کتاب تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا سبق ہسپانیہ کے مسلمانوں ہی سے سیکھا تھا یہاں تک کہ میدان کارزار میں ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی بھی اپنی عورت کے ساتھ نہایت خلق و نرمی کے ساتھ پیش آتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی ایک اسپین کیا دنیا کے ہر حصہ اور ہر ملک میں عورت کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کے یہی شاندار مظاہر نظر آتے تھے۔

روحانی حیثیت

روحانی اعتبار سے بھی عورت بہت فروتر سمجھی جاتی تھی مرد کی خدمت اس کی عبادت تھی ورنہ پرستش و عبادت میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا اور جب تک عورت کو ہر حیثیت سے مساوات کے درجہ میں نہ لے آیا جاتا اس وقت تک اس کی بات کی سحر نہ ہو سکتی تھی اس لئے روحانیت اور عبادات میں رسول کریم نے عورت کا درجہ مردوں کے بالکل برابر کر دیا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مردوں کی طرح اس پر بھی فرض کی گئی اور انھیں ہر اعتبار سے مکلف قرار دیا من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ۔

مسلمانوں کے روز افزوں اقتدار کے ساتھ عورتوں کا اقتدار و رتبہ بھی برابر بڑھتا رہا اور ایک قلیل و قفہ مدت ہی کے اندر ان کی حالت میں وہ عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا کہ دنیا ششدر و حیران رہ گئی اور جو دنیا اب تک اُسے ناقص العقل، حیوانات سے بدتر، سانپ، بچھو اور موت سے زیادہ خوفناک تر اور حقیر مخلوق سمجھتی تھی اسی کو مسند عزت پر متمکن دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں علمی مجلسوں فاضلانہ صحبتوں اور جنگی معرکوں میں وہ مردوں کے دوش بدوش چلنے اور اپنے کمالات کا سب سے اعتراف کرا لینے لگیں۔

مطلق العنانی مساوات نہیں

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یورپ و امریکہ کی عورتیں اپنی ذاتی جدوجہد کے بعد کچھ حقوق حاصل کر کے بالکل شتر بے مہار بن گئی ہیں اور مساوات کے جنون نے انھیں دائرہ نسوانیت ہی سے خارج کر دیا ہے وہ کامل عورت بننے کے بجائے کامل مرد بننے کی سعی میں منہمک ہیں اور مردوں کی اطاعت کو وہ اپنی تحقیر سمجھنے لگی ہیں اور تحقیر سمجھنا تو ایک طرف وہ تو خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گئی ہیں حالانکہ انھیں اب تک بھی اتنے حقوق حاصل نہیں ہو سکے جتنے آج سے تیرہ سو سال بیشتر مسلم عورتوں کو مل چکے ہیں اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ مغرب نے عورت کو اس کی نسوانیت اور اس کی فطری کمزوری کی رعایت کئے بغیر اُسے غیر معمولی آزادی دیدی اور خود انھیں خود مختارانہ قدم اٹھانے کا موقعہ دیا اور بالکل آزاد چھوڑ دیا لیکن اسلام نے اسے بالکل آزاد نہیں چھوڑا اور ہر حالت اور ہر حیثیت میں اس کی نسوانیت کو قائم رکھا۔

جہاں آپ عورتوں کے حقوق اور ان کے حسن سلوک پر زور دیتے تھے وہاں آپ اس کی بھی برابر تاکید کرتے رہتے تھے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے عورتوں کو مردوں کی اطاعت ہر حالت میں کرنی چاہیئے اگر دنیا میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو وہ شوہر ہوتے کوئی عورت اپنی نسوانیت کے آئین کو چھوڑتی تو آپ بہت برافروختہ ہوتے ایک عورت کے ناخون سفید تھے تو آپ نے فرمایا کیا ہو گیا ہے کہ تم عورتیں مردوں کی طرح ہاتھ رکھتی ہو اور مہندی نہیں لگاتیں چوڑیوں کے متعلق فرماتے کہ جس گھر میں چوڑیوں کی آواز سنائی دیتی ہے وہاں برکت ہوتی ہے عورتوں کو خانہ داری اور پرورش اولاد کی طرف خاص توجہ مبذول رکھنی چاہیئے عورت کا سر اگر کھلا ہو تو وہ گویا برہنہ ہوتی ہے حجاب حیا عورت کے زیور ہیں عورت نے ترقی و عروج کے انتہائی مدارج پر فائز ہو کر بھی کبھی اپنی نسوانیت کو نہیں چھوڑا یہ تھیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحات اور یہ تھا آپ کی مساعی گرامی کا ثمرہ شیریں جس کے لئے اگر زمین و آسمان بھی مل کر شکر ادا کریں تو حق ادا نہ ہو۔

عملیات مشائخ

اس مجموعہ میں حسب ذیل مشائخ عظام کے عملیات ہیں (۱) حضرت محبوب سبحانی (۲) حضرت خواجہ حسن البصری (۳) حجۃ الاسلام امام غزالی (۴) امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندی (۵) امام طریقت ربانی مجدد الف ثانی (۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر (۱۰) خواجہ علاء الدین صابر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب ہر شیخ کے عملیات درج کرنے سے قبل ان کے ماخذ کا حوالہ دیدیا ہے۔ قیمت ۶ محصول ڈاک ۶

رسول اللہ کے عملیات

یوں تو عملیات کی بیشمار کتابیں ہیں لیکن یہ کتاب اپنے رنگ کی وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی ضرورت ایک مدت سے تمام روحانی دنیا محسوس کر رہی ہے اس کتاب میں سرورِ کائنات سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کے ساتھ جمع کر کے بمجد دیئے ہیں ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے چنانچہ اس میں ہر مقصد میں کامیاب ہونے ہر درد دکھ مٹانے ہر درد کو مٹانے اور ہر مصیبت میں نجات حاصل کرنے کے لئے عملیات ہیں اور عملیات کے سلسلہ میں بڑی مجرب کتاب ہے قیمت ۸

کنز الحسین اردو

اس کتاب کی نام دلنگ مارتین ہی یہ اعمال و اوراد کی و نقش تعویذ بہت بڑی کتاب ہے ۲۲۴ صفحہ کی ضخامت ہے تصنیف سید غلام حسین صاحب رمال فاضل نجوم و ماہر علوم ساوی ہزاروں کام کی باتیں ہیں چند باب یہ ہیں باب اول اسماء الٰہی کے اعمال و دعا و تعویذ اور زکوٰۃ۔ باب دوم کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان مفصل باب سوم نقشیات علیات و نقش پر کرنے کا طریقہ باب چہارم عزیمت دفع آسیب اور مجرب فلیتے۔ باب پنجم ساعات علویات اور طریقہ زکوٰۃ و کیفیات پر ہیز باب ششم سفلی علاج اور ان کی تراکیب جب و بغض باب ہفتم کیمیا اور انقلاب جمادات کے مجرب نسخے قیمت مجلد عہ محصول ڈاک ۱۰ ار کل للعہ

ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

بدترین مخلوق کی بہترین خیر خواہی

انسداد غلامی

غلامی و تعبدو نیائے انسانیت کی ایک سب سے زیادہ تند خیز لعنت تھی جو اوائل صدی نوزدہم تک اسی آسمان کے نیچے اور اسی وسیع اور دور دور تک پھیلی ہوئی سرزمین پر بنا قائم رہی شیر درندہ ہے مگر وہ دوسرے شیروں اور درندوں کو غلام نہیں بناتا ہاتھی ایک قوی الجثہ اور لحیم و شحیم جانور ہے لیکن کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ ایک ہاتھی نے دوسرے دس ہاتھیوں کو غلام و پابند بنا رکھا ہو یہ شرف و سعادت اس اشرف المخلوقات انسان ہی کے حصہ میں تھی کہ اس نے وہ کیا جو درندے بھی نہ کر سکتے تھے اور وہ سب کچھ روا رکھا جسے روا دار چرند و پرند بھی نہ ہوئے تھے اس نے اپنے ہی جیسے انسانوں کو ان کی مرضی کے خلاف گرفتار و پابند کیا، غلام بنایا اور ان کی عزتوں راحتوں، محنتوں، کمائیوں، مرضیوں اور جسموں کا مختار کل اور مالک بن گیا صرف اس پر ہی اکتفا کی جاتی تو یہی ایک بات تھی وہ ان کی راحت و آرام کا خیال تو رکھتا کہ جانوروں اور چوپایوں کا بھی استحقاق تو تسلیم کیا گیا ہے لیکن غلامی میں غلام انسانوں کو بالتو جانوروں کی برابر بھی نہ سمجھا جاتا تھا اور ان پر انتہائی مظالم کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا خدا جانے اس لعنت نے کس منحوس ساعت میں جنم لیا تھا کہ ہزار ہا برس گذر جانے پر بھی اس تاریکی کی صبح نہ ہوئی تھی اور ہر حصہ عالم پر گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ویسے تو دنیا کے ہر ملک اور ہر گوشہ میں یہ وبا پھیلی ہوئی مگر روم و ایران اپنی تہذیب و شائستگی کے باوجود بری طرح اس لعنت میں گرفتار تھے اور ان کے پاس غلاموں کی فوجوں کی فوجیں موجود تھیں کلدانی تاریخ بہت قدیم ہے مگر بابل میں بخت نصر کے زمانہ میں غلام موجود تھے اور ان سے شدید سے شدید مشقت لی جاتی تھی نینوا کی تہذیب میں بھی اسیران جنگ غلام بنا لئے جاتے تھے رومی اپنی مدنیت اور تہذیب میں بہت بڑی شہرت کے حامل ہیں اور مغربی مورخین نے ان کی عظمت کو اپنے زور قلم سے بہت درخشاں کر دیا ہے مگر ان کے یہاں بھی غلامی اپنی ہولناک سے ہولناک صورت میں برابر موجود رہی ہے

مغرب والوں کا "شرف یکتائی"

سب کچھ سہی اور ہر مذہب و قوم نے غلامی کو روا بھی رکھا ہی مگر یورپ نے اس ضمن میں جو شرف یکتائی حاصل کیا نہ بات کسی کو نصیب نہ ہوئی اس کے تاجروں نے ایک قیامت برپا کئے رکھی اور غلامی کے کاروبار کو ایک منظم صورت دیدی۔ افریقہ سامنے موجود تھا جو گویا غلاموں کا جنگل تھا یورپ کے ہر ملک کے لوگ افریقہ پہنچتے امریکہ کی طرف نکل جاتے اور جتنے لوگ انھیں ملتے انھیں جانوروں کی طرح زبردستی پکڑ کر جہازوں میں بھر لیتے بہت سے تو غریب دم گھٹ کر ہی مر جاتے اور جو بچ رہتے ان کے یہ کوڑے کر لیتے ان ظالموں نے آبادیاں کی آبادیاں اجاڑ دیں دیہات کے دیہات ویران کر دیئے اور ان حیوانوں نے انسانوں کو بیچکر اپنی انسانیت کو داغ لیا ان سے پیشتر یہ کام ڈاکوؤں کا تھا کہ وہ ساحل پر اترتے جو مال ملتا مال لے لیتے اور آدمی ملتے آدمی لے لیتے اور انھیں منڈیوں میں جاکر فروخت کر دیتے لیکن یورپ والوں نے تو بازار کے بازار غلاموں سے پاٹ دیئے گبن کی شہرہ آفاق تاریخ شاہد ہے کہ یورپ میں رومیوں نے غلامی کو انتہائی مکروہ اور بھیانک صورت عطا کر دی۔

یہ مہذب وحشی ان غلاموں سے اتنی شدید اور پر مشقت کام لیتے اور انھیں ذرا سی لغزش پر ایسی ہولناک سزائیں دیتے کہ اکثر و بیشتر غلام الٰہی شہداء کی نذر ہو جاتے کوڑوں کی ضربات سے جسم کی کھالیں ادھیڑ کر رکھ دیتے تھے گرم لوہے سے داغتے تھے پانی میں ٹانگیں پکڑ کر غوطے دیتے تھے زندہ آگ میں جھونک دیتے تھے اور کوئی ان کی فریاد کا سننے والا نہ تھا حکومت اور قانون غلاموں کو ان کی جائداد سمجھتا تھا اور انھیں حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں غلاموں کی زندگی اور موت کا فیصلہ کر دیں

ارض ہند میں غلاموں کی درگت

ہندوستان میں بھی غلامی موجود تھی لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں تسلیم کرتے ہیں کہ "ہندوستان کے اندر ویدک عہد میں غلامی موجود تھی ہا مسٹر ڈیوز نے بھی یہی لکھا ہے چندر گپت بڑے جاہ و جلال کا راجہ تھا مگر وہ لونڈی غلام برابر خریدتا رہتا تھا اور جب شکار کو جاتا تھا تو کنیزیں ہی اس کی حفاظت کرتی تھیں تاریخ ہند لالہ جی۔

یہود کو کلدانیوں نے غلام بنایا لیکن یہودیوں نے بھی کمی نہ کی تاریخ قدیم میں مرقوم ہے کہ یہود بھی غیر مذاہب کے اسیران جنگ کو غلام بنا

لیا کرتے تھے اور ان سے سخت سے سخت کام لیتے تھے اور یہ کیا کوئی ملک اور کوئی قوم اس سے پاک نہ تھی حتیٰ شہنشاہ چین کے پاس بھی بکثرت کنیزیں تھیں اور بہت سے غلام (تاریخ چین) اہل کسٹائل کی یہ حالت تھی کہ وحشی اور خونخوار ٹیڑوں کی طرح جو شہر اور قلعہ بھی انہوں نے فتح کیا محصورین اور باشندوں کو تلواروں پر رکھ لیا اور جو بچ گئے انھیں غلام بنا کر رکھ لیا یہ لوگ پیروان مسیحیت تھے۔

غلامی یورپ کی ہر جماعت و ہر قوم میں پائی جاتی تھی ایران کے مجوسی اور آتش پرستوں کی بربریت کا یہ عالم تھا کہ یہ اسیران جنگ کو قتل بھی کرتے تھے جلاتے بھی تھے اور قیدی بھی بناتے تھے عرب کے لوگوں کا بھی یہی آئین تھا۔ (مجمع الامثال کرمانی) ہندوستان کے اندر ٹیکسلا غلاموں کی بہت بڑی منڈی تھی جہاں ان کی خرید و فروخت کثرت سے ہوتی تھی (تاریخ ہند) پروفیسر ایشری پرشاد اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ملک بادشاہی کا جو آدمی بھی سیواجی کے ہاتھ پڑ جاتا تھا وہ اسے پکڑ کر غلاموں کے طور پر اپنے امیروں کو تقسیم کر دیتا تھا۔ لالہ لچھمی نرائن نے اپنی کتاب "بساط الغنائم" میں لکھا ہے کہ سنبھاجی نے بھوپال پر یورش کی وہاں سے پانسو اسیروں کو غلام بنا کر لایا۔

غلامی کا سب سے بڑا سرچشمہ

غلامی کا سب سے بڑا سرچشمہ دنیا میں جنگ رہی ہے اور جنگ ایسی لعنت ہے جو ابتدائے عالم سے لیکر اس وقت تک برابر بربادی عالم اور تباہی نوع انسانی کی تباہی کا باعث بنی رہی ہے لڑائی کے بعد فاتح المفتوح کے افراد غلام بنجاتے تھے اور ان کی جانیں اور ان کے زن و فرزند فاتحین کے رحم پر ہوتے تھے جو عموماً سب کے سب غلام بنا لیے جاتے تھے جتنے قتل کیے جا سکے قتل کر دیے اور جو بچ رہے وہ غلام بنا لیے گئے یہ غلام امرا میں تقسیم ہو جاتے تھے جو انھیں فروخت کر دیتے تھے اور پھر یہ دوسرے ممالک میں جا کر فروخت ہوتے تھے دوسرا ذریعہ ڈکیتی تھا ڈاکو قافلوں کے قافلے لوٹ لیتے تھے اور انسانوں کو فروخت کر دیتے تھے غریب و نادار لوگ بھی اپنے بچوں کو فروخت کر دیتے تھے بعض اوقات قرض باعث غلامی بنجاتا تھا جب اس تجارت نے فروغ و نظم حاصل کیا تو امریکہ اور افریقہ کی وحشی قومیں ان کے لیے غلاموں کے ذخائر اور لاوارث جنگل بن گئیں ہندوستان میں اچھوتوں کی حالت بھی غلاموں سے کچھ بہتر نہیں بلکہ بدتر تھی ان سے بشکل جبر اور بیگار تمام ذلیل سے ذلیل اور سخت سے سخت کام لئے جاتے تھے اور یہ اف بھی نہ کر سکتے تھے بلکہ ان کی حالت غلاموں سے بھی بدتر تھی غرض پوری دنیا اسی لعنت کے جنگل میں گرفتار تھی اور کوئی ایک انسان نہ تھا ان لاکھوں منکوب اور مظلوم انسانوں کی راحت و آسائش کی پرواہ نہ کرتا تھا اور مخلوق خدا بڑی حوادث زمانہ کی ہو رہی تھی بڑے بڑے شرفا و اعاظم کو بھی غلام بنکر دلدوز اور عافیت سوز معاملہ کرنا اور اپنے آقاؤں کی چشم و ابرو کے اشارہ پر کھیلنا پڑتا تھا باکمال اور عظیمت لڑکیاں ذی علم و منجھے بزرگ اور خوشرو و شریف نوجوان غلامی کے جنگل میں پھنسکر اپنے جوہر اور اپنی آسائش و عزت کھو بیٹھے تھے جب افلاطون جیسے فلاسفر کو غلامی کی اغلال و سلاسل پہنکر کھیت جوتنے اور بونے پر مجبور ہونا پڑا تو ادانی کی حالت کا تو ذکر ہی فضول ہے۔

طلسم غلامی کی شکستگی

آخر افق عالم پر آفتاب رسالت طلوع ہوا جسکی نورپاش اور ضیا بیز کرنوں نے دنیا میں پھیلی ہوئی ظلمتوں اور تاریکیوں کو فنا کرنا شروع کر دیا اور کرہ ارض دفعۃً بقعہ نور بن گیا ظلم و ستم کے بت اوندھے ہو گئے اور اس ریگستان مصائب میں باد نسیم چلنے لگیں جہاں باد سموم کے جھونکے ہر لمحہ اور ہر ثانیہ ایک تباہی و قیامت برپا کرتے تھے اور لوگوں کو سانس لینا مشکل ہوتا تھا زمین سخت تھی اور آسمان دور مظلوم غلاموں اور بیکس و بے بس کنیزوں کی فریاد سننے والا کوئی ایک بھی نہ تھا ہاں ان کی اذیتوں پر کڑھنے اور ان کی صدائے درد سے اپنا دل دکھانے والا عرب کی فضا میں پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہی اس نے عام اعلان کر دیا کہ لوگو! آقائی و غلامی سب مصنوعی رشتے ہیں۔ حقیقت میں آقا صرف خدا ہے اور سب اس کے بندے ہیں اور بندوں کی حیثیت سے سب برابر ہیں یہ ذات گرامی حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی جو "غریبوں کا مولا" اور "ضعیفوں کا ماویٰ" تھا اور ساتھ ہی فقید المثال مدبر اور عدیم النظیر دقیقہ شناس مآل اندیش اور نکتہ سنج تھا آپ نے گرد و پیش نگاہ جو ڈالی تو سطح ارض کے ہر گوشہ اور ہر کھونٹ سے کراہ کی آوازیں سنائی دیں اور مظلوم و درد رسیدہ غلام کرب و اذیت میں تڑپتے نظر آئے آپ نے سوچا کہ اگر ان کی آزادی کے متعلق دفعۃً کوئی آواز بلند کی جائے گی تو دنیا کے وہ لوگ جنہوں نے انھیں اپنی محنت کی کمائی سے حاصل کیا ہے اور ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کوئی بھی اس پر آمادہ نہ ہوگا اس لئے آپ نے "لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور سانپ بھی مر جائے" والی ایک محفوظ اور بہترین تدبیر سوچی ایسی تدبیر جس تک جملہ مدبرین عالم کے دماغوں کی مشترکہ مساعی بھی حاوی نہ ہو سکی تھیں یعنی یہ کہ غلامی کے خلاف کچھ کہنے کے بجائے غلاموں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا تھا اس کے خلاف آواز بلند کی جائے اور دوسری طرف غلام سازی کے سرچشمہ اعظم جنگ پر ایک کاری ضرب لگائی جائے کہ اس کے خشک ہوتے ہی غلامی کا زہریلا پودا بھی از خود خشک ہو جائیگا

چنانچہ آپ نے دنیا میں سب سے پہلے یہ سب سے نیا حکم ربانی مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جو ان کے لئے تو ہر اعتبار سے واجب العمل تھا اور دنیا کے لئے وجہ حصول بصیرت۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء۔ جب تمہارا اور کافروں کا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں کاٹو اور جب ان پر گھمسان کر چکو تو ان کو قید کر لو اور قید کرنے کے بعد دو باتوں میں سے ایک بات کرو یا تو ان پر احسان رکھکر چھوڑ دو یا انھیں فدیہ لیکر آزاد کر دو۔

غلاموں کے متعلق قرآنی حکم

جنگ ہی غلام بنانے کا سب سے بڑا اور خالص ذریعہ تھا اسے ختم کیا اس حکم میں غلام بنانے کا ذکر ہی نہیں قیدیوں کے لئے دو ہی طور تجویز کی گئی ہیں یا تو زیر بار احسان بنا کر آزاد کر دو یا کچھ روپیہ لیکر چھوڑ دو اور بس، قتل کرانے، جلانے قید رکھنے یا غلام بنا لینے کا کوئی ذکر ہی نہیں صرف چھوڑ دو لے کر یا بغیر لئے رہا دوسرا سب سے بڑا ذریعہ ڈکیتی وہ سرے سے حرام ہی کر دی گئی۔ ملحوظ رہے کہ اب تک غلامی کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا جا رہا تھا بلکہ نہایت خاموشی سے ربانی طریق پر پہلو بچا کر کہ صدیوں کی روایات کو ٹھیس نہ لگے اپنے کسی نقصان کا احساس پیدا نہ ہو غلامی کے صرف سرچشموں کو پاٹا جا رہا ہے اور یہی سعی کی جا رہی ہے کہ آئندہ کوئی غلام نہ بننے پائے چنانچہ اس کی یہی بناء ہوئی اور اس آیت حریت کے بعد دنیا میں پہلی مرتبہ جدید غلام بنانے کا طریقہ موقوف ہوا غلامی اب بھی موجود اپنی پوری ہولناکیوں کے باوجود موجود ہے خود مسلمانوں کے یہاں بھی غلام موجود ہیں اور اس غلامی کو ممنوع بھی نہیں قرار دیا جا رہا البتہ نئے غلام بنانے کا سلسلہ قطعیت کے ساتھ رک گیا ہے جب جنگ کے اسیر غلام کبھی نہ بنائے جائینگے ڈاکے ہی حرام ہو جائینگے تو نئے غلام کہاں سے آئینگے رہا دوسری قوموں سے غلام خریدنے کا سوال تو آپ نے غلامی کی مذمت اس شدت و تواتر اور زور و شدت کے ساتھ شروع کی کہ عرب میں ایک انقلاب عظیم برپا ہونے لگا تاجر غلام فروخت کرتے اور لوگ غلام خریدتے ڈرنے لگے اس طرح آپ نے پہلے اس سرچشمہ غلامی کو خشک کیا جہاں سے غلاموں کی فوجیں کی فوجیں نکلتی اور اطراف عالم میں پھیلتی تھیں۔

غلاموں سے حسن سلوک کی تعلیم

سرچشمہ تو بند ہو گیا مگر غلامی اور غلام دونوں موجود تھے اور ان کی شب مصیبت کی تاریکی کا بھی وہی عالم تھا اُن کے آزاد کرانے کی سعی تو جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں خطرہ تھا کہ نتیجتاً ناکامی سے دوچار و ہمکنار ہوتی کہ عرب کے اندر ہر خاندان ہر کنبہ اور ہر گھر میں غلام موجود تھے اس کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور لوگوں کو ان سے اپنے کاروبار زراعت اور خدمت میں بڑی مدد ملتی تھی وہ ان پر اپنا روپیہ خرچ کر چکے تھے اور ان کی آسائش اور مشغلہ کا انحصار اسی پر تھا اس لئے آپ نے انتہائی دور اندیشی سے کام لیا ایک بڑے دقیقہ شناس مدبر کی طرح مصلحتاً ان کی آزادی کے سوال کو تو سرچشمہ ہائے غلامی بند ہو جانے اور بند کرنے کے بعد بھی نہ اٹھایا۔ البتہ اُسے دامن انسانیت کا ایک داغ بتا کر نفس غلامی کے خلاف ایک طرف تو زور شور سے جہاد شروع کر دیا اور دوسری طرف ان کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کا آغاز کیا۔

اپنی نوعیت کی پہلی آواز

دنیا میں یہ آواز اپنی نوعیت کی پہلی آواز تھی غلاموں کو کوئی بھی کہیں کسی عزت و آسائش کا مستحق نہ سمجھتا تھا۔ یہ ایک ارذل ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی اور اس سے ایک دنیا منفعت اندوز ہو رہی تھی پوری دنیا اور پوری کائنات ارضی کی رائے عامہ آپ کے خلاف تھی اور ہونی چاہئے تھی مگر آپ نے کام کا آغاز ہی کچھ اس نہج پر اس خوبی و قابلیت اور تدریج کے ساتھ کیا تھا کہ ہر قدم پر کامیابی قدم چومتی چلی جاتی تھی آپ سارے تمام دنیا کے تھے لیکن مخاطب صرف مسلمان تھے ان کا دائرہ انتشار جوں جوں وسعت اختیار کرتا چلا جاتا تھا آپ کی تلقین و تعلیم و سعی سے غلاموں کی حالت بھی برابر سدھرتی اور اصلاح پذیر ہوتی چلی جا رہی تھی آپ مسلمانوں سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ "غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو انھیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ جو خود کھاؤ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو انھیں پہناؤ" علاوہ ازیں آپ غلاموں کے معاملہ میں قدم قدم پر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

آپ خود ان کے سامنے غلاموں پر شفقت و کرم کا ایسا نمونہ عمل پیش کر رہے تھے کہ اس سے مسلمانوں کا متاثر ہونا لازمی امر تھا آپ کی ملکیت میں جو غلام آتے تھے آپ انہیں ہمیشہ آزاد کر دیتے تھے اور ان سے خصوصیت کے ساتھ شفقت آمیز برتاؤ کرتے تھے ایک دفعہ حضرت مسعود انصاری اپنے غلام کو بیدردی کے ساتھ مار رہے تھے کہ دفعتہً پیچھے سے آواز آئی کہ مسعود جتنا اختیار تمہیں اس غلام پر ہے خدا کو اس سے زیادہ اختیار تم پر ہے مسعود نے مڑ کر جو دیکھا تو رسول کریمؐ چلے آ رہے تھے گھبرا گئے بولے کہ یا رسول اللہ میں نے اسے آزاد کیا فرمانے لگے اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تمہیں چھو لیتی ایک صاحب کے پاس دو غلام تھے وہ انھیں بہت مارتے تھے مگر وہ باز نہ آتے تھے انھوں نے رسول کریمؐ سے آ کر شکایت کی اور علاج پوچھا آپ

نے فرمایا کہ اگر تمہاری سزا دہی ان کے قصور کے برابر ہوگی تو خیر ورنہ جتنی قصور کی نسبت سے سزا جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی سزا خدا انھیں دیگا وہ یہ سنکر بیقرار ہوگئے اور کہنے لگے اس سے تو ان کا آزاد کرنا ہی بہتر ہے اور وہ نوں کو آزاد کر دیا۔ (مسند احمد حنبل)

غلامی کا نام بھی اڑا دیا ظاہر لفظ غلامی کے اندر تحقیر و تذلیل کے انتہائی عناصر موجود ہیں آپ کے نزدیک انسانیت کی حیثیت سے تمام انسانوں کا رتبہ برابر ہے اور آپ سب کے اندر عزت نفس کا احساس پیدا کرنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے اعلان کیا کوئی مسلمان اپنے غلام کو غلام اور کنیز کو کنیز نہ کہے بلکہ میرا بچہ اور میری بچی کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں آقا انھیں خداوند صرف خدا ہے آپ کے اس شفقت و سلوک حمایت سے غلاموں میں سب سے پہلی مرتبہ خودداری کا احساس پیدا ہوا اور وہ رسول کریمؐ سے جا جا کر اپنے آقاؤں کی زیادتی کی شکایت کرنے لگے چنانچہ حضرت ابوذر کے غلام نے حاضر ہو کر شکایت کی حالانکہ ابوذر بڑے جلیل القدر صحابی تھے تاہم آپ نے انھیں زجر فرمایا اور کہا ابوذر تم میں ابھی تک جاہلیت کی بو باقی ہے یہ غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے اگر یہ تمہارے مزاج کے موافق نہیں ہیں تو انھیں فروخت کر ڈالو ستایا نہ کرو جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ ان سے زیادہ کام نہ لیا کرو اور اگر لو تو خود بھی ان کی معاونت کرو (صحیح بخاری)

آپ کے پاس جو کچھ آتا تھا اس میں سے غلاموں کو بھی حصہ دیتے تھے۔

ان تلقینات کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلامی کا صرف نام ہی نام رہ گیا ہے۔

اور وہ جانا چاہئے تھا کہاں تو یہ حالت کہ اف کرنے کا یارا نہ تھا جانوروں سے بدتر ایک ارذل ترین مخلوق سمجھے جاتے تھے اور کہاں یہ عظمت کہ آقا جیسا کھا پہن رہے ہیں بھائی اور بچے بنے ہوئے ہیں ذرا زیادتی ہوتی اور بارگاہ رسالت میں استغاثہ دائر ہو گویا ان کی حیثیت ہر اعتبار سے آزادوں کی برابر ہوگئی اور غلام بھائی بن گئے ان پر شفقت و محبت کی بارش ہونے لگی اور جس آسمان سے ان پر آگ برستی اسی کے نیچے یہ آرام و سکون کے ساتھ سونے لگے۔

مساوات عطا کی سرچشمہ غلامی بند کرنے اور انھیں مساوات کا درجہ عطا کرانے کے بعد ان کے آزاد کرانے کا نمبر تھا چونکہ زرخرید تھے بدون مصلحت یکبارگی کوئی اعلان نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ایسا کرنا یقیناً طبائع پر گراں گزرتا اس لئے آپ نے حسن عمل نے اس کی یہ موثر اور آسان تدبیر سوچی کہ بعض گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی قرار دی اور اسے بڑے اجر و ثواب کا باعث بتایا اور آزاد کرنے والوں کو جنت کی بشارتیں ملنے لگیں یہ تحریص و ترغیب بہت

کارگر ہوئی اور غلام دھڑا دھڑ آزاد ہونے لگے۔ آیت حریت کے نزول کے بعد آپ نے جب اور جتنے قیدی گرفتار کئے سب کے ساتھ نہایت بہتر سلوک کیا کسی کو غلام نہ بنایا کسی نہ کسی طرح سب چھوڑ دیئے گئے۔

مخالفین اسلام کہہ دیا کرتے ہیں کہ واقعی اسلام نے غلاموں کا درجہ بڑھایا اور ان کے حقوق قائم کئے مگر اس کا قطعی انسداد نہیں کیا اور تمام غلام اس طرح بیک وقت آزاد نہیں کئے گئے جس طرح انیسویں صدی میں فرانس اور انگلستان میں کئے گئے۔ سرسید مرحوم نے پوری قابلیت کے ساتھ یہ ثابت کر کے کہ بانی اسلام نے واقعی غلامی کا انسداد کر دیا تھا صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں غلامی کو رائج دیکھکر لکھدیا کہ یہ معصوم نہ تھے اور جو کچھ کیا وہ سنت رسول اور منشائے ایزدی کے خلاف کیا لیکن یہ ان کی ایک اجتہادی غلطی ہے اور جس طرح معترضین یورپ نے اس سلسلہ میں ٹھوکر کھائی انھوں نے بھی کھائی۔

قطعی حکم کی صراحت نہ ہونے کی وجہ قرآن کریم میں قتل کرنے اور اذیت پہنچانے اور جلانے کی ضرور ممانعت ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ انھیں احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو لیکن یہ حکم کہیں نہیں کہ خواہ مخواہ چھوڑ دو اور خطرات و ضروریات وقت کا بھی لحاظ کر کے رسول کریمؐ کے عہد میں اسیر عرب ہی کے ہوتے تھے اس لئے جو فدیہ دینے کے قابل ہوتے تھے ان سے فدیہ لے لیا جاتا تھا اور جو نادار ہوتے تھے اور جن سے کوئی خطرہ نہ ہوتا تھا انھیں چھوڑ دیا جاتا تھا خلفائے راشدین کے زمانہ میں فتوحات کی کثرت ہوئی روم و ایران کی سلطنتوں سے مقابلے ہوئے عرب کی پشت پر تو کوئی طاقت نہ تھی مگر ان سلطنتوں کے قیدیوں کو چھوڑنا گویا دشمنوں کی طاقت کو بڑھانا تھا ان کے قیدی چھوڑے جاتے تو پھر مقابلہ پر آتے اور دشمنوں کی قوت کبھی کمزور نہ ہوتی جن کا فدیہ پہنچ جاتا انھیں تو چھوڑنا لازمی تھا مگر جن کا فدیہ نہ ملتا تھا انھیں مسلمان غلام کی حیثیت سے رکھ لیتے تھے اور بڑا احسان یہی سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے پاس اور ہمارے گھروں میں ہمارے زیر تربیت رہکر علم و ہنر اور تہذیب و شائستگی حاصل کریں اس لئے وہ انھیں نہ چھوڑتے تھے اگر عرب جیسی حالت ہوتی تو وہ ضرور چھوڑ دیتے لیکن خطرناک انسانوں کو چھوڑ کر کون ایسا ہے جو دشمنوں کے دست و بازو کو تقویت پہنچائے اور خود خطرہ مول لے

اسلامی غلاموں کی بادشاہت اسلامی گھروں میں انھیں کوئی تکلیف تو ہوتی نہ تھی نام کے غلام ہوتے تھے ویسے ہر امر میں آزاد ہوتے تھے اور یہ اپنی اہلیت و استعداد کے مطابق ہر قسم کی ترقی کر سکتے تھے اور نہایت آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے

اور مسلم سوسائٹی کا ایک جزو بنجاتے تھے ان غلاموں کو اپنے آقاؤں کے مساوی ترقی و عروج کے مواقع حاصل ہوتے تھے ہندوستان اور مصر میں مسلمانوں کے انہی غلاموں نے تخت و تاج ملک حاصل کیا اور کسی نہیں جلیل القدر مسلم فرمانرواؤں کی لڑکیاں اپنی زوجیت میں لیں مسلمان انھیں ذلیل سمجھتے تو وہ اپنی لڑکیاں کبھی ان کے حوالہ نہ کرتے اور انھیں اپنا داماد کبھی نہ بناتے۔ سلطان قطب الدین، سلطان التمش سلطان بلبن کتنے پر شکوہ اور طنطنہ کے فرمانروا گذرے ہیں سب غلام تھے سب نے سلطنت کی دامادی کا شرف حاصل کیا اور سب تاج و تخت کے وارث ہوئے۔ حضرت بلال کیا تھے نہ پاس پیسہ تھا نہ حسب و نسب میں کوئی امتیاز رکھتے، حبشی تھے مگر جب آپ نے عزم شادی کیا تو مدینہ کے بڑے بڑے متمول، نامور اور شریف خاندان آپ کو لڑکیاں دینے پر تیار ہو گئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو حضرت فاروق اعظم جیسے مہتم بالشان اور عظیم الصولت فرمانروائے اسلام نے بر سر منبر یہ فرمایا اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا۔

غلام لاڈلا بیٹا بن گیا آج دنیا صرف غلام کے نام سے دھوکہ کھاتی ہے اور اس کے معانی عام مفہوم میں لیتی ہے ورنہ اسلام میں غلامی کا وجود تو عہد نبوت ہی میں مٹ چکا تھا اور یہاں آقا و غلام دونوں ایک سطح پر تھے دونوں میں کامل مساوات تھی اور دونوں دو بھائیوں کی طرح رہتے تھے بقول مسٹر زلنڈ مسلمانوں میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کے غلاموں سے بالکل جداگانہ تھی اور بقول گبن اسلام میں غلامی جسے کہتے ہیں وہ بالکل ناپید ہو چکی تھی اسلام نے تو غلاموں کو فرش خاک سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا تھا دنیا بھر کے غلاموں میں سے تاریخ کسی ایک غلام کا نام بھی نہیں بتا سکتی مگر اسلام کے غلاموں کے نام جریدہ عالم پر زرین حروف میں ثبت ہیں ان میں بڑے بڑے نامور پیدا ہوئے اور وہ یگانہ روزگار ہستیاں عرصہ حیات میں گامزن ہوئیں جو دنیا اور دنیا والوں کی قسمتوں کی مالک بنیں بحر و بر میں شور مچا دیئے اور جن کے دبدبے نے تاتاری جیسے وحشی اور عظیم الشان فرمانرواؤں کے زہرے آب کر دیئے۔

"دنیر الیٹ" (لندن) کے مضمون نگار مس بیٹ نے یہ کہکر کہ عرب کا غلام در حقیقت غلام نہیں بلکہ اسلام کا لاڈلا بیٹا تھا" ایک امر واقعی کا اظہار کیا تھا۔ آج بدبختی سے مسلمانوں میں ذات پات کی تفریق پابند کر پھیل گئی ہے اور غلام تو غلام اُن کے آقاؤں میں بھی شریف و رذیل اور اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز موجود ہے اس لئے وہ بھی مخالفین کی تحریفوں سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور غلامی کا نام سنکر مذبذب ہو جاتے ہیں ورنہ مسلمانوں میں تو مسلمانوں کے غلاموں نے غلامی نہیں آقائی کی۔ یورپ کے اندر فرانس نے ۱۷۹۴ء میں اور انگلستان نے ۱۸۳۳ء میں غلاموں کی آزادی کے قانون منظور کئے اور ان کے مالکوں نے اپنے اپنے خزانہ ہائے عامرہ سے تیس کروڑ روپیہ بطور معاوضہ بھی دلوایا۔ لیکن عہد نبوت میں خزانہ خلافت کے اندر کہاں اتنی دولت رکھی تھی جو مالکوں کی دی جاتی اور پھر بیکاری کی اس فوج کو اس بے آب و گیاہ ملک میں کہاں اور کس کام پر لگایا جاتا اس لئے اس نے وہ عظیم الشان اور موثر و اصلی تدابیر اختیار کیں کہ خزانہ سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہوا کوئی جبر بھی نہ کیا گیا اور غلامی کا جنازہ بھی نکل گیا کوئی کہنے کو کچھ لے مگر جو یورپ انیسویں صدی میں کر سکا وہ عرب نے چھٹی صدی ہی میں کر دیا اس کے غلام آزاد ہو کر گوشہ گمنامی ہی میں روپوش رہے مگر اسلام کے غلاموں نے غلامی ہی میں فرمانروائیاں کیں اور فلک عظمت پر آفتاب و ماہتاب بنکر ضیا بار ہوئے۔

تازیانہ غفلت

یعنی نافرمانی کی سزائیں یہ کتاب پڑھکر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بیخوف ہستی کا کام ہوگا۔ اسکی ہیبت سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں تارک ایمان، تارک نماز، تارک سنت فرض و گناہ کبیرہ، تقدیر کا بیان دنیا کی دلکشی اور اس کی محبت قیامت کا بیان رمضان کا بیان حج کا بیان خاوند بیوی کا بیان، جھوٹ، کذب، حسد، دشمنی، تکبر، غصب، نیک و بد خلق، نیک لوگوں کے قصے، توبہ کرنا سود کھانے والوں کا حشر شراب کا بیان، جنت دوزخ کا بیان ۲۴۴ صفحہ کی کتاب قیمت ۱۲ محصول ۱۰

زبدۃ النصائح

ترجمہ کتاب حکیم ربانی منبہات ابن حجر عسقلانی یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جس کا ترجمہ قریباً سب زبانوں میں ہو چکا ہے اس میں صحابہ کرام کے آثار اور بزرگان دین اور اہل یقین کے پر مغز اقوال پہلا باب اس میں ہر نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے دوسرا باب اس میں ہر نصیحت میں تین باتوں کا ذکر ہے اسی طرح اس کے ۱۰ باب ہیں اور ہر باب میں جو نصیحت ہے اس میں چار پانچ چھ سات آٹھ نو دس دس تک نصیحتیں ہیں اور ایسی ایسی انمول باتیں ہیں جو آپنے اب تک نہ سنی ہونگی ۶۸ صفحات قیمت صرف ۴ر محصول ڈاک ۶ر

گیارہ مجالس

یہ غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت ولایت و غوثیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپ کی تحصیل علم سیاحت عبادات مجاہدات (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج و اولاد ضخامت ۸۰ صفحے۔ قیمت فی جلد چھ آنے محصول ڈاک ۶ر کل بارہ آنے۔

مساعی قیام امن

عرب پر صدیوں سے جہالت و جاہلیت چھائی ہوئی تھی مدت سے بدامنی و بدانتظامی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا اور عرصہ گذر چکا تھا کہ اس سرزمین نے مدنیت و تہذیب کی ایک جھلک بھی نہ دیکھی تھی رات دن لوٹ اور مار کا بازار گرم رہتا تھا شاہراہیں خطرناک تھیں اور راستے مخدوش! انسان کی جان کی کوئی قیمت نہ تھی کوئی ایسا نظام موجود نہ تھا جو مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا سکے اور اشرار کو ان کی فتنہ کاریوں سے روکے۔ جو قبائلی نظام موجود بھی تھا وہ قیام امن کے بجائے مزید بدامنی کا باعث بنا ہوا تھا قبیلہ قبیلہ کا رئیس جدا تھا اور گھر گھر کا خدا الگ شمالی عرب میں بکر، اسد، قضاعہ، کندہ، لخم، جذام، بنو حنیفہ، طے، اسد، ہوازن، غطفان، اوس، خزرج، تغلب، ثقیف اور قریش وغیرہ کے قبائل تھے جو باہمی جنگوں اور خونریزیوں میں مبتلا رہتے تھے ظہور نبوت سے کچھ ہی مدت پیشتر اوس و خزرج باہمی خانہ جنگی میں تباہ ہو چکے تھے۔ کندہ اور حضرموت کے قبائل لڑ لڑا کر نڈھال ہو چکے تھے بکر و تغلب اکٹھے چالیس سال تک مصروف پیکار رہنے کے بعد اپنا سارا اقتدار خاک میں ملا چکے تھے حرم مقدس تک میں قریش اور بنو قیس کے مابین حرب فجار نے قیامتیں برپا کر دی تھیں۔

اس قسم کی معرکہ آرائیاں عرب کے کسی خاص حصہ اور علاقہ تک محدود نہ تھیں ہر طرف ہی آگ برس رہی تھی اور تمام ملک سفاکی، خونریزی اور قتل و نہب کا گہوارہ بنا ہوا تھا قبائل کے قبائل اور بستیوں کی بستیاں جنگ کے ایک سلسلہ لامتناہی میں جکڑی ہوئی تھیں پھر اس ملک میں انتقام و دشنام ایسے خونخوار دیو تھے جن کی تشنگی ہزارہا انسانوں کا جیتا جیتا خون بھی فرو نہ کر سکتا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اکثریت کی معاش کا ذریعہ ہی غارتگرانہ تاخت تھی زراعت اور صنعت و حرفت کا نام و نشان تک نہ تھا تجارت صرف دولتمندوں کا ذریعہ معاش تھی اور کچھ اور لوگ بھی کاروبار کرنے لگے تھے لیکن ایسی بدامنی اور بے انتظامی کی حالت میں کاروباری سرگرمیاں کہاں سرسبز ہو سکتی تھیں تجارتی قافلوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جانا اور گذرنا ہی دشوار تھا انتہا یہ ہے کہ حیرہ کے مقتدر اور با اثر فرمانرواؤں کا مال تجارت عکاظ کے بازار تک سہولت کے ساتھ نہ پہنچ سکتا تھا اسلم و غفار کے قبائل زائرین حج کا مال چرانے میں بہت بیباک و بدنام تھے پہاڑوں اور صحراؤں میں جرائم پیشہ قبائل نے اپنی آبادیاں بنا لی تھیں۔

پھر لطف و حیرت یہ ہے کہ ان غارتگریوں اور چوریوں اور لڑائیوں کو کوئی معیوب و مذموم نہ سمجھتا تھا بلکہ ان افعال شنیعہ کے کارنامے بزبان منظوم فخر کے ساتھ بیان کئے جاتے تھے اگر اسلم و غفار وطے کے افراد چوری کے لئے بدنام تھے تو دوس و ثقیف وہ قبیلے تھے جو زنا میں شہرت تامہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ (بخاری و ابوداؤد)

غیر ممکن کو ممکن بنادیا

رسول کریمؐ جب لوگوں کو امن و امان کی بشارتیں سنایا کرتے تھے تو انھیں حیرت ہوتی تھی خود رسول کریمؐ اور آپ کے رفقاء پر سرزمین حرم ہی میں ظلم کے پہاڑ ٹوٹ گئے مصائب کے سیلاب گذر گئے جور و تشدد کی انتہا ہو گئی مگر قریش کا کوئی کچھ نہ کر سکا عام مسلمان تو عرب کی فضا میں سانس بھی نہ لے سکتے تھے۔

ان حالات میں عرب کے اندر کسی تحریک کا کامیاب ہونا بالکل غیر ممکن تھا تاوقتیکہ محرک کے ساتھ کوئی طاقت نہ ہو۔ اس سے یہ نکتہ بھی صاف ہو جاتا ہے کہ آپ نے تلوار کیوں ہاتھ میں لی یعنی پوری سود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کام محض دعوت اسلام تھا جس کے لئے کسی فوج و لشکر کی اور تیر و تبلیغ کی ضرورت نہ تھی لیکن ایک طرف تو دشمن حملے پر حملے کرتا چلا جا رہا تھا اور دوسری طرف دعاۃ اسلام کی جانیں معرض خطر میں پڑی ہوئی تھیں اس لئے ضرورت داعی ہوئی کہ مسلمان بھی تلوار ہاتھ میں لیں تمام عرب کی گذرگاہوں اور شہروں پر لٹیروں اور لوٹ مار بھی اور جو زرخیز و سرسبز صوبے تھے ان پر روم و ایران کا قبضہ تھا نصف صدی سے زیادہ مدت گذر چکی تھی کہ ایرانیوں نے یمن، عمان، اور بحرین پر قبضہ جما لیا تھا اور عرب رؤسا انہی کے زیر اقتدار برائے نام حکومت کر رہے تھے حدود عراق میں آل منذر کی حکومت مٹا کر ایرانیوں نے اندرون ملک میں بھی پیشقدمی شروع کر دی تھی حجاز کو بھی وہ اپنی ہی حدود سمجھتے تھے۔

رومیوں نے حدود شام کی تمام عرب ریاستوں کو زیر تسلط کر لیا تھا آل غسان بھی انہی کے ماتحت فرمانروائی کر رہی تھی اور یہی وہ سرسبز و ساحلی صوبے تھے جو عرب کے گل سرسبد کہے جانے کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔

پہاڑ پانی ہوگئے

عرب کے حالات کو یہود کے اقتدار و نفوذ نے اور زیادہ نازک بنا دیا تھا دوسری صدی عیسوی تک یہود کا فرمانروایانہ اقتدار شام اور فلسطین پر حاوی تھا اس کے بعد رومی ان پر غالب آگئے اور انھیں مجبوراً قلب حجاز تک پیچھے ہٹنا پڑا، دولت کی ان کے پاس کمی نہ تھی ہمیشہ کی تجارتی اور سودی کاروبار کرنے والی قوم تھی ادھر آکر انھوں نے شام سے مدینہ تک اپنے قلعے تعمیر کر لئے جو ان کے تجارتی گودام بھی تھے اور جنگی استحکامات بھی قریظہ، نضیر، قینقاع، فدک، خیبر، تیما اور وادی القریٰ ان کی مشہور و عظیم چھاؤنیاں تھیں غرض فضائے عرب شورشوں، سازشوں، خطروں، اور بدامنیوں سے لبریز تھی اور اس میں ہر قسم کے خدشات و عناصر موجود تھے۔

تصور میں بھی نہ آسکتا تھا کہ عرب کی اس قدر متضاد و متخاصم ذہنیتوں میں کوئی اصلاحی انقلاب پیدا ہو سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عرب کی اصلاح و تدبیر سے انسانی دست و بازو عاجز تھے لیکن تائید ایزدی سے رسول کریمؐ نے صرف آٹھ برس کی ایک قلیل و مختصر مدت میں رات کو دن، صحرا کو گلزار، اور دوزخ کو جنت بنا دیا، محالات نے امکان و واقعہ کی صورت اختیار کر لی دنیا کی ہر قوم نے مصلح اور ریفارمر پیدا کئے ہر ملک میں کام کرنے والے لوگ اور قائدین جلیل رونما ہوئے ٹالسٹائی، میزینی، گریبالڈی، بسمارک، واشنگٹن، لوتھر، روسو، مہاتما بدھ، سری کرشن، شنکر آچاریہ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بڑے بڑے پرشکوہ انسان و قائد کتم عدم سے پردۂ وجود پر جلوہ گر ہوئے کبھی اسٹیج پر دارا و اسکندر دارائی کرتے نظر آئے اور کبھی نپولین اور ہنی بال نے اپنے اسکندرانہ جلال دکھائے دنیا کے ورق الٹ دیئے صحرا و کوہ میں یکساں رفتار سے گئے مگر کوئی بھی ایک ملک ایسا بتاؤ جس کے حالات عرب کی مانند پر پیچ پرخطر اور برعکس ہوں کسی ایک مصلح و فرمانروا کا نام لو جس نے محض اپنی ہشت سالہ فقید النظیر اور فقید المثال جد و جہد سے اپنی قوم کو فرش خاک سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا ہو بدامنی کے ہمالیہ الٹ کر رکھ دیئے ہوں، بد اخلاقی کے جیحون کا رخ پلٹ دیا ہو بد انتظامی کی تیرہ و تار گھٹاؤں کے سینے چاک کر ڈالے ہوں ملک کو بدل دیا ہو، قوم کو بدل دیا ہو، فضا کو بدل دیا ہو لیکن ہمارے آقا و مولا سرور کائنات فخر موجودات نازش عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا جو صبح ازل سے لیکر اب تک نہ کوئی کر سکا اور نہ شام ابد تک کوئی کر سکے گا۔ آپ نے ملک و قوم ہی کو نہیں بدلا عرب ہی کو نہیں بدلا بلکہ حالات بدل دیئے فضا بدل دی اور دل بدل دیئے۔ وہ ریگزار عرب جہاں نورِ ماہتاب میں خاک اڑتی تھی وہاں ضیائے آفتاب میں نسیم علمی پھول کھلے اور غنچے چٹکے اور جہاں مکہ سے طائف اور یمن سے عمان تک جانا ہلاکتوں اور بربادیوں کو دعوت دینا تھا اور ایک بڑا قافلہ بھی امن و سکون کے ساتھ نہ گذر سکتا تھا وہاں یہ دنیا بدل دی کہ واقعی صنعا سے یکہ و تنہا ایک محمل نشین خاتون نکلی مکہ معظمہ تک اکیلی آئی اور اس سفر میں اسے خدا کے سوا اور کسی کا خوف عارض حال نہ ہوا یہ تھا اعجاز نبوت۔

عرب میں لاثانی انقلاب

یہ لاثانی انقلاب کیونکر برپا ہوا اور کامیابی و فائز المرامی کے لئے آپ نے کیا ذرائع اختیار کئے؟ آپ نے تائید یزدانی سے بیک لحظہ بھانپ لیا کہ عرب کے ضعف و اضمحلال کا راز محض اس کی خانہ جنگی، نا اتفاقی، اور باہمی حرب و جدال میں مضمر ہے اور یہ نتائج ہیں ان کی قبائلی نسلی اور خاندانی تقسیم در تقسیم کے ملک کے اندر کوئی ایسا رشتہ موجود نہ تھا جو سب کو ایک مرکز اور ایک نقطہ پر جمع کر لے اور اسی پراگندگی و انتشار نے ملک و قوم دونوں کو تباہ و برباد کر رکھا تھا آپ نے عرب اور عرب والوں کے سامنے "انما المومنون اخوۃ" کا اسلامی و روحانی رشتہ پیدا کر کے خون، قرابت، رنگ اور نسل کے سارے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے سب کو ایک سلک اسلام میں منسلک کیا، سب کا ایک خدا ایک رسول ایک حکم، ایک مذہب ایک مقصد اور ایک منتہائے آرزو بنایا۔ اب کیا تھا سب کے قلوب میں ایک جذبہ اور سب کے جسم میں ایک روح برقی لہر بنکر دوڑنے لگی اور سب نے ایک ہوکر تمام دنیا و دیں والوں کے سر اپنے سامنے جھکوا لئے اور ایک کے ہوکر اور ایک ہوکر دنیا سے اپنی یکتائی و بے ہمتائی کا اقرار کرا لیا قرآن کریم کھولو اور اگر اسے غور و شوق سے محض برکت کیلئے نہیں بلکہ علم و عبرت کے لئے پڑھتے ہو تو اس آیت کو پڑھو اور سمجھو کہ خود قرآن دلالۂ اجتماع و اتحاد کے متعلق کیا فرما رہا ہے اور کیا بتا رہا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور تمہاری زندگیاں انتقام و رشار اور جنگ کے لئے وقف تھیں اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور پھر تم اسکے لطف و کرم سے بھائی بھائی ہوگئے۔

بشارت ربانی کی نسیم

ہم کہہ چکے اور واضح کر چکے ہیں کہ عرب کے مہینہ حالات کے اندر اس کی فضا میں انقلاب عظیم پیدا کر دینا خانہ جنگی کی جگہ باہمی محبت کا دور دورہ قائم کرنا اور امن و صلح کی نسیم چلانا انسانی دست و

بازو کا کام نہ تھا بلکہ خدا کا کام تھا اسی نے اسباب پیدا کئے اور اپنے بندے اور رسول امی کے ذریعہ اس محال کو ممکن بنوایا۔ چنانچہ خدائے قدوس خود ہی فرماتا ہے ھو الذی ایدک بنصرہٖ و بالمومنین۔ والف بین قلوبھم ولو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم ۵ وہ خدا ہی ہے جس نے (محمد) اپنی نصرت اور اعانت اور مسلمانوں کے ذریعے تجھے قوت بخشی اسی نے مسلمانوں کے دل باہم جوڑ دیئے اور اگر تو تمام دنیا کے خزانے بھی لٹا دیتا تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا تھا لیکن خدا نے ان کے دل باہم جوڑ دیئے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

داخلی و خارجی خطرات کا خاتمہ

رسول کریم نے سب سے پہلے مہاجرین و انصار کے مابین مواخاۃ قائم کرائی اور فتح مکہ کے خطبہ میں تمام نسلی و خاندانی مفاخر کی پامالی کا اعلان کر دیا گیا قرآن کریم میں ہر اس حرکت و عمل کی شدت کے ساتھ مذمت کی گئی جو نفاق و جنگ کا باعث ہو سکتا تھا رہزنی، چوری، قتل، فتنہ انگیزی، بغاوت، فساد، زنا، تہمت وغیرہ کا ایک ضابطہ پیش کیا اور سزائیں مقرر کیں سزائیں کچھ نہ کر سکتی تھیں جب تک دل نہ بدلے جائیں چنانچہ حشر و نشر سزا و جزا کا اعتقاد پیدا کر کے روحانی تربیت سے دل بدلے گئے تاکہ برائی و بدی کا خیال ہی نہ پیدا ہو سکے آج بھی بہتر سے بہتر قوانین اور خوفناک سے خوفناک سزائیں موجود ہیں مگر دلوں میں خوف خدا نہ ہونے سے جرائم میں کوئی کمی نہیں اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کی جاتی ہے اس روحانی تربیت اور اخلاقی انقلاب نے مسلمانوں کے اندر وہ قوت پیدا کر دی کہ انہوں نے تمام دشمنوں اور بیرونی خطرات کا بھی خاتمہ کر دیا قریش و یہود کی طاقتوں کے پہاڑ پاش پاش ہو گئے۔ عسائیوں کی قوت ان کے ہم مذہب و زیر اثر قبائل کے مسلمان ہو جانے سے کمزور ہو گئی ایرانی مقابلہ پر ہی نہ آسکے سرکش قبائل استیلائے اسلام کے خوف سے دم بخود ہو گئے ہر جگہ عمال کا تقرر ہوا جنھیں مرکز حکومت کی حمایت حاصل تھی سب سمجھتے تھے کہ ایک عامل اور ایک مسلمان کی پشت پر پورے اسلام کی قوت موجود ہے اس لئے کوئی چون و چرا کی جرأت نہ کر سکتا تھا بہرکیف دس برس کی مدت میں عرب کی تمام فضا خطرات سے پاک ہو گئی مارگولس صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ "محمد نے عرب کے تمام قبائل منتشر کو ایک قوم بنا کر ایک مشترک مذہب عطا کیا اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم تھا۔

دیکھا آپ نے کہ عرب کے ایک امی نے عرب کی کیسی کایا پلٹ دی خدا کے لئے اب تو سمجھو کہ اتحاد معمولی چیز نہیں بلکہ اتنی اہم و اشرف شئی ہے کہ قوموں کے عروج و زوال اور ارتقاع و انحطاط کا انحصار اسی پر ہے۔

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کر سکتے ہو وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپ کتاب توبہ گنگار پڑھیے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر توبہ کی ضرورت توبہ کا ثبوت توبہ کے بعد کی حالت وغیرہ کیوں کی بلکہ توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی مرنا بہرحال ضرور پڑے گا اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کر کے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے قیمت دس آنے محصول چھ آنے کل ایک روپیہ۔ عدہ

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے تناسخ روح و فلسفہ روح تناسخ، حقیقت، موت عیادت سکرات موت، تلقین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات انبیاء و کفار نیک روحیں، علیین، ابرار مقربین برا خاتمہ، بری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب، قبر کا عذاب تجہیز و تکفین، نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر وہ حصہ ہے جو اولیاء، نمونات کے بعد دوسرے اولیاء کو تبلائے قیمت ۱۲ محصول ۶

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گزر رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے مسلمان غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم جیبوں میں جا چکا ہے ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے ایک دلچسپ افسانہ لکھا ہے اس کتاب میں اصول تجارت۔ مسئلہ سود مسئلہ اتحاد کی حقیقت۔ زر اعرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا انگریزی حکم تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث ہے۔ قیمت دس آنے محصول ۶ کل ایک روپیہ

انیس الوارثین

مورث کے وفات کے بعد اس کے مال کی تقسیم پر متعدد کتابیں ہیں لیکن کوئی کتاب شاید ہی ایسی ہو جس میں آسانی سے مطلب حل ہو سکے اور مصنف کی۔ چونکہ اس کی ضرورت پیش آئی ہے کتاب انیس الوارثین اس سلسلہ کی بہت آسان اور عام فہم کتاب ہے اس کو سامنے رکھ کر یا ذہن نشین کر کے متوفی کے ورثاء کا حصہ شرعی حکم کے موافق تقسیم کر سکتے ہیں تمام وکلاء جج اور مفتی اب اسی کتاب کو پیش نظر رکھ کر مقدمات فیصل کرتے ہیں۔

قیمت آٹھ آنے محصول چھ آنے۔ کل چودہ آنے۔ ۱۴

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی سبق (۱) اللہ پاک کی صفتیں نعمتیں، پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، مشہور خواتین ۲۰ صفحے۔ (۲) اللہ کے احسانات نبیوں کی مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۴۸ صفحے (۳) ایمان۔ اسلام قرآن مومنہ کے حالات مذہب سے اچھے عادات اور اخلاقی سبق وغیرہ ۶۲ صفحے (۴) تعلیم طریقہ زندگی، لباس و زیور مہمان نوازی دیانت اور صحابیات کی طرز زندگی یہ چاروں کتابیں ۱۷۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت رعایتی دس آنے محصول ۶ سب کتابیں ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

دربارِ رسالت کا پیغمبرانہ طمطراق

دنیا میں بہت سے دربار قائم ہوئے ہر ملک اور قوم کے جلیل القدر فرمانرواؤں اور طنطنہ و جلال کے تاجداروں نے پوری صولت و سطوت دکھائی شاہی مجالس و آئین کے احتشام و عظمت کا تصور کس دماغ میں نہیں درباروں میں جمہور پر رعب داب ڈالنے اور اپنے جلال و عظمت کی نمائش کرنے کے لئے کیا کیا اہتمام نہیں کئے جاتے۔ خیل و حشم، نقیب و چاؤش دربان و سپاہ سبھی کچھ ہوتا ہے سر و سامان کی فراوانی اور دولت و امارت کی درخشانی سے نگراں نگاہیں اونچی نہیں ہو سکتیں لیکن شہنشاہ کونین کا ایک دربار بھی اس کرۂ ارض پر قائم ہوا جس پر بخت نصر ٹیٹس خسرو اسکندر، مامون، منصور، سلیمان اور شاہجہاں کے دربار سجائے گئے تھے مگر یہاں نہ وہ طمطراق تھا نہ طنطنہ اور نہ وہ شان و شکوہ تھا اور نہ وہ سطوت خیزیاں! انتہا یہ ہے کہ کوئی دربان بھی دروازہ پر نہ ہوتا تھا تاہم جلال نبوت سے ہر ذی روح ایک پیکر تصویر نظر آتا تھا۔ کوئی شخص ذرا جنبش بھی نہ کرتا تھا مجلس میں لوگ بیٹھتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں گفتگو کی اجازت میں بھی خاص ترتیب ملحوظ رہتی تھی لیکن نسب و نام اور مال و منال کو اس امتیاز مراتب سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ فضل و استحقاق کی بنا پر اجازت دی جاتی تھی۔

رسول کریم سب سے پہلے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے جن کی طرف اس روز سے پہلے کبھی کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا ان کی معروضات سنتے اور حاجت برآری کرتے جملہ حاضرین کے سر ادب سے جھکے رہتے تھے آپ خود بھی مؤدب ہو کر بیٹھتے تھے کہ فخر و امتیاز کا رنگ پیدا نہ ہونے پائے آپ جب کچھ بولتے اور فرماتے تو پوری مجلس پر ایک سناٹا چھا جاتا جب تک کوئی چپ نہ ہو جاتا دوسرے شخص کی مجال نہ ہوتی تھی کہ زبان کھول سکے دربار نبوت میں ہر قسم کی بحث و تذکار رہتے اور آپ بھی ان میں حصہ لیتے مہذب ظرافت اور ہنسی میں بھی آپ حصہ لیتے تھے جس رتبہ کا آدمی ہوتا اس سے اسی طرح گفتگو کرتے روم و ایران میں دستور تھا کہ دربار میں تمام لوگ سینوں پر ہاتھ رکھے کھڑے رہتے اور جب کوئی معزز شخص دربار میں آتا تو سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے آپ نے اس کی ممانعت کر دی تھی اور فرماتے تھے کہ جو اپنی تعظیم کے لئے اپنے سامنے لوگوں کا کھڑا رہنا پسند کرتا ہے۔ اسے اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈنی چاہیے (ابوداؤد)

البتہ جوش محبت میں آپ کسی کسی کے لئے ضرور کھڑے ہو جاتے تھے چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ اور آپ کے رضاعی بھائی آپ کے پاس آئے تو آپ کھڑے ہو گئے حضرت فاطمہ رضہ کے لئے بھی آپ اکثر کھڑے ہو جاتے تھے فرزندان توحید کو آپ کے اس عمل پر غور کرنا چاہیے تعظیم و محبت میں بہت بڑا فرق ہے اول الذکر میں ایک فخر و امتیاز کی بو آتی ہے سخت ہدایت تھی کہ کسی کے عیوب آپ تک نہ پہنچائیں نہ کسی کی شکایت کریں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف جاؤں (ابوداؤد)

تعین اوقات

تعلیم و ارشاد کے لئے آپ نے خاص اوقات کا تعین کر دیا تھا یہ صحبتیں بالعموم مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھیں آپ کی نشست کے لئے کوئی ممتاز جگہ نہ تھی اسی لئے باہر سے جو لوگ آتے انھیں آپ کے پہچاننے میں دقت ہوتی تھی صحابہ نے آپ کے لئے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا تھا اسی پر بیٹھ جاتے پھر آپ کے ارد گرد صحابہ حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے۔

دربار نبوت میں ہر شخص آسکتا تھا کسی کے لئے کوئی روک ٹوک تھی بعض وحشی بدو وحشیانہ طریق پر بھی گفتگو کرتے تھے مگر آپ تحمل سے کام لیتے تھے۔ ایک شخص آتا ہے پوچھتا ہے محمد کون ہیں؟ صحابہ بتاتے ہیں کہ یہ گورے سے آدمی جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں وہ کہتا ہے:- "اے ابن عبد المطلب! میں تم سے نہایت سختی کے ساتھ گفتگو کروں گا خفا نہ ہونا آپ اسے اجازت دے دیتے ہیں، اخلاق، مذہب اور تزکیہ نفس پر گفتگو بحث و تذکار کا مرکزی نقطہ ہوتا تھا بعض لوگ مبتذل اور معمولی باتیں بھی پوچھتے تھے مگر آپ ایسے سوالات ناپسند کرتے تھے جب ایک مسئلہ طے ہو جاتا تھا تو دوسرے مسئلہ پر گفتگو شروع ہوتی تھی۔

بحث و گفتگو کے مسائل و موضوعات

فیوض روحانی کا چشمہ عموماً صبح کے وقت جاری ہوتا تھا آپ نماز فجر سے فراغت پاتے ہی بیٹھ جاتے تھے ویسے ہر نماز کے بعد بھی کبھی کبھی تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاتے تھے آپ ان مجالس میں بڑی بڑی پر زور تقریریں بھی کرتے اور بعض اوقات وعظ بھی فرماتے: ترمذی میں ہے کہ ایک دن صبح کے وقت آپ نے نماز پڑھ کر تقریر کی تو سب آنکھیں اشکبار تھیں اور سینے کانپ

دل کانپ رہے تھے۔ نفسیات انسانی کی جزئیات تک پر آپ پورا عبور تھا سمجھتے تھے کہ پند و نصائح ایک خشک بحث ہے لوگ ضرور انھیں توجہ کے ساتھ سنتے اکتا جاتے ہوں گے اس لئے آپ وعظ و نصائح کے جلسے درمیان میں ناغہ دیکر منعقد فرماتے اور کبھی اخلاقیات پر گفتگو کرتے کبھی روحانیت پر بولتے اور کبھی دنیوی مسائل پر ارشاد فرماتے زراعت باغبانی تجارت گھوڑ دوڑ سیاسیات، صنعیات اور عسکریات پر بھی بحث و تقریر کیا کرتے تھے۔

عملیات کی پایہ شناسی

ایک روز آپ مسجد میں جو تشریف لائے تو صحابہ کے دو حلقے قائم تھے ایک حلقہ قرآن خوانی اور ذکر و دعا میں مشغول تھا اور دوسرے میں علمی باتیں ہو رہی تھیں آپ نے فرمایا دونوں عمل خیر میں مصروف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف معلم بنا کر بھیجا ہے یہ کہکر آپ علمی حلقہ میں بیٹھ گئے۔

اس سے آپ کی بلندی مرتبت اور علم دوستی پر کیسی تیز روشنی پڑتی ہے جن دقیق مسائل کی تہ تک جمہور عوام کے دماغ کی رسائی نہ ہو سکتی تھی ان پر بحث و گفتگو کو آپ ناپسند فرماتے تھے ایک روز مسئلہ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی آپ سنتے ہی حجرہ سے نکل آئے غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ لوگو کیا تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو قرآن کو باہم ٹکراتے ہو گزشتہ امتیں انھیں باتوں سے برباد ہوئیں (سنن ابن ماجہ)

ایک دفعہ دو شخصوں کے مابین جاہ پرستی اور شہرت پرستی کے مسئلہ پر گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے کہا کہ اگر ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک شخص نے فخریہ یہ کہکے نیزہ مارا کہ میں غفاری جوان ہوں میرا وار لینا تو اس میں تمہاری کیا رائے ہے! دوسرے نے کہا کہ میرے نزدیک تو کوئی ثواب نہ ملیگا۔ تیسرا بولا اس میں حرج ہی کیا ہے اس پر اختلاف شروع ہو گیا آپ نے گفتگو سنکر فرمایا کہ ثواب اور شہرت میں باہم کوئی مخالفت نہیں (ابو داؤد) گویا آپ باہمی مسائل نزعیہ کے اختلاف کو بھی دور کیا کرتے تھے۔ لوگ شہرت طلبی کو خلوص عمل کے منافی سمجھتے تھے آپ نے یہ بتا دیا کہ ثواب کا کام کیا جائے گا تو لازمی شہرت ہوگی البتہ محض شہرت ہی مقصود نہ ہونی چاہیے۔ لوگوں کا خیال تقدیر کے متعلق یہ تھا کہ یہ نام ہے قوائے عملیہ کے تعطل کا جو قسمت میں مرقوم ہو چکا اسے کوئی عمل اور کوئی طاقت عمل نہیں مٹا سکتی آپ نے ایک صحبت میں یہ فرما کر اس خیال کی تردید کر دی کہ اعمال تو خود تقدیر ہیں خدائے قدوس انسان کو جن اعمال کی توفیق دیتا ہے وہی اس کا نوشتہ تقدیر ہیں اس لئے قوت عمل کے بیکار کر دینے کا نام توکل نہیں چنانچہ ایک روز صحابہ کرام ایک جنازہ کے ساتھ تھے رسول کریمؐ جو تشریف لائے تو سب آپ کے گرد جمع ہو گئے اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے اس سے زمین کو کرید اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی جگہ جنت یا دوزخ میں پہلے سے لکھی نہ جا چکی ہو یہ سنکر ایک صحابی کہنے لگے یا رسول اللہ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے اور کیوں نہ ہم اپنی تقدیر ہی پر توکل کر کے عمل کو ترک کر دیں جس شخص کی قسمت میں سعادت ہوگی وہ خود بخود اپنے نوشتہ تقدیر کے مطابق سعادتمندوں میں داخل ہو جائے گا اور جو بدبخت ہوگا وہ بدبختوں ہی میں شامل کر لیا جائے گا۔

آپؐ نے یہ سنکر جواب دیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہیں جنھیں سعادتمندانہ عمل کی توفیق دی جاتی ہے اور بدبخت وہ ہیں جن کے لئے گنارہائے شقاوت کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ (بخاری جلد ۳)

شگفتہ مزاجی

باوجود اس کے کہ صحابہ دربار نبوتؐ میں کان الطیر فوق رؤسہم بیٹھے رہتے تھے ادب و احترام ہر فرد کو ملحوظ رہتا تھا اور اکثر ہدایت و ارشاد اخلاق و مذہب تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کی گفتگوئیں ہوتی رہتی تھیں تاہم یہ نہ تھا کہ آپ کی مجلس تعبس و خشونت کا ایک زندہ مرقع ہو اور ہمیشہ اور ہر وقت خشک مسائل پر خشک ہی گفتگو ہوتی رہتی ہو شگفتہ مزاجی اور ظرافت کا رنگ بھی مباحث و کلام میں شامل ہوتا تھا خندہ روئی کے ساتھ گفتگوئیں ہوتی تھیں چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے خدا سے جنت میں کھیتی کرنے کی آرزو کا اظہار کیا پوچھا گیا کہ کیا یہ تیری آرزو پوری نہیں ہوئی ہے بولا ہاں مگر چاہتا ہوں کہ میری کھیتی بوتے ہی تیار ہو جائے چنانچہ اسے اجازت ربانی حاصل ہوئی اس نے بیج ڈالے فوراً دانہ اگا بڑھا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا۔

کہیں ایک بدوی بیٹھا ہوا اس ظرافت آمیز حقائق بیانی سن رہا تھا سنتے ہی بولا یا رسول اللہ یہ سعادت غالباً صرف انصاریوں یا قریش ہی کو حاصل ہو گی کہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں ہم لوگ تو نہ کاشتکار ہیں اور نہ اس سے کوئی لگاؤ رکھتے ہیں آپؐ یہ سنتے ہی ہنس پڑے (بخاری)

دربار نبویؐ میں ایک صاحب حاضر ہوتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ حضور میں تو تباہ ہو گیا پوچھا کیا ہوا؟ کیوں تباہ ہو گیا بولا رمضان میں اپنی بیوی سے مقاربت کر لی ارشاد ہوا تو کیا ہے جاؤ ایک غلام آزاد کر دو بولا غریب ہوں غلام کہاں سے خریدوں فرمایا اچھا دو مہینے تک مسلسل روزے رکھو عرض کی کہ مجھ میں یہ طاقت بھی نہیں فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ کہنے لگا میری اتنی استطاعت کہاں ہے۔ اسی اثنا میں کہیں سے کھجوروں کی بھری ہوئی زنبیل آ گئی آپ نے اسے دیکر کہا کہ اسے لیجاؤ اور غرباء میں تقسیم کر دو بولا قسم ہے اس خدا پاک کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر ہماری ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے میں تو اتنا غریب ہوں کہ

مدینہ بھر میں مجھ سا کوئی ایک بھی نہ ہوگا اس پر آپ کو بیساختہ ہنسی آگئی اور فرمایا اچھا تو تم انھیں خود ہی کھالو (بخاری صفحہ ۸۰۸)

ایک اندھا دربار نبوتؐ میں حاضر ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ حضور کیا میری بخشش ہو جائے گی۔ آپ جواب دیتے ہیں کہ نہیں بھائی اندھا کوئی جنت میں نہ جائے گا وہ یہ سنکر رونے لگتا ہے اس پر آپ کو اور تمام حاضرین کو ہنسی آجاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بیوقوف روتا کیوں ہے! حضورؐ نے سچ تو فرمایا کوئی اندھا اندھے کی حیثیت سے جنت میں نہ جائے گا اس روز سب کی آنکھیں روشن ہونگی اسی طرح ایک بڑھیا آکر سوال کرتی ہے اور آپ ویسا ہی جواب دیتے ہیں وہ بھی بیقرار ہو جاتی ہے اس پر سب کو ہنسی آجاتی ہے لوگ کہتے ہیں سچ ہے کوئی عورت بوڑھے ہونیکی صورت میں جنت میں نہ جائیگی سب عورتیں اس وقت جوان ہونگی وہ بھی ہنسنے لگتی ہے اور پھر سب کو ہنسی آجاتی ہے اس قسم کی صدہا ظرافت آمیز باتیں ہوتی رہتی تھیں۔

عورتوں کے لئے انتظام

ان مجالس میں بالعموم مرد ہی شریک ہوتے تھے لیکن عورتیں بھی آتی تھیں مگر بہت کم انھیں آپ کے فیض تلقین سے استفاضہ کا بہت کم موقعہ ملتا تھا عورتیں اب وہ عورتیں تو رہی نہ تھیں جو جاہلیت کے زمانہ میں تھیں ان کا رتبہ بہی بلند ہو چکا تھا ان کے دل میں بہی امنگیں پیدا ہوتی تھیں چنانچہ انہوں نے اپنے لئے ایک خاص دن کے مقرر کئے جانے کی استدعا کی جو منظور ہوگئی اور ان کے لئے وعظ و ارشاد کا ایک خاص دن مقرر کر دیا گیا۔ مقررہ دن عورتیں جمع ہو جاتیں آپ انھیں فیضیاب ہدایت کرتے انھیں مسائل شرعیہ کے متعلق ہر قسم کے سوالات کرنے کی اجازت تھی۔ اور یہ تھا تو نا ان حرم برابر وہ مسائل دریافت کرتی رہتی تھیں جو عورتوں ہی کی ذات سے متعلق ہوتے تھے پھر یہ بہی حالت تھی کہ جب کوئی خاتون مجلس عام میں پردہ کا واقعہ لبصورت سوال پیش کرتی تو آپ کو شرم محسوس ہوتی اور ناگوار گزرتا چنانچہ حضرت عاصم انصاری خاتون نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غیر شخص کے ساتھ دیکھ لے تو اس کے لئے کیا حکم ہے تو آپ نے اس پر اسے ملامت کی (بخاری) مرد ہی مجمع عام میں ایسے سوالات نہ کر سکتے تھے۔

صحبت نبویؐ کے فیوض

صحبت اور پھر ایسے گرامی قدر پیغمبر جلیل کی صحبت ظاہر ہے کہ اثر سے خالی نہیں ہو سکتی تھی۔ بڑے بڑے شقی ازلی چند روز کی صحبت ہی میں سرآمد روزگار بن گئے، عرب میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا خدا کے بھولنے والے خدا کے پاکباز بندے بن گئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے بزرگ تو دنیا اور علائق دنیا ہی سے بیزار ہو گئے اور خدا پرستی ہی میں کیف و سکون پانے لگے اگر آپ رہبانیت و ترک علائق کو مذموم نہ بتاتے تو ہزارہا انسان خانقاہوں میں ترک تعلق کرکے بیٹھ جاتے۔

لوگ برابر مراحل سعادت اور منازل عرفان طے کرتے چلے جاتے تھے۔ حضرت حنظلہؓ نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں تو منافق ہو گیا ہوں کہ جب تک خدمت میں حاضر رہتا ہوں تو حشر و نشر کا نقشہ نگاہوں کے سامنے رہتا ہے بال بچوں میں گیا اور سب کچھ بھول گیا۔ فرمایا باہر نکل کر بھی یہی حالت رہتی تو ملائکہ سے مصافحہ کرتے (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی کہ آپ کے سامنے رہتا ہوں تو نگاہوں میں دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے لیکن جب ہم بال بچوں میں جاتے ہیں تو حالت ہی بدل جاتی ہے ارشاد ہوا کہ یکساں حال رہتا تو تمہاری زیارت کو فرشتے آیا کرتے (ترمذی)

انگلستان کے شہرۂ آفاق مورخ نے اسی بنا پر تو لکھا کہ محمدؐ کی صحبت و عظمت نے انسانوں کو فلاح و بہبود کا معدن بنا دیا جو عبادت مقرر کی وہ نہایت سادہ اور دلکش ہے عرب کے بت تمنت خدا و ندی کے آگے ٹوٹ ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئے۔ انسانوں کے قتل و غارت کو آپ نے خیرات و نماز کی صورت میں بدل دیا اور ان میں نیکی کی ایک زبردست روح پیدا کر دی باہم بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے پند و نصائح سے انتقام کی خواہش برادوں پر ظلم اور یتامیٰ کی حق تلفی کو آپ نے سختی کے ساتھ روکا بلاشبہ آپ کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک اور بالا تر ہے،، فرزندان توحید خدا کے لئے سنبھلو اور سیرت نبویؐ سے یہی سبق حاصل کرو جو عرب نے حاصل کرکے جنت الفردوس

اعمال کی چھہ کتابیں

اعمال کی وہ چھہ کتابیں ہیں جن حضرت خواجہ حسن نظامی نے پسند فرمایا ہے اس میں حسب ذیل اعمال ہیں:-

اعمال مجربہ سورہ فاتحہ مع توکل و زکوۃ ۴ر اعمال مجربہ سورہ یاسین مع تعویذات ۵ر اعمال مجربہ آیۃ الکرسی ۰ ۰ ۰ ۲ر اعمال مجربہ سورہ مزمل معہ ادعیہ قرآن ۲ر اعمال مجربہ سورہ والشمس معہ حب و بغض ۶ر اعمال مجربہ سورہ اخلاص معہ تسخیر حب و بغض ۶ر یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

اس میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی اللہ کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپ کی مرادیں پوری ہو جائیں گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر سنند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اس میں وہ وہ اعمال اور وہ وہ اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیوں کے پاس جان کی طرح تھے یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابل میں آسکے قیمت ۸ر محصولڈاک ۲ر کل ۱۴ر پتہ حمیدیہ پریس دہلی

عبادات وطاعات

عبد ومعبود کا تعلق

مذہب کی سب سے نمایاں اور سب سے ممیز چیز عبادت الٰہی ہے کہ اصلاً باعث تخلیق عالم بھی ہوئی دنیا میں رہکر دنیا کے تمام تعلقات اور رشتوں سے مقدم اور بڑا تعلق اور رشتہ عبد ومعبود کا تعلق ہے آقائے حقیقی کے سامنے جھکنے اور اپنے پروردگار قدس کے آگے سر عبودیت خم کرنے میں جو لذات جو سرشاریاں اور جو کیف ہے اس کا صحیح اندازہ وہی کرسکتے ہیں جنھیں رحمت کاملہ ایزدی سے قلب سلیم اور طبع سعید عطا ہوئی ہو ہم بدبخت ومعصیت کار تو منصب نقالی رکھتے ہیں ہم کیا جانیں کہ عبادات وطاعات کے لطف کیا ہیں انسانوں میں روحانی اعتبارات سے سب سے بڑا اور انتہائی درجہ نبوت ہے اس لئے انبیاء کے ذوق عبادت اور وجدان صحیح سے ہم بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ یہ چیز کتنی سرشار اور لذت بار ہے مگر افسوس ہے کہ دنیا میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے کروروں پیرووں کے موجود وزندہ ہونے کے باوجود نہیں یہ پتہ لگتا کہ ان کا ذوق عبادت اور آئین پرستش کیا تھا انبیائے پیشین میں حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک کے تمام حالات تورات میں ثبت ہیں لیکن ان کی طاعات وعبادات کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں ملتا۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق زیادہ سے زیادہ تلاش سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کبھی کبھی دعائیں مانگا کرتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مذاہب کے پیرووں نے اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ شدید بے پروائی برتی اور وہ ان ضروری امور تذکار کو بھی محفوظ ومستحضر نہ رکھ سکے جن پر شریعت ودنیا کا مدار ہے اور جس سے بہت کچھ بصیرت حاصل کی جاسکتی تھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرف حضرت سرور کائنات فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھا تھا کہ انھوں نے نہایت تحقیق وتدقیق سے کام لیکر اپنے آقائے کریمؐ کے طریقہ ہائے عبادت اوقات عبادت کیفیات عبادت اور اس کے جملہ انواع واذکار وجزئیات تک محفوظ رکھا۔

فطرت انسانی کا اولین اقتضا

عبادت وطاعت انسان کی فطرت میں داخل ہے اور ہر فطرت سلیم اپنے معبود حقیقی کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے مگر نفس وشیطان اُسے گمراہ کردیتے ہیں اور وہ معبود حقیقی کے سامنے جھکنے کے بجائے معبودان باطل کے سامنے اپنا سر نیاز جھکا دیتے ہیں اور راہ ضلالت پر پڑ جاتے ہیں انبیاء کی بعثت کا مقصد اولین یہی رہا ہے کہ وہ عبد ومعبود کے مابین صحیح اور سچے تعلقات قائم واستوار کریں اور خود عبادات وطاعات کا زندہ نمونہ بنکر انھیں بدرس عمل دیں یہ خود بندگی میں کامل ہوتے ہیں اسی لئے دوسرے بندوں کو بھی اپنی تعلیم اور اپنے عمل سے کامل بنا دیتے ہیں ہمارے رسول کریمؐ نبوت سے پیشتر بھی عبادت کا خاص ذوق ووجدان رکھتے تھے کبھی آپ نے زمانہ ماقبل نبوت میں بھی معبودان باطل کے آگے سر نہیں جھکایا اور غار حرا میں جاکر مہینوں مراقبہ کرتے رہتے تھے (صحیح بخاری)

عطائے نبوت کے ساتھ ساتھ آپ کو سب سے پہلے عبادت ونماز کا طریقہ جبرئیل امین کے ذریعہ تلقین کیا گیا۔ چونکہ وہ زمانہ بہت پرآشوب زمانہ تھا اس لئے آپ اوقات نماز میں کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے تھے۔

اس کے بعد آپ حرم میں نماز ادا کرنے لگے جب نماز نے مکمل صورت اختیار کرلی اور نظام شریعت قریب التکمیل ہوا اس وقت آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ روز وشب میں فرائض کے علاوہ سنن ونوافل کی ۳۹ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور یہ معمول تھا کہ دو صبح چار چاشت چھ ظہر چھ عصر دو مغرب چھ عشا اور تیرہ تہجد وتر کی رکعتیں ادا کرتے تھے صلوٰۃ الاوابین اور سنت تحیۃ مسجد وغیرہ اس میں شامل نہیں کوئی سنت چھوٹ ہی جاتی تو آپ قضا پڑھ لیتے۔

ماہ رمضان میں آپ کا ذوق عبادت عروج وجوش پر ہوتا تھا آخری عشرہ رمضان میں تو آپ محو ہو جاتے تھے رات رات بھر بیدار رہتے تھے ازواج سے بھی بے تعلق ہو جاتے تھے اسی اخیر عشرہ میں آپ معتکف ہوتے تھے اور ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد تلاوت کرتے تھے۔ رمضان میں بالعموم پورے قرآن کا دور کرتے تھے۔

رات کے سناٹوں میں سجدہ ہائے عبودیت

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب گھر کے تمام ارکان وافراد سو رہتے تھے تو آپ خاموشی کے ساتھ اٹھکر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے بعض اوقات پچھلی رات کو تن تنہا اٹھکر قبرستان تشریف لیجاتے اور دعا وزاری میں مصروف رہتے تھے رکوع کے بعد قیام میں زیادہ وقفہ لگتا تھا (مسند)

نماز پورے استغراق ومحویت وخشیت کے ساتھ ادا کرتے تھے قرآن کریم

میں اہل ایمان کا یہ وصف خاص بیان کیا گیا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے لیٹے اور یاد الٰہی کرتے ہیں اور انھیں اشغال دنیوی خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے: الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم۔ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ آپ ان اوصاف کے بہترین مظہر تھے بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ آپ ہر لحظہ اور ہر آن یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ہر حالت میں ذکر الٰہی زبان پر ہوتا تھا آخر زندگی میں جب سورہ اذا جاء نازل ہوئی اور فسبح بحمد ربك و استغفرہ کا حکم ربانی ملا تو حضرت امہات المومنین کے بیان و روایت کے مطابق یہ عالم ہو گیا کہ ہر حالت میں ہر لحظہ زبان پر تسبیح و تہلیل جاری رہتی تھی۔ سواری پر بیٹھے بیٹھے نماز نفل ادا کر لیتے تھے۔

شوق و استغراق

صبح کے وقت اذان کی آواز گوش زد ہوتے ہی بستر سے اٹھ بیٹھتے۔ تہجد لازماً پڑھتے تھے یوں تو ہمیشہ اور روزانہ پہلی رات کو نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے مگر کبھی کبھی پوری پوری رات نماز کھڑے رہتے۔ حضرت ابوذر رضؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز میں یہ آیت پڑھی ان تعذبہم فانہم عبادك وان تغفر لہم فانك انت العزیز الحکیم اگر تو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کرے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ تو اسقدر متاثر و مستغرق ہوئے کہ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے

اسی طرح بعض آیتوں کے ذوق و شوق میں آپ پر از خود رفتگی کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ حضرت خباب رضؓ کا بیان ہے کہ ایک شب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو صبح تک مصروف رہے۔ اسی طرح حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شب کو آپ نماز پڑھنے جو کھڑے ہوئے تو آپ نے سورہ بقر سورہ نساء اور سورہ آل عمران اسی میں ختم کر دی پھر حیرت یہ تھی کہ آپ ٹھیر ٹھیر کر پورے سکون و اطمینان سے قرات کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر ان کو پڑھ رہے تھے اور رکوع و سجود بھی دیر دیر تک کرتے تھے۔

معرکہ ہائے کارزار میں یاد الٰہی

ہر شخص اندازہ و احساس کر سکتا ہے کہ میدان کارزار کس قدر تشویش افزا اور سکون سوز جگہ ہوتی ہے اطمینان قلب کا تو ذکر ہی کیا ہے حواس و خیال سب منتشر ہوتے ہیں مگر آپ عین اس وقت کہ تیر و سنان کی بارش ہو رہی ہوتی تھی سر و تن کی بازی لگی ہوتی تھی ہر طرف شور دارو گیر برپا ہوتا تھا آپ عبادت الٰہی اور دعا و زاری میں پورے سکون اور کامل محویت کے ساتھ مصروف ہوتے تھے جبیں نیاز زمین پر رکھی ہوتی تھی کسی ایک معرکہ و جنگ میں نہیں بدر، احد، خندق، خیبر اور تبوک وغیرہ تمام عظیم و خونریز معرکوں اور میدانوں میں آپ کی حالت دیکھی گئی اور آپ پر یہی کیفیت طاری رہی۔

مسلمانوں کو آپ کے اس طریقہ عمل سے درس بصیرت حاصل کرنا چاہئے کہ گو آپ عالم اسباب کے اعتبار و لحاظ سے اصول جنگ کے مطابق ہر میدان میں اپنی فوجیں مرتب و آراستہ کرتے تھے لیکن حقیقی اعتماد آپ کو اسباب کائنات سے ماوراء صرف ذات رب قدیر پر ہوتا تھا کہ فی الحقیقت کلید کامیابی اسی کے ید قدرت میں ہے معرکہ بدر کا یہ نقشہ محویت ملاحظہ کیجئے کہ میدان لاشوں سے پٹتا چلا جا رہا ہے خون کے فوارے ابل رہے ہیں اور آپ سجدے میں پڑے ہیں چشم مبارک سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر عرض کر رہے ہیں دعا مانگ رہے ہیں التجا کر رہے ہیں کہ خدایا اپنا وعدہ نصرت پورا کر اگر آج یہ چند نفوس مٹ گئے تو پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائے گا جتنی دیر یہ جنگ ہوتی رہی آپ پر برابر خضوع و خشوع کا عالم طاری رہا غزوہ احد میں کہ گونہ شکست ہو چکی ہے آپ کا دندان مبارک شہید ہو گیا ہوتا ہے ابوسفیان جوش مسرت فتحمندی میں ہبل کی جے پکارتا ہے آپ اس عالم اضطراب میں بھی حکم دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ تم بھی کہو اللہ مولانا ولا مولا لکم اللہ اعلیٰ واجل غزوہ احزاب خدا کی پناہ کتنا دہشت خیز معرکہ و موقعہ اور کتنی جانگسل گھڑیاں تھیں مگر ہمارا رسول دست مبارک سے خندق کھود رہا تھا اور زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فبارك فی الانصار والمھاجرۃ۔

غزوہ حنین میں حریف کے پہلے حملے میں اسلامیوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں اور کوئی ہوتا تو سب سے پہلے اپنی جان لیکر بھاگتا۔ لیکن آپ ہیں کہ تنہا چٹان کی طرح جمے کھڑے ہیں رجز پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نصرت موعودہ کی دعا مانگ رہے ہیں۔ حدیبیہ میں قریش نے فیصلہ کر لیا تھا کہ عین نماز میں حملہ کیا جائے مگر آپ کا بھروسہ اللہ پر تھا عیش اور خوف کسی حالت میں بھی اللہ اور اللہ کے فرائض کو نہ بھولتے تھے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور حریف کی عین زد میں نماز ادا کی یہی غزوہ بنی مصطلق میں ہوا اور آپ جملہ خطرات و مہالک سے بے پروا ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور کیوں نہ رہتے حکم الٰہی تھا۔ یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون "مسلمانو! جب حریف جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے رہو تم کامیاب ہو گے" جو مسلمان عدالتوں، کچہریوں اور دفتروں میں حکام کی ناراضی کے خوف سے نمازیں قضا کر دیتے ہیں یا مختلف مشاغل و انہماک میں فرائض عبادت سے غفلت برتتے ہیں انھیں اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک اور عرفانی طریقہ سے سبق لینا چاہئے جب

ہم اللہ کا کام کریں گے تو اللہ ضرور ہماری امداد کریگا۔

روزہ

تکمیل روحانیت کے لئے تقلیل غذا اور ترک غذا کی اہمیت پر سب متفق ہیں اور ہر ملت و مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں روزہ رکھنا ضروری ہے روزے فرض نہ ہونے سے بیشتر کے زمانہ میں بھی بعض اوقات آپ نے کئی کئی ماہ متواتر روزے رکھے ہیں، مدینہ میں عاشورہ کا روزہ یہود کی طرح مسلمانوں پر بھی فرض تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ رمضان کے بعد ماہ شعبان میں قریب قریب پورے مہینے روزے رکھتے تھے دیگر مہینوں میں یہ صورت رہتی تھی کہ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو یہ محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور جب توڑ دیتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ کبھی روزے رکھیں گے ہی نہیں ہر ماہ میں تین روزے دو پیر کے اور ایک جمعرات کا تین روزے ضرور رکھتے تھے۔

اس کے علاوہ دس تاریخ تک دس روزے محرم میں، اور چھ روزے شوال کے آپ معمولاً رکھتے تھے (صحیح مسلم) کبھی کبھی آپ صوم وصال بھی رکھتے تھے یعنی کئی کئی روز تک روزہ رہتا تھا درمیان میں کچھ نہ کھاتے تھے یا برائے نام کچھ کھا لیتے تھے صحابہ نے آپ کی تقلید کرنی چاہی تو آپ نے انھیں ممانعت کر دی عرض کی پھر حضور کیوں ایسا کرتے ہیں فرمایا تم میں مجھسا کون ہے؟ مجھکو تو ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا پلاتا ہے" واقعی آپ کے ذوق عشق اور لذات عرفانی کا کون ہمسر ہوسکتا تھا لیکن عام طور پر آپ خود بھی ایسی چیزوں سے احتراز کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس نوع کی سختیوں سے روکتے تھے اس لئے کہ آپ اپنی روحانی قوت اور سرشاری محبت میں جو کر سکتے تھے وہ ہر ایک منصب نہیں دوسروں کو تکلیف ہوتی لیکن آپ کو لذت حاصل ہوتی تھی۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ آپ پر کبھی فرض ہی نہیں ہوئی کہ کاشانہ نبوت میں کوئی قابل زکوٰۃ شئے نہیں تھی اور ہوتی کہاں سے آپ کو تو یہ گوارہ ہی نہ تھا کہ کوئی چیز گھر میں آئے اور اس پر ایک شب گذر جائے اسلام سے پہلے بھی آپ بہت کچھ خیرات و مبرات کیا کرتے تھے اور نبوت کے بعد تو یہ حالت تھی کہ آپ نقد و جنس میں سے کوئی چیز اپنے پاس رہنے ہی نہ دیتے تھے ادھر آیا ادھر تقسیم کر دیا۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے پاس خراج کی رقم زیادہ آگئی اور مستحقین کو بکثرت تقسیم ہونے کے باوجود بھی شام تک تقسیم نہ ہو سکی اس لئے آپ نے وہ شب مسجد نبوی ہی میں گذاری اور اس وقت تک گھر میں قدم نہیں رکھا جب تک حضرت بلال رضہ نے آکر اطلاع نہ کر دی کہ یا رسول اللہ خدا نے آپ کو سبکدوش کر دیا جب آپ کی فیاضی اور دریا دلی کا یہ عالم ہو تو آپ پر زکوٰۃ فرض کس طرح ہو سکتی تھی

حج بھی آپ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کرتے تھے۔

خشیتِ الٰہی

خشیتہ الٰہی اور خوف ربانی کا یہ عالم تھا کہ محبوب خاص اور افضل رسل ہونے کے باوجود کبھی ہوا بھی زور سے چلتی تو سہم جاتے اور سب کام چھوڑ کر قبلہ رخ ہو جاتے۔ اور فرماتے خدایا تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضہ اس اضطراب کا باعث پوچھا تو فرمانے لگے عائشہ مجھے کیا معلوم کہ قوم ہود کا واقعہ نہ پیش آئے جس نے بادل کو دیکھکر کہا کہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے آیا ہے حالانکہ وہ عذاب الٰہی تھا۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضہ نے کہا کہ آپ کے بال پکنے لگے فرمایا: مجھے سورہ ہود واقعہ: المرسلات عم یتسآءلون نے بوڑھا کر دیا ان سورتوں میں قیامت کا ذکر ہے" اکثر فرمایا کرتے لوگو میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا ایک مرتبہ حضرت عثمان بن مظعون کی لاش رکھی تھی ایک عورت نے کہا ابن مظعون خدا گواہ ہے تو نوازہ گیا رسول کریم یہ سنتے ہی بولے تم کو کس طرح معلوم ہوا۔ کہنے لگی خدا انھیں نہ نوازیگا تو اور کسے نوازے گا ارشاد ہوا بیشک ان کی نسبت گمان تو میرا بھی ہے لیکن میں پیغمبر ہو کر بھی یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (صحیح بخاری)

آپ پیغمبر تھے نظر باطن کھلی ہوئی تھی عظمت الٰہی کی جلال خیزیاں دیکھ چکے تھے سمجھتے تھے کہ مالک حقیقی اور مختار کل ہے اس کے ارادہ کو کون بدل سکتا ہے جو چاہے کر کے رکھدے جس کا ایقان جتنا قوی ہوتا ہے اتنا ہی وہ اللہ کی عظمت و بزرگی سمجھتا ہے اور اتنا ہی ڈرتا ہے ہمارا ایمان و ایقان کمزور ہے اس لئے ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

گریہ وبکا

خشیت الٰہی نے آپ کے قلب کو بہت رقیق کر دیا تھا ذرا سی بات پر آپ کی آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے تھے نماز میں بھی رقت طاری ہو جاتی تھی سورج گرہن پڑا تو آپ نماز کسوف کے لئے کھڑے ہو گئے اور آہ سرد بھرتے رہے فرماتے تھے الٰہی تو نے فرمایا ہے کہ تو لوگوں پر میرے ہوتے عذاب نازل نہیں کریگا۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن شخیر ایک بار خدمت نبوی میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی ہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہے (ترمذی) کوئی قبر کھد رہی تھی آپ لب گور بیٹھے ہوئے تھے یکایک آپ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا بھائیو اس دن کے لئے سامان کر رکھو (سنن ابن ماجہ) آپ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے راہ میں ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی آگ روشن ہو جانے کے بعد وہ بچہ کو گود میں لیکر آپ کے پاس آئی اور پوچھا کیا رب قدیر اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ مہربان نہیں ہے آپ نے

فرمایا ہاں بولی تو کوئی ماں تو اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی یہ سنکر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا "خدا اس بندے کو عذاب دیگا جو سرکش اور متمرد ہے، خدا سے سرکشی کرتا ہے اور اس کو ایک نہیں کہتا۔"

محبت الٰہی

حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ وہ پیغمبر تھے کہ انکی نگاہوں کے سامنے صرف خدا کے جلال و کبریائی کا جلوہ تھا اس لئے وہ خشیت الٰہی کی تعلیم دیتے تھے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ محبت الٰہی میں سرشار تھے اسی لئے وہ محبت الٰہی کے سبق اپنی امتوں کو پڑھاتے اور اسی کی تعلیم دیتے تھے لیکن یہ دونوں راہیں افراط و تفریط کی راہیں تھیں، محض خوف کی تعلیم اخلاص و محبت کی منزل تک نہیں پہنچاتی کہ جو کچھ کیا جاتا ہے ڈر اور خوف کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور دوسری عبودیت وادب و احترام کی منزل سے دور پھینک دیتی ہے لیکن اسلام محبت و خشیت دونوں کی تعلیم دیتا ہے، اور دونوں جلووں کا مظہر ہے قرآن المجید نے کمال ایمان کا وصف یہ بیان کیا ہے "جو ایمان لائے ہیں انکو خدا سب سے زیادہ پیارا ہے" والذین امنوا اشد حبا للہ آپ راتوں کو اٹھکر اتنی دیر تک نماز پڑھتے تھے کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ بعض صحابہ نے عرض کی کہ خدائے قدوس نے آپ کی مغفرت تو کر دی تو پھر آپ کیوں اتنی زحمت اٹھاتے ہیں بولے "کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں" گویا آپ خشیت الٰہی کی وجہ سے اتنی ریاضت نہ کرتے تھے بلکہ یہ مقتضائے محبت الٰہی تھا کیونکہ نماز کے لئے آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

نصف شب کے سکوت میں خدا سمائے دنیا پر نزول فرماتا ہے (صحیح بخاری) عبادت شبانہ کا خاتمہ صبح کی دو رکعتوں پر ہوتا تھا جس کی نسبت ارشاد عالی تھا کہ ان کے معاوضہ میں میرے لئے دنیا و مافیہا کی نعمتیں بھی ہیچ ہیں" ایک عورت کو بچہ کی محبت میں بے چین دیکھا تو فرمایا کہ خدا کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت ہے جتنی اس عورت کو اپنے بچہ سے ہے۔

توکل علی اللہ

توکل کے اصلی معانی سمجھنے میں دنیا نے بعد لغزشیں کی ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان واقعات عالم کے فیصلہ اور اپنی کوششوں کے نتائج کو خدا کے سپرد کر دے سامنے سے اسباب و علل کے پردے اٹھ جائیں اور ہر چیز براہ راست خدائے عزوجل کے قبضہ قدرت میں نظر آئے نیز اس امر کا کامل یقین ہو کہ اسباب و علل کی نامرافقت ہمارے مقاصد و کار پر اثر نہیں ہو سکتی یہ بھی سمجھنا ہے کہ جرأت و استقلال اور عزم و ہمت سب باتیں اسی ایک اصل کی پرتو ہیں اور اسی کی بدولت اور اسی کی تائید سے مشکل حالات و اوقات میں بھی زمام صبر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی حقیقی متوکل نہ کبھی مایوس ہوتا ہے اور نہ اس کی ہمت ٹوٹتی ہے رسول کریم کی زندگی کے ایک ایک جزیے پر نظر ڈال جائیے یہ چیز صاف نمایاں نظر آئے گی مشکلات و مصائب کے پہاڑ آپ کے سامنے آ آ کر ٹوٹتے اور یاس و نومیدی کی شب تاریک بھی اس طرح مستولی ہوئی جس کے سحر ہونے کی کوئی توقع ہی نہ تھی لیکن آپ ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس و ہراساں نہ ہوئے۔ ہم نے لکھ چکے ہیں کہ متوکل وہ ہے کہ جس کو مستقبل کی تشویش سے ملاحق ہی نہ ہو آپ ہر موقعہ پر یہی فرمایا کرتے تھے کہ اسد ہمارے ساتھ ہے خدا مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ مدینہ میں یہودی سازشوں نے جب شدید خطرات پیدا کر دیئے اتنے کہ صحابہ کی راتیں آنکھوں میں کٹنے لگیں تو واللہ یعصمک من الناس اللہ لوگوں سے تیری حفاظت کریگا بشارت ملی فوراً آپ نے پہرہ داروں کی خیمہ سے سر نکالا کہدیا کہ لوگو واپس چلے جاؤ خدا نے خود میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے کل کیلئے آپ کوئی چیز اٹھا نہیں رکھتے تھے جب ایک بدو نے شمشیر بدست آکر اور جگا کر آپ سے پوچھا کہ محمد ابتا دیجئے اب مجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے تو ایک مطمئن صدا آئی "اللہ" چچا ابو طالب اٹھ جاتے ہیں جان نثار حالات نازک حد تک پہنچ چکے اب ان کا ہاتھ باقی ہے (؟) اٹھا لے بے پروائی سے جواب ملتا ہے "میری تنہائی کا فکر نہ کیجئے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑیگا"

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جس میں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور متعدد مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جس میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز ہیں زیب النساء، نورجہاں، شہزادی بلقیس کے حالات بہت مفصل ہیں مخصوص اخلاقی قصے خواتین کے بھی ہیں جن میں خدا پرستی کا نقشہ بہت مفید ہے یہ سب کتابیں ۲۷۶ صفحات کی ہیں۔ زبان بہت شیریں کاغذ چھپائی اعلےٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں قیمت دس آنے محصول ۷ر

دس زنانہ بستہ

دس علمی پھولوں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ

(۱) بسم اللہ کی کتاب — (۲) کہانیوں کی کتاب
(۳) کھیل کی کتاب — (۴) لکھنے کی کتاب
(۵) نماز کی کتاب — (۶) کھانا پکانے کی کتاب
(۷) تندرستی کی کتاب — (۸) تہذیب کی کتاب
(۹) پردے کی کتاب — (۱۰) اصلی جہیز

جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اسکو مکمل کر دیا ہے ہر بچی کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت مجلد عہ ر ا

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے بے نظیر اسلامی کتابیں پہلی اسلامی عقائد مفصل ملائکہ وغیرہ کا بیان
دوسری ایمان عقائد تفصیل ... وغیرہ
تیسری نماز کی پوری تفصیل ...
چوتھی مرنے کے بعد اور جینے کے حالات ...
پانچویں زکوٰۃ کی پوری تفصیل ...
چھٹی حج کا بیان اور عمرہ کا بیان
ساتویں ارکان ایمان ارکان اسلام معاشرت
آٹھویں حقوق العباد توکل اور گناہ صغیرہ آٹھوں کی ضخامت ۳۷۶ صفحات ایک ہی جگہ اصلی قیمت ...

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

آقائے عالم کا آخری حج

سورۂ اذا جاء نصر اللہ کے نزول کے بعد ہی رسول کریم اور تمام صحابہ سمجھ گئے تھے کہ اب آپ کی رحلت کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور تکمیل کار کے بعد اب آپ کے دنیا میں رہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے اس لئے آپ نے ضروری سمجھا کہ حج کے ارکان بھی عملی طریق سے مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیے جائیں اور زمانہ جاہلیت میں جو مشرکانہ رسوم اس کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہیں انھیں ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے نیز یہ کہ آخری مرتبہ شریعت اسلامیہ کے اہم نکات اور احکام و اخلاق کے وہ اصول جن پر دینوی فلاح و بہبود کا انحصار ہے ایک اجتماع عظیم میں سب کے سامنے بآواز بلند بیان کر دیے جائیں۔ ذی الحجہ ۱۰ھ میں آپ نے جو حج کیا چونکہ وہ آپ کا آخری حج تھا اس لئے یہ تاریخ اسلام میں حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس موقع پر آپ نے تبلیغی احکام صادر فرمائے اور چونکہ اسی موقع پر آیہ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ہو گئی اس لئے ارباب سیر اسے حجۃ التمام والکمال بھی کہتے ہیں۔

سردار انبیا کا شاندار جلوس

ذیقعدہ ہی کے مہینے میں آپ نے حج کا اعلان کر دیا تھا اس سے تمام عرب میں ایک ہماہمی پیدا ہو گئی چند ہی روز میں مدینہ کے اندر ۹۰ ہزار فرزندان توحید کا مجمع ہو گیا جب آپ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے ہیں تو پورے عرب کیا ممالک گرد و نواح میں بھی ایک شور پڑا تھا اس لئے کہ اس سے پیشتر کسی ایک جماعت نے اتنی کثیر تعداد میں کبھی عرب کے اندر سفر نہیں کیا تھا اثنائے سفر میں بہ شوق شرف بیعت رسول ہزارہا مسلمان آ کر ملتے گئے مکہ معظمہ پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان ... مع اہل و عیال سمیت موجود تھے اسی سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے قربانی کے لئے ایک سو اونٹ بھی ساتھ تھے آپ ناقہ پر سوار تھے اور یہ الفاظ آپ کی زبان پر جاری تھے جنھیں آپ کبھی بلند آواز سے ادا کرتے تھے اور کبھی آہستگی کے ساتھ لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک عجیب پر جوش اور پر کیف سماں تھا جس وقت آپ کی زبان پر لفظ لبیک آتا تھا اس وقت ہر مسلمان اس کا اعادہ کرتا تھا اور یہ صدا تمام دشت و جبل میں گونج جاتی تھی اور زمین و آسمان میں ایک غلغلہ پڑ جاتا تھا یہ پہلا موقعہ تھا کہ کسی ایک وقت میں اتنے عظیم الشان اتنے کثیر و فراواں اجتماع نے خدائے عز و جل کی حمد میں متفقہ طور پر نغمہ سرائی کی ہو۔ قطع مراحل کرتے ہوئے آپ بروز شنبہ مقام سرف میں پہنچے اور کل نو روز کے بعد آپ پورے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے خاندان ہاشم کے لڑکوں نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے باہر نکل آئے۔

آپ نے فرط محبت سے اونٹ پر کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیا کعبہ نظر پڑا تو فرمایا کہ اے خدا اس گھر کو اور زیادہ عزت اور شرف دے پھر کعبہ کا طواف کیا ارکان حج ادا کئے چونکہ عرفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا موقف تھا اس لئے آپ نے عرفات میں قیام کیا جب دوپہر ڈھل گئی تو رسول کریم خیمہ مبارک سے باہر نکلے اور ناقہ پر سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لائے

تقریر رسالت کا شکوہ و طنطنہ

یہ عجیب سماں تھا کہ شہنشاہ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی رعایا ایک ہی رنگ اور ایک ہی لباس میں تھی اور جہاں تک نگاہیں اٹھتی تھیں آدمیوں کا جنگل کا جنگل نظر آتا تھا کس درجہ شاندار منظر ہے ہزارہا انسانوں کے پرے کے پرے جمے ہیں جو عقیدت و جاں نثاری کے جذبہ میں سرشار سر جھکائے جوش کے عالم میں کھڑے تھے مگر ان کے واحد سردار و فرمانروا کی شان کیا تھی ناقہ پر سوار تھے جس پر کوئی زرین و جواہر نگار جھول نہ تھی کوئی طمطراق و احتشام نہ تھا صرف ایک معمولی کجاوہ تھا اس کی اور سارے سامان کی قیمت روپیہ دو روپیہ سے ہرگز زیادہ نہ تھی اور اس پر بیٹھ کر آپ نے ڈیڑھ لاکھ کے اجتماع عظیم کے سامنے ایک بسیط موثر اور معرکہ آرا خطبہ ارشاد فرمایا جو تاریخ یعقوبی ابن ہشام اور سیرت ابن اسحاق میں تمام و کمال درج ہے آپ نے جلال نبوت اور شان پیغمبرانہ کے ساتھ فرمایا

"حمد و ثنا، توصیف و ستائش اور تمام تعریفوں کا سزاوار و مستحق صرف ذات باری تعالیٰ ہے ہم اسی سے مدد و معافی کے خواستگار ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اس وقت اور اس میدان میں اللہ کے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ سے اپنے نفس و اعمال کی شر انگیزیوں

اور بُرائیوں سے پناہ مانگتے ہیں وہ ذات احدیت جسے گمراہ کرے کوئی نہیں جو پھر اسے ہدایت دے سکے اور جسے وہ راہ ہدایت و رشد دکھائے دنیا کی کوئی طاقت پھر اسے گمراہ نہیں کر سکتی نہ اللہ کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ اس کی ذات و صفات میں کوئی سہیم و شریک ہے۔ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے! لوگو! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اس سے ڈرو اسی کی عبادت کرو اور نیک اعمال میں مصروف و منہمک رہو۔

اس کے بعد آپ نے پر جوش لہجہ میں فرمایا کہ:۔

"لوگو! میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سال کے بعد پھر اس جگہ تم سے مل بھی سکوں گا یا نہیں اسی لئے جو میں کہتا ہوں اسے سنو اور غور کے ساتھ سنو آج میں تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری عزتیں قیامت تک کو ایک دوسرے کے لئے اسی طرح حرام کرتا ہوں جس طرح یہ شہر یہ دن اور یہ مہینہ حرام ہے یاد رکھو ایک روز تمھیں خدائے واحد القہار کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں اور جس کے سامنے تمہارے اعمال پرسش ہوگی۔ ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں کسی عجمی پر عربی کو اور کسی عربی پر کسی عجمی کو کوئی فضیلت نہیں تم سب اولاد آدم ہو اور آدم خاک سے بنے تھے سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں تمہارے جو غلام ہیں ہاں ہاں غلاموں ہی کے متعلق کہتا ہوں کہ جو خود کھاؤ وہی انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ آج جاہلیت کے تمام خون اور تمام انتقامات باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان یعنی ربیعۃ بن الحرث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔

جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان عباس بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں دیکھو عورتوں کے معاملہ میں بھی خدا سے ڈرتے رہنا تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اسے مضبوط پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کیا ہے؟ کتاب اللہ! قرآن پاک خدا نے ہر حقدار کو از روئے وراثت اس کا حق دیدیا ہے اب کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز نہیں سوا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا زناکار کے لئے اس کا لڑکا پتھر ہے اور اس کا حساب خدا کے ذمے ہے جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونیکا دعویٰ کرے اور جو غلام اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی لعنت ہے ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں تمام قرض ادا کر دے جائیں عاریتًا لی ہوئی تمام چیزیں واپس کر دی جائیں عطئے لوٹا دیے جائیں ضامن تاوان کا ذمہ دار ہو۔

اس کے بعد آپ نے ٹھیر کر فرمایا کہ:۔

"تم سے خدا کے یہاں میری نسبت سوال کیا جائے گا تو بتاؤ کیا جواب دوگے؟" مجمع سے صدائیں بلند ہوئیں "ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا" آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا "اے خدا! تو گواہ رہنا" عین اسی وقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو منتخب کر لیا۔

تقریر رسالت کی اثر خیزی

تمام ارباب سیر اس امر پر متفق ہیں کہ زور بیان اسلوب اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے آپ کی یہ تقریر حد درجہ موثر و ممتاز تھی اور لوگوں نے اسے پورے جوش و عقیدت کے ساتھ سنا غروب آفتاب کے وقت آپ یہاں سے روانہ ہوئے ناقہ کی زمام کھینچے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس کی گردن کجاوہ میں آکر لگتی تھی لوگوں کے ہجوم سے ایک اضطراب سا پیدا ہو گیا تھا بخاری میں ہے کہ آپ لوگوں کو کوڑے سے اشارہ کرتے جاتے تھے جس کا مفہوم یہ تھا "لوگوں سکون کے ساتھ لوگوں سکون کے ساتھ" زبان مبارک پر یہی الفاظ تھے مگر بہ آہستگی، تمام قافلہ مزدلفہ پہنچ گیا اور وہیں شب کو قیام کیا اگلے روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! مذہب میں مغلوط اور مبالغہ سے بچو کیونکہ تم سے پہلی امتیں اسی سے برباد ہوئیں" آپ یہ بھی برابر فرماتے جاتے تھے کہ لوگو! حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے یہاں سے فارغ ہو کر آپ منٰے کے میدان میں آئے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تقریبًا ایک لاکھ انسانوں کا ہجوم تھا مہاجرین قبلہ کے داہنے انصار بائیں اور درمیان میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں آپ نے اس مجمع کی طرف نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو فرائض نبوت کے بست و چہار سالہ نتائج سامنے تھے اور زمین سے آسمان تک ہر ذرہ سے قبول و اعتراف کی صدائیں بزبان حال نکل رہی تھیں۔

گرانمایہ نصائح کے انمول موتی

آپ نے پھر مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"ہاں دیکھیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو تمھیں خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس کریگا ہاں مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا ذمہ دار باپ نہیں۔ یاد رکھو اگر کوئی حبشی بریدہ حبشی غلام بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تمھیں خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو ہاں شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا کہ

ب تمہارے شہر میں قیامت تک اس کی پوجا نہیں کی جائے گی، لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں میں تم اس کی پیروی ضرور کرو گے اور وہ اس پر خوش ہوگا۔ سب سے آخر میں آپ نے اسلام کے فرائض اولین یاد دلائے اور فرمایا کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو پانچوں وقت کی نماز پڑھو مہینہ بھر کے روزے رکھو اور میرے احکام کی اطاعت کرو خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

آپ نے پھر مجمع سے پوچھا "کیوں میں نے پیغام خداوندی سنا دیا" جواب اثبات میں پا کر فرمایا "جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ انھیں بھی سنا دیں جو موجود نہیں" اس خطبہ کے اختتام پر آپ نے لوگوں کو الوداع کہا۔ بارہ ذی الحج تک آپ یہاں رہے اور اس کے بعد مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی۔

تقریر نبوی کی تاریخی اہمیت

تاریخ اسلام میں اس حج اور اس حج کے خطبہ تقریر کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں یہ حج گویا تکمیل فرائض نبوت اور تکمیل دین و مذہب کا پیغام تھا اب تک جو کچھ کہا اور بتایا جا رہا تھا اس کی حیثیت کتنی ہی عام ہو پھر انفرادی تھی لوگوں تک آپ کے تمام ارشادات مکمل صورت میں نہ پہنچتے تھے لیکن اس حج کے مواقع پر اجتماعی حیثیت سے اجتماع عام میں آپ نے لوگوں کو سب کچھ بتا اور سمجھا دیا اور آخری مرتبہ نہایت موثر اور بلیغ انداز میں آپ نے دین و ملت کے تمام اصولی اور ضروری احکام و نواہی کی تصریح کر دی۔ امتیازی مراتب، سود خواری، قتل و نہب جھگڑے اور خصومت غلو مذہب اور نا اتفاقی کی شدید مذمت و ممانعت کر دی اور خاص طور پر وضاحت کی کہ مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں اور ان پر ایک دوسرے کی جان، عزت اور مال پر حملہ کرنا حرام ہے۔ نیز کتاب اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔

لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمانوں نے سب کچھ جانتے ہوئے سب کچھ بھلا دیا۔ قرآن کریم و کتاب اللہ کو بھی چھوڑا اور اپنے بھائیوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کو حلال سمجھنے لگے یہی وجہ ان کے زوال و انحطاط کی ہے۔

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں انگریزی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں تیمار داری اور مبارکبادی کے اور تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۶

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے جلد کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے دو چار مہینوں میں آپ کی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں اور برجستہ الفاظ آ جائیں گے مجلد ۲۰۰ صفحات رعایتی قیمت ۱۲ محصول ۵

عربی کا معلم

دو حصہ دو فرہنگ مجموعی ضخامت چھ سو صفحات کے قریب ہر یونیورسٹی میں داخل ہے حضرت علامہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی پرنسپل دار العلوم دیوبند اس کے متعلق لکھتے ہیں میرے خیال میں بہت ہی مفید کتاب ہے ہمارے ملک میں آج تک اس موضوع پر شاید ہی اس سے بہتر کتاب لکھی گئی ہو حقیقتاً آپ نے طالبین عربی کے لئے بڑا الکام لیا ہے یہ فقط ایک رائے ہے اسی قسم کی صدہا آرا اس کتاب کے سلسلہ میں موجود ہیں اب تو عربی سکھانے کی سب سے بہتر یہ کتاب ہے۔ قیمت کامل دو روپے محصول ۱۰

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ سمجھدار آدمی بغیر استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے سے نہ بتا دیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور پھر بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے ہر سہ جلد قیمت محصول آٹھ آنے۔

علم التصریف

میزان، منشعب، پنج گنج، زبدہ، صرف میر، علم الصیغہ مراح الارواح، شافیہ، غرضیکہ عربی علم الصرف کی تمام کتابوں کی اگر عطر اور خلاصہ چاہیے تو علم التصریف سے فائدہ اٹھائیے فاضل مصنف نے کوئی ضروری مسئلہ نظر انداز نہیں ہونے دیا اور ہر مسئلہ ایسی سہل و صاف صورت میں پیش کیا ہے کہ مبتدی سے مبتدی بھی اشکال محسوس نہیں کرتا یہ کتاب مدارس عربیہ کے طالبعلموں کے لئے تالیف کی ہے جو انشاء اللہ سابق الذکر سے زیادہ مقبول ہوگی ضخامت ۲۲۵ صفحہ قیمت ایک روپیہ محصول ۶

اردو خط وکتابت

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں بظاہر دل کا حال ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بڑا مشکل ہے اور بہتوں کو اردو جتنا پڑھا آتا ہے مگر خط لکھنا نہیں آتا یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو خط وکتابت بتاتی ہے اور خطوط نویسی کا ایسا انداز تحریر اس میں موجود ہے کہ بڑے دفتر کو چھوٹے سے خط میں بند کر دیا جاتا ہے ابتدا ہی سے اگر خط وکتابت کی اگر بچوں کو مہارت ہو جائے تو آیندہ اس میں خوب جلا ہوتی ہے ایک ایک کی الگ قیمت ہر حصہ دونوں کی ۱۰

آسان مضمون نویسی

مولانا عبد الحلیم شرر کا تاریخی ناول پڑھنے والے ان کی آسان اردو نویسی سے واقف ہیں مقالات شرر ان لوگوں کی اتالیق ہے جو اردو آسان نویسی کے شائق ہوں یہ کتاب چند بے بدل مضامین کا مجموعہ ہے اور مرحوم کے ۵۴ مضامین اس کتاب میں ہیں اس کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو اردو لکھنی آ گئی ہر مضمون علاوہ اتالیق اردو کے اپنی جگہ خود بہت دلچسپ ہے اور پڑھکر بے اختیار مصنف کی قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے ایک سو ساٹھ صفحہ کی مجلد کتاب ہے آٹھ دس ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ آنے محصولڈاک ۸

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ دفتر مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

نیّرِ رسالت کا غروب

تکمیل شریعت اور تزکیہ نفوس کا مہتم بالشان وظیفہ عمل انجام پذیر ہوچکا حجۃ الوداع میں آپ کو جو کہنا اور جو بتانا تھا آخری مرتبہ بتاچکے "والیوم اکملت لکم دینکم" کی منادی عالم و لاکھ نفوس کے اجتماع عظیم میں کی جاچکی "ان الارض یرثها عبادی الصالحون" کی ایک قوی دست و قوی دل جماعت تیار ہوچکی اور مسلمانوں پر نعمائے الٰہی تمام ہوچکیں اب جس مقصد کے لئے رسول کریمؐ مبعوث و مخلوق ہوئے تھے وہ پورا ہوچکا تو "انک میت وانہم میتون" کے مطابق آپ کو عالم قدس کی طرف رہسپار ہونا چاہیئے تھا۔ سورہ فتح کے نزول ہی سے اکابر صحابہ کو آپ کی وفات کے قریب ہونے کا یقین ہوگیا تھا اور آپ خود بھی "فسبح بحمد ربک واستغفرہ" کے حکم ربانی کے مطابق تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ یہ بھی علانیہ فرماہی چکے تھے کہ شاید میں اس کے بعد حج نہ کرسکوں۔ (صحیح مسلم)

یہ قرائن و واقعات سب آپ کے زمانہ رحلت کے قرب پر شاہد تھے اور نبوت کے اداشناس بزرگوں کے قلوب پر غم و اندوہ کے نشتر چل رہے تھے اس پر ایک خاص واقعہ یہ پیش آیا کہ آپ شہدائے اُحد کی قبور پر تشریف لے گئے اور انہیں "بل ہم احیاء" کے ربانی انکشاف کا مصداق صحیح سمجھکر کچھ اس رقت آمیز اور درد انگیز طریق پر الوداع کہا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی نم ہوگئیں صاف مترشح ہوتا تھا کہ آپ کی یہ زیارت آخری زیارت ہے کیونکہ آپ نے وداع ہی اس طرح کہا جس طرح ایک مرنے والا اپنے زندہ اعزا کو وداع کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

پھر اس کے بعد آپ نے جو ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس کے دوران میں کہا میں تم سے پہلے حوض کوثر جارہا ہوں اس کی وسعت اتنی ہے جتنی ایلا سے حجفہ تک مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجی دیگئی ہے مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کروگے لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ کہیں تم دنیا میں مبتلا نہ ہوجاؤ اور اس کے لئے باہم کشت و خون نہ کرنے لگو اور پھر اسی طرح ہلاک ہوجاؤ جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

شدّتِ مرض خاص خاص صحابہ کی نظریں آپ کے اس قسم کے الفاظ و اعمال پر پڑرہی تھیں، زبانیں خاموش تھیں پاس ادب سے کچھ کہہ نہ سکتے تھے مگر دل دونیم اور جگر پاش پاش تھے اور اس اغوش رحمت سے مفارقت دائمی کا خیال انہیں دیوانہ بنائے ہوئے تھا۔

۱۸ صفر سالہ کو کہ نصف شب گذر چکی تھی آپ اپنے بستر سے اٹھے اور جنت البقیع تشریف لے گئے واپس جو تشریف لائے تو مزاج ناساز تھا اور طبیعت ٹھیک نہ رہی یہ حضرت میمونہ رضی کی باری کا دن تھا آپ پیکر عدل و عمل تھے اس حالت میں بھی باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں برابر تشریف لیجاتے رہے دوشنبہ کے دن آپ کی طبیعت اچانک بہت ناساز ہوگئی اور آپ تمام ازواج سے اجازت لیکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے حجرے میں اس طرح آئے کہ حضرت عباس اور حضرت علی آپ کے دونوں بازو تھامے ہوئے تھے اور آپ بمشکل چلا جاتا تھا جب تک تھوڑی بہت قوت باقی رہی سر میں شدت کے درد کے باوجود مسجد نبوی میں تشریف لاتے اور نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن عشاء کے وقت آپ نے لگن میں پانی بھروا کر غسل کیا اور چاہا کہ اٹھکر مسجد میں آئیں مگر غش آگیا اسی طرح آپ نے تین بار غسل فرمایا اور اٹھنے کی سعی کی مگر تینوں مرتبہ بیہوش ہوہوکر گر پڑے آخر آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابو بکر نماز پڑھائیں چنانچہ کئی روز تک حضرت ابو بکر رضی ہی امامت کرتے اور نماز پڑھاتے رہے وفات سے چار دن پیشتر کی بات ہے کہ آپ کی طبیعت کچھ سنبھلی اور آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے فراغت نماز کے بعد آپ نے اپنی زندگی کا سب سے آخری خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ خدائے برتر و توانا نے اپنے ایک بندے کو اس امر کا پورا اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ نعائم دنیوی کو قبول کرے یا اللہ کے پاس آخرت میں جو کچھ ہے اُسے لینا منظور کرلے لیکن اس نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں" اتنا سننا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی سے ضبط نہ ہوسکا اور آنکھوں سے بے اختیار ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے لوگوں کو تعجب تھا کہ ایک بندہ کا ذکر ہے اس میں آبدیدہ ہوجانے کا کونسا موقع ہے لیکن حضرت ابو بکر رضی راز دار نبوت اور اداشناس رسالت تھے سمجھ گئے اور دل سے اندوہ و غم کے بخارات اٹھکر آنکھوں سے بہنے لگے۔

صحابہ کے صدمات الم اس کے بعد رسول کریمؐ نے فرمایا کہ میں جس کی صحبت کا سب سے زیادہ

رہین منت ہوں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کی ذات ہے اگر میں دنیا میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دوست بنا سکتا تو وہ ابوبکر رضی ہوتا لیکن دوستی کے لئے صرف اسلام کا رشتہ کافی ہے مسجد کے رخ کوئی دریچہ ابوبکر رضی کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ ہاں ایک خاص بات یہ کہنی ہے کہ تم سے پہلی قوموں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی قبر کو مسجد بنا لیا تھا دیکھو ایسا نہ کرنا میں تمھیں منع کئے جاتا ہوں۔ کانوں میں یہ صدائے دلدوز گذر رہی تھیں اور غلامان نبوت کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ انصار کی یہ حالت تھی کہ آپ کی کرمفرمائیوں اور شفقتوں کو یاد کرکے روتے تھے آپکی صحبتیں اور محبتیں یاد آآکر قلب کو پاش پاش کر رہی تھیں اور آنکھ سے آنسو تھمتا ہی نہ تھا آپ کو علم ہوا تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ عام مسلمان بڑھتے جائینگے اور انصار برابر گھٹتے چلے جائینگے اور کم ہوکر اتنے رہجائینگے جیسے آٹے میں نمک وہ اپنا فرض بحسن و خوبی ادا کر چکے اب تمھیں ان کا فرض ادا کرنا ہے وہ میرے جسم میں بمنزلہ معدہ کے ہیں جو تمہارے نفع و نقصان کا متولی و خلیفہ ہو اسے چاہئے کہ ان میں جو نکوکار ہوں اس کو قبول کرے اور جس سے خطا ہوئی ہو اسے معاف کرے۔ اسلام کے تمام احکام کا حاکم صرف خدائے قدوس ہے پیغمبر کا کام صرف انھیں قول و عمل سے بندوں تک پہنچانا ہے لیکن دیگر مذاہب نے اس کی چنداں پرواہ نہیں کی رسول کریم نے اسی لئے اس وقت بطور خاص فرمایا کہ دیکھو حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کیجائے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہو اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہو۔ اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہ رض اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہ! خدا کے یہاں کے لئے کچھ کرلو۔ میں تمھیں خدا سے نہیں بچا سکتا (مسند امام شافعی) یعنی سزا و جزا کی بنیاد خود انسان کے ذاتی عمل پر ہے۔

حضرت فاطمہ رض کی بیقراری

اتنا فرما کر آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور اپنی محبوب بیٹی حضرت فاطمہ رض کو بلا کر کچھ ان کے کان میں کہا حضرت فاطمہ رض کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے پھر دوبارہ کان میں کچھ باتیں کیں تو آپ ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہ رض نے پوچھا تو جواب ملا کہ پہلے تو مجھ سے کہا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا۔ دوسری بار فرمایا تھا کہ فاطمہ تم میں سب سے پہلے تمھیں مجھ سے آکر ملوگی آپ پر کرب اور بیچینی کا عالم تھا کبھی چادر منہ پر ڈال لیتے تھے اور کبھی ہٹا دیتے تھے اس حالت میں بھی آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادتگاہ بنا لیا ہے۔ (صحیح بخاری)

آپ کو حضرت ام حبیبہ رض سے حبش کے عیسائیوں کی بھی حالت معلوم ہوئی تھی کہ وہ مقبروں میں تصاویر رکھتے ہیں اور جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کا بت بناکر کھڑا کر دیتے ہیں اسی لئے آپنے مسلمانوں کو متنبہ کر دیا۔ آپ کو یکایک یاد آیا کہ حضرت عائشہ رض کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ انھیں خیرات کردو۔

پیغمبر اسلام کی پیغمبرانہ شان

وفات سے ایک روز پیشتر کہ آپ پر غشی طاری تھی لوگوں نے منہ کھول کر دوا پلا دی کچھ افاقہ ہوا تو آپنے فرمایا جنھوں نے مجھے دوا پلائی انھیں سب کو دوا پلائی جائے چنانچہ سب کو دوا پینی پڑی۔ مرض کی یہ حالت تھی کہ کبھی تخفیف ہو جاتی تھی اور کبھی شدت۔ دوشنبہ کے روز جس دن کہ وفات ہونے والی ہے بظاہر بہت افاقہ معلوم ہوتا تھا اور صبح کے وقت طبیعت ایک حد تک صاف معلوم ہوتی تھی چہرہ اضمحلال و تکلیف سے سپید پڑ گیا تھا۔ جوں جوں آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا آپ پر غشی طاری ہوتی جاتی تھی لیکن پھر ہوش آجاتا تھا حضرت فاطمہ رض اس بیچینی کو دیکھکر بہت بے چین تھیں یکایک ان کی زبان سے واکرب اباہ آپ نے فرمایا تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے پیغمبروں کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ موت قبول کرلیں یا زندگی کو ترجیح دیں۔ اس وقت جو آپ کی زبان سے مع الذین انعم اللہ علیہم اور اللہم الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ ادا ہوتے رہے تو آپ سمجھ گئیں کہ حیات و زندگی نہیں اب تو صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔

آقائے دو جہان کا آخری سانس

آپ حضرت عائشہ رض کے سینہ پر سر ٹیکے لیٹے تھے وفات سے چند منٹ پہلے آپ نے مسواک کی سہ پہر کے وقت سانس کی گھڑگھڑاہٹ شروع ہوگئی قریب ہی پانی رکھا تھا اس میں بار بار ہاتھ ڈبوکر چہرہ پر ملتے جاتے تھے لب مبارک ہلے اور لوگوں نے یہ الفاظ سنے الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم (نماز و غلام) مزید کرب شروع ہوا تو عادت کے مطابق کبھی چادر منہ پر ڈال لیتے اور کبھی ہٹا دیتے اتنے میں انگلی اٹھا کر تین دفعہ فرمایا بل الرفیق الاعلیٰ۔ اب اور کوئی نہیں بلکہ وہ برتر رفیق درکار ہے یہ کہتے کہتے آنکھیں پتھرا گئیں ہاتھ لٹک گئے اور روح پاک جسم عنصری سے پرواز کرگئی۔ تجہیز و تکفین کی خدمت خاص اعزہ و اقارب نے انجام دی کفن میں تین سوتی کپڑے جو سحول کے بنے ہوئے تھے دیئے گئے ان میں عمامہ و قمیص نہ تھی آپنے جس مقام پر وفات پائی تھی وہیں دفن کئے گئے۔ قبر حضرت ابو طلحہ رض نے لحد کی کھودی اور جس بستر پر وفات پائی تھی وہی قبر میں بچھایا گیا کیونکہ زمین

اندر سے نم نکلی تھی جسم مبارک حضرت علیؓ فضل بن عباس اُسامہ بن زید اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے قبر میں اتارا نماز جنازہ پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے اور پھر بچوں نے پڑھی جنازہ تیار ہوتے ہی لوگ نماز کے لئے ٹوٹ پڑے تھے تھوڑے تھوڑے حجرے میں آتے اور نماز پڑھکر چلے جاتے۔

مسلمانوں پر خون و غم کا سیلاب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کو کسی میدان میں اس لئے دفن نہیں کیا گیا کہ مبادا لوگ فرط عقیدت سے کہیں آپ کی قبر کو بھی عبادتگاہ نہ بنالیں وہاں اس کا انتظام مشکل تھا۔ اس لئے آپ حجرہ ہی میں دفن کئے گئے مسلمانوں پر ظاہر ہے کہ ایسی شفیق و سرپرست ہستی جلیل کے عالم قدس کو سدہار جانے کا صدمہ انتہائی ہوا ہوگا اور ہوا۔ عوام تو عوام ہی ہیں حضرت عمرؓ جیسے قوی قلب اور سخت مزاج بزرگ کا توازن دماغی بھی اس صدمہ عظیم سے درہم برہم ہوگیا تھا آپ تلوار کھینچکر کھڑے ہوگئے تھے اور فرمارہے تھے کہ جو یہ کہیگا کہ رسول کریم نے وفات پائی اس کا سر تن سے ایک ہی وار میں جدا کردوں گا۔ کوئی قلب ایسا نہ تھا جو پاش پاش نہ ہوگیا ہو۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے آنسو نہ بہ رہے ہوں بہت سے ایسے تھے کہ اس صدمہ عظیمہ سے ان کے حواس بجا نہ رہے تھے غریبوں پر ترس کھانے والا بیکسوں کا حامی رنا دوں کو تسلی دینے والا مصیبت زدوں کا یا رساعت کا والی ملک کا نگہبان اور مسلمانوں کا سرپرست دنیا سے اٹھ جائے اور جاں نثار زندہ رہیں وہ بجھ الدنے ہمہ زدیدیا و نہ عرب میں جس اندوہ و حزن کے ساتھ آپ کی مخبر خیر موت کی خبر سنی گئی اور اس سے آبگینہ ہائے قلب کو جس وحدت کیساتھ ٹھیس لگی اس کی کوئی نظیر کسی قوم کی تاریخ عقیدت پیش نہیں کرسکتی۔

شاہ جیلان

یا گیارہ مجالس غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق صاحب مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رنگت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک ولباس اور خلق (۵) آپ کا تحصیل علم حسنیہ وعبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج اور اولاد ضخامت ۸۸ صفحات قیمت ۶ محصول ۶

صحت النسا کامل

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان کے خط لذت کے لئے ہروقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اس کا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہیئے مگر مردوں کی خود غرضیاں سوا اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدائی افراط تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہوجاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب دو چار بچے ہوجاتے ہیں تو مردوں کی طرف سے جو بے پروائی ہوتی ہے کتاب ان تمام امراض کی علاج ہے قیمت ۸ محصول

مساوات المسلمین

نخر نسب پر زخم کرنے والے مساوات المسلمین ضرور پڑھیں کے بعد کیسے شکم سیر رہے جب انحضرت نے دنیا کو فرمان پڑھ کر اے قوم قریش اے لغماری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹادیا تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے عجیب ہندوستان میں مسلمانوں کے رواج پر بیہودہ ہوا رنہ ہوا اور بڑے باپوں کے بیٹے اپنی نیچ جاتی کو نسب کے دامن میں چھپانے اور یہاں کے مسلمان بھی برہمن اور شودر بننے لگے اس کتاب نے ایسے مغرور انسانوں کی پول کھولدی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے قیمت ۲ محصول ۶

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین استانی ہے ہدیۃ المستورات عورتوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے ادب سلیقہ بچوں کو ادب سکھانے کے مضامین انتظام خانہ داری مضمون نگاری کھانا پکانا۔ تہذیب کلیات ایک بڑے بڑے کھانوں کی ترکیب بہ نہر آموزی مختلف ہنروں کی ہاتھ کی سلائی رنگائی سیکھنے کی کتاب اس میں مخصوص زنانی امراض کی علاج الطلاق کیت مضمون سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملتی سب ایک جگہ مجلد ہیں ۳۰۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲ محصول ۸ کل ۱۲

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اس میں عقائد کی ابتدائی حصہ اور طہارت دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں عقائد کی اور بھی باتیں روزہ نماز چوتھا حصہ اس میں حج اور حقوق العباد وغیرہ ابتک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ بیس ہزار شائع ہوچکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو یا نچوں حصے ساتھ ملتے ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت ۱۲ محصول ۷

اسہل القرآن

یہ قاعدہ طلسمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ ۲ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے کتاب رنگین تصاویر میں ہے الف بے حرفی سہ حرفی چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ اور اس کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی پر بھی عبور حاصل ہو آخر میں قرآن شریف کی چند سورتیں ہیں قیمت ۴ محصول

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانیکا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو پچاس ہزار بار لاکھ چھپ چکا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگانے میں بہت ہی آسان قاعدہ ہے کہ اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے قیمت ۶ صفحے قیمت ۳ اور ایک درجن کی ۸ طلب محصول ایک جلد پر ۲ ہزار

معلم الاطفال اردو

اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو دیکھنے سے ہی معلوم ہونگی اجمالاً یہ ہیں حروف کی تقسیم قاعدہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۲) لفظوں کی تنقیح تعداد حروف کے اعتبار سے ہے تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس لئے بچہ کو حروف جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی لفظ ایسا نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر ہی بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے دماغ پر نقش ہوجاتا ہے فی جلد ۱ روپے کے بیس محصول ۶

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

عورت
بالتصویر

پھولوں کی سیجوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے جسم نازک کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل نوٹس لے عورت کے پوشیدہ اعضاء عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے بالغ سن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصاویر ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸ر

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب عروسی اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں یہ صرف [illegible] کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کی کتاب ہے اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پرشار ہے کوئی کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں ہر صفحہ پر کیف گھونگھٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہوں۔
قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا مسرت ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار دیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات میں اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے ممتاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

بہار شباب

صنفی کتابوں میں حسن اسلوب بیان کا امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت رہکر انسان جوانی و لوانی کو قابو میں رکھکر چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں بیان ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کیلئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے متعدد عکسی فوٹو بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تھا اب وہ عام ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتیں رکھتی میں شاہ [illegible] [illegible] سے لذت ہی لذت [illegible] [illegible] [illegible] ہزاروں [illegible] اور ان کی علامات کے سلسلہ میں تمام باتیں جو [illegible] سے مفید ہیں قیمت [illegible] محصول ۶ر

محبت کے خطوط

عاشق و معشوق کے خطوط یہ شہرہ محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے جو سچے عاشق میاں بیوی اپنے جذبات عشق کو قرطاس پر لاتے ہیں ان کا دلچسپ خاکہ ہے یہ خطوط انشاء پردازی دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے [illegible] [illegible] بلاک کی [illegible] [illegible] مقبول کتاب ہے [illegible] [illegible] دل جوڑ دیتے
قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ر

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح نذر خزاں ہوتا ہے شباب کی دلفریبی کس طرح فنا ہو جاتی ہے عورت اگر مرد سے اور مرد اگر عورت سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سر استاد نے ناظرین کو لذت خانہ بخشنے کے لئے صدہا تجربہ لکھے ہیں اور فوٹو بلاک قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا نام عروس نو ہے کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب کیسی نرالی ہوگی اور واقعہ یہ ہے کہ عروس نو ہی کی طرح ہے یہ کتاب جس میں پر لذات اور جذبات کی آئینہ داری ہے شب عروسی کے متعدد افسانے سچ سچ کی نئی دلہن بنکر سامنے آجاتے ہیں جتنے افسانے ہیں اتنی ہی طرح پر اس زندگی کی سب بہتریں میں مزے لوٹے گئے ہیں کامیاب زندگی کا مکمل لاکر عمل ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ر

موٹر کا استاد

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ معلومات موٹر کا ۲۷۲ صفحات دوسرا حصہ اٹالیس موٹر ۹۶ صفحات اشتہار میں مضامین کی فہرست تین چار صفحوں میں آسکے مختصر یہ ہے کہ یہ کتاب پاس ہو تو پھر ولایت تک موٹر کی معلومات کی اس پوری تفصیل ملیگی اس کو موٹر انسائیکلو پیڈیا کہئے موٹر ڈرائیور کا رہنما کہئے موٹر مشین سے آگاہی اس کتاب سے ہو سکتی ہے حد یہ ہے کہ موٹر ایکٹ تک کا ترجمہ اس میں موجود ہے اس کتاب کو یہ امتیاز ہے کہ اردو میں لکھی گئی اور انگریزوں تک میں مقبول ہوئی۔ قیمت رعایتی تین روپے
محصول ڈاک ۱۰ر

اسرار صنعت

جب مالی پریشانیوں سے آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے تو ایک روپیہ خرچ کرکے کتاب منگا لیجئے اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجئے اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے سے قصبہ میں ہیں تب بھی یہ کتاب آپ کی یکساں مدد کرے گی اور آپ کا چھوٹا بڑا سرمایہ جو بھی ہوگا اسی کے مطابق یہ کتاب کام بتادے گی غرض اس کتاب کے ذریعہ سے آپ ایک روپیہ سے لیکر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فائدہ والے طریقہ سے لگا سکتے ہیں قیمت رعایتی دس آنے محصول ڈاک ۶ر

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اچار مربے وغیرہ کے خاص نسخے دھاتوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر عرق پیشہ کا کام بوٹ پالش رنگ بنانا سیاہیاں بنانا شعبدات جادو کے کام آتشبازی بنانا فوٹو گرافی گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر سیکڑوں بھائی دھندے سے لگ گئے۔
قیمت ڈیڑھ روپیہ
محصول ۶ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانے والی تین سو صفحوں کی کتاب ہے اور اس میں ۱۲۴ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو گذشتہ اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا جدید النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے بہت کارآمد و مفید کتاب ہے قیمت سوا روپیہ محصول ڈاک ۶ر

مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کی

شرافت سے ناجائز فائدہ

حکیم صاحب مرحوم نہیں چاہتے تھے کہ دوا فروشی سے اپنی جیب پُر کریں، ان کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ طب یونانی ان غیر ذمہ دار ہاتھوں سے تباہ ہو، جن کا مقصد محض پیسہ کمانا ہے جو شکر کے ایک ہی قوام سے مختلف شربت بنا کر ایک ہی قرع انبیق سے بہ یک وقت کشید شدہ عرق سے متعدد عرق طیار کر کے عوام الناس کو دہوکا دیتے اور طب یونانی کی بربادی کے سامان جمع کرتے ہیں،

طب یونانی کی بربادی ہی کا احساس تھا، جس سے متاثر ہو کر حکیم صاحب مرحوم نے ۱۹۰۳ء میں **ہندوستانی دواخانہ** جاری کیا، اور اپنے اور اپنے خاندان کے کئی سو برس کے خاندانی مجربات اس دواخانہ کو عطا کئے اور اس کی کل آمدنی آیورویدک اینڈ یونانی طبی کالج کے لئے وقف کی اور طبی کالج کے دروازے ہر قوم و ملت کے لیے کہول دیئے۔

ایسے شریف النفس انسان نے یہ بھی گوارا نہیں کیا، کہ اس دواخانہ کا نام ان کے نام سے منسوب کر کے دواخانہ حکیم اجمل خاں رکھا جائے۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد بعض اشخاص پبلک کو دہوکا دینے کے لئے معمولی الٹ پھیر کے ساتھ ایسے اشتہار دے رہے ہیں۔ جن سے یہ گمان ہوتا ہے کہ ان دواخانوں سے حکیم صاحب کو کوئی نسبت تھی، ایسے حالات میں عام لوگ بڑا دواخانہ، ہمدرد دواخانہ، یونانی دواخانہ، ہندوستانی ہمدرد دواخانہ، دیسی دواخانہ، دفتر حکیم اجمل خاں مرحوم کا رخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد (متصل دہلی) کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں، ہم صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان دواخانوں کا وجود دہلی میں ضرور ہے مگر ہندوستانی دواخانہ سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ بھی غلط ہے اور گمراہ کن پروپیگنڈا ہے کہ حکیم اجمل خاں مرحوم کو جب دواؤں کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ کسی اور دواخانہ سے منگواتے تھے،

ہم یہ بھی اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ دہلی میں اور نیز دہلی کے باہر ہندوستانی دواخانہ کی کوئی برانچ نہیں ہے اور نہ اس دواخانہ کے کسی ایجنٹ یا حکیم کو دوا دینے کی اجازت ہے

المشتہر مینجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

ہندوستانی دواخانہ کی چند مخصوص ترین دوائیں

مصفی

خون کی خرابی سے پیدا ہونے والے ہر مرض کی تیر بہدف دوا ہے۔ کھجلی داد، پھوڑے پھنسی حتی کہ جذام و آتشک تک اس کے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ترکیب ایک ایک خوراک صبح دوپہر، شام ٹھنڈے پانی میں ملا کر پئیں۔ قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک ۱؎
ڈیڑھ روپیہ
محصولڈاک بذمہ خریدار

شربت صدر

حلق اور سینہ کے امراض کی مکمل دوا ہے نزلہ و زکام، ذات الریہ (نمونیہ) کھانسی دمہ، نفث الدم اور سل و دق جیسی خطرناک بیماریاں اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں۔ ہزاروں مریض اچھے ہو چکے ہیں۔ ترکیب ایک ایک خوراک صبح و شام دو مرتبہ گائے کے دودھ یا عرق گاؤزبان میں ملا کر پئیں۔
قیمت فی شیشی ۸ خوراک بارہ آنے

اکسیر نسواں

اکسیر نسواں، سیلان الرحم (لیکوریا) کی بے نظیر دوا ہے، علاوہ ازیں ضعف رحم ورم رحم، حیض کی تمام خرابیوں، مثلاً حیض کی بے قاعدگی اور تکلیف سے آنے وغیرہ کے لیے نہایت مفید اور کامیاب دوا ثابت ہو چکی ہے، ترکیب، تین تین ماشہ دوا صبح و شام پاؤ سیر دودھ میں ملا کر پئیں
قیمت فی شیشی دس تولہ صرف ایک روپیہ

معجون حیات پرور

ضعف باہ خواہ کسی سبب سے ہو اس کے لئے یہ معجون لاجواب ہے اعلیٰ درجہ کی مقوی باہ مولد منی اور مقوی دل و دماغ ہے ترکیب استعمال صبح کو چھ ماشے معجون گائے کے دودھ سے کہائیں۔
قیمت دس تولہ کی ڈبیہ
چار روپے [illegible]
محصولڈاک بذمہ خریدار

روغن موم

ہر قسم کے دردوں خصوصاً گٹھیا، درد کمر عرق النسا، وغیرہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ہے چوٹ کے پرانے درد کو بھی دور کرتا ہے ترکیب استعمال
درد کی جگہ پر نیم گرم مالش کر کے اوپر سے روئی باندہ دیں ۵ تولہ کی شیشی [illegible]

روغن سوزاک

پرانے سوزاک کی مجرب دوا ہے سینکڑوں مریض اس کے استعمال سے اچھے ہو چکے ہیں پرانے سے پرانے سوزاک کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیتا ہے۔ ترکیب استعمال، ایک ایک کیپسول دن میں تین بار حلق سے نیچے پانی کے ساتھ اتار لیں۔ قیمت ۵ا کیپسول صرف ۱۵؍

جوہری

آتشک نئی ہو یا پرانی اس کو جڑ سے اکھیڑ پھینکتی ہے۔ آتشک کے علاوہ گٹھیا اور خراب قسم کے زخموں اور پھوڑے پھنسیوں کو بھی اچھا کر دیتی ہے۔ ترکیب استعمال ایک کیپسول صبح کو پانی کے ساتھ حلق سے اتار لیں۔ قیمت تیس کیپسول [illegible]

جریان

جریان سبب کے لحاظ سے کئی قسم کا ہوتا ہے لہذا اس کی کوئی ایک دوا نہیں ہو سکتی اگر آپ خدانخواستہ اس مرض میں مبتلا ہیں تو رسالہ جریان طلب فرما کر اپنے لئے دوا تجویز کریں یا حالات مرض لکھ کر روانہ کریں تا کہ حالات کے مطابق دوا بھیجی جائے

مینجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کاست لے کر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ چوالیس سال سے منگا کر طب و ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور جس کے ہزارہا سارٹیفکٹ ہمارے پاس موجود ہیں،

قوت باہ اور طاقت مردمی کا بے مثل صاف کرنے والی تمام اقسام کی جریانوں سخت سلسل بول کو دور کرنے والی ... منی عمدہ ... کا

اکسیر اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

حکیم وید و ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ [illegible] دنیا [illegible] کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آجاتا ہے ان سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دہات و جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دہات کا جانا پیشاب میں شکر کا جانا بار بار پیشاب آنا مثانہ کی کمزوری نامردی نا طاقتی ہر قسم کا کمر کا درد تھکاوٹ دماغی کمزوری سر کا درد چکر آنا پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں اور منی دہات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی اور چستی چہرے پر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرک پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے سات دن استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے ہر قسم کے ریاحی درد باتہ پاؤں کی پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی اور کف دمہ تپ دق بدن پیلا پڑنا پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں دنیا کی کوئی بیماری نہیں ہے جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے نہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہوگی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے چھ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک
چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے اسی تولے یا ایک سیر تیس روپے علاوہ محصولڈاک

Himalaya Depo
Hardwar **پتہ ہمالیہ ڈپو۔ ہردوار ضلع سہارنپور** Dt Saharanpur

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت کیر و یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ جناب مفتی حکیم سید مولانا محمد قاسم علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن ... آباد ... تحریر فرماتے ہیں آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کرایا بڑی مسرت کے ساتھ نتیجہ ... آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر ہے جریان سوزاک قلیل ... اور قلیل ... میں پانی آجانا وغیرہ کے لئے بہترین چیز ہے

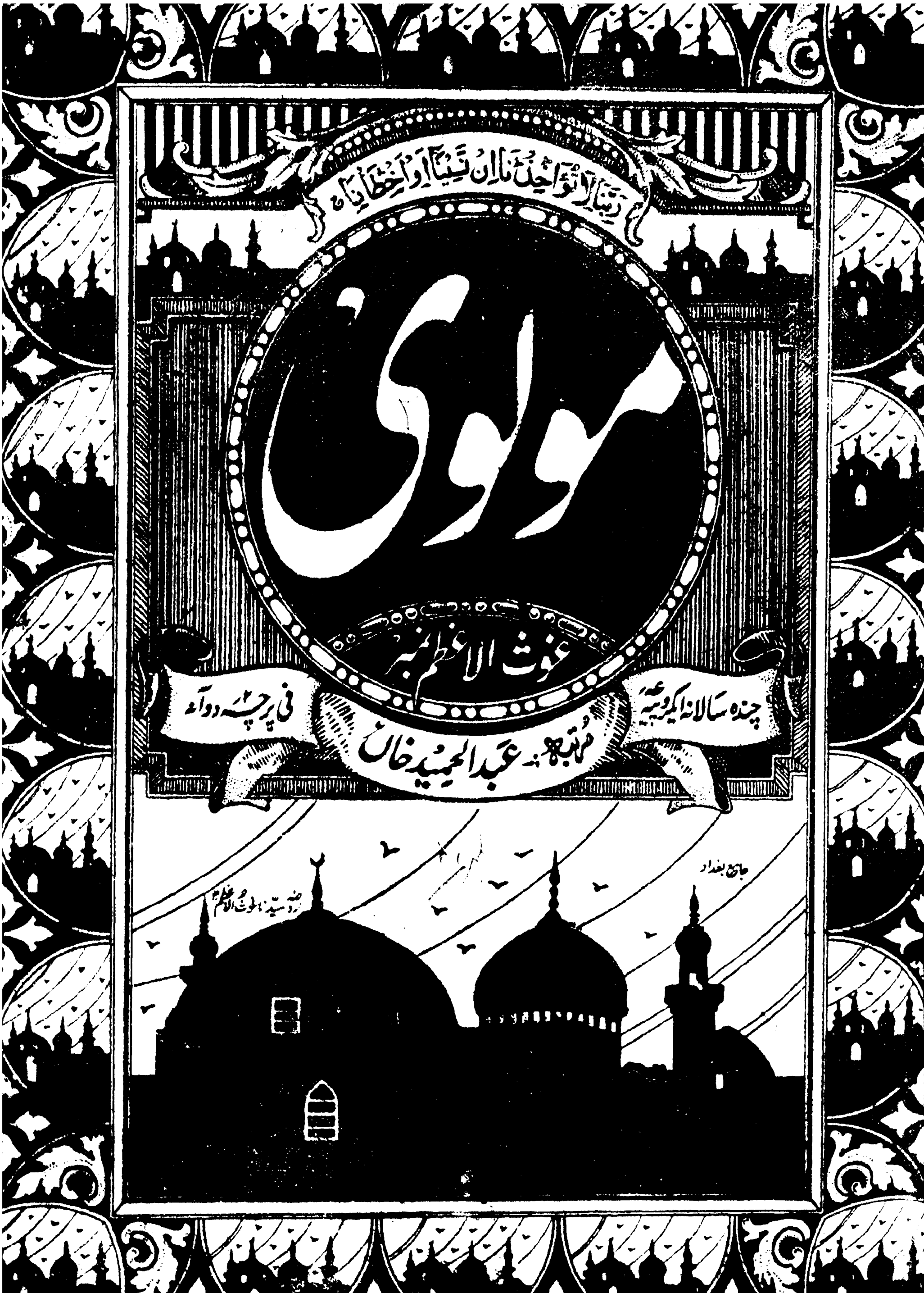

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۵
مولوی
غوث الاعظم نمبر
چندہ سالانہ ایک روپیہ
فی پرچہ دو آنہ
مرتبہ عبدالحمید خان
جامع بغداد
روضۂ سیدنا غوث الاعظم

صرف رسالہ مولوی کے ناظرین کے لیے

صرف پانچ ہزار جلد

مفت

ہاں کتاب

بالکل مفت

دوامی جنتری

بیماری کا حال

براہِ راست کارخانہ

مفت تشخیص ہوتی ہے

آج ہی خط بھیج کر یہ نادر تحفہ مفت طلب فرمائیے

پتہ

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ

طب یونانی کے آخری ارسطو مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب کے

دو عجیب و غریب کرشمے

حملین خاص

ابلین

حملین نمبر

ابلین

۳۰ گولی۔ قیمت تین روپے

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ

قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب

بخاری شریف

جس کا دوسرا اڈیشن حمیدیہ پریس میں چھپ رہا ہے پیشگی روپیہ بھیجنے والوں کو ہی یہ اڈیشن مل سکیگا، اس لئے فوراً اپنا نام درج کرائیے دیر نہ کیجیے۔

بخاری شریف احادیث نبی کریم کی سب سے بڑی اور مستند کتاب ہے اقوال رسول کریم اگر بالکل سچے کہیں مل سکتے ہیں تو صرف بخاری شریف میں، بخاری شریف قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب ہے۔ بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے۔ اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں، پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اس لئے کروڑوں اردو خواں مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی دان مولویوں کے ہاتھ میں تھیں اس سے ایک بڑا برا اثر یہ ہوتا تھا کہ مختلف فرقے کے ملا اپنے مسلک کے مطابق عوام کی رہبری کرتے تھے اور اس سے افتراق کا بازار گرم ہوتا تھا، ضرورت تھی کہ بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے

بڑی بخاری

بخاری شریف بہت ضخیم کتاب ہے، اور آج کل جبکہ مطبوعات کیلئے بہت آسانیاں ہیں اب بھی اس کی قیمت ۲۵ روپے ہے اور مترجم معہ عربی کا ہدیہ تیس روپے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر قیمت صاحب حضرات ہی دے سکتے ہیں علم کا جذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی بے چین کرنے والا ہو، لیکن ہدیہ کا سوال سب سے اہم ہو جاتا ہے اسلئے اس کی بڑی ضرورت ہے کہ عام برادران کو اس کی خرید میں آسانی مہیا کی جائے۔

بڑا کام تھا، اور بڑے بڑے تاجروں کی ہمت نہ تھی کہ اس کا پورا ترجمہ شائع کریں، کچھ لوگوں نے انتخاب حدیث کو بخاری کے نام سے شائع کیا۔ بعض نے تجرید شائع کی، بعض نے اقتباسات پر کفایت کی، پورا ترجمہ کسی نے شائع نہیں کیا، اور واقعہ یہ ہے کہ وہ کام ہی بہت بڑا تھا،

الحمد للہ آپ کا مولوی اس میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس کے ناظرین نے عشق رسول میں میری مدد فرمائی۔ اتنا بڑا مجموعہ اردو زبان میں آگیا، اور ایک اڈیشن شائع بھی ہو گیا، چونکہ یہ بخاری شریف کا پورا ترجمہ تھا اس لئے اس کا نام بڑی بخاری رکھا تاکہ یہ تجرید، انتخاب اور اقتباس سے ممتاز ہو جائے۔

بڑی بخاری میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے رسول کریم کے کسی قول کے کسی جزو کو بھی بے کار نہیں چھوڑا ہے اور وہ سمجھتا تھا کہ وما ینطق عن الھویٰ اس لئے اس نے کسی حدیث کا بھی اختصار نہیں کیا۔ اور ایک حدیث میں اگر تین ہدایتیں ہیں اور انکی تقسیم تین ابواب میں ہے تو اس کو ہر باب میں درج کیا ہے، اس کے علاوہ ہماری کیا مجال جو ہم حدیث رسول کا اختصار کریں، یہی یہ وجہ ہے کہ بڑی بخاری کے ترجمہ پر بے تحاشا روپیہ صرف ہو گیا۔ اور اب یہ ترجمہ کتابی تقطیع کے تقریباً ڈھائی ہزار صفحات میں آئے گی، اور تعداد میں دس ہزار کے قریب مستند احادیث ہیں

پہلا اڈیشن

ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس کی قیمت دس روپیہ تھی، البتہ جن لوگوں نے پیشگی روپیہ دیا ان کو پانچ روپے میں ملی، حقیقت میں پیشگی روپیہ دینے والوں کا صدقہ تھا کہ اتنا بڑا کام ہو گیا۔ ورنہ کہاں میں اور کہاں اتنا بڑا کام۔ خدا ان کی اس اعانت کو قبول فرمائے، جہاں تک میرے ایثار کا تعلق ہے میں نے نہ پہلے اڈیشن میں کوئی نفع لیا اور نہ اس اڈیشن کی ایک ہزار مجلدوں میں نفع لینا چاہتا ہوں اور اسی لئے ایک ہزار بھائیوں کو اس نیک کام میں شریک کر لینا چاہتا ہوں، اسلئے آیئے اور اس نیک مقصد میں شریک ہو جایئے اور دین و دنیا کا فائدہ حاصل کیجیے میرا ایثار یہ ہے کہ پہلے اڈیشن میں جو ایک ہزار روپیہ کے قریب ترجمہ وغیرہ میں خرچ ہوا تھا وہ چونکہ اس اڈیشن میں بچ گیا ہے اس لئے وہ بھی ایک ہزار بھائیوں پر تقسیم کر دیا ہے، اور اس اڈیشن میں،

ایک ہزار جلدیں ان بھائیوں کو چار روپے میں دی جائینگی جو پیشگی روپیہ

بھیجدیں، یہ رعایت صرف ایک ہزار جلدوں پر ہے جس میں سے دو سو بھائیوں کے روپے کم جولائی تک آ چکے اب صرف ۸ سو بھائیوں کی اور گنجایش ہے، نئے اڈیشن کی چھپائی شروع ہو گئی ہے، دو تین مہینے میں طیار ہو جائیگی ایک ہزار مجلدوں کا روپیہ پورا ہونے کے بعد پیشگی نہیں لیا جائے گا جیسا کہ پہلے اڈیشن میں واپس کیا گیا، اس لئے بہت جلد منگانے کی کوشش کیجیے، چار روپے اس وقت لئے جائیں گے اور کامل ہونے پر محصول ڈاک کا وی پی ہو جائے گا

روپیہ اس پتہ پر روانہ کیجیے عبد المجید مدیر مولوی دہلی

خطبات حیات

اردو نظم و نثر کے بے نظیر جمعہ کے موثر خطبے

حالات حاضرہ کے مطابق ادارہ مولوی نے کمال میں شائع کئے بہت ہی مقبول ہوئے اب ہندوستان کی ہر مسجد میں انشاء اللہ یہ پہنچ جائینگے اور مسلمانوں میں حیات تازہ پیدا کر دینگے جمعہ کی نماز بظاہر خدا کا حکم اور سعادت کا زینہ ہے لیکن اس میں خطبہ کا وجوب بتلاتا ہے کہ خدا کو ہماری دنیاوی بھلائی بھی مقصود ہے خطبہ کا مقصد محض یہ ہے کہ شہر و قصبات کے سب مسلمان ہفتہ وار جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں گویا وہ ان کے آئندہ ہفتہ کی سیرت زندگی کا ایک پروگرام ہوتا ہے جو خطیب کی زبان سے دہرایا جاتا ہے اس لئے ادارہ مولوی نے مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی کو خوشگوار کامیاب بنانے کے لئے یہ خطبات مرتب کئے ہیں، یہی ان کی مقبولیت کی وجہ ہے مجلد چار سو صفحات کی کتاب ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ

فہرست خطبات دوازدہ ماہ

محرم
۱. ماہ محرم الحرام کے اوصاف
۲. مظلومی کی کامل تصویر
۳. مسلمانوں کا نرالا معیار فتح
۴. ہر اسلامی سال محرم سے شروع

صفر
۱. ضرورت مذہب
۲. تصور الٰہی
۳. اسلامی توحید
۴. تردید شرک

ربیع الاول
۱. مشرکانہ عقائد کی تردید
۲. شرک کے مضار اور توحید کے فوائد
۳. بانی اسلام کی عظمت
۴. مجالس میلاد کی اصلاح

ربیع الثانی
۱. اتباع سنت اور مسلمان
۲. اتباع رسول سے منہ موڑنے والے
۳. رسم و رواج کی لعنت
۴. اہل سنت والجماعت کا امتیاز

جمادی الاول
۱. کفایت شعاری و اسراف
۲. اسلام اور مال و دولت
۳. اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع
۴. توکل اور قناعت

جمادی الثانی
۱. بزرگان دین اور اولیائے عظام
۲. حضرت محبوب سبحانی
۳. حضرت خواجہ معین الدین
۴. بعض بد پیشوائی کا انہدام

رجب
۱. معجزات انبیاء علیہم السلام
۲. واقعہ معراج شریف
۳. معراج جسمانی تھی یا روحانی
۴. مومنوں کی معراج

شعبان
۱. فضیلت صلوٰۃ
۲. شعبان المعظم کی فضیلت
۳. طہارت و پاکیزگی
۴. اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان
۱. رمضان المبارک کی فضیلت
۲. روزہ کا فلسفہ العین
۳. زکوٰۃ خیرات و صدقات
۴. لیلۃ القدر، تراویح، اعتکاف

شوال
۱. خطبہ عید الفطر عربی، جنت کا ملنا
۲. اسلامی جہاد
۳. جہاد کے فضائل اور اس زمانہ کا جہاد
۴. حقوق والدین

ذی قعدہ
۱. حقوق العباد کی نگہداشت
۲. قوم کا مستقبل بچوں کی تربیت پر ہے
۳. اسلامی پردہ
۴. تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

ذوالحجہ
۱. حج اور اس کی غرض و غایت
۲. فضائل و احکام عید الاضحیٰ
۳. عید الضحیٰ کا عربی خطبہ، اور سادہ خطبہ
۴. درود پاک، قرآن پاک اور مسلمان

محصول حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اردو زبان میں مذہبی معلومات کی سب سے بہتر کتاب کونسی ہے

کتاب الاسلام

ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے

یہ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے۔ یہ فرقہ وارانہ تفرق کی داعی نہیں ہے۔ یہ حنفیہ عقائد و اعمال کی کتاب ہے لیکن کسی فرقہ کی تنقیص نہیں کی گئی۔ کیونکہ اختلاف صرف فروعات میں ہے اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے وہاں بتلا دیا ہے کہ فلاں فرقہ اس کو مانتا ہے۔ اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی بخوشی اس کے مذہبی معلومات حاصل کرتے ہیں اردو زبان میں تنہا یہی ایک کتاب ہے جس میں عقلی و نقلی پوری اسلامی معلومات اس قدر وضاحت سے ہیں کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ آپ کو سو کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی اسلامی معلومات نہیں ہو سکتی جو صرف اس کتاب کے پڑھ لینے سے ہو سکتی ہے یہ **بارہ سو صفحات** کی مجلد کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں چار سو مالوں نے لکھی ہے اس کی احتیاط کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ذراسی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی اور آٹھ سو روپے کی بربادی کا مطلق خیال نہ کیا اس میں اول تو یہی اسلام کی تفصیلات کے بعد سب سے پہلے بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کیسے آیا۔ مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے۔ مذہب بد مذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے۔ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور انکی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں۔ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے۔ اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اس میں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے۔ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کے کیا جواب ہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک ان پر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کب اور کیسے بنیں۔ ایسی قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں لکھے گئے ہیں۔ پھر عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات۔ اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں ہے۔ کاغذ کتاب کا بہت اعلیٰ ہے عمدہ مضبوط چمڑے کی جلد بنی ہوئی ہے۔ اور قیمت صرف چار روپے ہے جو دو آنے محصولڈاک میں خرچ ہوتے ہیں پانچویں میں گھر بیٹھے منگا لیجے

مزید تعارف کے لیئے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اسمیں چار سو صفحات تک مذہب اسلام کے سچے ہونے کے نقلی اور عقلی دلائل ہیں یہ سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کبھی مرتد نہیں ہو سکتا اور دوسرے مذاہب کا پیرو اسلام کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے

باب ۲ عقائد اسمیں حسب ذیل مباحث ہیں اہل سنت۔ اسلام کے بنیادی عقائد۔ ایمان کامل ذات و صفات باری تعالیٰ۔ توحید۔ شرک عرش دیدار الٰہی۔ کرسی افعال الٰہی۔ نبوت۔ رسالت انبیائے سابق۔ رسول کریم کی فضیلت ختم نبوت معجزات۔ معراج۔ فرشتے۔ مسئلہ تقدیر۔ حشر و نشر۔ عذاب و ثواب۔ قیامت۔ ظہور مہدی دجال۔ دعا کے اثرات۔ ہر صدی کے اولیا ان سب پر عقائد کا بیان بہت واضح ہے اور یہ سب بیان ۶۷۵ صفحات تک گئے ہیں،

باب ۳ عبادات۔ اسمیں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں۔ تقلید کی ضرورت۔ امام اعظم کی افضلیت۔ فقہ کی تعریف اور امام اعظم کے کمالات ائمہ اربعہ کے حالات۔ طہارت کا بیان۔ ہر مذہب کی طہارت سے مقابلہ طہارت جسمانی۔ مومن کا وضو۔ وضو کے فرائض و واجبات سنن مستحبات اور وضو شکن صورتیں غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ پانی کی مقدار اور طہارت کے پورے پورے مسائل پھر تیمم کے مسائل۔ موزوں پر مسح۔ نجاست کی پوری تفصیل۔ استنجا۔ اور طہارت و نماز کی کا پورا پورا بیان ہے اس کے نماز کا بہت ہی مفصل بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں نماز کے مسائل۔ نماز کی ترغیب۔ نماز کی فرضیت تارک صلوٰۃ کا حشر۔ نماز باجماعت کا شرف خطبہ۔ خطبہ کی ضرورت حالات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام اذان کے مسائل۔ نماز کی بیرونی ترتیب قبلہ کے احکام نیت کے مسائل۔ نماز کے فرائض و واجبات و سنن قیام و قرات کے مسائل۔ رکوع و سجود کے مسائل۔ نماز پڑھنے کا حنفی طریقہ۔ خلاف نماز اغلاط قرآن کے مسائل۔ نماز کی اوقات کے مسائل امامت کے مفصل مسائل۔ وہ امور جنکا ارتکاب سجدہ میں منع ہے۔ جماعت کے احکام و مسائل مسبوق مدرک لاحق۔ بنائے نماز کے کل مسائل۔ سنت موکدہ و غیر موکدہ۔ وتروں کا بیان۔ نفلی مشہور نمازیں بارہ مہینوں کی خاص خاص نمازیں۔ نماز تراویح بالتفصیل۔ قرآن خوانی کی اجرت۔ کسوف و خسوف سجدہ سہو کے مسائل۔ سجدہ تلاوت۔ سجدہ شکر نماز جمعہ خطبہ کا مفصل بیان۔ نماز عیدین صدقہ فطر وغیرہ کا بیان۔ نماز مسافر کا بیان۔ مریض کی نماز جنازہ کا مکمل بیان عیادت قبر کے حالات زیارات اولیا کی زیارت۔ سوگ و فاتحہ کا بیان شہیدوں کا بیان مکمل،

حج کا بیان۔ حج کے تمدنی و اجتماعی فائدے حج کے تجارتی فائدے۔ کن لوگوں پر حج فرض ہے۔ حج کو جانے کے شرائط۔ احکام حج مفصل حج کے ارکان و ضروری مسائل۔ زیارت رسول مسائل متفرقہ حج بہت مفصل بیان

روزہ کا بیان دنیا کے مذاہب اور روزہ روزہ کے طبی منافع۔ روزہ کے روحانی فوائد روزہ کا انتہائی نقطہ نظر۔ روزہ کی شرائط و ارکان رمضان کے روزے رویت ہلال۔ نیت روزہ مفسدات و مکروہات۔ روزہ کفارہ۔ فدیہ قضا روزہ۔ بھولے سے روزہ توڑنا معین نذر اور غیر معین نذر۔ افطاری کے مسائل غرضکہ روزہ کے متعلق ذرہ ذرہ معلومات۔ اعتکاف کا بیان شب قدر کا بیان۔ عید کا چاند دیکھنا

زکوٰۃ کا بیان اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین۔ زکوٰۃ کیوں فرض ہے۔ دنیا کی ساری املاک قوم کی املاک ہے۔ غریبوں کو سرمایہ داروں سے محبت کیونکر ہو۔ مصارف زکوٰۃ۔ بے محل صرف سے خرابیاں۔ زکوٰۃ کس کو لینی جائز ہے بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے۔ انسداد گداگری۔ قرابت داری مقدم ہے اسباب زکوٰۃ۔ سونے چاندی کی زکوٰۃ۔ اسباب تجارت کا حساب۔ قرض پر زکوٰۃ کا حساب۔ یہ سب مضامین اس کتاب کے ۷۰۰ صفحات تک گئے ہیں۔

باب ۴ معاملات۔ نکاح۔ تعریف طریقہ۔ شرائط۔ خطبہ۔ بیوی کو گھر میں لانا۔ ولیمہ متعہ۔ موقت۔ ولایت۔ اجازت۔ کفو۔ فضولی مہر کا تعین۔ تنصا۔ مفوضہ۔ خلوت صحیحہ۔ مہر کی کمی بیشی۔ فساد نکاح۔ حقوق زوجیت۔ کافر کا نکاح۔ مرتد۔ نکاح ذمی۔ حربی۔ غلام۔ لونڈی بیویوں میں عدل۔ رضاعت۔ نسبی اور مصاہری رشتے اور مسائل متفرق مسائل

طلاق۔ طلاق حسن جبریہ بتقسیم صریح و رجعی بائن۔ ابتدا تفویض۔ طلاق و کالت مشروط۔ مریض۔ رجعت کا بیان۔ حلالہ ایلا خلع۔ قبول خلع وحدت مجلس۔ ظہار کفارہ لعان کا بیان۔ عنین کا حکم۔ عدت کا بیان۔ سوگ۔ بیوگی۔ ثبوت نسب۔ بچہ کی پرورش نفقہ اور متفرق مسائل۔

کتاب الحقوق۔ حقوق امت۔ حقوق نبی حقوق خلفائے راشدین۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام۔ مجدد۔ والدین۔ کا فوالدین باپ کے دوست احباب۔ عورت کے حقوق۔ ازواج رسول سے حضور کا سلوک اہل قرابت کے حقوق صلہ رحم۔ ہمسایہ یتیم۔ مہمان۔ سوالی کے حقوق باہم حقوق اسلام۔ ایفائے عہد۔ ادائے قرض حق تلفی زیادتی۔ مزدور کا حق مالک۔ آقا۔ غلام راعی رعایا کے حقوق

ذبائح قربانی شکار۔ صدقہ عقیقہ کے مسائل **کھانا پینا** اور اس کے متعلق تمام مسائل **لباس**۔ معاشرت کی سادگی اور سفید لباس کے فوائد و ثواب

متفرق ہدایات اس میں صدہا بیش بہا ہدایات دامر دنوں کی ہیں

باب ۵ اخلاق و آداب نفس امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ اخلاق لذات ذکر لذات ایصال خیر امانت و دیانت۔ کشادہ روئی۔ شجاعت۔ صبر و ہمدردی و خلق تربیت اخلاق اسلام۔ عالم۔ مومن تشبہ۔ وعظ و نصیحت کے آداب۔ سب کے لئے نماز پڑھنے۔ استنجا۔ حمام مسجد کے آداب نماز جمعہ۔ مریض۔ وغیرہ کے آداب یہاں تک مضامین ۱۰۴۲ صفحات میں آئے ہیں

باب ۶ تصوف و ریاضات و مجاہدات۔ اسلام اور روحانیت۔ صوفیائے کرام۔ حقیقت فقر۔ زہد و روحانیت۔ روحانی اور کرامات۔ علم غیب۔ کاملوں کی صحبت ذکر و اشغال و اعمال کی تفصیل مع اقسام۔ ختم خواجگان چشت و قادریہ۔ چلہ کا طریقہ اور متعلق ہزار بشتیہ یہ سب مضامین ۱۱۸۰ صفحات میں گئے ہیں۔ قیمت مجلد چرمی چار روپے محصول ۲

پتہ دفتر رسالہ مولوی دہلی

رسول نمبر کے بعد

جو صورت پیشتر کی تھی وہی ہوئی یعنی وی پی کی واپسی میں نہ ناظرین نے بخل کیا، نہ عملہ مولوی نے اپنی فروگذاشتوں میں کسر کی، رگیا میں جو دونو طرف کی بے پروائیوں کو دیکھ رہا تھا، اور سہم رہا تھا، دوسروں کو کیا کہوں اپنے ہاں ہی یہ کیفیت تھی کہ منی آرڈر آنے کے بعد بھی وی پی چلے گئے۔ ہر کا نقصان ہی ہوا اور گالیاں ہی کھائیں، بہر حال آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ۲ ہزار وی پیوں میں سے ۲ ہزار واپس ہوئیں اس میں اپنی غلطی سے دو سو واپسیاں تسلسل ہونگی باقی ۱۸ سو واپسیاں ہمارے ان بھائیوں کی طرف سے ہوئیں۔ جو مولوی کے مددگار اور بمنزلہ ستون کے تھے۔ گویا اب تعمیر مولوی کے ۲ ہزار ستون گر پڑے ہیں مولوی کی بڑھتی ہوئی عمارت میں یہ گڑھا بڑا زبردست ہے، اور اس کا پُر کرنا آپ کا ہی کام ہے، میں تو فقط رپورٹر ہوں

اندازہ کی ایک اور غلطی یہ ہوگئی کہ میں نے واپس کرنے والے بھائیوں پر غلط اعتماد کر لیا خیال تھا، کہ اس مرتبہ دو چار فیصدی وہی وی پی واپس ہونگے، جن کے پتے تبدیل ہوگئے ہونگے ورنہ جب بھائی جو آیندہ مولوی نہ لینا چاہیں گے میرا اطلاعی خط واپس کر کے وی پی واپس کرنے کی ذمہ داری اور نقصان رسانی سے بچ جائیں گے۔ وی پی سے انکار کرنے والے ۵ فیصدی سے زیادہ نہ تھے، اس لئے خیال تھا، کہ ۲۲ ہزار پرچہ بالکل مناسب اور ضرورت کے لائق رہیگا۔ اور غوث الاعظم نمبر چونکہ تقسیم کرنیوالے بہت منگاتے ہیں اس لئے یہ پرچہ ساڑھے بائیس ہزار چھپوا لیا اب معلوم ہوا کہ ڈھائی ہزار پرچہ بچ جائے گا۔ اس لئے

غوث پاک سے محبت کرنے والے بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر انہیں شاہ

جیلان سے صحیح تعلق ہے تو وہ بجائے مجالس منعقد کرنے کے مولوی کا یہ پرچہ عوام تک پہنچا دیں، غوث پاک کی خوشنودی کا بہترین وسیلہ یہی ہے۔ پندرہ سولہ آدمی تو ایسے مستقل اس سلسلہ میں ہوگئے ہیں جو ہر سال متعدد پرچہ غوث الاعظم نمبر کے تقسیم کراتے ہیں۔ اور شیخ برہان الدین رسول بھائی چاند بھائی کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس کساد بازاری میں ان کے کام کا فروغ محض اسی پرچہ کی تقسیم سے ہوا۔ ایک روپے کی شیرینی پندرہ سولہ آدمی کھا کر فضلہ بنا دیتے ہیں، ایک روپے کے بارہ پرچے پچاس آدمی پڑھیں گے اور اس سے جو دینی فائدہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

منت کی کامیابی کا ٹھیکہ دیدیجئے آپ گیارہویں شریف کی مجالس خوشنودی غوث

پاک اور مقصد برآری کے سلسلہ میں منعقد کرتے ہیں، اس مرتبہ آپ ایک مقصد متعین کر کے اور مولوی کے بارہ پرچے تقسیم کر دیجئے یہ پرچہ غوث الاعظم نمبر ہی ہو پھر اگر وہ مقصد پورا ہو جائے تو ہر سال کی یہی منت مان لیجئے ورنہ مجھے مطلع کیجئے میں ان کے لئے کوئی اور صورت تجویز کر دونگا۔ لیکن اس کا وقت ایک سال کا ہوگا مجھے کامل یقین ہے کہ غوث الاعظم نمبر کی اشاعت ترقی تجارت کا زینہ ہے۔ تقسیم خود کیجئے تو بہت اچھا ہے ورنہ میں ڈاک کے ذریعہ تقسیم بھی کر سکتا ہوں یہ مہینہ بھی منت گزاریوں کے لئے مخصوص ہے اس لئے حتی الامکان اسی مہینہ میں غوث الاعظم نمبر تقسیم کر دیجئے۔

جدید خریدار بنانیوالے بھائی اب خاص طور سے متوجہ ہوں اس لئے

کہ ڈھائی ہزار کا ملاپ کرنا بہت ضروری ہے ان عاشقان رسول کے لئے دعائے خیر فرمائیے جنہوں نے مولوی کی ترقی و اشاعت میں حصہ لیا۔ اللہم حصل مرادہم بالخیر اللہم نور قلوبہم وھو ہٰذا

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب عبدالمجید صاحب دنیاپور	۱	جناب محمد علی انصاری شکارپور	۱	جناب غلام محمد صاحب بمبئی	۲
فیاض حسین صاحب کرنال	۱	شیخ کریم بخش صاحب سنہا جباد	۳	عبدالقادر صاحب نلگنڈہ	۸
مہر محمد بخش صاحب نائب تحصیلدار	۲	رسول احمد صاحب سہسوان	۲	محمود نواز صاحب کالکتا	۱
ولی محمد صاحب باندہ	۴	غلام قادر صاحب راولپنڈی	۲	عبدالغنی صاحب حیدرآباد	۲
مہدی حسن صاحب اوری	۲	صاحب علی صاحب نرڈی گوڈیم	۲	نور محمد صاحب مظفرگڑھ	۱
عبدالوحید خان صاحب ڈیہہ	۲	محمد عمر صاحب احمد آباد	۳	غلام محمد صاحب پٹھان کوٹ	۲
مہدی حسن صاحب بردوان	۳	محمد اسلم صاحب ایس ایم بنگلو	۳	عبدالصمد میاں صاحب بیزواڑہ	۴
سید محمد امین صاحب غازی پور	۲	محمد دلبر صاحب پشاور دوبارہ	۴	عبدالغفور صاحب رائے پور	۲
حاجی محمد اسماعیل صاحب کانپور	۲	کیپٹن حبیب علی صاحب ملک منیجر	۴	فضل حسین صاحب جام نگر	۲
محمد وہاب الدین صاحب جبل پور	۲	رحیم بخش صاحب ٹھیکیدار انگو	۴	ابوالحسن صاحب نلگنڈہ	۴
حکیم وجاہت حسین صاحب کہنڈا	۲	سید محمد شفیع صاحب امرتسر	۳	نذیر علی صاحب لکھنؤ	۳
حافظ محمد حنیف صاحب سارن	۱	سلطان علی صاحب گوجرانوالہ	۲	سید مبارک علی صاحب کرنال	۲
عبدالمجید صاحب اوریا	۱	محمد عبدالصمد صاحب کوتوالی	۲	محمد تسین صاحب ہردوئی	۲
سید جلاول شاہ صاحب راولپنڈی	۱	شیخ محمد حنیف صاحب شوالپور	۲	اصغر خاں صاحب مہیر	۲
محمد دلبر صاحب پشاور	۴	قاضی یوسف صاحب ڈوبہ	۳	رضا علی صاحب دہرہ دون	۳
غلام محمد صاحب مروت بنوں	۱	محمد صالح صاحب نگن پلی	۳	رسول میاں نور میاں صاحب بمبئی	۴
غلام محمد صاحب قردلی	۲	محمد عبدالکریم صاحب افضل گنج	۲	سید زاولایت علی صاحب نلگنڈہ	۲
حافظ شیخ احمد صاحب متیل	۵	شہباز صاحب پٹواری	۲	شیخ جمال احمد صاحب لکھنؤ	۳
چودہری سلطان علی صاحب دار	۲	مسرت حسین صاحب بندگی	۲	محمد عبدالستار صاحب لکھنؤ	۳
محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۸	حفیظ اللہ صاحب لکھنؤ	۲	نذیر احمد خاں صاحب آگرہ	۲
امجد علی صاحب زیدپور	۲	محمود نبی صاحب غازی پور	۲	منشی احمد خاں صاحب	۱
محمد یحییٰ صاحب روسرا	۲	قاضی ولی محمد صاحب لاہور	۳	سید احمد قاضی صاحب نوکوٹ	۲
محمد شفیع صاحب تحصیلدار نیمچ	۴	امیر یار صاحب ڈونہ	۲	حافظ عبدالکریم صاحب	۵
قاضی شریف احمد صاحب ہزاری باغ	۳	انور علی صاحب گورکھپور	۲	رفیع اللہ صاحب لاہور	۲
محمد اسحاق صاحب بمبئی	۲	ابراہیم احمد رکبا صاحب اجمیر	۲	ایم سجاد حسین صاحب بریلی	۲
محمد سردار صاحب چاولی یالکہ	۲	سید سردار صاحب فیض آباد	۲	قاضی غلام علی صاحب کرنال	۳
فضل حسین صاحب کھڑک پور	۴	کاغذی عبدالرؤف قاسم بھائی	۲	نصیرالدین صاحب ناگی	۲
عبدالغفور صاحب اندور	۲	محمد حسین صاحب کراچی	۲	محمد رفیع صاحب گنج	۲
بابو محمد اکرم صاحب لاہور	۳	احمد حسین صاحب کرنیل گنج	۳	بخشی دلاور علی صاحب	۲
محمد فرحت حسین صاحب سیتاپور	۲	ولی محمد صاحب الہ آباد	۲	غلام علی صاحب نکودر	۴
حیدو خاں صاحب اجمیر	۲	عبداللہ عبدالعزیز صاحب لالہ موسیٰ	۲	کفایت اللہ خاں صاحب آگرہ	۳
حکیم شیر محمد صاحب پٹیالہ	۲	سید نذیر حسین صاحب چترال	۲	شاہ محمد صاحب جالندھر	۲
عبدالسبحان صاحب عمرآباد	۳	عبدالمجیب صاحب لکھنؤ	۳	محمد اشفاق صاحب باسوڈ	۲
اشتیاق حسین صاحب مظفرپور	۲	فضل محمد صاحب لائل پور	۲	محمد عطا محمد صاحب جموں	۳
محمد لطیف صاحب گورداسپور	۲	محمد حسین صاحب امین آباد	۲	سید نورالحسن صاحب	۳
جاوید علی صاحب تھانہ کہیول	۱	محمد صاحب روناہی	۲	سید ابرار علی صاحب	۱
محمد تجمل حسین صاحب احمد آباد	۱	عبدالسلام صاحب جبل پور	۲	غلام نبی صاحب کردی	۱
محمد خواجہ صاحب النہ شریف	۲	محمد تبدیل حسن صاحب کھگڑہ	۴	محمد یحییٰ صاحب	۲
عزیز الدین احمد صاحب الہ آباد	۱	فصیح محمد صاحب جالون	۴	محمد شاہ حسین صاحب	۳
محمد حسین صاحب پور	۱	حکیم علی حسن صاحب	۲	سید حسین زیدی صاحب حیدرآباد	۲
شیخ عبدالجلیل صاحب براہم پور	۱	فخرالحسن صاحب الہ آباد	۴	محمد نقی صاحب چھپ داڑہ	۳
ایم ڈی احسان صاحب بنارس	۲	سید ضیاء الحسن صاحب جھنجھنو	۴	ظفریاب حسین صاحب مندسور	۲
نور محمد صاحب بمبئی	۲	محمود بناز صاحب کالمالا	۳	محمد یوسف صاحب لاہور	۲
محمد اسحاق صاحب لکھنؤ	۲	ایسے کریم صاحب لوناواڈ	۱	عبدالکریم صاحب	۲
غلام سرور خاں صاحب جند	۱	محمد اشرف خان صاحب	۲	حکیم عالم علی صاحب	۲
محمد ہارون شاہ صاحب صرابی	۲	رحمت اللہ صاحب	۲	حکیم الدین صاحب	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب سید پیر میاں صاحب تپلاڈ	۵	جناب محمد یعقوب صاحب رامپور	۴	جناب شیخ علاء الدین صاحب سیالکوٹ	۱	جناب نواب احمد فیض خان کھاتیکاٹو	۱	جناب حکیم محمد عمر صاحب مونیر	۲
" عبدالغفار صاحب پڈاپورم	۲	" ذکاء اللہ صاحب بنیا	۲	" عزیز الرحمان صاحب اعظم گڑہ	۲	" سید علی حسن صاحب نرکٹیاگنج	۱	" محمد ایوب خانصاحب ٹنکی	۳
" سید فخرالدین صاحب گلبرگہ	۳	" مختار احمد صاحب گورکھپور	۲	" محمد وسیع صاحب بہرائچ	۲	" سخاوت اللہ صاحب بھوپال	۲	" ایم ایچ انصاری جبلپور	۳
" عابد علی خانصاحب عزت نگر	۳	جناب شیخ احمد صاحب حیدرآباد	۴	" محمد عبدالحلیم صاحب غازی	۳	" محمد خلیل احمد بیگ غازی پور	۲	" صغریٰ بیگم صاحبہ بنارس	۱
" حافظ عثمان صاحب نامگنج	۳	" امیر حمزہ صاحب آصف آباد	۲	" ممتاز خان صاحب شیخوپورہ	۱	" ایم ایس احمد حسین صاحب الکا	۳	" محمد الدین صاحب لاہور	۱
" مولوی عبدالرشید صاحب کلکتہ	۳	" محمد زمان خانصاحب اوڑہ	۵	" کبیر احمد صاحب رائے بریلی	۲	" محمد ریاض الدین احمد اوادیشم	۴	" محمد یوسف فیروزپور	۲
" نذیر احمد صاحب روڑی	۲	" ایم اے ستار صاحب رائچور	۴	" غلام قاسم صاحب مین پوری	۱	" اصغر علی خانصاحب جے پور	۲	" منصور علی صاحب بریلی	۳
" غلام مرتضیٰ صاحب جتیاری	۲	" محمد صدیق صاحب مانڈلہ	۳	" سید نواب علی صاحب جالیہ گاؤں	۲	" حبیب الرحمان صاحب الہ آباد	۴	" محمد اسماعیل صاحب برلی	۱
" کریم بخش صاحب میں آباد	۲	" محمد اعظم صاحب اسہرہ	۲	" محی الدین صاحب سوپور	۱	" محمد سلیمان صاحب پرتاب گڑہ	۱	" ولی داد صاحب پشاور	۳
" عبدالسلام صاحب لکھنؤ	۲	" اللہ دیا صاحب لدان	۲	" عبدالجلیل صاحب کلکتہ	۲	" ٹیلر ماسٹر صاحب جھانسی	۱	" سید محمد ہاشم صاحب جہلم	۴
" محمد سلیمان صاحب منگیر	۲	" عطا محمد صاحب جھنگ	۲	" محمد قدرت اللہ خان اجمیر	۳	" بشیر احمد صاحب اوکاڑہ	۲	" محمود شاہ صاحب سرگودہا	۸
" عبدالستار خان تارسرائے	۴	" محمد شریف صاحب سانبھر	۸	" تاج محمد صاحب ستارہ	۱	" مشتاق احمد صاحب چونیاں	۲	" عصمت اللہ صاحب فاضلکا	۳
" حاجی شہاب الدین صاحب بریا	۲	" محمد رضا حسین صاحب بارہ بنکی	۵	" محمد سلطان صاحب ہردوئی	۲	" علی محمد صاحب لوال	۴	" احمد حسین صاحب میرپور آزاد	۵
منشی رفیع احمد خانصاحب امروہا	۲	" محمد خان صاحب مظفرگڑہ	۴	" عبدالوہاب صاحب غازی پور	۲	" محمد روشن خان صاحب مدناپور	۴	" خادم حسین صاحب محمودآباد	۲
حامد علی خانصاحب رئیس بریلی	۱	" محمد حبیب اللہ صاحب خانکی گج	۲	" عبدالجلیل صاحب کلکتہ	۲	" محمد عثمان صاحب سکھر	۳	" محمد اسماعیل صاحب ملوہ	۱
قاسم میاں اکبر میاں صاحب ننگارہ	۲	شیخ فتح محمد صاحب سنام	۲	" تاج محمد صاحب ستارہ	۱	" مولوی محمد مذاق صاحب رامپور	۲	" غلام نبی صاحب باندہ	۱
" عبداللطیف صاحب لوکواجہ	۱	" فیاض حسین صاحب راحلی کو	۲	" محمد سلطان صاحب ہردوئی	۲	" سید محمد صاحب بمبئی	۵	" عبدالشفیع صاحب بدایوں	۲
" قمرالدین رسول بیانی صاحب ڈیہوری	۱	" سید نتھے خان صاحب ٹلوشا	۳	" محمد عبدالوہاب صاحب غازی پور	۲	" حافظ محمد احسان صاحب سہارنپور	۲	" اصغر انصاری صاحب جلن	۲
" قیم بیگ صاحب سردارپورہ	۱	" اللہ دیا صاحب ملتان	۳	" عبدالوہاب صاحب سہگل	۲	" محمد اسلم صاحب بارہ بنکی	۳	" عبدالرؤف صاحب بمبئی	۲
" رفیع احمد صاحب پچپور	۱	" محبوب نبی صاحب بہاولپور	۲	" عبدالحق صاحب وسے کوٹ	۲	" شاہ میر خانصاحب کلکتہ	۳	" حاجی نصرت علی خان دہرہ دون	۲
" محمد رفیع صاحب منڈیگڑہ	۲	" برکت علی صاحب گوجرانوالہ	۳	" عبدالمجید صاحب لکھنؤ	۱	" مشتاق احمد صاحب اجودھیا	۱	" بچہ بابو صاحب لکھنؤ	۲
" محمد حسین خان صاحب ساکھر	۳	" نبی شریف صاحب حیدرآباد	۱	" احمد نواز صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	" صدیق احمد صاحب حصار	۳	" رمضان علی صاحب کٹک	۳
" مولوی محمد علی صاحب نونہرہ	۳	" میرزا ہاشم بیگ جھانسی	۲	" سید محمد کاظم صاحب وکیل سبزی باغ	۲	" فیاض حسین صاحب مڑہیاول	۳	" محمد قاسم صاحب بیانہ	۳
" عبدالرحیم صاحب باندرہ	۲	" ایچ ایم زکریا صاحب بمبئی	۲	" محمد شفیع صاحب ڈسپنسر	۲	" عبدالغنی صاحب جے پور	۳	" محمد بخش صاحب محرر نیواری	۴
" عبدالغفور صاحب تریالہ	۳	" محمد علی گل صاحب فیروزپور	۳	" ظہور احمد صاحب صوفی محمودآباد	۴	" خلیل الدین صاحب بنڈیا	۲	" غلام حیدر خان بانس جوڑا	۵
" حشمت علی صاحب کیراوا	۳	" شیر محمد صاحب ہردوئی	۲	" عبدالخالق صاحب بنگلور	۱	" خواجہ بوتراب صاحب حیدرآباد	۱	" عنایت بیگ صاحب اترولہ	۲
میرزا منظور العزیز بیگ لائل پور	۴	" ابراہیم صاحب احمدآباد	۲	" محمد اقبال صاحب گوجرہ	۱	" عزیز احمد صاحب گوجرانوالہ	۱	" محمود علی صاحب کانپور	۴
ملک علی محمد صاحب آوان	۳	" امداد خان صاحب ملارنا	۴	" محمد قاسم بیگ صاحب مداس	۲	" امتیاز علی صاحب فتح پورہ	۳	" محمود خان صاحب اجمیر	۲
سید سراج الدین صاحب عثمان آباد	۳	" احمد الدین صاحب راولپنڈی	۲	" محمد ابراہیم صاحب احمدآباد	۵	" سید قربان علی صاحب سانبھر	۲	" حبیب احمد صاحب اسلام نگر	۳
مولوی نتھے خان صاحب کوٹ تپلی	۲	" علی گوہر خانصاحب لائلپور	۲	شیخ ابو صاحب پربھنی	۱	" سید مظہر احمد صاحب شاہجہانپور	۱	" ابن علی حسین صاحب سیانہ	۲
" ریاض احمد صاحب دتیا	۲	" برات علی صاحب کوٹہ	۱	خالق غلام احمد صاحب سری نگر	۴	" کرم احمد صاحب جون پور	۲	" عبدالمجید خان صاحب الہ آباد	۳
" محمد نصیر صاحب گونڈہ	۱	" محمد صدیق صاحب بلاسپور	۲	" محمد ثناء احمد صاحب صفی پور	۱	" میرزا مرتضیٰ بیگ کرسنا	۳	" عبدالحمید خان صاحب دیوبند	۳
" محمد اسماعیل صاحب فیروزپور	۳	" تصدق حسین صاحب انبالہ	۲	" الٰہی بخش صاحب پشاور	۱	" حاجی اسماعیل حاجی احمد بمبئی	۲	" منشی حبیب اللہ صاحب چاوڑ	۲
" ممتاز خانصاحب کمٹی	۳	" میرزا حسن بیگ صاحب سیالکوٹ	۳	مبارک علی صاحب لشکر	۲	" محمد شبیب صاحب امبہر	۲	" محمد خان صاحب پلی پور	۴
" سید حبیب صاحب حیدرآباد	۴	" انوارالحق صاحب انبالہ	۳	" محمد محسن علی صاحب بھوپال	۲	" یوسف علی خان صاحب	۳	" محمد ولی محمد رضا صاحب جام کنڈہ	۱۴
عبدالشکور صاحب کانپور	۴	" ہدایت الغنی صاحب چورو	۲	محمد محسن علی صاحب بھوپال	۲	بابو رشید خانصاحب گڑہی ہو	۵	" سید کبیر حسن صاحب نوری	۲
" سید منظر علی صاحب مئو	۲	" شیر محمد صاحب لاہور	۲	محمد دانشمند صاحب چکنمبر ۱۱۲	۲	رفیق احمد صاحب کٹنہ	۲	" محمد جمیل صاحب بارہ بنکی	۳
" نور محمد صاحب وڈہوان	۳	" عبدالمجید خان صاحب اجمیر	۲	محمد رب نواز صاحب دہی واہ	۲	" عبداللطیف صاحب کلکتہ	۲	" داور حسین صاحب کاسگنج	۳
" رمضان علی صاحب بھوپال	۳	" ظہور احمد صاحب الہ آباد	۲	" منشی بدرالدین صاحب کلکتہ	۲	امین صاحب کانپور	۴	" حافظ عطاء الحق جہان آباد	۲
" نذیر حسین صاحب ریواڑی	۲	" محمد احمد اللہ صاحب ہردوئی	۲	" محمد شریف صاحب پاک پٹن	۸	" ایم اے غنی صاحب کلیانہ	۲	" اکرام حسین صاحب اشٹہ	۳
" عبدالرحیم صاحب بہاولپور	۲	" عبدالعزیز صاحب کرانچی	۲	" مستری محمد رمضان صاحب ٹنکی	۱	" ایم اے حمید صاحب سنگیانہ	۳	" غلام رسول خان جوناگڑہ	۲
" عبدالعزیز صاحب راولپنڈی	۲	" عبدالوہاب صاحب بارہ بنکی	۳	" امیرالدین صاحب پڈل پونہ	۱	" عبدالشکور صاحب ۲۴ پرگنہ	۲	" عبدالستار ملا احمد نور اجمیر	۳
" اصغر علی خان صاحب جے پور	۲	" عبدالعزیز صاحب منٹگمری	۲	" سید عبداللہ صاحب مداس	۱	" محمد جعفر صاحب حیدرآباد	۳	" قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد	۵
" محمد خلیل صاحب مرادآباد	۱	" مولوی ابوبکر خانصاحب داؤدن	۱	" ابوالقاسم صاحب مئو	۱	فتح محمد صاحب امرت	۲	" محمد سیف اللہ خان "	۴
" نذیر حسین صاحب جالندھر	۳	" پیر مشوق علی صاحب ٹھٹہ	۵	" سید عبدالکریم صاحب ملتان	۱	" حکیم سید کاظم علی صاحب [illegible]	۲	" سید قطب الدین صاحب "	۳
" حیات علی صاحب کلکتہ	۲	" علاء الدین صاحب جے پور	۱	" زین العابدین صاحب پٹنہ	۱	" خواجہ بشیرالدین صاحب جلسرآباد	۱	باقی آئندہ انشاءاللہ	

سب سے زیادہ مقبول دو ترجمہ والا معجز نما قرآن مجید بصفحہ بین السطور

پانچ روپے کی بجائے ڈھائی روپے میں

مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار جناب مولوی نور محمد صاحب کا مشہور و معروف قرآن شریف ہے جو بلا مبالغہ دو لاکھ روپے کا ہدیہ ہو چکا ہے اور اس کی طلب برابر بڑھ رہی ہے اور جب سے اس کا نصف ہدیہ ہوا ہے اس وقت سے اب تک اتنا طلب ہوا کہ پچھلے پانچ سال میں بھی اتنا ہدیہ نہیں ہوا اس میں دو ترجمے ہیں، اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا اور دوسرا حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا اور تفسیر تو اتنی مکمل اور پُر از معلومات ہے کہ اس وقت تک کسی قرآن مجید میں اتنی تفسیر نہیں، ابتدا میں سو صفحات کا ایک مقدمہ ہے جس میں عجیب و غریب قرآنی معلومات ہیں بہ نسبت مجموعی جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی خاندہ سامنے ہوتا ہے تو کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اس کی لاگت پانچ روپے سے کم ہوگی ہدیہ مجلد ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ

موت کے وقت فرشتے ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے اسکے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے، تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے نفس پاکیزہ چل	الکتٰب حتّٰی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم قالوا لکھے ہوئے ہے یہاں تک کہ جب آ وینگے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے ان کو کہیں گے مل جائیں گے یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آوینگے تو کہیں گے این ما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا کہاں ہیں جن کو تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کہ کھوئے گئے ہم سے اور وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے، وہ کہیں گے ہم سے سب غائب ہوگئے

بڑے سائز کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف ڈیڑھ روپیہ میں مجلد پشتہ چرمی

حیرتناک رعایت ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو۔ ابتدا میں معلومات قرآنی کے لئے ایک مقدمہ بھی ہو۔ جلی قلم بھی ہو۔ مولوی رسالہ کے صفحہ سے بڑا صفحہ بھی ہو۔ کاغذ بھی بہت نفیس دبیز اور چکنا ہو خوب سفید ہو۔ چھپائی بھی صاف ہو کتابت بھی خوبصورت ہو اور رخشندہ ہو۔ چمڑے پشتے کی جلد بھی ہو اور ان سب صفتوں کے بعد صرف ڈیڑھ روپے میں ہی ہو۔ آپ ہی بتائیے کہ ہر شخص کیوں نہ حیرت میں رہ جائے، یہ قرآن شریف تو مقدمہ سب قرآنوں سے بڑھ گیا، چار آنے تو ایک قرآن پر صرف خانے کے جاتے ہیں۔ پھر لکھائی چھپائی کاغذ جلد سب کا تجزیہ تو کیجئے حیرت خیز ہے رمضان شریف سے اب تک سب سے زیادہ ہدیہ ہوا ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ر پانچ جلدیں سات روپے کی لگے ہی اسی حساب سے پانچ جلد کا محصول ڈاک تین روپے دس آنے ہوتا ہے اس لئے پانچ یا زائد جلدیں ریل کے ذریعہ سے طلب فرمایئے ریل کے لئے ۸ر اور قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجئے ایک سطر کا نمونہ

یعنی یہود نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے علم سحر کی تلاش کرنے سحر لوگوں میں اڑ وقف سے کیا ہے ایک حضرت سلیمان کے آدمی	واتبعوا ما تتلوا الشیٰطین علی ملک سلیمٰن وما اور پیروی کرتے ہیں، اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان اوپر وقت سلیمان کے اور نہیں

بلا ترجمہ جو خوب جلی قلم کشادہ قرآن شریف بچوں کیلئے

اس قرآن کا قلم بلا مبالغہ اسی قدر موٹا اور خوشنما ہے

کتابت اس سے زیادہ شاندار ہے صرف قلم کا اندازہ اس سے کر لیجئے تقطیع ۱۲ انچ طویل اور ۹½ انچ عریض ہے گویا مولوی سے ڈیوڑھا صفحہ ہے، سفید کاغذ ہے بہت صاف چھپا ہوا ہے، بچوں اور عورتوں کم زور نگاہ والے مردوں کے لئے ایسا سستا اور جید دوسرا قرآن شریف نہیں ہے چونکہ الفاظ الگ الگ ہیں اس لئے بڑی آسانی سے صحیح پڑھا جا سکتا ہے ابھی چھپ کر آیا ہے رمضان میں آتا تو یکلخت ختم ہی ہو جاتا، اب بھی آئندہ رمضان سے پہلے ختم ہو جائے گا۔ آخر میں علاوہ مخارج قرات کے بیان کے صدق اللہ کا دعا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف ایک روپیہ محصول ڈاک تیرہ آنے۔ ایسی بار سو رعایت مطلق نہیں خدا لگتی کہنا، اتنا سستا ہدیہ کبھی سنا کہیں دیکھا، سب قرآنوں کے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

خطبہ

الحمد للہ الذی قال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال اللہ تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر البشر سید الکونین محمد رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم۔

حمد وثنا بیان کرو اس خدائے رحمٰن ورحیم کی جو اپنے بندوں پر حد سے زیادہ مہربان اور بے انتہا بندہ نواز اور بندہ پرور ہے جس نے اپنے بندوں کو ضلالت وگمراہی سے بچانے کے لئے اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے اور وقتاً فوقتاً ان پر اپنے صحائف اور کتب نازل فرمائیں تاکہ انسان اس دنیا میں منشاء الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرکے دین اور دنیا کی سربلندی و سرفرازی حاصل کرے اور غلط راستہ پر پڑکر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق نہ بنے۔

اور درود وسلام بھیجو اس آقائے دو جہاں سرور کون ومکان حضرت محمد رسول اللہ پر جو اللہ کے دین کی تکمیل کے لئے خاتم الانبیا بنا کر اس دنیا میں بھیجے گئے تاکہ خود عمل کرکے دنیا کو بتلادیں کہ اللہ پاک اپنے بندوں سے کس قسم کی زندگی بسر کرانا چاہتا ہے تاکہ انسانی خلقت کا حقیقی مقصد پورا ہو اور اس کے بندے ٹھیک ٹھیک خدائے لایزال کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع اتباع کتاب وسنت ہے اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم آپ کی توجہ مولوی کے رسول نمبر کی طرف دلاتے ہیں یقیناً اب تک آپ اس کو پڑھ چکے ہوں گے اور آپ کی نظر سے از سر نو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت پاک گذر چکی ہوگی اور حیات طیبہ کے تمام تابناک اور ضیا بار پہلوؤں پر جو روشنی رسول نمبر میں ڈالی گئی ہے وہ اب ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اب ہم کو غور یہ کرنا ہے کہ سیرت پاک کا جو مقدس مرقع ہمارے ہاتھوں میں ہے اس سے کچھ ہم بھی اپنی زندگیوں کے لئے سبق حاصل کرسکتے ہیں اور اپنی سیرتوں میں کوئی بہتر اور خوشگوار تبدیلی کرسکتے ہیں یا نہیں کیونکہ مولوی کا ادارہ جو ہر سال بہ صرف زر کثیر رسول نمبر کے نام سے سیرت رسول کا مرقع شائع کرتا ہے اس کا مقصد صرف یہی تو ہے کہ ہم جو اپنے آپ کو غلامان محمد کہتے ہیں اپنے آقا کی سیرت اقدس سے سبق حاصل کریں اور اپنی زندگیوں اور سیرتوں میں اسوۂ حسنہ کے مطابق تغیر وانقلاب پیدا کریں۔

برادران اسلام! ذرا مولوی کے رسول نمبر پر پھر نظر ڈال جائیے اور غور سے دیکھئے کہ کیا اس کے ہر ایک صفحہ پر آپ کو اپنی زندگی کے سنوارنے کے لئے ایک اہم اور روشن سبق نہیں ملتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات پر غور کیجئے ہر قدم پر اپنی زندگیوں کو بہتر زندگی بنانے کے لئے ایک روشن سبق ملیگا کیا ہم اپنے بچوں کی تربیت اگر اس عنوان پر کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا تھا اور اس میں کامیابی حاصل کریں کیا پھر ہمارے بچے دنیا کی تمام قوموں کے بچوں سے زیادہ خوش نصیب نہ ہوں گے۔

اس کے بعد ہمیں اپنے آقا و مولا کی مقدس جوانی پر نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ رسول پاک کی جوانی کیسی تھی اور باوجودیکہ آپ منصب نبوت پر اس وقت تک سرفراز نہیں فرمائے گئے تھے مگر حضور کی فطرت صحیحہ وصالحہ نے آپ کو جوانی میں کیسا اٹھایا اور آپ کی جوانی کس قسم کی تھی اور ہمارے لئے حضور کے اس عہد مبارک میں کیا کیا اسوۂ حسنہ موجود ہیں۔

برادران اسلام! آپ نے مولوی کے رسول نمبر میں دیکھا ہوگا کہ حضور کیسے جوان صالح تھے کہ تمام قریش نے آپ کو "امین اور صادق" کا لقب دیدیا تھا اور اسی خطاب سے وہ حضور کو مخاطب کیا کرتے تھے۔

امین اور صادق یہ دونوں الفاظ اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے بہت جامع اور وسیع ہیں امین کے معنی صرف اسی قدر نہیں ہیں کہ انسان امانت میں خیانت نہ کرے یعنی اگر کوئی کسی کے پاس کچھ جمع کرے تو جوں کی توں لوٹا دے اس میں خیانت نہ کرے اس میں شک نہیں کہ ظاہر میں یہی معنے اس لفظ کے معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقتاً اس مختصر لفظ کے بہت وسیع معنے ہیں۔ امین کے یہ معنے ہیں کہ انسان اپنی زندگی کے تمام فرائض اور واجبات میں امین ہو یعنی اس پر خدا کی طرف سے جس قدر ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اور جس قدر فرائض کی بجا آوری اس کے ذمہ کی گئی ہے ان سب کو پوری امانت اور دیانت کے ساتھ ادا کرے اور ان کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے اپنے محل استعمال کے لحاظ سے بہت وسیع ہیں ہر موقع پر سچ بولنا سچ سوچنا اور سچ ہی پر عمل کرنا اور یہ صفت اس طرح داخل سرشت ہوجائے کہ اس کے خلاف سرزد ہونے کا امکان ہی نہ رہے اس کے بعد جو اعمال و افعال بھی سرزد ہوں گے وہ صداقت ہی پر مبنی ہوں گے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایسے ہی امین وصادق تھے کہ فطرت صحیحہ نے جو فرائض و واجبات عائد کئے تھے اس کو کمال امانت کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور ناممکن تھا کہ حضور سے کوئی فعل صدق و امانت کے خلاف سرزد ہو جائے۔

یہی وجہ تھی کہ پوری قریش کی قوم بیک زبان آپ کو صادق و امین کے لقب سے پکارنے لگی اور اس وقت بھی آپ کی امانت و صداقت کا اعتراف کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا جبکہ وہ آنحضرت کی دشمن ہو چکی تھی یعنی نبوت پر سرفراز ہو چکنے کے بعد بھی قریش حضور کو صادق و امین ہی کہتے اور سمجھتے تھے اور ان صفات کے بھی زبان طعن دراز نہیں کی۔

برادران اسلام! ہمیں آنحضرت کے اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور زندگی کے تمام شعبوں کے اندر اور جملہ فرائض حیات و واجبات زندگی کے سلسلہ میں ہمیں اپنے رسول اقدس کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں صادق و امین بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ سچ بولو سچ سوچو اور سچ پر عمل کرو۔ پھر دیکھو کہ تمہارا دین اور تمہاری دنیا سنورتی ہے یا نہیں اور امین بنو یعنی پوری امانتداری کے ساتھ ان فرائض کو ادا کرو جو تم پر عائد کئے گئے ہیں یعنی صرف فرائض خمسہ ہی نہیں بلکہ تمام انسانی فرائض کو اس طرح ادا کرو جس طرح کہ ان کا حق ہے یعنی اگر ہم اپنی ابتدائی زندگی ہی میں ان صفات صدق و امانت سے اپنے آپ کو متصف کرلیں تو انوار دین و برکات علوی کا ہمارے قلوب و ارواح پر جو نزول ہو اس سے اگر تھوڑی دیر کے لئے قطع تعلق کرلیں تو دنیاوی سربلندی و سرفرازی ان صفات کے ذریعہ اس قدر حاصل ہو سکتی ہے کہ دنیا ہمیں دیکھکر حیران رہ جائے۔

برادران اسلام! غور کیجئے جب آپ صدق و امانت کے پیکر بن جائینگے تو دنیا اور دنیا والے کس قدر آپ پر بھروسہ کرنے لگیں گے اور آپ کے قول و فعل پر لوگوں کو کس قدر اعتماد قائم ہو جائے گا آپ کی زبان سے جو لفظ نکلے گا وہ پتھر کی لکیر ہوگی اور آپ کی زبان کا ہر لفظ قول فیصل کا حکم رکھیگا آپ کے قول پر شک کا گمان بھی نہ ہوگا اس سے صرف یقین ہی کا فائدہ ہوگا غرضکہ جب صدق و امانت کی صفات سے ہم متصف ہو جائینگے تو پھر دنیا کے اندر کامرانی کے دروازے ہمارے لئے کھل جائینگے اور ہر قسم کی فیروزمندی و سربلندی ہمارے حصہ میں آجائیگی۔

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کے اتنے بہار شباب پر ابھی طائرانہ نگاہیں جمائے رکھئے چالیس رسول نے بتا دیا ہے بتلاؤ گا اس عمر میں جہاں ایک آپکے اخلاق کی پاکیزگی و بلندی کا یہ عالم تھا کہ تمام قریش آپ کو امین و صادق کے لقب سے پکارتے تھے وہیں دوسری طرف آپنے ابتداہی سے کسب معاش کے لئے تجارت کو منتخب فرمایا تھا اور باوجودیکہ حضور کے پاس کسی قسم کا کوئی سرمایہ نہ تھا مگر آنحضرت کے پاس صدق و امانت کی ایسی عظیم و جلیل متاع تھی جو ہر جگہ ہر حال اور ہر صورت میں نفع بخش ہی ہو سکتی تھی اور نقصان یا گھاٹے کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ انہی صفات کی کشش تھی کہ اہل سرمایہ خود ہی آپکی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا سرمایہ آپکے سپرد کر دیا اور نفع میں شریک ہو گئے اور انہی صفات کا اثر تھا کہ حضور کو پرانے تجربہ کار تاجروں سے بھی زیادہ نفع ہوا۔ اس اسوۂ حسنہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی کسب معاش کے لئے تجارت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور صدق و امانت کی صفات سے کام لیکر اسمیں کامیابی حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد آپ کو سوانح اقدس کے اس حصہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جو حضرت خدیجہ سے نکاح کے بعد شروع ہوتا ہے کس طرح آپنے حضرت خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری گھریلو زندگی خوشگوار رہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ نبی کریم کی گھریلو زندگی کی تقلید کریں غرضکہ اسی طرح سیرت پاک کے ہر ایک حصہ سے ہم بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں اگر ہم میں سے ہر ایک آدمی حضور اقدس کی زندگی کے کسی حصہ کو اتباع و پیروی کے لئے منتخب کرے اور اپنی زندگی کو حضور کی زندگی کے مطابق بنانے کی کوشش کرے تو بہت جلد ہماری حالتوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے جو دین اور دنیا دونوں کے لئے سازگار ہو پس برادران اسلام ہوشیار کے رسول کریم پر احتیاط سے۔ ہئے اور اپنے آقا و مولا کی سیرت پاک کی جس قدر ممکن ہو پیروی کرکے دین و دنیا کی کامیابی و سربلندی حاصل کیجئے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ۔

مسلمانو! اپنے آقا و مولا پر اور آپکے آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر درود و سلام بھیجو خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی پر جن کے پیش نظر ہر وقت رسول خدا کی زندگی رہتی تھی اور حضور کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا سب سے بڑی سعادت تصور کرتے تھے اور درود و سلام بھیجو حضرت بی بی فاطمہ زہرا اور آپکے دونوں صاحبزادوں امام حسن و امام حسین پر جو قدم بقدم اپنے پدر بزرگ و جد محترم کے چلتے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو حضور کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو آنکھوں کا سرمہ بنائے رکھتی تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو تمام صحابہ عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام پر کہ انہوں نے اتباع سنت و پیروی رسول اکرم سے یہ رفیع مرتبہ حاصل کیا۔ خداوندا تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ آقائے دو عالم کی سیرت پاک کا مطالعہ کریں اور اپنی زندگی کو اس مقدس و مطہر قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ عباد اللہ رحمکم اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی وعن امام المسلم یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

رفتار سیاست

کئی مہینے کے بعد شذرات پر قلم اٹھانے کی نوبت آئی ہے اس عرصہ میں ہندوستان اور دنیا کی سیاست میں کافی اہم تغیرات رونما ہوئے جن پر غور کرنا یقیناً ضروری ہے

کانگریس کی جدید پالیسی

ناظرین مولوی کو یاد ہوگا کہ گذشتہ جولائی میں پونہ میں کانگریسیوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اجتماعی سول نافرمانی کے بجائے انفرادی سول نافرمانی کانگریس کی طرف سے جاری رہے گی اور اسی کے ساتھ تمام کانگریسی نظام معطل کر دیا گیا تھا ہم نے پونہ کانفرنس کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا تھا ہمارے نزدیک سیاسیات میں اس قسم کا جمود اور قدامت پسندی خودکشی کے مترادف ہے کہ ایک دفعہ جو فیصلہ کر دیا خواہ حالات کسی قدر تبدیل ہو جائیں اور وقت کا خواہ کچھ ہی تقاضہ کیوں نہ ہو مگر ہم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ پالیٹکس میں کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب حالات و واقعات کو سامنے رکھکر پالیسی اختیار کی جائے اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ پالیسی بھی تبدیل ہوتی رہے اسلئے ہمنے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اب حالات کا اقتضاء یہ ہے کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ کانگریس اپنی پالیسی بھی تبدیل کرے یعنی سول نافرمانی بند کر دی جائے کیونکہ حالات نے اس کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رکھی اور ایک طرف ملک کے اندر تعمیری پروگرام قبول کیا جائے اور دوسری طرف داخلہ کونسل کا پروگرام قبول کیا جائے اور لاہور کانگریس نے جو بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا ہے اس کو ہٹا لیا جائے۔

لیکن کچھ عرصہ تک اس کی مخالفت ہوتی رہی مگر آخرکار اس رائے نے زور پکڑا اور کانگریس کے دائرہ کے اندر آہستہ آہستہ اس رائے نے اس قدر تقویت حاصل کی کہ کانگریس نے سول نافرمانی ملتوی کر دی اور داخلہ کونسل کی نہ صرف اجازت ان لوگوں کو دی جو کونسلوں پر قبضہ کرنے کے حق میں تھے بلکہ کانگریس کے پروگرام میں شامل کر لیا اور مستقل طور پر ایک شعبہ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے قائم کر دیا جس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ کونسلوں پر قبضہ کرے اور کانگریس کی ہدایت کے مطابق وہاں کام کرے خصوصاً مستقبل قریب میں اسمبلی کا جو انتخاب ہونے والا ہے اس میں حصہ لینا طے پایا۔

جدید پالیسی کا کیا اثر ہوا۔ جونہی کانگریس نے سول نافرمانی کے بند کرنے کا اعلان اور داخلہ کونسل کا فیصلہ کیا ملک کے اندر فوراً ہر طرف سیاسی زندگی کے از سر نو آثار پیدا ہو گئے اور ایک ہلچل سی شروع ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو یہ امید ہو گئی کہ گورنمنٹ جلد ہی غالباً کانگریس کمیٹیوں پر سے پابندیاں ہٹا لیگی اور کانگریس کا نظام کام شروع کر دیگا دوسری طرف اسمبلی کے انتخاب کے فیصلہ نے ہر ایک گوشہ اور طبقے کے اندر کھلبلی اور بے چینی سی پیدا کر دی کیونکہ کانگریس کے بائیکاٹ نے نہایت ردی قسم کے لوگوں کو موقع دیدیا تھا کہ وہ اسمبلی میں آ جائیں چنانچہ ایسے ذلیل قسم کے لوگ اسمبلی میں آ گئے جنہوں نے چار سال کی مدت میں ایک دفعہ بھی حکومت کو شکست نہیں دی یعنی ایسی شکست جس کو شکست کہا جا سکے اور وائسرائے اپنے اختیارات خصوصی سے اس کو بدل دے۔ یہی اسمبلی تھی جس نے ملک میں ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ حکومت کرنے کی تائید کی اور آرڈیننسوں کو قانون کا درجہ دیدیا باوجودیکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ہزاروں فرزندان ہند آزادی وطن کے لئے قید و بند میں مبتلا ہیں مگر پھر انہوں نے حکومت کی وفاداری میں ایسا شرمناک مظاہرہ کیا کہ خود انگریزوں کو ان کی ذلیل و خوار حالت پر رحم آ گیا بہرحال کانگریس کے اس اعلان کے بعد کہ وہ اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیگی اس طبقہ پر گویا موت کی سی بے چینی طاری ہو گئی کیونکہ ان کو فی الواقع اپنی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور دوبارہ منتخب نہ ہو سکیں گے بہرحال اب ہر طرف ملک میں ایک نئی زندگی نظر آ رہی ہے اور اسکے مختلف اسباب ہیں جن پر ہم آگے چل کر بحث کرینگے۔

کانگریس کے بعد حکومت نے کیا کیا

کانگریس کے اس فیصلہ کے بعد کہ سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی حکومت سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ تمام آرڈیننس واپس لے لیگی اور وہ تمام قیدی جو عدم تشدد کے الزام میں جیلوں کے اندر ہیں ان کو رہا کر دیگی کیونکہ سول نافرمانی کے التوا کے بعد کوئی وجہ جواز ان لوگوں کو جیلوں میں بند رکھنے کی باقی نہیں رہتی تھی چنانچہ حکومت نے بہت پس و پیش کے بعد کانگریس ورکنگ کمیٹی اور ہندوستان کے تمام دیگر صوبجات اور ضلع کی کانگریس کمیٹیوں پر سے

ہوگئے اور یہ سمجھ لیا کہ اب ہماری برابر کوئی عابد ہے ہی نہیں اور ہمیں جنت کے وارث ہیں لیکن حضرت غوث الاعظم کی حالت کا مشاہدہ فرمائیے کہ اتنی عبادات شاقہ اور مجاہدہ و ریاضت کے باوجود اپنی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھتے تھے ہر وقت خوف خدا سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے دعاؤں میں گڑگڑاتے اور انتہائی تذلل بیکسی کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ الٰہی میری عاقبت بخیر کرنا۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں ایک واقعہ لکھا ہے جو حد درجہ سبق آموز اور عبرت انگیز ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت غوث الاعظم کو کعبہ شریف میں دیکھا کہ سر مبارک کنکریوں پر رکھا ہوا ہے اور بدرجہ غایت عجز و نیاز در ملوک الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ بار الٰہا مجھے بخش دے میرے گناہوں کو معاف کر دے مجھے عذاب آخرت سے اپنی پناہ میں لے لے اگر میں سزا کے لائق ہوں تو بروز قیامت مجھے اندھا اٹھائیو تاکہ میں اس دن نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں"۔

حقیقت یہ ہے کہ جو جتنا قریب ہے اتنا ہی خوف اس پر طاری ہے اور جو اسے جتنا جانتا ہے اس سے اتنا ہی ڈرتا ہے اور کیوں نہ ڈرے بندہ پھر بندہ اور وہ قادر علی المخلوق ہے آن واحد میں جو چاہے کر دے۔

دنیا والوں کی سمجھ میں اس خوف و ہراس کا فلسفہ نہیں آسکتا اس لئے کہ وہ اندھے ہیں اور وہ ربانی طاقتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے مگر جن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ اسکی قدرتوں اور اسکے جلال و جبروت کا مشاہدہ اپنی چشم حقیقت بیں سے کر لیتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو سمجھنے لگتے ہیں اس کے سامنے ایک بندہ کی حقیقت ہی کیا ہے ایک لمحہ اور ایک ثانیہ جو چاہے کر ڈالے۔ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے آسمان و زمین کو ایک لفظ کن سے فنا کر کے رکھدے اس کے سامنے بندہ کی اتنی حقیقت بھی تو نہیں جتنی ہمارے سامنے ایک مچھر اور ایک چیونٹی کی ہو سکتی ہے کہ جب چاہا اسے مسل کر رکھ دیا پھر ایسی لاانتہا قدرتوں والے خدا کے سامنے کوئی نبی، رسول، غوث، ابدال، اوتاد، ولی کیا گردن اٹھا سکتا ہے اور بندہ ہو کر کیا غرور کر سکتا ہے۔

پھر ایک اور بات بھی ہے انسان نہایت درجہ فراموش کار اور غافل ہستی اس کے بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے نفس و شیطان لگے ہوئے ہیں خدا بھلا کا اور مارا گیا آپ انہی اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ شیطان لعین نے اپنے صرف ایک ہی فریب میں اور ایک ہی نوعیت کے دھوکہ سے ستر ہزار اولیاء کو گمراہ کیا اور تخت سے کھینچکر تختہ پر ڈالدیا۔ حضرت غوث الاعظم نے پوری عمر شب بیداریوں اور جانکاہ عبادتوں اور مجاہدوں میں گزاری سب کچھ تھا مگر آپ جانتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندہ بھی ایک مختار کل اور لامحدود قدرتوں اور قوتوں والے کا جو ایک گردش چشم میں

سب کچھ کر سکتا ہے اور جو صدیوں اور زندگیوں کی عبادت کو ایک شکنہ پر پکڑ کر جہنم میں جھونک سکتا ہے اور جو اگر چاہے تو ایک معصیت کار اور خاطی کو اس کے تمام گناہ معاف کر کے جنت میں نعائم و لذائذ سے بہرہ ور کر دے۔

جب تک انسان کو خوف ہو اس وقت تک وہ بداعمالیوں سے یکسر اجتناب کر رہی نہیں سکتا اور ذراسی غفلت اسے کہیں سے کہیں لیجا کر ڈالدیتی ہے۔

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان کو صرف با ناش عمل سے پہلے سزا ہی یا محاسبہ و سزا سے بچ نکلنے کا ایک گمان و خیال اس سے کیسے کیسے شنائع ظلم کراتا ہے اور وہ ایسے افعال کر اٹھتا ہے جو درندے بھی نہیں کر سکتے سانپ بلوں بچھوؤں کے سوراخوں اور بھیڑیوں کے بھٹوں میں ممکن بھی ہے کہ پناہ مل جائے اور انسانی جان محفوظ رہ جائے لیکن انسان کے ظلم و شقاوت کا گھناؤنا اور غلیظ نالہ جب جوش میں آتا ہے تو پھر اس سے اسی جیسے انسانوں کو کہیں پناہ نہیں ملتی ابھی پولیس و عدالت کا خوف اللہ جانے دیجیئے انسان ہی انسان کو اس طرح چیر پھاڑ کر رکھیں گے جس طرح کبھی کسی شیر نے بھی کسی انسان و حیوان کو اس طرح اور اس قساوت کے ساتھ نہ پھاڑا ہوگا اگر بازپرس عمل کا خوف نہ ہو اور محاسبۂ آخرت کا ڈر باقی نہ رہے تو انسان تو زمین پر قدم بھی نہ رکھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ مہربان ہے بداعمالیوں کے محاسبہ سے جابجا ڈرایا ہے اور ڈرنے والے کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اس سے اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کے بندے اس ڈر اور اس خوف سے لذائذ و نعائم دنیوی سے قطع تعلق کر لیں بلکہ یہ ہے کہ وہ برائیوں اور گناہوں سے باز آجائیں جو کچھ ہوتا ہے وہ ڈر ہی سے ہوتا ہے اس لئے جذبۂ خوف انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور یہ بہت عظیم جذبہ ہے۔

جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس سے ڈرے گا روحانی امور کے تبصرہ سے درگذر فرمائیے اور یہ دیکھئے کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے جو لائق ایک بیٹا ہوگا اور جتنا زیادہ نیک ہوگا اسی قدر وہ اپنے باپ سے ڈرے گا۔ جو بیوی جتنی زیادہ صالحہ ہوگی اتنی ہی اپنے شوہر سے خوف کھائے گی اسی طرح جو بندہ جتنا زیادہ صالح اور متقی ہوگا اتنا ہی خدا سے زیادہ ڈریگا خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو ہانڈی کی طرح سینہ جوش مارتا تھا اور پائے مبارک پر نماز میں کھڑے کھڑے اور قرآن پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا حالانکہ آپ نبی تھے اور معصوم تھے اور آپ کو کیا خوف و ڈر تھا معرفت الٰہی خود بھی خوف پیدا کرتی ہے۔

خوف ہی ہے جو عبدیت اور معبودیت کے صحیح تعلقات قائم رکھتا ہے حضرت غوث الاعظم اتنے بڑے عابد اور اہل اللہ ہوتے ہوئے بھی اللہ

شذرات

رفتار سیاست

کئی مہینے کے بعد شذرات پر قلم اٹھانے کی نوبت آئی ہے اس عرصہ میں ہندوستان اور دنیا کی سیاست میں کافی اہم تغیرات رونما ہوئے جن پر غور کرنا یقیناً ضروری ہے

کانگریس کی جدید پالیسی

ناظرین مولوی کو یاد ہوگا کہ گذشتہ جولائی میں پونہ میں کانگریسیوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اجتماعی سول نافرمانی کے بجائے انفرادی سول نافرمانی کانگریس کی طرف سے جاری رہے گی اور اسی کے ساتھ تمام کانگریسی نظام معطل کر دیا گیا تھا ہم نے پونہ کانفرنس کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا تھا ہمارے نزدیک سیاسیات میں اس قسم کی جمود اور قدامت پسندی خودکشی کے مترادف ہے کہ ایک دفعہ جو فیصلہ کر دیا خواہ حالات کسی قدر تبدیل ہو جائیں اور وقت کا خواہ کچھ ہی تقاضہ کیوں نہ ہو مگر ہم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ پالیٹکس میں کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب حالات و واقعات کو سامنے رکھکر پالیسی اختیار کی جائے اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ پالیسی بھی تبدیل ہوتی رہے اسلئے ہمنے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اب حالات کا اقتضاء یہ ہے کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ کانگریس اپنی پالیسی بھی تبدیل کرلے یعنی سول نافرمانی بند کر دی جائے کیونکہ حالات نے اس کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رکھی اور ایک طرف ملک کے اندر تعمیری پروگرام قبول کیا جائے اور دوسری طرف داخلہ کونسل کا پروگرام قبول کیا جائے اور لاہور کانگریس نے جو بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا ہے اس کو ہٹا لیا جائے۔

لیکن کچھ عرصہ تک اس کی مخالفت ہوتی رہی مگر آخر کار اس رائے نے زور پکڑا اور کانگریس کے دائرہ کے اندر آہستہ آہستہ اس رائے نے اس قدر تقویت حاصل کی کہ کانگریس نے سول نافرمانی ملتوی کر دی اور داخلہ کونسل کی نہ صرف اجازت ان لوگوں کو دی جو کونسلوں پر قبضہ کرنے کے حق میں تھے بلکہ کانگریس کے پروگرام میں شامل کر لیا اور مستقل طور پر ایک شعبہ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے قائم کر دیا جس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ کونسلوں پر قبضہ کرے اور کانگریس کی ہدایت کے مطابق وہاں کام کرے خصوصاً مستقبل قریب میں اسمبلی کا جو انتخاب ہونے والا ہے اس میں حصہ لینا طے پایا۔

جدید پالیسی کا کیا اثر ہوا۔

جونہی کانگریس نے سول نافرمانی کے بند کرنے کا اعلان اور داخلہ کونسل کا فیصلہ کیا ملک کے اندر فوراً ہر طرف سیاسی زندگی کے از سر نو آثار پیدا ہو گئے اور ایک ہلچل سی شروع ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو یہ امید ہو گئی کہ گورنمنٹ جلد ہی غالباً کانگریس کمیٹیوں پر سے پابندیاں ہٹا لیگی اور کانگریس کا نظام کام شروع کر دیگا دوسری طرف اسمبلی کے انتخاب کے فیصلہ نے ہر ایک گوشہ اور طبقہ کے اندر کھلبلی اور بے چینی سی پیدا کر دی کیونکہ کانگریس کے بائیکاٹ نے نہایت ردی قسم کے لوگوں کو موقع دیدیا تھا کہ وہ اسمبلی میں آجائیں چنانچہ ایسے ذلیل قسم کے لوگ اسمبلی میں آگئے جنہوں نے چار سال کی مدت میں ایک دفعہ بھی حکومت کو شکست نہیں دی یعنی ایسی شکست جس کو شکست کہا جا سکے اور وائسرائے اپنے اختیارات خصوصی سے اس کو بدل دے۔ یہی اسمبلی تھی جس نے ملک میں ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ حکومت کرنے کی تائید کی اور آرڈیننسوں کو قانون کا درجہ دیدیا باوجودیکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ہزاروں فرزندان ہند آزادی وطن کے لئے قید و بند میں مبتلا ہیں مگر پھر انھوں نے حکومت کی وفاداری میں ایسا شرمناک مظاہرہ کیا کہ خود انگریزوں کو ان کی ذلیل و خوار حالت پر رحم آگیا بہرحال کانگریس کے اس اعلان کے بعد کہ وہ اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیگی اس طبقہ پر گویا موت کی سی بے چینی طاری ہو گئی کیونکہ ان کو فی الواقع اپنی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور دوبارہ منتخب نہ ہو سکیں گے بہرحال اب ہر طرف ملک میں ایک نئی زندگی نظر آرہی ہے اور اسکے مختلف اسباب ہیں جن پر ہم آگے چل کر بحث کرینگے۔

کانگریس کے بعد حکومت نے کیا کیا

کانگریس کے اس فیصلہ کے بعد کہ سول نافرمانی ملتوی کر دیگی حکومت سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ تمام آرڈیننس واپس لے لیگی اور وہ تمام قیدی جو عدم تشدد کے الزام میں جیلوں کے اندر ہیں ان کو رہا کر دیگی کیونکہ سول نافرمانی کے التوا کے بعد کوئی وجہ جواز ان لوگوں کو جیلوں میں بند رکھنے کی باقی نہیں رہتی تھی چنانچہ حکومت نے بہت پس و پیش کے بعد کانگریس ورکنگ کمیٹی اور ہندوستان کے تمام دیگر صوبجات اور ضلع کی کانگریس کمیٹیوں پر سے

ہوگئے اور یہ سمجھ لیا کہ اب ہماری برابر کوئی عابد ہے ہی نہیں اور ہم ہی جنت کے وارث ہیں لیکن حضرت غوث الاعظم کی حالت کا مشاہدہ فرمائیے کہ اتنی عبادات شاقہ اور مجاہدہ و ریاضت کے باوجود اپنی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھتے تھے ہر وقت خوف خدا سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے دعاؤں میں گڑگڑاتے اور انتہائی تذلل بیکسی کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ الٰہی میری عاقبت بخیر کرنا۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں ایک واقعہ لکھا ہے جو حد درجہ سبق آموز اور عبرت انگیز ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت غوث الاعظم کو کعبہ شریف میں دیکھا کہ سر مبارک کنکریوں پر رکھا ہوا ہے اور بدرجہ غایت عجز و نیاز دربار الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ بار الٰہا مجھے بخش دے میرے گناہوں کو معاف کر دے مجھے عذاب آخرت سے اپنی پناہ میں لے لے اگر میں سزا کے لائق ہوں تو بروز قیامت مجھے اندھا اٹھائیو تاکہ میں اس دن نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں"

حقیقت یہ ہے کہ جو جتنا قریب ہے اتنا ہی خوف اس پر طاری ہو اور جو اسے جتنا جانتا ہے اس سے اتنا ہی ڈرتا ہے اور کیوں نہ ڈرے بندہ پھر بندہ اور وہ قادر علی المخلوق ہے آن واحد میں جو چاہے کر دے۔

دنیا والوں کی سمجھ میں اس خوف و ہراس کا فلسفہ نہیں آسکتا اسلئے کہ وہ اندھے ہیں اور وہ ربانی طاقتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے مگر جن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ اسکی قدرتوں اور اسکے جلال و جبروت کا مشاہدہ اپنی چشم حقیقت بیں سے کر لیتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو سمجھنے لگتے ہیں اس کے سامنے ایک بندہ کی حقیقت ہی کیا ہے ایک لمحہ اور ایک ثانیہ جو چاہے کر ڈالے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے آسمان و زمین کو ایک لفظ کن سے فنا کر کے رکھدے اس کے سامنے بندہ کی اتنی حقیقت بھی تو نہیں جتنی ہمارے سامنے ایک مچھر اور ایک چیونٹی کی ہو سکتی ہے کہ جب چاہا اسے مسل کر رکھد یا پھر ایسی لاانتہا قدرتوں والے خدا کے سامنے کوئی نبی، رسول، غوث، ابدال، اوتاد، ولی کیا گردن اٹھا سکتا ہے اور بندہ ہوکر کیا غرور کر سکتا ہے۔

پھر ایک اور بات بھی ہے انسان نہایت درجہ فراموش کار اور غافل ہستی اس کے بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے نفس و شیطان لگے ہوئے ہیں خدا جھکا اور مارا گیا آپ انہی اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ شیطان لعین نے اپنے صرف ایک ہی فریب میں اور ایک ہی نوعیت کے دھوکہ سے ستر ہزار اولیاء کو گمراہ کیا اور تخت سے کھینچکر تختہ پر ڈالدیا۔ حضرت غوث الاعظم نے پوری عمر شب بیداریوں اور جانکاہ عبادتوں اور مجاہدوں میں گذاری سب کچھ تھا مگر آپ جانتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندہ ہی ایک مختار کل اور لامحدود قدرتوں اور قوتوں والے کا جو ایک گردش چشم میں

سب کچھ کر سکتا ہے اور جو صدیوں اور زندگیوں کی عبادت کو ایک نکتہ پر پکڑ کر جہنم میں جھونک سکتا ہے اور جو اگر چاہے تو ایک معصیت کار اور خاطی کو اسکے تمام گناہ معاف کر کے جنت میں نعائم و لذائذ سے بہرہ ور کر دے۔

جب تک انسان کو خوف ہو اس وقت تک وہ بداعمالیوں سے یکسر اجتناب کر رہی نہیں سکتا اور ذراسی غفلت اسے کہیں سے کہیں لیجا کر ڈالدیتی ہے۔

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان کو صرف پاداش عمل سے پناہ ہی یا محاسبہ و سزا سے بچ نکلنے کا ایک گمان و خیال اس سے کیسے کیسے شدید ظلم کراتا ہے اور وہ ایسے افعال کر اٹھتا ہے جو درندے بھی نہیں کر سکتے سانپ کے بلوں بچھوؤں کے سوراخوں اور بھیڑیوں کے بھٹوں میں ممکن بھی ہے کہ پناہ مل جائے اور انسانی جان محفوظ رہ جائے لیکن انسان کے ظلم و شقاوت کا گھناؤنا اور غلیظ نالہ جب جوش میں آتا ہے تو پھر اس سے اس جیسے انسانوں کو کہیں پناہ نہیں ملتی ابھی پولیس و عدالت کا خوف اٹھ جانے دیجئے انسان ہی انسان کو اس طرح چیر پھاڑ کر رکھیں گے جس طرح کبھی کسی شیر نے بھی کسی انسان و حیوان کو اس طرح اور اس قساوت کے ساتھ نہ پھاڑا ہوگا اگر بازپرش عمل کا خوف نہ ہو اور محاسبہ آخرت کا ڈر باقی نہ رہے تو انسان تو زمین پر قدم بھی نہ رکھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے بدرجہا زیادہ مہربان ہے بداعمالیوں کے محاسبہ سے جا بجا ڈرایا ہے اور ڈرنے والے کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اس سے اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کے بندے اس ڈر اور اس خوف سے لذائذ و نعائم دنیوی سے قطع تعلق کر لیں بلکہ یہ ہے کہ وہ برائیوں اور گناہوں سے باز آجائیں جو کچھ ہوتا ہے وہ ڈر کر ہی ہوتا ہے اس لئے جذبہ خوف انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور یہ بہت عظیم جذبہ ہے۔

جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس سے ڈریگا روحانی امور کے تبصرہ سے درگذر فرمائیے اور یہ دیکھئے کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے جو لڑکا ایک بیٹا ہوگا اور جتنا زیادہ نیک ہوگا اسی قدر وہ اپنے باپ سے ڈرے گا۔ جو بیوی جتنی زیادہ صالحہ ہوگی اتنی ہی اپنے شوہر سے خوف کھائے گی اسی طرح جو بندہ جتنا زیادہ صالح اور متقی ہوگا اتنا ہی خدا سے زیادہ ڈریگا خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو ہانڈی کی طرح سینہ جوش مارتا تھا اور پائے مبارک پر نماز میں کھڑے کھڑے اور قرآن پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا حالانکہ آپ نبی تھے اور معصوم تھے اور آپ کو کیا خوف و ڈر تھا معرفت الٰہی خود بھی خوف پیدا کرتی ہے۔

خوف ہی ہے جو عبدیت اور معبودیت کے صحیح تعلقات قائم رکھتا ہے حضرت غوث الاعظم اتنے بڑے عابد اور اہل اللہ ہوتے ہوئے بھی اکثر

کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس میں سے دو چار جنازے نہ نکلتے ہوں جلسوں میں ساٹھ ستر ہزار تک لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے جلسے میں تقریر قلمبند کرنا کتنا دشوار امر رہا ہوگا مگر معتقدین کہاں رکنے والے تھے ہر جلسہ میں تین چار سو دواتیں تقریریں لکھنے کے لئے موجود رہتی تھیں ایک روز آپ تقریر کر رہے تھے بہت مجمع تھا شیخ علی بن نصر آپکے سامنے بیٹھے تھے ان پر یکلخت نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور ان کے روبرو مودب کھڑے ہو گئے جلسہ بھر میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا کچھ دیر کے بعد شیخ علی کی آنکھ کھل گئی آپ نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپنے جواب اثبات میں دیا کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب ہی کے لئے کھڑا ہوا تھا پوچھا کہ کیا حضور آپ کو کوئی ہدایت بھی کر گئے ہیں عرض کی یہ فرما گئے ہیں کہ میں آپ ہی کی خدمت میں رہوں۔

نہ صرف بغداد بلکہ اطراف و اکناف عراق تک میں آپکے وعظ و تلقین اور تقریر و ارشاد کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی ہفتہ میں دو روز جمعہ اور منگل کو اپنے مدرسہ میں اور بدھ کو اتوار کو مہمان خانہ میں تقریر کیا کرتے تھے اس علمی اخلاقی تبلیغی اور مذہبی و روحانی خدمت کو ۵۲۱ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک مسلسل چالیس برس انجام دیتے رہے جس روز وعظ فرماتے تھے سڑکیں بند ہو جاتی تھیں اور راستوں پر سواریوں اور لوگوں کی وہ کثرت ہوتی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی گو آپ اجتماع کی کثرت دیکھکر عموماً میدان میں آجاتے تھے پھر بھی قلت گنجائش کی عام شکایت رہتی تھی مسلمان تو مسلمان صد ہا یہودی اور عیسائی تک آپ کی مجالس وعظ میں شریک ہوتے تھے معتبر اور مستند روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ہر تقریر میں یہودی اور عیسائی مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور بعض دن تو اسلام لانے والوں کی تعداد پانچسو تک پہنچ جاتی تھی۔ الغرض ایک لاکھ فاسقوں نے آپکے ہاتھ پر توبہ کی اور بکثرت غیر مسلم مسلمان ہوئے حقیقت یہ ہے کہ رشد و ہدایت اور تبلیغ و تلقین کا کام مؤثر طریق پر اولیائے کرام ہی کر سکتے ہیں۔

اسلام کی اشاعت بڑی حد تک اولیاء اور صوفیائے کی خدمت کی رہین منت رہی اس سے ہمارا یہ مقصد نہیں کہ علمائے ظاہر اس باب میں کچھ کر ہی نہیں سکتے، یا انھوں نے اب تک کچھ نہیں کیا یا نہیں کرنا چاہیئے' وہ کر سکتے ہیں مگر اس کی پوری اہلیت علمائے باطن ہی میں ہوتی ہے اس لئے کہ ان کے سامنے صرف للہیت اور خوشنودی رب قدیر ہوتی ہے اور روحانیت اس قدر قوی ہوتی ہے کہ وہ سراپا فنافی الاسلام ہوتے ہیں ان کی زبان میں اثر ہوتا ہے اور وعظ تو وعظ ان کی صحبت کا اثر پڑتا ہے ہندوستان میں جتنا اسلام حضرت غریب نواز، حضرت بابا فرید گنج شکر حضرت سلطان المشائخ اور چشتی سہروردی اور قادری سلاسل کے بزرگوں سے پھیلا اس کا ہزارواں حصہ بھی علماء و صلحاء کے ذریعہ نہ پھیل سکا۔ عراق و شام و مصر وغیرہ میں بھی اولیائے کرام نے اسلام کو بہت فروغ دیا علی الخصوص حضرت غوث الاعظم کے وقت لیں تو جبکہ خود مسلمانوں کے ایمان میں ضعف آچکا تھا نہ صرف یہ کہ ان کے ایمان مضبوط ہو گئے بلکہ ہزار ہا غیر مسلم بھی لوائے اسلام کے نیچے آگئے اور آپ کی غوثیت کی برکت سے ایک زمانہ فیضیاب ہوا۔

حضرت غوث الاعظم کی شان عبادت

آپ کو بہت بڑے مراتب حاصل تھے اور عبادات سے خاص شغف تھا آپ کے مجاہدات کے متعلق ابھی ابھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ کس قدر محنت کیا کرتے تھے اور کتنی مدت آپنے ویرانوں اور جنگلوں کے مراقبات میں گذاری اور نفس کشی آپ کا شیوہ عمل تھا دن بھر روزے سے رہتے اور رات بیداری میں گذارتے ہم بتا ہی چکے ہیں کہ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور سینکڑوں راتیں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن میں گذاریں نماز نفل کی کثرت وفراوانی دیکھکر اور بڑھکر حیرت ہوتی ہے کوئی رات ایسی نہ گذرتی تھی جس میں وہ سو رکعت نماز نہ پڑھتے ہوں پھر یہی نہیں ہر رکعت میں سورہ مزمل شریف یا سورہ رحمن شریف تلاوت فرماتے۔ اگر کہیں سورہ اخلاص شروع کر دیتے تو ہر رکعت میں اسے سو بار سے کم نہ پڑھتے۔

نفس کشی یہانتک بڑھ گئی تھی کہ مسلسل کئی کئی روزے رکھتے کبھی پتہ یا نمک سے افطار کر کے پھر دوسرا روزہ رکھ لیتے اسی طرح تین تین چار چار روزے برابر رکھتے اور ہمیشہ جڑی بوٹیوں، گری پڑی ترکاریوں اور جنگلی پھلوں سے افطار کرتے ہر وقت باوضو رہتے اور جب وضو ٹوٹ جاتا فوراً تازہ وضو کر لیتے اور ہر وضو کے بعد نماز تحیۃ الوضو پڑھتے آخر عمر میں جبکہ ضعیف اور بوڑھے ہو گئے تھے تو بھی آپ شب کو بالعموم تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ رات رات بھر سجدے میں پڑے رہے ہیں اور جب سر اٹھایا ہے تو مراقبہ میں بیٹھ گئے ہیں آپ محبت الٰہی سے کچھ اس درجہ سرشار تھے کہ آپ کو نیند مطلقاً آتی ہی نہ تھی آپ بسا اوقات خود ہی فرمایا کرتے کہ درد عشق مجھے نیند آنے ہی نہیں دیتا صبح کی نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ طلباء، صوفیاء اور خدام کو شریعت و طریقت کی تعلیم دیتے غرض رات کے سناٹے میں عبادت اور یاد الٰہی کے لئے وقف تھے اور دن کا درس و تدریس وعظ و تلقین اعلائے کلمۃ الحق اور احیاء دین کی سعی و جہد میں گذرتا۔

ہم دنیادار اور معصیت کوشوں کی یہ حالت ہے کہ پنجوقتہ نماز پڑھ لی تو مغرور

دبستد مین کے مشرب جدا تھے اصول کو چھوڑ کر فروعات پر بحثیں شروع ہو گئی تھیں غیرت حق کو حرکت ہوئی حضرت غوث الاعظم کو خواب میں بشارت ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو خلق خدا کو سنبھالو، تجدید دین، اشاعت اسلام، اعلاء کلمۃ الحق اور اصلاح خلق کا بیڑا اٹھاؤ۔

جب گھنٹہ گذرے ہوں گے نماز ظہر پڑھکر جو بیٹھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے گرداگرد خلقت کا ہجوم ہے۔ ایک گوشہ نشین کھنڈروں اور ویرانوں میں عزلت نشین فقیر آپ قدرتاً اس سے مرعوب ہو گئے نگاہ اٹھا کر جو دیکھتے ہیں تو سامنے حضرت علی کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں جھجک چھوڑ دو اور گھبراؤ نہیں اٹھو اور وعظ کرو یہ کہا نگاہ ڈالی اور غائب ہو گئے پھر کیا تھا زبان کھل گئی جھجک نکل گئی اور فیض و برکت کا ایک دریا امنڈ آیا

ہر دلعزیزی رجوعیت خلق

ایک قلیل مدت میں شہرت کے بعد ہی اکناف بغداد میں آپ کی شہرت ہو گئی خلقت کا ہجوم رہنے لگا بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا وعظ فرمانے لگے آپ کی مجالس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے اور جمع ہونے لگے کہ مدرسہ کی وسعت تنگ ہو گئی جب آپ وعظ فرماتے تو لوگ قلت گنجائش کی وجہ سے مدرسہ کی باہر والی سڑک پر بیٹھ جاتے امراء و اکابر بھی فیضیاب ہونے لگے اور انھوں نے کثرت سے نذرانے پیش کیے بلکہ گرد و پیش کے مکانات خرید لئے اور مدرسہ کو وسیع کر دیا۔

۵۲۸ھ میں اس مدرسے نے ایک وسیع و شاندار عمارت کی شکل اختیار کر لی دور دور سے لوگ آنے اور آپ سے علوم شریعت و طریقت حاصل کرنے لگے زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ آپ کے پاس علماء و صلحاء کی ایک عظیم جماعت تیار ہو گئی جو آپ سے فیض پذیر ہو کر اور علوم حاصل کر کے اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس جانے لگے اس طرح عراق بھر میں آپ کے مریدوں اور شاگردوں کی ایک کثیر تعداد پھیل گئی

فتاویٰ میں فضیلت

آپ کے پاس نہ صرف عراق بلکہ دیگر بلاد سے بھی فتوے آیا کرتے تھے اور آپ ان کے پڑھتے ہی ان پر جواب تحریر کر دیا کرتے تھے کوئی فتویٰ آپ کے پاس ایک شب سے زیادہ نہیں رہا آپ حنبلی اور شافعی طریق پر فتویٰ دیا کرتے تھے علمائے عراق فتاویٰ کی صحت پر اتنی حیرت کا اظہار نہ کرتے تھے جتنا آپ کے جواب کی سرعت پر۔

حضرت امام ابو العلی نجم الدین فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اپنے زمانہ میں فتاویٰ میں مرجع خلائق تھے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس یہ فتویٰ آیا کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ میں ایک اس نوع کی عبادت کروں گا جو کسی نے نہ کی ہو اور جس میں میں منفرد ہوں ایسی کونسی عبادت ہے۔

یہ فتویٰ دیگر علمائے عراق کے سامنے بھی پیش ہو چکا تھا اور کوئی اس کا شافی اور تسکین بخش جواب نہ دے سکا تھا بلاد عجم کا یہ فتویٰ عراق کے علماء میں پھر پھرا کر جب آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اسی پر اسی وقت یہ لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ کو چلا جائے مطاف اس کے لئے خالی کرا دیا جائے وہاں یہ ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرے یہ جواب پاتے ہی یہ شخص اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔

آپ ۵۲۱ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک ۳۳ سال متواتر درس و تدریس اور افتاء کا کام کرتے رہے۔

خطیبانہ کمال

آپ کی تقاریر و مواعظ لاثانی، پرجوش، بصیرت افروز اور معرکہ آرا ہوتی تھیں اس دور میں اس کمال و قابلیت کے ساتھ کوئی تقریر نہ کر سکتا تھا ایک خطیب و مقرر میں جتنی خوبیاں اور محاسن ہو سکتے ہیں سب آپ کے اندر موجود تھے اسے تو آپ کی کرامت اور خرق عادات ہی کہا جا سکتا ہے کہ جلسہ میں دور و نزدیک کے بیٹھنے والے سب آپ کی آواز یکساں سنتے تھے آپ کا لب و لہجہ پرجلال اور حکیمانہ ہوتا تھا اور آپ بلا سود رعایت کھری کھری اور صاف باتیں اس انداز میں بیان فرماتے تھے کہ دلوں میں گھر کر جاتی تھیں نہایت آزاد گو تھے اعلاء کلمۃ الحق میں آپ کو مطلقاً باک نہ ہوتا تھا مریدوں کی طرف تخاطب ہوتا اس وقت تو آپ دا تھی یا غلام کہتے کہ آئین تصوف و سلوک جدا ہیں اور اس راہ کی غلامی شاہی پر مرجح ہے اور جب عام مجمع کی طرف رخ کرتے تو یا قوم کہتے تقریر میں کسی قدر تیزی اور سرعت تو ضرور تھی مگر اس میں باہم مربوط تسلسل، روانی و برجستگی زور و اثر اور جوش و فصاحت ہوتی اور رفتہ رفتہ اتنی شیرینی اور اثر آفرینی پیدا ہو جاتی کہ یہ معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں اور ابر نیساں موتی برسا رہا ہے اور ہر طرف جلسہ میں ایک سماں بندھ جاتا ہے۔

آپ جس وقت جوش میں آتے اور کلام و تقریر میں گرمی پیدا ہوتی تو لوگ بیتاب ہو جاتے جلسوں میں مشائخ و صوفیا امرا و رؤسا علماء و صلحاء اور فصحاء و جہلا سب ہی ہوتے اور سب ہی اثر پذیر ہوتے دل میں جوش سینہ تجلیات ربانی سے معطر انوار دل و دماغ آتشکدہ درد اور اس پر اللہ کا ذکر رسول کی باتیں مذہب و اخلاق کے تذکرے خوف خدا اور عذاب حشر کا بیان اور رشد و ہدایت کے کلمات لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے محویت و استغراق کا عالم طاری ہو جاتا بعض چیخنے لگتے اور بعض کے ایسی چوٹ لگتی کہ وہیں جگر شق ہو جاتا اور ہوش کی نیند سو جاتا

باطن کو نصیب ہوئی۔

عارفانِ حق بشمار ہو چکے ہیں اور عشاقِ ربانی کی کسی قرن اور کسی زمانہ میں کمی نہیں ہوئی یہ بزرگ ہمیشہ دنیا اور دنیا والوں سے کچھ بیزار سے رہے جس نے شرابِ عشقِ حقیقی پی ہو اور عالم اخروی کا نظارہ اپنی چشمِ باطن سے کر لیا ہو اس کی نظر میں اس متاعِ قلیل کی اہمیت ہو بھی کیا سکتی ہے حضرت بابا فرید و حضرت بہاء الدین ذکریا و حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا سے اور علمائے ظاہر سے بڑے بڑے معرکے ہوئے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت سرمد شہید رح کو بھی یہ جنگ لڑنی پڑی لیکن دنیا جانتی ہے کہ وہ اپنی تمام صولتوں سطوت آرائیوں اور اثر واقتدار کے باوجود ان گوشہ نشین بزرگوں کے مقابلہ میں ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے اور سخت ذلتیں نصیب ہوئیں یہ تو یہ جو شہنشاہ بھی مقابلہ پر آیا چاروں شانے چت رہا بڑے بڑے فرمانرواؤں کے سر ان کی چوکھٹ پر جھکتے رہے انہیں جو عزت و عظمت حاصل ہوئی وہ عارضی نہ تھی دوامی تھی شہنشاہوں اور پر شکوہ علمائے ظاہر کا طمطراق ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو گیا لیکن ان کے مزارات آج بھی مرجع عوام و خواص بنے ہوئے ہیں یہ ان کی عزت نہیں بلکہ اس نور اور اس نسبت کی عزت ہے جو انوارِ ربانی کا ایک ٹکڑا ہے اور جو انہیں خالقِ ارض و سماوات سے یہ سلسلۂ روحانیت حاصل ہوئی اور جس نے ان کے سینہ کو مطلعِ انوار بنا دیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قدرتِ ربانی جب کسی ولی کو خدمتِ خلق اور تربیتِ انام کے لئے چن لیتی ہے اور کام لینا چاہتی ہے تو پہلے اسے بڑی بڑی ابتلاؤں پریشانیوں مجاہدوں اور تکلیفوں میں ڈالا جاتا ہے اور جب وہ اس بھٹی سے کندن ہو کر نکلتا ہے تو "دوامی" کا درجہ عطا ہو جاتا ہے اس درجہ کے عطا ہوتے ہی یہ عالم ہوتا ہے کہ یا تو فقر و فاقہ تھا افلاس و عسرت تھی کوئی اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا یا یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے لئے زمین و آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں چاروں طرف سے مخلوق اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے خلق کا ازدہام ہوتا ہے دور دور تک شہرہ ہو جاتا ہے انسان اس کی طرف کھنچے آتے ہیں زر و جواہر روپیہ پیسہ کا کوئی شمار نہیں رہتا زن و فرزند دولت و ثروت اور مقبولیت و شہرت سب کچھ نصیب ہو جاتی ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت تھی تین تین وقت کے فاقے ہوتے شکمِ مبارک پر پتھر بندھے رہتے بچہ بچہ دشمن قتل کی سازشیں حوادث کا نزول اضاعتِ جان کے اندیشے نہ رہنے کو مکان نہ پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو ٹکڑا مگر یکلخت دروازے کھلتے ہیں اور

نصر اللہ والفتح کا وقت آتا ہے ورائت الناس کہکر یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مناظر پیش کئے جاتے ہیں اور احسان جتا کے فسبح بحمد ربک واستغفرہ کا حکم ہوتا ہے یہ سب دوامی کے درجے کے لوازم و مظاہر تھے جو سورۂ کوثر کے نزول کے ساتھ ملا تھا اور بزور و شدت کے ساتھ بشارت آمیز لہجہ میں کہا گیا تھا اب کیا ہے انا اعطینک الکوثر ہم نے تجھے نعائم و مکارم کا ایک بحر بیکراں عطا کر دیا بہت دیا بکثرت دیا فصل لربک وانحر نمازیں پڑھ ہماری بارگاہ میں سر نیاز جھکا قربانی کر ان شانئک ھو الابتر تجھے دشمنوں کا بڑا اندیشہ تھا ڈرتا تھا نہ گھبرا سب کچھ مل گیا اب تیرا جو دشمن ہے وہ بھی خراب و خوار ہوگا۔

اس "دوامی" کے بعد آپ فاتح ہی تھے اور فرمانروا بھی تشنہ خون معاند سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے تھے فوج کی فوج اور جوق جوق لوگ آپ کے دین میں داخل ہو رہے تھے روپیہ پر روپیہ چلا آرہا تھا مالِ غنیمت کے انبار لگ گئے تھے۔

آپ کے غلاموں میں بابا فرید گنجشکر رح ! بچہ مرا پڑا ہے کفن پاس نہیں فاقے ہو رہے ہیں "دوامی" ملتے ہی دیکھا تو فتوح کے انبار لگے ہوئے ہیں سلطانِ وقت مرید ہے امرا سلطنت گرویدہ ہیں، مخلوقِ خدا کھنچی چلی آرہی ہے بیویاں ہیں بچے ہیں شہرت ہے یہی حالت حضرت محبوبِ الٰہی پر گذری اور ایک مدت مدید کے بعد جب یہی رتبہ دوامی حضرت غوث الاعظم کو نصیب ہوئی تو اقصائے عالم میں ڈنکے بج گئے اور ہر سمت سے من برسنے لگا آپ برسوں مجاہدہ کئے ہوئے عرفان و عبادت کے مزے لوٹتے ہوئے عشقِ ربانی میں سرشار دین سے متوحش متانہ و متوکلانہ زندگی فقر و فاقہ سے شیفتگی مگر منشائے ایزدی یہ حکم ہوتا ہے کہ تدریس و افتا کا دفتر کھولو و عظ و تقریر کا رشتہ سنبھالو ارشادِ خلق اور اصلاحِ عوام کا کام ہاتھ میں لو سب کچھ لو اور سب کچھ کرو۔

بغداد شریف اس وقت عروس البلاد تھا خاندانِ عباسیہ کی فرمانروائی تھی سلاطین حکمرانی کر رہے تھے دولت و اقبال جلو میں تھے پانچویں صدی ہجری کا عمل تھا سب کچھ تھا مگر اخلاقی زوال تیزی سے قدم بڑھائے ہوئے چلا آرہا تھا دنیا والے دین و دنیا کے آقا سے رشتہ قطع کرتے اور عبودیت کو بھولتے چلے جاتے تھے امرا نشہ دولت میں سرشار رؤسا شرابِ خودی میں مخمور تھے باہمی جنگ و جدل کا میدان کھلا ہوا تھا مناظرے ہوتے تھے خلقِ قرآن کے فتنے اٹھتے تھے اسلام میں فرقہ بر فرقہ پیدا ہوتا چلا جا رہا تھا شریعت کی طرف سے بے پروائی بڑھ چلی تھی طریقت کی باگ نااہلوں کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی معتزلہ

کی رہنمائی رفیق عمل نہ ہو تو بڑے بڑوں کے قدم کو لغزش ہو جاتی ہے اور ایمان سلامت نہ بھی جائے تو ترقی کے ابواب تو ضرور بند ہو جاتے ہیں آپ تیزی سے منازل طریقت طے کر رہے تھے یہی وجہ ہے کہ شیطان نے آپ پر سختی و تندی کے ساتھ حملے کئے۔

تزکیہ نفس

تصوف و سلوک میں معاصی و مناہی سے اجتناب اولین قدم ہے اتقا جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی جزئیات سے احتراز بڑھتا جاتا ہے اور یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک پوری طرح تزکیہ نفس نہ ہو لے اور تزکیہ نفس کے مجاہدات و ریاضات لازمی ہے جس کی مجاہدہ جتنا زیادہ ہو گا اتنا ہی نفس مغلوب و مزکی ہوگا اس میں اتنی ہی صلاحیت اور استعداد کسب انوار بڑھیگی یہی وجہ ہے کہ جتنے بزرگان طریقت ہوئے ہیں ان سب نے کسی نہ کسی حد تک مجاہدات کئے ہیں۔

یہ بات بھی ہے کہ مجاہدات عبادات کے ساتھ ہوتے ہیں عبادت عبارت ہے معشوق حقیقی سے گونہ وابستگی و اطاعت سے اس لئے اس میں بیحد لذت اور ایک سرشاری بھی اس شوق میں انسان کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں جتنی زیادہ ریاضت کروں گا اتنا ہی زیادہ کمال و لطف حاصل کروں گا عوام سمجھتے ہیں کہ اتنی محنتیں اور اتنے مجاہدے غیر ممکن ہیں واقعی ان میں جسمانی تکلیف ہوتی ہے اور نفس فطرتاً آرام کا طالب ہوتا ہے مگر ساتھ ہی روحانی تقویت و لذت بھی فراواں ہوتی چلی جاتی ہے جب پوری صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو قلب میں تخم محبت ربی بویا جاتا ہے یہی ہوا اور تزکیہ نفس اور مجاہدات کی تکمیل کے بعد آپ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ سے بیعت ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے آپکی تکمیل ہو ہی چکی تھی کسب کے درجات طے ہو گئے تھے انہوں نے آپ کو خرقہ ولایت بھی عطا کر دیا اور فرمایا اے عبدالقادر یہ وہ خرقہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو عطا کیا انہوں نے حضرت حسن بصری رح کو دیا اور ان سے پیوستہ بدست مجھ تک پہنچا خرقہ مبارک کے پہنتے ہی آپ کے قلب پر گوناگون انوار الٰہیہ اور تجلیات ربانی کا مزید ظہور ہونے لگا۔

سیر سلوک پر تمکن

بہت کم لوگوں کو علم ہو گا کہ تصوف و سلوک میں ایک بہت بڑا مرتبہ "تمکین" ہے یہ درجہ محض فضل الٰہی پر منحصر ہے جسے خدا عطا کرے اور جسے چاہے اسے ملے انتہا یہ ہے کہ بڑے بڑے اہل اللہ بھی اس سے محروم رہ گئے ہیں جس بندے سے خدائے برتر و توانا کو اصلاح خلق کا کام لینا ہوتا ہے انہیں یہ عہدہ نصیب ہوتا ہے مسلمانوں کو علم ہے کہ اب انبیاء و مرسلین کی بعثت کا دروازہ بند ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر سنت اللہ یہ تھی کہ جب کسی قوم کی اخلاقی حالت خراب اور ابتر ہو جاتی تھی تو وہ اس قوم کو ڈرانے اور راہ نجات دکھلانے کے لئے اپنے نبی کو مامور کر دیتا تھا دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی نہیں گذری جس میں اللہ کی طرف سے اس کے ڈرانے اور ہدایت کرنے کے لئے انبیاء مبعوث نہ ہوئے ہوں۔

بنی اسرائیل ایک بہت بڑی کثیر التعداد اور زبردست قوم تھی اس میں بہت سے انبیاء و مرسلین پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے مفوضہ فرائض انجام دیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے دریافت کیا کہ حضور فداہ ابی و امی آپ خاتم الانبیاء ہیں آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت تو ختم ہو گیا لیکن انسان کی فطرت وہی ہے اور شیطان کی کارفرمائی بھی تا قیام قیامت باقی رہے گی پھر جو ان میں بد اخلاقی و برائی پیدا ہوگی تو ان کی اصلاح کا کام کیونکر انجام پذیر ہوگا اس پر آپ نے جواب دیا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء کا درجہ وہی رہے گا اور ہوگا جو قوم بنی اسرائیل کے نبیوں کا تھا یعنی میری امت کے علماء مخلوق خدا کی خدمت کے فرائض اسی طرح انجام دیں گے جس طرح بنی اسرائیل میں اس قوم کے نبی انجام دیتے رہے ظاہر بیں سمجھتے ہیں کہ علماء سے عام علماء مراد ہیں لیکن یہ غلط ہے تیرہ صدیاں گذر گئیں ہزارہا علماء اور مشاہیر پیدا ہوئے ہوتے رہے اور موجود ہیں لیکن انہوں نے خدمات بھی کیں لیکن اس نہج پر کسی نے بھی کوئی خدمت انجام نہ دی جس پر انبیاء کرام چلتے رہے اور نہ دے سکتے تھے اسلئے کہ اصلاح خلق کے لئے روحانی علو و کمال کی بھی ضرورت ہے اور علمائے ظاہر اس سے تہی دامن ہیں۔

اصلاح عامہ کے لئے روحانی قوت کی بہت بڑی ضرورت ہے یہ کام ہوا تو اولیائے کرام ہی سے ہوا اور وہی درحقیقت وہ علماء ہیں جن کی طرف مذکورہ بالا حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے اسی ہندوستان پر غور کر لیجئے کہ جو کام حضرت خواجہ غریب نواز و حضرت بابا فریدالدین گنج شکر حضرت مجدد الف ثانی اور ان بزرگوں کے خلیفہ کر گئے وہ کوئی نہ کر سکا اور جب تک روحانی قوت نہ ہو اس وقت تک ہو بھی نہیں سکتا ان کا کام انبیاء کے کام سے ملتا جلتا ہے کہ جس طرح انہیں اپنے معجزات و روحانی اثر سے کام لینا پڑا اسی طرح ان بزرگوں نے بھی منکرین اور دیگر اقوام کے روحانیین اور پیشواؤں کو اپنا معترف بنانے کے لئے کشف و کرامات سے کام لیا اور ان کی ابتدائی زندگیاں شدید کشاکش اور مصائب و ابتلا میں گذریں کہ عالم ظاہر کے استثنا نہ جنازہ پر اتنا ہجوم نہیں دیکھا گیا خلقت کی اتنی رجوعیت نہیں ہوئی اور انتقال کے بعد وہ عزت نہیں کی گئی جو علمائے

جن کا نام بھی عبدالقادر تھا بڑی شان عظمت کے بزرگ تھے بچپن میں کامل یہ حالت رہی کہ دن بھر بندوبست میں کام کرتے تھے اور عشا کی نماز پڑھکر جو بیٹھتے تھے تو اشراق پڑھکر اٹھتے تھے دوپہر کو ضرور دو گھنٹے کے لیے سو رہتے تھے یہ اس سلسلہ قادریہ عالیہ ہی کی شعاعیں ہیں جو چودھویں صدی تک اپنی روحانی جلوہ ریزیوں سے دنیا کی آنکھیں خیرہ کر رہی ہیں دنیا اللہ کے بندوں سے خالی نہیں ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں اس شان و شکوہ کے بزرگ اب بھی کہیں چھپے پڑے ہوں۔

حضرت غوث اعظم ایک شب کو سیڑھی پر چڑھ رہے تھے تھکے ہوئے تو تھے ہی نفس کی خواہش ہوئی کہ دم بھر ذرا آرام کر لوں اور اس کے بعد مصروف عبادت ہوں اس خیال کے آتے ہی آپ کو غصہ آیا وہیں ٹھیر گئے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا اور جب تک ختم نہ کر لیا وہاں سے نہ ہٹے اس مجاہدہ و ریاضت نے آپ کے نفس کو مغلوب اور باطن کو روشن کر دیا یہ حالتیں طاری ہونے لگیں کہ کبھی بلا خود رفتگی کے عالم میں کھڑے ہو کر دوڑنے لگتے کبھی بیٹھے بیٹھے اپنی جگہ سے غائب ہو جاتے اور کبھی اڑنے لگتے اور اپنے آپ کو کسی دور دراز مقام پر پاتے آپ ایک مرتبہ بغداد کے ایک کھنڈر میں مراقب بیٹھے تھے کہ آپ پر حالت طاری ہوئی اسی حالت میں آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے لگے وہ حالت دور ہوئی تو آپ نے خود کو بلاد شستر میں پایا جو بغداد سے بارہ روز کی مسافت پر واقع ہے ابھی آپ غور ہی کر رہے تھے کہ آپ کے سامنے ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ آپ شیخ عبدالقادر ہو کر اپنی اس حالت پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔"

شیاطین کے فریب

جن لوگوں نے منازل سلوک طے کی ہیں انھیں علم نہیں اس کا ذاتی تجربہ ہوگا کہ سلطان الاذکار کی تعلیم ختم ہونے اور نزول انوار کے ساتھ ہی شیطانی کارفرمائیاں شروع ہو جاتی ہیں نیچری اور مادہ پرست افراد تو شیطان کی ہستی ہی کے قائل نہیں اور وہ کیا اس زمانہ میں بہت سے افراد اسے محض ایک استعارہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ محض عقلی چیز ہی نہیں اس میں عقل دوڑانا اور دماغ کھپانا فضول سعی ہے لیکن جب انسان روحانیت کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو تمام وہ عقدے جن کی گرہ کھولنے سے عقل عاجز رہ چکی ہوتی ہے خودبخود کھلتے اور آنکھوں کے سامنے آتے چلے جاتے ہیں یہاں بھی ہم جو کچھ شیاطین کے متعلق لکھیں گے اس پر ضرور بعض مذہبی اور عقل پرست انسانوں کو شبہ ہوگا مگر جنھیں دولت ایمان سے بہرہ حاصل ہے یا جن کی روحانی آنکھ کھل چکی ہے وہ اسے ضرور در حقیقت تسلیم کرینگے۔

قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ جب آپ کھنڈروں میں اور ویرانوں میں مصروف ریاضت و عبادت تھے تو آپ کے پاس شیاطین مسلح ہو کر عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ آپ کے سامنے آتے اور اپنی ہیبتناک شکلوں سے آپ کو ڈراتے اور آگ پھینکتے لیکن آپ برابر ثابت قدم رہتے اور یہ صورتیں از خود غائب ہو جاتیں کبھی آپ طمانچہ کھینچ مارتے کبھی جو لڑنے میں مقابلہ کے لیے کھڑے ہو جاتے لیکن بالعموم لاحول پڑھنا ہی کافی ہوتا ہے ایک مرتبہ شیطان صاحب کہ بڑے متفنی واقع ہوئے ہیں اور جن کا یہ ازلی کرشمہ ہے کہ جب وہ رہروان راہ سلوک کو مراقبہ و مشاہدہ سے کسی طرح ہٹتے نہیں دیکھتے تو قرآن مجید تک سامنے کھول کر رکھ دیتے ہیں برہنہ آ کھڑے ہوتے ہیں عورت کی شکل بنکر جانماز پر آ بیٹھتے ہیں کہ کسی طرح تو اس کی توجہ ہٹے حضرت غوث الاعظم کے پاس اپنی نہایت کریہہ اور بھونڈی شکل لیکر عاجزانہ آ کھڑے ہوئے اور نہایت مسکین بنکر عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ میں شیطان ہوں مجھے اور میری جماعت کو آپ نے بے حد عاجز کر دیا ہے اسلیئے اب آپ مجھے اپنی خدمت میں رکھ لیں آپ نے فرمایا دور ہو مردود لعین! اتنے ہی میں غیب سے اسکے سر پر ایک ہاتھ پڑا وہ دوبارہ نمودار ہو کر اس نے آگ کے شعلوں سے ڈرانا شروع کر دیا لیکن وہ کسی طرح بھی غالب نہ ہو سکا اور مجبور ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی

تیسری دفعہ عجیب حالت طاری کر کے نمودار ہوا اور بیٹھا ہوا سر پر خاک ڈال رہا تھا اور حسرتناک انداز میں کہہ رہا تھا کہ میں آپ سے بالکل مایوس ہو چکا ہوں آپ نے جواب دیا مردود لعین تو مجھے خودی کے غار میں دھکیلنا چاہتا ہے کہ میں سمجھ لوں کہ میں کچھ ہو گیا ہوں یہ الفاظ بھی تیری شیطنت و مکاری کی دلیل ہیں میں ہرگز تیرے فریب میں نہ آؤں گا۔

ایک دفعہ اثنا راہ میں آپ پر شدت کی تشنگی طاری ہوئی فوراً ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور اس سے چند بوندیں ٹپکیں جس سے آپ کی پیاس فوراً رفع ہو گئی پھر ایک نور نظر آیا جس سے آسمان کا ایک گوشہ روشن ہو گیا معاً اس کے اندر سے ایک صورت نمودار ہوئی جس نے پکار کر کہا کہ اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں میں نے تیرے لئے حرام چیزیں بھی حلال کر دیں آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطان لعین کی حرکت ہے ورنہ حرام کیونکر حلال ہو سکتا ہے آپ نے فوراً اعوذ باللہ پڑھی وہ روشنی معدوم ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی ایک شبیہ معدوم ہونے لگی جس نے پکار کر آواز دی کہ عبدالقادر آپ نے بحکم الٰہی میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اسی مکر سے ستر صاحب طریقت اولیاء کو گمراہ کر چکا ہوں آپ نے فرمایا بیشک تو شیطان ہے اور تیرا مکر بہت بڑا ہے اور میرے مولا کا فضل میرے شامل حال ہے۔

سلوک و طریقت چونکہ بندگی اور بڑا راستہ ہے اس لیے اس راہ میں قدم قدم پر شیطان سے واسطہ پڑتا ہے اگر اس وقت فضل الٰہی اور پیر کامل

بولنا جب قافلہ ہمدان سے بڑھا تو ساٹھ قزاق آن پڑے اور سب کو لوٹ لیا کئی قزاق علیحدہ علیحدہ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے آپ نے سب سے یہی کہہ دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں مگر کسی کو یقین نہ ہوا سردار کو معلوم ہوا تو اس نے پکڑوا بلایا اور اس نے پوچھا آپ نے پھر وہی جواب دیا اس نے کہا کہ کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ جبے کے اندر سلے ہوئے ہیں سردار نے دینار دیکھکر حیرت سے پوچھا اے لڑکے تجھے لٹ جانے کا خوف نہ ہوا اور تو نے خود اپنا بھید ظاہر کر دیا آپ نے جواب دیا خوب میری والدہ نے مجھے سچ بولنے کی نصیحت کی تھی میں صرف چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا اور اپنی والدہ کی نصیحت کو بھلا دیتا۔

اتنا سننا تھا کہ ڈاکوؤں کے سردار کا قلب بدل گیا آنسوؤں سے آنکھیں لبریز ہو گئیں قدموں پر گر کر توبہ کی اور کہنے لگا تو نے اپنی ماں سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا اور میں اپنے مالک حقیقی سے کیا ہوا عہد مدت سے توڑ رہا ہوں اس کے ساتھ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر لی۔

آپ بغداد ۴۸۸ھ میں پہنچے اور وہاں علمائے کرام اور ائمہ عظام سے تحصیل علوم شروع کی اور ۴۹۶ھ تک ادب، نحو، عروض، مناظرہ، انساب، لغت، کلام، قرأت، تاریخ، فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کمال و تبحر پیدا کر کے سند تکمیل حاصل کر لی زمانہ طالب علمی میں آپ نے بڑے بڑے شدائد و نوائب برداشت کئے وطن سے سینکڑوں میل دور پردیس کی زندگی کسی سے راہ و رسم نہیں کوئی ذریعہ معاش نہیں مسجد کے ایک حجرے میں رہتے وہیں چٹائی پر سو رہتے ماں کبھی کبھی کچھ بھیج دیتیں اکثر فاقے گذرتے تھے شکم سیر ہو کر کبھی کھانا نہ ملتا تھا اس کے باوجود آپ نے ہمت نہ ہاری اور برابر تحصیل علوم میں مصروف رہے یہ تھا وہ علمی شغف اور وہ گرانقدر اور سبق آموز سرگرمیاں جنہوں نے افراد ملت کو فلک شہرت کا مہر بنا رکھا تھا اور جس نے حضرت غوث اعظم کی عظمت کو اسی دور میں ہمدوش ثریا بنا دیا۔

علم طریقت

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ آپ نے علوم شریعت کی تکمیل کے بعد علم طریقت کی طرف پوری توجہ مرکوز کی اور حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس عہد کے بہت نامور اور مشہور مشائخ میں تھے بغداد کے اندر طالبین حقیقت اور مریدین کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھکر کوئی شیخ نہ تھا اس شہر کے اکثر مشائخ کبار انہی کے تربیت یافتہ تھے نواح دمشق کے رہنے والے تھے خرمے اور انگور کا شربت فروخت کیا کرتے تھے اسی نسبت سے دباس مشہور تھے حضرت غوث الاعظم نے ان سے تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی اور مجاہدہ و ریاضت کی طرف خود بخود رغبت پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ اس درجہ انہماک و شغف بڑھا اور استغراق نے اتنی ترقی کی کہ آپ نے ویرانوں اور جنگلوں میں مسکن بنا لیا۔

آپ پورے پچیس سال تک عراق کے ویرانوں پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے اور مجاہدے کرتے رہے یہ حالت تھی کہ مہینوں کچھ کھاتے اور نہ پیتے اور کبھی مہینوں کے لئے پانی پینا ترک کر دیتے جنگل میں جنگلی پھلوں اور پتوں اور گھاس کے سوا اور کیا رکھا تھا جب استغراق و جذبہ کم ہوتا اور بھوک غلبہ کرتی تو انہی چیزوں کو اپنی قوت لایموت بناتے ایوان کسریٰ کے کھنڈروں میں بھی آپ نے بہت سی راتیں بسر کیں سالہا سال تک بغداد کے محلہ کرخ کے ویرانوں اور ٹوٹے پھوٹے مکانوں کو جائے سکونت بنا کر ان میں ریاضتیں کیں اور اس مدت میں سوائے ایک بوٹی کے کوئی چیز نہ کھائی جسکو فارسی میں لخ، عربی میں بردی کہتے ہیں یہ بوٹی پانی میں بہت اگتی ہے عراق مصر اور مالوہ میں بکثرت ہوتی ہے اس کے نچلے حصہ میں کسی قدر شیرینی ہوتی ہے اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کی طرح چوستے ہیں۔

اس مدت میں یہ حالت رہی کہ آپ پر اکثر جذبہ طاری رہتا اور جب جوش آتا اور حالت طاری ہوتی تو چلاتے چیخیں مارتے شور مچاتے کانٹوں پر لوٹتے تمام بدن پر خون کے فوارے جاری ہو جاتے لوگ مجنون سمجھتے اور ترس کھا کر شفا خانے لیجاتے مگر وہاں حالت اور زیادہ ابتر ہو جاتی حتی کہ غشی آجاتا اور لوگ مردہ سمجھکر آپ کے غسل کی تیاریاں شروع کر دیتے لیکن تختہ پر لیٹتے ہی آپ سے آپ آپ کی حالت درست ہو جاتی

گیارہ برس تک آپ ایک برج میں پڑے رہے اور یہ عہد کر لیا کہ اے خدا جب تک مجھے تو خود نہ کھلائے گا اور نہ پلائیگا میں کچھ نہ کھاؤں گا چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا یہانتک کہ ایک روز شیخ ابو سعید مخرمی کو علم ہوا وہ آپ کو زبردستی گھر لے گئے اور کھانا کھلایا یہ تھی نفس کشی کی انتہا۔

مجاہدات کے روحانی اثرات

اس سے زیادہ مجاہدہ اور ریاضت کیا ہو سکتی ہے اور نفس کشی کی اور کیا مثالیں مل سکتی ہیں کہ جب آپ چالیس سال تک متواتر اور بلا ناغہ عشاء کے وضو سے نماز صبح پڑھتے رہے اور پندرہ سال تک ساری ساری رات ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک ایک ایک قرآن ختم کرتے رہے اس زمانہ میں تو لوگوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی البتہ خدائے قدوس کی رحمت کاملہ ایسی ہیں بعد تلاش بسیار اس زمانہ قحط الرجال میں اسی سلسلہ عالیہ کا ایک گرامی قدر شیخ ضرور عطا کر دیا تھا یہ شمع نورانی قادری و سہروردی نور بیزیوں کے ساتھ اس تیرہ خاکدان میں نوے برس کامل روشن رہی اور ۱۳۳۳ء میں گل ہو گئی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

رسالہ مولوی دہلی

کا

غوث الاعظم نمبر سنہ ۱۳۵۳ھ

جلد ۱۹ بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ نمبر ۴

غوث سُبحانی

محبُوب ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی کی تعلیمات و سوانح

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

خاندانی عظمت

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی یکم رمضان سنہ ۴۷۱ھ میں بوقت شب کتم عدم سے بردہ وجود پر جلوہ گر ہوئے قصبہ گیلان آپ کا مولد ہے آپ کے والد بزرگ سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؓ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا شجرہ حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے گویا آپ نسباً حسنی و حسینی سید ہیں اسم گرامی عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور عرف غوث اعظم ہے آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی گیلان کے مشاہیر زہاد و مشائخ میں سے تھے اور ان کی کرامت و کمال کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کے والد سید ابو صالح رح بھی بڑے جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں ان کے تقوی و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے ایک روز دوران مجاہدہ و ریاضت میں تیسرے فاقہ پر لب دریا ایک بہتے ہوئے سیب کو نکال کر کھا لیا پھر خیال آیا کہ دوسروں کی چیز کھا لینی مجھے حلال نہیں معاف کرانے کے لئے چل کھڑے ہوئے کئی روز کے پیادہ پا سفر کے بعد آپ کو کنارہ دریا ایک پرشکوہ عمارت اور باغ نظر آیا جسکے درختوں کی شاخ آب رواں سے ہم آغوش تھیں آپ نے مالک باغ کے پاس پہنچ کر استدعا کی کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے باغ کا ایک سیب تھا جسے میں نے بہتے ہوئے پانی سے نکال کر کھا لیا آپ مجھے معاف کر دیں۔ باغ کے مالک حضرت عبداللہ صومعی تاڑ گئے کہ یہ شخص بندگان خدا میں سے ہے فرمایا کہ بارہ برس خدمت میں رہو تو معاف کر دوں گا انقضائے مدت پر کہنے لگے کہ ایک خدمت اور ہے کہ میری ایک اندھی بہری لنجی اور لنگڑی بیٹی ہے آپ اسے اپنی زوجیت میں قبول کر دا اور دو سال مزید خدمت کرو کہ میں نواسہ کی صورت اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اس کے بعد جہاں دل چاہے چلے جانا انہوں نے منظور کر لیا دیکھا تو بیوی حسن و جمال میں عدیم المثال ہے آپ اس خیال سے شب زفاف میں علیحدہ رہے کہ شاید یہ میری بیوی نہ ہو حضرت عبداللہ نے کشف سے صورت حالات معلوم کر کے فرمایا بیٹا میں نے سچ کہا تھا نامحرم سے اس کی آنکھیں اندھی ہیں غیر حق سننے کے لئے بہری ہیں نامحرم کے لئے لنجی اور تمہارے خلاف قدم اٹھانے میں لنگڑی ہے حضرت ابو صالح یہ توجیہ سنکر مطمئن ہو گئے ان کا نام فاطمہ تھا۔

تعلیم و تربیت

آپ کے عہد طفولیت ہی میں آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور نانا کے دامن عاطفت میں آپ نے تعلیم و تربیت حاصل کی بارہ برس کی عمر تک آپ اپنے وطن ہی کے مکاتب میں زیر تعلیم رہے اس کے بعد مزید تحصیل علم کی غرض سے بغداد روانہ ہوئے ماں نے چالیس دینار بغلہ کے اندر سی کر نصیحت کی کہ ہمیشہ سچ

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

جب ابوسفیان کا لشکر مقام عسفان میں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس مرتبہ اسلامی لشکر میں ڈیڑھ ہزار جانباز شوق جہاد میں میدان قتال میں نکلے ہیں۔ کفار جنگ احد میں مسلمانوں کی جانبازی اور شجاعت کے جوہر دیکھ چکے تھے جبکہ وہ تعداد میں ۳/۱ تھے مگر ڈیڑھ ہزار کی تعداد کا حال معلوم کرکے ان کے اوسان خطا ہوگئے اور اسی میں بہتری دیکھی کہ بغیر مقابلہ کئے واپس ہوجائیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا مقام عسفان ہی سے یہ کہکر واپس ہوگئے کہ ہم اس قحط سالی کے ایام میں جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتے آیندہ پھر کبھی دیکھا جائیگا جب یہ نامرد مکہ میں پہنچے تو عورتوں نے ان کو خوب شرمسار کیا کہ کمبختو! تم ستو پینے گئے تھے یا مسلمانوں سے لڑنے۔

آنحضرت صلعم مقام بدر میں آٹھ یوم تک کفار کے منتظر رہے آٹھویں روز معبد بن ابی معبد خزاعی نے آکر اطلاع دی کہ ابوسفیان مکہ سے دو ہزار کا لشکر لیکر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مقام عسفان سے واپس چلا گیا آپ یہ سنکر مدینہ واپس تشریف لے آئے اور اس غزوہ کا نام بدر موعد یا بدر ثانی مشہور ہوا۔

ہجرت کا پانچواں سال

دومۃ الجندل اور مریسیع کی بغاوتیں

کفار مکہ اور یہودی و منافق تمام کے تمام فیصلہ کرچکے تھے کہ جس طرح بھی ہوسکے مسلمانوں کو آرام نہ لینے دیا جائے گویا ان کا مقصد حیات ہی اسلام کی بیخکنی بن گیا تھا ابھی غزوہ بدر صغریٰ سے واپس آئے ہوئے آنحضرت صلعم کو تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ خبر ملی کہ کفار مکہ اور یہودیوں کی سازش سے انمار اور ثعلبہ قبیلے بغاوت پر آمادہ ہیں یہ خبر سنکر رسول کریم صلعم چار سو صحابہ کو ہمراہ لیکر محرم ۵ھ کو ان قبیلوں کی بغاوت دبانے کے لئے تشریف لے گئے مگر وہ آپکی آمد کی خبر سنکر بغیر لڑے پہاڑوں میں بھاگ گئے پھر دومۃ الجندل میں بغاوت ہوئی حضور نے ایک ہزار کی جمعیت لیکر اس بغاوت کو بھی دبا دیا۔

غزوہ دومۃ الجندل سے واپس آنے کے بعد قریبًا پانچ ماہ تک کوئی اہم واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا اور آپ اس فرصت میں اپنے صحابہ کی تربیت اور تبلیغ اسلام میں مشغول رہے ماہ شعبان ۵ھ میں خبر پہنچی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث بن ضرار جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہے اور دوسرے قبائل کو بغاوت پر ابھار رہا ہے آنحضرت صلعم نے تحقیق حال کے لئے بریدہ بن حصیب اسلمی کو بطور ایلچی روانہ کیا انھوں نے تمام حالات کی تحقیق کرکے واپس آکر خبر دی کہ حارث بن ضرار اسلام اور مسلمانوں کی بیخکنی پر تلا ہوا ہے اور لڑائی یقینی ہے آنحضرت صلعم نے یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں کو بھی جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

جب تیاری مکمل ہوگئی تو آپ نے مدینہ کا عامل حضرت زید بن حارثہ کو مقرر کیا اور اپنے صحابہ کو لیکر روانہ ہوگئے۔ اس مرتبہ اسلامی لشکر میں تیس گھوڑے تھے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے مہاجرین و انصار کے جدا جدا علم تھے انصار کا علم حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کے علمبردار حضرت ابوبکر صدیق رض تھے مقدمۃ الجیش حضرت عمر فاروق تھے۔

کفار کی شکست اور حضرت جویریہ سے نکاح

جنگ احد میں منافقین راستہ ہی سے واپس ہوگئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلمان مغلوب ہونگے مگر جنگ احد کے بعد جب متواتر حملوں میں ان لوگوں نے شجاعت اور کامیابی دیکھی تو مال غنیمت کے خیال سے ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور اس مرتبہ یہ مال غنیمت کے لالچ سے اسلامی لشکر میں شریک ہوگئے اور ان کے لئے شریک جنگ ہونے کا پہلا ہی موقع تھا۔ حارث کو اسلامی لشکر کی آمد کا حال معلوم ہوا تو اس نے دریافت حال کے لئے اپنا ایک جاسوس روانہ کیا جو لشکر اسلام کے قریب پہنچتے ہی گرفتار ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کے حضور میں پیش کیا گیا مگر اس نے جاسوس ہونے سے انکار کیا اور ادھر تحقیق ہوچکا تھا کہ یہ یقینًا جاسوس ہے اسلئے جنگی آئین کے مطابق حضور نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمادیا اور وہ قتل کردیا گیا حارث کو جب جاسوس کے قتل ہونے اور اسلامی لشکر کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہوگیا مگر بھاگ جانا مناسب نہ سمجھا اس نے جنگ کی تیاری میں لگ گیا۔

حضور صلعم چشمہ مریسیع کے قریب پہنچکر مقیم ہوگئے حارث بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس چشمہ کے دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوگیا رسول اللہ نے حضرت عمر رض کو حکم دیا کہ تم آگے بڑھکر کفار کو اسلام کی دعوت دو آپ نے اس حکم کے مطابق آگے بڑھکر ان کو دعوت دی۔ مگر انہوں نے اس کا نفی میں جواب دیا۔

کتاب الفقہ

کتاب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

قاعدہ ۳۰۔ ان صورتوں میں روزہ کی ممنوعہ چیزوں سے پرہیز مستحب ہے واجب نہیں اور صحیح یہ ہے کہ واجب ہے۔ فتح القدیر۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ علمائکا اجماع ہے کہ حیض و نفاس والی عورت پر اور مریض اور مسافر پر روزہ داروں کی مشابہت واجب نہیں۔

۱۔ اگر مسافر مقیم ہو جائے (یا عورت حیض سے پاک ہو جائے) ماہ رمضان میں زوال کے بعد۔ تو باقی حصہ دن میں نہ کھائیں نہ پئیں (ہدایہ)

دلیل۔ امام شافعی کے نزدیک یہ امساک ضروری نہیں ہے اور اسی طرح اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ جس میں اہلیت واجب ہونیکی روزہ کے اول حصہ روز میں نہ ہو اور پھر ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ امساک گویا روزہ کی نقل ہے اور جبکہ اصلی روزہ ہی اس شخص پر واجب نہیں تو نقل کس طرح ہو سکتا ہے ہاں جو شخص افطار کرے قصداً یا خطاءً (اس پر ضرور باقی دن امساک واجب ہو سکتا ہے) علماء حنفیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کھانے پینے سے باز رہنا روزہ کا بدلہ نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف رمضان کا حق ادا کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ رمضان کے دن واجب التعظیم ہیں اور حائض و نفسا اور مریض اور مسافر پر بوجہ عذر کے موجود ہونے کے جیسا کہ روزہ واجب نہ تھا۔ امساک بھی کہ روزہ کی نقل تھی۔ واجب نہ تھا اس روزہ کی قضا ضرور دینی ہوگی۔

اگر حیض والی عورت کو طہر ہوا۔ یا مسافر گھر واپس آیا (دن میں کسی وقت) اور روزہ رکھنے کے لائق ہے تو اس پر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہے ان سب باتوں سے باز رہے جو روزہ میں منع ہیں۔ (عالمگیری)

(۲) اگر عورت حیض سے پاک ہو جائے (یا نفاس سے پاک ہو جائے) ماہ رمضان میں زوال کے بعد تو دن کے باقی حصہ میں اس کو امساک لازم ہے (ہدایہ)

(۳) اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے ماہ رمضان میں تو دن کے باقی حصہ میں ان کو امساک لازم ہے۔ (ہدایہ و کنز)

دلیل یہ مشابہت جو کی جاتی ہے صرف روزہ کا حق ادا کرنے کو کی جاتی ہے پھر بھی اگر کچھ کھا پی لیں تو پھر بھی اگر کچھ کھا پی لیں تو ان پر اس روز کے روزہ کی کوئی قضا نہیں ہے کیونکہ اس روز روزہ رکھنا ان کے ذمہ واجب نہیں ہے اس کے دوسرے روز روزہ رکھیں کیونکہ پھر تو سبب اور اہلیت دونوں موجود ہونگی گذشتہ ایام کی قضا دینی یا اس روز کی قضا دینی ان کے ذمہ واجب نہیں کیونکہ وہ مخاطب یا مکلف نہ تھے بمقابلہ نماز کے (کہ اگر لڑکا بالغ ہو جائے نماز کے آخر وقت میں یا کافر مسلمان ہو جائے تو ان پر اس نماز کی قضا لازم ہے) کیونکہ نماز کے وقت کا حصہ باقی ہے کہ جس میں وہ ادا کی جا سکتی ہے لہذا جب وہ اس کا اہل ہو گیا تو اس کو ادا کرے اور روزہ کے ادا کرنے کے واسطے روزہ کا جزو اول اس کی نااہلیت میں گذر گیا اور باقی حصہ اس کا ادا نہیں ہو سکتا۔ ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے زوال سے پہلے تو اس روز کے روزہ کی قضا اس کو دینی ہوگی کیونکہ نیت کا وقت تو باقی تھا اور ظاہر روایت میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ صوم ایسی چیز نہیں ہے جس کے بلحاظ واجب ہونے کے ٹکڑے ہو سکیں کہ پہلے حصہ میں تو وہ شخص اہلیت نہیں رکھتا تھا (یعنی صبح کو نابالغ تھا یا کافر تھا) (ہدایہ)

۱۔ امام مالک رح کے نزدیک رمضان میں جس روز کوئی شخص مسلمان ہوا ہے اس روز کا اس نے اگر روزہ نہ رکھا یا توڑ دیا تو اس کو اس کی قضا دینی لازم ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک اگر ایسا واقعہ زوال سے پہلے پیش آئے تو اس روزہ کی قضا دینی واجب ہوگی۔ (کنز)

۴۔ اگر رمضان میں مجنون کو افاقہ ہوا تو دن کے باقی حصہ میں اس کو امساک لازم ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ اگر سحری کھائی اس گمان پر کہ رات باقی ہے مگر اصل میں سحری اس وقت کھائی تھی کہ جب وقت ختم ہو چکا تھا تو دن بھر امساک کریں۔

دلیل۔ ایک تو یہ ہے کہ جب عاشورہ کا روزہ واجب تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہے تو وہ باقی روز امساک کرے دوسرے یہ بات ہے کہ جن کو حکم دیا گیا تھا وہ اہلیت تو روزہ کی رکھتے تھے مگر روزہ نہ رکھ سکے تو امساک ان پر واجب ہوا۔ بعض کے نزدیک ایسی صورتوں میں امساک مستحب ہے نہ واجب ہے۔

۶۔ اگر روزہ افطار کیا اس گمان پر کہ سورج غروب ہو گیا ہو مگر اصل میں غروب نہیں ہوا تھا تو باقی وقت میں امساک کریں۔

۷۔ اگر روزہ میں کچھ کھا لیا غلطی سے یا کسی کی زبردستی سے تو باقی وقت میں امساک کریں۔ (عالمگیری)

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب اہل اسلام کے لئے عیدین کا طریقہ (کیا مقرر کیا گیا ہے)

(۸۸۷) براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلا کام جو ہم اپنے اس دن میں کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں بعد اس کے لوٹ کر قربانی کریں پس جس شخص نے (ایسا) کیا وہ ہمارے طریقہ پر پہنچ گیا۔

(۸۸۸) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکر (میرے گھر میں) آئے اور میرے پاس انصار کی لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں تھیں جو وہ مضامین گا رہی تھیں جن کے ساتھ انصار نے بعاث کے دن باہم گفتگو کی تھی حضرت عائشہ کہتی ہیں وہ گانے والی نہ تھیں تو ابوبکر نے کہا کہ کیا شیطانی آلات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اور یہ (واقعہ) عید کے دن ہیں (ہوا) تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

باب۔ عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) نکلنے سے پہلے کھا لینا (مسنون ہے)

(۸۸۹) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (عید گاہ) نہ جاتے تھے یہاں تک کہ چند چھوارے کھا لیتے اور مرجی بن رجا کہتے ہیں کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ مجھ سے انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہی مضمون) نقل کیا (مگر اس میں اتنی بات) اور زیادہ تھی کہ آپ طاق چھوارے کھاتے تھے۔

باب عید قربان کے دن کھانا (کس وقت مسنون ہے)

(۸۹۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو وہ دوبارہ ذبح کرے تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا (کہ ان کو بھی خواہش ہے) تو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے گوشت کی دو بکریوں سے زیادہ پیارا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (اس کی قربانی کی) اجازت دیدی (انس کہتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ آیا یہ اجازت اس کے سوا اور کسی کو بھی ہوئی یا نہیں۔

(۸۹۱) براء بن عازب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری سی نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کرے تو وہ یقیناً (ہمارے) طریقہ پر پہنچ گیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ (قربانی جو) نماز سے پہلے (اس نے کی فضول) ہے اور اس کی قربانی نہیں ہے تو ابو بردہ بن نیار براء کے ماموں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی بکری نماز سے پہلے قربانی کی ہے اور میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے اور پینے کا دن ہے اور میں نے چاہا کہ میری بکری سب سے پہلی بکری ہو جو میرے گھر میں ذبح ہو پس میں نے اپنی بکری ذبح کر ڈالی اور قبل اس کے کہ نماز کے لئے آؤں کچھ ناشتہ کر لیا آپ نے فرمایا کہ تمہاری بکری گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں ہے) تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پیارا ہے تو کیا وہ مجھے کفایت کر جائے گا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہارے بعد کسی کو کفایت نہ کریگا۔

باب عید گاہ کی طرف بغیر منبر کے جانا۔

(۸۹۲) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لیجاتے تھے تو سب سے پہلی چیز جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا فرماتے تھے نماز تھی بعد ختم ہو جانے کے آپ لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے پس آپ انھیں نصیحت کرتے اور انھیں وصیت کرتے اور حکم دیتے پھر اگر آپ چاہتے کہ کوئی لشکر فراہم کریں تو اسے فراہم کر لیتے یا جس کام کا حکم کرنا چاہتے حکم کر دیتے پھر آپ لوٹ جاتے پھر لوگ (اسی دستور) پر رہے یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ عید الضحیٰ یا عید الفطر میں نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا پس جب ہم عید گاہ پہنچے تو ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا اور یکایک مروان یہ چاہتا تھا کہ نماز پڑھنے سے پہلے اس پر چڑھے تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ لیا اس نے مجھ سے کھینچ لیا اور چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھا میں نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم تم لوگوں نے (سنت نبوی کو) بدل دیا تو اس نے کہا کہ اے ابو سعید وہ بات جاتی رہی جو تم جانتے ہو میں نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں خدا کی قسم اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا تو وہ بولا لوگ ہمارے لئے نماز کے بعد بیٹھتے نہ تھے تو میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔

جو شخص کچھ صدقہ خیرات کریگا وہ صدقہ بارگاہ الٰہی میں بالکل نامقبول ہے۔ صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں ابو ہریرہ رضہ کی دوسری حدیث ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی ناجائز طور پر کسی کا کچھ مال دنیا میں لے لیوےگا تو عقبیٰ میں اس کی اسی قدر نیکیوں سے اس مال کا معاوضہ مالک کو دلوایا جاویگا یہ حدیثیں گویا اس آیت کی تفسیر ہیں کیونکہ ان حدیثوں سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بہت سا ناجائز مال کسی نیک کام میں کار آمد نہیں ہو سکتا اور عقبیٰ میں اسی مال کی بدولت بہت سی نیکیاں برباد ہو جاوینگی اس واسطے آگے فرمایا کہ ہر ایماندار شخص کو ناجائز کمائی سے بچنا اور خدا سے ڈرنا چاہیئے کہ ایماندار شخص کے نجات کی صورت یہی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ

(ترجمہ) اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دیجاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کر دی جاویں سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے حلم والے ہیں ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے۔

تفسیر:۔ اگرچہ بخاری ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند امام احمد بن حنبل اور مسند سعید بن منصور اور تفسیر ابن جریر میں جدا جدا شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے لیکن حافظ ابن حجر نے اس اختلاف کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب قصوں کی حالت مجموعی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے حاصل ان قصوں کا یہ ہے کہ جب حج کی آیت اتری تو بعض صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا ہر سال کے لئے حج فرض ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہدیتا تو حج ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا اور ہرگز تم میں طاقت نہ تھی کہ ہر سال کے حج کو تم ادا کر سکتے اور باوجود فرض ہو جانے کے تم ہر سال حج ادا نہ کرتے تو تم تارک فرض ہو جاتے اور آپ کو صحابہ کے اس تکلیف شرعی بڑھانے والے سوال پر غصہ آیا اسلئے آپ نے منبر پر چڑھکر اس طرح کا نصیحت آمیز خطبہ پڑھا کہ لوگوں کو روتے روتے ہچکی لگ گئی اور آپ نے منبر پر یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ وہ جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے بہت اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم کو پوچھنا ہے پوچھو میں اس کا جواب دوں گا مگر بعضے صحابہ آپ کے غصہ کی حالت کو سمجھ نہ سکے اور فضول باتیں پوچھنے لگے ایک نے پوچھا میں مر کر کہا جاؤں گا آپ نے فرمایا دوزخ میں دوسرے نے کہا میری ماں پر لوگ تہمت دھرتے ہیں آخر میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذیفہ حضرت عمر رضہ آپ کے غصہ کی حالت فوراً پہچان گئے اور حضرت عمر رض نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم کو اللہ اور اللہ کا کلام اور اللہ کا رسول کافی ہے جس سے حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو فضول باتیں پوچھنے کی ضرورت نہیں حضرت عمر رض کے اس کلام سے آپ کا غصہ کم ہوا اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آئندہ کے لئے لوگوں کو اس طرح کے فضول سوالوں سے روکدیا اور خود حضرت نے آئندہ اس طرح کے فضول سوالوں سے لوگوں کو پہلی امتکی ہلاکت کا حال جتلا کر روکدیا چنانچہ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء سے فضول سوال کرنے سے غارت ہوئیں مثلاً یہود نے کہلا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کیا اور بجلی گر کر ہلاک ہو گئے اس لئے تم پوچھا گچھی چھوڑ دو اور جس کام کو کرنے کو کہوں وہ تا بقدور کرایا کرو اور جس سے منع کر دوں اس سے باز رہو۔ اس لئے تم کو فضول سوال اور لغو باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے اور اللہ کا رسول جن کاموں کے کرنیکا حکم دے اس کو بے چون و چرا بجالاؤ۔

واحدی صاحب کا منجن
اکسیر دندان
یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۲ء میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے کہ سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی جنھیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور مسوڑھوں کی پیپ میں اتر اتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ۵ دو شیشیوں پر محصول صرف ۵ یعنی پر بھی ۷
ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ ۱۷ کوچہ چیلاں۔ دہلی

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

کعبہ کو بزرگی کا گھر اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو طرح طرح کی بزرگی دی ہے مثلاً یہی ایک کتنی بڑی بزرگی ہے کہ وہاں کے جانوروں تک کو امن و امان میں رکھا گیا ہے اور کعبہ کی حدود میں شکار کی ممانعت فرمائی گئی ہے کعبہ سے مطلب تمام حرم ہے چنانچہ صحیح حدیثوں میں اسکی صراحت آئی ہے کعبہ کو لوگوں کے قیام کی جگہ اس لئے فرمایا کہ وہاں کے قیام میں دین و دنیا کا لوگوں کا فائدہ ہے۔ دین کا فائدہ تو حج و عمرہ ہے جس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ موسم حج میں طرح طرح کی تجارت میں لوگوں کو نفع ہوتا ہے اسلام سے پہلے عرب میں لوٹ مار بہت رہتی تھی مگر رجب ذیقعدہ ذی الحجہ محرم یہ چار مہینے اس زمانہ میں بھی امن کے تھے اسی طرح جس قافلہ کے ساتھ قربانی کے جانور ہوں وہ قافلہ بھی امن سے رہتا تھا اسی واسطے امن کے ذکر میں امن کے مہینوں اور قربانی کے جانوروں کا ذکر بھی فرمایا۔ قلائد قربانی کے وہ جانور جن کے گلے میں نشان کے لئے پٹہ ڈالا جاوے۔ اب آگے فرمایا کہ یہ سب انتظام دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسلئے فرمائے تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے اسی واسطے ہر چیز کے موجود ہونے سے پہلے اس نے اپنے علم کے موافق ہر چیز کا مناسب انتظام ٹھیرایا ہے پھر فرمایا ظاہر پوشیدہ نیک و بد لوگوں کے سب اعمال اللہ کو معلوم ہیں اور نیک و بد کی جزا و سزا کا حال اللہ کے رسول نے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے اب ہر ایماندار شخص کو یہ خوب سمجھ لینا چاہئیے کہ نافرمانی کے جرم میں جس کسی کی پکڑ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی سخت ہے اور جس کسی پر فرمانبرداری کے سبب سے اس کی رحمت ہو گئی تو اس کی رحمت بھی بہت وسیع ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کے غضب کا حال کسی فرمانبردار شخص کو اچھی طرح معلوم ہو جاوے تو اس کو جنت کی آرزو ایک دشوار چیز نظر آنے لگے اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب کے سخت ہونے اور اس کی رحمت کے وسیع ہونے کی گویا یہ حدیث تفسیر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ کی دوسری حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ رکھی ہے کہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر غالب ہے مطلب یہ ہے کہ گنہگار ایمانداروں کو نسبت اسکے غصہ کے اس کی رحمت میں سے زیادہ حصہ ملنے والا ہے یہ حدیث گنہگار ایمانداروں کے حق میں ایک بڑی خوشخبری کی چیز ہے۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؁

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔"

تفسیر:۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان وغیرہ میں اس آیۃ کی شان نزول کی جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ قبیلہ ربیعہ میں کا ایک شخص شریح بن ہند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آیا اور آپ کی نصیحت سنکر کہنے لگا کہ آپ کی نصیحت تو اچھی ہے لیکن میری قوم میں کچھ سردار لوگ ہیں جن کے مشورہ کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتا میں اپنے وطن جاکر ان سے مشورہ لوں گا اور ان کو بھی اسلام پر آمادہ کر دوں گا اور شاید تھوڑے دنوں کے بعد ہم سب آکر داخل اسلام ہو جاویں گے حدیث کی روایت میں اگرچہ ان مقاتل بن سلیمان کو بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اسی جگہ ایک تفسیر میں یہ گذر چکا ہے کہ ان مقاتل کی تفسیر کو امام شافعی رحنے معتبر ٹھیرایا ہے۔ یہ شریح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنے وطن کو جانے لگا تو مدینہ کے جنگل میں سے مسلمانوں کے کچھ اونٹ ہانک کر اپنے ساتھ لے گیا اونٹوں کے لیجانے کی خبر سنکر اگرچہ چند صحابہ نے اس کا پیچھا کیا لیکن وہ ہاتھ نہ لگا اس قصہ کے ایک سال کے بعد اس نے حج کے ارادہ سے سفر کیا اس کے ساتھ تجارت کا بہت سا سامان تھا اور قربانی کے جانور بھی تھے۔ یہ ایک جگہ گذر چکا ہے کہ اسلام سے پہلے حج کے مشرک لوگ بھی پابند تھے شریح کے اس سفر کا حال سنکر مسلمانوں نے شریح پر حملہ کرنے اور اس کا مال لوٹ لینے کی درخواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی آپ نے یہ جواب دیا کہ جبکہ شریح کا قصد حج کا ہے اور قربانی کے جانور بھی اس کے ساتھ ہیں تو اس پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس جواب کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ یہ طریقہ مال کے ناجائز طور پر کمانے کا ہے اور ناجائز بہت سا مال جائز طور کے تھوڑے سے مال کی بھی برابری نہیں کر سکتا صحیح بخاری مسلم نسائی ترمذی وغیرہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ناجائز طریقے کے کمائے ہوئے مال میں سے

نے ان کی غلط خواہش پوری نہ کی تو اس میں رونے کی کیا بات تھی۔
لیکن ابھی تک قصہ ختم نہیں ہوا اور مالوی جی سے پورا اندیشہ ہے کہ عین وقت پر استعفا دیکر کہیں دوسری پارٹی نہ بنا ڈالیں اور اس طرح کانگریس کے راستہ میں مشکلات پیدا کر دیں۔

بہرحال اب ملک کے سامنے اس وقت اسمبلی کے انتخاب کا سوال ہے اور ہر ایک محب وطن ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ انتخاب میں کانگرس کا ساتھ دے کیونکہ اب کانگریس کو کسی سے شکایت نہیں ہو سکتی اگر وہ کمیونل اوارڈ کو نامنظور کر دیتی تو مسلمانوں کو شکایت ہو سکتی تھی مگر کانگرس نے ایسا نہیں کیا اس لئے مسلمانوں کو کوئی وجہ شکایت نہیں ہو کوئی مسلمان یہ نہیں چاہ سکتا کہ اس کا وطن غلام بنا رہے اور اسی وجہ سے اس کا اسلامی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ہر ایک ایسی تحریک کو لبیک کہے جس کا منشا مادر وطن کو غلامی کی لعنت سے آزاد کرانا ہو چونکہ کانگریس کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ہندوستان کو نجات دلائے اس لئے مسلمانوں کو کانگریس میں پوری طاقت سے شریک ہونا چاہیئے اور آنے والے انتخابات میں انہیں امیدواروں کو رائے دینی چاہیئے جو کانگریس کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔

دو اسلامی تاجداروں میں صلح

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ والئی یمن کے درمیان از سر نو مصالحت ہو گئی اور باقاعدہ صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ ان دو اسلامی ملکوں اور اسلامی تاجداروں میں جنگ کی خبر سے سخت تشویش اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس باہمی جنگ سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ متصور نہیں تھا اور آجکل جس قدر اسلامی حکومتیں تباہ و برباد ہوئی ہیں ان دونوں کی جنگ کا یہی نتیجہ یہ نکلتا کہ یورپ کی حریص اور طامع طاقتیں فائدہ اٹھاتیں اور دونوں کے حصہ میں صرف نقصان آتا بہرحال حسب ذیل شرائط پر صلح ہوئی ہے۔

(۱) سرحدوں کے بارے میں طے پایا کہ ہر فریق نے دوسرے فریق کے علاقہ میں جا بجا استحقاق جتلایا تھا اس سے دستبردار ہو جائے اور عسیر و نجران سعودی مملکت میں شامل رہے اور نخص تاوان کے لئے جنگ نہ جاری رکھی جائے۔

(۲) ممالک غیر سے متعلق دونوں ملکوں کی ایک ہی پالیسی ہو اور ہجوم و دفاع دونوں میں اس متحدہ پالیسی کو ملحوظ رکھا جائے اور باہمی مشوروں کے بغیر کسی معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں۔

(۳) ممالک غیر میں جو سعودی نمایندے ہیں وہی یمن کی بھی نمایندگی کریں۔

(۴) ایک حکومت کے باغی دوسری حکومت کے بھی باغی تصور کئے جائیں۔

(۵) مشورہ کے بعد ایک متحدہ اقتصادی پالیسی اختیار کی جائے

یہ شرائط بظاہر نہ اس قدر خراب ہیں جن کی نسبت کہا جا سکے کہ فاتح و مفتوح کے درمیان صلح نامہ ہے اور نہ اس قدر اچھا ہے جس کی نسبت ہم کہہ سکیں کہ بہت ہی مبارک ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ صلح نامہ ایسا ہے کہ اگر دل صاف کر کے اس پر عمل کیا جائے تو ایک دوستانہ معاہدہ سے جو نتائج نکلا کرتے ہیں وہ اس معاہدہ سے نکل سکتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معاہدہ میں برکت عطا فرماوے اور دونوں حکومتوں کو صاف دلی کے ساتھ اس پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

قران السعدین

جس طرح دو اسلامی حکومتوں میں صلح کی خبر تمام عالم اسلامی کے لئے باعث فرح و مسرت ہے اسی طرح یہ خبر بھی تمام دنیائے اسلام میں کمال خوشی و مسرت سے سنی جائیگی کہ شاہ ایران حضرت رضا شاہ پہلوی انگورہ تشریف لے گئے ہیں تاکہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملیں اور اطلاعات آگئی ہیں کہ آپ انگورہ پہنچ گئے ہیں اور آپ کا نہایت شاندار شاہانہ استقبال کیا گیا اور آپ کی اس وقت تک متعدد ملاقاتیں مصطفےٰ کمال پاشا اور دیگر ارکان جمہوریہ ترکیہ سے ہو چکی ہیں اور اب آپ اور مصطفےٰ کمال پاشا غازی درہ دانیال سے قسطنطنیہ تشریف لے گئے جہاں چار لاکھ ترکوں نے شاہ ایران کا استقبال کیا۔

حضرت رضا شاہ کا یہ سفر دو اسلامی ممالک میں دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم کرنیکی غرض پر مبنی ہے اور اس قران السعدین سے بڑی بڑی توقعات اور امیدیں وابستہ ہیں امید ہے کہ ٹرکی و ایران کے اتحاد کے بعد افغانستان و عراق اور دیگر آزاد اسلامی حکومتوں کے درمیان بھی ایک مجموعی معاہدہ اخوت و یگانگت و اتحاد مرتب ہو گا اور اس طرح مشرق و ایشیا کی ایک متحدہ قوت قائم ہو جائیگی جو یورپین استعمار و حرص ملک گیری کے لئے سد سکندری ثابت ہو گی ہر ایک مسلمان کی یہ دلی آرزو ہے کہ تمام اسلامی ممالک اور تمام اسلامی حکومتیں ایک شیرازہ اتحاد میں منسلک ہو جائیں تاکہ یورپ کی حریص طاقتیں جو ایشیا کی سرزمین کو ہڑپ کر جانے کی تاک میں ہیں پھر مشرق کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔

اگر یہ دیرینہ آرزو پوری ہو جائے تو تمام ایشیا کی عموماً اور تمام اسلامی ممالک کی خصوصاً حفاظت کا پورا سامان ہو جائے اللہ تعالیٰ اس قران السعدین کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

پارٹی نہ اسکو قبول کرتی ہے اور نہ ٹھکراتی ہے یعنی وہ اس سے کوئی تعلق نہ رکھیگی کمیونل ایوارڈ کے متعلق اس فیصلہ کو مسلمان سیاست والوں نے پسند کیا مگر ہندو سبھا نے اس کی سخت مخالفت کی اور بھائی پرمانند وغیرہ نے دھمکی دی کہ اگر یہی پوزیشن رہی تو ہندو سبھا کانگریس کا مقابلہ کرے گی اور کانگریس کو چاہیئے کہ وہ رانچی کے فیصلہ کو منسوخ کرکے کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کرنے کا اعلان صاف صاف کرے مالوی جی مہاراج بھی بولے اور انہوں نے بھی مشترکہ انتخاب کی بڑی تعریف کی حالانکہ لندن میں آپ اس کو ٹھکرا چکے تھے۔

مالوی جی نے کیا کیا

بہرحال اس کے بعد مہاتما گاندھی کے بیان پر (جو سول نافرمانی کو ملتوی کرنے کے متعلق دیا گیا تھا) اور رانچی کے فیصلوں پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ پٹنہ میں طلب کیا گیا اور وہاں یہ طے ہوا کہ سوراج پارٹی علیحدہ نہ بنائی جائے بلکہ کانگریس خود براہ راست ایک پارلیمنٹری بورڈ الیکشن لڑنے کے لئے مقرر کردے اور یہ بورڈ براہ راست کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ماتحت ہوگا اور کانگریس جو پالیسی مقرر کردیگی اس کے مطابق کام کرے۔

ڈاکٹر انصاری صاحب پٹنہ کے اجلاس سے فارغ ہوکر بغرض علاج چند مہینوں کے لئے یورپ کو روانہ ہوگئے اور روانگی کے وقت انہوں نے پٹنہ میں ڈیپوٹیشن پر جو بیان دیا اس میں اپنی رائے اس طرح دی کہ کانگریس کمیونل ایوارڈ کو نہ مسترد کرسکتی ہے اور نہ قبول کیونکہ کانگریس اپنے آپ کو تمام ہندوستان کی نمایندہ کہتی ہے اور ہندوستانی فرقوں میں سے سکھ اور ہندو اس کے سخت مخالف ہیں اور مسلمان اور اچھوت وغیرہ نے اس کو قبول کرلیا ہے ایسی حالت میں کانگریس نہ اس کمیونل ایوارڈ کو قبول کرکے ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتی ہے اور نہ اسکو مسترد کرکے مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتی ہے۔

اس بیان کا نکلنا تھا کہ مالوی جی مہاراج آپے سے باہر ہوگئے اور انہوں نے اور ان کے ساتھ مسٹر آنے نے علیحدہ علیحدہ بیانات شایع کرکے ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کی اور لکھا کہ کانگریس ضرور کمیونل ایوارڈ کو مسترد کریگی یہ بیان اس قدر تلخ فرقہ وارانہ اسپرٹ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس سے سارے ہندوستان میں ایک تلخی پیدا ہوگئی اور متعدد بیانات ایسے نکلے جس سے اندیشہ تھا کہ کوئی زیادہ ناگوار صورت نہ پیدا ہوجائے ڈاکٹر انصاری کے بیان کی تائید میں مسٹر تصدق احمد خان شروانی بیان شایع کیا اور اسی طرح متعدد بیانات شایع ہوئے۔

دو طرفہ انتظار

جب مالوی جی اور آنے کے بیان نے اس قدر تکلیف دہ صورت حال پیدا کردی تو تمام ملک کی نگاہیں کانگریس پارلیمنٹری بورڈ کے دوسرے جلسہ کی طرف لگ گئیں جو ۱۵ جون کو بمبئی میں منعقد ہونے والا تھا اور کانگریس ورکنگ کمیٹی کا بھی اجلاس بمبئی ہی میں رکھا گیا تاکہ پارلیمنٹری بورڈ کی تجاویز پر غور کرکے معاملات کو طے کرسکے۔

چنانچہ ۱۵۔ جون کو بمبئی میں پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس اور کمیونل ایوارڈ پر سخت کشمکش شروع اور تین چار روز تک برابر بحث مباحثہ ہوتا رہا مالوی جی اور آنے صاحب کی یہ کوشش تھی کہ کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کردیا جائے مگر جو مسلمان ممبر تھے وہ چاہتے تھے کہ بورڈ غیر جانبدار رہے اور رانچی کی کانفرنس میں جو طے ہوا تھا وہی پوزیشن قائم و برقرار رکھی جائے۔

چونکہ آپس میں کوئی صورت فیصلہ کی نہیں نکل رہی تھی اس لئے مہاتما گاندھی کی طرف رجوع کیا گیا اور انھوں نے ایک اصول طے کردیا جس کو پارلیمنٹری بورڈ نے بھی منظور کرلیا اور ورکنگ کمیٹی نے بھی اسکو تسلیم کرلیا اور اپنی مہر تصدیق ثبت کردی۔

مالوی جی اور مسٹر آنے کا استعفا

یہ اصول وہی تھا جو رانچی میں ڈاکٹر انصاری کی زیر صدارت طے ہوا تھا یعنی یہ کہ کانگریس چونکہ تمام ملک کی نمایندہ جماعت ہے وہ کسی ایک فرقہ کی نہیں ہے اور کمیونل ایوارڈ کے متعلق سخت ترین باہمی اختلاف ہے اس لئے وہ کسی ایک فرقہ کی خواہش کے مطابق فیصلہ نہیں کرسکتی بلکہ اگر وہ خود فیصلہ کرے گی تو بالکل قوم پرورانہ ہوگا لیکن کانگریس ایسے فرقہ وارانہ حل کو بھی منظور کرلیگی جس پر تمام متعلقہ فرقے متفق ہوجائینگے خواہ وہ قوم پرستی کے نقطۂ نظر سے کم ہی کیوں نہ ہو اس لئے موجودہ کمیونل ایوارڈ کو منظور یا نامنظور کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور وہ نہ اس کو منظور کرتی ہے نہ مسترد اور نامنظور۔

ملک میں یہ خبر نہایت جوش وخروش سے سنی گئی اور ہر طرف اطمینان کا اظہار کیا گیا مگر دوسرے دن خبر آئی کہ مالوی جی اور مسٹر آنے نے پارلیمنٹری بورڈ اور مو خر الذکر نے ورکنگ کمیٹی سے استعفا دیدیا ہے یہ خبر ہر طرف حیرت و تعجب کے ساتھ ہی نہیں بلکہ افسوس کے ساتھ سنی گئی اور اندیشہ پیدا ہوا کہ مالوی جی مہاراج ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلائینگے مگر کچھ چند گھنٹے کے بعد پھر یہ خبر آئی کہ مالوی جی نے مہاتما گاندھی کے سمجھانے بجھانے پر استعفا واپس لے لیا ہے اور مسٹر آنے نے بھی اور جس وقت استعفا واپس لیا اس وقت مالوی جی رونے لگے معلوم نہیں کہ رونے کی کیا بات تھی کانگریس کا فیصلہ بالکل منصفانہ تھا مالوی جی چاہتے تھے کہ وہ یکطرفہ فیصلہ صادر کرے اگر کانگریس

پابندی اٹھالی اور ان کو قانونی جماعت قرار دیدیا اس اعلان میں اول تو بہت کافی تاخیر سے کام لیا گیا دوسرے بہت تنگ نظری کا ثبوت دیا گیا یعنی سب سے پہلی چیز تو یہ کی گئی کہ صوبہ سرحد پر سے پابندیاں نہ ہٹائی گئیں اور نہ خدائی خدمتگاروں کو قانونی جماعت قرار دیا گیا اور نہ ان کے لیڈر خان عبدالغفار خاں کو اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کو رہا کیا گیا اور جو سرحدی سرخ پوش جیلوں میں ہیں وہ بھی بدستور جیلوں ہی میں ہیں دوسری چیز یہ کی گئی کہ سردار پٹیل پنڈت جواہر لال نہرو مسٹر رفیع احمد قدوائی ان میں سے کسی کو بھی رہا نہ کیا گیا اور عام ستیہ گرہی قیدی بھی بہت کم رہا کئے گئے۔

حکومت کا یہ تنگ نظرانہ طرز عمل سخت قابل مذمت و لائق ملامت ہے اس سے ذرہ برابر حکومت کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا بلکہ حکومت کے خلاف اور زیادہ غم و غصہ کی لہر پیدا ہوگی اور ملک و قوم میں یہ جذبہ پیدا ہوگا کہ حکومت نے انتقام کی پالیسی اختیار کی ہے چنانچہ حکومت کی اس دوراز پالیسی کے متعلق جو اس نے صوبہ سرحد کے متعلق اختیار کی ہے ملک کے گوشہ گوشہ سے اظہار ناراضگی کیا گیا اور ہندوستان کی تمام پارٹیوں اور ان کے لیڈروں نے اس امتیازی پالیسی کی مذمت کی خصوصاً کانگریس کے مکمل ارگنائزیشن نے سخت اظہار ناراضگی کیا اور کانگریس کی سب سے اونچی جماعت یعنی ورکنگ کمیٹی نے اپنے پریسیڈنٹ کی معرفت حکومت کو اطلاع دی کہ سرحد کے سرخ پوش خدائی خدمتگار کانگریس کا ایک جزو ہیں وہ کانگرس سے علیحدہ جماعت نہیں اور ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ سرخ پوش جماعت کو باقاعدہ کانگریس کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا نیز یہ کہ یہ جماعت باقاعدہ عدم تشدد کی پابند ہے اور اس کا وہی عقیدہ ہے جو کانگریس کا عقیدہ ہے۔

مگر حکومت نے یہ پالیسی دیدہ و دانستہ اختیار کی تھی اس لئے اس نے کانگریس کے پریسیڈنٹ کو صاف جواب دیدیا کہ وہ اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرے گی اور سرحد کے مسلمان کانگریسیوں کیساتھ وہ رعایت نہ کریگی جو سارے ہندوستان میں اس نے کی ہے چنانچہ اس وقت تک اس نے نہ خان عبدالغفار خاں کو چھوڑا اور نہ سرخ پوشوں پر سے پابندی ہٹائی حالانکہ تمام سرحدی لیڈروں نے پٹنہ کانگریس کے فیصلہ کو منظور کرنیکا اعلان کردیا یعنی سول نافرمانی کے التوا کی تجویز کو قبول کرلیا اور سول نافرمانی بند کردی مگر حکومت کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔

حکومت کی یہ پالیسی حد درجہ قابل ملامت ہے اور ممکن ہے کہ عارضی طور پر اسے اپنی یہ پالیسی مفید نظر آتی ہو مگر بہت جلد اس پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ سرخ پوشوں کے متعلق جو طرز عمل اس نے اختیار کیا تھا وہ مضر تھا اور اس طرز عمل کے نتائج کسی حیثیت سے بھی خوشگوار نہیں نکل سکتے۔

مالوی و انصاری کا اختلاف

داخلہ کونسل کے سلسلہ میں سب سے پہلے دہلی میں ایک کانفرنس ہوئی تھی جو صرف چند چوٹی کے لیڈروں کے درمیان ہوئی تھی اس میں یہ طے پایا تھا کہ اسمبلی پر قبضہ کرنے کے لئے پرانی سوراج پارٹی کو از سر نو زندہ کیا جائے اور کانگرس سے داخلہ کونسل کی اجازت حاصل کی جائے اور سوراج پارٹی کا پریسیڈنٹ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری کو چنا گیا اس کانفرنس میں مالوی جی مہاراج بھی شریک تھے مگر شروع ہی سے ان کا رویہ کچھ مذبذب سا تھا اگرچہ وہ داخلہ کونسل کے حامی تھے مگر دہلی میں انہوں نے صاف پالیسی اختیار نہ کی یہاں سے راولپنڈی پہنچکر ایک بیان دیدیا کہ وہ علیحدہ پارٹی قائم کرنے کے حق میں نہیں ہیں اور کانگریس ہی کو انتخاب اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے نیز کسی قدر فرقہ وارانہ مسئلہ پر بھی کچھ کہا اس بیان سے معلوم ہوا کہ مالوی جی کچھ نہ کچھ گل ضرور کھلائینگے۔ اس لیڈر کانفرنس نے یہ طے کیا تھا کہ ڈاکٹر انصاری مسٹر بھولا بھائی ڈسائی اور ڈاکٹر بی سی رائے جاکر مہاتما گاندھی سے ملیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ ان لوگوں کو جو داخلہ کونسل کو مفید سمجھتے ہیں ان کو اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے یہ لوگ مہاتما جی سے ملے اور مہاتما جی نے ان حضرات کو ایک خط لکھکر دیدیا جس میں ان لوگوں کو جو کونسل پروگرام کو مفید سمجھتے ہیں اسمبلی میں جانے کی اجازت دیدی۔

اس کے چند ہی دن بعد گاندھی جی نے سول نافرمانی کے ملتوی کرنے کا مشورہ دیا جس سے فضا بالکل صاف ہوگئی اور سوراج پارٹی بنانے کے لئے رانچی میں ایک کانفرنس طلب کی گئی رانچی میں مہاتما جی بھی تھے اور کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی بھی میٹنگ کی گئی سوراج پارٹی نے اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی ضرورت ظاہر کی اور کانگریس سے اجازت طلب کی اور اسمبلی کے اندر اپنی اس پالیسی کا اعلان کیا کہ سوراج پارٹی اسمبلی میں جاکر وائٹ پیپر کی مخالفت کریگی یعنی اس پر مبنی دستور اساسی کو کسی حال میں قبول نہ کرے گی بلکہ صرف اس دستور اساسی کو قابل قبول سمجھیگی جو نمائندہ مجلس سے ہے جو تمام بالغ مردوں اور عورتوں کی رائے سے منتخب ہوکر جمع ہو اور ان فرقوں کو جو اقلیت میں ہیں یہ حق ہوگا کہ وہ جداگانہ انتخاب ہی کے ذریعہ اس مجلس میں اپنے نمائندے بھیجیں یہ مجلس جو دستور بنادیگی بس وہ قابل قبول ہوگا۔

کمیونل اوارڈ کے بارے میں رانچی کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا کہ سوراج

ڈرتے تھے اس لئے کہ آپ کے سامنے اسکے جلال و کبریائی کا نمونہ […]کا تھا۔ ہمارے مرشد گرامی شیخ عبد القادر خاں قادری دسہروردی فرمایا […]تے تھے کہ ستر ہزار پردہ جمال اٹھنے کے بعد انسان ایک پردۂ جمال […]ھنے کی حیات کر سکتا ہے ورنہ یہ چیز تو درکنار اس کی ایک جھلک ہی […]سان کو جلا کر خاکستر بنا سکتی ہے۔ جلال اور پھر ربانی جلال انسان کا بال […] اپنی جگہ پر لرزنے لگتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم جانتے اور سمجھتے تھے […]سا کچھ کیا ہے مگر نفس و شیطان تو پیچھے لگے ہوئے ہیں انسان ضعیف […]نیان اور فراموش کار ہے ممکن ہے کہ کچھ کوتاہی ہو جائے اور وہ سزا […]وں۔

ضرت غوث اعظم کے فضائل اخلاق

یاضی و ایثار

حضرت غوث اعظم ایثار و سخاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور نہ صرف بغداد و عراق بلکہ دور و نزدیک آپ کی […]ہنچی اور دریا دلی کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی غربا نوازی اور مسکین پروری […] آپ کا کوئی ثانی نہ تھا مصیبت زدوں اور غریبوں پر خاص نظر عنایت تھی […] نظر عنایت کیا آپ غریبوں اور مسکینوں کے پاس زیادہ بیٹھتے تھے اور […]ں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز ختم ہونے کے بعد آپ […] ڈیوڑھی پر کھڑے ہو جاتے کھانے سے لبریز خوان آپ کے پاس ہوتے […] آواز پکارتے کہ ہے کوئی بھوکا جسے روٹی کی ضرورت ہو ہے کوئی مسافر […]سے کھانے اور شب کو قیام کرنے کی ضرورت داعی ہو۔ ہو تو آئے کھانا کھائے […]کم سیر ہو جائے۔ اس وقت بالعموم غریبوں و مصیبت زدوں کا ایک ہجوم […] جایا کرتا اور سب کو آپ کے آستانہ سے کھانا مل جاتا۔

آپ کا دسترخوان بھی بہت وسیع تھا جس پر بیک وقت بہت سے مہمان […] ہوتے اور کھانا کھاتے مہمانوں کے بغیر آپ شاذ ہی کھانا تناول فرماتے […]ور کھانا کھلانے اور بھوکوں اور مسافروں کا پیٹ بھرنے کو نہایت بہتر […]ہے افضل سمجھتے تھے آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے تمام کاموں اور […]ان کا تجزیہ کیا ان کے متعلق تحقیق کی اور خوب غور کیا تو سمجھا کہ بھوکوں کو […]لانا اور حسن خلق سے افضل اور بہتر اور کوئی عمل نہیں خدا کو سب سے زیادہ […] پسند اور یہی عمل محبوب ہے اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی تو یہی کرتا […]بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا۔ واقعی یہ چیزیں گو بادی النظر میں معمولی اور […]ت آسان نظر آتی ہیں اتنی آسان کہ ایک عامی و غریب بھی اپنی استطاعت […]ت کے مطابق ان سے بہرہ مند ہو سکتا ہے کون ہے جو کبھی دو ایک […]وں کو کھانا نہ کھلا سکے اور خوش مزاجی سے پیش نہ آسکے اس میں نہ کچھ […]ہے اور نہ کچھ خرچ اس کے علاوہ اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی […]ن اگر غور سے دیکھا جائے تو اخلاق عامہ اور حیات انسانی پر ان کی بہت بڑا اثر پڑتا ہے فائدہ بھی مشترک ہے یہ دونوں عمل ایسے ہیں کہ جن سے بیک وقت بڑے بڑے اور گوناگوں فائدے پہنچتے ہیں اس طرح کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے سے غرور و نخوت معدوم ہوتے ہیں دل میں درد اور رقت پیدا ہوتی ہے زبان پر بیساختہ شکر کے الفاظ آجاتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس قابل کیا ورنہ یہ کھانے والے انسان بھی ہیں جیسے انسان ہیں اللہ کی یاد آتی ہے تزکیہ نفس ہوتا ہے رزق کی قدر و اہمیت معلوم ہوتی ہے خوشی ہوتی ہے اور خوشی سے صحت بڑھتی ہے۔ دعائیں ملتی ہیں برائیوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کی عادت پڑتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے دوسرے کا پیٹ بھرتا ہے تکلیف دور ہوتی ہے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بھی جو آپ کے سلسلہ کے ایک بہت بڑے عارف اور کامل اولیا گزرے ہیں اور جو آپ کے پیروؤں میں تھے ان کا بھی یہ قول ہے کہ میں کبھی نہیں بھولتا کہ دنیا اور حیات دنیا میں توبہ و عبادت سے بھی اتنا فائدہ نہیں پہنچتا جتنا فائدہ کہ دوسروں کی تکالیف دور کرنے اور انہیں مصیبتوں سے نجات دلانے اور غربا نوازی سے پہنچتا ہے۔" اب یہ حالت ہے کہ دروازہ پر ایک بھوک سے تڑپتا ہوا سائل آیا بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں اور کہدیا کہ سائیں برکت ہو اور جب دریائے سخاوت جوش میں بھی آتا ہے تو مصلے کو کھانا بھیجدیتے ہیں اور مسجد کے ملاؤں کو کھلا دیتے ہیں اور کھانا بھی وہ جو پلاؤ اور زردے پر مشتمل ہوتا ہے حالانکہ یہ سلسلہ غلط ہے مستحق محروم رہ جاتے ہیں اور غیر مستحق کھا جاتے ہیں۔

چاہئے یہ تھا کہ درحقیقت بھوکوں کو کھلایا جائے بھوکے تو محروم رہتے ہیں اور مفت خورے پیٹ بھر لیتے ہیں بھوکے گھروں اور گوشوں میں ہوتے ہیں یا درماندوں پر آج ہر محلے میں صدہا ایسی بیوائیں ہیں اور ہزاروں یتیم پڑے ہیں اور فلوک الحال ملیں گے جن کا کوئی رکھوالا وارث دینے اور کھلانے والا نہیں اور جو رات کو بھی چادر اوڑھ کر بھوکے پڑ رہتے ہیں بھوکوں کو پلاؤ زردے کی نہیں روٹی کی ضرورت ہوتی ہے اور اتنی ہی قیمت میں ہم کئی پیٹ بھر سکتے ہیں انہیں دیں گے ثواب بھی ہوگا اور اخلاقی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

حسن خلق کی بھی یہی حالت ہے اس میں ایک پائی بھی گرہ کی خرچ نہیں ہوتی اور روحانی کے فائدے حاصل ہو جاتے ہیں دوسرا خوش ہو جاتا ہے اور اپنی طبیعت رعونت، نخوت، غرور، حسد، کینہ، بدگوئی، فحش کلامی اور صدہا لغویات سے پاک رہتی ہے اور دنیا بلا ایک پائی خرچ کئے جیت جاتی ہے کاش ان سطور کے پڑھنے اور دیکھنے والے غوث پاک کے اس قول سے سبق حاصل کرکے اس کی اہمیت سمجھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

جوشِ کرم

بغداد کے قیام پر ایک دفعہ کچھ روز تک آپ کو کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی اسی تلاش میں آپ کسریٰ کے ویرانے

محلات کی طرف تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ ستر اولیاء اللہ کسی ایسی ہی چیز کی تلاش میں سرگرداں ہیں واپس ہوئے تو آپ کے ایک ہم وطن نے آپ کی والدہ کی طرف سے آپ کو سونے اور چاندی کے کچھ ریزے دیئے آپ انھیں لیکر پھر کسریٰ کے محلات کی طرف گئے اور ایک کے سوا تمام ریزے ان اولیاء کو تقسیم کر دیئے ایک کو جو باقی رہ گیا تھا بغداد واپس آکر اس کا کھانا خریدا اور اُسے بھی فقراء کو ساتھ بٹھا کر کھایا۔

ایک مرتبہ بغداد میں قحط پڑا آپ کو کئی روز تک کچھ نصیب نہ ہوا کنار دجلہ سڑکوں پر راستہ میں سالن پھینکی ہوئی ترکاری کے چھلکے اور ڈنٹھل تک تلاش کئے مگر انھیں لوگ اٹھا کر پہلے ہی کھا جاتے تھے کچھ نہ ملا تھک کر آپ ایک مسجد میں آن پڑے دیکھا کہ فارسی جوان کھانا کھا رہا ہے آپ بھوک سے بیتاب تھے اس نے اصرار سے کھانا کھلایا اثنائے گفتگو میں اس نے پوچھا کہ یہاں جیلان کا کوئی نوجوان طالبعلم رہتا ہے جس کا نام عبدالقادر ہے آپ نے فرمایا جی ہاں وہ خادم میں ہی ہوں یہ سنکر وہ بیچین ہوگیا اور کہنے لگا کہ جو کچھ زادراہ ساتھ لایا تھا وہ سب خرچ ہوگیا تا آنکہ پیہم فاقے ہونے لگے تمہاری ماں نے تمہارے لئے آٹھ درہم بھیجے تھے آخر بھوک سے بیتاب ہوکر تمہاری امانت ہی سے یہ کھانا خریدا ہے اب تم میرے مہمان نہیں بلکہ میں تمہارا مہمان ہوں مجھے معاف کرو کہ مجھے بدرجہ مجبوری یہ خیانت ہوئی آپ نے کہا کوئی مضائقہ نہیں میں تو اس سے اور خوش ہوا اس کے بعد جو کھانا بچا وہ بھی اُسے ہی دیدیا اور اپنے پاس سے کچھ زرنقد بھی دیا۔

ایک دفعہ آپ کو ایک غریب شخص ملا دیکھا کہ بہت مایوس اور افسردہ نظر آرہا ہے آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں دریا پار جانا چاہتا ہوں ملاح کرایہ لئے بغیر پار اتارنے پر راضی نہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں اس لئے رنجیدہ ہوں اتفاق سے اسی وقت ایک امیر نے آپکی خدمت میں اشرفیوں کی ایک تھیلی نذر پیش کی تھی آپ نے اس غریب شخص سے کہا کہ لو میں یہ تھیلی تمہیں دیتا ہوں جاؤ اسے ملاح کو دیدو اور کہدو کہ یہ کشتی کا کرایہ ہے جو ایک عرصہ کی اجرت کے طور پر دیا جاتا ہے آیندہ جب کبھی کوئی غریب اور محتاج تیرے پاس آئے اور اس کے پاس دینے کو کچھ نہ ہو تو اس سے کرایہ نہ مانگنا اور ویسے ہی اتار دینا۔

ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کو ایک سوداگر ملا اور عرض کی کہ میں زکوٰۃ کے علاوہ کچھ روپیہ خیرات کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے مستحق اور غیر مستحق کی پہچان نہیں آپ فرمایئے کہ مجھے یہ روپیہ کسے دینا چاہیئے آپ نے فرمایا سب کو دے جو تیرے خیال میں مستحق ہوں ان کو بھی اور جو غیر مستحق ہیں ان کو بھی تاکہ خدا تعالیٰ تجکو وہ دے جس کا تو مستحق ہے اور وہ بھی دے جس کا تو مستحق نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ حج کو تشریف لیجاتے ہوئے ایک آبادی کے قریب شام ہو جانے کے باعث ٹھیرے اور فرمانے لگے کہ اس بستی میں جو شخص سب سے زیادہ مفلس ہو میں اس کے یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں بعد تلاش ایک غریب گھر ملا جس میں دو بڈھے عورت و مرد تھے اور ایک بچہ حضور اس مکان پر تشریف لے گئے اور ایک رات قیام کی اجازت چاہی اُس نے کہا چشم ما روشن دل ما شاد مگر میں کسی خدمت کے لائق نہیں آپ کے قیام کی خبر پاتے ہی اس آبادی اور نیز گردونواح کے مشائخ و امراء دوڑے ہوئے آئے اور سبنے آپ کو اپنے یہاں ٹھیرانے کی استدعا کی جب آپ نہ مانے تو سبنے وہیں کھانے کا بندوبست کر دیا اور نذریں بھی دینی شروع کر دیں غلے، بکریوں اور روپے پیسہ کا ایک انبار لگ گیا آپ نے فرمایا کہ میں اس میں سے کچھ بھی نہ لوں گا یہ سب اس غریب گھرانے کا حق ہے آپ نے اس شب کو کچھ بھی نہ کھایا اور صبح کو سب کچھ وہیں چھوڑ کر اور اُسے دیکر روانہ ہو گئے۔

یہ تھی آپ کی فیاضی و سیرچشمی یہ تھا آپ کا جوش کرم اور مظاہرہ غرباء پرستی کہ خود بھوکے پڑ رہتے اور تکلیف اٹھا لیتے تھے مگر دوسروں کو تکلیف دینا پسند نہ کرتے تھے اور نہ غرباء و مساکین کی مصیبت دیکھ سکتے تھے۔

علامہ ابن نجار جبائی نقل کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم نے مجھے جہاں بھوکوں کو کھانا کھلانے اور حسن خلق کو افضل ترین عمل بتایا یہاں یہ بھی کہا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں ٹھیرتا اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آجائیں تو شام کو ایک پیسہ بھی باقی نہ رہے۔ (فوات الوفیات)

صبر و استقلال

قرآن کریم میں صبر و استقلال کو بہت بڑی اہمیت دیگئی ہے اتنی کہ یہانتک فرما دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے اور صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرو لوگ صبر کے معنے بالعموم یہی سمجھتے ہیں کہ نقصان جان و مال پر انسان گریہ وزاری نہ کرے اور بس حالانکہ صبر بہت بڑی چیز ہے اور استقلال و ثبات قدمی کے انتہائی درجوں کو صبر کہا جاتا ہے صبر یہ ہے کہ انسان تمام مشکلات و حوادث کا مقابلہ پورے استقلال و اطمینان کے ساتھ کرے بالکل نہ گھبرائے اور ناامید نہ ہو دنیا میں حوادث و افکار سے کسی کو چارہ نہیں یہ زندگی کی گھاٹیاں ہیں جنھیں عبور کئے بغیر انسان ترقی و کامرانی کے سبزہ زاروں میں قدم نہیں رکھ سکتا اور ناامید ہو جانے پر تو وہ کہیں کا بھی نہیں رہتا تاریخ گواہ ہے کہ جن بزرگ ہستیوں نے استعانت بالصبر کی عظمت و بلندی پر نازاں ہوئے اور جو گھبرا گئے اور جنھوں نے صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا وہ برباد ہوگئے اور دنیا نے بہت جلد انھیں گمنامی کے غار میں دھکیل دیا۔

حضرت غوث الاعظم پر بڑی بڑی سختیاں گذریں شدائد و مشکلات کے

پہاڑ سامنے آکھڑے ہوئے حوادث وافکار کی راتوں نے کچھ اس طرح گھیرڈالا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان راتوں کی سحر کبھی ہوگی ہی نہیں حضور خود ہی فرماتے ہیں کہ جو سختیاں مجھ پر پڑیں اور گزرتی رہیں اگر وہ پہاڑ پر پڑتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا جب زیادہ دباؤ ہوتا تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور آیہ کریمہ فان مع العسر یسرا، ان مع العسر یسرا کا ورد شروع کر دیتا اس کے بعد جو سر اٹھاتا تو محسوس کرتا کہ میری تمام تکالیف دور ہو گئی ہیں زمانہ طالبعلی شدید تکالیف میں گذرا جب آپ علم فقہ پڑھتے تھے تو شہر میں رہنے کا کوئی ٹھکانا اور بندوبست نہ تھا سبق پڑھا اور باہر نکل گئے ویرانوں اور جنگلوں میں پڑے رہے بھوک لگی تو کا ہو کا ساگ درختوں کی کونپلیں یا لب دریا کی سبزیاں کھالیں اسی پر گذر تھی آج کون ہے جو ان تکالیف کا تحمل ہو سکے اور تحصیل علم میں اتنے شدائد برداشت کرے برداشت کرنا تو ایک طرف اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ عراق کے بیابانوں میں حضرت خضرؑ آپ کو ملے اور ہمراہ لے لیا اور چلتے چلتے ہی یہ عہد کرا لیا کہ وہ جو کچھ کہیں گے آپ کریں گے چنانچہ وہ آپ سے یہ کہکر چلے گئے کہ جب تک میں نہ آؤں یہیں رہنا آپ سال بھر تک وہیں رہے بے حد تکالیف اور پریشانیاں برداشت کیں لیکن اپنا عہد نہ توڑا یہاں شیاطین اور اجنہ بھی مختلف ہیبتناک صورتوں میں آپ کے سامنے آتے اور آپ کو ڈراتے رہے لیکن آپ نے حوصلہ نہ ہارا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر شاکر رہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بغداد میں شدید فتنہ و فساد رونما ہو گیا آپ نے ارادہ کیا کہ یہاں سے کسی طرف نکل جانا چاہیئے آپ نے قرآن شریف گلے میں ڈالا اور جنگل کی طرف چل دیئے ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ کسی نے آپ سے کہا کہ کدھر جاتے ہو اور ساتھ ہی ایسا دھکا دیا کہ آپ گر گئے اس وقت آپکو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کو بجبر روکا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ عبدالقادر واپس لوٹ جاؤ تم سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے گا۔ آپ کہنے لگے مجھے مخلوق کا کیا حق ہے میں تو اپنے دین کے تحفظ کے لئے باہر جا رہا ہوں۔

اس نے کہا یہیں رہو جاؤ نہیں تمہارا دین سلامت رہیگا آپ کو آواز تو ضرور سنائی دیتی تھی مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اس کے بعد آپ پر ایک حالت طاری ہو گئی آپ نے دعا کی کہ آپ کو کوئی ایسا بزرگ ملے جو اس راز کا انکشاف کرے آپ دوسرے روز راستہ چلے جا رہے تھے کہ یکایک ایک دروازہ کھلا اور کسی نے آپ کو پکار کر کہا عبدالقادر کل تم نے خدا سے کیا دعا کی تھی آپ کوئی جواب نہ دے سکے اور دروازہ بند کر لیا گیا کچھ دور جا کر خیال یاد آیا اور خیال پیدا ہوا کہ ممکن ہے یہ کوئی بڑے ولی ہوں واپس ہوئے تو دروازہ شناخت نہ کر سکے آپ کو بہت قلق ہوا

تاہم اس طرف آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھا آخر معلوم ہوا کہ وہ بزرگ شیخ حماد دباس تھے۔ ان بزرگ نے بہت سی مشکلات حل کیں۔

اب ایک نئی صورت پیدا ہوئی کہ آپ درس و تدریس کے بعد جب شیخ حماد کے پاس آتے تو آپ فرماتے میرے پاس کیوں آئے ہو تم فقیہ ہو فقہا میں جاؤ آپ خاموش ہو جاتے یہانتک کہ انھوں نے آپ کو مختلف تکالیف دیں اور اذیتیں پہنچانی شروع کر دیں اور تو اور آپ کو مارنے بھی لگے کسی روز یہ بھی کہدیتے کہ آج ہمارے پاس بہت سا کھانا آیا تھا ہم نے سب کھا لیا اور تمہارے لئے کچھ بھی نہیں رکھا آپ کی مجلس کے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ان کا یہ رویہ دیکھکر آپ کو ایذا پہنچانے لگے لیکن جب انھیں اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور فرمایا نامعقولو! تم میں تو کوئی بھی اس جیسا نہیں تم اسے کیوں تکلیف دیتے ہو۔

ایک دفعہ موسم سرما میں جبکہ شدید سردی پڑ رہی تھی اور آپ ان کے ساتھ چلے جا رہے تھے ندی کے پل پر انھوں نے انھیں دھکا دیکر پانی میں گرا دیا اور خود آگے بڑھ گئے آپ عجلت سے پانی کے اندر سے نکلے اور پھر بڑھکر ان کے پیچھے ہو لئے اس دفعہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے آپ کو پھر پانی میں دھکیلنا چاہا لیکن انھوں نے وہیں اسے ڈانٹ بتائی کہ میں نے تو کچھ کیا امتحان کی غرض سے کیا تو کیوں بولتا ہے پھر فرمانے لگے کہ واقعی عبدالقادر کا استقلال پہاڑ جیسا ہے۔ آج کوئی ہے کہ کسی بزرگ کے کڑے تیور دیکھکر بھی تحمل کر سکے کوئی ماں باپ کی بھی نہیں سنتا دوسرا تو بڑی چیز ہے۔

حقگوئی و بیباکی

حضرت غوث اعظم نہایت راست باز حق گو منہ پر کہنے والے اور لگی لپٹی رکھے بغیر صاف صاف کہنے والے تھے اور جب کہتے تھے پوری بیباکی اور دلیری کے ساتھ کہتے تھے اور کہتے وقت کسی کی حیثیت و امدت پر قطعا کوئی اثر نہ ہوتا تھا بری بات سے روکنا اور نیک امر کی ہدایت کرنا آپ کا شعار عمل تھا چوکتے ہی نہ تھے کسی کی کوئی بری بات دیکھ لیں پھر خواہ اس کی حیثیت کتنی ہی بلند ہو نہ کتنا ہی بڑا منصب رکھتا ہو کیسا ہی با اقتدار والا ہو کوئی لحاظ نہ کرتے تھے فوراً کہتے اور روکتے تھے۔

آپ کے عہد میں ایک شخص ابوالوفا یحییٰ ابن سعید ایک امیر تھا جس نے اپنے ظلم و ستم کے باعث بہت شہرت حاصل کر لی تھی خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا زمانہ تھا خلیفہ نے اسے شہر کا قاضی بنا دیا لوگوں نے آپ سے اطلاع کی آپ کو کہاں تاب تھی اسی وقت منبر پر چڑھے خطبہ دیا اور خلیفہ کو مخاطب کر کے اعلان کیا کہ اے خلیفہ تو نے ایک بہت بڑے ظالم اور ستمگار شخص کو منصب قضا پر مامور کیا ہے جس سے کوئی بھی خوش نہیں اور جسے عوام

ہرگز پسند نہیں کرتے بتا کل تو بروز حشر خدائے ذوالجلال کو جو اس مخلوق پر بیحد مہربان ہے اپنے اس فعل و عمل پر کیا جواب دیگا خلیفہ نے جو یہ سنا تو اس کے جسم پر ایک لرزہ ہو گیا کانپ اٹھا آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور اسی وقت فرمان لکھا کر ابو الوفا یحییٰ کو منصب قضا سے معزول کیا جاتا ہے۔

امراء و سلاطین سے برتاؤ

دربار غوثیت میں ہر حیثیت کے لوگ آتے اور آپ سب سے یکساں سلوک و شفقت سے ملتے اور گفتگو کرتے اس میں کوئی تخصیص نہ تھی البتہ اتنی بات ضرور تھی کہ آپ سلاطین و امراء کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے تھے۔

وزراء و سلاطین آپ کے بلانے کی آرزو ہی میں رہتے تھے مگر آپ کبھی ان کے دروازہ پر نہ جاتے تھے عمر بھر میں صرف ایک دفعہ آپ نے ان کے یہاں کھانا کھایا ہے ان کے یہاں سے نذرانے کے طور پر آپ کو جو زر وغیرہ بھیجے جاتے آپ ان پر بھی نہ بیٹھتے تھے اور اسے ایک مصیبت سمجھتے تھے آپ کے لئے خلیفہ کے یہاں سے ہر سال ایک خلعت آیا کرتا تھا آپ اسے نہ رکھتے تھے اور نہ خود لیتے تھے بلکہ دوسروں کو دلوا دیتے تھے۔

بڑا دربار تھا اور بڑی مجلس بڑے بڑے ذی حشم و ذی اقتدار لوگ جنکے ایک اشارہ ابرو پر ہزار ہا زندگیوں کی موت و زیست کا سوال پیدا ہو جاتا تھا اور جنکے نام سے سلطنت کے افراد کانپ اٹھتے تھے آپ کے یہاں برابر حاضر ہوتے رہتے تھے خلفاء و سلاطین وزراء اور امراء سب ہی یارت کے لئے تشریف لاتے مگر آپ کبھی کسی کی تعظیم نہ کرتے جب کسی کی آمد ہوتی تو آپ باہر سے اٹھکر اندر چلے جاتے اور بعد کو باہر آتے تاکہ تعظیم نہ دینی پڑے تعظیم کو آپ برا بھی نہ بتا سکتے اور نہ لوگوں کو اس سے روک سکتے تھے اس لئے کہ یہ آخر سلاطین و امراء تھے ان کی تعظیم نہ کی جائے اور ان کا لوگوں پر رعب نہ قائم رہے تو پھر انتظام کیسے ہو سکتا ہے تاہم فقیری اس امیری پر مرجح تھی اور آپ امراء کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا فقیری و فقر کی توہین سمجھتے تھے۔ امراء و سلاطین بھی اپنی پوزیشن جانتے اور حیثیت کو سمجھتے تھے وہ جب آتے تو آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر آپ کے سامنے مودب بیٹھ جاتے آپ انہیں بڑی بڑی نصیحتیں کرتے سختی سے سمجھاتے اور اکثر سخت پکڑ لیتے مگر وہ ادب سے برابر خاموش رہتے۔

ایک مرتبہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے وزیر ابن ہبیرہ سے شکایت کی کہ شیخ عبد القادر برابر میری توہین اور ہتک کرتے رہتے ہیں آپ کے خانقاہ میں جو کھجور کا درخت ہے آپ اس سے میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ کھجور کے درخت تو سرکشی نہ کر ورنہ میں تیرا سر توڑ دوں گا تم ان کے پاس تنہائی میں جاؤ اور میری طرف سے ان سے کہو کہ خلیفہ وقت سے آپ کا تعرض کرنا مناسب نہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ آپ کو خلافت کے حقوق کا علم ہے۔

ابن ہبیرہ دربار غوثیت میں پہنچے اور تنہائی کے انتظار میں خاموش بیٹھ گئے آپ مصروف گفتگو تھے کہ اسی دوران میں آپ نے فرمایا بیشک میں اس کا سر توڑ دونگا ابن ہبیرہ سمجھ گئے کہ یہ اشارہ ان کی طرف ہے وہ خاموشی سے اٹھے اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آکر خلیفہ سے کہدیا اور آبدیدہ ہو کر عرض کی کہ فی الواقع شیخ کی نیک نیتی میں کوئی شبہ نہیں۔

آخر خلیفہ خود دربار غوثیت میں حاضر ہوا اور مودب بیٹھ گیا آپ نے اسی وقت خلیفہ کو بہت نصیحت کی خدا کے خوف سے ڈرایا اور ظلم سے بچنے کی ہدایت سختی کے ساتھ کی یہاں تک کہ خلیفہ کے رخساروں سے آنسو بہنے لگے اب بھلا کہاں تاب تھی آپ آنسو دیکھتے ہی بیچین ہو گئے اور اس سے پھر شفقت و مہربانی سے باتیں کرنے لگے۔ دیکھی آپ نے بارگاہ غوثیت کی عظمت کہ سلطنت اسلامیہ کا تاجدار ایک فرمانروائے بغداد جسکے سامنے گردنیں اگر دن نیچی رہتی ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ اپنی نگاہیں اس کے سامنے اونچی کرے وہی دربار غوثیت میں نہ صرف حاضر ہے بلکہ مودب بیٹھا ہوا ہے اور اپنی شاہی آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے اسی خلیفہ کو آپ نے حکم دیکر قاضی ابو الوفا یحییٰ کو معزول کرا دیا تھا۔

آپ اسے خط لکھتے تو اس طرح لکھتے کہ عبد القادر تمہیں حکم دیتا ہے کہ فلاں کام کرو کیونکہ اس پر تمہارے خلیفہ ہونے کی وجہ سے تمہاری اطاعت لازم ہے جب خلیفہ کے پاس حضرت غوثیت مآب کا نامہ پہنچتا تو وہ اسے چومتا آنکھوں سے لگاتا اور کہتا بیشک شیخ سچ فرماتے ہیں۔

اسی خلیفہ کا بیٹا المستنجد باللہ سریر آرائے خلافت ہوا تو وہ دربار غوثیت میں نصیحت سننے کے لئے حاضر ہوا اور زر نقد کی دس تھیلیاں بطور نذرانہ پیش کیں آپ نے انھیں لینے اور قبول کرنے سے انکار کر دیا جب خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے اس میں سے دو تھیلیاں اٹھائیں اور اس کے سامنے انھیں دونوں ہاتھوں سے نچوڑا تو اس میں سے خون ٹپکنے لگا اسی وقت آپ نے خلیفہ سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں کہ لوگوں کا خون کرکے تم اس مال کو میرے سامنے لائے ہو خلیفہ المستنجد باللہ یہ سنکر اور دیکھکر بے ہوش ہو گیا پھر آپ فرمانے لگے کہ اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اس کے نسب کے متصل ہونے کی عزت و حرمت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو میں اس خون کو اس کے محلوں تک بہا دیتا۔

ایک مرتبہ اسی خلیفہ نے دربار غوثیت میں حاضر ہو کر آپ سے کرامت کی خواہش ظاہر کی فرمانے لگے کیا چاہتے ہو خلیفہ نے سیب کی خواہش کی اس وقت سیب کی فصل نہ تھی آپ نے ہاتھ جو اوپر اٹھایا تو اس میں دو سیب

آگئے آپ نے ایک خلیفہ کو دیدیا آپ نے اپنا سیب توڑا تو اس میں سے مشک وعنبر کی خوشبو نکل کر پھیل گئی خلیفہ نے بھی عجلت سے اپنا سیب توڑا دیکھا تو اس میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں خلیفہ نے سبب پوچھا تو فرمایا کوئی بات نہیں ایک کو ولایت کے ہاتھ نے چھوا دوسرے کو ظالم کے ہاتھ نے اسی لئے پہلے سیب کے اندر سے مشک کی خوشبو نکل کر پھیل گئی اور دوسرے کے اندر سے کیڑے نکلے۔

دنیا سے بے نیازی

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم کو سب کچھ عطا فرمایا تھا آپ کی خدمت میں بکثرت تحفے اور نذریں آتی تھیں اور اس قدر فتوح ہوتی تھی جس کا کوئی شمار نہ تھا مگر آپ کی طبیعت اس درجہ مستغنی تھی کہ آپ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے تحفوں کو اور نذرانوں کو ہاتھ تک نہ لگاتے تھے لانے والے آپ ہی حضور کے مصلے کے نیچے رکھ دیتے آپ خادم کو ارشاد فرماتے کہ اسے اٹھا کر لیجاؤ اور نان بائی اور سبزی فروش کے حوالہ کردو یا خیرات کردو حتی کہ آپ خلیفہ کے یہاں کی خلعت کو بھی اکثر ابوالفتح نانبائی ہی کو بھجوا دیتے اور کہلوا دیتے کہ یہ اس کھانے کی قیمت ہے جو تمھارے یہاں سے میرے یہاں آیا کرتا ہے۔

گویا اس سے یہ بتانا اور جتانا مقصود تھا کہ دنیا میں اگر کسی چیز کی کسی حد تک کسی کو پرواہ ہو سکتی ہے تو وہ صرف روٹی ہے بڑی چیز اور بڑا خلعت یہ ہے کہ پیٹ بھر کر روٹی مل جائے اور بندہ مطمئن ہو کر اپنے خدا کی عبادت کرسکے باقی جملہ خواہشات فضول ہیں اور انسان انھیں روک سکتا ہے اور ان کے بغیر بھی زندگی بسر کر سکتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ امیر بہت اچھا ہے جو فقیر کے دروازہ پر جائے اور وہ فقیر بہت برا ہے جو امیر کے دروازہ پر دیکھا جائے اب اس زمانہ میں دنیا کی حالت خواہ کچھ ہو اور بالکل برعکس زندگی نظر آتے ہوں مگر اس عہد میں فقراء کی یہی عادت تھی اور حضرت غوث اعظم کبھی کسی دولتمند و امیر کے یہاں نہ جاتے اور نہ اس کی تعظیم کرتے تھے۔

دنیا میں مال، اولاد، بیوی، اقتدار بہت عزیز اور محبوب چیزیں ہیں لیکن آپ کو ان میں سے کسی چیز سے بھی کوئی انس و محبت نہ تھی صرف اللہ کی محبت میں سرشار رہتے تھے انتہا یہ ہے کہ جب آپ کے یہاں کسی بچہ کی ولادت ہوتی تو آپ اسے گود میں لیکر کہتے کہ یہ میت ہے اسی لئے آپ پر جب کوئی بچہ مر بھی جاتا تھا تو کوئی اثر نہیں ہوتا تھا آپ پیدا ہوتے ہی بچہ کی محبت دل سے نکال دیتے تھے بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ کے لڑکے اور لڑکیاں عین اس وقت انتقال کر گئے ہیں جب آپ تقریر کرتے ہوتے ہیں لیکن آپ نے کوئی اثر نہیں لیا ہے اور مجلس وعظ کو برخاست نہیں کیا ہے جب لوگ غسل دیکر اور کفن پہنا کر میت کو مجلس میں لاتے تو آپ منبر و کرسی سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے۔

عام اخلاق ومحاسن

حضور غوثیت مآب کے اخلاق نہایت ستودہ و پسندیدہ تھے اتنا بلند مرتبہ کہ خلفائے وقت غلاموں کی طرح آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے رہنے کو فخر سمجھتے تھے امراء و وزراء بندہ بے دام بنے ہوئے تھے غوثیت و ولایت کے درجہ رفیع کے حامل تھے دور دور تک شہرہ تھا لیکن اس کے باوجود طبیعت میں بیحد انکسار تھا بڑی عمر والوں کا احترام کرتے تھے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے غرباء و مساکین میں زیادہ نشست و برخاست رکھتے اور بات سے اس طرح ان کے حالات کے متعلق استفسار کرتے جس طرح کوئی ہمدرد قریبی رشتہ دار اپنے عزیز سے استفسار کیا کرتا ہے ان کی برائیوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے اور ان کی خوبیوں کی تعریف فرماتے حاضر باشوں اور روز کے آنے جانے والوں میں اگر کوئی شخص کسی دن موجود نہ ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ پوچھتے کہ آج فلاں شخص نظر نہیں آیا خیریت تو ہے اچھا تو ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ امیر دل میں تو سب ہی بیٹھتے اور ان سے سب ہی ملتے ہیں غریبوں میں بیٹھنے اور ان کا پوچھنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں ہر شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور کی عنایت مجھ پر سب سے زیادہ ہے اور مجھی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں کوئی شخص خدا کی قسم کھاتا تو آپ فوراً یقین کر لیتے اپنی ذات کی خاطر آپ کسی سے ناراض نہ ہوتے تھے البتہ خدا کے کاموں میں کوتاہی پر آپ بعض اوقات بہت زیادہ برہم ہو جاتے تھے پہلے تو آپ نرمی سے سمجھاتے تھے اگر کوئی نہ مانتا یا پھر اسی فعل کا ارتکاب کرتا تو آپ ضرور سختی اور درشتی سے ملامت کرتے۔

فیاضی کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی جو مانگتا بے تکلف دیدیتے پاس نہ ہوتا تو قرض منگا کر دیدیتے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد روایت کرتے ہیں کہ حضور نہایت خوش اخلاق خندہ رو دردمند اور رقیق القلب تھے آپ کی زبان سے کبھی کسی نے کوئی فحش اور بیہودہ کلام نہیں سنا اور نہ کسی کی جرأت ہوئی کہ آپ کے سامنے کوئی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کرسکے اس لئے کہ آپ کو اس سے شدید نفرت تھی آپ کے در سے کبھی کوئی سائل محروم نہیں گیا حضرت شیخ ابو المظفر منصور کا بیان ہے کہ حضرت غوث پاک سے بڑھکر میں نے کسی کو کریم النفس فراخ حوصلہ مہربان خوش مزاج وعدہ کا پکا اور دوستی کا نباہنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا اس کے باوجود آپ کی محفل میں اسقدر رعب ہوتا تھا کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی تھی ساتھ ہی سکون و راحت بھی ایسی تھی کہ دربار غوثیت میں حاضر خدمت ہونے والے باہر کے تمام افکار بھول جاتے تھے اور انھیں آپ کی صحبت میں ایک قلبی تسکین اور روحانی

تسلی ہوتی تھی خلاف شرع لوگوں سے بیزار رہتے تھے مالداروں پر غریبوں کو فوقیت دینے کی وجہ یہ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مال و دولت کو محبوب نہیں رکھتا بلکہ عمل صالح اور تقویٰ کو پسند کرتا ہے مریضوں کی عیادت کے لئے بھی عموماً تشریف لیجاتے تھے۔

عجز وانکسار آپ بیحد منکسر المزاج تھے اس عظمت و بلند مرتبہ کے باوجود گھر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے خود بہ نفس نفیس بازار تشریف لیجایا کرتے تھے جب کبھی سفر کا اتفاق ہوتا تو منزل پر پہنچتے ہی خود اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتے روٹیاں پکاتے اور اپنے رفقائے سفر کو تقسیم کرتے خدام عرض کرتے کہ حضور تکلیف نہ کریں یہ کام ہم خود کر لینگے لیکن آپ نہ مانتے اور فرماتے کہ اگر میں ہی یہ سب کچھ کروں گا تو کیا ہرج ہو جائے گا یہی نہیں گھر میں بھی جب آپ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہو جاتیں تو گھر کا سارا کام خود ہی کرتے جھاڑو دیتے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاتے اور بچوں کو کھلاتے اور یہ تو بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ گھر سے گھڑا لے گئے ہیں اور کنوئیں سے پانی بھر کر اور اُسے اپنے دوش مبارک پر رکھکر لائے ہیں۔

ایک دفعہ آپ کا گذر ایک کوچہ سے ہوا وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے اُن میں سے ایک نے دوڑ کر کہا کہ میرے لئے بازار سے ایک پیسہ کی مٹھائی لا دیجئے آپ فوراً بازار تشریف لے گئے اور اسے شیرینی لا دی پھر اور کئی بچوں نے بھی کہا آپ نے انھیں بھی شیرینی لا دی۔

اس سادگی و انکسار کی مثالیں نبیوں، ولیوں، اور اللہ کے نیک بندوں ہی میں مل سکتی ہیں انسانیت کبریٰ کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ ہے کہ مزاج بالکل پانی اور طبیعت بالکل مٹی ہے خودی اور خود پرستی کی کوئی رمق بھی باقی نہیں جو خود کو پہچان لیتے ہیں ان کی طبیعت ایسی ہی ہو جاتی ہے وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه اللہ تعالیٰ نوازے وہ! ورنہ بات یہ ہے انسان کی حقیقت ہی کیا ہے جو غرور کرے اور خود پرستی کو دخل دے آخر ایک خاک کا پتلا ہے عبدیت کے درجہ کی یہ انتہا ہے کہ انسان بلند ہو کر اور ترقی مدارج کے معراج پر پہنچکر بھی وہ اپنی حقیقت سمجھے اور غرور و نخوت کے جذبات سے اپنا دامن بچائے رکھے اللہ تعالیٰ کو یہی چیز پسند ہے عزت اور بڑائی صرف اسی کو زیب دیتی ہے۔ غور کیجئے حضور غوث الاعظم کا منصب کتنا رفیع درجہ کتنا بلند، رتبہ کتنا عالی اور روحانی علو کتنا ممتاز تھا فرمانروایان وقت کی سطوت و جبروت آپ کے سامنے ہیچ تھی لاکھوں انسان آپ کی ایک گردش چشم پر جان دینے کو تیار رہتے تھے کوئی نعمت ایسی نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو مگر پھر بھی آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ میں ناچیز ہوں بے حقیقت ہوں بندہ ہوں اور بندہ کتنا ہی بلند ہو جائے بندہ ہی رہتا ہے اور بندہ کو ہر حالت میں بندگی ہی زیب دیتی ہے اور بندگی اور بندگی کا اظہار ہی اس کے لئے شرف و افتخار کا باعث ہے نہ کہ خودی اور رعونت کا!

حضور غوث اعظم کی تعلیمات وارشادات

حضور محبوب سبحانی غوث اعظم کی ذات والا صفات میں تمام خوبیاں موجود تھیں کیونکہ آپ علم ظاہر و باطن دونوں میں درجہ تبحر حاصل تھا آپ ولی و غوث بھی تھے اور عالم و فاضل بھی ظاہر ہے کہ ان صفات و حسنات کے بزرگ کی تعلیمات وارشادات ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے مکمل ہوں گے اور ہر خیال کے مسلمانوں کو اس سے فائدہ عظیم پہنچے گا آپ کی تعلیمات اس قابل ہیں کہ مسلمان انھیں غور کے ساتھ دائمہ پڑھیں اور آویزہ گوش بنائیں۔

اسلام کی تعلیم کا اصل اصول وحدانیت ہے اس کے متعلق حضرت غوث اعظم نے نہایت بہتر اور سلجھے ہوئے خیالات کا اظہار کیا ہے جسے ایک عامی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ خدا برتر و توانا قادر علی الاطلاق ہے مختار کل ہے وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا محتاج نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا سب کچھ دیکھتا اور سب کچھ سنتا ہے ایک چیونٹی کے پاؤں کی چاپ تک اس کے کان میں پہنچ جاتی ہے اور ہر بند دل میں اس کی نگاہیں اتر جاتی ہیں کوئی اس کے مشابہ نہیں اور نہ اُسے کسی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے وہ ہر قسم کے نقص سے پاک اور عظمت و کبریائی کا مظہر ہے تمام کائنات کا جزوی و کلی علم رکھتا ہے جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے اور رازق ہے اس کے سوا کوئی معبود و رب نہیں ذات و صفات کے کسی جزو میں اس کا کوئی شریک نہیں ازلی ہے ابدی ہے سارا جہان اسی کا پیدا کیا ہوا ہے نہ اسے کبھی زوال ہے اور نہ ہوگا۔

ہر امر ہر چیز اور ہر ممکن و غیر ممکن پر پوری قدرت رکھتا ہے ایک لفظ "کن" میں سب کچھ کر سکتا ہے تنہا وہی نفع پہنچاتا ہے اور وہی نقصان وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے کوئی اس کا ثانی نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا نہ وہ کسی کے اندر سما سکتا ہے اور نہ حلول کرتا ہے سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں اپنے بندوں سے بیحد محبت کرتا ہے ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ بندوں سے شفقت کرتا ہے اُسے سب کا درد ہے اور اتنا درد ہے کہ بندہ کو تکلیف میں دیکھکر بیتاب ہو جاتا ہے کسی پر زیادتی کرتا ہے اور نہ ظلم نظام عالم اسی کا قائم کیا ہوا ہے وہی بروز محشر بندوں سے ان کے اعمال کا محاسبہ کریگا اس روز اس کی رحمت کے سوا کچھ کام نہ آئیگا بندہ نواز ہے، اسی نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے نبی اور رسول بھیجے اسی نے

توریت، زبور، انجیل اور قرآن نازل کئے جن وانس شجر و حجر کوہ و دشت بحر و بر شمس و قمر ارض و سما سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اسی نے انسان کو ایک بے حقیقت شئے سے پیدا کیا اسی نے تندرستی دی اور وہی مارے گا اور وہی پھر جلائیگا۔

چونکہ وہ اپنے بندوں پر بدرجہ غایت مہربان ہے اس لئے ان کی فوز و فلاح اور بہتری کے لئے قرآن کی صورت میں ایک نظام عمل نازل کیا اور واضح کر دیا کہ بندوں کے لئے کیا کیا امور نقصان دہ ہیں اور ان سے بچنا چاہئے اور کون کون سے امور فائدہ مند ہیں اور انھیں ہی اسے اپنا شعار عمل بنانا چاہئیے اس نے یہ بھی بتا دیا کہ کون کون سے شدید اور نقصان رساں معائب و ذمائم ہیں انھیں کبائر و معاصی کے نام سے موسوم کیا ہے اور تصریح کر دی کہ ذیل کے معاصی سے قطعی اجتناب کرنا چاہئیے۔ شرک، قتل، فتنہ و فساد، زنا، لواطت و اغلام سود، خیانت، غصب، ایذائے مسلمین حق پوشی خدا ناترسی، نفاق، غرور تکبر، رعونت و نخوت بہتان افترا، حسد و کینہ، نمود و ریا، شراب خواری عیب جوئی، غیبت، چغلی، ترک صلہ رحمی جھوٹی شہادت جھوٹی قسم جھوٹی بات، استعمال منشیات، رسول کریم پر افترا اور ان کی مذمت یا رشوت خواری، میاں بیوی میں نفاق پیدا کرنا، قرآن پڑھکر بھر بھول جانا صحابہ کرام کو برا کہنا، لحم خنزیر کھانا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا دولت کی وجہ سے متمولین کی عزت کرنا، حسب و نسب پر غرور و فخر قضائے الٰہی پر ناراضگی و تکدر نعائم ربانی پر شکر نہ کرنا۔ ظالموں، بدکاروں اور اوباشوں سے محبت نہ کرنا۔

رسول کریم کا نام سُنکر درود شریف نہ پڑھنا، طلائی اور نقرئی برتنوں میں کھانا پینا، معصیت و گناہ کے لئے سفر کرنا، نامحرم عورتوں کو بُری نظر سے دیکھنا، والدین کی نافرمانی، شوہر کی اطاعت نہ کرنا، مظلوم کی امداد سے گریز کرنا صوم و صلوٰۃ سے بے پرواہ رہنا وغیرہ۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

فتوح الغیب میں مرقوم ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ دین اسلام کو سچا سمجھو، سنت نبوی کی پیروی کرو قرآنی احکام و نواہی کو اپنا شعار عمل بناؤ خدا اور رسول کا کہنا مانو، ان کے احکام سے ایک انچ ادھر ادھر نہ ہٹو گناہوں سے بچتے رہو، خدائے قدوس کی عبادت کرو اس کی چوکھٹ سے سر نہ اٹھاؤ ہر وقت توبہ و استغفار کرتے رہو نیک امر کا حکم کرو اور بُرے کاموں سے بچتے رہو۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کو یہ تین امور ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنے چاہئیں۔ اولاً یہ کہ نفع و ضرر کی مالک صرف ذات رب قدیر ہے اس کے حکم و منشا کے خلاف کوئی کسی کو نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔

ثانیاً یہ اعتقاد رکھنا چاہئیے کہ انسان بندہ ہے۔ خدائے قدوس کے زیر فرمان ہے زیر تصرف ہے اسے انسان کے متعلق جو منظور ہوتا ہے وہی کرتا ہے اور جیسی حالت بنانی چاہتا ہے بنا دیتا ہے وہ بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا پھر وہ جو سلوک بھی ان کے ساتھ کرے اسے ناگوار نہ ہونا چاہئیے۔ ثالثاً یہ کہ دنیا فانی اور زائل ہے اور عاقبت و آخرت کا وجود یقینی اور مسلمہ ہے اس زندگی کے بعد جو زندگی ہوگی وہ دائمی ہوگی ہمیشہ رہے گی دنیا میں تو ایک مسافر کی طرح رہنا چاہئیے اور یہ سمجھنا چاہئیے کہ یہ منزل آخرت کا راستہ ہے اس راہ میں جو مشکلات و حوادث پیش آئیں ان سے بددل نہ ہونا چاہئیے اور نہ گھبرانا چاہئیے بلکہ انھیں یہ سمجھکر گوارا کرنا چاہئیے کہ یہ سب سفر آخرت کی دشواریاں ہیں جب اپنی منزل پر پہنچ جاؤں گا سکون و راحت سے دو چار ہوں گا عیش و مسرت حقیقی اپنے مکان و قیامگاہ پر پہنچکر ہی حاصل ہوگی اس راستہ کی چھوٹی چھوٹی منازل پر برابر اسی دھن میں لگا رہنا چاہئیے کہ آخرت کی اصلی اور حقیقی منزل کے لئے کچھ توشہ جمع ہو جائے اس مختصر مدت میں جو سامان بہی فراہم کر لیا جائیگا وہ آگے چل کر بہت کام آئیگا اور اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

صبر کی فائز المرامیاں

صبر کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایزد تبارک و تعالیٰ کے قضا و قدر سے جو کچھ بھی تیرے متعلق معرض وقوع میں آئے اس پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے لیکن یہ کئی نوع پر مشتمل ہے مثلاً صبر اللہ، صبر مع اللہ، صبر علی اللہ۔

صبر اللہ۔ یہ ہے کہ انسان کسی سستی و کاہلی اور رقت و بیزاری کا اظہار کئے بغیر خوشدلی و استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جن امور کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جسے اصطلاح شریعت میں اوامر کہتے ہیں بجا لاتا رہے اور جن امور و معاصی سے روکا ہے اور جنھیں نواہی کہتے ہیں ان کے لوث سے اپنا دامن بچائے رکھے یعنی اوامر و نواہی ربانی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔

صبر مع اللہ۔ یہ اول الذکر سے بزرگ اور بلند شے ہے وہ یہ ہے کہ بندہ تسلیم و رضا بجائے قضا الٰہی پر راضی و مطمئن رہے اپنی جسم کو ذرہ برابر لغزش نہ ہونے دے کوئی چون و چرا نہ کرے فقر و فاقہ اور غربت اور تنگدستی سے بالکل نہ گھبرائے اور کسی گھبراہٹ بے اطمینانی اور کبیدگی کا اظہار کئے بغیر زندگی بسر کرتا رہے گویا بالکل ایک پیکر رضا و تسلیم بنکر رضائے ربانی پر قائم رہے اور کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

صبر علی اللہ۔ یہ ہے کہ ہر بات اور ہر امر میں ربانی وعدہ و وعید کو مدنظر رکھے اور اس پر ثابت قدم رہے۔

شکر و سپاس کی برکات

شکر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ منعم حقیقی کی نعمت کا اعتراف نہایت عجز و انکسار کے ساتھ کیا جائے اس پر کسی قسم کے غرور و تکبر کو راہ نہ دی جائے اس کی اہمیت کو سمجھا جائے اور خالق اکبر کی شان رزاقی کو سراہا جائے شکر کی بھی متعدد اقسام ہیں مثلاً شکر باللسان، شکر بالارکان اور شکر بالقلب۔

شکر باللسان۔ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعائم اور بخششوں پر زبان سے شکر و سپاس ادا کیا جائے۔

شکر بالارکان۔ یہ ہے کہ عملی طور پر شکر یہ ادا کرے یعنی یہ کہ اگر خدا نے دولت دی ہے تو یہی نہیں کہ زبان سے اس کا شکریہ ادا کرے بلکہ اس نعمت کے شکرانہ کے طور پر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا رہے۔ ہاتھ پاؤں کا شکر یہ ہے کہ وہ اپنی اس عزت و اقتدار کو بنی نوع کے مفاد کے لئے وقف کر دے۔

شکر بالقلب۔ بہت بڑا رتبہ اور بہت بڑا درجہ ہے یہ خاصان خدا اور مقربین کا کام ہے ہیں تکمیل مضمون کے لئے اس پر کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی تو کرنی ہی پڑے گی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا سمجھنا عام انسانوں اور عام لوگوں کا کام نہیں اس کے سمجھنے کے لئے عقل کی نہیں روحانیت کی ضرورت ہے یہاں علم الیقین کا کام نہیں عین الیقین کی کارفرمائی ہے جو کچھ ہوتا ہے مشاہدہ کے بعد ہوتا ہے اور زبان سے نہیں قلب سے ہوتا ہے اور قلب ہی وہ جو تجلیات ربانی کا جلوہ گاہ بنا ہوا ہو۔

جو انسان فنا و بقا میں سے کسی ایک درجہ پر فائز ہوتا ہے تو اسکی روحانی آنکھ کھل جاتی ہے چشم جسمانی کی رسائی زیادہ سے زیادہ چند میل تک ہو جاتی ہے لیکن چشم روحانی کی رسائی کی کوئی حد و انتہا نہیں اس کی کم از کم رسائی کا بھی کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا اسی روحانی آنکھ سے وہ منعم حقیقی کے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس مشاہدہ کے بعد جو شکر ادا کیا جاتا ہے اسے شکر بالقلب کہتے ہیں اس لئے یہ شکر بہت بڑی فضیلت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

شاکر۔ وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکرگزار ہو۔ حامد۔ وہ ہے جو منع کو بھی عطا سمجھے اور ضرر کو نفع خیال کرے۔

حمد۔ یہ ہے کہ حمد کرنے والا چشم عرفانی کے ساتھ بساط قرب پر مستغرق ہو۔

ورع و زہد کی حقیقت

ورع کے متعلق حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ انسان جملہ ممنوعات سے خود کو بچائے رکھے جن امور کی شریعت نے اجازت دی ہے انھیں اختیار کرے اور جن سے روکا ہے انھیں ترک کر دے اس کے تین درجے ہیں ورع عوام۔ ورع خواص۔ ورع خواص الخواص

اولاً ورع عوام یہ ہے کہ انسان مشتبہ اور حرام چیزوں سے بچا رہے۔ ثانیاً۔ ورع خواص یہ ہے کہ انسان جملہ نفسانی خواہشات و لذائذ سے پرہیز کرے۔ ثالثاً۔ ورع خواص الخواص یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز سے جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے ورع کی دو اور قسمیں بھی ہیں ورع ظاہری اور ورع باطنی۔

ورع ظاہری یہ ہے کہ امر الٰہی کے بغیر اپنے قدموں کو متحرک نہ کرے اور کوئی کام خلاف حکم ربی نہ کرے۔

ورع باطنی یہ ہے کہ قلب میں ماسوائے اللہ کسی کا گذر نہ ہو لیکن بندہ اس وقت تک متورع نہیں ہو سکتا اور کامل انسان نہیں کہلایا جا سکتا جب تک وہ ذیل کی دس صفات اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ اول زبان کو قابو میں رکھے دوئم غیبت سے بچتا رہے سوئم کسی کو حقیر سمجھکر اس کی ہنسی نہ اڑائے، چہارم نامحرموں پر نظر نہ ڈالے، پنجم راستبازی و صداقت کو اختیار کرے۔ ششم اپنی دولت اور اپنا زر پیسہ پیسہ خدا کی راہ میں صرف کرتا رہے ہفتم احسانات الٰہی اور انعامات ربانی کا اعتراف کرتا رہے۔ ہشتم صوم و صلوٰۃ کا پابند رہے۔ نہم کبر و غرور سے اپنا سینہ پاک رکھے اور دہم سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے ان صفات میں سے جو صفت بھی کسی میں نہ پائی جائے وہی اس کی خامی و نقص کا سامان بن جائیگی۔

محبت نشہ ہے یا بیتابی

محبت کے متعلق حضور غوث اعظم فرماتے ہیں محبت ایک خلش ہے جو فراق محبوب کے انسان کو حاصل ہوتی ہے اس خلش کے وقت دنیا اس کے سامنے اس طرح ہوتی ہے جس طرح انگشتری کا حلقہ یا ماتم کی مجلس۔

محبت ایک نشہ ہے جس کا کوئی اتار نہیں، ایک بیتابی ہے جس کے لئے کوئی سکون نہیں محبوب کے سوا سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام محبت ہے عشاق نشہ محبت میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ انھیں اس وقت تک ہوش ہی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ محبوب کا مشاہدہ نہ کر لیں وہ ایسے بیمار ہیں جنھیں دیدار مطلوب کے بغیر صحت ہی حاصل نہیں ہوتی اغیار سے انھیں حد درجہ وحشت ہوتی ہے مالک کے سوا انھیں کسی سے انسیت ہی نہیں ہوتی حضور غوث اعظم کے ارشاد گرامی کی صحت و صداقت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔

محبت مجازی بھی انسان کو ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیتی ہے اور اسے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا پھر محبت حقیقی تو حقیقی ہے اس کی سرشاریوں اور بے تابیوں کا کیا کہنا ہے محبت میں جو لطف و لذت ہے اس سے کم و بیش ہر انسان آگاہ ہے مگر جو محبت محبوب سے ہوتی ہے اور جو عشق کا درجہ حاصل کر لیتی ہے وہ انسان کو مدہوش کر دیتی ہے

اور وہ سب کچھ بھول جاتا ہے سو یوں محبت عشق مجازی عشق و محبت کہلاتے ہیں مگر جب مجاز کی یہ کرشمہ کاریاں ہوں کہ وہ دیوانہ بنا دیں اور اپنے اور بیگانہ کی تمیز اٹھا دیں تو عشق حقیقی کے متعلق تو کچھ کہنا لاحاصل ہے ایک ہوش وز ہرہ جبین کے رخسار آفتابی اور چشم نگارین ہوش افگن خرد و عقل ثابت ہوتی رہی ہے تو جلوہ محبوب حقیقی کی پہنائیوں اور اثر انگیزیوں کے متعلق کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے جبکہ ایک ایک ذرہ میں صد ہزار حسن و جمال پوشیدہ ہیں عشق حقیقی میں جو لذت جو لطف اور جو سرشاریاں ہیں ان کا مزہ کچھ اہل اللہ ہی اٹھا سکتے ہیں اور جنھیں اس میخانہ محبت کا ایک جرعہ بھی نصیب ہو گیا ہے دنیا کی جملہ لذات ان کی نظر میں ہیچ ہو کر رہ گئی ہیں، مبارک ہے وہ قلب جو انوار الٰہیہ کا گنجینہ ہے اور خنک ہے وہ آنکھ جسے دیدار الٰہی کی ایک جھلک بھی نصیب ہو جائے۔

تجربہ کیا ہے محبوب حقیقی کو پا کر مقام سیر کو ہر قسم کے افکار اور اندیشوں سے خالی کر لینے اور طمانیت تامہ سے ترک ماسوا کر کے حق کی طرف رجوع ہونے کا نام ہے۔

شوق۔ حضور نے فرمایا ہے کہ شوق اچھی چیز ہے لیکن بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ حقیقی کے بعد پیدا ہو اور دیکھنے اور ملنے کے بعد بھی اس میں سستی اور سردی نہ پیدا ہو قرب سے دور نہ ہو محبت سے زائل نہ ہو بلکہ وہ دیدار و ملاقات کے ساتھ برابر بڑھتا اور روز افزوں ہوتا چلا جائے شوق کے لئے یہ بھی ضروری و لابدی ہے کہ وہ اپنے اسباب و محرکات سے پاک ہو یعنی اس سے حظ نفس مقصود نہ ہو مشاہدہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ شوق حقیقی ہو پھر مشاہدہ ہی سے مشاہدہ کا شوق برابر بڑھتا چلا جاتا ہے مصطلحات تصوف میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کا اجمالی تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے اور جو سب گونہ تعلیم کے ذیل میں آتی ہیں۔

ذکر۔ حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو خطرات الٰہیہ سے پیدا ہو اعلیٰ درجات ذکر یہ ہیں کہ دل اشارات الٰہیہ سے متاثر ہو یہی ذکر دائمی ہے جسے نسیان اور فراموشی کا کبھی سے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ غفلت ہی اس میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے اس صورت میں کہ انسان متوجہ ہو تمام لطائف ذاکر ہو جاتے ہیں ہمارے نزدیک یہ ایک ایسی چیز ہے جسے جمہور عوام ابھی سمجھنے والے بہت کم نکلیں گے ذکر و شغل کا نام تمام زبانوں پر ہے لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنے والے بہت کم ہیں اور ہوتے جاتے ہیں کہ یہ اوراد یات کی نہیں روحانیت کی باتیں ہیں تاہم جہاں تک ممکن ہو ہم سلیس الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کریں گے اور اس پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذکر بہت بڑی نعمت ہے

ذکر ایک بڑی عظمت اور بڑی بزرگی و شرف کی چیز ہے اور جس پر مولا کی نظر کرم ہو اسی کو یہ حاصل ہوتی ہے ذکر وہ نہیں جو زبان سے کیا جائے یہ جو زبان سے آیات و ادعیہ پڑھی جاتی ہیں یہ ذکر نہیں وظائف ہیں ذکر وہ ہے جو قلب اور اس کے بعد دیگر مقامات جسمانی سے کیا جائے اس کی بسم اللہ یہ ہوتی ہے کہ قلب میں جب نسبت منتقل ہوتی ہے تو ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے مگر شاذ مگر یہ حرکت ہی اس حرکت کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو نسبت منتقل ہونے کے بعد پیر کامل کی توجہ اور نگاہ سے پیدا ہوتی ہے۔

حرکت سے وہ حرکت مراد نہیں جو دوران خون سے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جسے دل کی دھڑکنا یا حرکت کرنا کہتے ہیں یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز وہ نور کی ایک چنگاری ہوتی ہے جو قلب کو صاف کر کے اور دہکا کر اسکے اندر رکھدی جاتی ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس زمانہ میں ایسے لوگوں کے قلوب میں بھی کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی جو مسلسل بیس بیس سال تک صائم الدہر اور قائم اللیل رہے اور ایک عمر عبادت میں گزار دی یہ محض ایک فضل الٰہی ہے جسے عطا ہو جائے اور جسکے لئے اسے ملے ہمارے سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ میں لازمی امر ہے کہ ہر طالب اور ہر مرید کے قلب کو ذاکر کر کے اس کے اندر حرکت پیدا کر دی جائے گویا ہمارے سلسلہ کی یہ بسم اللہ ہے یہ معمولی چیز نہیں بہت بڑا عطیہ خداوندی ہے جس کا قلب ذکر کر کے قائم رہ جائے اسے تین اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کی نعش کو مٹی نہیں کھاتی اور ہزار ہا سال تک جوں کی توں رہتی ہے اس وقت تک اس کا دم نہیں نکلتا جب تک اس کا شیخ آکر اسے وہ مقام اس کی آنکھوں سے نہ دکھا دے جہاں جنت میں انتقال کے بعد وہ قیام کرنے والا ہے اور اسے ولایت صغریٰ کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو یہ کچھ کم سعادت ہے کہ انسان سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں اللہ کی یاد کا ثواب حاصل کرتا ہے اور ہمہ وقت اس کا قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے لوگ اس ذکر جلیل کی طرف سے بے پرواہ ہیں اس کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ جانتے ہیں ایک دنیا ہے کہ محض وظائف و اوراد و اعمال کے چکر میں پڑی ہوئی ہے کوئی ہزار دفعہ سورہ اخلاص پڑھ رہا ہے کوئی سورہ مزمل شریف کے ورد میں مصروف ہے کوئی آیہ کریمہ کو سوالاکھ مرتبہ ختم کر رہا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ان سے ثواب حاصل نہیں ہوتا ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے مگر کجا ذکر زبان اور کجا ذکر قلب!

ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ تمام اذکار و اشغال اور اوراد و وظائف کا مقصد اور اصل الاصول یہ ہے کہ اللہ کا نام زبان پر رہے اور بندہ اپنے آقا کی یاد سے غافل نہ رہے اور وردو وظائف کی یہ حالت ہے کہ آپ

انھیں زیادہ سے زیادہ چار پانچ گھنٹہ پڑھ لیں گے اور آنکھیں بند ہوتے ہی غافل ہو جائینگے لیکن ذکر قلب کو یہ فوقیت اور برتری حاصل ہے کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ ہر گھڑی اور ہر ثانیہ عبادت میں گذرتا ہے وہ چاہے ضرر میں ہو، کام میں مشغول ہو، محنت کر رہا ہے، بچوں کو کھلا رہا ہے، سو رہا ہے سفر کر رہا ہے کسی حالت میں بھی ہو، مصروف عبادت ہے اور یاد الٰہی کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں برابر لکھا جا رہا ہے مسلمان جتنی محنت اوراد و وظائف اور ذکر اللسان میں کرتے ہیں اگر اس کی عشر عشیر بھی ذکر قلب میں کریں تو ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو جائے۔

وہ اس اندیشہ و خوف سے معاصی و معائب سے بھی بچے رہیں کہ مبادا ان کو کوئی لغزش ہوئی اور یہ نعمت ان سے چھنی کیونکہ معصیت کا ارتکاب اور گناہ کبیرہ کے کرنے سے انسان اس شرف سے فوراً محروم ہو جاتا ہے دوسرے اگر وہ توجہ کرتے رہیں اور غفلت سے کام نہ لیں تو ان کے مقامات بلند ہوتے چلے جائیں تجلیات ربانی اور انوار الٰہیہ کا نزول ان پر شروع ہو جائے اور انھیں عبادت اور اس ذکر میں وہ لذت و سرشاری حاصل ہو کہ اس کے سامنے نفسانی اور دنیوی لطف کی کوئی حیثیت ہی باقی نہ رہے حضور غوث اعظم نے اسے ذکر دائمی بتایا ہے اور بالکل درست بتایا ہے کہ اس کا سلسلہ ہر وقت اور ہر گھڑی جاری رہتا ہے قلب کے بعد روح سر خفی نفس اور مجموعہ ساتوں لطائف ذاکر ہو جاتے ہیں اور انوار الٰہیہ کی لمعانیاں برابر پرتو فگن ہوتی جاتی ہیں اس کے بعد فضل الٰہی شامل ہو تو ہر رگ و پے اور ہر بن مو سے اللہ کی صد ہزار صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں جسے اصطلاح تصوف میں معانی ولاف کا رکتے ہیں حضرت امیر خسرو نے اپنے اس ہندی کے شعر میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

دھنیا ایسی دھن۔ سگری تانت کرے تن تن

اس کے بعد ذکر روح کا درجہ ہے گویا ذکر کی تین اقسام ہیں (۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالقلب (۳) ذکر بالروح۔ ذکر باللسان وہ ذکر ہے جو عام مسلمان کرتے ہیں اور اور اد و وظائف میں مصروف رہتے ہیں یہ سب سے کمتر درجہ ذکر ہے۔ ذکر بالقلب وہ ہے جس کی طرف ابھی ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے یہ خواص کا درجہ ہے ذکر بالروح یہ خواص الخواص کا درجہ ہے اور عارفین کاملین کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔

آج روحانیت کا فقدان ہے اور مسلمانوں کی سب سے بڑی محرومی اور حرماں نصیبی یہ ہے کہ وہ روحانیت میں بالکل کورے ہو کر رہ گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ انھیں عبادت میں کوئی مزہ ملتا ہے نہ نماز میں ان کا دل لگتا ہے اور نہ ان کے اعمال میں خلوص اور دلوں میں گداز باقی رہا ہے عام مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے صاحب سجادہ اور پیر طریقت روحانیت میں صفر کا رتبہ رکھتے ہیں حالانکہ پیری مریدی اور بیعت کا سلسلہ شروع ہی اس لئے ہوا تھا کہ فرزندان اسلام میں روحانیت قوی و موجود رہے۔

اب تو رسمی طور پر مرید ہو گئے اور بس۔ اس کی طرف خیال ہی نہیں جاتا توجہ ہی نہیں ہوتی کہ مرید ہونے سے مقصد کیا ہے اور ہمیں روحانیت میں ملا کیا۔ ہماری بخشش و نجات کے لئے تو اوامر و نواہی قرانی کی پابندی بالکل کافی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور مرید ہوتے پھریں اور اگر مرید ہوتے ہیں تو کچھ حاصل کریں اور روحانیت کی طرف قدم بڑھائیں وہ پیر ہرگز پیر نہیں جو مرید کو یہ کہہ کر مطمئن کر دے کہ گناہوں سے بچو نماز روزہ کی پابندی کرو اور پانچو مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ لیا کرو یہ تو ہر مسلمان خود ہی کر سکتا ہے اور ثواب حاصل کر سکتا ہے بات تو جب ہے کہ وہ ہمیں سلسلہ روحانیت کچھ عطا کرے، ہمیں ذکر قلب سکھلائے اور ہمیں آگے بڑھائے بہر کیف ذکر بہت اہم چیز ہے اور حضور غوث اعظم کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کو ضرور اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے ہم نے یہاں عنوان بالا کے ماتحت اسی لئے کسی حد تک تفصیل سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف رغبت ہو اور وہ اس کی طرف توجہ کریں۔

معرفت حضور غوث اعظم نے ایک سوال پر فرمایا کہ معرفت یہ ہے کہ مشیات الٰہیہ میل ہر شئے کے اشارہ سے خفایائے مکنونات اور شواہد حق پر مطلع ہو اور ہر فانی کی فنائے حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیر لقا کو دل کی آنکھ سے دیکھے

حقیقت یہ ہے کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو اور مقابلہ کے وقت اس کا منافی باطل اور فنا ہو جائے۔

توکل یہ ہے کہ قلب ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر اللہ ہی کی طرف مشغول ہو ظاہری اسباب کو بھول جائے تنہا اسی کی ذات پر بھروسہ کرے اور غیر اللہ سے بالکل بے پرواہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

توبہ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے برتر و توانا اپنی قدیم عنایات و توجہات اپنے بندہ پر مبذول و منعطف فرما کر اس کے قلب کو صاف کر دے اس پر محبت و شفقت کا مینہ برسائے اسے اپنی طرف کھینچ لے توبہ کے وقت بندہ کا دل اپنے آقا کی طرف کھنچ جاتا ہے اور روح قلب اور عقل بالکل اسی کے تابع فرمان ہو جاتی ہے پھر لطف آتا ہے اور اس وقت اس کے وجود میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا یہی صحت

توبہ کی دلیل ہے عام توبہ تو محض گناہوں سے اجتناب کے عزم کا نام ہے مگر حقیقی توبہ جسے کہتے ہیں وہ یہی ہے

خوف کے متعلق حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ خوف کئی نوع پر مشتمل ہے۔ ایک گناہگاروں کا خوف ہوتا ہے جو عذاب و عقاب کے باعث پیدا ہوتا ہے ایک خوف عابدوں کا خوف ہوتا ہے جو اس خیال سے ہوتا ہے کہ مبادا ان کی عبادت پر انھیں ثواب نہ ملے یا کم ملے ایک خوف عاشقان الٰہی کا خوف ہوتا ہے جس میں یہ اندیشہ جانگسل رہتا ہے کہ کہیں دیدار جمال حقیقی اور لقائے الٰہی کی فائز المرامیاں معدوم یا کم نہ ہو جائیں ایک خوف عارفین کا خوف ہوتا ہے یہی خوف وہ خوف ہے جو بہت ارفع و اعلے ہے ہر وقت رہتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے اس کا باعث عظمت و ہیبت الٰہی ہوتی ہے۔ خدائے قدوس آخر شہنشاہ حقیقی ہے عظمت و کبریائی کا پیکر ہے جوں جوں معرفت بڑھتی جاتی ہے قربت ہوتی جاتی ہے قدرتاً ہیبت ربی کے راز کھلتے جاتے ہیں اور اس ہیبت سے از خود خوف پیدا ہوتا جاتا ہے لیکن لطف الٰہی کا ظہور تمام اقسام کے خوف کو ساکن کر دیتا ہے

فنا و بقا کے متعلق حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ سالک کو جز ذات باری تعالیٰ نہ کسی چیز کا شعور باقی رہے اور نہ کوئی چیز نظر آئے اسے ہر طرف انوار الٰہیہ ہی نظر آئیں" یہ درجہ بھی بہت بلند درجہ ہے اس میں جو حالتیں طاری ہوتی ہیں جو کیف حاصل ہوتے ہیں جو مشاہدات بروئے کار آتے ہیں ان کی لذات کو کچھ سالک ہی کا دل محسوس کر سکتا ہے فنا کے درجات بھی بہت ہوں گے مگر ہمیں تو صرف تین درجوں فنا فی الشیخ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کا علم ہے ان میں سے ہر درجہ اور ہر منزل انوار و تجلیات کی جلوہ گاہ بنی ہوتی ہے اور ہر مرحلہ پر مقامات کھلتے اور حجابات اٹھتے چلے جاتے ہیں۔

بقا کے متعلق حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ بقا اسی لقاء سے حاصل ہوتی ہے جسے نہ زوال و فنا ہے اور نہ جس کا انقطاع ممکن ہے جو بزرگ اور صوفیہ اس رتبہ کو حاصل کر لیتے ہیں وہ بہت بڑی چیز ہو جاتے ہیں ان کے اس وصف بقا میں کوئی ایک فانی شے بھی ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی کیونکہ فنا اور بقا باہم متضاد صفات ہیں۔

رضا قضاء و قدر الٰہی کو اس طرح برداشت کر لینے کا نام کہ گویا وہ اس پر بچے دل سے راضی ہے اصطلاح صوفیاء میں رضا ہے۔

حجاب ان کدورتوں اور پردوں کا نام ہے جو وسعت قلب میں واقع ہوتے ہیں اور قرب حق میں روک بنے رہتے ہیں۔

وصل شہود ذات باری میں مستغرق ہو کر اپنے وجود تک کو فراموش کر دینے کا نام ہے۔

صدق رویت خالق ذوالجلال کو پیش نظر رکھ کے قول و فعل کی طرف متحرک ہو اور ہر حالت میں خاطر آئینہ سے گندہ تا رہے۔

تعزز یہ ہے کہ عزت اللہ ہی کے لئے حاصل کی جائے اور اللہ ہی کی راہ میں اُسے صرف کیا جائے یعنی نہ اُسے ذاتی فائدہ و اعزاز کے لئے حاصل کی جائے اور نہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھایا جائے بلکہ بے لوثی اور بے غرضی کے ساتھ اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے کہ اس سے ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور نفس معرض ذلت و تحقیر میں پڑ کر برابر صاف و مزکی ہوتا چلا جاتا ہے بخلاف ازیں تکبر یہ ہے کہ عزت صرف اپنے ذاتی اور نفسانی حظ کے لئے حاصل کی جائے اور اس سے اپنی خواہشات کی تکمیل کا کام لیا جائے کبر طبعی اور کبر کسبی اس کی دو قسمیں ہیں مگر موخر الذکر بہت خطرناک ہوتا ہے۔

تصوف کیا ہے؟ تصوف کی تعریف میں بڑے بڑے بزرگوں نے غلطیاں کھائیں سب اپنے اپنے خیالات کے متعلق اس پر اظہار رائے کرتے رہے مگر کسی نے کوئی ایسی تعریف نہیں کی جو اس کے صحیح مفہوم پر حاوی بھی ہوتی اور عام فہم بھی لیکن حضور غوث اعظم نے صرف ایک فقرہ میں اس کے مفہوم صحیح کو نگاہ عالم کے سامنے پیش کر دیا اور فرمایا کہ قلب کو اس کی تمام کدورتوں سے صاف کرنے کا نام تصوف ہے" کتنا بہتر نتیجہ اور کتنی جامع تعریف ہے پھر فرمایا کہ یہ آٹھ خصائص پر مبنی ہے جس میں یہ امور و صفات پائی جائیں اُسے ہی صوفی کہا جا سکتا ہے یہ صفات جلیل القدر نبیوں سے منسوب رہی ہیں۔

(۱) فقر۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم (۲) سخاوت ابراہیم (۳) صوف موسیٰ (۴) سیاحت عیسیٰ (۵) صبر ایوب (۶) تضرع یحییٰ (۷) رضا اسحٰق (۸) مناجات زکریا

اسی طرح دنیا کے متعلق بھی مسلمانوں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں اور لوگ رہبانیت اور ترک دنیا کو بہتر سمجھنے لگے تھے آپ نے انھیں صاف بتایا کہ یہ دنیا بُری چیز نہیں بلکہ جس دنیا کی برائی کی گئی ہے وہ اور چیز ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دنیا کی تعریف فرمائیے تو آپ نے برجستگی اور بے تکلفی کے ساتھ فرمایا کہ وہ انسان کو جو چیز خدا کی یاد سے باز رکھے وہ دنیا ہے"

حسن خلق حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ حسن خلق یہ ہے کہ انسان دیگروں کے جور و جفا سے قطعاً متاثر نہ ہو اور نہ انکی طرف سے ان کے دل میں تکدر پیدا ہو وہ لوگوں کو ان کی دانائی اور اتقا کی بنا پر بُرا ہی سمجھے یہ صفت انسان کے افضل مناقب میں سے ایک ہے اور اسے انسانیت کا جوہر کہا جا سکتا ہے۔

حیا و شکر آپ نے فرمایا کہ حیا یہ ہے کہ تمام معاصی و مناہی کو خوف کی

وجہ سے نہیں بلکہ صرف حیا کی وجہ سے ترک کرتے اس کی طاعت وعبادت میں مصروف رہے اور یہ سمجھتا رہے کہ خدائے قدوس چونکہ اس کی تمام حرکات وسکنات سے واقف وباخبر ہے اس لئے اس سے شرم آتی ہے نیز اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالے جس کا وہ اہل نہو قلب اور ہیبت کے درمیان سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے شکر یہ ہے کہ ذکر محبوب کے وقت اپنے دل میں جوش پیدا کرے اور اس وقت اس پر ایک حالت طاری ہو جائے۔

فقر وفقیر حضور غوث اعظمؓ نے فرمایا کہ فقیر کو ان صفات سے متصف ہونا ضروری ہے کسی سے ایذا پہنچے تو اسے ایذا نہ پہنچائے محرمات سے محترز رہے مشتبہات میں توقف کرے کسی کی پردہ دری کرکے اس کی ہتک نہ کرے امانت میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے غیبت سے بچے کم سخن ہو قہقہہ نہ لگائے صرف مسکرائے نماز اور روزوں میں زیادہ مصروف رہے ذکر وفکر سے شغل رکھے۔ جھگڑوں سے بچے اپنے نفس کو ذلیل سمجھے لایعنی اور فضول باتوں سے اجتناب کرے جو بات معلوم نہ ہو اسے جاننے کی سعی کرے غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھلائے راستبازی کا شیوہ اختیار کرے غریبوں کا ہمدرد اور یتیموں کا مددگار رہے بڑوں کی تعظیم کرے اور چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ پیش آئے افشائے راز نہ کرے کسی کے۔ باہم بغض نہ کرے صابر وشاکر اور قانع وحلیم ہو غرباء کو اپنی محفل میں جگہ دے مساکین کو کھانا کھلائے اور اپنے ہمسایوں کو راحت وآرام پہنچائے۔

یقین کے درجات یقین کے تین درجات ہیں علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین!

علم الیقین وہ علم ہے جو غور وفکر سے حاصل ہو اور اس پر استدلال کیا جا سکے۔ عین الیقین وہ علم ہے جو بذریعہ کشف اور بخشش وعطا حاصل ہو اور سب کچھ محسوس نہ کیا جائے بلکہ آنکھ سے دیکھا جائے۔ حق الیقین وہ علم ہے جو اپنی انتہا اور جامعیت میں لاثانی ہو یعنی یہ کہ وہ غور وفکر کا نتیجہ ہو نہ صرف یہ کہ آنکھ سے نظر آئے بلکہ اس کی حقیقت ہی سمجھ میں آ جائے مشاہدہ حقیقی میں جب کوئی چیز حائل رہے تا آنکہ انسان بالکل مدہوش ہو جائے اور اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہے تو اسے وصال کہتے ہیں اور جہیں چہرہ حقائق سے تمام پردے اور حجاب اٹھکر حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔

وجود تلوین قلب پر ایسی کسی مسرت وشادمانی یا رنج وملال کی کیفیت طاری ہو جو موجودہ کی حالت کو متغیر کر دے اسے وجد کہتے ہیں یہ صورت کسی پر اثر شعر، موثر نغمے اور تلاوت کلام الٰہی وغیرہ سے پیش آتی ہے اور اس کا نزول اللہ جل شانہ کی طرف سے ہوتا ہے تلوین قلب کی حالت کے تغیرات کا نام ہے اہل دل لوگ کبھی مضطرب وبیقرار ہوتے ہیں کبھی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری ہو جاتا ہے کبھی ان پر خوف کا جذبہ طاری ہوتا ہے اور کبھی وہ نوش اور شادمان ہوتے ہیں یہی تلوین ہے جب قلب اپنی حدود کو عبور کرکے صفات کی طرف متحرک ہوتا ہے تو اس وقت فقیر پر یہ حالتیں طاری ہوتی ہیں اس لئے کہ صفات گوناگوں ہوتی ہیں اور ان کی گوناگونی قلب میں بھی گوناگوں کیفیات پیدا کر دیتی ہے۔

شہود ومراقبہ ہر چیز اور ہر کام سے فارغ اور یکسو ہو کر جب انسان صرف باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک ایک گوشہ میں چشم بند ہو کر بیٹھ جاتا ہے تو اس کے دھیان اور بیٹھنے کو مراقبہ کہتے ہیں اور جب اس مراقبہ کے ذریعہ بندہ آقائے حقیقی کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی چشم باطن کو کھولتا ہے تو اس وقت اسے جو کچھ نظر آتا ہے اسے شہود کہتے ہیں۔

مکاشفہ وتمکین تجلی صفات سے گذر کر تجلی ذات کے مشاہدہ تک پہنچ جاتا ہے اسی کو تمکین کہا جاتا ہے چونکہ ذات میں صفات کی طرح کوئی تغیر نہیں ہوتا اس لئے یہاں حالت بھی یکساں رہتی ہے اسی کو تمکین کہتے ہیں مکاشفہ تکوین وتمکین کے درمیان کی حضوری اور کسی چیز کو اپنی باطنی قوت سے معلوم کرنے کو کہتے ہیں۔

ذوق وشرب ذوق سے مراد ایمان شرب سے مراد علم اور اتی سے مراد حال ہے ایمان لانے سے انسان صرف معرفت کا مزا چکھتا ہے علم کے حصول سے گویا معرفت کا ایک حصہ مل جاتا ہے لیکن حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

تقرب الی اللہ کی گرانمایہ تعلیم

شریعت وطریقت فتوح الغیب میں مرقوم ہے کہ حضور غوث اعظمؓ نے فرمایا ہے کہ تعلیم شریعت تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی پیروی کی جائے دین اسلام کو سچا دین سمجھا جائے رسالت اور حشر ونشر پر ایمان رکھا جائے گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور روزہ ونماز کی پابندی کی جائے طریقت یہ ہے کہ شریعت غرائے اسلامیہ کے کامل تتبع اور ادائے فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی سعی کی جائے اور طالب اپنی قوت واستطاعت کے مطابق اذکار واشغال میں مصروف ہو اور یہ اعتقاد قائم کرے کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا رونا ہنسنا اور ہر حرکت وسکون اللہ اور صرف اللہ کے لئے ہے کیونکہ اس کے اس اعتقاد وعمل سے محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے اور اس محبت الٰہی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنجاتا ہے

اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بالکل مطابق ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے تو میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ طلب کرے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔

جو شخص تقرب اور یہ مرتبہ حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ صبح و شام ذکر و شغل میں مصروف رہے اور دنیوی امور میں انہاک کلی کے باعث غافلوں میں شامل نہ ہو جائے تمام اذکار میں سب سے افضل اور بہتر ذکر لاالہ الا اللہ ہے اسی پر مداومت کرے تصوف و طریقت تقریباً ایک ہی چیز ہے اصلی صوفی وہی ہے جو نہ صرف ذمائم نفسانی سے پاک ہو بلکہ اس کے قلب کو مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ اور کسی کی معیت میں آرام نہ ملے اور اپنی تمام محبوب و مالوف چیزوں کو ترک کرنے والا ہو۔

مجاہدہ کرنے والوں کی صفات

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ و ریاضت کرنے والوں کی دس صفات و عادات ہوتی ہیں جن پر وہ برابر عمل پیرا اور کاربند رہتے ہیں اور کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتے ان کی پہلی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی حالت میں کبھی عمداً خدا کی قسم نہیں کھاتے کچھ اسلئے نہیں کہ وہ سچی قسم کھانا حرام و ممنوع سمجھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اسے گستاخی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور شان و عزت کے منافی سمجھتے ہیں کہ معمولی امور کے لئے اس کی قسم کھائی جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ کذب بیانی و دروغگوئی سے ہر حالت میں مجتنب رہتے ہیں اور مزاحاً بھی اُن کی زبان جھوٹ سے آلودہ نہیں ہوتی تیسرے یہ کہ کبھی وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور جب تک انھیں اپنے وعدہ کے پورا ہو جانیکا یقین نہ ہو وہ اس وقت تک وعدہ ہی نہیں کرتے چوتھے یہ کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کسی حالت میں نہیں کرتے۔ پانچویں یہ کہ وہ مخلوقات میں سے کسی ایک چیز پر بھی ہرگز لعنت نہ کرے۔ چھٹے یہ کہ کسی کے لئے بددعا نہ کرے خواہ اس نے ظلم کیا ہو بلکہ وہ ظلم کو برداشت کرے ساتویں یہ کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء و حواس کو باز رکھے آٹھویں یہ کہ وہ کسی پر اپنا بار نہ ڈالے نویں یہ کہ ہمیشہ تواضع اور انکسار اختیار کرے دسویں یہ کہ کسی چیز کی حرص نہ کرے بلکہ ہر چیز سے مستغنی اور بے پرواہ رہے۔

اولیائے کرام کے خصائل

حضور غوث اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک کسی شخص میں خصائل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں اس وقت تک اسے ولایت کی مسند پر متمکن ہونا ہرگز جائز نہیں اول دو خصائل جو خدائے ذوالجلال سے سیکھے۔ عیب پوشی اور رحمدلی دو خصائل وہ جناب سرور کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سیکھے شفقت اور رفاقت دو خصائل وہ حضرت ابوبکر صدیق رض سے سیکھے راستی اور راستگوئی دو خصائل وہ حضرت عمر رض سے سیکھے ہر ایک نیک بات بتانا اور برائی سے روکنا۔ دو خصائل وہ حضرت عثمان غنی رض سے سیکھے اطعام مساکین اور شب بیداری اور دو خصائل وہ حضرت علی رض سے سیکھے عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا الحمدللہ کیا پاکیزہ خصائل ہیں۔

قلب کے خطرات

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ حضور غوث اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قلب کے خطرات چھ ہیں خطرہ نفس خطرہ شیطان خطرہ فرشتہ خطرہ یقین اور خطرہ روح۔ جو چیز قلب میں گذرے اسے خطرہ کہتے ہیں خطرہ نفس کا کام یہ ہے کہ وہ جائز و ناجائز خواہشات اور شہوات پر آمادہ کرتا ہے خطرہ شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ اصول میں کفر و شرک پر آمادہ کرتا ہے اور مواعید الٰہی پر ریب و اشتباہ کی ترغیب دیتا ہے اور فروع یہ کہ فریب دیکر بات ہی کیا ہے توبہ کر لینا معصیت کی طرف لیجاتا ہے۔ خطرہ فرشتہ اور خطرہ روح کے کام یہ ہیں کہ یہ نیک امور اور طاعت الٰہی کی طرف آمادہ کرتے ہیں اسلئے دونوں مستحسن و محمود ہیں خطرہ عقل کے کام دوگونہ ہیں یہ کبھی ان افعال کی طرف انسان کو راغب کرتا ہے جو نفس و شیطان کے کام ہیں اور کبھی ان افعال کی تائید کرتا ہے جو روح اور فرشتہ کی کارفرمائی کا رہین منت ہیں یعنی یہ نیک اور بد دونوں خیالات کی حمایت کرتا ہے یہ خطرہ حکمت الٰہیہ کا اہم مظہر ہے جس سے مقصد یہ ہے کہ انسان خیر و شر کے میدان میں سوچ سمجھکر نتائج پر نظر ڈال کر اور عقل و خرد سے کام لیکر اترے اسی کی بنا پر سزا و جزا کا عمل ہوگا۔

رہا خطرہ یقین یہ بہت بڑی چیز ہے جسے روح الایمان کہا جا سکتا ہے یہ خطرہ اولیاء اصفیاء شہداء ابدال صدیقین اور اقطاب کے ساتھ مخصوص ہے۔

نوعیت اشغال

حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کو سب سے پہلے فرائض میں مشغول ہونا چاہیئے اس کے بعد سنن میں اور سنن کے بعد نوافل و مستحبات کی طرف قدم اٹھانا چاہیئے تا وقتیکہ تکمیل فرائض نہ ہو لے سنن کی طرف جانا نادانی و جہالت ہے اگر تکمیل فرائض سے پیشتر سنن و نوافل کی طرف متوجہ ہوگا تو خواری و ذلت نصیب

ہوگی اور انہیں شرف قبول حاصل نہ ہوگا کیونکہ یہ تو بالکل ایک ایسی ہی بات ہے کہ بادشاہ کی طرف سے دعوت دی جائے لیکن اس کے پاس جانے کے بجائے ان امیروں اور غلاموں کی خدمت میں مصروف ہوجائے جن کی جان و آبرو خود بادشاہ وقت کے قبضہ و قدرت میں ہو۔ اس لئے انسان کا اولین فریضہ عمل یہی ہے کہ وہ فرائض کی تقدیم کا خیال ملحوظ رکھے۔

نیت و ارادہ کی اہمیت

حضور غوث اعظمؓ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الاعمال بالنیات فی الحقیقت کہ عمل کا انحصار نیت پر ہے اگر نیت درست ہے تو عمل بھی درست ہو حسن نیت ہی پر حسن عمل کے متعلق کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے نیت اچھی نہیں ہو تو اس کا صلہ بھی اچھا نہ ملیگا۔ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضور غوث اعظمؓ سے استفسار کیا گیا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ابلیس و منصور نے ایک ہی قسم کے جرم کا ارتکاب کیا ابلیس نے انا کہا تو لعنت پڑی اور منصور کی زبان پر یہی لفظ آیا تو اُسے تقرب کا درجہ عطا کر دیا گیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اس لفظ سے ابلیس کا مطلب بقا تھا اس لئے اس کی ولایت چھین لی گئی اس سے عطا کردہ نعمت لے لی گئی اور اس کا منصب مسلوب ہوگیا لیکن حضرت منصور کا مطلب بقا نہیں فنا تھا کہ وہ خودی کے بغیر باقی رہے اسلئے اسے مجلس وصال میں بٹھا دیا گیا؟ اس رمز اور غوث اعظمؓ کی اس تصریح و جواب کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے یہ خاص روحانی مسئلہ تھا جو فنا و بقا کے مقامات عالیہ سے تعلق رکھتا ہے اس کے سمجھنے کے لئے کم از کم اتنی اہلیت تو ہونی چاہئے کہ اگر فنا فی الرسول کے منصب پر فائز نہیں ہوا ہے تو اس کے کسی قریبی مقام مشاہدہ و دوام تک تو تعلیم رکھتا ہو۔

یہ فنا و بقا وہ نہیں جو عام معانی و مفہوم میں لی جاتی ہے بلکہ یہ مقام روحانیت میں ہے اگر سمجھانے کی سعی بھی کرینگے تو جمہور عوام کی عقول اس کی تہ تک نہ پہنچ سکیں گی یہاں عقل کا کام نہیں مشاہدہ کی کارفرمائی ہے بہرکیف جن کی چشم باطن کشادہ ہوگی وہ فوراً سمجھ لیں گے عوام کے لئے صرف اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ابلیس کی نیت خراب تھی اور حضرت منصور کی بخیر اور جیسی جس کی نیت تھی اسے ویسا ہی صلہ ملا۔

اسم اعظم کی حقیقت

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اسم اعظم وہ اسم ہے جو اپنے اثرات و کارفرمائی میں انتہائی موثر اور بدرجہ غایت قوی ضرب ہے اس کے زبان پر لاتے ہی نہ صرف یہ کہ انسان بہت بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے بلکہ اس سے دین اور دنیا کے مقاصد میں اہم ترین کام بنائے جاسکتے ہیں یہی خیال اور خیال لیے عقیدہ ہے کہ یہ قرآن کریم ہی کے اندر ہے لیکن اس کا علم کسی کو نہیں تمام بزرگوں نے اس کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھا ہے لیکن ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ راز کی بات ہے اور راز ربانی جسے عوام تک کوئی نہیں پہنچاتا اور جسے اس کا علم ہو جاتا ہے وہ خواص کے سوا کسی کو بتاتا نہیں۔

بہرکیف بہجۃ الاسرار کے حوالہ سے جو کچھ اس کے متعلق حضور غوث اعظم کے ارشادات کے سلسلہ میں ہم تک پہنچا ہے اسے پیش کیا جاتا ہے حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے اور بالکل درست فرمایا ہے کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے مگر اس کے اثرات اسی وقت مترتب اور وجود پذیر ہوتے ہیں جبکہ اس کے پڑھنے والے کے قلب میں اللہ کے سوا اور کچھ نہ ہو یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ عارفین کا "بسم اللہ" کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا "کن" کہنا اس کے معنے یہ ہیں کہ جب انسان مراحل ترقی طے کرتا ہوا اور فنا کی چھوٹی بڑی منازل قطع کرتا ہوا "فنا فی اللہ" کے درجہ میں قدم رکھتا ہے تو ہم کیا کہیں اور کیا سمجھائیں کہ وہ کیا ہو جاتا ہے بہرحال کیا جائے اگر ہم یہاں کسی حد تک صراحت سے کام لیں ہمیں یہاں یہی احساس و اندازہ ہے کہ جمہور عوام اور وہ افراد جن کا دامن تقرب و روحانیت کے گہرہائے لالی سے خالی ہے وہ اس بڑی بات کو نہ سمجھ سکیں گے اس لئے کہ جو چیز محض مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہو وہ علم و عقل سے معلوم نہیں کی جاسکتی تاہم ایک اجمالی خاکہ ہم قارئین کرام کے ملاحظہ میں پیش کرتے ہیں اور اس لئے پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ وہ نعوذ باللہ خدائی صفات کے حامل ہو جاتے ہیں تو فوراً ہم پر کفر کا فتویٰ لگ جائیگا اور واقعی جو لوگ تمثیل ربانی کہدیتے ہیں وہ کفر کے الفاظ اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور ساتھ ہی ہماری اس تصریح سے حضرت مولانا روم کے شعر ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود ‖ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کی بھی تشریح ہو جائیگی اس درجہ پر پہنچ کر فی الحقیقت انسان کا رتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے ایسے بزرگوں کے متعلق جہال کے عقائد نے بڑی بڑی لغزشیں کھائی ہیں اور اب تک ایسے بکثرت افراد موجود ہیں جن کے عقائد نے توحید کے چشمہ صافی کو بڑی حد تک نہیں تو کسی حد تک ضرور گدلا کر رکھا ہے اور وہ خالص وحدانیت سے بہت دور نہیں تو کچھ دور ضرور جا پڑے ہیں۔

فنائیت فی اللہ کے اسرار

اگر ابھی ہم مزارات اولیائے کرام سے حاجت روائی اور استمداد کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالیں تو ہمیں وہابیت یا گستاخی کا تمغہ یا خطاب عطا ہو جائے گا اور پھر اس تحریر پر بھی کوئی غور نہ کرے گا مگر حقیقت بہرکیف حقیقت ہے اور اس کی جلوہ گری کبھی ماند نہیں پڑ سکتی صورت یہ ہے کہ فنا ایک مقام ہے جس پر متمکن انسان ایک بیدار روح رہ جاتا ہے جب وہ فنا فی الشیخ ہوتا ہے تو تدریجی طور پر

اس کی قوتیں بڑھتی اور شیخ کی قدرتیں اسے ایک حد تک حاصل ہو جاتی ہیں اس کے بعد کچھ درمیانی مراحل طے کرنے کے بعد وہ فنافی الرسول کے رفیع تر مقام میں داخل ہوتا ہے یہاں اس میں تدریجی طور پر ایک حد تک نبوی خو بو پیدا ہوتی چلی جاتی ہے طاقتیں بڑھ جاتی ہیں اور روحانیت قوی ہو جاتی ہے پھر منزل بہ منزل راہ طے کرتا ہوا وہ "فنافی اللہ" کے عنصر رفیع میں اترتا ہے ذات احدیت غیر محدود طاقتوں اور قوتوں کی حامل ہے اس میں انسان جتنی ترقی کرتا ہے اتنی ہی اس کی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں اور اتنی بڑھتی ہیں کہ ان کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

ذات احدیت کے اختیارات لامتناہی کا یہ ایک معمولی کرشمہ قدرت ہے کہ وہ ایک لفظ کن میں سب کچھ کر سکتی ہے فنافی اللہ بندہ میں بھی اس مقام پر یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی عنایات بے غایات سے پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ایک لفظ کن میں جو چاہے کرے اور اس کی زبان سے جو نکل جائے وہ اسی وقت ہو جائے اسی حالت مندرجہ کے متعلق اس حدیث نبوی میں ارشاد کیا گیا ہے جس میں مرقوم ہے کہ میں بندہ کو محبوب بنا لیتا ہوں اور وہ میری آنکھ سے دیکھتا، میرے کان سے سنتا اور میری زبان سے بولتا ہے اور اسی کے متعلق مولانائے روم کے شعر گفتہ او گفتہ اللہ بود میں اشارہ کیا گیا ہے بہرحال یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور اپنی محنت و اہلیت پر منحصر ہے کیسی فنافی اللہ، بعض اوقات فنافی الشیخ اور فنافی الرسول ہی کی منازل میں اولیا روحانیاں کو یہ قدرتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

عوام و ناواقف نہ سمجھیں گر واقف اسرار جانتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ جس طرح فنافی الشیخ اور فنافی الرسول ہو کر انسان شیخ اور رسول نہیں ہو جاتا اسی طرح فنافی اللہ ہو کر بھی جس میں خواہ کتنی ہی قوتیں پیدا ہو جائیں اور وہ لفظ کن میں سب کچھ کر سکے مگر رہتا پھر بھی بندہ ہی ہے بلکہ یہاں پہنچ کر اس کی مسکینی، عبودیت، عجز اور خوف میں بے انتہا اضافہ ہو جاتا ہے اور خواص عام سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں سب طاقتیں حاصل ہوتی ہیں مگر بندہ تسلیم و رضا ہوتا ہے شاذ ہی وہ مشیت میں دخل دیتا ہے اور ظلم و جور بھی خاموشی کے ساتھ سہہ لیتا ہے یہ قوتیں انتقال کے بعد بھی قائم رہتی ہیں اور وہ زیر لحد بھی پڑے ہوئے سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن صاحب مزارات کو حاجت روا سمجھ لینے سے ایک اور مصیبت رونما ہوتی ہے کہ جب عوام مزارات پر جاتے ہیں تو نہ انہیں درجات، روحانیت کا علم ہوتا ہے نہ ان کا عجز عبودیت اور نہ ان کی ہستی سامنے ہوتی ہے اس لئے ادب و لحاظ تو کچھ ہوتا نہیں اندھا دھند التجائیں کرنی مرادیں مانگنی اور ناک رگڑنی شروع کر دیتے ہیں جس سے ایک طرف تو اغیار میں یہ "بت پرست" "قبر پرست" مشہور ہوتے ہیں اور دوسری طرف توحید پرستی پر حرف آتا ہے اور ذات احدیت کی قاضی الحاجاتی کی طرف سے ان کا خیال ہٹ کر ان مزارات کی طرف مرکوز ہو جاتا ہے ذرا سی بات ہوئی کوئی معمولی مشکل پیش آئی اور یہ مزارات پر جا پہنچے

ایک اور نقصان یہ ہے کہ اپنی اصلاح نفس کی طرف بھی ان کی توجہ مبذول نہیں ہونے پاتی، ولایت قطبیت غوثیت اور نبوت و رسالت کے مناصب مرادیں پوری کرنے کے لئے نہ تھے اس لئے تھے کہ وہ بندوں کی اصلاح نفس اور تزکیہ قلب کر کے انہیں اللہ کی چوکھٹ پر لا کھڑا کر دیں انہیں روحانیت کی راہ سے لیجا کر تقرب کا مرتبہ حاصل کرائیں لیکن مسلمانوں کے سامنے اصل مقصد تو رہا نہیں اور حقیقی مقصد اور حقیقی فیض کے حصول کے لئے وہ ان کے پاس پہنچتے ہیں ثانوی امور ان کے سامنے آ گئے اسی لئے ہمارا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس عہد میں جبکہ ایمانوں میں ضعف اور اعمال میں سستی پیدا ہو گئی ہے جو لوگ مزارات پر جائیں وہ فاتحہ پڑھنے عبرت حاصل کرنے اور روحانی فیض سے مستفید ہونے کے لئے جائیں مرادیں مانگنے کے لئے کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائیں۔

جن لوگوں کی آنکھیں ہوں جن کی چشم باطن کھلی ہو جو فضائے روحانیت میں پرواز کر رہے ہوں تو ان کے لئے تو اپنے بزرگوں کے سلسلہ سے استمداد جائز ہے مگر اغیار اور ناواقفوں اندھا دھندوں اور نادانوں کو جہاں تک ہو سکے اس سے احتراز کرنا چاہئے ہم پھر کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ بزرگ کچھ کر نہیں سکتے یا اولیائے کرام کو بعد وصال نفع و فیض کی قدرت حاصل نہیں رہتی یا ایسا کرنا ممنوع ہے نہیں اور ہرگز نہیں ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں والوں کو جن کے قلب کے حجابات اٹھ چکے ہیں سب کچھ جائز ہے کہ مخاطب ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر اغیار کے لئے مناسب نہیں۔ ہمارے مزارات اولیائے کرام مرادیں پوری کرنے کے لئے نہیں تعلیم و تربیت کے لئے اور جو طریقہ رواج پذیر ہو گیا ہے وہ غلط اور نامناسب ہے۔

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ وہ کلمہ ہے جو زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے فقر و ذلت کو عزت کرتا ہے رنج و محن کو باقی نہیں رہنے دیتا اس کا ذکر عام ہے اللہ منظر عجائب ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ کی قدرت بلند ہے اللہ کی بانگ رفیع ہے اللہ ان کا محافظ ہے اللہ سرکشوں کو مغلوب کرنے والا ہے اللہ تمام زبردستوں کی زبردستیاں اور زور توڑنے والا ہے اللہ عالم الغیب والشہادت ہے جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے اس کی محبت کرنے والے کا شوق محبت شبانہ روز ترقی

بڑھتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو خدا پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہو۔

ایزد متعال کی بندہ نوازیاں

حضور غوث اعظم رض کی ارشاد ہے کہ تم اُسے ارادہ سے یاد کرو وہ تمہیں افادہ سے یاد کریگا تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کریگا تم اسے فقر کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کریگا تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں اکرام کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اُسے صدق کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رزق کے ساتھ یاد کرے گا تم اُسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا تم اُسے صفائی سے یاد کرو وہ تمہیں نیکی سے یاد کرے گا۔ تم اُسے ترک جفا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کرے گا تم اُسے ترک خطا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں عطا کے ساتھ یاد کریگا تم اُسے خلوص کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں خلاصی کے ساتھ یاد کرے گا تم اسے غفلت کے بغیر یاد کرو وہ تمہیں مہلت کے بغیر یاد کریگا تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت سے یاد کریگا تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کریگا تم اسے دعا سے یاد کرو وہ تمہیں عطا سے یاد کریگا تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تمہیں بخشش سے یاد کریگا۔

تم اسے بندگی سے یاد کرو وہ تمہیں احسانات و انعامات سے یاد کرے گا تم اسے شوق محبت سے یاد کرو وہ تمہیں وصال و قربت سے یاد کرے گا ولذکر اللہ اکبر اور یقیناً اللہ کا ذکر بڑا ہے۔ واقعی یہ انسانوں کی بڑی بدنصیبی و محرومی ہے کہ وہ ایسے رحیم و کریم آقا کے ذکر و یاد سے غفلت برتتے ہیں مسلمانوں پر ساری مصیبت اسی امر کی ہے کہ وہ خدا کو بھول بیٹھے ہیں جب تک مسلمان اللہ کے رہے انہوں نے دنیا بھر پر حکومت کی جب وہ خلوص و صدق کے ساتھ اللہ کے سامنے اپنی گردنیں جھکاتے رہے ایک عالم کی گردنیں ان کے سامنے جھکیں۔

علم کی فائز المرامیاں

حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے علم کی تحصیل نہایت ضروری و لابدی ہے اس لئے کہ جاہل عابد کے تمام کام سنورنے اور بننے کے بجائے بگڑتے زیادہ ہیں عزلت گزینی بھی علم ہی کے بعد موزوں ہے تو چراغ شریعت کی روشنی میں عبادت کرنی چاہئے جس کے ہاتھ میں شمع علم نہیں ہوتی اس کی عبادت جیسا کہ موثر اور کیف انگیز نہیں ہوتی۔

جو شخص علم پڑھتا ہے اور پھر اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اپنے گنجینہ فیض سے علم لدنی عطا کرتا ہے تم اسی کی یاد میں مشغول رہو اور ڈرتے رہو کہ تمہارا چراغ شریعت کی حفاظت میں گل نہ ہونے پائے اگر تم مسلسل چالیس روز تک برابر اس کی یاد میں بیٹھو اور دل سے اس کا ذکر کرو تو راہ زبان تمہارے قلب سے فضیلت و حکمت کے سرچشمے پھوٹ نکلیں گے اور اس وقت تمہارا دل حضرت موسیٰ کے دل کی طرح محب ربانی کی آگ اپنے اندر مشاہدہ کرے گا پھر تمہاری خواہش تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب تمہارے وجود سے کہنے لگیگا کہ بس ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ مشاہدہ کی ہے مقام سر سے اسے ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب تو غیر سے تعلق منقطع کر دے میرے ماسوا کو بھول جا مجھے پہچان لے مجھ سے تعلق رکھ میرا ہی بنا رہ میرا ہی ہو جا میرا ہی رہ اور میرا ہی تقرب حاصل کر پھر جب اس کا دیدار کامل ہونے لگے گا، بقا تمام ہو جائیگا تو تمام کدورتیں دور ہو جائینگی اور تمہارا سرکش نفس بھی مغلوب و ساکن ہو جائے گا۔

عمل کی عظمت

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ عمل کی اہمیت سمجھو اس کی عظمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو خوف خدا سے ہر وقت اور ہر گھڑی ڈرتے رہو، اس کی طاعت و فرمانبرداری میں ساعی رہو شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اپنا ظاہر بالکل شریعت کے مطابق بنالو اپنے سینہ کو حسد و کینہ سے بالکل پاک و صاف کرو خدا کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو اور فقر و درویشی اختیار کرو جو شخص اپنے آقائے حقیقی کے ساتھ سچائی اور راستبازی اختیار کرتا ہے اور پرہیزگاری و تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیتا ہے وہ رفتہ رفتہ ماسوا سے بیزار ہوتا چلا جاتا ہے۔

کبھی کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہارے اندر نہ ہو رب قدیر کو وحدہ لاشریک لہ سمجھ اسے برابر یاد کرتے رہو خدا کے بندوں کی راہ میں جس کا کچھ کھویا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کا نعم البدل عطا کرتا ہے۔

ہم نے یہاں حضور غوث اعظم رض کی تعلیم کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر دیا ہے ورنہ یہ تو ایک بحر زخار ہے اور یہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس میں چند قطروں کی بھی حیثیت نہیں رکھتا اس کے لئے ایک جداگانہ مضمون اور کتاب کی ضرورت ہے جس بزرگ نے اپنی عمر گرانمایہ کے چالیس سال وعظ و تلقین میں صرف کئے اس کی تعلیم کا کیا حصر و شمار اور استقصا ہو سکتا ہے پھر سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے یہ بھی بہت ہے۔

حضور غوث اعظم کی علو مرتبت

حضور غوث اعظم غوث وقت اور مشاہیر اولیاء میں تھے اور اس عہد میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا نہ کوئی اتنی ریاضت کر سکا اور نہ کسی کو یہ اقتدار و عہدہ

نصیب ہوا۔ حضرت شیخ ابوسعید قیلوی کا بیان ہے کہ حضور غوث اعظم کا مقام مع اللہ فنی اللہ اور باللہ تھا جس کے آگے بڑی بڑی طاقتیں ہیچ تھیں آپ بہت سے متقدمین سے بھی گوئے سبقت لے گئے تھے اور ایک ایسے مقام پر فائز ہو چکے تھے جس سے تنزل ممکن ہی نہیں۔

حضرت خلیل بن احمد صرصری فرماتے ہیں کہ شیخ بقا بن بطو بیان کرتے تھے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہر وقت اور ہر حالت میں موافقت کرنا اور موافق رہنا اخلاص و تسلیم اختیار کرنا تقرب الی اللہ کی طرف رجوع کریں اور نفس و قلب اور قول و فعل میں توافق حضور غوث اعظم رضہ کا خاص شعار تھا۔ حضرت عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کا ظاہر و باطن ایک تھا آپ صفات نفس نفع و ضرر قرب اور بعد سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچ ہوئے تھے اور ہر مقام پر عجز و فروتنی سے کام لیتے تھے۔

حضرت صالح ابو محمد حسن فقیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ علی قرشی کو ایک شخص سے کہتے سنا کہ اگر تم حضور غوث اعظم کو دیکھتے تو تم یا ایک ایسے بزرگ کو دیکھتے کہ جس نے راہ مولا میں اپنی تمام قوتیں فنا کر دی تھیں آپ کا مشرب وصفاء حکماء وعاء توحید اور صرف توحید تھا آپ کی تحقیق ظاہر و باطنا شریعت اور صرف شریعت ہی مشاہدہ الہی آپ کا ہر وقت کا کام تھا آپ ایسے بلند اور محفوظ مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں ریب و اشتباہ کی جملہ کار فرمائیاں یکسر ختم ہو جاتی ہیں نہ آپ کے قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی اور نہ آپ کے مقام سہ میں کوئی پہنچ سکنے اور جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا اہل طریقت کی قوت آپ نے بہت مستحکم کر دی اور سلوک و تصوف کو آپ کی سعی و جہد سے بے حد تقویت حاصل ہو گئی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی العسقلانی فرماتے ہیں کہ ہمیں اخبار صحیحہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضور غوث اعظم اعلیٰ درجہ کے فقیہ زبردست عابد اور لاثانی زاہد تھے لوگوں کو عبادت و زہد کی تعلیم و تلقین آپ کا شعار تھا عذاب الٰہی اور روش معاصی سے لوگوں کو ڈرانا آپ کا روزمرہ کا شغل تھا آپ کے دست حق پرست پر بہت سے بندگان خدا نے توبہ کی جن کا حصر و شمار ممکن نہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کامل الادب وافر المروت وافر العقل والعلم کثیر الکرامات و خوارق العادات جمیل الصفات کریم النفس اور متواضع تھے سلوک و روحانیت زہد و تقوی، دینداری و تصوف اور علوم ظاہری و باطنی میں آپ حد و انتہا سے گزر چکے تھے۔

علامہ ابن جوزی کی مخالفت

آپ کے عہد و زمانہ کے مشائخ و صوفیا میں سے کوئی مستثنائی مثال ہی ایسی ہو گی جن کو کسی کی طرف سے آپ کے فضائل علمی اور کمالات باطنی سے انکار کیا گیا ہو البتہ جماعت علماء میں ضرور بعض ایسی مثالیں نظر آتی ہیں جنہوں نے ابتدا میں شدت کے ساتھ آپ کی مخالفت کی برابر اعتراضات کرتے رہے اور اعتراض و معاندت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن ان کی یہ طوفان خیزیاں بھی آخر میں نہ صرف یہ کہ ٹھنڈی ہو کر رہ گئیں بلکہ مخالفین و معاندین کو بھی آپ کے آگے جھکنا آپ کے کمالات کا اعتراف کرنا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا پڑا۔

امام ابو الفرج عبد الرحمن جو تاریخ و سیر میں ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں اپنے زمانہ میں علوم حدیث و تفسیر کے امام تھے جمال الحفاظ آپ کا خطاب تھا آپ کی تصانیف بزرگ قدر بے شمار ہیں تاریخ علم ادب اور علم حدیث میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں موضوعات تلقیح المناقب تلبیس ابلیس تلقیح فہوم الاثرۃ فی التاریخ والسیر المنتظم فی تاریخ الامم وغیرہ کتب آپ ہی کی زبردست تحریر کا نتیجہ ہیں علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ علامہ ابن جوزی کی تصانیف اتنی ہیں کہ ان کا کوئی احاطہ نہیں کیا جا سکتا مورخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ علامہ ابن جوزی نے وصیت کی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے ان کا تراشہ پیر میں جمع ہے مرنے کے بعد مجھے نہلانے کو غسل کے پانی اس تراشے سے گرم کریں چنانچہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ پانی گرم ہو جانے پر بھی تراشہ بچ رہا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں کس قدر لکھا ہوگا کہ صرف قلموں کا تراشہ اس قدر جمع ہو گیا علامہ کی شخصیت بلند تر ہے

علامہ ابن جوزی ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ میں انتقال فرما گئے اور بغداد کے باب الحرب میں مدفون ہیں ہر قرن اور ہر زمانہ میں اہل ظاہر کو اہل باطن سے مخالفت رہی ہے اور علما و اولیاء کی کشمکش ہر دور میں جاری رہی ہے۔ اس کی تخصیص نہیں رہی ہے علمائے ظاہر کی نگاہیں اسرار و رموزیات تک نہیں پہنچ سکتیں یہاں تک اولیاء کے کلام کی نظر یا پیچیدہ ہوتی ہیں وہ ان کے مقامات اور مدعات کو سمجھ نہیں سکتے انہیں اپنے کمالات علمی اور فضیلت پر ناز ہوتا ہے وہ خود کو وارث علوم و فنون سمجھتے ہیں اور اس زعم میں وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے علامہ ابن جوزی نے اپنے نقص نظری اور کوتاہ فہمی کے باعث حضور غوث اعظم کے بعض اسرار و کمالات کو شریعت ظاہری کے خلاف خیال کر کے آپ کی تردید کی بلکہ آپ کی طعن و تشنیع میں زور و شور کے ساتھ حصہ لیتے رہے اور اس انتہا پر پہنچ گئے کہ بعض اوقات ہی نہیں بلکہ بسا اوقات دل آزار کلمات الفاظ تک کہہ جاتے تھے اور عرصہ تک برابر سخت و سست اور دل شکن تعرضات کرتے رہے۔

علامہ ابن جوزی کی یہ مخالفت صرف حضرت غوثیت مآب ہی کی ذات گرامی تک محدود نہ تھی بلکہ دیگر اولیاء و مشائخ کے متعلق بھی وہ اسی قسم کے درشت اور سخت الفاظ استعمال کرتے رہتے تھے بزرگوں اور ولیوں کی مخالفت علامہ موصوف کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی حضرت امام غزالی بھی آپ کے شدید اور دل آزار اعتراضات سے محفوظ نہ رہے حالانکہ یہ وہ جلیل القدر ہستی تھے جو اپنے تبحر علمی و کمالات فنی کے اعتبارات سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ اس عہد کی بھی تمام شائستہ قوموں میں یکتائے زمانہ تسلیم کئے گئے ہیں اور جن کے فلسفہ کی ابتک دھوم ہے اس دور کے باکمالوں کو بھی علامہ کی یہ روش بہت گراں گزرتی تھی اس لئے ان کی طرف سے بھی مجبوراً جوابات دیئے گئے۔

حضرت علامہ یافعی نے بھی اپنی تالیفات میں ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اپنے رسالہ "مرج البحرین" میں ان امور کا ذکر کیا ہے ایک عرصہ تک حضرت غوث اعظم کی اس مخالفت کا سلسلہ علامہ ابن جوزی کی طرف سے تواتر کے ساتھ جاری رہا لیکن بالآخر آفتاب حقیقت کی شعاعوں سے ان کے دماغ میں بھی روشنی پیدا ہوئی انہیں بھی اپنی غلطی کا اعتراف ہوا تو وہ بھی حضور غوثیت مآب کے ظاہری اور باطنی کمالات کے معترف ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے

برق حقیقت کی تڑپ

بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مدت کے بعد علامہ ابن جوزی حافظ ابو العباس احمد کے ساتھ حضور غوث اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے یہ وہ وقت تھا کہ حضور درس و تدریس میں مشغول تھے اور قرآن کریم کے ترجمہ کا درس دے رہے تھے قاری نے ایک آیت پڑھی آپ نے اس کا ترجمہ بتا کر اس کی تفسیر کرنی شروع کی اور پیش کردہ مطالب کے وجوہ بیان کرنے آغاز کر دیئے آپ یہ ایک وجہ و دلائل پیش کر کے بیان کرتے گئے اور ہر وجہ کے بیان کرنے پر حافظ صاحب علامہ ابن جوزی سے دریافت کرتے گئے کہ کیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے علامہ اثبات میں جواب دیتے رہے گیارہ وجوہ و دلائل تک یہی حالت قائم رہی۔

لیکن حضور غوثیت مآب کا علم ایک سمندر تھا جس کا کنارہ پیدا نا تھا اس کے بعد بھی یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور آپ نے مزید چالیس وجوہ و دلائل پیش کئے اور ہر ایک وجہ اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے چلے گئے اب یہ حالت تھی کہ ہر ایک وجہ پیش کئے جانے پر علامہ ابن جوزی پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی حضور غوث اعظم کی وسعت علمی پر وہ … ہوئے اور بے اختیار کہہ اٹھے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد آپ نے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس بھر میں ایک عام اضطراب پیدا ہو گیا اور شور مچ گیا لوگوں پر ایک حیرت کا عالم طاری تھا کہ جس شخص کی عمر مخالفت میں گذری ہے آج وہی غلامانہ حاضر ہوا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوۃ شریف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ میں زیارت بیت اللہ شریف کو گیا ہوا تھا کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گذرا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ علامہ ابن جوزی کو دربار غوثیت میں لے گئے جہاں پہنچ کر علامہ نے حضور غوث اعظم رضی سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگی جس پر حضور نے کھلے دل سے آپ کو معاف کر دیا۔

محی الدین کس طرح بنے

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ جب ایک شخص نے حضور غوث اعظم سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک روز میں سیر و سیاحت کے لئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا واپسی پر اثناء راہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دفعتاً میرے سامنے کھڑا ہوا اور اسی وقت ضعف و ناتوانی کے باعث زمین پر گر پڑا کہ وہ بہت بیمار معلوم ہوتا تھا اور اس کی حالت زار و نزار تھی اس نے کہا کہ حضور میری دستگیری کیجئے اور میری حالت پر رحم فرمائیے اور میرے اوپر کچھ دم کیجئے تاکہ میں تندرست ہو جاؤں جب میں نے اس پر دم کیا تو فوراً ہی اس میں شفا آگئی اور چاق و چوبند ہو گیا لاغری جاتی رہی اور جسم میں جو طاقت و توانائی آئی اس کے بعد وہ مجھ سے بولا کہ آپ مجھے پہچانتے بھی ہیں کہ میں کون ہوں اور میری یہ حالت کیوں ہو گئی تھی میرا جواب نفی میں پا کر وہ بولا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ آپ کے نانا حضور کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا دین ہوں میری حالت بہت ابتر ہو چکی تھی مگر آپ کی مسیحائی نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی ہے آپ دین کے مجدد اعظم ہیں اور کے مصلح اکبر اور محی الدین ہیں۔

میں کچھ نہیں بولا اور اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا راستہ میں دیکھا کہ ایک شخص برہنہ پا دوڑتا ہوا میری طرف آرہا ہے وہ میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور با آواز بلند پکار کر کہا سیدی محی الدین اس کے بعد میں مسجد میں آیا دوگانہ ادا کیا ابھی میں نے سلام نہ پھیرا تھا کہ خلقت ہجوم کر کے میری طرف ٹوٹ پڑی اور ہر طرف سے فلک شگاف اور ساعت شکن نعروں میں محی الدین محی الدین پکارنے لگی اس سے پیشتر کبھی کسی نے مجھے اس لقب و خطاب سے یاد نہ کیا تھا آپ کا یہ کشف بالکل درست اور صحیح ثابت ہوا۔

اس زمانہ کے مادہ پرست افراد غالباً اس پر یقین کرنے میں متامل ہوں گے اور بلا تکلف اسے تخیل طرازی کے نام سے موسوم کر دیں گے

لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ غوث اعظم نے تجدید دین اور اصلاح ملت کے سلسلہ میں شاندار خدمات انجام دیں اور احیائے اسلام میں بہت بڑا کام کیا اور لاکھوں انسان گمراہی و ضلالت کے غار سے نکل کر صراط مستقیم اور صحیح راستہ پر آ گئے ولایت و غوثیت ایک دنیائے راز ہے جس طرح ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم فلکیات سے بے بہرہ محض رہتے ہوئے کسی ماہر فلکیات کے موضوعات و استخراج نتائج پر حرف گیری کریں اسی طرح جو افراد دنیائے روحانیت سے بالکل ناواقف و بے خبر ہیں انھیں حق نہیں پہنچتا کہ وہ اولیائے کرام کے مکاشفات و خوارق عادات پر معترض ہوں۔

اولیا و ابدال پر فضیلت

حضرت شیخ محمود احمد کردی نے سنہ ۵۶۳ھ میں حافظ عبدالمغیث بن حرب نے سنہ ۵۲۳ھ میں شیخ محمد بن علی السہلی نے سنہ ۵۶۱ھ میں اور شیخ ابو محمد عبداللہ بغدادی اور شیخ ابوبکر عبداللہ نے سنہ ۵۶۴ھ بغداد کے اندر اور فقیہہ ابو محمد الحسن بغدادی نے سنہ ۵۶۲ھ میں قاہرہ میں بیان کیا کہ ہم سب ایک دفعہ آپ کی مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپ کے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی حاضر تھے اسی موقعہ پر اسی مجلس میں حضرت غوث اعظم فرما رہے تھے کہ آپ نے یکبارگی فرمایا قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے یہ سنکر شیخ علی ابن نصر الہیتی اپنی جگہ سے اٹھے اور ممبر کے پاس جاکر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں خم کر دیں۔

اس مجلس میں عراق کے تقریباً تمام مشائخ و اولیا موجود تھے حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت اپنی گردنیں جھکا دیں تھیں چنانچہ حضرت شیخ سید بخاری نے سنجار میں شیخ املاق دمشقی نے دمشق میں شیخ عدی بن مسافر نے ہاس میں شیخ حیات بن قیس نے حران میں شیخ احمد بن رفاعی نے ام عبیدہ میں شیخ عبدالرحمن نے طفسونج میں اور شیخ محمد بن موسیٰ نے بصرہ میں اسی تاریخ کو اسی وقت اپنی روحانی قوت اور اپنے مکاشفہ سے معلوم کرکے اپنی اپنی گردنیں خم کر دیں تھیں۔

مستند کتب سیر میں مرقوم ہے کہ دنیا کے مختلف مقامات کے تقریباً تین سو اولیاء اللہ نے حضور غوث اعظم کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ان میں سے ۲۳ یمن کے، ۳ کوہ قاف کے، ۷ وادی سراندیپ کے ۱۱ حبشہ کے ۴۰ عجم کے ۳۰ شام کے ۲۴ عراق کے ۱۷ حرمین شریفین کے ۲۰ مصر کے ۷ سد یاجوج ماجوج کے اور ۲۷ مغرب کے اولیائے کرام تھے۔

حضرت شیخ مکارم فرماتے ہیں کہ جس روز حضور غوث اعظم نے یہ فرمایا اس روز تمام روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا علم آپ کے سامنے گاڑا گیا اور شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تاج غوثیت آپ کے سر پر رکھا گیا یہ دیکھ کر اس عہد کے دسوں ابدالوں نے بھی آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ان ابدالوں میں شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعید القیلوی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد بن رفاعی، شیخ ابو مدین المغربی، شیخ ابو محمد عبد البصری، شیخ حیات بن قیس الحرانی، شیخ عبدالرحمن اور شیخ موسیٰ الزولی شامل ہیں۔

مقام فردیت

شیخ عدی بن ابی البرکات فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے چچا حضرت شیخ بن مسافر سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور غوث اعظم سے پیشتر بھی اور کسی نے یہ کہا تھا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو جواب ملا کہ نہیں پھر فرمانے لگے کہ اس سے مراد محض مقام فردیت ہے میں نے پوچھا کہ کیا ہر زمانہ میں ایک فرد ہوتا ہے بولے ہاں مگر ہر فرد کو یہ کہنے کا حکم نہیں ہوا آپ تو اس کے لئے مامور ہوئے تھے اور امر الٰہی کی وجہ سے تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں خم کر دی تھیں ملائکہ نے بھی حضرت آدم کو اسی وقت سجدہ کیا تھا جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا۔

ایک حضرت شیخ عدی رحمہ اللہ کیا متعدد مشاہیر اولیاء نے اس کی تصدیق کی ہے کہ آپ نے یہ حکم امر الٰہی پر دیا تھا۔

بعض معتقدین غوثیت کہتے ہیں کہ یہ حکم تمام اولیائے متقدمین و متاخرین کے لئے تھا لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ متقدمین میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی ہیں جن کی فضیلت تمام اولیائے کرام پر احادیث سے ثابت ہے جہاں تک تحقیق و قیاس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف اس عہد کے اولیائے کرام تک محدود تھا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح فتوح الغیب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بھی اپنے مکتوبات میں یہی لکھا ہے اس سے یہ بین طور پر ثابت و واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کا رتبہ بہت عالی اور آپ کی شان بہت ارفع تھی اور اس وقت تک جتنے اولیائے کرام ہو چکے ہیں سب نے آپ کی عظمت و جلالت مرتبت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔

خرق عادات و کرامات کی حقیقت

اولیائے کرام اور مشائخ وقت سے خرق عادات اور کرامات کا صدور ایک مسلمہ امر ہے اور دنیا میں اس سیزدہ صد سالہ دور میں لاکھوں افراد اپنی آنکھ سے ان کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں لیکن مادہ پرستوں کی کسی زمانہ میں کمی نہیں رہی اور منکرین بھی ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں جو ان

وقت تک کسی بات کو خواہ وہ مشاہدہ ہی سے صد ہزار بار کیوں نہ گزر چکی ہو اس وقت تک تسلیم ہی نہیں کر سکتے جب تک اس کی عقلی و نقلی تسلیم کے سامان برہان و دلائل اچھی طرح مہیا نہ کر دیئے جائیں اس لئے ہمیں بھی ضرورت داعی ہوئی کہ ہم خرق عادات کے متعلق عقلی اور نقلی ثبوت بہم پہنچائیں۔

سب سے پہلی چیز اس سلسلہ میں قرآن کریم ہے اس میں جا بجا اس کا ذکر موجود ہے حضرت مریمؑ کے پاس سرما میں گرما کے اور گرما میں سرما کے میوے دیکھے جاتے تھے حالانکہ آپ نبی نہ تھیں آخر اسے کرامت نہ کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائیگا سورۃ السبا میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک بزرگ نے جو حضرت سلیمانؑ کے دربار میں تھے چشم زدن میں حضرت بلقیس کا تخت اٹھوا کر منگوا دیا تھا حالانکہ وہ بھی پیغمبر نہ تھے محض ایک درباری تھے۔

تیسری جگہ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا قصہ کرامات کے اثبات میں موجود ہے کہ ان سے باتیں کرنا ان کا سالہا سال تک غار میں سوتے رہنا اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ سب امور پورے زور و شور کے ساتھ مذکور ہیں۔

اب حدیث کی سنئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے گزشتہ زمانے کے عجائبات کے سلسلہ میں بتایا کہ کس طرح تین آدمی ایک پہاڑ کے غار میں بند ہو گئے اور ان کی دعاؤں سے غار کے اوپر کا گرا ہوا پتھر ہٹ گیا۔

ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ سے جریج راہب کے متعلق مروی ہے کہ تین دن تک مجو نہ ہو سکنے پر اس کی ماں نے اس کے لئے بددعا کی لہٰذا ایک فاحشہ عورت نے اسے اپنے دام فریب میں مبتلا کرنا چاہا جب وہ نہ پھنسا تو اس نے ایک چرواہے سے پیدا شدہ بچے کو جریج راہب سے منسوب کر کے اس کی رسوائی کا سامان کیا بادشاہ وقت نے اُسے کھینچ بلایا مگر یہ جریج راہب واقعی بڑا متقی اور عابد تھا اس نے اللہ سے دعا کی اور خود اس نو زائیدہ بچے سے سوال کیا کہ بتا تیرا باپ کون ہے بچہ بولنے لگا اور اس نے کہا کہ ماں نے تم پر افترا کیا ہے میرا باپ تو چرواہا ہے کیا اس سے خرق عادات اور کرامات کا ثبوت نہیں ملتا۔

صحابہ کرام کی کرامات

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ روضہ نبوی پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جنازہ لے کر گئے اور در روضہ کھٹکھٹایا تو در روضہ از خود کھل گیا اور یہ آواز بھی سنائی دی کہ ان کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ان کو نبی کے پاس دفن کر دو حالانکہ اندر کوئی شخص بھی نہ تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ایک دفعہ مدینہ میں خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ یکبارگی زور سے چلا اٹھے یا ساریۃ الجبل الجبل اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو پہاڑ کی طرف سب متحیر رہ گئے ساریہ اس وقت صدہا کوس کے فاصلہ پر تھے وہیں وہ اس آواز کو سنکر متنبہ ہو گئے چونکہ پیچھے کی طرف دیکھا تو دشمنوں کی ایک جماعت دوڑی چلی آ رہی تھی اور حملہ کرنے ہی کو تھے اگر ساریہ ادھر متوجہ نہ ہو جاتے تو تمام مسلمان وہیں شہید ہو جاتے۔ حضرت عمرؓ نے سینکڑوں کوس سے بتا دیا یہ کتنی زبردست کرامت تھی کہ آپ نے اپنی روحانی قوت سے سب کچھ دیکھ لیا اور مدینہ ہی سے رہنمائی کر دی۔

اور سنئے مصر میں دستور تھا کہ دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی حضرت عمرو بن العاصؓ نے حکماً اس رسم کو بند کر دیا مگر دریائے نیل کا پانی بند ہو گیا حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی آپ نے یہ خط لکھ کر دریا میں ڈالنے کے لئے بھیج دیا کہ "اے نیل اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہے تو بیشک جاری نہ ہو اور اگر تجھے خدائے واحد القہار جاری کرتا ہے تو ہم خدائے واحد القہار سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری کر دے" مصر میں ایک اضطراب پھیلا ہوا تھا ساری زرخیزی اسی پر منحصر تھی جلا وطنی کی تیاری کر چکے تھے مگر اس خط کے ڈالتے ہی صبح جو ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ خشک دریا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سولہ ہاتھ گہرا پانی بہہ رہا ہے اس طرح وہاں کی یہ بری رسم بھی مٹ گئی سیکڑوں کنواری لڑکیوں کی جانیں بھی ضائع ہونے سے بچ گئیں جو سجا بنا کر بھینٹ چڑھائی جاتی تھیں لوگ ایک توہم کے جال سے بھی بچ گئے اور پانی بھی جاری ہو گیا کتنی بڑی کرامت تھی!

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص رحبہ کے متعلق ایک بات دریافت کی تو اس نے سراسر دروغگوئی سے کام لیا آپ نے فرمایا تو نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے اس کے انکار پر آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا کروں گا کہ تو جھوٹا ہے تو وہ تجھے اندھا کر دے اس نے کہا کہ بیشک آپ دعا کریں چنانچہ آپ نے بددعا کی اور وہ اندھا ہو گیا۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ احد کی تیاری کے وقت شب کو میرے والد نے مجھے بلا کر کہا کہ آج میں اپنا نام حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عاشقوں کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے بیٹا سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مجھے تم سے زیادہ اور کوئی عزیز نہیں ہے اور جو قرضہ ہے اسے تم جلد ادا کر دینا اور اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھنا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی سب سے پیشتر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

قلت گنجائش کے باعث اب ہم صرف ایک اور روایت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شب حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشرؓ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کسی اہم اور ضروری امر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ دیر ہو گئی اور شب

گندگی کا احساس نہ رہا جب یہ دونوں صحابہ باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھٹا ٹوپ اندھیاری چھائی ہوئی ہے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں ایک ایک لاٹھی تھی ان میں سے ایک کی لاٹھی فوراً روشن ہوگئی اور یہ دونوں اس کی روشنی میں روانہ ہوئے پھر جب وہ ایک ایک راستہ پر پہنچکر اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ان کے گھروں تک پہنچنے تک برابر روشن رہی۔

ہم نے یہ چند مثالیں بطور مشتے از خروارے پیش کردی ہیں ورنہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی تاریخ ایسی مثالوں سے لبریز ہے اور اس قسم کی بکثرت مثالیں معمولی تلاش پر دستیاب ہوسکتی ہیں جو لوگ نقلی ثبوت کے طلبگار ہیں ان کے لئے تو ان مثالوں کے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد چون وچرا کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہجاتی اس لئے کہ ہم نے قرآن کریم حدیث شریف اور سیرت سے ثبوت بہم پہنچادیا۔

کرامات اور عقلی معیار

اب وہ لوگ رہجاتے ہیں جو لوگ مشاہدہ اور عقلی دلائل کے بغیر کسی چیز کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے ان کی تشفی کا سامان بہم پہنچانا بھی ہمارے لئے ضروری ہے اسلئے کہ یہ زمانہ مادیت کا زمانہ ہے مغرب سے الحاد کی ہوائیں شدت کے ساتھ چل آرہی ہیں اور انہوں نے عقائد کے اشجار کو ہلا کر رکھدیا ہے لوگ ہر چیز کو اب عقل کی کسوٹی پر کسنے لگے ہیں ہمیں اس سے گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں جن کے مذہب میں خامیاں ہوں یا جن کا دھرم توہمات کا پلندہ ہو انھیں تو اس سے اضطراب ہوسکتا ہے مگر ہم سچے ہیں اور ہمارا مذہب بھی سچا ہے اس لئے ہمیں چنداں اضطراب کی ضرورت نہیں۔

مشاہدہ اور حقیقت کو چھوڑ دیجئے غالباً اس امر کو سب تسلیم کرینگے کہ خدائے تعالیٰ قادر مطلق ہے اور جو چاہے وہ کرسکتا ہے جہاں وہ ہر چیز کی تخلیق کا سبب پیدا کرتا ہے وہاں اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ وہ ایک چیز کو بلا سبب پیدا کردے اگر اس سے انکار کیا جائے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ وہ خدا کو قادر مطلق تسلیم نہیں کرتے یہ اور بات ہے کہ اس کی عادت یہی ہے کہ وہ ہر چیز کو سبب کے ساتھ پیدا کرتا ہے ایک تو ہوتی ہے قدرت اور ایک ہوتا ہے قانون قدرت یہ ہے کہ بادشاہ کو اختیار ہے کہ وہ ایک مجرم کو مجرم سمجھکر پھانسی کے تختے پر لٹکا دے اور لٹکا سکتا ہے مگر قانون قدرت یہ ہے کہ اس پر باضابطہ مقدمہ چلے ثبوت لیا جائے اور پھر اسے پھانسی پر لٹکایا جائے مارشل لا کے زمانہ میں دیکھو کہ عام قانون کی صورت بدل جاتی ہے اور بعض سرسری اور مختصر تحقیقات پر مجرموں کو سزا دیدی جاتی ہے پیشتر ہند والے دیکھ چکے

اٹھا کر عورتوں کے منہ پر تھوکے گئے اور شاہراہ عام پر کھڑا کر دیا گیا اور ٹکٹکی سے بندھوا کر نوجوانوں کے کوڑے لگوائے گئے کے متعلق قانون اور تعزیرات ہند کی کتاب میں کوئی تصریح نہیں مگر سب جانتے ہیں کہ سنہ ۱۹۱۹ء میں پنجاب کے اندر یہ سب کچھ ہوا۔

کیوں ہوا اس کے متعلق یہی کہا جائیگا کہ اڈوائر گورنر تھے انہیں یہ قدرت حاصل تھی مگر قانون یا عادت کا مقتضی یہ تھا کہ ان لوگوں پر مقدمات چلائے جاتے اور انھیں سزائے قید دیدی جاتی جب دنیا میں ہماری آنکھوں کے سامنے قدرت اور عادت دونوں کے یہ کرشمے نظر آتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا کی اس عادت پر تو ایمان لائیں کہ ہر فعل کا ایک سبب ہوتا ہے مگر اس کی اس قدرت پر ایمان نہ لائیں کہ وہ قادر مطلق ہے اور جو چاہے وہ کرسکتا ہے اور بلا سبب بھی ایک چیز پیدا کرسکتا ہے عادت کی بھی اقسام ہوتی ہیں ایک خاص اور ایک عام عام یہ کہ ایک شخص پان نہیں کھاتا اور خاص یہ کہ کھانا کھانے کے بعد کھا لیا کرتا ہے عام عادت سے تو ہوتا سب واقف ہوتے ہیں اس لئے کہ اسے باہر کوئی پان کھاتے نہیں دیکھتا اور نہ کہیں کسی مجلس و محفل میں پان کھاتا ہے مگر خاص عادت سے صرف گھر والے ہی واقف ہوتے ہیں جو لوگ معجزات اور کرامات کو خلاف قانون قدرت سمجھکر ان کی ہستی سے انکار کردیتے ہیں وہ قدرت و عادت کے فرق کو نہیں سمجھتے یہ چیزیں خلاف عادت ضرور ہیں مگر خلاف قدرت ہرگز نہیں کہی جاسکتیں

دریائے نیل کا پھٹ جانا یا عصائے موسیٰ کا اژدہا بن جانا خلاف عادت ضرور ہے مگر خلاف قدرت ہرگز نہیں کیا یہ ممکن نہیں اور خدا یہ نہیں کرسکتا کہ وہ اپنی قدرت یا خاص عادت سے کام لیکر اپنے مقربین کی تصدیق کے لئے ان کے ہاتھ سے خلاف عادت اور خلاف قانون قدرت علامات افعال معجزات یا کرامات کا صدور کرا دے کرسکتا ہے اور ضرور کرسکتا ہے۔

معجزہ و کرامات کا امتیازی فرق

تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ جب کسی انسان سے کوئی خرق عادت فعل کا ظہور ہو تو یہ صورت دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو اس کے ساتھ دعوی ہوگا یا نہ ہوگا اور اگر دعوی ہوگا تو وہ کئی اقسام پر مشتمل ہوگا یا تو خدائی دعوی ہوگا یا نبوت کا یا ولایت کا یا جادو کا دعوے کرنے والے بڑے غضب کے لوگ گذرے ہیں اور خدائی تک کے دعوی سے نہیں چوکتے جیسے کہ فرعون تھا کہ وہ خدائی کا دعوی کر بیٹھا اور اس سے خرق عادت کا بھی ظہور ہوا لیکن غلط دعاوی دیر پا نہیں ہوا کرتے دنیا نے دیکھ لیا کہ فرعون کا انجام کیا ہوا حضرت معین الدین چشتی کے زمانہ کے جادوگروں نے کیسی منہ کی کھائی۔ خدا سب پر غالب ہے اس لئے اس کے خاص بندے اور بڑے بزرگ ہمیشہ کامیاب

...المرام ہوتے ہیں۔

...معجزہ اسے کہتے ہیں جو نبی کی طرف سے ظہور میں آئے۔ کرامت وہ ہے ...کا ظہور اولیائے کرام کی طرف سے ہو۔ استدراج وہ ہے جو جادوگروں ...ہنوں کا شیوہ ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آخر جادوگر، نبی اور فاسقوں ...سے خرق عادات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ...اللہ ہے لارڈ آف یونیورس ہے اس کے اندر تمام خدائی طاقتیں ...ہیں اور کوئی برا ہو یا اچھا اگر محنت کرے اور سعی سے کام لے تو وہ ...کر سکتا ہے کیونکہ انسان کو نائب ربانی اور خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت ...و قوتیں اور صلاحیت مل چکی ہے وہ عام ہے اور اس میں نیک و برکا ...امتیاز نہیں ایک حد تک ترقی سب کر سکتے ہیں اور ہر انسان آگے ...سکتا ہے۔

...دیکھئے مسمریزم اور ہپناٹزم والوں نے جو نہ ولایت کے مدعی ہیں ...کتنی ترقی کی ہے جادوگروں کی سحرکاریاں بھی کسی سے پوشیدہ ...ان سے بھی خرق عادات و افعال کا صدور ہوتا ہے اس لئے نہیں ...اللہ کے مقرب ہیں یا انھیں رب قدیر کی طرف سے خاص طاقتیں ...ہیں بلکہ اسلئے اور صرف اس لئے کہ ان کی خلقت میں جو جوہر پوشیدہ ...تھے انھیں انھوں نے اپنی محنت سے چمکایا اور ترقی کی البتہ ...آگے بڑھتا ہے مقربین بارگاہ الٰہی کی ترقی غیر محدود ہو جاتی ہے ...ان کی طاقتوں کا بھی کوئی شمار و احصار نہیں کیا جا سکتا ہو اسلئے ...کی خلقی قوتوں اور صلاحیتوں میں آگے چل کر رب شامل ہو جاتا ...اور تجلیات ربانی کا پرتو انھیں منور کر دیتا ہے اور انھیں قربت ...و شہرت دوام نصیب ہوتی ہے لیکن انسان کی خلقی طاقتیں اتنی نہیں کر سکتیں۔

حضور غوث اعظم کے خوارق عادات

...حضور غوث اعظم رضا پنے وقت کے سب سے بڑے اور صاحب کرامات ولی ...تھے اور جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامات دیکھنا چاہتا دیکھ سکتا ...حضرت شیخ علی بن ابی النصر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث اعظم کے ...علاوہ کسی بزرگ کو صاحب کرامات نہیں دیکھا۔ شیخ الاسلام عزالدین ...عبد السلام نے بیان کیا ہے کہ جس قدر تواتر کے ساتھ حضور غوث ...سے کرامات منقول ہیں اور کسی ولی سے نہیں۔ حضرت امام نودی اپنی ...بستان العارفین میں لکھتے ہیں کہ کسی ولی کی کرامات مستند اور ...طریق سے اس کثرت کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت ...کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں۔

[illegible]

جیلانی کی کرامات سلک مروارید کی مانند تھیں ایسا سلک جس میں یکے بعد دیگرے موتی پروئے ہوئے ہوں اگر ہم میں کوئی شخص آپ سے ایک روز میں کئی کئی کرامات . . . دیکھنی چاہتا تو بلا شبہ دیکھ سکتا تھا لیکن پھر بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ بندہ خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے بندہ ہے آپ بلاشبہ کثیر الکرامات بزرگ تھے مگر یہ بات بھی تھی کہ کبھی تو آپ سے کرامات کا ظہور پیہم ہوتا رہتا تھا اور کبھی بالکل نہ ہوتا تھا اس سے آپ کے مرتبہ اور جلالت شان میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ کرامات کسی ولی اور غوث کے علو و اقتدار کی دلیل ہیں بادی النظر میں کرامات بہت بڑی چیز نظر آتی ہیں اور لوگ انھیں دیکھ کر متحیر و انگشت بدنداں رہجاتے ہیں مگر حقیقت کچھ اور ہے یہ کرامات تو چند ابتدائی درجوں کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہیں انھیں کمال سلوک کی دلیل نہ کسی نے بنایا ہے اور نہ بتا سکتا ہے چشتیہ خاندان کے متعلق حضرت بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے سلوک کے پندرہ درجے مقرر و مرتب کیے ہیں جن میں سے پانچویں درجہ ہی پر ظہور کرامات شروع ہو جاتا ہے۔

اس سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کرامات بڑی چیز ہیں مگر نہ اتنی کہ ترقی و عالی مرتبتی کا انحصار ہی ان پر سمجھا جائے۔ بہجۃ الاسرار ایک بہت مستند اور صحیح کتاب ہے جو آپ کے حالات میں لکھی گئی تھی علامہ کاتب چلپی نے اس کی بہت تعریف کی ہے ہم اسی مشہور اور مستند کتاب سے آپ کی کچھ کرامات نذر ناظرین کرتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہی ہوتی ہیں حضور غوث اعظم رض جس عظمت کے مالک بزرگ تھے اسی شان کی کرامات کا ظہور آپ سے ہوا۔

ہڈیوں میں جان پڑ گئی

ایک عورت نے اپنے لڑکے کو یہ کہکر حضور غوث اعظم کے سپرد کر دیا کہ اسے آپ کے ساتھ بڑی عقیدت ہے حضور غوث اعظم نے اسے چند اذکار و اشغال بتا کر ریاضات و مجاہدات کا حکم دیا ایک روز اس کی ماں جو آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا بہت دبلا اور نحیف ہو گیا ہے اور بیٹا جَو کی روٹی کھا رہا ہے وہ اسی وقت واپس ہو کر حضور غوث کے پاس آئی آپ اسی وقت مرغ کا گوشت کھا کر فارغ ہوئے تھے اور ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں اس عورت کو جوش محبت جو آیا تو کہنے لگی کہ آپ خود تو مرغ کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی سوکھی روٹی کھانے کو دیتے ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا دست مبارک ہڈیوں پر رکھا اور کہا کھڑی ہو جا۔ اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے اسی وقت مرغ اٹھ کھڑا ہوا اور بولنے لگا۔

پھر آپ اس عورت کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ جب تیرا بیٹا بھی اس

[illegible]

مادر زاد اندھا بینا ہو گیا بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری دعوت قبول فرمایئے آپ خچر پر سوار ہو کر اس کے مکان پر پہنچے جہاں علماء اور مشائخ کا اجتماع تھا۔ دستر خوان پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جانے کے بعد ایک سر بمہر شدہ دستر خوان کے گوشہ پر رکھا گیا حضور غوث اعظم سر جھکائے بیٹھے تھے اور ضیافت میں آپ کی ہیبت و عظمت کی وجہ سے لوگوں پر خاموشی کا عالم طاری تھا آپ نے اشارہ کر کے مٹکا سامنے منگوا کر جو کھلوایا تو دیکھا کہ اس میں اس تاجر کا ایک مفلوج مجذوم اور مادر زاد نابینا لڑکا بند ہے آپ نے فرمایا تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ مجذوم لڑکا بالکل تندرست ہو کر دوڑنے لگا۔

ساری مجلس میں ایک حیرت چھا گئی اور ایک غلغلہ بلند ہوا آپ اسی حالت میں لوگوں کی آنکھ بچا کر کھانا کھائے بغیر وہاں سے چلے گئے۔

طالبعلم کی موت قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ آپ کے طلباء سے فقہ میں ایک عجمی طالبعلم تھا جو نہایت کند ذہن تھا اور محنت اور کھانے کے باوجود کچھ نہ سمجھتا تھا ایک روز آپ اسے بیٹھے پڑھا رہے تھے کہ ابن سحل آ گئے آپ کو اس طالبعلم کے ساتھ محنت کرتے دیکھ کر بہت تعجب ہوا جب آپ اسے پڑھا کر فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا کہ آپ اس طالبعلم کے ساتھ بہت محنت فرماتے ہیں فرمانے لگے کوئی بات نہیں اب اس کے ساتھ محنت اٹھانے کے دن ایک ہفتہ سے بھی کم رہ گئے ہیں ایک ہفتہ پورا ہونے پایگا کہ اس کا انتقال ہو جائے گا اتنی تعجب کی بات ہوئی جو ہفتہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ وہ طالبعلم فوت ہو گیا

ملائکہ کی امامت حضرت سہیل بن عبداللہ تستری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ بغداد سے غائب ہو گئے تلاش پر معلوم ہوا کہ آپ دریائے دجلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھے گئے تھے لوگ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ تختہ آب پر اس طرح چلے آ رہے ہیں جس طرح کوئی خشکی پر چلتا ہے اور مچھلیاں ہر طرف سے آ آ کر آپ کے قدم چومتی ہیں۔

نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے دیکھا کہ ایک نورانی اور وسیع جانماز تخت سلیمان کی طرح معلق ہوا میں بچھ گئی جس کا رنگ سبز تھا اور اس پر دو سطور مرقوم تھیں پہلی سطر میں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون اور دوسری سطر میں سلام علیکم اہل البیت انہ حمید مجید۔

لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ جن کے چہروں سے شرافت و شجاعت کے آثار نمایاں تھے جانماز کے برابر کھڑے ہو گئے یہ سب کے سب سبز پوش تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا حضور غوث اعظم کی امامت میں نماز شروع ہوئی اور نہ صرف ان لوگوں نے بلکہ تمام بغداد والوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی سب پر ایک وجدانی کیف طاری تھا آپ کے دہن مبارک سے ایک سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا دکھائی دیتا تھا اختتام نماز کے بعد آپ نے یہ دعا مانگی بار الٰہا یہ تیری درگاہ میں بہترین خلائق اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیکر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کی روح توبہ کرائے بغیر قبض نہ کرنا حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر ملائکہ کی ایک بہت بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سنا جب آپ دعا ختم کر چکے تو ہم نے اپنے کانوں سے یہ ندا سنی ابشر فانی قد استجبت لک یعنی تم خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کی۔

شیخ ابو تقی محمد بن ازہر حیر فینی کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک متواتر یہ دعا مانگتا رہا کہ مجھے رجال غیب کی زیارت نصیب ہو آخر مجھے خواب میں بشارت ہوئی کہ میں حضرت امام حنبل کے مزار شریف پر حاضر ہوں ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں میں بیدار ہو کر مزار شریف پر پہنچا دیکھا کہ جن بزرگ کی زیارت خواب میں ہوئی تھی وہ بھی موجود ہیں میں زیارت سے فارغ ہو کر ان بزرگ کی قدم بوسی حاصل کرنا چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی فارغ ہو کر چل دیئے میں سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لیا وہ دجلہ پر پہنچے ان کے پہنچتے ہی دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب آ گئے کہ ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا اور آپ اسے عبور کر گئے میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا اور میں نے انھیں قسم دی کہ چند لمحہ ٹھہر کر ذرا میری بات سنتے جایئے چنانچہ وہ ٹھہر گئے اور میری طرف متوجہ ہوئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا حنیفا مسلما و ما انا من المشرکین دلیل پر مجھے خیال ہوا کہ یہ واقعہ حضور غوث اعظم سے ہی عرض کرتا چلوں میں دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ اندر سے آواز آئی اور آپ نے پکار کر کہا کہ محمد بن ازہر اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے۔

فقیہوں کی دیوانگی طاری ہو گئی بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرت غوث اعظم کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو بغداد کے ایک سو فقہا آپ کا امتحان لینے کے لئے جمع ہوئے اور باہم صلاح ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص مختلف علوم و فنون کے جدا جدا مسئلے پوچھے سب پوچھنے ہو جانے کے بعد یہ جماعت حضرت غوث اعظم کی مجلس وعظ میں حاضر ہوئی شیخ ابو محمد بیان کرتے

ہیں کہ میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ نے سر جھکا لیا سر جھکانا تھا کہ آپ کے سینہ مبارک سے نور کی ایک شعاع ظاہر ہوئی اور ان تمام فقہاء کے سینوں سے گزر گئی جسے کسی نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا یہ شعاع جس کے سینہ پر سے گزرتی وہ حیران و پریشان اور بیقرار ہو جاتا اب تو یہ حالت تھی کہ ان سب فقہاء پر ایک دیوانگی طاری ہو گئی تو بیاں سے بہت بلند آواز سے چلانے لگے دوڑے اور تمام نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے چند لمحہ ہی گزرنے پائے تھے کہ سب نے آپ کے قدموں پر سر ڈال دیئے۔

اس پر تمام مجلس میں ایک طوفان برپا ہو گیا شور پڑ گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پورا بغداد حرکت میں ہے اس کے بعد آپ نے ایک ایک کو اپنے سینہ سے لگانا شروع کر دیا جب آپ سب کو اپنے سینہ سے لگا چکے تو آپ نے ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے سوال کا جواب یہ ہے اسی طرح آپ نے ہر ایک کے سوال کا نام لیکر اس کا جواب دینا شروع کر دیا جب آپ ان سب فقیہوں کے سوالات کا جواب دے چکے اور مجلس ختم ہو گئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ لوگوں کی کیا کیفیت ہوئی تھی تو انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے تو ہمارا جس قدر علم تھا وہ سب ہم سے سلب ہو گیا گویا کہ کبھی ہم نے کچھ پڑھا ہی نہ تھا پھر جب آپ نے ہمیں سینہ سے لگایا تو ہمارا علم پھر واپس آ گیا اس کے بعد آپ نے ہمارے سوالوں کا وہ جواب دیا جس کا خود ہمیں علم نہیں تھا۔

کتاب کا مضمون بدل گیا شیخ ابو المظفر منصور بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ میں عالم شباب میں حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے پاس فلسفہ اور علوم روحانیت کی کوئی ایک کتاب تھی آپ نے قبل اس کے کہ کتاب دیکھیں مجھ سے فرمایا کہ یہ کتاب تیرا برا ساتھی ہے اسے دھو ڈال میں نے اسے گوارا نہ کیا کیونکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی میں نے چاہا کہ اٹھ جاؤں اور اس کتاب کو گھر رکھ آؤں میں اس نیت سے اٹھنے ہی والا تھا کہ حضرت غوث اعظم نے میری طرف تعجب کی نظر سے دیکھا آپ کی نظر کا پڑنا تھا کہ میں جم کر رہ گیا اور مجھ سے اٹھا نہ گیا آپ نے فرمایا کہ کتاب مجھے دو۔

میں نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام سادہ کاغذ ہیں جن پر ایک حرف بھی لکھا ہوا نہیں ہے وہ کتاب آپ کو دیدی آپ نے اس کی ورق گردانی کے بعد فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے جو محمد بن الحسین کی تصنیف ہے اور مجھے واپس کر دی اب جو میں دیکھتا ہوں تو وہ فضائل قرآن ہی جو ابن حریس کی تصنیف ہے اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی

ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو بات دل میں ہو کرے وہی کہا کرو توبہ کرو آگے سے کبھی ایسا نہ کرنا کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ یہ بہت گناہ کی بات ہے میں نے عرض کیا ہاں توبہ کرتا ہوں حضرت ابو المظفر کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات جو مجھے یاد تھے سب کے سب ایسے فراموش اور نسیاً منسیا ہو گئے گویا کبھی ذہن میں آئے ہی نہ تھے۔

مافی الضمیر کا علم قلائد الجواہر میں مذکور ہے کہ شیخ ابو الحسن علی بن ملاعب ایک دفعہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی زیارت کو گئے کہ آپ سے ایک مہم کے متعلق دعا کرائیں راستہ میں اور لوگ بھی ساتھ آ گئے جن میں ایک لڑکا بھی تھا جو نہایت بد اخلاق تھا اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اتفاقاً آپ راستہ ہی میں مل گئے ان لوگوں نے آپ سے مافی الضمیر بیان کیا اور دعا کے خواستگار ہوئے اور دست بوسی کی لیکن اس لڑکے نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ نے اپنا دست مبارک آستین میں چھپا لیا اور اس کی طرف ایک نظر دیکھا دیکھتے ہی وہ لڑکا بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا ہوش میں آیا تو اس کے چہرہ پر داڑھی نمودار تھی اس نے اسی وقت توبہ کی اور توبہ کے بعد آپ سے مصافحہ کیا۔

طے ارض کا ظہور شیخ ابو الحسن حضور غوث اعظم کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے ۵۵۵ھ میں ایک روز شب کے وقت آپ باہر تشریف لائے تو سیدھے مدرسہ چلے گئے اور پھر وہاں سے نکل کر ایک راستہ پر ہو لئے شیخ ابو الحسن بھی پیچھے ہو لئے بغداد کے دروازہ سے نکلتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ایسے شہر میں موجود ہیں جسے پیشتر کبھی نہ دیکھا تھا حضور غوث اعظم ایک مکان میں داخل ہوئے جہاں کچھ اشخاص موجود تھے انہوں نے آپ کو سلام کیا مگر آپ آگے بڑھتے چلے گئے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک ستون کے پاس چھپکر بیٹھ گیا کچھ کراہنے کی سی آواز آنے لگی تھوڑی دیر میں ایک بیمار شخص کو وہاں سے اٹھا کر لایا گیا اس کے بعد ایک اور شخص آیا جس کی مونچھیں طویل اور سر برہنہ تھا وہ آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

آپ نے اسے کلمہ شہادت پڑھا کر توبہ کرائی مونچھیں ترشوا دیں اور اس کا نام محمد رکھا پھر دوسرے اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شخص کو متوفی کی جگہ مقرر کیا جائے اس کے بعد آپ باہر چلے آئے تھوڑی دیر میں ہم بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے صبح میں نے شب کا واقعہ پوچھا آپ نے فرمایا وہ شہر نہاوند تھا اور جو لوگ تم نے وہاں دیکھے تھے وہ ابدال و نجبا تھے جو شخص بیمار تھا اور انتقال کیا وہ بھی انہی میں سے

تھا جس شخص کو میں نے مسلمان کیا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا اور تب مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص اس کا قائم مقام بنا دیا جائے جو شخص کاندھے پر اٹھا کر بیمار کو لائے تھے وہ حضرت خضر تھے میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا (قلائد الجواہر)

لشکر عجم کو شکست دی

ایک دفعہ شاہ عجم نے خلیفہ بغداد پر یلغار کی اس کے لشکر جرار کے مقابلہ کی تاب خلیفہ بغداد نہ لاسکا اور حضرت غوث اعظم سے طالب امداد ہوا۔ آپ نے حضرت شیخ علی سے کہا کہ عجمی افواج سے کہدو کہ تم بغداد سے چلے جاؤ۔ شیخ صاحب نے اپنے خادم کو بلا کر کہا عجمی لشکر کے آخری کنارے پر ایک خیمہ میں تین اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں تم ان سے کہنا کہ تم بغداد سے چلے جاؤ اگر وہ کہیں کہ ہم دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو تم بھی یہی جواب دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ سنکر ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھایا خیمہ کے بند کھول دیئے اور یہ پورا لشکر خاموشی کے ساتھ بلا لڑے بھڑے بغداد سے واپس چلا گیا۔

مسجد سے باغ میں پہنچا دیا

ابو البشر حضرت عبد الرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبد الصمد بن ہمام ایک بہت بڑے دولتمند اور ثقہ شخص تھے لیکن حضور غوث اعظم کے بہت خلاف تھے ایک جمعہ کو ان کا گذر آپ کے مدرسے کی جانب ہوا قضائے حاجت سے پہلے وہ نماز کے لئے مسجد میں آگئے مسجد میں جو بیٹھے تو حاجت برابر بڑھتی گئی اسی اثناء میں غوث اعظم منبر پر چڑھے انھیں علم نہ تھا کہ آپ ہی نماز پڑھائیں گے منبر پر چڑھتے دیکھا ان سے دل الجھن میں اور شدت ہوئی بہت پریشان اور مضطرب تھے کہ اگر بہیں مسجد ہی میں پیشاب پاخانہ خطا ہو گیا تو بڑی رسوائی ہوگی۔

عبد الصمد کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا پانی نکل جا رہی ہے اور کثرت ہجوم کی وجہ سے اٹھنے کا موقعہ ہی نہ تھا اتنے میں آپ نے منبر پر سے دو تین سیڑھیاں نیچے اتر کر اپنی آستین ان کے سر پر رکھدی جس سے انہیں یہ محسوس ہوا کہ یا ایک باغ میں گئے ہیں جہاں قریب ہی پانی کا ایک چشمہ بہ رہا ہے انہوں نے اس باغ میں قضائے حاجت کی وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی آپ نے آستین جو اٹھائی تو وہ اپنی سابقہ حالت میں موجود تھے اور طبیعت بالکل صاف تھی انھیں بہت حیرت ہوئی اب جو غور سے دیکھتے ہیں تو ہاتھ پاؤں میں وضو کی نمی بھی موجود ہے۔

نماز ختم ہونے کے بعد جو گھر جانے لگے تو انھیں اپنا رومال غائب نظر آیا جس میں کنجیاں بندھی ہوئی تھیں جب کچھ پتہ نہ چلا تو قفل توڑ کر اپنے کام سر انجام دئیے۔ دوسرے روز جمعہ کے لئے جب وہ منازل طے کرتے تیسری منزل پر پہنچے تو ایک باغ نظر آیا جس میں چشمہ بھی بہ رہا تھا جو لوگ ساتھ تھے کہنے لگے آگے اور کہیں پانی ملنے کی توقع نہیں یہیں نماز اور کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرلیں عبد الصمد نے اتر کر جو دیکھا تو وہی مقام نظر آیا جسے اس روز دیکھا تھا وضو کرکے نماز پڑھنے کے لئے آگے بڑھے تو اپنا رومال بھی کنجیوں کے ساتھ وہیں پڑا ملا بیحد حیرت ہوئی سفر پورا کرکے اور اپنے کام کو تکمیل پر پہنچا کر جلد بغداد واپس ہوئے حضور غوث اعظم کی خدمت میں پہنچے قدموں پر گرے اور معافی مانگی اور اس روز سے بیحد معتقد ہوگئے (قلائد الجواہر)

قسمت بدلدی

آپ کے ایک خادم نے خواب میں ستر عورتوں سے ہمبستری کی خادم نے صبح کو ماجرا سنایا آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہوگے میں نے خدائے برتر و توانا سے دعا کی کہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں بدلدے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تم ایک بڑے عذاب سے بچ گئے۔

چور کو ولی کردیا

لطائف قادریہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو الفتح نے غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ آج حضرت ابدال عظمیٰ کا انتقال ہوگیا اون کی جگہ کسی کا تقرر فرما دیجئے آپ نے فرمایا ہمیں ہے اسی روز رات کو عضو غوثیت آپ کے دولتخانہ میں ایک چور آگیا حجرہ کے دروازہ ہاتھ لگتے ہی اندھا ہوگیا آپ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا تو کون ہے اس نے روکر عرض کیا حضور چند روز غربت و افلاس نے مجھے اس پیشہ کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے حضور نے اسکی حالت پر رحم آیا لب مبارک اس کی آنکھوں پر لگا دیا فوراً بینائی آگئی اسے توبہ کرائی اپنے حجرے میں ٹھیرایا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے طریقے بتائے اور منازل سلوک طے کرا کے اسے ابدال عظمیٰ کی جگہ ابدالیت کے درجہ پر مقرر کردیا۔

ایک نظر میں سینہ صاف کردیا

شیخ ابو محمد صالح دربالی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ ابو مدین نے مجھے بغداد جاکر حضور غوث اعظم سے فقر و سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کو بھیجا میں جو بغداد پہنچ کر خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے حضور کی صورت بہت خوفناک نظر آئی اور قلب سینہ کے اندر لرزنے لگا آپ نے مجھے حکم دیا کہ تیس روز تک خانقاہ کے دروازہ پر بیٹھے رہو اس کے بعد آپ نے ایک روز قبلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ صالح اس طرف دیکھو میں نے جو نظر اٹھائی تو قبلہ سامنے نظر آیا پھر مجھ سے دریافت کیا کہ کیا نظر آیا میں نے عرض کیا حضور قبلہ پھر حکم دیا کہ اچھا مشرق کی طرف دیکھو اور جو نظر اٹھائی تو شیخ مدین نظر آئے پوچھا کیا دیکھا میں نے عرض

کی کہ اپنے شیخ کو دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد مجھ سے سوال کیا کہ اب کہو کدھر جاؤ گے کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف میں نے عرض کیا کہ میں تو اپنے شیخ کی طرف جانا چاہتا ہوں اس کے بعد حضور غوث اعظم رضہ نے فرمایا صالح! تم اس وقت تک فقیر نہیں ہو سکتے کہ جب تک تم اس کی سیڑھی پر نہ چڑھو اور اس کی سیڑھی توحید ہے اور توحید کا دارومدار اس پر ہے کہ تم تمام فانی مخلوق اور فانی چیزوں کو اپنی نظر سے مٹا دو میں نے کہا کہ تو پھر حضور توجہ ڈال کر ایسا ہی کر دیجئے چنانچہ آپ نے مجھ پر ایک نظر ڈالی۔ اس نظر کے ڈالتے ہی میرے دل سے تمام جذبات فنا ہو گئے۔

ذاتی حالت بتادی

قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ ابو محمد الجونی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اس وقت فاقہ سے تھا اور میرے بال بچوں نے بھی کئی روز سے کچھ نہ کھایا تھا میں نے سلام کیا جسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جونی! بھوک ایزد تبارک و تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو عطا کرتا ہے جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تو نے میری وجہ سے تین روز تک کچھ نہیں کھایا اب مجھے میں کھلاؤں گا اور پلاؤں گا۔ قریب تھا میں یہ سنکر چیخ اٹھتا مگر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فرمانے لگے جب خدائے برتر و توانا اپنے کسی بندے کی آزمائش کرتا ہے اور بندہ اسے پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوگنا اجر عطا کرتا ہے یہ فرما کر آپ نے مجھے قریب بلایا اور پوشیدہ طور پر کچھ دیا میرا قصد تھا کہ میں اسے ظاہر کر دوں مگر آپ نے فرمایا کہ جونی یاد رکھو کہ فقر کو چھپانا بہتر ہے (قلائد الجواہر)

بزرگ کی زیارت کرادی

شیخ محمد بن الخضر می کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے حضور غوث اعظم کی خدمت میں باریابی کے وقت خیال آیا کہ مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیئے فوراً ہی آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا خضر لو شیخ احمد سے ملاقات کر لو میں نے آپ کے بازو کی طرف جو نظر کی تو مجھے ایک بارعب بزرگ نظر آئے میں نے کھڑے ہو کر سلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ خضر! جو شخص شیخ عبدالقادر جیسے اولیاء امت کی زیارت کرتے تو پھر اسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ میں تو خود آپ کی ماتحت ہوں اسکے بعد وہ غائب ہو گئے۔

حضور غوث اعظم کے انتقال کے بعد میں شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں جنہیں میں نے حضور غوث اعظم کے بازو کی برابر کھڑے دیکھا تھا شیخ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہارے لئے میری پہلی ملاقات کافی نہیں تھی۔

کرامات سلب کرلی

قلائد الجواہر میں ہے کہ ایک روز شیخ ابوالحسن حضور غوث اعظم کی خدمت میں تشریف لائے شیخ عبداللہ اس وقت وہیں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ حضور غوثیت مآب کی دہلیز پر ایک نوجوان پڑا ہوا ہے اُس نے شیخ ابوالحسن سے کہا کہ آپ حضور غوث اعظم رضہ سے میری سفارش کر دیجئے جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو پہلے ہی آپ نے کہہ دیا کہ شیخ ابوالحسن اس نوجوان کو ہم نے تمہارے حوالہ کر دیا یہ سنکر وہ باہر آئے اور نوجوان کو اس فرمان غوثیت سے مطلع کیا کہ تمہارے متعلق جو سفارش کی گئی تھی وہ منظور ہو گئی ہے یہ سنتے ہی وہ نوجوان دہلیز سے نکلا اور پرندوں کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا چلا گیا۔

واپس آکر میں نے حضور غوث اعظم سے دریافت کیا کہ حضور فرمائیے کہ کیا قصہ تھا یہ کون شخص تھا حضور کی دہلیز پر کیوں آکر چپت لیٹ گیا تھا اور کیا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نوجوان بغداد پر سے پرواز کرتا ہوا گذرا اس نے خیال کیا کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کی تمام کرامتیں سلب کر لیں، اگر شیخ علی آکر اس کی سفارش نہ کرتے تو میں اسے ہرگز نہ چھوڑتا۔

اس قسم کی سینکڑوں نہیں ہزاروں کرامات و خوارق عادات زندگی بھر حضور غوث اعظم سے ظہور میں آتے رہے اور ایک مخلوق نے انہیں دیکھا اور ان سے فائدہ اٹھایا۔ آپ کی ہر کرامت اپنی جگہ ایک مہتم بالشان چیز تھی اور دنیا اور دنیا والوں کی حیرت میں اضافہ کرتی تھی۔

روحانی ترقی کے مبادی

سلسلہ قادریہ عالیہ کے اذکار و اشغال بہت موثر اور بہت اعلیٰ ہیں جن کا ایک اجمالی خاکہ ہم ذیل میں قلدمین کرام کے افادہ کے لئے پیش کرتے ہیں اول ذکر: ذکر جہر ہے جو کئی اقسام پر مشتمل ہے مثلاً یکضربی دوضربی سہ ضربی چہار ضربی!

یک ضربی یہ کہ ذکر کرنے والا دوزانو ہو کر بیٹھ جائے سانس کو روک کر اور لفظ اللہ کو جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لگائے، دوضربی یہ کہ مذکورہ بالا طریق پر عمل کرے مگر ضربات دو ہوں ایک بجانب راست اور دوسری بجانب چپ اسی طرح بار بار کرے سہ ضربی یہ کہ ذاکر چہار زانو بیٹھکر ایک مرتبہ داہنے زانو، دوسری بار بائیں زانو اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے تیسری ضرب شدید ہو چہار ضربی یہ کہ چہار زانو بیٹھکر پہلا

تین ضرب مثل سہ ضربہ لگائے اور چوتھی ضرب بہ شدومد اپنے روبرو زمین پر مارے۔

ذکر خفی

یہ ذکر ذکر جہر سے بلند تر ہے اور اس کے منافع اور اس کی فوائد المرامیاں بہت کثیر ہیں اس سے قلب میں نور اور طبیعت میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور درجات بلند ہوتے اور مقامات کھلتے چلے جاتے ہیں۔

ذکر خفی کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھوں اور لبوں کو بند کر کے بزبان تصور اللہ سمیع کو ناف سے سینہ تک اسے کھینچ کر لیجائے پھر تصور ہی میں اللہ بصیر لیکر سینہ سے دماغ تک پہنچے وہاں سے اللہ علیم کہتا عرش تک پہنچے اس کے بعد یہی الفاظ تصور میں لئے ہوئے تدریجی طور پر آہستہ آہستہ نیچے اترے اور دماغ تک آئے، اللہ بصیر کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر آئے اللہ سمیع کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اتر آئے اور اسی طرح بار بار کرتا اور تصور میں پرواز کرتا رہے۔

ذکر نفی اثبات

کہا جاتا ہے کہ اس ذکر کو مشائخ قادریہ اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تعلیم کرتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو بیٹھکر اور آنکھیں بند کر کے صبح طرح پھر لفظ لا کو ناف سے اٹھاتا ہوا دائیں کندھے سے لیجا کر پس پشت ڈالدے پھر وہاں سے الٰہ کو دماغ تک لیجا کر خود داہنی طرف مخاطب ہو جائے اور تصور کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈالدیا ہے سب کچھ فنا ہو گیا ہے پھر الا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پر لیجا کر بہ شدومد ضرب کرے اور خیال کرے کہ اللہ کے سوا تمام عالم فنا ہو گیا ہے اور خدائے برتر و توانا کی محبت کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے۔

ذکر پاس انفاس

یہ اذکار خفیہ میں ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے جب سانس باہر نکلے تو لا الٰہ کہتا ہوا نکلے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی قائم ہو کہ میں نے جملہ ماسوائے اللہ کو اپنے جسم سے نکال کر باہر پھینکدیا ہے اور بذریعہ لا نفی کرتا ہوں اور جب سانس اندر جائے تو لفظ الا اللہ کہتا ہوا قلب تک پہنچے اس وقت خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیا فنا ہو گئی ہیں اور لفظ اللہ کا ایک گہرا نقش دل پر قائم ہو گیا ہے۔

مراقبے

ذکر خفی کے اثرات پیدا ہونے اور روشنی آجانے کے بعد مشائخ قادریہ مراقبہ کا حکم دیا کرتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر کوئی ایک آیت قرآنی یا کسی اسم ذات کو زبان تصور سے پڑھے اور اس کے معانی و مفاہیم کی طرف اپنی توجہات مرکوز کر کے ان میں بالکل مستغرق ہو جائے ایسا مستغرق کہ پھر اور کسی چیز کا خیال ہی باقی نہ رہے اسی کا نام مراقبہ ہے جو فی الحقیقت تکمیل درجات کے بعد بہت اہم اور بڑی مفید چیز ثابت ہوتا ہے۔

مراقبے بھی بہت سے ہیں ہمیں اس موقعہ پر یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ دونوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمیں جو کچھ بھی تھوڑا بہت ملا وہ سہروردیہ سلسلہ میں ملا۔ قادریہ اشغال کا کوئی ذاتی تجربہ ہمیں نہیں ہے جو کچھ قادری کتب سے ملا اسے بعید اختصار کے ساتھ قلمبند کر دیا اس چیز کو طول اس وجہ سے بھی نہیں دیا کہ یہ تعلیم پڑھنے اور از خود کرنے سے نہیں آتی تاوقتیکہ مرشد لے بتانا تو ایک طرف خود اپنے ساتھ بٹھا کر نہ کرائے اور مرشد بھی مرشد کامل ہو یہ چیزیں وہبی نہیں عملی ہیں اور یہ آسانی سیکھے سے نہیں سیکھی جا سکتیں بلکہ سکھانے اور کرانے سے آتی ہیں اور جہاں تک ہمارا تجربہ ہے اس دور میں ان کی فقط نام ہی رہ گیا ہے مبارک ہیں وہ ہستیاں جنھیں کوئی مرشد کامل نصیب ہو جائے اور پھر وہ ایک شوق اور لگن کے ساتھ اس میدان میں گامزن ہوں۔

حضور غوثیت مآب کے عملیات

اس زمانہ میں لوگوں کو عملیات و تعویذات کا شوق بھی جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے کہنے کو تو لوگ کہدیتے ہیں کہ تعویذات میں رکھا کیا ہے لیکن عملاً ان کی یہ حالت ہے کہ جب بھی لوگ کسی شخص کی بابت سن لیتے ہیں کہ اس کے عملیات و تعویذات موثر ہیں تو اس کے پاس ہجوم کر کے پہنچتے ہیں کلکتہ میں تو ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ضلع میرٹھ کے ایک شخص کے پاس بڑے بڑے انگریزی کیوری اور تعلیم یافتہ حضرات تک ان کے پاس پہنچتے ہیں اور سینکڑوں روپیہ خرچ کرلیتے ہیں تعلیم یافتہ لوگوں میں تو کچھ لوگ ایسے مل بھی سکتے ہیں جو ان چیزوں سے ایک حد تک بے نیاز نظر آئینگے لیکن کم تعلیم یافتہ اور جہلا تو سب کے سب اس جنون کے شکار ہیں اور لوگوں کا رجحان دیکھکر بہت سے ایسے لوگ میدان میں آگئے ہیں جو علماً بالکل کورے ہیں اور عوام کو اپنے ہتھکنڈوں سے لوٹتے رہتے ہیں قرآنی آیات و تعویذات کے اثرات مسلمہ ہیں اور بزرگان دین سے بھی بہت سے اعمال و تعویذات منقول ہیں۔

ضرورت ہے کہ ان افراد کی بھی رہنمائی کی جائے اور ان کے شوق کی تسکین کا سامان فراہم کیا جائے اسی لئے اس جگہ ہم حضرت غوث اعظم کے مستند عملیات و تعویذات درج کرتے ہیں اگر انھیں پوری احتیاط کے ساتھ کام میں لایا گیا تو اس سے یقیناً معتدبہ فوائد حاصل ہو جائینگے۔

درود شریف کی برکات عظیم

حضور غوث اعظم کے زمانہ میں ہی لوگوں کو

اختیاجات پیش آتی رہتی تھیں وہ حضور غوثیتمآب کے پاس حصول عملیات و تعویذات کے لئے برابر تشریف لاتے رہتے تھے آپ جیسا موقعہ دیکھتے تھے دیا کرتے تھے بسا اوقات تو آپ حاجتمندان کے لئے دعا کر دیا کرتے تھے ویسے آپ تعویذ بھی لکھدیتے تھے اور وظائف بھی پڑھنے کے لئے بتا دیتے تھے درود شریف کا وظیفہ آپ نے بہت سے لوگوں کو بتایا اور واقعی یہ وظیفہ سب سے بہت موثر اور صدہا برکات و حسنات کا موجب ہے۔

ہر کام اور ہر مطلب کے لئے آپ درود شریف کے پڑھنے کی ترکیب بتا دیا کرتے تھے آپ خود بھی اس کا ورد رکھتے تھے۔

اس کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہ ہے کہ جو شخص اسے سات روز تک متواتر شب کو بعد عشا پڑھتا رہے اُسے ضرور زیارت نبی کریم کی سعادت نصیب ہوگی اور اس کا پڑھنے والا ضرور اس شرف عظیم سے شرف اندوز ہوگا۔

جو شخص ہر روز بعد نماز عشا پانچسو مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے گا وہ کبھی افلاس و عسرت کا شکار نہ ہوگا اور مالی پریشانیاں اُسے عارض حال نہ ہونگی جو شخص سو مرتبہ صبح و عشا کی نماز کے بعد روزانہ اسے پڑھتا رہے گا اس کی تمام مشکلات خود بخود حل ہوتی رہیں گی۔

جو شخص پانسو مرتبہ درود شریف پڑھکر اور دعا مانگکر درود شریف پڑھتا ہوا عدالت میں جائیگا وہ مقدمہ میں ضرور کامیاب ہوگا۔

جو شخص چالیس روز تک ایک ہزار ایک سو مرتبہ روزانہ بعد عشا درود شریف پڑھے گا وہ اس کا عامل ہو جائیگا۔

جو شخص درود شریف کا عامل ہونے کے بعد اسے اکیس مرتبہ پانی پر پڑھکر کسی مریض کو پلائیگا بلاشبہ وہ مریض اچھا اور تندرست ہو جائیگا۔ جو شخص عامل ہونے کے بعد اسے اکیس مرتبہ پانی پر پڑھکر کسی مریض کو پلائیگا بلاشبہ وہ مریض اچھا اور تندرست ہو جائیگا۔

حُب کا عمل

جو شخص جذب محبت کے لئے اکیس روز تک بعد نماز عشا پانچسو مرتبہ یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ پڑھے گا وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ پنجگانہ نماز کا پابند ہو اور اس دوران میں اس کی زبان سے کوئی لغویات اور جھوٹ بات منہ سے نہ نکلے اور نہ ناجائز کمائی اور ناجائز پیسہ کا لقمہ اس کے پیٹ کے اندر جائے دوسرے وہ جس وقت عمل پڑھنے بیٹھے اپنے تمام گزشتہ معاصی سے توبہ کرے اور باوضو ہو اور طالب و مطلوب میں محبت و رابطۂ اتحاد کا تصور قائم رکھے یہ بہت مکمل اور آسان عمل ہے جس کے پڑھنے میں پورا ایک گھنٹہ بھی صرف نہ ہوگا۔

عداوت کا عمل

ماہ قمری کے نصف اول کے گزر جانے کے بعد جب نماز عشا پڑھے تو اس کے بعد والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ ۲۱ مرتبہ روزانہ اکیس روز پڑھتا رہے ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی شرط یہ بھی ہے کہ جائز عداوت کے لئے پڑھا جاوے زوجین اور میاں بیوی اور باپ بیٹے یا ماں بیٹے کی عداوت کے لئے ہرگز نہ پڑھے۔ نماز کی پابند ہو اور اس دوران میں جملہ معاصی و مناہی کے ارتکاب سے توبہ کرے اور لغویات اور لقمہ ناجائز سے خود کو بچائے رکھے اگر ان شرائط کے ساتھ یہ عمل کیا گیا تو انشاءاللہ تعالےٰ ضرور کامیابی ہوگی۔

حل مشکلات کا مجرب عمل

جو کوئی مشکل پیش آئے اور کوئی مصیبت آپڑے تو چاہیے کہ روزانہ بعد نماز عشاء پانچسو مرتبہ آیہ کریمہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین چالیس روز تک مسلسل پڑھتا رہے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے انشاءاللہ ایک چلہ بھی نہ گزرنے پائیگا کہ مشکل حل ہو جائیگی بعض اوقات تو یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ مشکل حل ہو جاتی ہے اور تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

درد شقیقہ

جس شخص کے آدھا سیسی کا درد ہوا اور وہ اسے جھڑوانے کے لئے آئے تو چاہیے کہ درود تاج سات مرتبہ پڑھکر پھونکے اس طرح کہ مریض کا ہاتھ اس کے سر پر رکھوائے اور عامل ایک ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا اور مریض کے سر پر درد کی جگہ پھونکتا جائے انشاءاللہ تعالےٰ ایک ہی مرتبہ میں درد شقیقہ دور ہوگا اور پھر کبھی عود نہ کرے گا۔

درد ہر قسم

جسم کے کسی حصہ میں کسی جگہ درد ہو مریض کو سامنے بٹھائے اور مریض کے درد کی جگہ ہاتھ رکھکر تین تین یا سات سات بار وبالحق انزلنہ وبالحق نزل وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا پڑھتا رہے اس طرح چند بار عمل کرے اور پڑھ پڑھکر پھونکنے سے درد جاتا رہے گا اور اگر کچھ رہ جائے تو چاہیے کہ دوسری مرتبہ بھی عمل کرے بالکل آرام ہوگا۔

دوسرا عمل یہ ہے کہ جہاں درد ہو سورہ الحمد شریف مع بسم اللہ ضم میم اکتالیس مرتبہ پڑھکر درد کی جگہ پھونکے اور دم کرے کہیں اور کسی مقام پر درد ہو کسی قسم کا درد ہو اچھا ہو جائیگا انشاءاللہ تعالےٰ ضرور اسی وقت آرام ہو جائے گا اور پھر نہ ہوگی۔

برائے ہر ضرورت و حاجت

جس شخص کو کوئی حاجت

پیش آئے اسے چاہیئے کہ باوضو ہوکر نماز عشاء پڑھنے کے بعد روزانہ ستر بار سورہ الم نشرح شریف پڑھا کرے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے چند روز تک برابر یہ عمل کرتا رہے انشاءاللہ تو اسی عرصہ کے اندر اندر وہ حاجت ضرور پوری ہوجائیگی۔

دوسرا عمل یہ ہے کہ یا عزیز گیارہ سو مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھتا رہے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے جب تک حاجت پوری نہ ہو برابر یہ عمل کرتا رہے بفضلہ حاجت پوری ہوگی۔

فتوح غیب جو شخص افلاس و عسرت سے پریشان ہو اسے چاہیئے کہ جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ باوضو ہوکر بیٹھے سبز انار کا قلم بنائے اور رزق کی آیت لکھکر تعویذ بنائے بسم اللہ الرحمن الرحیم العظمۃ للہ العزۃ للہ القدرۃ للہ المنۃ للہ برحمتک یا ارحم الراحمین جب تعویذ تیار ہوجائے تو اسے موم جامہ میں لپیٹ کر اپنے بازو پر باندھ لے لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ اسے موم جامہ میں رکھکر اپنی جیب میں ہر وقت رکھے رہے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی جیب روپے سے خالی نہ رہے گی لیکن جو لوگ اس تعویذ کو لکھنے اور اپنے پاس رکھنے کے بعد نماز کے پابند نہ ہوں اور لغویات و معاصی سے پرہیز نہ کریں وہ اس کی بے اثری کی شکایت نہ کریں یہ تعویذ بہت مجرب ہے لیکن اس کے ساتھ یہ پابندی ہے کہ اس کا باندھنے والا اور اسے جیب میں رکھنے والا صوم و صلوٰۃ کا پابند رہے اور گناہوں اور بداعمالیوں سے پرہیز کرے۔

محبت آیہ مبارک قل من یحیی العظام وہی رمیم اس ترکیب سے پڑھے:۔
سات نمک کی کنکریاں لیکر اپنے سامنے رکھے اور ہر کنکری پر گیارہ گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھے اور ہر مرتبہ آیت مبارکہ کے آخر میں زبان سے کہے "بسم فلاں بن فلاں علیٰ حب فلاں بن فلاں" ہر کنکری پر اسی ترکیب سے پڑھکر دہکتے ہوئے انگاروں پر ڈالتا جائے اور محبوب کے بیقرار محبت ہونے کا تصور قائم رکھے انشاءاللہ تعالیٰ سات روز پورے نہ ہونے پائینگے کہ محب بیقرار و مضطرب ہوکر حاضر ہوگا اور اس کے آنے سے پہلے ہی روز محبوب کو بے آرامی شروع ہوجائیگی اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہوجائیگی کہ اسے کسی طرح بھی چین نہ آئیگا۔

لیکن اگر ناجائز امور کے لئے کیا گیا یا اس دوران میں نماز کی پابندی نہ کی اور گناہوں اور بری باتوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اگر ان شرائط کے ساتھ پڑھ لیا تو ضرور اور لازمی طور پر اثر ہوگا۔

نظر و زہر اگر شبہ ہو کہ کھانے میں زہر ملا ہو یا اور کوئی نقصان رساں چیز نہ ملادی ہو یا نظر نہ ہوجائے تو چاہیئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلام علی نوح فی العلمین انا کذلک نجزی المحسنین کھانے پر دم کرکے کھانا کھائے اور اگر زہر ہوگئی ہو اور اس کا پورا شبہ ہو یا یہ خیال قائم ہو کہ زہر کھالیا گیا ہے یا کسی نے کوئی زہریلی اور سمی چیز کھلادی ہے تو اسے آب باران یا اگر آب باران نصیب نہ ہو تو کنوئیں کے صاف پانی پر یہی آیت تین مرتبہ یا سات مرتبہ مع تین تین بار درود شریف اول و آخر پڑھکر مریض کو پلائے اور روزانہ میں تین مرتبہ ایسا کرے اور اگر حالت زیادہ خراب ہو تو صرف تین بار دم کرکے ہر نصف گھنٹہ بعد پلاتے رہے ضرور صحت ہوگی۔

تپ و لرزہ جس شخص کو تپ و لرزہ نے ستا رکھا ہو روزانہ آتا ہو تیسرے روز آتا ہو یا چوتھے روز تو چاہیئے کہ ایک کاغذ پر سورہ کوثر لکھکر اور اس کی گولی بناکر ویسے ہی نگلادے یا گڑ میں لپیٹ کر نگلادے تین روز تک یہی عمل کرے یہ انتہائی مجرب ہے ورنہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ بخار دوبارہ چلے ہی روز جاتا رہتا ہے۔

درد شکم جس شخص کے پیٹ میں درد ہو اسے سامنے لٹاکر اور اس کے شکم پر ہاتھ رکھکر یہ آیت تین بار پڑھے اور پھونکے یا پانی پر تین بار دم کرکے پلادے بفضلہ تعالیٰ اسی وقت مریض کو افاقہ ہوگا اور آرام ہوجائیگا۔

دردزہ آیہ مبارک اذا السماء انشقت و اذنت لربہا وحقت و اذا الارض مدت و القت ما فیہا و تخلت و اذنت لربہا وحقت ایک کاغذ پر لکھکر عورت کی بائیں ران میں باندھ دے یا تین بار شیرینی پر دم کرکے کھلادے اسی وقت بچہ پیدا ہوگا بچہ کے پیدا ہوجانے پر تعویذ کو ران سے کھول لے ورنہ شدید نقصان کا احتمال ہے۔

ناف ٹلنا آیہ مبارکہ ذالک تخفیف من ربکم ورحمہ مع بسم اللہ شریف لکھکر ناف پر باندھے اسی وقت ٹھیک ہوگی۔

مہربانی حاکم واللہ المستعان علیٰ ما تصفون صبح کی نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر اسی آیت کو ایک کاغذ پر لکھے اور اس پر پھونکدے پھر اسے موم جامہ میں لپیٹ کر اپنی ٹوپی میں ٹانک لے یا کلاہ میں رکھ لے اس کے بعد گھر پر آکر سوا پیسہ پانچ آنہ یا سوا روپیہ کی شیرینی پر حضرت غوث اعظم کی فاتحہ دلاکر بچوں کو تقسیم کردے یا ایک یا چند غربا کو گھر بلاکر کھانا کھلادے انشاءاللہ تعالیٰ ضرور حاکم مہربان ہوگا اور مقدمہ میں کامیابی نصیب ہوگی۔

کثرت طمث سفید ابریشم بازار سے خرید کر اور جلاکر اس کی راکھ کرلے اور اس پر سات مرتبہ سورہ تبت یدا پڑھکر رکھ لے اس میں سے ایک ایک رتی پان میں رکھکر عورت کو کھلائے انشاءاللہ تعالیٰ ضرور خون بند ہوجائے گا نصف نصف گھنٹہ

بعد ایک ایک پان کھلائے اول تو پہلے ہی پان میں ورنہ دوسرے پان میں ضرور بند ہو جائے گا تیسرے پان کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے

کشائش رزق

یہ عمل نہایت مجرب اور صدری چیز ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا جو صاحب اس پر عمل کرنا چاہیں انھیں لازم ہے کہ شب کے آخری حصہ میں اٹھکر وضو کریں۔ نماز تہجد پڑھیں اور اگر اس کی وسعت و استطاعت نہ ہو تو اتنا کریں کہ موسم سرما میں چار بجے اور موسم گرما میں تین بجے شب کو اٹھکر اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور اس کے بعد صرف پانچ مرتبہ روزانہ یہ وظیفہ پڑھ لیا کریں دو تین ماہ کے عمل سے رزق کے دروازے ہر طرف سے کھل جائینگے عسرت فراغت سے اور افلاس تمول سے مبدل ہو جائیگا اور ناداری و غربت کی ساری مصیبت ختم ہو جائیگی بہتر تو یہ ہے کہ اسے زندگی بھر پڑھتے رہیں کہ اس سے اور بھی گوناگوں برکات نازل ہونگی اور اجر عظیم حاصل ہوگا ورنہ تین ماہ تو ضرور ہی عمل کریں

ایک بزرگ شیخ دانیال بہت ہی تکلیف میں تھے عسرت و افلاس میں بسر ہوتی تھی جب فقر و فاقہ نے بہت پریشان کر دیا تو اپنے مرشد کے پاس پہنچے اور اپنی حالت بیان کی انہوں نے ازراہ شفقت یہ عمل بتایا ابھی پڑھتے ہوئے پورے ایک ماہ کی مدت بھی منقضی نہ ہوئی تھی کہ کوتوال مقرر ہوگئے اور بہت دولت پیدا کی آخر حیات تک یہی حالت رہی اور عمل بھی انہوں نے زندگی بھر جاری رکھا۔

عمل یہ ہے یا اللہ یا لطیف، یا فتاح، یا وھاب، یا باسط یا رزاق، یا غنی یا مغنی یا نو بار مع درود شریف اول و آخر گیارہ گیارہ بار۔

حضور غوث اعظمؓ کی گراں قدر تصانیف

حضور غوث اعظم ایک فاضل باکمال اور یگانہ زمان بزرگ تھے اور اپنے عہد میں اپنا کوئی نظیر نہ رکھتے تھے ظاہر ہے کہ اس پایہ کے بزرگ کی تصانیف کس قدر بلند مرتبت ہونگی پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اولیاء اللہ بھی تھے روحانیت میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے غوث وقت اور سرآمد روزگار بھی تھے یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ کی تصانیف حقائق ربانی اور اسرار الہیہ سے لبریز ہیں وہاں ان میں لذت و حلاوت اور سرور و سرشاری بھی اتنی ہے کہ پڑھتے پڑھتے قلب متاثر ہوتا چلا جاتا ہے اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے انسان کو جو لطف و سرور آتا ہے وہ کسی اور کتاب سے حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔

یہ آپ کی تصانیف ہیں جو مردہ قلوب میں زندگی اور افسردہ دلوں میں تازگی پیدا کرتی ہیں پھر فصاحت و بلاغت معانی و مفاہیم کے اعتبار برجستگی مضامین اسلوب بیان کی اچھوتی تراکیب کی ندرت الفاظ و مفردات کا انتخاب اور کلام کا ذوق و شوق اور حقائق و اسرار سے لبریز ہونا وہ چیز ہے جو اور کہیں ڈھونڈھنا بھی مشکل ہے بسا اوقات تو پڑھتے پڑھتے انسان پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور از خود رفتگی چھا جاتی ہے لطف تو جب آتا ہے کہ انسان کی نظر ہو ارباب فکر ان کا مطالعہ کریں اور ادبیات سے بھی پوری واقفیت ہو کہ عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت کی تجلیوں کے ساتھ حقائق و نوادر کی بھی جلوہ گری ہو۔

غنیۃ الطالبین

کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب حضور غوث اعظم کی تصنیف ہے مگر بعض اکابر اور واقف کار نے اسے حضور کی تصنیف قرار دینے میں تامل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ صرف نام کی یکرنگی و یکسانی نے اس کتاب کو حضور غوث اعظمؓ کی طرف منسوب کر دیا ورنہ یہ ایک اور شخص عبد القادر جیلی کی تصنیف ہے اور جہاں تک ہمارا خیال ترجیح دے سکا ہے اور ہماری نظر کام کر سکی ہے وہاں تک تو ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ یہ تصنیف حضور غوث اعظم کی تصنیف نہیں دقیقہ سنج اور باریک بین اصحاب صرف اسلوب بیان اور طرز عبارت ہی سے بیک نظر اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں غیر مقلدین نے اس کتاب کو بہت اہمیت دی ہے ہم نے بھی غور کیا تو ہمیں بھی یہ شک گذرا اور ہمارا شبہ اس سے اور قوی ہو گیا کہ فتوح الغیب اور اس کتاب کی عبارت میں بعد المشرقین نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غوث اعظم کا اسے ہاتھ ہی نہیں لگا۔

ہمارے نزدیک کتاب بری نہیں اگرچہ اس میں چند امور مابہ النزاع درج ہیں تاہم حضور غوث اعظم کا منصب بہت بلند تھا اور یہ کتاب انکی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہو سکتی اس لئے ہم اس کتاب کو غوث اعظم کی تصنیف کہنے کے لئے تیار نہیں اور جنہوں نے اس کتاب کو حضور کے نام سے منسوب بھی کیا ہے ہمارے نزدیک انھوں نے غلطی کی ہے اور یہ ان کی تحقیق و کاوش کی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

فتوح الغیب

بلاشبہ یہ بڑے پایہ کی کتاب ہے ایسی کتاب جس کی نظیر کم مل سکتی ہے جن افراد کو روحانیت کی دنیا میں اترنے کا موقعہ ملا ہے اور جنھیں یہ شرف حاصل ہے کہ وہ تصوف سے کچھ لگاؤ رکھتے ہیں وہی اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں تصوف و معرفت کے نکات اس میں اس طرح پیش کئے ہیں کہ بآسانی ذہن میں اترتے چلے جاتے ہیں یہ کتاب متعدد مقالات پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ اپنی جگہ حقیقت و عرفان کا ایک گنجینہ ہے اور سمجھنے والوں کے لئے ان میں سب کچھ موجود ہے حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث

دہلوی نے بزبان فارسی اس کا ترجمہ کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا اور اسے اردو کا لباس مولوی ابوالحسن سیالکوٹی نے پہنایا یہ پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے قابل کتاب ہے بشرطیکہ کچھ نظر بھی تسبیح ہو۔

فتح ربانی یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں اور نہ اسے تصنیف کا درجہ دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ ایک رسالہ ہے جو حضور غوث اعظمؓ کے چند سال کے مواعظ ارشادات کا ایک ملخص ہے طرز عبارت اور انداز بیان بالکل فتوح الغیب سے ملتا ہوا ہے حضور غوث اعظمؓ کی یہی کمال تھا کہ جو لکھتے تھے وہ بولتے تھے اور جو بولتے تھے وہ لکھتے تھے بیشک ہمیں تسلیم ہے اور یہ بھی صحیح اور درست کہ آپ کی تحریر و تقریر میں جو حلاوت و لذت جو اثر و سوز اور جو زور و شکوہ موجود تھا وہ آپ کی روحانیت و ولایت کا ایک کرشمہ تھا پھر بھی فصاحت و بلاغت اور ادبیت بھی اپنی جگہ کچھ کم موثر چیز نہیں ہے اور ان کا بھی قلب پر اثر پڑتا ہے۔

آپ کی ادبیت و فصاحت آپ کے مواعظ و ارشادات میں بعینہٖ مگر بھی اور ان کے قلمبند کئے جانے اور محفوظ رکھنے کا جیسا کچھ اہتمام تھا اس کا ذکر اسی مضمون میں کسی دوسری جگہ آچکا ہے یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کی شان بھی نرالی ہے اور عبارت میں وہی زور و اثر نظر آتا ہے جو آپ کے رشحات قلم میں بالعموم پایا جاتا ہے حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک نے واقعی ایک قابل قدر کام کیا کہ انہوں نے حضور غوث اعظم کی ذات گرامی سے لوگوں کی عقیدت کا صحیح اندازہ لگا کر اور آپ کے مواعظ و ارشادات کی اہمیت سمجھ کر آپ کے تقریباً ۶۲ مواعظ ایک کتاب کی صورت میں محفوظ و متشکل کر دیئے۔

اگر آپ اس مبارک سعی میں منہمک نہ ہوتے اور یہ مفید کام نہ کر جاتے تو آج ہم لوگ صرف اس حسرت ہی کی نذر ہو جاتے کہ ہم اس عہد مبارک میں پیدا نہیں ہوئے کہ حضور کے مواعظ و ارشاد کو سنکر کوئی فیض حاصل کرتے اب گو ہم حضور کی زبان مبارک سے مواعظ و ارشادات سننے کے قابل نہیں تاہم یہ بھی غنیمت ہے کہ ہم اسے سنکر نہ سہی پڑھکر ہی استفادہ کر سکتے ہیں اور اپنی تشنگی شوق کے فرو کرنے کا سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ ضرور ہے کہ ان مواعظ و ارشادات کے پڑھنے سے وہ لطف و لذت تو حاصل نہیں ہو سکتی جو آپ کی مجلس وعظ میں آپ کی زبان آپ کی تقریر اور آپ کا وعظ سننے سے حاصل ہو سکتی تھی لیکن کچھ بھی ہو الفاظ وہی ہیں کلمات وہی ہیں طرز اسلوب وہی ہے اور ان کے اندر بھی لطف و سرور کی ایک دنیا پوشیدہ ہے۔

یہ مواعظ دراصل عربی زبان میں ہیں اور بہت کیف کے حامل ہیں اور اب اردو میں بھی ان کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

قصیدہ غوثیہ قصیدہ غوثیہ وہ ہے جسے ایک عالمگیر شہرت حاصل ہے اور اسلامی دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضور کا یہ قصیدہ کیا چیز ہے اور کتنی اہمیت و برکات کا حامل ہے اس قصیدہ میں جلالی جمالی دونوں اثرات موجود ہیں اور پڑھنے والے کی طبیعت میں دونوں اثرات بیک وقت پیدا ہوتے ہیں۔

اس قصیدہ کے اثرات کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک خاص جذبہ کی حالت میں لکھا اور کہا گیا تھا اس کی مقبولیت اور اثر انگیزی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ بغداد شریف اور عراق و عرب و شام میں یہ بطور وظیفہ کے پڑھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگان دین اولیائے امت اسے بطور وظیفہ کے پڑھتے رہے ہیں۔

دیوان غوث اعظم حضور غوث اعظم کا ایک دیوان بھی ہے جو عربی میں نہیں فارسی زبان میں ہے افسوس یہ ہے کہ اس زمانہ میں فارسی روز بروز ناپید ہوتی جاتی ہے اور اس کی جگہ اردو کو برابر فروغ حاصل ہوتا چلا جاتا ہے اب فارسی کا صحیح ذوق رکھنے والے معدودے ہوتے جاتے ہیں ورنہ جب تک ہندوستان میں فارسی کا ذوق رہا اور مسلمان اسے پڑھتے اور لکھتے رہے اس وقت تک اس دیوان کو بھی ذوق و شوق کے ہاتھوں لیا جاتا رہا ہے ایک اور وجہ یہ ہے کہ اب روحانیت کا مذاق بھی مفقود و مہجور ہو رہا ہے اور رموز و عرفان کی شاعری کو سمجھنے والے دور دور تک نظر نہیں آتے پھر کون اس دیوان کو خریدے اور کون اسے پڑھے کوئی اسے پڑھے بھی تو وہ اس سے کیا لطائف حاصل کر سکتا ہے ہاں جسے فارسی کا ذوق حاصل ہو اور حقائق و معرفت کے سبزہ زاروں میں بھی قدم رکھ چکا ہو اس کے دل سے کوئی اس دیوان کی قدر و منزلت پوچھے۔

دیوان کیا ہے لذت و عرفان کا سرچشمہ رموز عشق کا دفتر اور اسرار الٰہی کا گنجینہ ہے اور ایک ایک شعر ایک ایک سلک ہے جس میں معانی کے گرانمایہ موتی پروئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس کے پڑھنے سے انسان جھومنے لگتا ہے اور ایک از خود رفتگی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

مکتوبات غوث اعظم حضور غوث اعظمؓ کے مکتوبات بھی زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور یہ سب فارسی زبان میں ہیں ان کی زبان نہایت موثر ہے اور تصوف و عرفان کے مخزن ہیں ان میں حقیقت و معرفت کی صد ہزار تجلیاں پنہاں ہیں آپ نے پوری برجستگی و روانی کے ساتھ بڑے بڑے اہم مسائل حل کر کے رکھ دیئے ہیں اور روزمرہ میں نہایت اہم اسرار عریاں کر دیئے ہیں اگر انھیں غور سے دیکھا جائے اور فکر و نظر سے دیکھا جائے تو لطف و معرفت کی ایک نیا

---

۵ اردو میں صرف ترجمہ بھی ہے قیمت ۸ محصول ۶ کل ۱۴ / حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں جو اپنی خوبیوں اور معنی آفرینیوں میں بہت بلند ہیں سبوحِ شریف، جلاء الخاطر فی الباطن و الظاہر، یواقیت الحکم اور کبریت احمر وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں۔

حضرت غوث پاک کی اولاد

حضور غوث اعظمؒ کے یہاں ۴۹ بچے پیدا ہوئے جن میں سے ۲۷ لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں آپ کی اولاد زینہ میں سے جن کے نام معلوم ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت شیخ وہاب الدین۔ حضرت شیخ عبد الرزاق۔ حضرت شیخ عبد العزیز۔ حضرت شیخ عبد اللہ حضرت شیخ محمد۔ حضرت شیخ عبد الجبار حضرت شیخ محمد ابراہیم۔ حضرت شیخ موسیٰ حضرت شیخ یحییٰ۔

حضرت شیخ عبد الوہاب سب سے بڑے صاحبزادے ہیں بغداد شریف میں پیدا ہوئے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے تحصیل علوم میں آپ نے خاص شوق کا اظہار کیا اور بعد فراغت تعلیم اپنے والد بزرگ ہی کے مدرسہ میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔

حضور غوث اعظمؒ کے وصال کے بعد آپ نے وعظ کہنے اور فتوے دینے شروع کئے وعظ و تقریر میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ نہایت منکسر المزاج کریم النفس صاف گو ذی مروت، سیر چشم اور بزرگ تھے۔ طبقات میں لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو مظلوموں کی دادرسی کے لئے مامور کیا تھا آپ ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۳ھ میں انتقال کیا اور بغداد شریف میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ عبد الرزاق آپ حنبلی المذہب تھے درس و تدریس آپ کا شغل تھا بڑے بڑے اکابر و مشاہیر سے تعلیم حاصل کی بڑے محدث گذرے ہیں تواضع و انکسار صداقت، قناعت اور صبر و شکر کے لئے مشہور تھے بالعموم گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے زندگی بڑی عسرت سے بسر کی طلباء سے محبت رکھتے تھے تصوف و معرفت میں بہت بڑا کمال حاصل کیا اہل بغداد آپ سے بیحد محبت رکھتے تھے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ کے جنازہ پر خلقت کا اتنا اژدہام تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور کئی بار نماز پڑھی گئی بغداد میں کبھی عیدین کے سوا ایسا اژدہام نہ ہوا تھا ۶۰۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا آپ کی اولاد میں بہت مشہور بزرگ گذرے ہیں۔

حضرت شیخ عبد العزیز آپ نے تحصیل علوم کے بعد وعظ و تدریس کا کام شروع کیا اور بہت سے علماء و فضلاء نے آپ سے فیض حاصل کیا نہایت متشرع، صالح، متدین اور متقی بزرگ تھے مجاہدہ و ریاضت میں بہت مشغول رہے اور بہت کچھ روحانی ترقی حاصل کی آپ بغداد سے ہجرت کرکے جبال چلے گئے تھے اور وہیں ۶۰۲ھ میں انتقال کیا آپ کے صاحبزادوں نے روحانی و علمی کمال حاصل کئے۔

حضرت شیخ عیسیٰ آپ نے اپنے والد محترم اور دیگر اکابر علماء سے تحصیل علوم کی اس کے بعد درس و افتا اور وعظ و تلقین کا کام شروع کر دیا کچھ دنوں بعد آپ بغداد سے مصر تشریف لے گئے اور وہاں وعظ گوئی اور درس و تدریس کے شغل میں منہمک ہوگئے عمر زیادہ تر عسرت میں بسر ہوئی بہت بلند پایہ بزرگ تھے تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ شعر و سخن میں بھی کمال رکھتے تھے ۵۷۳ھ میں انتقال ہوا بلاد عرب میں اب بھی متعدد ایسے قبائل موجود ہیں جو اپنا سلسلہ نسب حضرت شیخ عیسیٰ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ آپ نے بھی اپنے والد محترم اور متعدد علماء سے تحصیل علم حاصل کی۔ آپ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور بچپن ہی سے مصر چلے گئے تھے وہیں آپ کے اولاد ہوئی کبر سنی میں بغداد واپس آگئے اور بقیہ زندگی یہیں بسر کر دی تواضع و انکسار اور محاسن اخلاق میں یگانہ روزگار تھے حضرت شیخ عبد الوہاب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپکے والد بزرگوار بیحد علیل ہوگئے زندگی کی کوئی توقع باقی نہیں رہی سب بھائی اور عزیز و اقارب مصروف گریہ و زاری تھے کہ حضور غوث اعظمؒ نے یکبارگی آنکھیں کھولیں اور فرمایا گھبراؤ نہیں ابھی میرا وقت نہیں آیا ہنوز میری پشت میں یحییٰ باقی ہے اس کا پیدا ہونا ضروری ہے سب نے خیال کیا کہ شاید بیہوشی کے عالم میں ایسا کہا جا رہا ہے لیکن آپ کو صحت ہوگئی اور حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنہوں نے ۶۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ موسیٰ آپ نے بھی اپنے والد بزرگوار اور دیگر علماء سے تحصیل علم کی اور دمشق جاکر وہیں توطن اختیار کر لیا اور وہاں افاضہ طالبین میں مشغول رہے بہت بزرگ اور خدا رسیدہ ہستی تھے زیادہ وقت مراقبہ میں گزرتا تھا کثیر السکوت تھے حنبلی المذہب تھے آخر عمر میں امراض و عوارض کے آماجگاہ بنے رہے ۶۱۶ھ میں انتقال ہوا جبل قاسیون میں دفن ہوئے اپنے سب بھائیوں میں سب سے بعد آپ ہی رگزرائے عالم بقا ہوئے مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حضرت شیخ ابراہیم بہت بزرگ اور صاحب سوز و لولہ تھے تمام رات بیداری اور عبادت میں مصروف رہتے تھے دنیا کو آپ سے بہت روحانی فیض پہنچا شہر واسط میں دفن ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بھی بہت باخدا بزرگ تھے ۶۰۰ھ میں بغداد میں مدفون ہوئے۔ حضرت شیخ عبد اللہ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اور بہت باکمال بزرگ تھے مجاہدات و ریاضات میں ایک عمر بسر کر دی اور لوگوں کو بہت فیض پہنچایا ۵۰۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹ صفر ۵۸۹ھ میں انتقال فرمایا اور بغداد

شریف میں دفن ہوئے۔

حضرت غوث اعظمؓ کے مشاہیر خلفاء

حضور غوث اعظمؓ کے خلفا کی تعداد کا کوئی حتمی و یقینی حصر نہیں کیا جا سکا بلکہ کثرت بزرگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور خرقہ خلافت پہنا اس عہد میں کوئی قطعہ ارض اور کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں آپ کے خلفا مصروف رشد و تلقین نہ ہوں ہم یہاں صرف ان خلفا کے نام ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جنھیں بہت بڑی شہرت حاصل ہوئی اور جو فلک عظمت کے مہر و ماہ بنکر چمکے۔

(۱) حضرت امام ابو عمرو عثمان (۲) حضرت قاضی ابو یعلیٰ (۳) حضرت ابوالفتح نصر (۴) حضرت شیخ ابو محمد محمود (۵) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ (۶) حافظ ابوالخیر عبدالمغیث (۷) حضرت ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل (۸) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد (۹) حضرت شیخ ابو محمد رسلان (۱۰) حضرت شیخ العارفین ابوالسعود احمد (۱۱) شیخ ابو عبداللہ محمد (۱۲) حضرت شیخ ابو عبداللہ بن سنان (۱۳) حضرت شیخ ابو علی حسن (۱۴) حضرت شیخ ابو طلحہ (۱۵) حضرت ابوالخلیل (۱۶) تاج العلما حضرت شیخ ابوالبقا محمد ازہری (۱۷) حضرت علامہ ابوالحسن علی (۱۹) قاضی القضاۃ علامہ ابوالقاسم عبدالملک (۲۰) حضرت قاضی ابوالب عبدالرحمٰن مفتی عراق (۲۱) حضرت امام ابو اسحٰق ابراہیم (۲۲) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد (۲۳) علامہ ابوبکر عبداللہ بن نصر (۲۴) حضرت شیخ ابو محمد عبدالجبار (۲۵) حضرت علامہ فقیہ ابوالحسن علی (۲۶) امام ابو عبداللہ عبدالغنی (۲۷) امام ابو عمر محمد (۲۸) امام ابو اسحاق ابراہیم (۲۹) شیخ امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ (۳۰) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابوالفتح محمد (۳۱) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین (۳۲) قدوۃ الفقہا حضرت شیخ ابوالقاسم (۳۳) راس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین (۳۴) استاد الفقہا حضرت شیخ ابوالحسن (۳۵) حضرت شیخ ابو عبداللہ اسدی (۳۶) حضرت شیخ ابو حفص عمر (۳۷) حضرت شیخ ابو محمد راف (۳۸) حضرت شیخ ابراہیم (۳۹) حضرت شیخ ابوالقاسم عمر (۴۰) حضرت شیخ صالح ابو عبداللہ شاہ میر (۴۱) حضرت ابو عبداللہ بطائحی بعلبکی (۴۲) حضرت شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمد بعلبکی (۴۳) حضرت شیخ امام ابوالحرم مکی (۴۴) حضرت شیخ ابوالبقا شیخ بہاء الدین نور الاسلام (۴۵) حضرت شیخ امام ابوالبقا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصری نابینا (۴۶) حضرت شیخ عبدالرحمٰن (۴۷) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد (۴۸) حضرت شیخ ابوالعباس (۴۹) حضرت شیخ ابوبکر عتیق (۵۰) حضرت علامہ ابو عبدالملک (۵۱) حضرت شیخ امام ابو احمد حضرت شیخ ابوالمجد عیسیٰ (۵۳) حضرت شیخ ابوالفتوح یحییٰ (۵۴) حضرت شیخ ابو محمد یوسف (۵۵) حضرت شیخ فقیہ ابوالفضل اسحاق (۵۶) حضرت شیخ ابو طاہر (۵۷) حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر (۵۸) حضرت شیخ ابو محمد عبدالعزیز (۵۹) حضرت شیخ ابو محمد عبدالعظیم (۶۰) حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبداللہ (۶۱) حضرت شیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود جوہر بعلبکی (۶۲) حضرت شیخ فقیہ ابو عبداللہ محمد ابن حسین وغیرہ۔

کہاں تک ذکر کیا جائے اور کہاں تک شمار کیا جائے اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف روحانیت و تصوف کے دریا امنڈ رہے تھے عرفان و زہد کی بارشیں ہو رہی تھیں معرفت و حقیقت کے پھول کھلے ہوئے تھے جگہ جگہ خانقاہیں قائم تھیں ہر شہر میں مجاہدہ و مراقبہ کا رشتہ قائم تھا بندگان خدا کا رشتہ خدا سے جوڑا جا رہا تھا یا آج یہ زمانہ ہے کہ روحانیت کے کاشانے اجڑ گئے ہیں۔

حضرت غوث اعظم اور بشارات متقدمین

حضور غوث اعظم پانچویں صدی ہجری میں کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور چھٹی صدی ہجری میں اس آفتاب رشد کی شعاعوں سے پوری دنیا روشن و منور ہوئی ہم خوبی واضح کر چکے ہیں کہ حضور مسند ولایت کے امین اور تاج غوثیت کے حامل تھے اور آپ کو رب قدیر نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعہ اصلاح خلق اور تزکیہ قلوب عوام پر مامور کیا تھا نیز یہ کہ آپ اپنے وقت کے سرآمد روزگار اور سردار اولیاء تھے ممکن نہ تھا کہ ایک ایسے جلیل القدر بزرگ اور گرانمایہ مجدد اعظم کی آمد اور ماموریت کی خبر روحانی دنیا میں چھپی رہتی اور اس عہد سے پیشتر جو اولیا اللہ و ابدال ہو گزرے تھے وہ اس سرخفی سے واقف نہ ہوتے چنانچہ یہی ہوا اور بعد شاہد ہے متقدمین کو آپ کی ولادت کا پہلے سے علم ہو گیا اور انھوں نے اس راز کو پنہاں و مخفی بھی نہ رکھا۔

اذکار الابرار میں ہے کہ حضرت شیخ ابوبکر ہرار نے اپنی ایک مجلس میں اعلان بھی کر دیا حضرت شیخ ابو محمد بطائحی کہتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کی ولادت سے پیشتر ہی رمضان کے مہینے میں ۴۶۳ھ میں اپنی ایک مجلس میں حضرت شیخ ابوبکر نے علانیہ فرمایا کہ لوگو اب وہ وقت دور نہیں کہ عراق میں ایک ولی پیدا ہو گا جس کا رتبہ بہت بلند اور درجہ بہت رفیع ہو گا اور وہ خدا کے حکم سے اعلان کرے گا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگی۔

حضرت شیخ ابو عبداللہ علی نے بھی یہی پیشین گوئی کی تھی چنانچہ حضرت امام یعقوب ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میرے شیخ نے حضور غوث اعظم کی ولادت سے چند سال پیشتر ہی فرما دیا تھا کہ عراق میں عنقریب

ایک بزرگ کا ظہور ہوگا جو تمام اولیاء کے سردار ہوں گے اور ان کا نام عبد القادر ہوگا (اسرار المعانی)

بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ ۵۰۶ھ میں کوہ حرا پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے فرمایا، کچھ دنوں بعد سرزمین عجم کو ایک بچے کی ولادت سے مشرف ہونے کا شرف حاصل ہوگا جو بہت جلد اپنی کثرت کرامات اور تبحر علوم ظاہری و باطنی کے باعث تمام عالم میں مشہور ہو جائے گا جملہ اولیاء اللہ کے انبوہ میں اسے فقید المثال اولو العزمی و عظمت حاصل ہوگی اس کی شہرت کو بقائے دوام کے پر لگ جائینگے اور وہ اعلان کریگا کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے"

حضرت شیخ عقیل منبجی نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ تو کہ اس زمانہ کا قطب کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہی فرمائیں اور اس امر پر روشنی ڈالیں چنانچہ آپ نے اُن کے اس استفسار پر کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ افق عراق پر ایک عجمی نوجوان نمودار ہوگا جو بغداد کی مجالس میں اپنے مواعظ کی گرمی سے ایک نئی روح پیدا کر دے گا اس کی عظمت و سطوت ایک مسلمہ چیز ہوگی وہ تحدی کے ساتھ کہیگا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اس کے اس اعلان و فرمان پر تمام ولی اپنی گردنیں جھکا دیں گے اگر میں بھی اس وقت تک زندہ رہتا تو میں بھی اپنی گردن اس کے سامنے جھکا دیتا جو شخص بھی اس کا تتبع کریگا اور اس کی اس کرامت پر سر تسلیم خم کر دیگا اسے بہت نفع پہنچے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ عقیل کوئی معمولی درجہ کے ولی نہ تھے بلکہ آن کا پایہ بہت بلند تھا حلب سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر سکونت گزیں تھے آپ پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کرتے تھے اور ایک دفعہ دریائے دجلہ کو آپ نے محض اپنے سجادہ پر بیٹھکر عبور کیا تھا۔

یہ فخر و مجد صرف حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی امت ہی کو حاصل ہے کہ اس کے ولیوں کی پیدائش کا غلغلہ دنیائے روحانیت میں پیدائش سے پیشتر پڑ گیا ہے اور ان کی ولادت کے متعلق اس انداز و نہج سے پیشینگوئیاں کی گئی ہیں جس طرح انبیاء کی طرح کی جاتی رہی ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی تواتر کے ساتھ پیشینگوئیاں کی گئیں ہیں اور ہمارے غوث اعظم کی ولادت سے پیشتر بھی متعدد بزرگوں نے پیشنگوئی کی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور غوث اعظم کس عظمت کے بزرگ و ولی تھے۔

حضرت شیخ منصور بطائحی ایک روز اپنی مجلس میں سکون کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دفعتہ اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب عراق میں ایک بزرگ پیدا ہوں گے جن کا مرتبہ عارفین میں بہت بلند ہوگا ان کی موت اس حالت میں ہوگی کہ وہ اس بیت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کرہ ارض میں تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب و عزیز تر ہوں گے نام عبد القادر ہوگا اگر تم لوگوں میں سے کوئی اس وقت تک زندہ رہے تو ان کی عزت و حرمت کو ملحوظ رکھنا (بہجۃ الاسرار)

حضرت سید ابن ادریس کا بیان ہے کہ حضرت خلیل منبجی نے کشف سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ حضور غوث الثقلین عنقریب کتم عدم سے پردہ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں چنانچہ آپ نے فرما دیا تھا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں عراق کے اندر ایک ولی پیدا ہوگا جو ایزد تبارک و تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ ہوگا۔ انجاب و اوتاد اور اقطاب و اولیاء کا صدر نشین بنے گا غوثیت کا تاج اس کے سر پر جگمگائے گا خلقت عظیمہ اس کا اتباع کریگی اور یہی نہیں بلکہ اس کا تصرف اس کی زندگی کی طرح اس کے انتقال کے بعد بھی جاری رہے گا۔

حضرت شیخ ابو محمد شنبکی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحی سے سنا تھا فرماتے تھے کہ عراق کے اندر آٹھ اوتاد ہیں جن کے مراتب ساری مخلوق میں بلند ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) حضرت معروف کرخی (۲) حضرت احمد بن حنبل (۳) حضرت بشر حافی (۴) حضرت منصور بن عمار (۵) حضرت جنید (۶) حضرت سری سقطی (۷) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری اور حضرت عبد القادر جیلانی۔

میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اور سب کو تو جانتا ہوں نام بھی سنا ہے اور بعض کو دیکھا بھی ہے لیکن یہ حضرت عبد القادر جیلانی کون بزرگ ہیں آپ نے جواب دیا عجمی ہیں مسکن بغداد ہے ان کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا اور وہ اپنے زمانہ کے اولیاء و اقطاب کے سردار ہوں گے مخلوق خدا کو ان کی ذات گرامی سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

حضرت شیخ موسیٰ سہروردی اپنی کتاب "مکاشفات اولیاء" میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کا روز تھا اور حضرت سید المشائخ جنید بغدادی مراقبہ فرما رہے تھے کہ آپ نے دفعتہ اپنا سر اٹھایا آنکھیں سرخ تھیں چہرہ تمتما رہا تھا ایک ساتھ فرمانے لگے "ان کا قدم میری گردن پر" "ان کا قدم میری گردن پر" یہ فرمایا اور پھر مراقب ہو گئے اس وقت آپ پر ایک حالت استغراق طاری تھی جب آپ ہوش میں آئے اور سکون ہوا تو خدام نے استفسار فرمایا کہ حضور نے جو دو مرتبہ ان کا قدم میری گردن پر ان کا قدم میری گردن پر فرمایا تھا اس کی حقیقت کیا تھی آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں کہ مجھ پر مراقبہ کی حالت میں ایک حقیقت روشن ہوئی اور یہ ظاہر ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں ایک بہت بڑے بزرگ پیدا ہوں گے جن کا درجہ بہت بلند اور پایہ بہت رفیع

ہوگا ان کا نام عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین پڑ جائیگا یہ پیدا تو گیلان میں ہوں گے لیکن سکونت بغداد میں اختیار کریں گے اور بہ امر الٰہی فرمائینگے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ"

یہ حقیقت منکشف ہوتے ہی مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ اس عارف اعظم اور بزرگ محترم کا قدم میری گردن پر بھی ہو اس خیال کے آتے ہی میری زبان پر بیساختہ وہ الفاظ آگئے جنھیں تم نے سنا اور جنکے متعلق اب تم مجھ سے استفسار کر رہے ہو (منازل الاصفیاء)

حضرت شیخ ابو محمد بطائحی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری نے اپنے وصال کے وقت یہ وصیت کی تھی اور اپنے ایک معتمد سے فرمایا تھا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں سرزمین عراق پر ایک بزرگ جلوہ افروز ہوں گے جن کا نام عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین میں اپنا سجادہ تمہارے حوالہ کرتا ہوں یہ انہی کے لئے ہے ان کے ظہور تک یہ برابر منتقل ہوتا رہے اور آخر میں ان تک پہنچ جائے۔ ہر حال سجادہ اپنے جانشین کو اس کی وصیت اور تاکید کرتا چلا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سجادہ برابر منتقل ہوتا ہوا حضور غوث اعظم تک پہنچ گیا اور اس کی بجد حفاظت کی جاتی رہی۔ آخر ۴۹۶ھ ہجری میں بماہ شوال ایک عارف بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ امانت آپ کے سپرد کر دی (مخزن القادریہ)

اس قسم کی بشارتیں مذکورہ بالا بزرگوں کی ذات گرامی تک محدود نہیں رہیں بلکہ اور بہت سے بزرگوں نے ایسا کہا لیکن اس مختصر مضمون کی قلت گنجائش مانع کار ہے اس لئے ہم اس وقت صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس سے واضح ہو جائیگا کہ حضور غوث اعظم کس عظمت و جلال کے بزرگ اور کس مرتبہ و شان کے ولی تھے اور آپ کی ولادت کا شور بہت عرصہ پہلے دنیائے روحانیت میں پڑ گیا تھا۔

شجرہ بیعت

حضور غوث اعظم جس جاہ و شکوہ کے بزرگ تھے اس کا ایک اجمالی خاکہ آپ کی نگاہوں کے سامنے آگیا ہوگا۔ اس امر پر بھی غور کیجئے کہ آپ کے شیوخ طریقت کس عظمت و عرفان کے بزرگ تھے اور آپ کا شجرہ بیعت کیا ہے جس ہستی کو اس تبحر و کمال کے شیوخ نصیب ہو جائیں وہ خود بھی خواہ کتنی ہی غبی و محروم ہو ملاء اعلیٰ تک پرواز کا شرف حاصل کر سکتی ہے پھر غوث اعظم خود ذہین اور بلند فطرت بزرگ تھے اس کے علاوہ آپ نے وہ مجاہدے اور ریاضتیں کیں جن کا ذکر سنکر بھی ہوش اڑ جاتے ہیں پچیس برس تک جنگلوں اور ویرانوں کے مجاہدات چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر کی ادائیگی اور پندرہ برس تک رات رات بھر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن اللہ پورا ختم کرنا معمولی باتیں نہ اور وہ ایسی باتیں ہیں کہ اس مادیت کے زمانہ میں تو قیاس میں نہیں آسکتا کہ کوئی شخص اتنی محنتیں کر بھی سکتا ہے اور محنتیں بھی قربت خدا کے لئے واقعی یہ بہت مشکل کام ہے حضور غوث ہی کا حوصلہ تھا کہ آپ اس قدر محنت شاقہ اٹھا گئے۔

اس سے مسلمانوں کو کم از کم اتنی نصیحت تو حاصل ہو جانی چاہیے کہ بلا محنت کے انسان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا حضور غوث اعظم کا مرتبہ کتنا بلند تھا کہ دنیائے روحانیت میں آپ کی ولادت سے صدیوں پیشتر ایک شور پڑ گیا تھا اگرچہ شہ رسول تھے اللہ کے محبوب تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے وہ مجاہدات کیے اور ایسی حوصلہ فرسا ریاضتیں کیں جن کی مثالیں دنیا میں بہت کم مل سکتی ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محنت و ریاضت کے بغیر دنیا میں نہ کسی کو کچھ ملا ہے اور نہ مل سکتا ہے سارے عالم اور ساری دنیائے روحانیت میں "لیس للانسان الا ما سعیٰ" کا قانون ربانی نافذ ہے نبی ہو ولی ہو محبوب ربانی ہو بادشاہ ہو وزیر ہو امیر ہو تاجر ہو صناع ہو مسلمان ہو عیسائی ہو پارسی ہو ہندو ہو کوئی ہو جو محنت کرے گا پائے گا جو پہلے تکالیف اٹھائیگا بعد کو اسے راحت نصیب ہوگی جو لوگ اپنی آبائی و اجدادی روایات کے پیش نظر آرام و راحت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور محنت سے جی چراتے ہیں وہ دنیا میں ہرگز کوئی ترقی نہیں کر سکتے کوئی کتنا ہی شریف و نجیب ہو اس کا رتبہ حضور غوث اعظم کی تو گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا جب آپ محبوب صمدانی اور غوث ربانی ہو کر محنت و ریاضت سے نہ بچے اور ان کے لئے یہ اصل قانون ربانی نہ ٹوٹا تو پھر ہم و شما تو کس شمار میں محنت ہی وہ جوہر ہے جو انسان کو ترقی کی بلندیوں فائز کر دیتا ہے محنت کے نام سے گھبرانا اور پھر ترقی و فائز المرامی کی آرزو کرنا ایک لغویت و حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور غوث اعظم نے مجاہدات و ریاضات بھی کئے اور آپ کو شیوخ طریقت بھی بڑی قوت و شکوہ کے نصیب ہوگئے۔

آپ کا شجرہ بیعت یہ ہے سیدنا محی الدین غوث اعظم کے شیخ حضرت ابو سعید مبارک ان کے شیخ حضرت شیخ ابو الحسن علی بن محمد قرشی ان کے شیخ حضرت ابو الفرح طرطوسی ان کے شیخ حضرت عبد الواحد تمیمی ان کے شیخ حضرت ابو بکر شبلی ان کے شیخ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی ان کے شیخ حضرت شیخ سری سقطی ان کے شیخ حضرت شیخ معروف کرخی ان کے شیخ حضرت داؤد طائی ان کے شیخ حضرت شیخ حبیب عجمی ان کے شیخ حضرت شیخ حسن بصری ان کے شیخ علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے شیخ اور سرچشمہ ہدایت حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ذرا اس غوث وقت کی شان اور آن بان ملاحظہ فرمائیے کہ پیر مرید پر ناز کر رہا ہے اور مرید کے ہاتھوں خود بھی تبرکاً خرقہ پہنتا ہے چنانچہ

قلائد الجواہر میں ہے کہ حضرت شیخ ابو سعید فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خرقہ پہنایا اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا یہ بھی حضور غوث اعظم کی شان عظمت اور یہ تھا حضرت غوثیت آپ کا مظاہرہ کمال!

حضور غوث اعظمؓ کی بیبیاں

حضور غوث اعظم نے چار شادیاں کیں جن سے بہت سی اولادیں پیدا ہوئیں جس کا تذکرہ کسی گذشتہ صحبت میں کیا جاچکا ہے اور ان کے کمالات ظاہری و باطنی پر روشنی ڈالی جاچکی ہے آپ کی چاروں بیبیاں آپ کے فیوض و برکات سے پوری طرح فیضیاب ہوئیں چاروں کے قلب روشن تھے جس بزرگ ہستی کی ایک لمحہ کی صحبت سے چور ولی ہو گئے کیونکر ممکن تھا کہ آپ کی رفیق حیات فیض باطنی سے محروم رہتیں آپ شب بیدار اور بہت مصروف بزرگ تھے لیکن ان بیبیوں کے پاس بیٹھنے اور ان سے بات کرنے کا وقت نکال لیتے تھے اس زمانہ کی طرح یہ نہ تھا کہ جدھر کے ہو گئے ہو گئے دنیا میں پڑ گئے تو دین کی خبر نہ رہی اللہ اور اللہ کی عبادت کو بھی بھول گئے اور اگر انہیں عبادت کی طرف مصروف ہوئے تو دنیا و دنیا والوں اور بیوی بچوں سے کھوئے گئے اور فکر ہی نہ رہی کہ ان کس حالت میں ہے اور کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی اور اپنی اس مصروفیت سے کسی کا دل تو نہیں دکھ رہا۔

پھر چاروں بیبیوں سے آپ کو محبت و الفت تھی اور محبت بھی معمولی نہیں بلکہ بہت زیادہ ان کی ذرہ برابر تکلیف گوارا نہ کرتے تھے اور ان کی دلجوئی کا برابر خیال رکھتے تھے حضور غوث اعظم کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ کی یہ حالت تھی کہ وہ جب کسی اندھیرے مکان اور تاریک گوشہ میں جاتی تھیں تو خود بخود روشنی ہوجاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہاں کوئی بہت تیز شمع یک بیک روشن ہوگئی ہے ایک دفعہ میری والدہ کسی کام کو اندر گئیں حسب معمول روشنی ہوگئی اتنے ہی میں میرے والد محترم بھی تشریف لے آئے آپ کی نظر کی پڑنا تھا کہ وہ روشنی فوراً معدوم ہوگئی حضور نے میری والدہ مکرمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی شیطانی روشنی تھی تم منازل سلوک طے کر رہی ہو ابھی کمیل نہیں ہونے پائے ہو شیطان نے تمہارے اندر غرور و خودی پیدا کرنے کے لئے یہ روشنی پیدا کردی کوئی خیال نہ کرو میں ابھی اس روشنی کو نورانی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں چنانچہ یہی ہوا اور اس روز سے برابر یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر روشنی کی شکل بدل گئی۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت مجھے یہ بتائیے کہ آپ نے نکاح کیوں کیا کہ آپ تو شب بیدار اور ایک عابد و زاہد بزرگ ہیں آپ کو یاد الٰہی سے ہی اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ان کی طرف متوجہ ہوں اور اگر اس میں کمی ہوتی ہے تو حقوق العباد پر زد پڑتی ہے آپ نے جواب دیا کہ بیشک میرا ارادہ نکاح کرنے کا اور اس جھگڑے میں پڑنے کا نہیں تھا لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے ہدایت کی کہ میں نکاح کروں اس لئے میں نے نکاح کرلیا۔

حضور غوث اعظم ہی سے منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا ارادہ نکاح کرنے کا ہرگز نہ تھا اور مجھے اس اقدام کی جرأت اس وجہ سے نہ ہوتی تھی کہ میرے اوراد و اشغال میں فرق پڑے گا میرے اوقات میں خلل واقع ہوگا ایک عرصہ تک اسی خیال سے میں نے نکاح نہیں کیا لیکن بکل امر مرہون باوقاتہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوچکا ہے جب یہ وقت آگیا تو خدا تعالےٰ نے مجھے چار بیویاں عطا کیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ مجھے کامل محبت ہے اپنی اولاد سے بھی آپ کو بیحد محبت تھی ان سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے، اور ان کی تکلیف سے بھی بےچین ہوجاتے تھے

حضور غوث اعظم کی معاشرت

ازدواج و اولاد کے ساتھ جو سلوک آپ کا تھا اور جس محبت کے ساتھ آپ ان سے پیش آتے تھے اس کا اجمالی ذکر ابھی کیا جاچکا ہے اس سے آپ کی حیات معاشری پر گہری روشنی پڑتی ہے اعزہ و احباب سے بھی آپ بیحد مروت برتتے تھے اور ان کی ضروریات کا اتنا خیال تھا کہ بعض اوقات سب کچھ ان کی نذر کردیتے تھے آپ کو سب سے محبت تھی اور سب سے باخلاق و خندہ پیشانی پیش آتے تھے۔

حضرت شیخ ابو سعید سے روایت ہے کہ آپ کا جسم دبلا، قد میانہ، سینہ کشادہ، ریش مبارک گنجان اور لمبی، ابرو پیوستہ آواز بھاری اور رنگ گندمی تھا جس وقت تقریر کرتے تھے ساری محفل گونج اٹھتی تھی آپ کی آواز اور آپ کی ذات میں ایک قدرتی رعب تھا۔ گو بہت منکسر المزاج تھے مگر بولتے ہی لوگوں پر رعب طاری ہوجاتا تھا اور اہل مجلس کے لبوں پر ایک مہر سکوت لگ جاتی تھی کسی کی زہرہ نہ تھا کہ آپ بول رہے ہوں اور وہ کسی دوسری طرف یا دوسرے خیال میں متوجہ ہو جس ہجوم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیا اس کی گردنیں خود بخود خم ہوگئیں۔

طبیعت نہایت نفاست پسند تھی اور مزاج از حد لطیف تھا صفائی اور ستھرائی بیحد مرغوب تھی لباس بالعموم شاندار پہنتے تھے تمام مستند کتب اور رواۃ اس امر پر متفق ہیں کہ جہاں آپ کا لباس قیمتی شاندار اور صاف ہوتا تھا وہاں خلاف شرع ہرگز نہ ہوتا تھا طرز وہی تھا جو اس زمانہ کے علماء رکھتے تھے گویا آپ عالمانہ لباس پہنتے تھے اتنا ضرور

تھا کہ آپ کے لئے بیش قیمت سے بیش قیمت کپڑا خریدا جاتا تھا۔ شیخ ابو الفضل احمد بن قاسم قرشی بغداد کے مشہور اور دولتمند بزاز تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے حضور کے لئے ایک ایسا کپڑا درکار ہے جسکی قیمت ایک اشرفی فی گز ہو مجھے خیال آیا کہ جب فقراء ایسا قیمتی لباس پہنیں گے تو پھر بادشاہوں اور خلفاء کے لئے کونسا کپڑا رہ جائے گا انھوں نے تو بادشاہ کے پہننے کے لئے تو کوئی کپڑا ہی نہیں چھوڑا کپڑا میں نے دیدیا اور اسکے بعد میں حسب معمول حضور کی خدمت میں آیا۔

آپ نے مکاشفہ سے میرے خطرۂ قلب کو معلوم کر لیا تھا میرے سامنے ہوتے ہی فرمانے لگے کہ ابو الفضل، مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ جب تک میرے معبود کا اشارہ نہیں ہوتا کوئی بیش قیمت کپڑا نہیں پہنتا۔ اس کپڑے کے متعلق بھی مجھے بطور خاص حکم ہوا تھا اے ابو الفضل! یہ لباس نہیں میت کا کفن ہے درویش جب ہزار بار مر چکتا ہے تو اسے ایک کفن عطا ہوتا ہے (اخبار الاخیار)

کچھ بغداد ہی پر منحصر نہیں آپ کے لباس کے لئے دور دراز ممالک سے نفیس کپڑا خصوصیت کے ساتھ تیار کرایا جاتا تھا اور اس کا لباس بنتا تھا یہی نہیں ہر روز صبح کو آپ نیا لباس پہنا کرتے تھے اور اترا ہوا جوڑا فقراء و مساکین کو دیدیتے تھے جوتے بھی ہر ہفتہ بدلدیے جاتے تھے اور اترے ہوئے جوتے فقراء کو تقسیم کر دیئے جاتے تھے

آپ عموماً خچر پر سوار ہوا کرتے تھے لیکن اونٹ کی سواری کا بھی خاص اشتیاق تھا اس مقبولیت و عزت کی مثالیں دنیا میں بہت کم ملتی ہیں کہ آپ جب باہر نکلتے تو جس بازار میں بھی آپ کا گذر ہوتا تھا اس بازار کے لوگ دو طرفہ صف بستہ کھڑے ہو جاتے تھے کسی کے رعب داب اور شاہانہ سطوت و جلال سے متاثر ہو کر عزت کرنا اور عزت ہونا اور بات ہے اور محض اس کی محبت سے عزت کرنا اور اتنی عزت کرنا کہ تمام بازار والے دیکھتے ہی سروقد استادہ ہو جائیں دوسری بات ہے

کھانے میں عموماً سادہ خوراک ہوتی تھی ویسے آپ بہتر سے بہتر کھانے بھی استعمال کرتے تھے

آفتاب غوثیت کا غروب

حضور غوث اعظم کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک زندہ درس بصیرت ہے اور فرزندان توحید اگر غور کریں تو آپ کی حیات طیبہ کا ہر ورق ان کے لئے ایک ایک گرانقدر اور گرانمایہ سبق ہے کتنی مصروف اور کتنی مفید زندگی گذری ہے ایک سر اور ہزار سودا ایک زندگی اور ہزار مشاغل، عسرت بھی اور تمول بھی فقر بھی ہے اور امیری بھی دنیا بھی ہے اور ترک دنیا بھی عزلت گزینی بھی ہے اور عوام سے میل جول بھی محنت بھی ہے اور آرام بھی پوری زندگی میں کوئی ایک وقت اور ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا جو لغویت اور بیکاری کی نذر ہوا ہو زندگی کا ہر دور اور ہر دور کی ہر ساعت مفید امور میں گذری اور سب سے زیادہ مابہ الامتیاز خصوصیت وہ ہے کہ کسی وقت اور کسی لمحہ بھی خدا کی طرف سے ذرہ برابر غفلت نظر نہیں آتی اور تمام خالی اوقات عوام کی خدمت کے لئے وقف ہیں کتنی شاندار زندگی ہے ایسی زندگی جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ دنیا کی ہر قوم سبق حاصل کر سکتی ہے۔

آپ کی زندگی کے ابتدائی سترہ سال تو جیلان ہی میں گذرے آپ کے نانا رئیس اعظم اور صاحب ثروت بزرگ تھے اس لئے یہ پورا زمانہ عیش و تنعم میں گذرا لیکن جہاں آپ کے نانا رئیس اعظم تھے وہاں یگانہ روزگار ولی بھی تھے اور ماں بھی مریم زمان تھیں انھیں دو بزرگوں کی گود میں آپ نے تربیت پائی اور انہی کی صحبت و سرپرستی میں اپنی طفولیت کا وہ سارا زمانہ گذار دیا جس میں محض صحبت انسان کو اتنا کچھ سکھا دیتی ہے جتنا سالہا سال کی مدرسی تعلیم بھی نہیں سکھا سکتی علی الخصوص جب بچوں کی مائیں عفیفہ خدا پرست اور ہوشمند ہوں وہ ضرور شہرت کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکتے ہیں اور ان کی زندگی عموماً شاندار ہوتی ہے حضرت غوثیت مآب کو ماں اور نانا کی صحبت نے بہت کچھ بنا دیا تھا اور عرفان حقیقت کا پہلا تخم یہیں بویا گیا تھا اور عشق حقیقی کی پہلی چنگاری بھی یہیں سلگی تھی اس کے بعد نو سال تک بغداد کے مدارس میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل میں مصروف رہے۔

اس دور کے حالات پڑھکر احساس ہوتا ہے کہ آپ کس قدر ذی حوصلہ اور بلند ہمت انسان تھے اور کس مشکل اور حوصلہ سوز مشکل میں رہکر آپ نے اپنی طالبعلمانہ زندگی گذاری اس زمانہ میں تو ایسی طالبعلمانہ زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ غریب الوطنی نہ کوئی عزیز نہ کوئی سرپرست، نہ ٹھکانا نہ سہارا وطن سے سینکڑوں کوس دور شدید ناداری ایسی ناداری کہ جنگل کی بوٹیوں اور درخت کے پتوں پر گذر تھی غرض انتہائی تکالیف اور اذیتیں برداشت کرکے تعلیم سے فراغت حاصل کی، مدرسہ سے نکلے تو عراق کے ویرانے دشت و جبل اور کوہ اور بن سامنے تھے سر میں عشق الٰہی کا سودا تھا اور سینہ میں دریائے محبت ٹھاٹھیں مار رہا تھا بڑے بڑے مجاہدے کئے ریاضتیں کیں اور یہیں منازل سلوک طے کئے استغراق اور جذب کا عالم طاری رہا۔ چوتھائی صدی کا زمانہ تھوڑا زمانہ نہیں ہوتا۔ ایک جگ ہوتا ہے یہ حضور غوث اعظم ہی کا حوصلہ تھا کہ اتنی طویل مدت محض مجاہدات اور جنون عشق میں گذار دیا اس کے بعد آپ پر سلوک کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ ہوش

میں آگئے۔ اب نیا شغل شروع ہوا اور یہ زمانہ ارشاد و تعلیم و تلقین اصلاح خلق اعلائے کلمۃ الحق اور ملت اعظمہ و ہدایت میں گذار دیا جب آپ کی عمر ۹۱ سال کی ہوئی تو خالق اکبر کی طرف سے بلاوا آگیا اور یہ روز یہ آفتاب غروب ہوا جس روز کہ طلوع ہوا تھا یعنی دو شنبہ کے روز گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ۹۱ سال کی عمر میں آپ نے اپنی جان عزیز جان آفرین کے سپرد کر دی۔

آپ کا باطن روشن تھا آپ کو پہلے سے اپنے انتقال کا وقت معلوم ہوگیا تھا گھر والوں پر بھی آپ نے اس کا اظہار کر دیا تھا جن کی حالت یہ سنتے ہی دگرگوں ہوگئی اور ان کے قلب ان کے سینوں میں فرط غم سے تڑپنے لگے کچھ روز بعد ہی آپ علیل ہوگئے تقریباً دو ماہ بیمار رہے آخری روز حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی شکل میں آپ کے پاس آئے اور ایک نورانی مکتوب آپ کے ہاتھ میں دے دیا جس میں لکھا تھا یصل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے ہر انسان کو موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے۔

وصال سے پیشتر آپ نے تازہ غسل کیا نماز عشاء ادا کی دیر تک سربسجود رہے تمام گھر والوں مریدوں اور معتقدوں کے لئے دعا مانگی اور کئی بار بارگاہ صمدیت میں یہ دعا مانگی خدایا! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے اے اللہ! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اے مولا! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درگذر کر جب سجدہ سے سر اٹھایا تو غیب سے ندا آئی یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

یہ سنکر حضور غوث اعظم بستر پر دراز ہوگئے اور سکرات موت کے وقت یہ کہا کہ میں مدد مانگتا ہوں اس رب قدیر سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو زندہ ہے نہ اسے موت ہے اور نہ خوف ہے پاک ہے جو قدرت سے باعزت ہے جو بندوں پر سلطانی کرنے میں [illegible] کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں یہ کہتے ہی طائر روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گیا دفعتہً آنکھوں کی پتلی چڑھ گئی موت کا ٹھنڈا پسینہ آگیا اور رخسار مبارک پر نور ربانی کی شعاعیں پھیل گئیں آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور تمام بغداد ایک ماتم کدہ بن گیا لوگ نالاں و گریاں آستانہ مبارک کی طرف دوڑے اور دیکھتے دیکھتے ہزارہا مخلوق کا اجتماع ہوگیا

تجہیز و تکفین

اسی وقت خدام نے حضور غوث اعظم رض کی نعش مبارک کو غسل دیا لحد کھودی گئی جنازہ کے ساتھ ہجوم کا کوئی شمار نہ تھا پورا بغداد امنڈ پڑا تھا اور ہر شخص کی آرزو تھی کہ آپ کے آخری دیدار سے اپنے دیدہ ہائے ترکو مشرف کرے۔

بغداد ہی میں مدفون ہوئے آجتک آپ کا روضہ مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

ایک ایرانی شاعر نے آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے سلطان عصر شاہ زماں قطب اولیاء کہ در وفاتش "روز قیامت علامتے"۔

تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم
گفتا سروش غیب وفاتش قیامتے
سنہ ۵۶۲

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلمبند کر دی ہے ؎

ان باز اللہ سلطان الرجال — جاء فی عشق ومات فی کمال

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کا باز مردوں کا سلطان ہے وہ عشق میں آیا اور اس نے کمال میں وفات پائی۔ اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو ستر (۴۷۰) ہیں جو آپ کی تاریخ ولادت ہے اور کلمہ کمال کے عدد (۹۱) ہیں جو سن شریف کی تعداد ہے اور کلمہ عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے (۵۶۱) اعداد نکلتے ہیں جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کتنی بہتر اور کتنی اعلیٰ تاریخ ہے۔

غوث اعظم کے آخری کلمات

حضور غوث اعظم نے دوران مرض میں اپنے صاحبزادوں کو متعدد گرانبہا نصائح و وصایا کیں جو اپنی نوعیت میں بہت اعلیٰ اور اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں حرز جان بنائیں کل نصائح اور وصایا کی تفصیل کے لئے تو یہاں موقع نہیں تاہم چند چیزیں ہم قارئین کرام کے افادہ کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے دوران علالت میں آپ سے عرض کیا کہ قبلہ! مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہو کر فلاح پاؤں اور کاربند رہوں آپ نے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو اس کی اطاعت کرتے رہو نہ کسی سے ڈرو اور نہ کوئی امید رکھو اپنی تمام حاجات اور آرزوئیں اللہ کے سپرد کر دو جو مانگو اسی سے مانگو اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو کسی پر اعتماد نہ کرو سب چیزوں کی روح توحید ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے

اور اسی کا ہو رہتا ہے تو کوئی چیز اس سے خالی رہتی ہے اور نہ باہر نکلتی ہے میں سراسر مغز ہوں پوست نہیں ہوں" تمام صاحبزادوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے گرد و پیش سے دور ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں میرے تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے جتنا زمین اور آسمان کے مابین ہے لہذا نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر" "میرے پاس تمہارے علاوہ ملائکہ آتے ہیں لہذا جگہ خالی کر دو اور ان کا ادب کرو، یہاں بڑا انبوہ ہے ملائکہ اور ارواح کا ہجوم ہے ان پر جگہ تنگ نہ کرو"

آپ کے ایک صاحبزادے نے بیان کیا کہ وصال سے پیشتر ایک رات دن برابر آپ یہ فرماتے رہے اور اکثر اوقات یہی الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری رہے "وعلیکم السلام یا رحمتہ اللہ و برکاتہ اللہ مجھے بخشے اور تمہیں بھی مجھ پر بھی توجہ فرمایئے اور تم پر بھی بسم اللہ تشریف لایئے رخصت نہ کیے جاؤ" وصال سے کچھ دیر ہی قبل آپ نے فرمایا میں کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کرتا نہ فرشتہ کی اور نہ ملک الموت کی اے ملک الموت تم ہٹ جاؤ ہمارے لئے تمہارے علاوہ اور ہی کوئی ہے جو قبض روح کا متکفل ہوگا۔ آپ کے صاحبزادوں میں سے کسی نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا "مجھے کوئی کچھ نہ پوچھے میں وہی ہوں کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں"

آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الجبار نے آپ سے پوچھا کہ کیا حضور کے بدن میں کہیں درد ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ دل کے سوا میرے تمام اعضا مجھے ستاتے ہیں دل کو کوئی درد نہیں اور بالکل کوئی درد نہیں اور اپنے مولیٰ کے ساتھ ہے اور صحیح طور پر مصروف کار ہے۔

ارشادات خاص

حضور غوث اعظمؓ کے ارشادات سے کتابیں بھری پڑی ہیں ہم نے بھی اس مضمون میں آپ کی تعلیمات و ارشادات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے مگر ضرورت ہے کہ یہاں آپ کی تعلیمات سے وہ جستہ جستہ فقرے چلے اور ایسی نصائح پیش کی جائیں جو مسلمانوں کو یاد رہ جائیں اور جنھیں مسلمان یاد کر کے اور پیش نہاد خاطر رکھکر اپنی دینی اور دنیوی زندگی میں فائدہ اٹھا سکیں اسی مقصد کے لئے ہم ذیل میں آپ کے ارشادات خصوصی درج کرتے ہیں اور مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت انھیں پیش نظر رکھیں۔"

"مجھے تو فرائض کی ادائیگی کے بعد محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور عام و خاص کے ساتھ حسن و اخلاق اور کشندہ پیش آنے کے سوا کوئی بہتر کام معلوم نہیں ہوتا اگر میں ساری دنیا کا مالک و مختار ہو جاؤں تو سب کی سب دولت بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانے میں صرف کر دوں میرے پاس صبح سے شام تک ہزاروں اشرفیاں آتی ہیں مگر شام تک کچھ بھی نہیں رہتا سب مستحقوں کو تقسیم کر دیتا ہوں"

کتنا بلند جذبہ ہے اور کتنا بلند ارشاد ہے۔

مزاسب کو ہے انسان فانی ہے دنیا فانی ہے زمین و آسمان فانی ہے جو کچھ ہے بادشاہت، ریاست، دولت و ثروت سب یہیں رہ جائیگی کوئی چیز ساتھ جانے والی نہیں ہے اور نہ کسی کے ساتھ گئی بڑے بڑے گزرے نامور اور عظیم و پرشکوہ فرمانروا تخت و تاج یہیں چھوڑ کر چلے گئے جب باعث تخلیق عالم حضور سرور کائنات ہی نہ رہے تو پھر اور کس کو بقا ہے دانشمندی یہی ہے کہ جیتے جی جتنا کچھ ہو سکے کر لیا جائے اور ثواب لوٹا جائے لوٹ لے۔ دنیا کی شہرت و ناموری کے لئے جھوٹوں میں امتیاز و عزت کے لئے ممبری اور خطاب کے لئے ہزارہا روپیہ ایک ایک شخص چند روز میں اڑا دیتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے کہ پنجاب کے ایک ممبر اسمبلی نے محض ممبری کے حصول کے لئے دو ماہ کے اندر اکہتر ہزار روپیہ اڑا دیا اور ابھی دس برس بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ جہاں سے تشریف لائے تھے وہیں ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لے گئے اسے یہی چھوڑ رہے نام و نمود کے لئے دنیوی نیز دینداری اور دیندار ہونے کی شہرت کے لئے کتنا روپیہ برباد کیا جاتا ہے کتنی قربانیاں ہوتی ہیں کتنی نیازیں دی جاتی ہیں کس قدر فاتحہ دلائی جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کھانے غیر مستحقوں کو پہنچتے ہیں اور یہ سب روپیہ نا اہلوں کی نذر ہو جاتا ہے اور اس کے حقیقی مستحق عموماً محروم رہتے ہیں۔

حالت یہ ہے کہ محلہ کے رئیسوں کو یہ پتہ بھی نہیں کہ محلہ میں تو ایک طرف اپنے قرب میں اپنے پڑوس اور اپنے عزیزوں میں کتنے بدنصیب ایسے ہیں کتنی بیوائیں ہیں کتنے یتیم ہیں جو رات کو بھوکے پڑ رہتے ہیں اور جنھیں دو وقت پیٹ بھر کر سوکھی روٹی بھی نصیب نہیں تو محلہ کے رئیسوں، قرب کے پڑوسیوں، اپنے خون کے رشتہ داروں کا حق تھا کہ وہ ان کی حالت سے باخبر رہتے ان کی مصیبت میں کام آتے اور ان کا دکھ درد دور کرتے اور انھیں بھوکا نہ سونے دیتے لیکن پرواہ کسے ہے کون پوچھتا ہے غریب کی آہ کس کے کان تک پہنچتی ہے انھیں کیا غرض پڑی ہے جو وہ اپنا آبائی ذاتی یا محنت کا پیسہ دوسروں کو دیں اور ان کی تکالیف دور کریں لیکن جب کبھی موقع آتا ہی ہے اور شہرت و ناموری کے لئے کسی طرح بھی ان کا دریائے سخاوت جوش میں آتا ہے اور ان کے بحر عطا میں موج اٹھتی ہے تو کھانا ملتا ہے، پیسہ بٹتا ہے

تو کھانے اور لینے والے کون ہوتے ہیں وہی جن کے پیٹ بھرے
ہوتے ہیں گھر کے تمام خاندان کے کمین، بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھکر
ادھر ادھر کی باتیں بنانے والیاں سقے بھنگی وغیرہ انھیں دینے سے
مطلب! کوئی للہیت تو ہوتی نہیں جو یہ پتہ بھی لگایا جائے کہ محلہ میں
واقعی غریب کون ہے مستحق کون ہے؛ ان کی بلا سے کوئی بھوکا رہے
یہ کسی کے کوئی ذمہ دار تھوڑے ہیں۔

اب تو فیاضی وسیر چشمی کے رنگ واوضاع ہی بدل گئے ہیں انجمنوں
مدرسوں اسکولوں مسجدوں اور جمعیتوں کو روپیہ دیا جاتا ہے بہت کیا کسی
نے مسجد بنوا دی اسکول قائم کردیا خیراتی فنڈ میں دیدیا وظائف طلبہ
کے لئے وقف کردیا ہسپتال کو دیدیا یونیورسٹی کو بخشدیا انفرادی امداد
معیوب ومتروک ہوگئی ہے بلاشبہ یہ کام بھی ضروری ہیں اچھے ہیں مگر مقدم
پیٹ ہے انسان کی اولین ضرورت کھانا ہے۔

پہلے زمانہ کے لوگ اور اگلے وقتوں کے رؤسا مذہبی تعلیم کے اشارات
سمجھتے تھے ان کے قلب میں للہیت کا جذبہ کارفرما تھا وہ سب سے
پہلے یہ کرتے تھے کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور ضرورتمندوں کی ضروریات
رفع کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سب سے بڑا ثواب یہ ہے کہ انسان کی شکم پری
کی طرف توجہ کی جائے اسلئے وہ لنگر قائم کرتے تھے اور گھروں اور چار
دیواریوں میں بالالتزام کھانا پہنچاتے تھے بادشاہوں وزیروں امیروں
اور مشائخ کے یہاں لازماً لنگر خانے ہوتے تھے جہاں کھانا پکتا اور بلا
امتیاز تقسیم ہوتا تھا کوئی کچھ کہتا اور کچھ کہے مگر اس زمانہ میں یہ غیر
ممکن تھا کہ کوئی بھوکا سو رہے روزے کے حکم میں ایک حکمت یہ بھی ہے
کہ امراء کو غرباء کی بھوک کی جانگزا تکلیف کا احساس ہو زکوٰۃ کے حکم کی تو
پوری غرض یہی ہے کہ کوئی فرد بشر بھوکا نہ رہنے پائے قرآن کریم میں اس
کی کتنی تاکید ہے ہمارے تمام تہواروں میں اس کی رعایت موجود ہے۔

صدقات وخیرات کی اہمیت سے کسے انکار ہے اس کا مقصد بھی
یہی ہے مذہب اسلام جابجا بھوکوں کے کھانے کھلانے پر زور دیتا
چلا آرہا ہے فاتحہ تیجے دسویں بیسویں چالیسویں اور برسی میں بھی یہی
راز تھا مقصد یہ تھا کہ کسی بہانہ سے تو غرباء کے پیٹ میں روٹی
پڑے کوئی بھوکا نہ رہے حضرت صدیق اکبر سے اس کی عظمت پوچھو
وہ ایک بوڑھی عورت کے سلسلے میں چھپکر کھانا کھلانے جایا کرتے
تھے حضرت عمر سے اس کا ثواب دریافت کرو جو راتوں کی اندھیاریوں
میں اٹھکر یہ تلاش کرتے پھرتے تھے کہ میری خلافت میں کوئی متنفس
بھوکا تو نہیں سو رہا اور جب آپ کو ایک ایسا کنبہ مل گیا تو زار زار روئے
اور خود اپنی پشت مبارک پر آٹے کی بوری لادکر لائے خود چولہے کی
آگ پھونکی اور جب تک غریب بدو خاندان کو پیٹ بھر کر نہ کھلا لیا اس
وقت تک اطمینان نصیب نہ ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عمل پر غور کرو کہ خود تین وقت کے
فاقہ سے ہیں اور بھوکے کو سامنے کی روٹی اٹھاکر دیدیتے ہیں خود اپنے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ عمل دیکھو کہ زمانہ عسرت واذیت اور عہد
فراخی وخلافت ہر حالت میں جو تکلیف اٹھائیں آپ بھوکے رہے اور
اہل بیت اطہار کو بھوکا رکھا مگر غرباء ومساکین پر دولت نچھاور کرتے رہے
اور ان کے پیٹ بھرنے کو مقدم سمجھا پھر مالک حقیقی کی غرباء نوازیاں
اور بندہ پروریاں ملاحظہ ہوں کہ سائل کا جھڑکا جانا گوارا نہیں ایک
غریب نابینا کی طرف سے اپنے پیارے حبیب کا مصلحتاً جزوی
اغماض نہیں بھاتا اپنی کتاب اور اپنے قرآن میں انفاق مال ایتائے
زکوٰۃ اور خیرات ومبرات کا حکم دیتا ہے بار بار دیتا ہے جابجا دیتا ہے
شدت اور زور کے ساتھ دیتا ہے ترغیب یہانتک کہ اگر ایک دوگے
تو ایک کے دس نہیں سات سو دوں گا اور نہ دوگے اور سونے چاندی
کو جمع کرکے رکھوگے تو نار جہنم سے سرخ کرکے تمہارے اجسام پر داغ
دوں گا۔

ویسے تو وہ بندو مجھے قرض ہی دو کس طرح ایسے کہ میرے غریب
ناچار بندوں کی فکر کرو ان کے پیٹ بھرو انھیں بھوکا نہ سونے دو
حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء حضرت بابا فرید گنجشکر
حضرت قطب الاقطاب حضرت معین الدین چشتی کو کیا کمی تھی اپنے اشغال
واذکار سے کہاں فرصت تھی مگر غرباء کے لئے لنگر کا اہتمام ضروری
تھا سب سے آخر میں حضور غوث اعظم کے الفاظ پڑھو کہ آپ بھوکوں کو کھانا
کھلانے کو نہ یہ کہ سب سے افضل عمل بتارہے ہیں صبح سے شام تک اگر بھی
آجاتے ہیں تو انھی کو دیدیتے ہیں یا کہیں کیا کروں نقیب مقرر دینے کے
بعد بھی یہ آرزو ہے کہ بار آتا! اگر تو مجھے دنیا کے خزانوں کا مالک بنادے
تو یہ خزانے مساکین بلکہ مدارس کھولنے ہسپتال قائم کرنے انجمنوں
کو دینے کے لئے نہیں بلکہ بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لئے وقف کردوں
یہ یوں فرماتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں جو ولی بزرگ تھے متبحر عالم
تھے احکام خدا ورسول کے اداشناس تھے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا
راز کس میں مضمر ہے اور وہ کس عمل سے سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے وہی عمل کیا

پھر آپ کے سامنے رکھیں حضرت شیخ طریقت عاشق ربانی حضرت
داود طائی کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ میں نے تو یہ دیکھا کہ توبہ اور عبادت
بھی بندے کو اتنا فائدہ نہیں پہنچاتا جتنا کہ فائدہ کہ حاجتمند کی حاجت
روائی اور غرباء پروری سے پہنچتا ہے یہ ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک
ہے اور واقعی یہ عمل افضل ترین اعمال میں سے ہے مسلمانوں کو حضور غوثیت
مآب کے اس ارشاد خصوصی کو لکھکر ہر وقت اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا

چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے مادیت پرستی کا زمانہ ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر کام میں اپنا فائدہ مقدم رکھو اور جس کی خصوصیت خود غرضی ہے للہیت اس میں ایک عیب اور حماقت ہے انتہا یہ ہر چیز تجارت بن گئی ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ، خیرات، صدقات ہر چیز کو تجارت بنا لیا گیا ہے جس کا اولین اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنا فائدہ دیکھو اور بعد کو دوسرے کا لیکن یہ چیز منافقت ہے شرک ہے فجور ہے، معصیت ہے اور ہم تو یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ کفر ہے اگر مسلمانوں کو للہیت پیدا کرنی ہے اور قارئین کرام کو اس مضمون سے کچھ حاصل کرنا ہے تو وہ آج سے عہد کر لیں کہ ہم سب سے پہلے غرباء کا خیال کرینگے بھوکوں کو کھانا کھلائینگے اور محتاجوں کی ضروریات کا خیال کریں گے۔

ایک زمانہ تھا کہ دنیائے اسلام کا کوئی ایک شہر اور ایک قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں کم از کم دس یا پانچ لنگر نہ کھلے ہوں اور جہاں سے غرباء اور محتاجوں کو مفت کھانا نہ ملتا ہو، فرمانرواؤں سے لیکر معمولی رؤسا تک اسے اجر عظیم سمجھتے تھے لیکن ایک یہ دور ہے کہ آج ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی بھری دنیا میں شاید کہیں ایک لنگر خانہ بھی نہ پایا جائیگا کیا یہ کچھ کم افسوسناک حقیقت ہے کاش مسلمان سمجھیں اور غور کریں۔

دل کے دربان بنو

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو، صبر کو شیوہ بناؤ بدعات سے بچو فرمایا خبردار رہو سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی سمجھو تکلیف میں نا امید نہ ہو جایا کرو پراگندہ نہ رہو توبہ سے گناہ کو دھو ڈالا کرو اپنے مولا کے دروازہ سے کبھی نہ ہٹو اپنے دل کے دروازہ پر دربان بن کے بیٹھ جاؤ جسکے جانیکا خدا حکم دے اسے جانے دو اور جس کو جانے سے روکے اسے جانے سے روک دو اپنے دلوں کی خواہش کو زیادہ نہ بڑھاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کسی حال اور کسی مقام پر بھروسہ کر کے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہمیشہ اسی پر رہنا ہے اور سدا یہی حالت رہے گی کیونکہ قرآن کریم میں کل یوم ھو فی شان آیا ہے تغیر اور تبدل لازمی امر ہے۔

فرمایا کہ کسی سے محبت کرنے میں عجلت نہ کرو عداوت و نفرت میں بھی یہی اصول رکھو محبت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر دیکھ لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نفس کی شرارت سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کہ یہ گناہ ہے خدا کو چھوڑ کر جو دوسروں سے مانگتا ہے اس نے خدا کے درجہ اور رتبہ کو نہیں پہچانا مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہتا ہے اور قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہیں بیٹھتا اگر کامیاب ہو گیا تو روزی بھی مل گئی اور تلاش کا ثواب بھی حاصل ہوا اور نہ صرف تلاش کا ثواب تو حاصل ہو گا ہی۔

فرمایا کہ خدا اپنی تقدیر کا مختار آپ ہے کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں رکھتا نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پر نقد و [illegible] ہو سکے۔

فرمایا کہ دنیا کو دل سے نکال دو اور ہاتھ میں لے لو یعنی دنیا کماؤ دولت حاصل کرو مگر وہ تمہارے ہاتھ ہی میں رہے دل پر قبضہ نہ کرنے پائے۔ فرمایا جس پیر میں یہ پانچ صفات نہ ہوں وہ پیر نہیں دجال ہے ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو، دوسرے علم حقیقت جانتا ہو، تیسرے اپنے پاس آنے والوں سے عاجزی اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرتا ہو اور مسافروں اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا ہو، چوتھے یہ کہ غرباء اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً اور فعلاً عاجزی اور انکساری سے پیش آتا ہو اور پانچویں یہ کہ مریدین کی باطنی تربیت و تعلیم کی لیاقت رکھتا ہو اور خود حسد، ریا، طمع، خود بینی غفلت اور عیش طلبی سے پاک ہو۔

پیری مریدی

اس زمانہ میں بھی پیر ہیں آج بھی بیعت کا سلسلہ جاری ہے لیکن غور کیجئے کہ حضور غوث اعظم کے معیار پر پورا اترنے کے سب سے بڑی بات تو یہی ہے کہ پیر مریدین کی باطنی تربیت و تعلیم کی لیاقت رکھتا ہو چھپے ہوئے پڑے ہوں تو اور بات ہے لیکن بظاہر تو ہمیں پورے سو فیصدی ایسے ہی پیر نظر آتے ہیں جنھیں علم باطنی و حقیقت سے کوئی مس نہیں اور وہ محض رسمی طور پر مرید کرتے چلے جاتے ہیں۔

اگر پیر شریعت غرائے مصطفوی کا پابند ہو تو بھی ایک بات ہے مصیبت تو یہی ہے کہ سوائے ظاہری لباس کے ہیں ان کے ظاہر و باطن میں کوئی بھی مرشدانہ خصوصیت نظر نہیں آتی اور بقول غوث اعظم کثرت تو دجالان زمانہ سے بھری پڑی ہے یہاں ہم قارئین کرام کے سامنے ایک گر کی بات پیش کرنا چاہتے ہیں اگر اسے انہوں نے پیش نظر رکھا تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے زمانہ نازک ہے اور بہت سے خود غرض اور طامع لوگ پیری کے لباس میں دنیا کو لوٹتے پھرتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ دیکھ بھال کر قدم اٹھایا جائے اور جو شخص مرید ہونا چاہے وہ پہلے یہ سوچے اور اپنے دل سے سوچے کہ وہ کیوں مرید ہو رہا ہے اور اس بیعت سے اس کا مقصد کیا ہے بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ ہم تو اس لئے مرید ہوئے ہیں کہ نماز روزہ میں دل لگے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم گناہوں سے بچ جائیں۔

لیکن یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں جن کے لئے ہمیں مرید ہونا ضروری ہو جو کچھ انسان خود اپنی سعی و جہد سے کر سکتا ہے اس کے لئے ہرگز کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ایک عزم اور پختہ ارادہ کی ضرورت ہے قرآن کریم ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے کافی ہے جو شخص گناہ

اور برائیوں سے بچے اور امر الٰہی کا پابند رہے اس کی نجات یقینی ہے دین اسلام بہت ہی آسان مذہب ہے صرف پانچ وقت کی نماز پڑھ پڑھ لینا رمضان کے روزے رکھنا اور کبائر سے بچنا بخشش کے لئے کافی ہے اگر کوئی اس کا التزام رکھے تو اس کے لئے مریدی اور بیعت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی البتہ اگر کسی شخص کو آرزو ہے کہ وہ تقرب خداوندی اختیار کرے اور روحانیت کے میدان میں گامزن ہو کر منازل سلوک طے کرے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ضرور آگے بڑھے اور مرشد کامل کے سامنے زانوئے ادب تہ کرے اب اس کے لئے صرف مرشد کامل کے انتخاب کا سوال رہ جاتا ہے اور اس زمانہ میں یہ سب سے مشکل کام ہے۔

بہرکیف اگر وہ مرید ہو گیا ہے یا مرید ہو جائے تو وہ یہ دیکھے کہ مرید ہونے پر اس کے اندر کیا انقلاب پیدا ہوا ہے اس وقت اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ اس کے قلب میں حرکت اور گرمی پیدا ہو جائے اور ذکر یا القاب کی دولت تو اسے حاصل ہو جائے اسے بیعت کا پہلا اور اولین درجہ سمجھنا چاہیے اگر سال بھر کے اندر اس کے تین لطائف اس کی محنت و شوق کے باوجود ذاکر نہ ہو گئے اور قلب، روح اور سر سے اللہ کی صدائیں بلند نہ ہونے لگیں تو مرید کا مرید ہونا اور پیر کا مرید کرنا دونوں بیکار رہیں جہاں تک ہمارا تجربہ ہے قلب کی تعلیم کرنے والے اور اللہ کا نام بتانے والے اب بھی کہیں کہیں موجود ہیں اور یہ بھی بہت بڑی بات اور بہت بڑی چیز ہے لیکن ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض خاندانوں اور سلاسل کی یہ حالت ہے کہ جہاں تین لطائف کی تعلیم ہوئی گویا معراج ہو گئی اور اس کے سر پر خلافت کا تاج رکھ دیا گیا ہم نے دیکھا ہے کہ بعض بزرگ ایسے ہیں جن کے پاس زیادہ سے زیادہ تین لطائف ہیں اور وہ مرید کرتے پھرتے ہیں ہمیں اعتراف ہے کہ یہ بھی غیر اہم چیز نہیں مگر روحانیت کی تو اصلاً ابجد بھی نہیں۔

بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ عموماً اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دیتے جب تک مرید کم از کم فنافی الرسول کی منزل طے نہ کر گیا ہو ایک دو تین کیا اگر کسی کے پاس ہفت لطائف بھی ہوں اور بڑھ کر وہ سلطان الاذکار تک پہنچ گیا یا کلمہ کی منزل میں آ گیا تو اسے تو واقعی بڑی دولت حاصل ہو گئی لیکن وہ مرید کو کہاں تک لے جائیگا اس کی باطنی ترقی کیا کر سکے گا ہمارے سہروردی اور قادری سلسلہ میں تو یہ حالت ہے کہ یکبارگی کسی کو مرید ہی نہیں کیا جا سکتا اور پہلے قلب کی تعلیم دی جاتی ہے شوق اور محنت دیکھی تو تدریجی طور پر ہفت لطائف تک کی تعلیم طالبانہ حیثیت میں ہی دیتے رہتے ہیں اور اس کے بعد بیعت لینے کی نوبت آتی ہے جب تک شوق اور حالت کا اندازہ نہیں کر لیا جاتا

اس وقت تک مرید نہیں کیا جاتا کہ اس سے بڑی ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں ہمارے حضرت قبلہ شاہ عبدالقادر صاحب کی یہ عادت تھی کہ تعلیم تو کر دیا کرتے تھے مگر خوب دیکھ بھال کر اور شوق و محنت دیکھکر کئی سال کے بعد مرید کیا کرتے تھے ہمیں ہی ابتدائے تعلیم قلب سے لیکر مریدی کے وقت تک نو سال کا زمانہ لگا تھا

ہمارے یہاں تو قلب کی تعلیم لازمی ہے اور مرید کو یہ ٹال ٹال اور انبی ناا ہلی کو پوشیدہ نہیں رکھا جاتا کہ محنت کئے جاؤ جب وقت دیکھیں گے کچھ دیدیں گے ہمارے حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ اب وہ زمانہ ہے کہ خود مرید بڑھکر پیر سے پوچھے کہ میں مرید ہوتا ہوں بتاؤ مجھے کیا دوگے ہو اور مرید خود پیر کا امتحان لے ٹھیک بات بھی ہے جب کچھ ملے ہی نہیں مرید ہونا عبث ہے بزرگوں نے تو ایسے پیروں اور مریدوں کو جو کچھ دے سکیں اور نہ لے سکیں دونوں کو مرید شیطان لکھا ہے وقت اچھا نہیں زمانہ خراب ہے پیری مریدی کو بدنام کرنے والے ہر جگہ پیدا ہو گئے ہیں یہ حالت ہے کہ نہ پیر کے پاس کچھ ہے اور نہ مریدوں کو کچھ ملتا ہے مگر رسمی طور پر ہزارہا افراد ہیں جو مرید ہوتے اور محض اعتقاد کی بنا پر پیر کے گن گاتے چلے جاتے ہیں قارئین کرام سے جو بھائی مرید ہوں وہ سوچیں اور خالی الذہن ہو کر غور کریں کہ مریدی کے بعد انھیں ان کے پیر سے روحانی طور پر کیا حاصل ہوا باطن میں کتنی ترقی ہوئی مثلاً انھیں قلب کی تعلیم ہوئی اس مدت میں ان کے کتنے لطائف ذاکر ہوئے روشنی نظر آئی ذکر خفی میں کہاں تک ترقی کی حالت طاری ہوتی ہے یا نہیں کیفیت پیدا ہونے لگی یا نہیں اگر یہ کچھ نہیں ہوا ہے تو گویا وہ کچھ بھی نہیں دونوں گناہگار ہیں اور ایک رسم کے پابند اور بس!

شفاعت مریدین کی ضمانت

حضور غوث اعظم کے مریدوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور اپنے مریدوں اور اہل سلسلہ کی نجات اور بخشش کے ضامن ہیں ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہ مرے گا جس کے ہاتھ میں آپ کا دامن ہے اس کی نجات یقینی ہے لیکن شرط یہی ہے کہ مرید کو حضور کی ذات گرامی سے عقیدت بھی ہو اور وہ حضور کو اپنا سمجھتا بھی ہو اور اس سلسلہ کی عظمت و اہمیت بھی اس کے قلب میں ہو اور کبائر سے بچنے کی امکانی سعی بھی کرتا ہو بڑے بڑے بزرگوں کو آپ کے اس قول کی صداقت و حقانیت کا اعتراف رہا ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ یہ خیال کرے کہ اب قادری سلسلہ میں بیعت تو ہو گئے نجات تو ہو ہی جائے گی توبہ کئے بغیر تو موت نصیب ہی نہ ہوگی حضور غوث اعظم تو ضامن و شفیع ہیں ہی اب عمل و نیکی کی کیا ضرورت ہے جو دل

ہیں آئے کرلیں اور گناہ کی جتنی حسرتیں ہوں پوری کرجائیں بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے نافرمان اور بے ادب اور گناہ پر دلیر انسان کی کہیں پوچھ کچھ نہیں لیکن کہا جاسکتا ہے کہ جب گناہ پر پکڑ سب ہی کی ہوگی تو پھر شفاعت و ضمانت کا مطلب کیا ہے یہ ہے کہ انجام کی کسی کو خبر نہیں بڑے بڑے متقی اور نیکوکار ایک معمولی لغزش میں راندۂ درگاہ ہو جاتے ہیں۔

حضور غوث اعظم کے سلسلہ اور نسبی سلاسل کے مریدوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ کبائر و فواحش سے مجتنب رہیں گے تو ان کی بخشش یقینی ہوگی اور معمولی لغزشوں میں نہ پکڑے جائینگے شیطان سب کے ساتھ لگا ہوا ہے زمانہ کے طور بگڑ گئے ہیں ہر طرف الحاد و زندقہ کی ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے ایسے وقت میں حضور غوث اعظم کی ضمانت ہم گنہگاروں اور خطاکاروں کے لئے بہت بڑی ڈھارس اور عظیم پناہ گاہ ہے آپ چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اس لئے آپ نے حضور کی پاسداری خاطر کے لئے حضور سے یہ وعدہ کرلیا ہے اور اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

حضور غوث پاک سے توسل

حضرت شیخ ابو القاسم عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث اعظم کو فرماتے سنا ہے جو شخص بھی کسی مصیبت کے عالم میں مجھے پکاریگا مجھ سے استمداد کریگا اور میرے توسل سے دعا مانگے گا مراد کو پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور میں اس کی امداد کرونگا حضور سے توسل کے بہت سے طریقے بزرگان دین سے منقول ہیں مگر ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ جو شخص جس طریق پر بھی آپ سے استمداد کرتا ہے حضور اس کی امداد کرتے ہیں خواہ چار رکعت نماز پڑھئے اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھکر آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچایئے خواہ آپ کے توسل سے نماز پنجگانہ کے بعد دعا مانگئے خواہ حضور کو پکاریئے کچھ کہئیے وہ یقینی ضرور آپ کی مدد کرینگے ویسے بہتر اور موثر طریقہ تو یہ ہے کہ بعد عشاء کے بارہ رکعت نماز پڑھیئے اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھکر آپ کی روح پاک کو ثواب پہنچایئے اور پھر آپ کے توسل سے دعا مانگئے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دعا قبول ہوگی۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو تصرف اولیائے کرام کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ انتقال کے بعد کچھ نہیں کرسکتے یہ ان کی بے بصری کی دلیل ہے جو ایک طرف مردہ ہیں وہ کچھ نہ کرسکے تو درست بات ہے لیکن اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ ہیں وہ زندگی میں ہزار دفعہ مرچکے ہوتے ہیں موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق ہوتے ہیں انھیں بقائے دوام کا خلعت بارگاہ الٰہی سے عطا ہوچکا ہوتا ہے ان کی موت محض ایک انتقال مکان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور ان کے تصرفات زندگانی کے بعد بھی قائم رہتے ہیں جنھیں ایزد تبارک و تعالیٰ کی طرف سے زندگی ہی میں پوری قوتیں عطا ہوچکی ہوتی ہیں اور جیتے جی فنا فی اللہ ہوچکے ہوتے ہیں کیا کچھ بعید ہے کہ خدا نے قدرت انھیں ظاہری موت کے بعد بھی انہی اختیارات سے بہرہ ور رکھے عوام اس راز کو سمجھ نہیں سکتے ورنہ ہم انھیں بتاتے کہ عارفین اور اہل اللہ کی موت موت نہیں بلکہ وصل حبیب لبیب ہے اور ان کے تصرفات گھٹنے کے بجائے وصال کے بعد اور بڑھ جاتے ہیں وہ فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور ان سے استمداد و توسل درحقیقت خدا ہی سے استمداد و توسل کے مرادف ہوتا ہے کون یہ خیال کرکے ان سے استمداد کرتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ خدا ہیں سب یہ سمجھ کے کہتے اور اپنا سمجھ کے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ہی نے انھیں اپنی طرف سے لامحدود اختیارات دے رکھے ہیں یہ ہرگز نہ ممنوع ہے اور نہ شرک۔

تاہم جیسا کہ ہم پیشتر عرض کرچکے ہیں بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنے اندر اہلیت یا استعداد پیدا کرے اور ایسی استعداد کہ وہ خود براہ راست رب قدیر سے لے سکے وہ مجیب و حق شناس ہے بیحد مہربان ہے رؤف الرحیم ہے ماں باپ سے ستر زیادہ بندوں سے محبت کرتا ہے اگر ہم اتنا ہی کریں کہ دستور العمل ربانی (قرآن) کے پابند ہوجائیں تو ہماری کوئی ایک دعا بھی مستجاب ہوئے بغیر نہ رہے کہ اللہ سے زیادہ بندوں کا ہمدرد کوئی نبی اور ولی نہیں ہوسکتا یہ اسی کی شان اور اس کی خصوصیت ہے جو اتنی ہے کہ لاکھوں گناہ ہوں اور نافرمانیاں ہوں پھر بھی ہمارا رزق بند نہیں کرتا اور نہ ہم ضعیف و مظلوم بندوں سے انتقام لیتا ہے ہم دعاؤں کی بے اثری کے تو شاکی ہیں مگر اپنے اعمال اور اپنے گناہوں کی طرف نگاہ نہیں کرتے ہمارا اپنا نافرمان اور باغی بیٹا ہماری شفقتوں اور چشم پوشی کے باوجود بھی اگر اپنی نافرمانیوں اور گستاخیوں سے باز نہ آئے اور ہم سے اگر کچھ کہے تو ہم کب اس کی سنیں گے بہر کیف حضور غوث اعظم رض کے تصرفات اسی شان و طمطراق کے ساتھ زندہ ہیں اور اگر ان سے استمداد کی جائے تو ضرور مدد ملتی ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہے اور حضور کا یہ ادنیٰ تصرف ہے کہ جو شخص بھی ہر ماہ حسب استطاعت حضور کی گیارھویں کرتا رہتا ہے وہ پیسہ سے محتاج تو رہتا نہیں اور کبھی وہ مفلسی کا شکار نہیں ہوتا۔

ہم نے اتنا ہی نہیں لیکن اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں دو چار مخیر مسلمانوں کو دیکھا ہے جو آپ کی گیارھویں کرتے اور اس کی برکات کے دل سے قائل

ہر مراد کے لیئے
آپ مولوی کے غوث الاعظم نمبر بارہ پرچے خرید کر تقسیم کر دیجئے اور نیت ان لیجئے کہ اگر آپ کی مراد پوری ہوئی تو ہر سال آپ اسی طرح تقسیم کرتے رہیں گے انشاء اللہ آپ کی ہر دعا قبول ہوگی غوث اعظم کے تقرب کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے اور تین سال سے ہمارا یہ کامیاب تجربہ ہے۔ صرف ایک روپیہ کے بارہ پرچے ملیں گے مع محصول ڈاک اس سال یہ کر کے تو دیکھئے۔ منیجر رسالہ مولوی دہلی

رہے شرط عقیدت و محبت ہے اگر آپ کو حضور غوث اعظم سے محبت ہے تو ممکن نہیں کہ حضور کو آپ سے محبت نہ ہو اور آپ ان کی شفقت بے غرض سے محروم رہیں۔

مسلمانوں کا فرض

اتنا کچھ لکھنے کے بعد ہم مسلمانوں اور قارئین کرام سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو سرسری طور سے نہ پڑھیں اور یہ دیکھیں کہ حضور نے بحیثیت اولاد، بحیثیت باپ، بحیثیت شوہر، بحیثیت بزرگ، بحیثیت انسان، بحیثیت غریب، بحیثیت امیر، بحیثیت پیر، بحیثیت مرید، بحیثیت آقا، بحیثیت دوست، بحیثیت ولی اور بحیثیت استاد اور طالبعلم کیسی اور کس شان سے زندگی بسر کی اپنی والدہ کی نصیحت کا کس زور شور سے تتبع کیا، طالبعلمی کس رنگ میں گذاری کس طرح کمال پیدا کیا اور کس اولوالعزمی و بلند ہمتی کے ساتھ منازل حیات طے کیں۔

مشاہیر و اکابر کی زندگی و سیرت ایک مینار ہدایت ہوتی ہے جس سے گم گشتگان بادیہ ضلالت اپنے لئے راہ عمل تلاش کیا کرتے ہیں آپ حضور غوث اعظم کی سوانح عمری کو محض ایک غوث وقت اور قطب زمان کی سوانح عمری کی حیثیت سے تبرکاً نہ پڑھیں بلکہ اس سے سبق حاصل کریں اور ہر شعبہ زندگی اور زندگی کی ہر منزل پر آپ کی رفتار اور آپ کی اولوالعزمانہ بلند پروازی دیکھیں اور یہ غور کریں کہ اس حیات مبارکہ میں کتنی مابہ الامتیاز اور بصیرت افروز خصوصیات ہیں محنت، استقلال، مقصد کا عشق، ترقی کا ولولہ، حصول کمال کا جوش اور مالک حقیقی کی اطاعت و فرمانبرداری کے کیسے کیسے شاندار مظاہر آپ کی سیرت میں سامنے پیش کر رہی ہے ازل میں ہی آپ کے لئے غوثیت کا تاج مرتب ہو چکا تھا اور کارکنان قضا و قدر نے آپ کے لئے قطبیت و ولایت کا خلعت پہلے ہی تیار کر لیا تھا مگر دیکھنا اور سمجھنا تو یہ ہے کہ آپ کو یہ درجہ رفیع مفت میں تو نہیں مل گیا اور یہ منصب بلند آپ کو کیسی حوصلہ سوز اور ہمت فرسا محنتوں اور جانکاہیوں کے بعد نصیب ہوا مسلمان چاہیں تو اس پرانوار زندگی سے بہت سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور کے گیارہ نام کا وسیلہ

بزرگان دین میں مدت سے رواج چلا آتا ہے کہ وہ حضور غوث اعظم کے گیارہ نام کی دعا سے کام لیتے ہیں اور اس دعا سے آجتک ہزارہا انسان فائدہ اٹھا چکے ہیں اس کا طریقہ بھی ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں جو یہ ہے کہ ہر چاند ماہ میں بروز پنجشنبہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد سنتوں سے پیشتر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھئے پھر گیارہ مرتبہ اسمائے مبارک گیارہ بار پڑھکر سات بار سورہ فاتحہ اور گیارہ بار درود شریف ورد زبان کرکے دعا مانگئے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مقبول ہوگی وہ اسمائے مبارک یہ ہیں

"الٰہی بحرمت سید محی الدین، الٰہی بحرمت شیخ محی الدین، الٰہی بحرمت سلطان محی الدین، الٰہی بحرمت قطب محی الدین، الٰہی بحرمت غوث محی الدین، الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین، الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین، الٰہی بحرمت درویش محی الدین، الٰہی بحرمت غریب محی الدین، الٰہی بحرمت ولی محی الدین، الٰہی بحرمت مسکین محی الدین"

قادری استخارے

حضور غوث اعظم سے استخارے کے متعدد معتبر و مستند طریقے ہیں جو سب کے سب موثر و مجرب ہیں ایک آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ سورہ یاسین شریف تین بار اور نہ ہو سکے تو صرف ایک بار پڑھکر لیٹ جائے پھر کسی سے گفتگو نہ کیجئے اور پڑھنے سے پیشتر اس امر کی نیت کر لی جائے کہ میں فلاں بات معلوم کرنے کے لئے حضور سے یہ استخارہ کر رہا ہوں"

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھکر ایک صاف اور پاک بستر پر لیٹ جائے اس پر پھول اور خوشبو رکھ لیجئے اور پھر لیٹتے ہی لیٹتے ایک ہزار مرتبہ یا ہادی یا رشید یا خبیر پڑھئے مقصد کا تصور ذہن میں رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ خواب ہی میں اسی روز جواب مل جائے گا اس روز کچھ نہ معلوم ہو تو تین رات یہ عمل کیجئے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل پڑھئے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھئے اس کے بعد سر بجانب شمال رو بقبلہ ہوکر یہ اسم پڑھتے پڑھتے سو جائے جس کام کے لئے آپ نے استخارہ کیا ہے اس کے متعلق جواب مل جائے گا اسم یہ ہے النور الظاہر الباسط

دل ربود از من جمال شیخ عبدالقادرم ... این سرمایہ جمال شیخ عبدالقادرم
یارب از عمرے ہمی دارم تمنائش بدل ... کے شود مارا وصال شیخ عبدالقادرم
خود خدا می نازد از عین عنایت ہا نظر ... ہر زمان بر حسن حال شیخ عبدالقادرم
در دو عالم ہست ظاہر بیشتر از آفتاب ... ہر زمان جاہ و کمال شیخ عبدالقادرم
ہست یک آئینہ توحید ذات کردگار ... نیست در عالم مثال شیخ عبدالقادرم
تا ابد آباد باد آن جام کز ارزانیم ... ہست در دست قیل و قال شیخ عبدالقادرم

از کدامیں وصف گویم دلبرا جانانہ ... کیست در عالم کہ تو در حسن زال بالا
سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم غریب ... بادشاہ شیخ و درویش و مولیٰ مولا

از ہجر تو دلفگارم یا غوث ... وز آتش شوق بیقرارم یا غوث
تاخیر چرا بکار باشد رحمے ... از تاب گذشت انتظارم یا غوث

اسلامی تعلیم مجلد

فقہ اسلامی کی مستند اور مقبول عام کتاب جسکو مفتی سید محمود پوری نے کمال محنت سے مرتب فرمایا۔ فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اس کا بہت درجہ بلند ہے، جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہے جو ذرا بھول گئی ہو دینی کسی مسئلہ میں فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا اپنی آسانی کیلئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بھی ضروری ہے، اور مذہبی معلومات کے لئے یہ ایک کتاب از بس ضروری ہے۔
قیمت مجلد تین روپیہ محصول ڈاک ۱۰ ار کل ۳

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا بیان ترجمہ سلیس و مربوط ہے۔ یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، نکاح طلاق، حقوق، آداب معاشرت و شرعی لباس، شکار، دیوانی و فوجداری، دینی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت صنعت غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ قیمت مجلد صرف ایک روپیہ

اسلامی معاشرت امتیازی

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے وہ عبادت ہے خواہ وہ بیوی کی قربت ہی کیوں نہ ہو اس لئے مسائل کے ساتھ معاشرتی دینی حیثیت معلوم کیجیے تاکہ آپ کا رہنا سہنا چلنا پھرنا سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے یہ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے اس کے پڑھنے والا اچھا باپ، اچھا بیٹا، بہتر خاوند، عمدہ پڑوسی لائق شہری بن جاتا ہے دوسرے معنوں میں ایک شریف اور اسلامی آدمی بن جاتا ہے اس کے لئے اس کا ہر قدم اس مجاہد کے برابر ہوتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے۔ قیمت دس آنے

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اور حسب ذیل چودہ باب ہیں جن کے ماتحت سو اور سو سے زائد مضامین اسلامی میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ (۱) عورت کی حیثیت عورت کی ملکیت، مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف انواع، تعدد ازدواج کی تاریخ، کثیر الازدواجی، ایک مرد کیلئے ایک عورت، اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت، طریقہ انتخاب، نکاح و شادی، عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی۔ یہ بالکل نئی کتاب ہے ناپسند ہونے پر فوراً واپس کر دیجئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

تفسیر ام الکتاب

یہ الحمد شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی نصیب ہوگا جسکو یہ سورۃ یاد نہ ہو لیکن آپ نے سوچا بھی کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اسقدر بیانات ہیں کہ لوگ دو سو صفحہ میں آئے ہیں اولیاء اللہ کی حکایات عجیبہ و نکات لطیفہ میں کہ آپ جھوم جائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر عقائد کی آئینہ دار ہے اس میں اعمال ہیں بھی ہیں جھکی آئی بہا کی قیمت ہوئی چاہئے تھی میں ۱۲ ہدیہ کی قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۷ کل عہ

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت طغیان کی زمانہ میں قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے اور تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے اور یہ تفسیر علامہ سید مصر کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بلا تامل ملحد بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا یہ بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت عجیب بحث ہے،
قیمت صرف ۸ محصول ۵ کل ۱۳

نماز کے علمی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں آ جائیں گے کہ نماز کیسے انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اسکے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے، اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائدہ المرادی نصیب ہوتی ہے ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ سو صفحات قیمت صرف چھ آنے۔

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جلد کی کتاب میں مل سکتے ہیں یہ وہ شرف رکن دین نو ترمیم مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضیکہ از دینی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۵۶ صفحے ضخامت قیمت دس آنے محصول ڈاک ۸ کل ۱۲

آداب عبادت

حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد غزالی کی کتاب کا آسان سلیس ترجمہ اصلاح حسب ذیل آداب ہیں۔ نیند سے بیدار ہونا پاخانہ جانا، وضو کے آداب غسل کرنا تیمم کرنا مسجد میں داخل ہونا طلوع آفتاب سے زوال تک کے آداب تمام نمازوں کے آداب، سونے کے آداب، نماز ادا امامت و اقتدا کے آداب، جمعہ کے آداب، روزہ کے آداب، گناہوں سے اجتناب کا بیان دل کی معصیتوں کا بیان خدا کے ساتھ آداب صحبت و معاشرت، نیز مخلوق کے ساتھ معاملات کا بیان مجلس کے آداب، غرضکہ اس میں تین باب ہیں طاعت کے آداب گناہ سے بچنا اور مخلوق سے کس طرح ملنا قیمت ۵ محصول ۴

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے ہفتہ وار اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی لکھی ہوئی کتاب اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی فضیلت کیا ہے اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ کا اسکو صحیح ترتیب اصول ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے اسکے علاوہ نماز جمعہ کے پورے پورے مسائل ہیں یہ کتاب تو ایسی ہے کہ صاحب مقدرت اسے مفت تقسیم کریں۔ قیمت فی جلد ۴ اور کتاب نماز کے ساتھ منگائیے

مناجات مقبول

۱۹۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے۔ اول سات دن کی منظوم ترجمہ نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی انبیائے کرام کی مجربہ دعائیں ہیں جنکو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے بعد استغفار شجرہ امدادیہ نظم مترجم، درود شریف منظوم مترجم مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کیگئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں
قیمت فی جلد ۶ محصول ۷ کل ۱۳

ہفت رنگ تکلتی مجموعہ

آپ نے تباہ نوٹ پر رنگا رنگ کی تصویریں بھی دیکھی ہوں گی ویسے ہی کاغذ پر سات رنگ میں چھپا ہے آٹھ ٹائٹل پر سنہری کام کا کاغذ ولایتی آرٹ پیپر ہے چھپائی خوب ہے ترجمہ کی طرح ہر خالی جگہ زرد رنگ کے نقوش ہیں الفاظ میں صفحہ پر ہفت رنگ بیل ہے جسمیں بہت ہی خوشنما نقوش ہیں ہر دو ورق کے بیچ میں عمدہ قسم کا کاغذ ہے تاکہ چھپائی کی آب مدت تک برقرار رہے آخر میں دعائے گنج العرش بھی ہے، جلد اگر دیکھئے تو مطلاکی ہے آپ نے ایسا مجموعہ ہرگز نہ دیکھا ہوگا تقطیع اس صفحہ کی نصف ہے قیمت صرف ۱۲ محصول

استاد روزگار

یہ نادر کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کامیاب تجربہ کر کے درج کئے ہیں اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت تیار کرنے کے [illegible] خالص شیشے [illegible] دھاتوں کا صاف کرنا [illegible] عطر عرق [illegible] کا کام [illegible] بنانا [illegible] خضابات [illegible] آتش بازی [illegible] گھڑی ساز کرنا وغیرہ [illegible] اس کتاب کو خرید کر [illegible] ہیں۔

قیمت صرف عہ محصول ڈاک ۸ر کل ۵ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش سکھانے والی تین سو صفحوں کی کتاب ہے اور اس میں ۱۳۳ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتر اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی اس میں اسی کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام تحصیلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے اسکا اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اسمیں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو [illegible] اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا علاوہ [illegible] تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم [illegible] ترکیب پرورش ہے۔

قیمت عہ محصول ڈاک ۸ر کل ۱۲ر

استاد عربی

اب تو اکثر عربی مدارس میں داخل نصاب ہے اور متعدد اساتذہ نے صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے۔ اگر آپ کو یہ شوق ہو کہ آپ پیغمبر رسول پاک کی زبان کو واقف ہو جائیں اور خدا کی سب سے مقدس کتاب قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر پڑھئے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنا آ جائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ۲ ماہ میں خاصی اچھی عربی دان جائیں،

قیمت صرف بارہ آنے محصول ڈاک ۳ر

استاد انگریزی

مصنفہ مرزا ایڈیٹر جناب پروفیسر سید احمد ترمذی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ سی۔ اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب ۱ علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں باب ۲ صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب ۳ زمانہ (متعلق فعل) کی مشق کرائی گئی ہے باب ۴ لغت بڑھانا باب ۵ فقرے بنانا اور سمجھنے کے اصول باب ۶ روزمرہ کی بول چال باب ۷ تمثیلی و [illegible] باب ۸ ترجمہ کرنے کی مشقیں باب ۹ [illegible] انگریزی بنانا باب ۱۰ خط و کتابت، صرف اس ایک کتاب سے یکساں میں باقاعدہ انگریزی لکھنی آ جاتی ہے عمل کتابت خیالی نہیں ۲۰۰ صفحے قیمت صرف ۱۲ر

زنانہ بستہ مجلد

[illegible]

قیمت [illegible] محصول ۶ر کل [illegible]

ساوتری

ایک ہندو خاتون کا افسانہ جو تبلیغی مقاصد کے لئے بہت مفید ہے [illegible] ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصائب برداشت کرکے اور باوجود یکہ سب سے ناطے جانے کے بھی آخر تک مسلمان رہی یہ افسانہ ہندوستان بھر میں مقبول ہے بعض معارف خاص طور پر اچھی [illegible] لکھی ہیں [illegible] حضرات [illegible] تقسیم کرتے ہیں۔

قیمت صرف ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوا دیا اور عیسائیوں نے چھین لیا تو اس وقت بھی ان کا کیریکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے محبت کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اسپر حملہ کیا تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں کہ سپہ سالار دم توڑتے تھے وہاں ایک شہزادی نے ملکہ اندلس کی جان بچائی، تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ تعالیٰ کی تصنیف ہے،

قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

بیگمات مغلیہ اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے مکمل کتاب ہے اسمیں سب سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی خاندانوں میں بیاہی گئیں یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے علاوہ سوانح اور حالات کے چند حیا و حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں اور وہ حالات بہت ہی لطیف ہیں ضخامت [illegible] ہے اور اپنی رنگین عبارت کے باوجود قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۶ر کل [illegible]

اسلام کی آنسون

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] اسلام [illegible] پہلی [illegible] مصنفین ملا [illegible] بیان دوسری [illegible] ازان [illegible] نماز [illegible] و آسمان [illegible] [illegible] زکوٰۃ [illegible] کا بیان [illegible] کا بیان [illegible] معاشرت [illegible] آنسوؤں کی [illegible] صفحات ایک ہی جلد میں [illegible] محصول [illegible]

فارسی بول چال

تین سو صفحے کی جلد کتاب ہے بلا استاد کی مدد چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب ہے فارسی بول چال ہے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری یافتہ فاضل صاحب نے مرتب کیا ہے گویا فارسی زبان کو اردو میں [illegible] شروع کتاب میں فارسی کے [illegible] الفاظ کو [illegible] کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اسکے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونہ عرضیاں چٹھیاں [illegible] اسناد [illegible] تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کیساتھ دیئے ہیں قیمت ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک مستند خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب ہے جو دستی [illegible] مقبول ہوئی کہ [illegible] دہلی کا دسترخوان دو سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جسے چھوٹی چھوٹی بچیاں نافہم عورتیں [illegible] آسانی کھانا پکانا سیکھ لیتی ہیں [illegible] کتاب ہے جو [illegible] میں مقبول ہے [illegible] خاصی [illegible] میں فروخت ہو چکی ہے [illegible] انتظام برتنوں کا سلیقہ اور کھانا پکانے کے طریقے بتلائی ہے [illegible] کا چلتا عمل ہے۔ قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسکو ترک کر دیا جائے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اسکے علاوہ قراۃ الانبیاء، فالنامہ [illegible] فالنامہ حضرت الاعظم فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف [illegible] فالنامہ بھی منقول ہے [illegible] جو اب لیتے ہیں شاید ہی کسی فالناموں میں نہ ہوں اسلئے بہت فروخت ہوتا ہے۔ قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

بڑی سوانح رسول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ، خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب سے میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح وبسط درج ہیں یہ کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے البیانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بجاے بصیرت افروز ہی کتاب کنندہ ہے یوں تو آپ نے رسول مقبول کی عمدہ سوانحعمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دیگا ضخامت ۲۵۶ صفحات مجلد کتاب ہے قیمت رعایتی صرف ۱۲ محصول ۵ کل ۵ عہ

سیرت غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری: دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس لحاظ سے اس قدر مفصل حالات نہ پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے کہ اس کتاب میں ہیں اسی وجہ اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ اس کتاب میں آپ کی ولادت لیکر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں۔ مجلد ہے قیمت ۳ محصول ڈاک ۱ کل ۴

شاہ جیلان

یا گیارہویں والے یہ حضرت غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق لٹنکن الہ آباد نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے شیدائی ہیں اسلئے یہ محاسن بڑی محنت سے ہیں (۱) نجابت نسبیت (۲) پیدائش (۳) رکینت و خوشرنگی (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلیق (۵) آپ کا تحصیل علم (۶) سیاحت آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک چھ آنے کل بارہ آنے

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی پیدائش ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں، کرامات جادوگروں سے مقابلہ، بدعملوں کی بیخ کنی [illegible]
۲۔ سیرۃ بابا فرید گنجشکر۔ آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ جوانی بلند پایہ کی [illegible] تبلیغ دین کرامات کا ذکر اور سیرت [illegible]
۳۔ سیرت صابر کلیری۔ آپ کے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور تینوں کی قیمت صرف [illegible]

چھیانوے اولیا

کرامات حالات [illegible] تعلیمات [illegible] اسکے علاوہ [illegible] کتب کا جواب ان کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے [illegible] اولیاء اللہ کے حالات ہیں جو ہندوستان کے ہی نہیں ایران بھی عراق کے بھی ہیں اور شام [illegible] بھی ہیں دونوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الفاروق

کیا [illegible] اور کیا ہم میں دیکھنے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے؟ اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں جو خلیفہ [illegible] ہیں [illegible] کی فرعی [illegible] عدل [illegible] عدل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں، مساوات [illegible] ذرا اس جلیل القدر صحابی کی شان مساوات دیکھیے [illegible] [illegible] [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک مقدس نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانحعمری بڑی مستند تاریخوں سے مستنبط ۲۷۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ جیسے عبرت کے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ کرامت کیسے سخت ترین مخالفات کے مقابلہ میں [illegible] کی کیسی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویش ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب کے بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت بارہ آنے محصول ڈاک ۹ کل ایکروپیہ پانچ آنے

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اس واقعہ ہی غلط نہیں ہے وہ ہر شہادت نامہ غلو محبت حسین میں غلطیوں سے اندازہ ہیں موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس لے لیجیے ہر ہر موقعہ پر اشعار کے مرثیے ساتھ لگا دیے ہیں، اور تقریباً ہزار اشعار تو صرف مراثی کے ہیں۔ ضخامت چار سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ڈاک

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی نامناسب ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کو معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کیے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا مایۂ امتیاز فن بھی ہے ضخامت ۶۰۰ صفحات قیمت رعایتی [illegible]

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار و واقف اسرار نہایتی بزرگ کے حالات رعایتی قیمت ۶
۲۔ مولانا روم جنکی مثنوی بہت فارسی زبان میں ہوئی مطالب کتاب شرح مثنوی، قیمت رعایتی صرف
۳۔ حافظ شیراز جو دنیا شیراز کا صاحب عرفان شاعر گذرا ہے دیوان کا فالنامہ صحیح ترجمہ قیمت رعایتی ۲
۴۔ شیخ سعدی جنکی کریما، گلستاں اور بوستان آجتک ویسے ہی مہک رہے ہیں قیمت رعایتی ۲
۵۔ امیر خسرو، موفر الزماں صوفی عالم جنکی زندگی عجیب پر عرفان تھی قیمت رعایتی ۲
سب کا ایک جلد رعایتی قیمت عہ محصول ۱۲ کل [illegible]

امت کی مائیں

علامہ [illegible] کی تصنیف ازواج مطہرات کی سوانحعمری ہے اس کتاب میں تمام ازواج کے تذکرے کیے گئے ہیں جو رسول کریم کی اتنی ازواج پر [illegible] اس کتاب میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی مالات بہت مبسوط اور حیات آفرین کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں کتاب بہت مفید ہوگی جہاں اکثر بیبیوں میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازواج کی زندگی ایسی نہیں جس سے ان کا امتی بلا متاثر ہوئے رہ سکے پہلے اسکی قیمت ایک روپیہ تھی اب ۱۲ ہے

پرنسپل خالدہ

اس [illegible] اور [illegible] ادبی [illegible] چھپے ہیں ادبی [illegible] مقصد [illegible] باقی رہی بلکہ اپنے وقت کی بہترین مناظرہ ثابت ہوئی، اور اسلام کی صداقت کو اس نے اسطرح ثابت کیا کہ بے اختیار دل [illegible] بہت ہی دلچسپ اور حقایق اسلامی سے پر کتاب ہے۔ ایک مرتبہ آپ اس کو ضرور پڑھ لیں۔ صفحات قیمت صرف ۱۰ محصول [illegible]

ناظرین مولوی کی خدمت میں

عرض ہے کہ دہلی میں یوں تو بہت سے دواخانے ہیں مگر طبی کمپنی دہلی یک ایسا دوا فروش کارخانہ ہے جو یونانی اور ڈاکٹری کی چند مخصوص دوائیں خاص ہتمام سے تیار کرکے فروخت کرتا ہے۔ اور طبی کمپنی تمام ہندوستان میں عمدہ ور زود اثر دواؤں کے سبب مشہور ہے۔ جو اشتہاروں میں مبالغہ نہیں رتی بلکہ ہر دوا کی کیفیت وہی لکھتی ہے جو ہیچ ہیچ اس دوا میں موجود ہو س لئے چند زود اثر دواؤں کی اطلاع درج کی جاتی ہے تاکہ آپ طبی کمپنی کے بیان کی آزمائش سے تصدیق کرسکیں۔

ملٹری خضاب جرمنی اور جاپان سے جو خضاب آتے ہیں اور وہ خضاب بھی جو ہندوستان میں بنتے ہیں ان سے یہ خضاب اچھا بھی ہے اور سستا بھی ہے۔ اور اس سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا اور اس کا استعمال بہت آسان ہے۔ اور اس سے بال چند منٹ میں ایسے کالے ہوجاتے ہیں کہ خضاب معلوم نہیں ہوتا بلکہ بال قدرتی کالے نظر آتے ہیں۔ قیمت چھ آنہ شیشی جو کئی دفعہ کے استعمال کے لئے کافی ہوتی ہے۔

ارسطو کا چورن یہ چورن حکیم ارسطو کے اس نسخہ سے تیار کیا گیا ہے۔ جو حکیم مسیح الملک اجمل خان صاحب مرحوم کے دادا حکیم محمد شریف خان صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب علاج الامراض میں لکھا ہے۔

یہ چورن معدہ اور جگر کے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے۔ قبض کشا ہے۔ ہاضم ہے۔ اور بہت سستا ہے یعنی آدھ پاؤ کی شیشی صرف آٹھ آنے میں دیجاتی ہے

خوش ایام گولیاں جن عورتوں کو ماہواری ایام زیادہ یا بے قاعدہ آتے ہوں انکو یہ گولیاں بیس دن میں تندرست کردیتی ہیں۔ ایک لاکھ عورتیں ان سے صحت حاصل کرچکی ہیں قیمت بیس گولیوں کی شیشی ایک روپیہ۔

فاسفورس کا تیل یہ وہ تیل ہے جو تمام ہندوستان اور افریقہ ویورپ تک جاتا ہے۔ کیونکہ اسکی مالش ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کردیتی ہے۔ اور فالج اور لقوہ کے بیمار بھی اسکی مالش سے درست ہوجاتے ہیں۔ اور پوشیدہ امراض کے سبب جسم میں اور اعصاب میں جو کمزوریاں ہو جاتی ہیں اس تیل کی مالش اسکو ایک ہفتہ میں دور کردیتی ہے۔ بڑھاپے میں روزانہ رات کے وقت اسکی مالش کیجائے تو جسم میں جوانی کی سی قوت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ جسم اور اعصاب کی قوت قدرتی فاسفورس سے ہوا کرتی ہے اور جب وہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے کم ہوجائے تو فاسفورس کے تیل کی مالش سے باہر کا فاسفورس جسم اور اعصاب میں جذب ہوکر قدرتی فاسفورس کی سی قوت پیدا کردیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تیل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے یہاں تک کہ انگریز بھی اسکو استعمال کرتے ہیں اور یورپ میں بھی خریدا جاتا ہے اور مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ میں بھی اس کی بہت مانگ ہے۔

پانچ تولے کی ایک شیشی ایک روپے کو دی جاتی ہے۔

خریداروں کے فائدہ کیلئے طبی کمپنی دہلی نے اپنے خریداروں کو محصول ڈاک کی زیادتی سے بچانے کے لئے یہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ وہ فرمائش کی تعمیل میں وی پی نہیں کرتی بلکہ آرڈر آتے ہی دوائیں پارسل کرکے بھیجدیتی ہے۔ اور خریدار قیمت منی آرڈر کرکے بھیجدیتے ہیں۔ اس طرح خریداروں کو ہر پارسل میں تین چار آنہ کی بچت ہوجاتی ہے۔

تاجر لوگ ہندوستانیوں کی ایمانداری میں شک کرتے تھے کہ وہ قیمت کا منی آرڈر نہیں کرینگے۔ مگر طبی کمپنی دہلی کو چند ماہ میں یہ تجربہ ہوا کہ اس کے ہر خریدار نے قیمت بھیجدی۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے باشندوں کی ایمانداری پر بھروسہ کیا جائے تو وہ یورپ والوں سے زیادہ ایماندار ثابت ہوتے ہیں۔

لہذا ناظرین مولوی بھی مذکورہ دواؤں میں کوئی دوا منگائیں تو اسکا خیال رکھیں کہ انکو دوائیں وی پی کے ذریعہ نہیں بھیجی جائینگی بلکہ آرڈر آتے ہی پارسل بھیجدیا جائیگا اور قیمت اور محصول ڈاک وصول کرنے کے لئے منی آرڈر فارم تیار کرکے بھیجدیا جائیگا خریدار دوا وصول کرتے ہی بغیر کسی وقت کے لکھا لکھایا منی آرڈر ڈاکخانہ میں دے کر قیمت روانہ کردیں۔ اس طرح انکے چار آنے بچ جائیں گے۔

زیادہ کم قیمت کی دوا منگائی ہو تو قیمت کے ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے۔ پارسل رجسٹری روانہ نہیں کئے جاتے کیونکہ رجسٹری میں تین آنے خرچ ہوتے ہیں اور بغیر رجسٹری کے پاؤ سیر تک کا پارسل دو آنہ میں آجاتا ہے امید ہے کہ ناظرین مولوی ایک بار طبی کمپنی دہلی کی عمدہ دواؤں اور حسن معاملہ کی آزمائش کرکے کمپنی کو ممنون فرمائیں گے۔

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی پوسٹ بکس ۱۴۶

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لے کر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گزار مقامات سے عرصہ چالیس سال سے منگا کر طب و ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور جس کے ہزارہا سارٹیفکٹ ہمارے پاس موجود ہیں،

قرنہا قرن سے ہندوستان کی سرزمین پر تحکیم اعظم کی بنیاد اقسام کی جڑی بوٹیوں کو دیکھ کر بنائی ہوئی عمدہ علما و حکماء کا

الاکسیر اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آ جاتا ہے ان سے سستی اور کمزوری بالکل غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب میں شکر کا جانا۔ بار بار پیشاب آنا۔ مثانہ کی کمزوری نامردی نا طاقتی ہر قسم کا کمر کا درد تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں سر کا درد چکر آنا پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں۔ اور بنی دھات کو طاقتور بناتا ہے۔ اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بڑھتی بھرتی اور چستی چہرے پر رونق آ جاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن، رک رک پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے ہر قسم کے دیا حی درد ہاتھ پاؤں کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی اور کف دمہ، تپ دق، بدن پیلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا کی کوئی بیماری نہیں ہے جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے نیز بالوں کی کمزوری اور بے وقت بالوں کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہے گا اور عمر بھی زیادہ ہو گی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے۔

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے، دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے، بیس تولہ کی آٹھ روپے محصول ڈاک ۵ر چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے، اسی تولے یا ایک سیر تیس روپے علاوہ محصول ڈاک

پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalya Depo Hardwar Dtt. Saharanpur

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت کیر دیو بند سے قصبہ کے شیدا جناب مفتی حکیم سید مولانا محمد قاسم علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلبا مراد آباد سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپکا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کرایا بڑی مسرت کے ساتھ تحریر ہر معاملہ ڈپو مراد کرا کر مبارکباد دیتا ہوں کہ آپکا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے۔ جریان سوزاک قیلہ المادہ اور قیلہ الریح فوطہ میں پانی آ جانا وغیرہ کے لئے بہترین چیز ہے۔

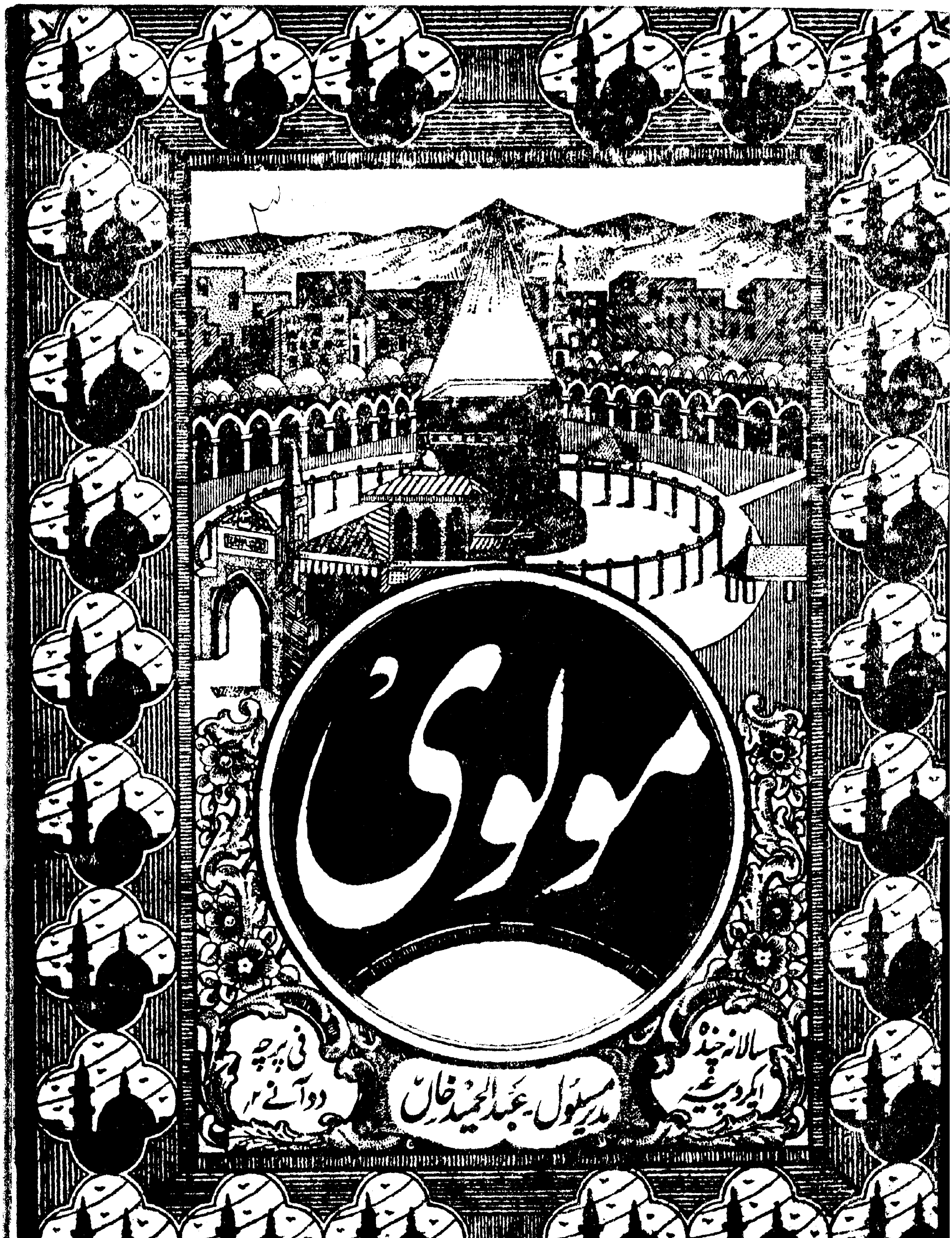

مولوی
سالانہ چندہ
ایک روپیہ عہ
مدیر مسئول۔ عبدالحمید خاں
فی پرچہ
دو آنے ۲ر

سب سے زیادہ مقبول دو ترجمہ والا معجز نما قرآن مجید نصف ہدیہ میں

پانچ روپیہ کی بجائے ڈھائی روپیہ میں مجلد چرمی کامل لفافہ جالدار

جناب مولوی نور محمد صاحب کا مشہور معروف قرآن شریف ہے جو بلا مبالغہ دو لاکھ سے زیادہ ہدیہ ہو چکا ہے اور اس کی طلب برابر بڑھ رہی ہے اور جب سے اس کا نصف ہدیہ ہوا ہے اس وقت سے اب تک اتنا ہدیہ ہوا کہ پچھلے پانچ سال میں بھی اتنا ہدیہ نہیں ہوا اسمیں دو ترجمے ہیں، اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا، اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا اور تفسیر تو اتنی مکمل ہے اور پر از معلومات کہ اس وقت تک کسی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ ابتدا میں سو صفحات کا ایک مقدمہ ہے جس میں عجیب و غریب قرآنی معلومات ہیں بہ حیثیت مجموعی جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی خانہ دار سامنے ہوتا ہے تو کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اس کی لاگت پانچ روپے سے کم ہوگی ہدیہ مجلد چرمی کامل ۲/۸ محصول …

الکتب حتی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم قالوا

لکھے ہیں سے یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے ان کو کہیں گے

مل جاتیں گے یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آویں گے تو کہیں گے

این ما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا

کہاں ہیں جن کو تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور

وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے ہم سے سب غائب ہو گئے اور

موت کے وقت فرشتے

ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابوہریرہ
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نے فرمایا، کہ جب انسان کی موت کا وقت
ہوتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر
نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ

بڑے سائز کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف ڈیڑھ روپیہ میں مجلد چرمی

حیرتناک رعایت ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو، ابتدا میں معلومات قرآنی کے لئے ایک مقدمہ بھی ہو، جلی قلم بھی ہو، مولوی رسالہ کے صفحہ سے بڑا بھی ہو، کاغذ بھی بہت نفیس دبیز اور چکنا ہو، خوب سفید ہو، چھپائی بھی صاف ہو، کتابت بھی خوبصورت ہو اور خانہ دار چرمی پشتے کی جلد بھی ہو اور ان سب صفات کے باوجود صرف ڈیڑھ روپیہ میں ہی ہو، آپ ہی بتائیے کہ ہر شخص کیوں نہ حیرت میں رہ جائے، یہ قرآن شریف تو مقدم سب قرآنوں سے بڑھ گیا، چار آنے تو ایک قرآن پر صرف ذرا ملاحظہ کیجئے پھر لکھائی چھپائی کاغذ کا تجربہ کیجئے حیرت خیز ہے رمضان شریف سے اب تک سب سے زیادہ ہدیہ ہوا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک چودہ آنے پانچ جلد … کی لاگت بھی اسی حساب سے پانچ جلد کا محصول ڈاک تین روپیہ دس آنے ہوتا ہے اس لئے پانچ یا زائد جلدیں ریل کے ذریعہ طلب فرمائیے ریل کے لئے ۸ اور قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجئے، ایک …

واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وما

اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو پڑھتے تھے اوپر وقت سلیمان کے اور نہیں

یعنی یہود نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے علم سحر کی تلاش کرنے، سحر لوگوں میں دو طرف سے آیا ہے ایک حضرت سلیمان

بلا ترجمہ چوبیس قلم کشادہ قرآن شریف بچوں کیلئے

اتنی موٹی حروف اور الگ الگ کتابت ہے

یہ قرآن کا معاملہ ہے اسمیں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا، اتنا ہی جلی قلم ہے اور کتابت اس سے خوب صورت ہے تقطیع ۱۲ انچ طویل اور ۹½ انچ عریض ہے، گویا مولوی سے ڈیوڑھا صفحہ ہے سفید کاغذ ہے، بہت صاف چھپا ہے، بچوں اور عورتوں اور کمزور نگاہ والوں کے لئے اس سے بہتر قرآن شریف نہیں، چونکہ الفاظ الگ الگ ہیں اس لئے بڑی آسانی سے صحیح پڑھا جا سکتا ہے، ابھی چھپ کر آیا ہے رمضان میں آتا تو اب سے بہت پہلے ختم ہو جاتا۔ آخر میں علاوہ مخارج قرات کے بیان کے صدق اللہ کامل درج ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف **ایک روپیہ** محصول ڈاک تیرہ آنے، ایک پیسہ یا سو رعایت مطلق نہیں خدا لگتی کہنا اتنا سستا ہدیہ کبھی سنا کہیں دیکھا، سب قرآنوں کے ملنے کا پتہ: **حمیدیہ پریس دہلی**

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

رسالہ مولوی دہلی

جلد ۱۹ | بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ واصحابہ وسلم

حمد وثنا بیان کرو اس مالک لا شریک لہ اور اس خدائے حی وقیوم کی جس نے جس نے اس کائنات کو ایک کلمۂ کن سے پیدا کر کے اس کو اپنی عبادت کے لئے مخصوص فرمایا اور درود وسلام بھیجو خدائے قدوس کے پیغمبر خاتم النبیین پر جن کو اللہ جل شانہ نے اس غرض سے مبعوث فرمایا کہ اس کی مخلوق کے سامنے ایک روشن راہ اور ایک واضح راہ مستقیم پیش کر دیں تاکہ ضلالت وگمراہی اور رشد وہدایت کے درمیان کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اور دونوں راہیں صاف صاف نظر آنے لگیں۔ اما بعد۔

برادران ملت! آج کے خطبہ کا موضوع خدمت خلق ہے یعنی اس امر پر آج کے خطبہ میں روشنی ڈالی جائے گی کہ اسلام میں خدمت خلق کا کیا درجہ اور کیا مرتبہ ہے اور کس قدر خلق اللہ کی خدمت کی طرف اسلام نے اپنے پیرؤں کی توجہ مبذول کی ہے اور خدمت الناس کے سلسلہ میں اسوۂ حسنہ اور اسوۂ صحابہ کیا ہے۔

اگر ہم ذرا توجہ اور غور سے اسلام کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت ہم پر خود بخود منکشف ہو جائے گی کہ اسلام کا اصل اصول اور مدعا خدمت خلق ہی ہے یعنی اسلام خود خدمت خلق ہی کا دوسرا نام ہے کیونکہ اسلام کے معنے اسکے سوا تو اور کچھ نہیں ہیں کہ انسان کو ہر قسم کی گمراہی ہر قسم کی ضلالت اور ہر ایک قسم کی ہلاکت وبربادی سے بچا کر ایسے راستے پر لے آوے جو امن وسلامتی کی راہ ہے اور اس راہ پر لگ لینے کے بعد انسان لازمی اور قدرتی طور پر منزل پر پہنچ جاتا ہے جو حیات انسانی کی منزل مقصود ہے اور غایت تخلیق بنی آدم ہے تو معلوم ہوا کہ خداوند حی وقیوم نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ اسلام کو اپنے بندوں کی خدمت ہی کے لئے بھیجا ہے اور اسلام سے بڑھکر بنی نوع انسان کی کوئی دوسری خدمت نہیں ہوسکتی اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اسلام عالم انسانیت کی خدمت کا دوسرا نام ہے۔

برادران ملت! جب یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ خدمت خلق اور اسلام کے مابین کیا رشتہ ہے تو اب ہمیں اس چیز کو اور زیادہ واضح روشنی میں دیکھنا چاہیئے یعنی یہ کہ قرآن وحدیث اور رسول اللہ وصحابہ رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ خدمت خلق کے مسئلہ میں کیا رہا ہے قرآن پاک کا ارشاد ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر امر معروف اور نہی منکر کا حکم قرآن حکیم کا اصول اور بنیادی حکم ہے اور بدی سے انسانوں کو باز رکھنا اور برائی سے ان کو بچانا نیز خیر وسعادت کا راستہ بتلانا اس سے بڑھکر عالم انسانیت کی اور کیا خدمت ہو سکتی ہے اگر ہم اپنا وقت یا اپنے وقت کا کم یا زیادہ حصہ امر معروف اور نہی منکر میں صرف کرتے ہیں تو ہم سے بڑھکر خادم خلق کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا نبی اور رسول کیوں تمام انسانوں سے افضل اور برتر ہیں کہ اسلئے کہ ان سے بڑھکر کوئی عالم انسانیت ہی نہیں بلکہ جملہ مخلوق الٰہی کا خادم دوسرا نہیں ہو سکتا ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت خلق ہی میں گذرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور آپ کی مقدس زندگی ہمارے سامنے ہے خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد تو بیداری کا ایک لمحہ بھی حضورؐ کا نہیں گذرا جس کی نسبت یہ کہا جا سکے کہ خدمت خلق میں نہیں گذرا بلکہ بعثت نبوت سے قبل ہی حضورؐ کا یہ جذبہ نہایت نمایاں تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ قیام امن وامان اور حمایت مظلوم کے لئے جو انجمن قائم ہوئی تھی اس کے حضورؐ ایک نہایت ہی پرجوش رکن تھے اس زمانہ میں سب سے بڑی خدمت خلق یہی تھی کہ قتل وغارت کو روکا جائے باہمی خونریزی اور فتنہ وفساد کو بند کیا جائے اور مظلوم کو ظلم سے بچایا جائے چنانچہ آپؐ نے اس میں حصہ لیا اسی طرح تعمیر خانہ کعبہ کے موقع پر حجر اسود کے نصب کرنے کے بارے میں جو شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا حضورؐ نے جس خوش اسلوبی سے اس کو رفع کیا وہ ایک بڑی خدمت خلق تھی کیونکہ اگر اس کی وجہ سے کشت وخون شروع ہو جاتا تو خدا معلوم کس قدر جانیں ضائع ہوتیں حضورؐ کے جذبۂ خدمت خلق کا یہ حال تو سرفرازی نبوت سے قبل تھا خلعت نبوت ملنے کے بعد تو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک لمحہ بھی زندگی کا ایسا نہیں گذرا جس کی نسبت کوئی کہہ سکے کہ یہ خدمت خلق میں نہیں بسر ہوا۔

برادران اسلام! ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسلام خود سراپا خدمت خلق ہے اور اسلام کا داعی عالم انسانیت وعالم خلق کا سب سے بڑا خادم خلق ہے اس کی ۲۳ سالہ نبوتی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت خلق ہی میں بسر ہوا چنانچہ اسی داعی برحق کی معرفت حق سبحانہ تعالیٰ امر معروف ونہی منکر کا اصول متبعین اسلام کے

سامنے پیش کیا جو سب سے بڑا اور سب سے اہم طریقہ خدمت خلق کا ہے اس کے علاوہ اسی اپنے داعی حق کے ذریعہ اپنے متبعین پر زکوٰۃ فرض کردی اور اس کا مصرف خدمت خلق ہی کو رکھا روزہ بھی فرض کیا تاکہ بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس ہو اور خدمت خلق کا جذبہ ترقی کرے اس کے علاوہ تفصیلی احکام حضور ختمی پناہ کے ملاحظہ فرمائیے تو معلوم ہوگا کہ حضور نے خدمت خلق کی اپنے غلاموں کو کس قدر تاکید فرمائی ہے غلاموں مسکینوں مسافروں یتیموں اور رشتہ داروں کی خدمت ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی امداد و اعانت کے لئے کیسے موثر پیرایہ میں ترغیب دی ہے ان احادیث کو دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ حضور نے ہمیں خدمت خلق کی طرف توجہ نہیں دلائی۔

برادران اسلام! آپ نے شاید کہیں یہ فقرہ ضرور دیکھا ہوگا یعنی افضل الاشغال خدمة الناس تمام شغلوں میں سب سے افضل و بہتر شغل انسانوں کی خدمت ہے۔ آپ نے یہ فقرہ بھی سنا ہوگا کہ الخلق عیال الله یعنی مخلوق آلہی گویا خدائی کنبہ ہے اس کے معنے بھی صرف یہی ہیں کہ سب کو ایک نظر سے دیکھو سب کے ساتھ یکساں سلوک کرو اور سب کی خدمت کو اپنا فرض سمجھو اس سے بھی زیادہ واضح ارشاد نبوی ملاحظہ ہو فرمایا:- سید القوم خادمهم یعنی قوم کی سرداری کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس کی یعنی قوم کی خدمت کرے یعنی قوم کی سرداری خدمت ہی کے صلہ میں ملتی ہے اور ملنی چاہئے۔

برادران اسلام! اب آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ خدمت خلق کا درجہ اسلام میں کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کا جو اسوہ حسنہ پیش فرمایا تھا اس کا اثر صحابہ کرام پر جو کچھ ہوا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی بحیثیت خلیفہ اور بہ حیثیت ایک صحابی کے ساری عمر خدمت خلق میں مصروف رہے حضرت ابو بکر صدیق نے بار بار رسول اللہ صلعم کے اپیل کرنے پر خدمت خلق کے سلسلہ میں گھر کا گھر سارا اثاث البیت لاکر حاضر کر دیا حضرت عمر کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو کہ ایام خلافت میں کس طرح گلی گلی کوچے کوچے پھرتے تھے اپنے سر پر بیت المال سے سامان لیکر اہل حاجت تک پہنچاتے تھے راتوں کو گشت کرتے تھے اور اگر کسی بچے کی رونے کی آواز آتی تھی تو اس کا سبب دریافت کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اپنے مال سے جس قدر خدمت خلق کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور حضرت علی کی خدمت خلق کی روایات بھی بیشمار ہیں اسی طرح تمام صحابہ کرام کا حال تھا کہ وہ خدمت خلق کو اہم ترین شغل حیات سمجھتے تھے!

برادران اسلام! اب ہمیں اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے کہ ایک طرف خدمت خلق کے سلسلہ میں اسلام اور داعی اسلام کا طرز عمل اور صحابہ کرام کا عمل اور ان کی زندگی ہے اور دوسری طرف ہمارا موجودہ طرز عمل اور موجودہ زندگی ہے جو خدمت خلق کے جذبہ سے بالکل خالی ہے نہ ہمارے اندر اجتماعی خدمت گزاری کا جذبہ ہے نہ انفرادی خدمت خلق کا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قومی و ملی حالت زبون و زار ہے اور ملی زندگی کے بہت سے گوشے تاریک پڑے ہوئے ہیں اس کے مقابلہ پر ہندوستان ہی کے اندر ایسی ملتیں بستی ہیں جن کا جذبہ خدمت گزاری ہمارے مقابلہ پر کم از کم سوگنا زیادہ ہوگا۔ پارسی، آریہ سماجی، سکھ وغیرہ یہ نہایت چھوٹی چھوٹی ملتیں ہیں مگر ان کے کاموں کو دیکھو کہ یہ اپنی ملتوں کے لئے کیسے شاندار اور مفید کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ آریہ سماجیوں کی تعداد بارہ پندرہ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے مگر پنجاب اور یوپی میں ان کے کالجوں اسکولوں یتیم خانوں اور زنانہ اسکولوں کی تعداد دیکھو تو معلوم ہو کہ یہ کوئی بہت بڑی ملت ہے جس کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے یقین کیجئے کہ سارے ملک میں مسلمانوں کے جتنے اسکول اور کالج ہوں گے اس سے زیادہ صرف آریہ سماجیوں کے اسکول اور کالج پنجاب اور یوپی میں ہوں گے ایسا کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ ان کے اندر خدمتگذاری ملت کا نہایت قوی جذبہ ہے وہ اپنی ملت کی خدمت کرنی چاہتے ہیں چنانچہ وہی جذبہ ہے جو ہمیں اسکولوں کالجوں یتیم خانوں شفاخانوں وغیرہ کی شکل میں دکھائی دیتا ہے یہ تو اجتماعی جذبہ خدمت کا حال ہے انفرادی جذبہ خدمتگزاری کا حال ہر شخص کو معلوم نہیں ہو سکتا مگر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جذبہ بھی نہایت قوی ہے اور ان ملتوں کے افراد ہر وقت اپنے بھائیوں کی ہر قسم کی امداد و اعانت کرنے اور ان کی خدمت انجام دینے کے لئے تیار رہتے ہیں!

برادران ملت! جس قوم اور ملت کے اندر شخصی اور اجتماعی حیثیت سے جس قدر زیادہ خدمت گزاری کا جذبہ ہوگا اسی قدر زیادہ وہ ترقی یافتہ ہوگی اور اس کی حالت بہتر ہوگی۔

ہم جب اپنی حالت پر غور کرتے ہیں تو بے اختیار آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ اول تو صحیح جذبہ خدمتگذاری ہی نہیں ہے جس کا ثبوت ہمارے قومی و ملی ادارے ہیں جو نہ ہونے کے برابر ہیں اور اگر چند لوگ اس جذبہ سے سرشار ہو کر قوم و ملت کی کوئی خدمت اپنے ذمہ لیتے ہیں تو ہم ان کی قدر نہیں کرتے ان کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے ان کا ہاتھ نہیں بٹاتے اور ان کی مدد ہی نہیں کرتے۔

مثلاً جامعہ ملیہ اسلامیہ کی کارکن جماعت ہے جو خدمت ملت کے جذبہ سے یکسر سرشار ہے اور سارے ہندوستان میں تنہا یہی ایک جماعت ہے جو سراپا ایثار ہے جس نے اپنے مسلسل اور پیہم مخلصانہ اعمال اور اپنے ایثار و قربانی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک حقیقی خدمت گذار ملت جماعت ہے جو نہ طالب زر ہے نہ طالب جاہ و ثروت ہے نہ طالب شہرت و عزت ہے بلکہ ایک گوشۂ گمنامی میں بیٹھی ہوئی ملت اسلامیہ کی سب سے اہم سب سے ضروری اور سب سے مفید خدمت انجام دے رہی ہے اور اس طرح یہ خدمت انجام دے رہی ہے کہ اس ضروری ادارہ کے لئے خود ہی روپیہ بھی فراہم کرتی ہے لیکن ملک و ملت نے ابھی تک اس کی طرف اپنا گوشۂ چشم التفات مبذول نہیں کیا یہ کیسی بدبختی ہے کہ اگر ہمارے اندر خود کوئی جذبہ خدمت گذاری نہیں ہے تو اپنے دوسرے بھائی کے اس جذبہ کی قدردانی کرنیکا جذبہ ہمارے اندر موجزن نہیں ہوتا یہ انتہائی بدنصیبی ہے۔

برادران اسلام! و بزرگان ملت!!

ہمارے سامنے اسلامی تعلیم ہے ہمارے سامنے داعی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کا مقدس اسوہ حسنہ ہے ہمارے سامنے صحابہ کرام کی زندگی اور ان کا عمل ہے ہم ان سب سے سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اگر چشم عبرت ہو تو عیسائیوں آریہ سماجیوں اور پارسیوں کی خدمت گذارانہ جدوجہد سے بھی بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے اندر اسلامی تعلیم کے مطابق تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔

برادران ملت! ہماری موجودہ حالت نہایت ہی افسوسناک ہے یعنی نہ تو ہمارے اندر اجتماعی جذبہ خدمت گذاری کا ہے اور نہ شخصی و انفرادی ہے۔ اجتماعی جذبہ نہ ہونے کی وجہ سے قومی ترقی رکی ہوئی ہے اور انفرادی جذبہ نہ ہونے کی وجہ سے انفرادی زندگی بے کیف بے لطف و بے حظ و لذت ہے۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ خدمت خلق کے لطف و کیف اور حظ و لذت کا ہمیں احساس ہی نہیں ہے ہم کو ابھی تک اس کا علم نہیں کہ مخلوق الٰہی کی خدمت سے قلب مومن کو کیا مزہ کیسی لذت اور کس قدر اطمینان حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے کو مصیبت سے نجات دلایئے یا کسی انسان کی مشکل کو حل کیجئے یا کسی کو فائدہ پہنچایئے یا کسی کا دکھ دور کیجئے اور یہ کام نمود و نمائش اور شہرت و عزت طلبی کے لئے نہ کیجئے بلکہ محض انسانی ہمدردی کے جذبہ سے کیجئے پھر دیکھئے کہ آپ کے قلب کو کیسی پرسرور پرکیف راحت حاصل ہوتی ہے۔

یہ صلہ تو اس دنیا میں آپ کو خدمت گذاری کا ملیگا اور یہ بہت بڑا صلہ اور بہت بڑی جزا ہے کیونکہ انسان دل کے اطمینان اور دل کے کیف و سرور کے لئے تو سب کچھ کرتا ہے لیکن اس دنیا کے علاوہ دار آخرت میں جو جزا ملیگی اس کو بھی ایک مسلمان نظرانداز نہیں کر سکتا۔

اسلئے اے برادران ملت! میں آپ سے درخواست کرونگا کہ خلق اللہ کی خدمت گذاری کو اپنی زندگی کا ایک جزو بنا لیجئے دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت کی طرح محسوس کرکے اس کو دور کرنیکی کوشش کیا کیجئے اور دوسروں کی تکلیفوں پریشانیوں اور مصائب میں ان کا ہاتھ بٹایا کیجئے کیونکہ یہ دار عمل ہے آپ آج میری مدد کرینگے کل دوسرا آپ کی مدد کریگا میں آج آپ کی مدد کا محتاج ہوں کل آپ کسی دوسرے کی مدد حاصل کرنے کیلئے مجبور ہو سکتے ہیں اس لئے باہمی امداد و تعاون باہمی سے ہم اپنی زندگیوں کو آسان و قابل گذران بنا سکتے ہیں ایسا کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ العلی الاعلیٰ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ وسیدنا ابلغ رسول مقبول اور حضور کے تمام صحابہ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی مولا علی اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ اور حضور کے محبوب نواسے امام حسن و امام حسین اور آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور حضور کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر درود و سلام بھیجو کہ یہ سب بزرگ تعلیم اسلام کے مطابق خدمت خلق کو شعار زندگی بنائے ہوئے تھے اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو خدمت خلق کی توفیق عطا فرما۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقوی ملاک الحسنات ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اکبر۔

ایوری کاغذ واعلیٰ چھپائی مترجم قرآن مجید مع تفسیر

عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ رف ہوتا ہے اس لئے کہ چکنا دیسی کاغذ اس سے ڈہائی گنی قیمت کا ہوتا ہے اور وہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس کے باوجود بالآخر بہترین کاغذ والا قرآن شریف میں لے ہی آیا، اس کا کاغذ آیوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے فلسکیپ کاغذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا اور اچھا برا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب تصور کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے ویسا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر کاغذ اور قیمتی سے قیمتی قرآن شریف ناظرین کے لئے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس لئے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی بہت ہی حقیر ہے اس کی ضخامت ۰۰۰ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ کاغذ کا تقریباً ایک ریم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہوں گے کہ اچھا کاغذ دو روپے فی ریم ملتا ہے۔

ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان سے بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے۔ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے کتابت بہت خوبصورت ہے۔ قلم اس سرخی سے زیادہ جلی ہے اور حروف الگ الگ ہیں، ترجمہ خوب واضح اور کشادہ ہے۔ جلد اچھی عمدہ چمڑے پشتے کی ہے، اور دو تین مہینے میں پانسو سے زیادہ ہدیہ ہو گیا۔

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصولڈاک عہ/ ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شذرات

کانگریس سے مالوی جی کی بیوفائی

گذشتہ نمبر میں ہم ملک کی سیاسی صورت حال کے سلسلہ میں مالوی جی نے جو غیر معقول طرز عمل اختیار کر رکھا تھا اس پر روشنی ڈال چکے ہیں آپ نے کانگریس پارلیمنٹری بورڈ سے اس بنا پر استعفا دیدیا تھا کہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے آپ کی خواہش کے مطابق کمیونل اوارڈ کو مسترد نہیں کیا تھا مالوی جی کا مطالبہ یہ تھا کہ کانگریس کو چاہیئے کہ کمیونل اوارڈ کو نامنظور کرے مگر کانگریس نے مالویہ جی کا یہ مطالبہ منظور نہیں کیا تھا بلکہ اس نے ڈاکٹر انصاری صاحب کا یہ مشورہ قبول کر لیا یعنی یہ کہ موجودہ حالات میں نہ تو ہندوؤں کی خواہش کے مطابق اس کو رد کیا اور نہ مسلمانوں کی خواہش کے مطابق اس کو منظور کیا بلکہ غیر جانبداری کا رویہ اختیار کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ چونکہ کانگریس تمام ملک کی نمایندگی کا دعویٰ کرتی ہے اس لئے نہ تو وہ ہندوؤں کی رائے کے خلاف سرکاری فرقہ وارانہ حل کو منظور کر سکتی ہے جیسا کہ مسلمان چاہتے ہیں اور نہ مسلمانوں کی رائے کے خلاف اس کو مسترد کر سکتی ہے جیسا کہ ہندوؤں کی خواہش ہے اور یہ اعلان کر دیا کہ اگر کانگریس اپنی طرف سے کوئی حل پیش کریگی تو وہ فرقہ پرستی سے بالکل پاک ہوگا لیکن کانگریس اس حل کو منظور کر لیگی اگرچہ وہ بالکل فرقہ پرستی سے پاک نہ ہو مگر متفقہ ہو یعنی جس پر سب متعلقہ فرقے متفق ہوں گے وہ حل اگر کانگریس کے نقطۂ نظر سے صحیح نہ بھی ہوگا تب بھی کانگریس اس کو قبول کر لیگی نیز کانگریس کسی بیرونی طاقت سے فیصلہ طلب کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ باہمی سمجھوتہ ہی سے اس کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

کانگریس کی پوزیشن بالکل منطقی تھی اور ساتھ ہی بالکل منصفانہ اور معقول تھی مگر مالوی جی مہاراج کو بھلا یہ فیصلہ کب پسند آسکتا تھا ان کے سر پر تو ہندو سبھا کا بھوت سوار تھا اور چاہتے تھے کہ کانگریس بھی وہی پوزیشن اختیار کرے جو ہندو سبھا کی ہے کانگریس نے مالوی جی کی یہ خواہش پوری کرنے سے صاف انکار کر دیا اس لئے مالوی جی نے بھی کانگریس پارلیمنٹری بورڈ پر لعنت بھیجدی یعنی استعفا دیکر علیحدہ ہو گئے۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا اور بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ کسی جماعت کا ممبر بوجہ اختلاف رائے نہ رہنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے صرف بیوفائی کا الزام لگایا جا سکتا ہے لیکن اگر اس کے مقابل کوئی دوسری جماعت کھڑی کر لی جائے اور اس کے ذریعہ اس جماعت کی مخالفت شروع کر دی جائے تو پھر یہ صرف بیوفائی نہیں رہتی۔

کیا مالوی جی غداری پر اتر آئے؟

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مالوی جی نے شروع سے جو روش اختیار کی وہ قومی اداروں کے تمام معروف و مشہور ضابطوں کے خلاف ہے وہ اپنے آپ کو پکا کانگریسی بھی کہتے رہتے کانگریس کے وقار کا محافظ بھی اپنے آپ کو بتلاتے رہے اور کانگریس سے داخلہ کونسل کے پروگرام کو منوانے کی بھی کوشش کرتے رہے بلکہ اس امر کی کوشش کی کہ اسمبلی کا انتخاب لڑانے کے لئے سوراج پارٹی نہ بنے بلکہ براہ راست کانگریس انتخاب لڑے اب جب کانگریس تیار ہو گئی اور اس نے حکومت کے چیلنج کو قبول کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ کانگریس اسمبلی کا انتخاب لڑا کر یہ واضح کرے گی کہ ملک کانگریس کے ساتھ ہے اور موجودہ اسمبلی ہرگز ملک و قوم کی نمایندہ جماعت نہ تھی جس نے حکومت کے اشارہ پر طرح طرح کے ظالمانہ و وحشیانہ قوانین پاس کر دیئے جب یہ صورت پیدا ہو گئی تو اب مالوی جی مہاراج محض فرقہ وارانہ ذہنیت کے ماتحت کانگریس کو ایک لڑائی میں پھنسا کر کانگریس کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں اور نہ صرف کانگریس کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں بلکہ اس کے خلاف اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اور اس کو شکست دینے کے لئے ایک پارٹی قائم کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ کانگریس کے نامزد کردہ امیدوار کو شکست دلائے اور کانگریس کے مقابلہ پر اپنے نامزد کردہ امیدوار کو کامیاب بنائے مختصر الفاظ میں اب مالوی جی کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ کانگریس کو شکست دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کریں گے اور وہ تمام ذرائع اختیار کریں گے جس سے کانگریس کو شکست دی جا سکے وہ تمام ملک میں کانگریس کے خلاف پروپیگنڈا کرینگے کہ کانگریس نہایت نا منصف ہے اس نے کمیونل اوارڈ کو مسترد نہ کر کے ہندوؤں کے ساتھ سخت ناانصافی کی ہے کانگریس مسلمانوں کے ہاتھ میں کھیل رہی ہے اور مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے اس نے کمیونل اوارڈ کو مسترد کرنے سے انکار کر دیا غرض جس قدر کانگریس کو بدنام کیا جا سکیگا مالوی جی اور ان کی پارٹی کانگریس کو شکست دینگے جس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ اگر مالوی جی کی یہ ناپاک کوششیں کامیاب ہو گئیں تو حکومت کو یہ کہنے کا موقع مل جائیگا کہ دیکھو ملک ہرگز کانگریس کے ساتھ نہیں ہے اگر کانگریس کے ساتھ ہوتا تو کانگریس کے امیدواروں کو ووٹ ملتے اور کانگریس کی اکثریت اسمبلی میں منتخب ہو کر آتی مگر چونکہ ایسا نہیں ہوا اس لئے معلوم ہوا کہ ملک کانگریس کے ساتھ نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرز عمل کے بعد مالوی جی کے متعلق کیا فیصلہ کیا جا سکتا ہے کیا ان کی نسبت ہم یہ کہیں کہ وہ بڑے محب وطن کانگریس کے بہت بڑے محافظ اور اس کے وقار کا جھنڈا بلند کرنے والے ہیں ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں کوئی سلیم العقل انسان یہ نہیں کہہ سکتا حقیقت یہ ہے کہ خواہ ہم اس خیال سے کہ مالوی جی بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور خواہ اس خیال سے کہ وہ ہندو قوم کے ایک بڑے لیڈر ہیں ان کی نسبت سخت الفاظ نہ استعمال کریں اور سخت الفاظ استعمال کرنا کسی موقع پر بھی اچھا نہیں ہوتا مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ مالوی جی نے ایسا غیر معقول اور نامناسب طرز عمل اختیار کیا ہے کہ اگر کوئی اس کو غداری سے تعبیر کرے تو ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔

خوشی کی بات

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ کانگریس نے اور مہاتما گاندھی نے نہایت

مضبوطی اور پامردی کا ثبوت دیا ہے۔ مہاتما جی کو معلوم تھا کہ ہندوؤں میں مالوی جی کا ہندو پن کے سوال پر خاص اثر ہے اور جب وہ خالص ہندو مفاد کی دہائی مچائینگے اور لوگوں سے کہیں گے کہ ہندوؤں کی ہستی خطرے میں ہے اور کانگریس نے ہندوؤں کے ساتھ سخت ناانصافی کی ہے اور اس نے ہندوؤں کی کچھ پرواہ نہیں کی ہندوؤں پر بڑا ظلم ہوا ہے تو اس قسم کے فرقہ وارانہ پروپیگنڈے سے وہ ہندوؤں کو بہت کچھ گمراہ کر سکتے ہیں لیکن اس علم کے باوجود کہ مالوی جی بہت کچھ گڑبڑ مچائینگے گاندھی جی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور بمبئی میں جو فیصلہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے کیا تھا اس میں کسی قسم کی ترمیم کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اس خطرہ کو جو مالوی جی کی علیحدگی سے پیدا ہو سکتا ہے برداشت کیا اور اس امر کی مطلق پرواہ نہیں کی کہ مالوی جی علیحدہ ہو کر کس قدر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی اور گاندھی جی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسا اصول پرورانہ طرز عمل اختیار کیا۔

اس میں شک نہیں کہ مالوی جی ہندوؤں کا شور مچا کر کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچا دینگے مگر اس کے مقابلہ پر ایک صحیح فیصلہ پر اٹل رہنا اور اہل ملک کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر کے گاندھی جی نے کانگریس کے وقار کو بہت بلند کر دیا ہے۔ اسفل درجہ کے تعصبات کو برانگیختہ کر کے خواہ مالوی جی چند نشستوں پر قبضہ کر لیں مگر کانگریس نے صحیح اصولی فیصلہ پر قائم رہ کر ہمیشہ کے لئے اپنے وقار کا تحفظ کر لیا ہے اور تمام ملک کے اعتماد کی مستحق اپنے آپ کو ثابت کر دیا ہے۔

غلط سمجھوتے سے انکار

اس کے بعد مالوی جی نے ایک اور قدم اٹھایا اور یہ کوشش کی کہ نئی پارٹی کی درخواست پر کانگریس پارلیمنٹری بورڈ سے ۲۲ یا ۲۰ نشستیں حاصل کر لیں یعنی کانگریس پارلیمنٹری بورڈ یہ اقرار کرے کہ فلاں صوبوں میں فلاں فلاں نشستوں کے لئے اپنے امیدوار نہیں کھڑے کریگی اور یہ نشستیں مالوی جی کی پارٹی کے لئے خالی چھوڑ دی جائینگی یہ اقرار لینے کے بعد مالوی جی باقی جگہوں کے لئے کانگریس کے امیدواروں کے مقابلہ پر اپنا امیدوار کھڑا نہیں کرینگے۔

گاندھی جی اور کانگریس پارلیمنٹری بورڈ نے مالوی جی کی یہ پیشکش بھی ٹھکرا دی اور صاف کہدیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور کانگریس اس قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مالوی جی لاکھ سر ماریں اور ایڑی چوٹی کا زور لگادیں تب بھی مہاتما جی کے اثر و رسوخ کے گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے اور کانگریس کی طاقت کا مقابلہ کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ گاندھی جی اور کانگریس کا مقابلہ کر کے مالوی جی قیامت تک ۲۲ نشستیں حاصل نہیں کر سکتے۔ تمام ہندوستان میں ۶۰ ہندو نشستیں ہیں جو بذریعہ عام انتخاب کے پر کی جاتی ہیں اس میں تجارتی حلقے کی نشست شامل نہیں ہے ان ۶۰ میں سے بہت زور لگایا تو دس بارہ نشستوں سے زیادہ مالوی جی کے قبضہ میں نہیں آسکتیں کیونکہ ہندو پن کا ڈھنڈورا صرف پنجاب اور صوبجات متحدہ میں زیادہ زور و شور سے پٹ سکتا ہے باقی صوبوں میں اس ڈھنڈورے کی آواز مکھی کی بھنبھناہٹ سے بھی کم وقعت رکھیگی۔ اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ پنجاب کی تین ہندو نشستوں میں سے دو مالوی جی کے قبضہ میں چلی جائینگی کیونکہ سب سے زیادہ زور فرقہ پرستی کا پنجاب ہی میں ہے یوپی میں دس یا گیارہ میں سے چار پر مالوی جی کا قبضہ ہو جائے گا دو یا چار مہاراشٹر اور سی پی میں سے ملیں گی اور ایک ایک بہار اور بنگال میں سے بس بس۔ باقی صوبوں یعنی بمبئی گجرات مدراس وغیرہ میں ایک سیٹ بھی مالوی جی کو نہ ملیگی۔

ان حالات میں کانگریس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مالوی جی سے سمجھوتہ کر کے اپنی پوزیشن کو خراب کرے۔ یہ ضرور ہے کہ مالوی جی پریشان ضرور کریں گے یعنی خواہ مخواہ ہر جگہ سے اپنا نمائندہ کھڑا کر دیں گے خواہ سو فیصدی ناکامی کا ان کو یقین ہی کیوں نہ ہو چنانچہ آج ہی کے اخبار میں مسٹر آنے کی یہ دھمکی شایع ہوئی ہے کہ بورڈ ہماری کچھ پرواہ نہیں کرتا اسلئے سارے ہندوستان میں کانگریس بورڈ سے مقابلہ ہوگا اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ طاقت تو دس بارہ سے زیادہ نشستیں حاصل کرنے کی نہیں ہے مگر چونکہ ہم پریشان اور تنگ کر سکتے ہیں اس لئے ہمارا مطالبہ پورا کرو۔ کانگریس اس صورت حال کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتی تھی چنانچہ اس نے صرف لفظوں میں ۲۲ نشستوں کا مطالبہ ٹھکرا دیا۔

اب تمام ہندوستان میں کانگریس انتخابات کی لڑائی ہوگی ایک طرف مالوی جی بھائی پرمانند اور ہندو سبھا ہوگی اور دوسری طرف مہاتما گاندھی اور ڈاکٹر انصاری مولانا ابوالکلام آزاد سردار ولبھ بھائی پٹیل مسز سروجنی نائیڈو اور کانگریس ہوگی۔ گویا اس دفعہ کے انتخابات میں یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ ملک کے ہندو کانگریس اور گاندھی جی کے ساتھ ہیں یا ہندو سبھا کے ساتھ۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ ہندو سبھا اور مالوی جی کو شکست فاش ملیگی۔

لوگوں کی بدگمانی

اگرچہ مالوی جی نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ ٹھیک ان کی فطرت کے مطابق ہے مگر بہت سے بدگمان اور بدظن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کمیونل اوارڈ تو محض ایک بہانہ تھا دراصل تو مالوی جی یہ نہ دیکھ سکے کہ ڈاکٹر انصاری پارلیمنٹری بورڈ کے پریسیڈنٹ ہوں کیونکہ اب جو طرز عمل انہوں نے اختیار کیا ہے اور جو صورت حال پیدا کر دی ہے اس میں وہ لاکھ برس بھی اسمبلی سے کمیونل اوارڈ کو مسترد کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ آج جو اسمبلی موجود ہے اس میں ایک بھی کانگریسی نہیں ہے تمام ہندو خالص ہندو سبھائی ہیں مگر آج تک اس اسمبلی سے بھی بھائی پرمانند کمیونل ایوارڈ کو مسترد نہیں کرا سکے حالانکہ کھلی ہوئی ہندو اکثریت ہے اور ایک ہندو بھی کمیونل ایوارڈ کے حق میں نہیں ہے جب موجودہ اسمبلی سے کمیونل ایوارڈ مسترد نہیں کرایا جا سکا تو آئندہ اسمبلی سے تو یہ گمان کرنا بھی سراسر حماقت ہوگا کیونکہ کم از کم پچاس تو کانگریسی ممبر ہوں گے جو کانگریس کے فیصلہ کے پابند ہوں گے اور ہرگز استرداد کے حق میں رائے نہ دیں گے باقی ۵۰ میں مسلمان پارسی انگریز سکھ برما والے اینگلو انڈین یعنی منتخب و نامزد سب ہوں گے ان میں سے

مشکل سے ۲۰ ہندو اور سکھ مالوی جی کے ساتھ ہوں گے باقی سب مخالف ہوں گے اس طرح کوئی صورت کمیونل ایوارڈ کو مسترد کرانے کی نہیں ہو

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کمیونل ایوارڈ کو مالوی جی مسترد نہ کرا سکیں گے اور اس کا انھیں پورا یقین بھی ہے تو پھر کیوں انھوں نے کانگریس سے بغاوت کی اس سوال کا جواب بدگمان اور بدظن نوجوان یہ دیتے ہیں کہ "لیڈری" لیکن ہم اس بدگمانی میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ جس سوال کو وجہ نزاع بنا کر مالوی جی نے کانگریس سے بغاوت کی ہے اس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق ہرگز فیصل نہ کرا سکیں گے۔

کمیونل ایوارڈ کس طرح تبدیل ہو سکتا ہے

مالوی جی کے افسوسناک

طرز عمل کے متعلق جس قدر ہم لکھ چکے ہیں وہ بہت کافی ہے لیکن اس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ مولوی کمیونل ایوارڈ کے موافق ہے یا اس کا مؤید ہے ہم ایک نہیں بیسیوں مرتبہ اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم کمیونل ایوارڈ یعنی سرکاری فرقہ وارانہ حل کے ہرگز ہرگز حق میں نہیں ہیں ہمارے نزدیک جداگانہ انتخاب پر مبنی کوئی حل مسلمانوں کے لئے خصوصاً اور تمام ملک کے لئے عموماً مفید ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ سخت مضر اور ہر اک نقطۂ نظر سے خود مسلمانوں کے لئے مہلک ہے اس لئے ہم نے کمیونل ایوارڈ کی ہمیشہ مذمت کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ ہماری اپنی ہی کمزوریوں کا تو یہ نتیجہ ہے اگر ہم آپس میں کوئی سمجھوتہ کر لیتے تو یہ سرکاری فرقہ وارانہ حل ہمارے گلے کیوں منڈھا جاتا۔ وزیر اعظم سے درخواست کرنے والے مالوی جی تھے اور جبکہ یہی تو تھے اب جب اس نے فیصلہ دیدیا تو چیخنے چلانے سے کیا فائدہ وہ کوئی آخری چیز نہیں ہے اگر ہم پھر آپس میں مل بیٹھ کر کوئی سمجھوتہ کر لیں تو کمیونل ایوارڈ ردی کی ٹوکری میں اب بھی ڈالا جا سکتا ہے اور کانگریس نے یہی تجویز پیش کی ہے اور اس سلسلہ میں مہاتما گاندھی کے ایک پرائیویٹ خط دجو بھائی پرمانند کو نجی طور پر لکھا گیا تھا مگر انھوں نے تمام ضابطوں کو بالائے طاق پر رکھکر شائع کر دیا ہے انہوں نے بالکل صاف کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں "...حقیقت میں فرقہ وارانہ حل کے متعلق اپنا دماغ برابر لڑا رہا ہوں علی الاعلان ابھی کچھ نہیں کہا ہے لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ باہمی رضامندی کے بغیر کمیونل ایوارڈ تبدیل نہیں کرایا جا سکتا اور تصفیہ باہمی کشادہ دلی کے بغیر ناممکن ہے"

حقیقت یہ ہے کہ صحیح صورت حال یہی ہے اور مہاتما گاندھی نے ان چند جملوں میں جو کچھ کہدیا ہے اس سے بڑھکر کوئی دوسری سچائی اس مسئلہ میں ظاہر نہیں کی جا سکتی اگر کمیونل ایوارڈ تبدیل ہو سکتا ہے تو اس کی یہی ایک صورت ہے جو مہاتما جی نے بتلائی ہے وہ ہرگز نہیں ہے جس پر مالوی جی مہاراج عمل پیرا ہیں۔

انتخابی جدوجہد اور مسلمان

ان تمام حالات کے بعد جو اوپر بیان کیے گئے ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اب مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اسمبلی کے انتخاب کے لئے کانگریس کے ٹکٹ پر کھڑے ہوں اور عام مسلمانوں کا یہ واضح اور بیشن فرض ہے کہ وہ صرف انہی امیدواروں کو رائے دیں جو کانگریس کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے ہوں۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جس طرح مالوی جی نے ایک ڈھونگ کھڑا کیا ہے اسی قسم کا ڈھونگ خود غرض مسلم کانفرنسی اور مسلم لیگی کھڑا کرنے والے ہیں ۱۲ اگست کو شملہ کی برفانی چوٹی پر مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کی منتظمہ کمیٹیوں کے اجلاس اس غرض سے بلائے گئے ہیں کہ موجودہ اسمبلی کے ارکان آپس میں بیٹھکر لیگ اور کانفرنس کا ایک نام نہاد فرضی انتخابی بورڈ بنائیں تاکہ اس کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں چونکہ مسٹر جناح ہندوستان میں نہیں ہیں اور حافظ ہدایت حسین ایک ازلی و ابدی جی حضوری ہیں اور اتفاق سے اس وقت وہ جنرل سکرٹری ہیں اس لئے خود غرض و مطلب آشنا اسمبلی میں جانے کے امیدواروں کی بن آئی اور یہ دیکھکر کہ مسلم لیگ کے عام ممبر شملہ کیسے پہنچ سکیں گے انہوں نے شملہ پر اجلاس رکھدیا تاکہ غریب و آزاد خیال ممبران نہ پہنچ سکیں اور من مانی کارروائی کر لی جائے۔

ان لوگوں کا حال مالوی پارٹی سے ہرگز مختلف نہیں ہے یہ تمام جماعت از سرتاپا خود غرض ہے آج تک کسی اسلامی کام میں اس نے حصہ نہیں لیا اور نہ قوم و مذہب اور ملک کے لئے رتی بھر اور ذرہ برابر کبھی کسی قسم کی کوئی قربانی کی بلکہ اس کا تو ہمیشہ سے یہی شعار رہا ہے کہ اپنا مقصد حاصل کیا جائے چنانچہ آپ دیکھئے کہ سر محمد یعقوب صاحب کس طرح "سر" بن گئے کیا کبھی جیل گئے کسی اسلامی کام میں انہوں نے حصہ لیا تحریک خلافت جس میں ہزارہا مسلمان جیل گئے تنظیم، تبلیغ یا کوئی تعلیمی سیاسی مذہبی تحریک ایک کا بھی نہیں بتایا جا سکتا جس کو سر محمد یعقوب نے مسلمانوں کا انجام دیا ہو اس کے برخلاف جب بل انھوں نے پاس کرایا سرحدی مسلمانوں کے قتل و ماریر ان کے لبوں پر مہر لگ گئی اور اسمبلی میں ہمیشہ سرکار کی ہاں میں ہاں ملانے کا پیشہ اور اس کے اشارہ پر ناچنے کا فرض انجام دیتے رہے اس قسم کے لوگوں کو ہرگز رائے نہ دینا چاہیئے کیونکہ ان کے نزدیک اور ان کا مطمح نظر صرف ذاتی ترقی اور ذاتی منافع و مفاد کے سوا کچھ نہیں ہے۔

کانگریس کے اندر ایک نئی جماعت

کانگریس ایک وسیع نظام کی مالک ہے اس کے اندر ہر خیال کے لوگ رہ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ کانگریس کے بنیادی عقیدہ کو قبول کر لیں کانگریس کا اساسی عقیدہ یہ ہے کہ پرامن ذرائع سے ہندوستان کے لئے کامل آزادی حاصل کی جائے لیکن حصول آزادی کے لئے کیا کیا پرامن ذرائع اختیار کئے جائیں اس میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور اسی بنا پر الگ الگ گروپ بن سکتے ہیں یا حصول آزادی کے بعد ہندوستان میں کس قسم کا نظام حکومت قائم کیا جائے اس میں بھی اختلاف رائے ہو سکتا ہے بعض کے نزدیک جمہوری نظام ہونا چاہیئے بعض کی رائے ڈکٹیٹری کے حق میں ہو سکتی ہے بعض اشتراکی نظام کے قائل ہو سکتے ہیں جیسا کہ اس وقت روس میں ہے ان سب خیالوں اور رائے والے اپنے اپنے گروپ کانگریس کے اندر رہ کر بنا سکتے ہیں چنانچہ اسی قسم کا ایک گروپ کانگریس کے اندر

قائم ہوا ہے جس کا نام سوسلسٹ گروپ یعنی اشتراکی جماعت ہے اس جماعت میں شامل ہونے کے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ کانگریس کا ابتدائی ممبر ہو اس کے بعد اس کا عقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان میں سوشلسٹ حکومت قائم کی جائے یعنی اشتراکی نظام حکومت ہو جس میں ذاتی ملکیت کو تسلیم نہ کیا جائے دولت پیدا کرنے کے تمام ذرائع پر حکومت کا قبضہ ہو اور حکومت سب سے کام لیکر سب کو مساوی راحت و آرام پہنچائے۔

واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ دو تین صدیوں میں سرمایہ دارانہ نظام نے اس قسم کی صورت اختیار کرلی ہے کہ قدرتی طور پر طبائع کا رجحان اس نظام کے خلاف ہوتا جاتا ہے جب یہ منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے کہ جس کے پاس سرمایہ ہوا اس نے چند حاجتمند اور بھوکے ضرورتمندوں کو ملازم رکھکر ان سے کام لینا شروع کیا اور ان کی محنت و مزدوری سے جو نفع ہوا اس سے کچھ مزدوری۔ مزدوروں کو دیدی اور باقی خود رکھ لیا اور چند ہی برسوں کے بعد صورت یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ مزدور بیچارے تو مزدور ہی رہتے ہیں اور ان کی مزدوری کی کمائی سے سرمایہ دار صاحب لکھپتی اور کروڑپتی ہو جاتے ہیں حالانکہ اگر یہ رات دن محنت کریں تب بھی ساری عمر میں اتنا بھی نہیں کما سکتے جتنا اس طریقہ پر ایک سال میں دولت جمع ہو جاتی ہے اس سرمایہ داری نظام کے خلاف روز بروز شدید جذبات برانگیختہ ہوتے جاتے ہیں اس نظام کا نتیجہ یہ ہو گیا ہے کہ چند آدمیوں کے پاس بے تحاشا دولت جمع ہو جاتی ہے باقی لاکھوں کروڑوں آدمی سخت تکالیف میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں حالانکہ اگر یہ دولت سب آدمیوں پر مساوی تقسیم کردی جائے تو سب آدمی آرام سے زندگی بسر کرسکتے ہیں مثلاً اس وقت امریکہ میں سال بھر میں جو تمام دولت پیدا ہوتی ہے اگر امریکہ کے تمام لوگوں پر تقسیم کردی جائے تو تین ہزار روپے ماہوار سب کے حصہ میں آسکتی ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ سب نہایت آرام سے زندگی بسر کرسکتے ہیں مگر موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پندرہ بیس لاکھ آدمی تو بیکار محض ہیں جن کے پاس کوئی کام نہیں اور جن کو اگر حکومت گذارہ نہ دے تو بھوکے مرجائیں اور لاکھوں ایسے ہوں گے جو بمشکل اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتے ہوں گے اور صرف تھوڑے سے ایسے ہیں جن کے پاس دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں ان کی آمدنی کا کوئی حد و شمار نہیں فی سیکنڈ سیکڑوں روپیہ ان کی آمدنی ہوتی ہے اور انھوں نے بڑے بڑے کارخانے کھول رکھے ہیں جن میں ہزارہا مزدور کام کرتے ہیں اور ان کارخانوں کی آمدنی کا بڑا حصہ سرمایہ داروں کی جیب میں چلا جاتا ہے۔

انگلستان کی دولت کا یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر مساوی تقسیم کیا جائے تو ساڑھے چار سو روپے ماہوار فی کس پڑسکتی ہے یہ بھی آرام سے گذارہ کے لئے بہت کافی ہے مگر اس دولت کا بڑا حصہ چونکہ چند سرمایہ داروں کے حصہ میں چلا جاتا ہے اس لئے بہت سے مفلس و محتاج بچے ہیں چنانچہ ۱۳ لاکھ آدمی انگلستان میں آج بھی بیکار ہیں جن کو صرف زندگی قائم رکھنے کے لئے حکومت کو گذارہ دینا پڑتا ہے۔

یہی حال ساری دنیا کا ہے سوائے روس کے روس کا تو نظام حکومت اشتراکی ہے یعنی پیداوار دولت کے تمام ذرائع پر حکومت کا قبضہ ہے اور ذاتی ملکیت کو وہاں ممنوع قرار دیدیا گیا ہے صرف عارضی طور پر ایک بہت ہی محدود حد تک ذاتی ملکیت کے اصول کو باقی رکھا گیا ہے سارے روس میں سب لوگ محنت کرتے ہیں اور سب کی محنت و مشقت سے جو دولت پیدا ہوتی ہے وہ سب کی راحت کے لئے مساوی طور پر خرچ کردی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سب نہایت آرام اور بےفکری کی زندگی بسر کرتے ہیں نہ روٹی کی فکر نہ کپڑے کی نہ دواداروکی اور نہ بچوں کی تعلیم و پرورش اور تربیت کا فکر نہ سیر و تفریح کی محتاجی یعنی ہر قسم کا حکومت کی طرف سے انتظام ہے وقت پر بہتر سے بہتر ہر شخص کو کھانا مل جاتا ہے ہر ایک موسم کے مناسب آرام دہ کپڑے مہیا کردیئے جاتے ہیں تفریح کے لئے سینما تھیٹر کھلے ہوتے ہیں بیمار پڑے تو ہر قسم کی اعلٰے سے اعلٰے علاج مفت ہو سکتا ہے بچوں کی پرورش کا نہایت معقول انتظام ہے بچے اور بچوں کے محل اور تربیت گاہوں میں بھیج دیجئے غرضکہ تمام انسانی ضرورتوں کا انتظام حکومت کی طرف سے موجود ہے لوگوں کا فرض اس قدر ہے کہ حکومت کے مقرر کردہ اوقات میں اس کا مقرر کیا ہوا کام انجام دیدیا کرے اور بس یہ کام بہت زیادہ نہیں ہوتا چھ گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہیں کرنا پڑتا بلکہ بعض جگہ صرف چار گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔

بہرحال دنیا میں سرمایہ داری کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے سوشلسٹ خیالات روز بروز زیادہ پھیلتے جاتے ہیں اسی کا ایک ظہور کانگریس کے اندر سوشلسٹ پارٹی کا قیام ہے اور یہ روز بروز ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور امید ہے کہ ایک دن کانگریس پر اس کا قبضہ ہو جائے گا۔

غازی کمال اور رضا شاہ کی تقریریں (ترکی و ایران)

دونوں اسلامی سلطنتیں آجکل بفضلہ تعالیٰ بیش از بیش ترقی کررہی ہیں اور دونوں ملکوں کو ذی ہوش حکمران ملے ہیں حال میں اعلیٰحضرت رضا شاہ پہلوی والی ایران ترکی تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا تھا یہ سفر محض تفریحی سفر نہ تھا بلکہ اس کی غرض دو اسلامی سلطنتوں کا اتحاد تھا جن کی سرحدیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں تاکہ متحد ہوکر دونوں کی طاقت میں اضافہ ہو۔

اس موقع پر غازی مصطفٰے کمال اور رضا شاہ پہلوی نے جو تقریریں کی تھیں ہم ان کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں جس سے دونوں اسلامی ملکوں کے اندرونی روابط کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ غازی ممدوح نے فرمایا:۔

میرے معزز بھائی اور محترم دوست میں آپ کی تشریف آوری پر آپ کا تمام ترکی قوم کی طرف سے خیر مقدم کرتا ہوں آپ کی آمد سے ترکی میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ حضرت مجاہد اکبر غازی اعظم نے فرمایا کہ اگر ترکی و ایران کے باہمی تعلقات پر نظر ڈالی جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ جب کبھی دونوں سلطنتوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوئی دونوں کو گوناگون مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کے برعکس جب سے ہماری باہمی دوستی کا رشتہ استوار ہوا ہے دونوں سلطنتیں طاقتور اور مضبوط بن گئی ہیں اور ترقی کررہی ہیں اس لئے حکومت جمہوری ترکی نے دولت ایران کی دوستی و رفاقت کو اپنا زرین قومی

اصول بنا لیا ہے۔

ترکی و ایران اس حکمت عملی پر گامزن ہیں جو آج سے کئی صدیاں قبل تجویز کی گئی تھی آپ کے در ود مسعود سے جو اخوت اور برادرانہ رشتہ دونوں حکومتوں میں پیدا ہو گیا ہے وہ ان کی آیندہ شوکت و عظمت اور دنیاوی تہذیب و تمدن کا پیش خیمہ ہے ہمارا مسلک یہ ہے کہ باہمی اتحاد و ایثار کے ساتھ ترقی کی جائے ہم دنیا کے امن کو نہایت متبرک خیال کرتے ہیں اس لئے ترکی کا یہ دن ایک ایسا تاریخی دن ہے جو کبھی فراموش نہ ہو گا۔

فرمودہ شاہ ایران

میرے عزیز ترین دوست اور بھائی! آپ کے ملفوظات گرامی اور آپ کی قوم کی ہمدردانہ جذبات نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے آپ کی زیر صدارت ترکی نے جو ترقی کی ہے اور جو اصلاحات معرض وجود میں آئی ہیں میں نے ان کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہے جب سے میں تخت شاہی پر متمکن ہوا تھا میری یہ آرزو تھی کہ میں اپنے بھائی اور دوست کا نیاز حاصل کروں خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں آج اس دولت سے مالا مال ہوں میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان جو رشتۂ اخوت و مودت استوار ہوا ہے وہ کبھی زوال پذیر نہ ہو گا ہم ان فرائض کی بجا آوری کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد کئے ہیں ایک دوسرے کی امداد و اعانت پر کامل اعتماد کرینگے میں اور میری رعایا کی یہ دلی آرزو ہے کہ سرزمین ایران کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہماری یہ آرزو ضرور پوری ہو گی۔

دونوں تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اسلامی ملکوں کے درمیان صحیح اسلامی اسپرٹ کے ماتحت اخوت و اتحاد رونما ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کے خوشگوار نتایج سے دونوں ملکوں کو مالا مال فرمائے اور خدا کرے کہ سلطان ابن سعود و امام یحییٰ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ بھی پائدار اور ثمر برکات ثابت ہو ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

مسلمانوں کیلئے ملازمتوں میں ۲۵ فیصدی کی تخصیص

گورنمنٹ نے ایک بیان کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ مسلمان اینگلو انڈین اور اچھوتوں کے لئے چند فیصدی مخصوص رہیں گی تاکہ اگر اس تناسب سے کم ان کو حاصل ہوں حکومت نامزدگی کے ذریعہ اس تناسب کو پورا کر دے یعنی مسلمانوں کے لئے ۲۵ فیصدی اینگلو انڈین کے لئے وہ جو اس وقت ان کو حاصل ہے اور اچھوتوں کے لئے ۸ ۱/۲ فیصدی چونکہ اینگلو انڈین اس وقت بھی اپنی تعداد آبادی کی نسبت سے بہت زیادہ ملازمتوں پر قابض ہیں اس لئے ان کے موجودہ تناسب کو قائم رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

جہانتک مسلمانوں اور اچھوتوں کا تعلق ہے ہمارے نزدیک یہ اعلان اس لحاظ سے ناتسلی بخش ہے کہ اس حساب سے وہ اپنی تعداد کی نسبت کے مطابق سرکاری ملازمتوں کبھی بھی پورا حصہ حاصل نہ کر سکینگے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ایک فرقہ کو خصوصاً اقلیتوں کو ان کی تناسب آبادی کے لحاظ سے کم از کم ضرور ملازمتیں ملنی چاہئیں لیکن ہمیں یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے ہندو بھائی اخبار اس اعلان کی سخت مخالفت کر رہے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اعلان کسی نقطۂ نظر سے بھی نا منصفانہ نہیں ہے اگر حکومت اس طرح اقلیتوں کے تحفظ کا بندوبست نہ کرے تو اکثریتوں کے ہاتھ سے ان کو کیونکر مقصود بہ حقوق دلائے جا سکتے ہیں مقابلہ کا سوال اگر واقعی حسن و قبح کی جانچ کے لئے ہو تو کسی کو اعتراض نہیں مگر اس پردے میں جو ذہنیت کارفرما ہے وہ سخت قابل اعتراض ہے۔

لیکن اس کے بعد ہم یہ ضرور کہیں گے کہ خواہ کچھ لوگوں نے اس اعلان کا جوش و خروش کے ساتھ خیر مقدم کیا ہو اور اس اعلان کو مسلمانوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ سمجھا ہو اور خواہ اس سے کسی قدر مسلمانوں کو فائدہ بھی پہنچے مگر ہم اصولی طور پر تخصیص و تحدید کے سخت مخالف ہیں ہمارے نزدیک اس قسم کی تخصیصات و تحفظات پر اعتماد کرنا اپنی ملت کو اساسی و بنیادی طور پر کمزور بنانے کے مرادف ہے۔ درحقیقت ہمیں اپنی ملت و افراد ملت کے اندر یہ جذبہ اور یہ عزم پیدا کرنا چاہئے کہ ہندوستان کے ایک باشندے کی حیثیت سے مقابلہ کر کے ہر ایک جگہ کو حاصل کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ گاؤں کے چوکیدار سے لیکر وائسرائے تک کی ہر ایک جگہ مقابلہ کے امتحان کے بعد پر کی جائے گی اور ہم مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں محض اس لئے کہ ہم مسلمان ہیں کوئی جگہ نہیں حاصل کرنا چاہتے بلکہ قابلیت کا ثبوت دیکر ہر ایک جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس صورت میں ہمارے اندر وہ چیز پیدا ہو گی جو انسانی ترقی کے حقیقی طور پر ضامن ہے اور پہلی صورت اس لئے مضر ہے کہ وہ مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کرنے کے جذبہ کو نہ صرف کمزور بلکہ مفقود کرتی ہے اور یہ چیز اقوام اور ملتوں کے لئے سخت مہلک ہوتی ہے ہمیشہ یہ جذبہ اور یہ عزم ہمارے اندر کارفرما ہونا چاہئے کہ ہر ایک میدان کو ہم مقابلہ کر کے جیت لیں۔

آغاخاں اور صلۂ خدمت

سر آغا صاحب موقع بموقع مسلمانان ہند کے رہنما وقتاً فوقتاً بنتے رہے ہیں ان کی لیڈری کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ حکومت ان کو مسلمانوں کا لیڈر تسلیم کر لیتی ہے اور سر آغاخاں از راہ کرم اس خدمت کو قبول فرما لیا کرتے ہیں۔ یکایک اسمبلی میں آپ کے متعلق چند سوالات ہوئے جن کے جوابات سنکر دنیا حیرت میں رہ گئی۔ ان سوالات و جوابات سے یہ عقدہ کھلا کہ آپ نے اپنی زرین خدمات کے صلہ میں حکومت ہند سے انگریزی ہندوستان کا کوئی حصہ حکومت کرنے کے لئے طلب فرمایا ہے تاکہ خالی بے ملک کے بجائے آپ حقیقی ملک کہلانے کے صحیح معنوں میں حقدار ہو جائیں آپ ہز ہائنس تو اب بھی ہیں اور آمدنی بھی سیکڑوں راجوں مہاراجوں سے زیادہ ہے کیونکہ سنا گیا ہے کہ ۲۰ لاکھ روپیہ ماہوار کے قریب آپ کی آمدنی ہے جس کے معنے دیگر چالیس لاکھ کے ہیں گویا حیدرآباد حیدر آباد کے بعد آپ کی آمدنی تمام والیان ریاست سے زیادہ ہے اس لئے قدرتاً آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ملک بھی مل جائے اور حکومت انگریزی کی جو شاندار خدمات آپنے انجام دی ہیں انکو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کو قوی امید تھی کہ حکومت ہند آپ کی درخواست ضرور قبول کر لیگی مگر افسوس ہے کہ حکومت نے اس درخواست کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور اب آپ کی زبان پر "اے بسا آرزو کہ

[illegible]

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

ابو داؤد اور دار قطنی میں جابر کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سفر کی حالت میں ایک زخمی صحابی کو نہانے کی حاجت ہوئی انھوں نے اپنے ساتھ والے صحابہ سے تیمم کا مشورہ لیا ساتھ والوں نے تیمم کا مشورہ نہیں دیا آخر وہ زخمی صحابی نہائے اور پانی سے زخم کو یہاں تک ضرر پہنچا کہ اس صدمہ سے ان زخمی صحابی کا انتقال ہو گیا ان لوگوں کے مدینہ پہنچنے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا تو آپ ان لوگوں پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا انجانی کا علاج یہ ہے کہ آدمی بات پوچھ لے تم اگر پوچھتے تو یہی جواب ملتا کہ اس زخمی شخص کو تیمم کرنا پھر غسل کرنا اور زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کر لینا کافی تھا یہ حدیث چند سندوں سے آئی ہے جس کے سبب سے ایک سند کو دوسری سے تقویت حاصل ہو کر روایت معتبر ہو جاتی ہے یہ حدیث گویا آیت کی تفسیر ہے آیت اور حدیث کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ جس طرح بلا ضرورت بوجھ بوجھ منع ہے اسی طرح ضرورت کے وقت خاموشی بھی منع ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ
وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا
اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا
يَهْتَدُوْنَ ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

تفسیر:- مسند سعید بن منصور اور تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اوپر کی آیت میں یہ ذکر جو اوپر گزرا کہ لوگ طرح طرح کے سوال آنحضرت سے کرتے تھے ان سوالوں میں سے ایک سوال بعضے لوگوں نے ان جانوروں کی بابت بھی کیا تھا جن جانوروں کا اس آیت میں ذکر ہے اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل آیت کا یہ ہے کہ ملت ابراہیمی میں اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں فرمایا قریش میں جو یہ رسم ہے کہ بکری یا اونٹنی پانچ جھول جن چکے تو اس کے کان چیر کر اس کو اور بتوں کے نام کے سانڈھ جانوروں

اور جس اونٹ کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں اس کو ان لوگوں نے حرام ٹھیرا رکھا ہے اور اس حرام ٹھیرانے کو اللہ کا حکم اور ملت ابراہیمی کا ایک مسئلہ جو یہ لوگ گنتے ہیں یہ محض غلط اور اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے بلکہ عمرو بن خزاعی کی ٹھیرائی ہوئی یہ ایک رسم ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان جانوروں کے حرام کرنے کی رسم قریش میں عمرو بن عامر نے جاری کی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اب میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا کہ اس کی انتڑیاں دوزخ کی آگ میں نکلی ہوئی پڑی تھیں اور وہ ان کو کھینچتا ہوا پھر رہا تھا اور دوزخ میں جل رہا تھا مسند امام احمد و طبرانی اور مغازی ابن اسحاق اور تاریخ محمد بن حبیب میں مرفوع اور موقوف روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ ملت ابراہیمی کو چھوڑ کر قریش میں بت پرستی کی رسم اسی عمرو بن عامر نے ڈالی ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے زمانہ میں جو بت زمین میں دب گئے تھے شیطان کے بہکانے سے اس نے وہ بت جدہ سے کھود کر لا کر مسجد حرام میں کعبہ کے گرد کھڑے کئے تھے اول اول اسی شخص نے دین ابراہیمی کو بدلا۔ قوم جرہم کے بعد خزاعہ قوم کے حوالہ میں جب بیت اللہ آیا تو اس وقت یہ شخص قوم خزاعہ کا سردار تھا۔ بحیرہ وہ اونٹنی جو پانچ جھول جنے ایسی اونٹنی کے کان چیر کر اس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا سائبہ وہ اونٹنی جو بیمار کے صحت پانے کی یا کسی اور کام کی نذر میں بتوں کے نام پر چھوڑی جاتی تھی وصیلہ وہ بکری جو سات جھول جن چکی ہو ایسی بکری بھی بتوں کے نام پر چھوڑی جاتی تھی حام وہ اونٹ جس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہوئے ہوں ان جانوروں کے ذکر کے بعد فرمایا ان میں کے اکثر لوگوں کی یہ نادانی ہے کہ وہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے جانوروں کو پتھر کی مورتوں کے نام پر چھوڑ کر ان جانوروں کے گوشت کو اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیتے ہیں اور اپنی عقل سے اس کو اللہ کا حکم اور ملت ابراہیمی کا ایک مسئلہ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے شرک کا کوئی حکم شریعت میں نازل نہیں فرمایا اس لئے ایسی شرک کی باتوں کو اللہ کا حکم ٹھیرانا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے ان میں کے اکثر ان نادان پچھلے لوگوں کو فرمایا جو نا سمجھی سے اپنے بڑوں کی بے سند باتوں پر چلتے تھے آگے سورہ انعام میں آوے گا لو انزل علینا الکتاب لکنا اھدی منھم جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے اہل مکہ یہ آرزو کیا کرتے تھے کہ اہل کتاب کی طرح ہم میں سے بھی کوئی نبی ہوں اور ان کی معرفت ہم پر کوئی کتاب آسمانی نازل ہو تو ہم اہل کتاب سے بڑھ کر راہ راست پر آویں عرب کے لوگ بہ نسبت اور قوموں کے اپنے آپ کو زیادہ عقلمند گنتے تھے اس لئے ان کا یہ گمان تھا کہ اگر ان میں کوئی نبی ہوں اور کتاب آسمانی نازل ہو تو ان میں اور قوموں سے بڑھ کر ہدایت پھیلے آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ جب ان کی یہ آرزو پوری

ہوئی ان میں نبی بھی آئے اور کتاب آسمانی بھی اتری تو ان کی عقل کا یہ حال ہے کہ اپنے بڑوں کی لکیر کے فقیر ہیں نبی کی نصیحت قرآن کی ہدایت کا کچھ اثر ان کے دل پر نہیں ہوتا دنیا کی ہزاروں مثالیں ایسی ان کی آنکھوں کے سامنے ہیں کہ معاملات دنیا میں کسی نقصان کا سامنا بڑوں کی چال میں ہوتا ہو تو کوئی چھوٹا ایسے موقع پر بڑے کی چال ہرگز نہیں چلتا پھر دین میں کیا ان لوگوں کی اتنی سمجھ نہیں کہ اگر ان کے بڑے صاحب عقل اور دین کا راستہ جاننے والے ہوتے تو ایسی بے سند باتوں کو ملت ابراہیمی کیوں ٹھیراتے صحیح بخاری و مسلم کی ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نصیحت کی مثالیں بارش کی اور لوگوں کی مثال اچھی اور بری زمین کی فرمائی ہے یہ حدیث آیت کی گویا تفسیر ہے آیت اور حدیث کو ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اگرچہ جس طرح مینہ اچھی اور بری سب زمین پر یکساں برستا ہے اسی طرح اللہ کے رسول کی معرفت قرآن کی نصیحت نیک و بد سب لوگ سنتے ہیں مگر جس طرح مینہ کے اثر سے بری زمین بے ثمر رہتی ہے اسی طرح علم الٰہی میں جو لوگ بد قرار پا چکے ہیں وہ قرآن کی نصیحت سے یوں ہی بے ثمر رہتے ہیں جس طرح قریش کے بے بہرہ رہنے کا ذکر اس آیت میں ہے کہ وہ نہ اچھی بری بات کو پہچانتے ہیں نہ اچھے برے باپ دادا کو بلکہ بالکل اندھوں کی طرح اپنے بڑوں کی لکیر کے فقیر ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے۔

تفسیر: اوپر ذکر تھا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو باوجود وعظ نصیحت کے بھی راہ راست پر نہیں آتے اس آیت میں یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ اپنی ذات سے حرام و حلال کے پابند ہیں اور اپنے بس کے موافق دوسروں کو وعظ نصیحت بھی کرتے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کو بد لوگوں کی بدی سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا ہاں جو علماء اور نیک لوگ بدکار لوگوں سے میل جول پیدا کر کے وعظ و نصیحت بالکل چھوڑ بیٹھیں ان سے اس بات کی پرسش ہوگی کہ انہوں نے وعظ و نصیحت کے احکام کی تعمیل میں بے پروائی کیوں کی معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی و ابن ماجہ میں حذیفہ بن الیمان کی حدیث ہے جس میں آنحضرت نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جس بستی کے تمام علماء وعظ و نصیحت بالکل چھوڑ دیں گے تو اس بستی کے سب لوگوں پر کوئی آفت دینی یا دنیوی ضرور آوے گی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلاف شریعت بات کی اصلاح ایمان کی نشانی ہے مسند امام احمد و سنن اربعہ صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے منبر پر کھڑے ہو کر سب لوگوں کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں وعظ نصیحت کا حکم بھی شامل ہے یہ معنے آیت کے ہرگز نہیں ہیں کہ ایک بستی کے تمام علماء اپنی ذات سے حلال و حرام کے پابند رہیں اور وعظ و نصیحت کی بالکل پروا نہ کریں ترمذی نے حضرت ابوبکر صدیق کے اس قصہ کی سند اچھی کو صحیح کہا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان صحیح حدیثوں کی بنا پر صحیح تفسیر آیت کی یہی ہے کہ آیت کے ٹکڑے اِذَا اهْتَدَيْتُمْ کے معنے میں وعظ نصیحت بھی شریک ہے اور مطلب آیت کا وہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو سمجھایا ہے اور سب صحابہ نے اس مطلب کو تسلیم کیا ہے سلف میں سے جن علماء کا قول اس مطلب صدیقی کے برخلاف ہے ظاہر ان کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وعظ نصیحت فرض کفایہ ہے بستی کے ہر ایک عالم پر اس کی پابندی ضروری نہیں ہے بلکہ بستی کے بعضے عالموں کے اس پر عمل کرنے سے باقی عالم بری الذمہ ہو جاتے ہیں یہ منشا تو مطلب صدیقی کے برخلاف نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ آیت کی تفسیر کسی اور ڈھنگ سے کی جاوے گی تو وہ تفسیر ان آیتوں اور حدیثوں کے خلاف ٹھیرے گی جن میں وعظ نصیحت کی تاکید ہے انہی وجوہات سے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اور تفسیروں پر اس تفسیر کو ترجیح دی ہے جو مطلب صدیقی کے موافق ہے آخر آیت میں وعظ نصیحت کرنے والوں اور وعظ نصیحت کے نہ ماننے والوں سب کو یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ تم سب کو ایک دن اپنے عملوں کی جوابدہی اور جزا و سزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا اس کا خیال ہر ایک کو رکھنا چاہیئے تاکہ عین وقت پر پچھتانا نہ پڑے۔

واحدی صاحب کا منجن
اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۲ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اور سب اس کا معجزہ تسلیم کرتا ہے سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی جنھیں پائیوریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور مسوڑھوں کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائیوریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جم جاتے ہوں اس کے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں۔

قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵ دو شیشیوں پر محصول صرف ۷ تین پر بھی ۷

ملنے کا پتہ

احمد مجتبیٰ ۱۷ کوچہ چیلاں دہلی

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ گذشتہ)

(کتاب العیدین)

باب۔ اہل اسلام کے لئے عیدین کا طریقہ کیا مقرر کیا گیا ہے،

۸۸۷۔ براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا کام جو ہم اپنے اس دن میں کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں بعد اس کے لوٹ کر قربانی کریں پس جس شخص نے (ایسا) کیا وہ ہمارے طریقہ پر پہنچ گیا۔

۸۸۸۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابوبکر (میرے گھر میں) آئے اور میرے پاس انصار کی لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں تھیں جو وہ مضامین گا رہی تھیں جن کے ساتھ انصار نے بعاث کے دن باہم گفتگو کی تھی حضرت عائشہ کہتی ہیں وہ گانے والی نہ تھیں تو ابوبکر نے کہا کہ کیا شیطانی آلات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اور یہ (واقعہ) عید کے دن میں (ہوا) تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے

باب۔ عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) نکلنے سے پہلے کھا لینا (مسنون ہے)

۸۸۹۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن دن نہ چڑھنے دیتے تھے یہاں تک کہ چند چھوارے کھا لیتے اور مرجی بن رجاء کہتے ہیں کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ مجھ سے انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون نقل کیا (مگر اس میں اتنی بات) اور زیادہ تھی کہ) آپ طاق چھوارے کھاتے تھے۔

باب عید قربان کے دن کھانا (کس وقت مسنون ہے)

۸۹۰۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو وہ دوبارہ ذبح کرے تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا (کہ ان کو بھی خواہش ہے) تو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے گوشت کی دو بکریوں سے زیادہ پیارا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (اس کی قربانی کی) اجازت دیدی (انس کہتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ آیا یہ اجازت اس کے سوا اور کسی کو بھی ہوئی یا نہیں۔

باب۔ عید کے لئے پیادہ (جانا چاہیے) اور (نہ ہو سکے تو) سوار ہو کر (اور) عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے ہے۔

۸۹۳۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الضحیٰ اور عید الفطر میں نماز پڑھ لیتے تھے پھر بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے۔

۸۹۴۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھ سے عطا نے جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (عیدگاہ) تشریف لے گئے تو آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی (ابن جریج کہتے ہیں) اور مجھ سے عطاء نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ابن عباس نے ابن زبیر کے پاس جب شروع شروع ان سے بیعت لی گئی ہے یہ کہلا بھیجا کہ عید کے دن نماز (عید) کی اذان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ کہی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہی ہوتا تھا (ابن جریج کہتے ہیں) اور مجھ سے عطاء نے ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ (نماز عید کے لئے) نہ عید الفطر کے دن اذان ہوتی تھی اور نہ عید الضحیٰ کے دن اور (عطاء نے) جابر بن عبد اللہ سے یہ بھی نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو آپ نے پہلے نماز پڑھی پھر بعد اس کے لوگوں کو خطبہ سنایا پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آئے پھر انہیں نصیحت کی اور اس وقت آپ بلال کے ہاتھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے عورتیں اس میں صدقہ ڈالتی جاتی تھیں (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے عطاء سے کہا کہ کیا تم اب بھی امام پر ضروری سمجھتے ہو کہ عورتوں کے پاس جائے اور انہیں نصیحت کرے جبکہ (نماز اور خطبہ سے) فارغ ہو چکے عطاء نے کہا کہ بیشک یہ ان پر ضروری ہے اور ان کو کیا (اختیار) ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

باب۔ خطبہ بعد نماز عید کے پڑھنا چاہیے!

۸۹۵۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عید کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ پڑھی یہ سب لوگ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

۸۹۶۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

۸۹۷۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پھر عورتوں (کی صف) کے پاس آئے اور انہیں صدقہ دینے کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی اور ہنسلی ڈالنے لگی (اور کوئی کچھ کوئی کچھ)

۸۹۸۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنے اس عید کے دن میں سب سے پہلے جو کام کریں وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں بعد اس کے (لوٹ کر) قربانی کریں پس جو کوئی ایسا کرے گا وہ ہمارے طریقہ پر پہنچ جائیگا اور جو کوئی نماز سے پہلے قربانی کریگا تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے سے کر لیا قربانی کی کسی چیز میں وہ نہیں ہے تو انصار کا ایک آدمی جسکو ابو بردہ بن نیار کہتے تھے بولا کہ یا رسول اللہ میں تو نماز سے پہلے ذبح کر چکا مگر میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو سال بھر کے بکرے سے اچھا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو اس کے عوض میں کر دو اور تمہارے بعد کسی کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔

باب عید کے دن میں اور حرم کے اندر ہتھیاروں کا ساتھ رکھنا مکروہ ہے اور حسن بصری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ وہ عید کے دن ہتھیار ساتھ رکھیں مگر یہ کہ دشمن کا خوف ہو۔

۸۹۹ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے ہمراہ تھا جب ان کے پیر کے تلوے میں بھالے کا زخم لگا اور ان کا پیر رکاب میں چپک گیا تو میں اترا اور میں نے ان کا پیر نکالا اور یہ واقعہ منی میں ہوا پس حجاج کو خبر پہنچی تو وہ ابن عمر کی عیادت کو آیا اور حجاج نے کہا کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا جس نے تمہیں زخمی کیا ہے ابن عمر نے کہا کہ تو نے ہی مجھے زخمی کیا ہے وہ بولا کس طرح ابن عمر نے کہا کہ تو نے ایسے دن میں ہتھیار ساتھ رکھے کہ جس میں نہ رکھے جاتے تھے اور تو نے حرم میں ہتھیار داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہ کئے جاتے تھے۔

۹۰۰ سعید بن عاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج ابن عمر کے پاس آیا اور میں ان کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا حجاج نے پوچھا کہ کیسے ہو ابن عمر نے کہا کہ اچھا ہوں پھر حجاج نے کہا کہ آپ کو کس نے زخمی کیا ابن عمر بولے کہ اس شخص نے جس نے ایسے دن میں ہتھیار رکھنے کا حکم دیا جس میں ہتھیار کا ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے (مراد ان کی حجاج سے ہے)

باب۔ عید کی نماز سویرے پڑھنا (چاہیئے) اور عبد اللہ بن بسر کہتے ہیں کہ ہم اس وقت نماز (عید) سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) فارغ ہو جایا کرتے تھے اور یہ نماز چاشت کا وقت ہے۔

۹۰۱۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا تو فرمایا کہ سب سے پہلا کام جو ہم اپنے اس دن میں کریں یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں پھر لوٹ کر قربانی کریں تو جس نے ایسا کیا وہ بیشک ہمارے طریقہ پر پہنچ گیا اور جس نے اپنی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی تو سوا اس کے نہیں کہ وہ (اس کی قربانی) ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی سے تیار کر لیا قربانی میں شمار نہیں ہے تو میرے ماموں ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کر لیا ہے اور میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو سال بھر کے بکرے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اس کو اس کے عوض میں کر دو یا آپ نے فرمایا کہ اسی کو ذبح کر دو اور یہ بات تمہارے سوا کسی کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے۔

باب ایام تشریق میں عبادت کرنے کی فضیلت (کا بیان) اور ابن عباس کہتے ہیں کہ واذکروا اللہ فی ایام معلومات (میں ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے) دس دن ہیں اور ایام معدودات سے آیت واذکروا اللہ فی ایام معدودات (میں) ایام تشریق ہیں اور ابن عمر اور ابو ہریرہ (ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار کی طرف تکبیر کہتے ہوئے نکلتے تھے اور لوگ ان کی تکبیر کو سنکر تکبیر کہنے لگتے تھے اور محمد بن علی (امام باقر) نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر

ملہ عبد الملک بن مروان خلیفہ نے حجاج کو حکم دیا تھا کہ حضرت ابن عمر کی کسی بات میں مخالفت نہ کرنا یہ بات حجاج پر شاق تھی لہذا اس نے ایک شخص کو حکم دیدیا کہ اس نے ایک زہر آلود نیزہ حضرت ابن عمر کے پیر میں مار دیا جس زخم سے بہت دنوں تک بیمار رہکر راہی فردوس ہوئے۔

(تشریق) کہی ہے۔

۹۰۲ ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی زمانہ میں عبادت کرنا ان دس دنوں میں عبادت کرنے سے افضل نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا اور نہ جہاد آپ نے فرمایا اور نہ جہاد مگر وہ شخص جو جہاد میں اپنی جان اور مال پیش کرتا ہوا نکلا پھر کسی چیز کو لیکر نہ لوٹا (بلکہ دونوں چیزیں راہ خدا میں دیدیں)

باب زمانہ (قیام) منی میں اور جب عرفات جائے تکبیر کہنا (مسنون ہے) اور ابن عمر رضی اللہ (زمانہ قیام) منی میں اپنے خیمہ کے اندر (اسی قدر بلند آواز سے) تکبیر کہتے تھے کہ مسجد کے لوگ اس کو سنتے تھے اور وہ بھی تکبیر کہنے لگتے تھے یہاں تک کہ منی تکبیروں سے گونج اٹھتا تھا اور ابن عمر منی میں اسی زمانہ میں تکبیر کہتے تھے اور (نیز) نمازوں کے بعد اور اپنے بستر پر (لیٹتے وقت) اور اپنے خیمہ میں بیٹھتے اٹھتے (تکبیر کہتے تھے) اور اس تمام زمانہ کو تکبیر سے آباد کرتے تھے اور میمونہ (رض) قربانی کے دن تکبیر کہتی تھیں اور عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے پیچھے تشریق کی راتوں میں مسجد کے اندر مردوں کے ساتھ تکبیر کہتی تھیں۔

۹۰۳۔ محمد بن ابو بکر ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے تلبیہ کی بابت پوچھا جبکہ ہم منی سے عرفات جا رہے تھے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کس طرح کیا کرتے تھے انس نے کہا کہ تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہہ لیتا تھا اسے ممانعت نہ کی جاتی تھی اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہہ لیتا تھا اسے ممانعت نہ کی جاتی تھی۔

۹۰۴۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ہم لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہم عید کے دن کنواری لڑکیوں کو ان کے پردہ سے نکالیں یہاں تک کہ حیض والی عورتوں کو بھی اور وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو جائیں اور ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں اس دن کی برکت اور اس کی پاکیزگی کی امیدوار ہیں۔

باب۔ عید کے دن حربہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھنا (درست ہے)

۹۰۵۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (سترہ کے لئے) حربہ گاڑ دیا جاتا تھا پھر آپ نماز پڑھتے تھے۔

باب عید کے دن امام کے سامنے عنزہ یا حربہ کا رکھنا (درست ہے)

۹۰۶۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے اور عیدگاہ میں آپ کے آگے عنزہ رکھ دیا جاتا تھا اور گاڑ دیا جاتا تھا پس آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

باب (پاک عورتوں کا اور حیض والی عورتوں کا عیدگاہ جانا درست ہے)

۹۰۷۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم (عید کے دن) بالغہ پردہ والی عورتوں کو باہر نکالیں ایوب نے حفصہ سے بھی اسی کی مثل روایت کی ہے اور حفصہ کی حدیث میں اتنی عبارت زیادہ روایت کی کہ ایوب نے کہا یا حفصہ نے بالغہ اور پردہ نشین عورتوں کو (باہر نکالیں) اور حائضہ عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

---(۰۰)---

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

فصل سوم ۔ افطار

خلاصہ:۔ روزہ کے افطار کا وقت ٹھیک سورج غروب ہونے پر ہو جاتا ہے موجودہ زمانہ میں تو یہ دقت ہی نہیں کہ غروب آفتاب کا صحیح وقت نہ معلوم ہوا اور روزہ بے وقت کھول لیا جائے ہاں دیہات میں جہاں غروب آفتاب یا افطار کے متعلق وقت میں شبہ رہتا ہے اپنے دل میں خوب مطمئن ہو کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے روزہ کھول لیں بہتر ہے کہ روزہ کھول کر نماز مغرب کے فرض شروع کریں اور اگر فرض پڑھ کر بھی کھولیں تو مضائقہ نہیں مگر سنتیں پڑھنے سے ضرور پہلے کھول لیں۔ افطار کی یہ نیت جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پڑھ کر تین کھجوریں یا چھوارے کھالیں یا اگر یہ دستیاب نہ ہو سکیں تو ذرا سا پانی پی لیں۔ کھانے کے متعلق اختیار ہے کہ چاہے سنتوں سے پہلے کھائیں یا بعد۔

افطار کا وقت

روزہ کے افطار کا وقت وہ ہے کہ جب سورج غروب ہو نہ اس سے پہلے۔

روزہ کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص میں روزہ کی اہلیت ہو وہ بہ نیت عبادت صبح سے سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور جماع چھوڑ دے۔ (عالمگیری)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل اللیل ھٰھنا وادبر النھار من ھٰھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رات اس جگہ سے نمودار ہو اور دن اس جگہ سے چھپے اور آفتاب غروب ہو جائے تو اس وقت سمجھو کہ روزہ دار نے روزہ افطار کیا۔

جو شخص اونچے مینار پر ہے تو جب تک آفتاب نظر آ رہا ہے افطار نہ کرے اسی طرح جو شخص اسکندریہ میں ہے جب تک غروب آفتاب کی تصدیق نہ ہو جائے افطار نہ کرے۔

شمس الائمہ حلوانی نے ذکر کیا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ گمان غالب پر افطار کر لینا جائز ہے (عالمگیری)

افطار میں جلدی کرنی مستحب ہے

افطار میں جلدی کرنا افضل ہے چنانچہ مستحب ہے کہ نماز مغرب سے پہلے افطار کرے (فتاوی عالمگیری)

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے روزہ کھولتے تھے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ ہمیشہ خوشحال رہیں گے اگر جلدی کریں گے افطار میں۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلھم فطرا یعنی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بندوں میں زیادہ دوست مجکو وہ ہے جو افطار میں جلدی کرے۔

ایسی جلدی نہ کرے کہ آفتاب کے غروب ہونے میں شک ہو تو افطار کرنا جائز نہیں کیونکہ شک کی صورت میں ضرور ہے کہ اس کو یہ خیال ہے کہ دن باقی ہے تو اگر ایسے موقع پر افطار کر لیا تو اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی کیونکہ جب اس نے افطار کیا تو اس وقت دراصل تو دن ہی تھا چنانچہ اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ افطار غروب سے پہلے ہوا تھا تو ایک روایت کے بموجب اس پر صرف روزہ کی قضا ہے کیونکہ معلوم ہوا کہ اس وقت دن ضرور تھا اگر اس کو شک ہے اور اس کی رائے یہی قائم ہوتی ہے کہ آفتاب غروب تو نہیں ہوا تھا تو لازم تو یہ ہے کہ کفارہ بھی ساتھ ہو کیونکہ اس کی اغلب رائے یہی ہوئی کہ دن باقی تھا کہ روزہ کھولا گیا۔ (ہدایہ)

فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ روزہ دار کو افطار میں اتنی جلدی کرنی مستحب ہے کہ تارے نہ دکھائی دینے پائیں۔ امام محمد نے موطا میں فرمایا ہے کہ افطار میں عجلت مستحب ہے اور روزہ دار کو اختیار ہے کہ افطار نماز مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے کرے یا بعد لیکن کسی صورت میں افطار کو سنتوں کے بعد پر ملتوی نہ کرے۔ البتہ ابر کے دن افطار میں تعجیل مستحب نہیں ہے۔

افطار کے وقت یہ نیت پڑھنی چاہیئے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمِ غَدٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ نَوَیْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ۔

بعض جگہ یہ نیت بھی آئی ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَتَوَکَّلْتُ عَلٰی رِزْقِکَ وَاَفْطَرْتُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اے پروردگار میں نے تیرا روزہ رکھا اور تیرے رزق دینے پر میں نے بھروسہ کیا اور تیرے فضل سے میں نے افطار کیا اے بخشنے والوں سے زیادہ بخشنے والے۔

جس وقت افطار کرے تو چاہیئے کہ کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی پڑھا کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کلمات بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت افطار کہے ہیں ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالٰی

افطار کس چیز سے کرنا چاہیئے

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار تین تازی کھجوروں سے افطار کرے اور اگر یہ دستیاب نہ ہوں تو تین خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو پانی سے۔

سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّہٗ بَرَکَۃٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ طَھُوْرٍ یعنی جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو چاہیے

کہ روزہ کھولے کھجور سے کہ اس میں برکت ہے اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی پاک ہے۔

ہلال عید

خلاصہ:- اگر مطلع صاف نہ ہو تو ہلال رمضان کے متعلق تو صرف ایک آدمی کی گواہی کافی تھی مگر ہلال عید کے متعلق دو آدمیوں کی گواہی بغیر عید نہیں منائی جائے گی کیونکہ یہ معاملہ حقوق عباد کا ہے اگر مطلع صاف ہو تو چاہے ہلال عید ہو یا ہلال رمضان جماعت کثیر کی گواہی ضروری ہوگی جو احکام ہلال عید الفطر کے متعلق ہیں وہی عید الضحیٰ سے متعلق ہیں۔

انتیس رمضان کو رویت ہلال

اگر مطلع صاف نہ ہو یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر ابر و غبار ہو تو دو آدمیوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی تسلیم کی جائیگی۔ کیونکہ اس چاند کے نظر آنے سے انسان کا فائدہ متصور ہے یعنی روزہ نہ رکھنا۔ لہذا حقوق عباد کی طرح اس کی بھی گواہی لیجائے گی۔ ہدایہ

امام شافعی کے نزدیک ایک شخص کی گواہی قابل تسلیم ہوگی۔

گواہوں کی آزاد ہونا اور شہادت کا لفظ ہی ادا کرنا شرط ہے۔ (عالمگیری)

اگر گواہوں نے رمضان کی ۲۹ تاریخ یہ گواہی دی کہ ہم نے تمہارے روزہ رکھنے سے ایک روز پیشتر روزہ رکھا تھا تو اگر وہ گواہ اسی شہر کے آدمی ہیں تو امام کو یا چاہیے کہ ان کی گواہی قبول نہ کرے کیونکہ انھوں نے واجب کو ترک کیا اور اگر وہ گواہ کسی دوسرے شہر کے تھے تو ان کی گواہی قبول کی جاوے گی کیونکہ ان کے ذمہ یہ الزام نہیں ہے اور ان پر روایت کے بموجب مطلعوں کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔

اگر صرف امام یا قاضی نے چاند دیکھا تو عیدگاہ نہ جائیں اور نہ لوگوں کو جانے کا حکم دیں اور نہ روزہ توڑیں ظاہر نہ پوشیدہ۔

اگر شوال کے چاند کے متعلق دیہات میں دو شخصوں نے خبر دی درانحالیکہ آسمان پر ابر ہے اور اس جگہ کوئی حاکم یا قاضی نہیں ہے تو اگر لوگ روزہ توڑیں تو مضائقہ نہیں لیکن یہ دونوں شخص عادل ہوں عدد کی شرط نہیں ہے۔ اور اس شخص کی گواہی مقبول نہ ہوگی جس کو حد قذف لگی ہو اور اس نے توبہ کرلی ہو۔

اگر مطلع صاف نہ ہو یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر ابر و غبار نہ ہو تو ایک ایسی جماعت کثیر کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی خبر سے پورے طور پر یقین ہو جائے۔

امام شافعی کے نزدیک ایک آدمی کی گواہی قابل تسلیم ہوگی۔

شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ اگر کہیں باہر کے آدمی آئے ہوئے ہوں تو دو ہی آدمی گواہی کے لئے کافی ہیں۔

جماعت کثیر میں اتنے آدمی ہوں کہ ان کی سچائی تسلیم کرلینے پر عقل گواہی دے

تیس رمضان کو رویت ہلال

جبکہ امام نے رمضان کے چاند کے متعلق ایک شخص کی گواہی قبول کرلی تھی اور اس حساب سے پورے تیس روزے ہوگئے تھے کہ عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو (عید کے واسطے) افطار نہ کریں۔

ا- اگر تیس رمضان کو چاند نہ دکھائی دیا۔ جو اوپر مذکور ہوا وہ احتیاطاً ہے اور نیز اس وجہ سے بھی ہے کہ ہلال عید الفطر کا ظاہر ہونا ایک شخص کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا اور یہاں ایک شخص کی گواہی پر تیس روزے ہونے پر عید الفطر کا ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن امام محمد سے مروی ہے کہ (ایک شخص کی گواہی پر بھی) افطار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عید الفطر رمضان کے تیس روزوں کے ثبوت پر اور ایک آدمی کی گواہی پر ہو جائیگی اگرچہ صرف ایک آدمی کی گواہی پر نہیں ہو سکتی تھی جیسا کہ میراث کا استحقاق شروع میں ایک آدمی کی گواہی پر ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں اگر پہلے نسب ہو جائے تو پھر ایک آدمی کی گواہی کافی ہے۔ (ہدایہ)

مطلب یہ ہے کہ عید الفطر کے واسطے ایک گواہی تو رمضان کے پورے تیس روزے ختم ہو جانا ہے دوسرے ایک شخص کی گواہی پر رمضان کے روزے رکھنے گویا اس طرح دو گواہیاں جمع ہوگئیں تو عید الفطر کے واسطے افطار درست ہوگا۔

اگر رمضان کے چاند پر ایک شخص کی گواہی پر روزہ رکھ لیا گیا تھا جبکہ آسمان صاف نہ تھا اور سب آدمیوں نے تیس روزے رکھے اور شوال کا چاند نہ دکھائی دیا تو افطار نہ کرینگے کیونکہ افطار ایک گواہی پر جائز نہیں۔ ہاں روزہ رکھنا ایک گواہی پر جائز ہے۔ (شرح وقایہ)

اگر رمضان کے چاند پر ایک شخص کی گواہی پر روزہ رکھ لیا گیا تھا اور تیس روزے پورے ہوگئے اور شوال کا چاند نہ دکھائی دیا تو احتیاط یہ ہے کہ اگلا روزہ رکھیں مگر امام محمد سے روایت ہے کہ اگلا روزہ نہ رکھیں چنانچہ غایت البیان میں لکھا ہے کہ امام محمد کا قول اصح ہے۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ یہ اس وقت صحیح ہے کہ جب مطلع صاف ہو اور عید کا چاند نہ دکھائی دے اور اگر آسمان پر ابر ہو تو بلا خلاف دوسرے روز روزہ نہ رکھیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اگر ایک جماعت نے آکر گواہی دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا اور روزہ بھی رکھا تھا آج کے دن ان کے پورے تیس روزے ہوئے ہیں اور جن لوگوں سے آکر ذکر کیا ہے ان کا انتیسواں روزہ ہے اور عید کا چاند ان کو نظر نہ آیا تو ان لوگوں کو دوسرے روز روزہ توڑنا مباح نہیں ہے اور نہ اس رات تراویح چھوڑنی چاہیے کیونکہ اس جماعت نے چاند دیکھنے کی گواہی نہیں دی اور نہ دوسروں کی گواہی پر گواہی دی بلکہ دوسروں کے چاند دیکھنے کے حالات بیان کئے اگر اس جماعت نے یہ کہا ہوتا کہ فلاں شہر کے قاضی کے روبرو فلاں شب میں چاند دیکھنے کی دو آدمیوں نے گواہی دی تھی اور قاضی نے ان کی گواہی کے بموجب حکم جاری کیا تھا تو اس قاضی کو جائز ہے کہ اس جماعت کی گواہی پر حکم نافذ کرے اس واسطے کہ قاضی کا حکم ایک فیصلہ ہوتا ہے اور ان لوگوں نے قاضی کے حکم کے متعلق گواہی دی۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ)

ایسے شخص کی گواہی جس کو حد قذف لگی ہو ہلال رمضان کے متعلق قابل تسلیم ہے اور ہلال عیدین کے متعلق تسلیم نہ کی جائیگی۔

(جوہرۃ النیرہ شرح قدوری)

اسماء الرجال

ان صحابہ عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

ایک جدید کتاب خاص مولوی کے لئے

پہلا باب

فصل صحابہ کے بیان میں

انس بن مالک بن نضر ان کی کنیت ابو حمزہ خزرجی ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم (خاص) ہیں ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے جب حضور نے مدینہ کو اپنے قدوم پاک سے مشرف فرمایا تھا تو اس وقت انس موصوف کی عمر دس برس کی تھی بعہد خلافت حضرت فاروق کے عہد میں انس مدینہ چھوڑکر بصرہ میں خلق اللہ کو فیض علم پہنچانے کے واسطے چلے گئے اور آخر میں بصرہ ہی میں سب صحابہ کے پیچھے ۹۱ھ میں انتقال کیا عمران کی کل ایک سو تین برس کی ہوئی ہے اور بعض مورخین ننانوے سال کی لکھتے ہیں ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے کہتے ہیں کہ انس موصوف کے سوا اور بقول بعض اسی بچے ہوئے تھے جن میں دو لڑکیاں تھیں اور اٹھتر لڑکے تھے بہت لوگوں نے انس موصوف سے حدیث روایت کی ہے۔

انس بن مالک کعبی ان کی کنیت ابوامامہ ہے اور فقط ایک ہی حدیث مسافر اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کی روزے کی بابت ان کی طرف اسناد کی گئی ہے انس موصوف بصرہ میں رہتے تھے اور ابن قلابہ نے ان سے روایت کی ہے۔

انس بن نضر انصاری نجاری یہ انس بن مالک کے چچا ہیں اور احد کی لڑائی میں شہید ہوئے ہیں شہادت کے بعد ان کے بدن پر دیکھا گیا تو کچھ اوپر اسی زخم تو تلوار کے تھے اور ایک برچھے کا اور ایک تیر کا تھا اور انس موصوف ہی کے بارے میں یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا ط

انس بن مرثد بن ابی مرثد۔ اور ابو مرثد انس کے دادا کا نام کناز بن حصین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان انس کا انیس نام تھا ابن عبدالبر کہتے ہیں یہی اکثر کا قول ہے اور یہ انیس فتح مکہ اور حنین میں موجود تھے اور کہتے ہیں کہ یہ انیس وہی شخص ہیں جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے انیس صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ پس اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دینا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ دوسرے ہیں وہ نہیں ہیں وفات انیس موصوف کی ۲۰ھ میں ہوئی ہے اور ان کے والد اور دادا اور بھائی سب حضرت کی صحبت سے مشرف ہوئے تھے۔ سہل بن حنظلہ اور حکم بن مسعود نے ان سے روایت کی ہے۔

اسید بن حضیر انصاری (اوسی) یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے اور یہ اسید عقبہ کی رات کو نقابت پر مقرر کئے گئے تھے دونوں عقبوں میں ایک سال کا فاصلہ ہوا ہے بدر اور احد کے بعد کی لڑائیوں میں یہ شریک ہوئے ہیں اور بہت صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ۲۰ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور مقام بقیع میں مدفون ہوئے۔

ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی کل لڑائیوں میں یہ شریک ہوئے تھے اور اپنی کنیت ہی کے ساتھ ان کی شہرت ہے بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے ۶۰ھ ہجری میں اٹہتر برس کی عمر پاکر انہوں نے انتقال کیا۔ اور انتقال سے پہلے نابینا ہوگئے تھے بدر کے لڑنے والے صحابہ میں سب سے بعد تک یہی زندہ رہے تھے اسید ہمزہ کی پیش اور سین کی زبر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

اسلم ان کی کنیت ابو رافع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے بعد میں ان کا ذکر آئے گا۔

اسمر بن مضرس طائی صحابی۔ اعراب بصرہ میں آپ کی گنتی ہے۔ مضرس میم کی پیش ضاد کی زبر اور را کی زیر اور تشدید کے ساتھ ہے۔

اشعث بن قیس بن معدیکرب ان کی کنیت ابو محمد کندی ہے۔ بنی کندہ کے رئیس تھے اور ۱۰ھ ہجری میں بنی کندہ کو لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں ان کی قوم انھیں کی فرمانبردار تھی اور بعد اسلام کے بھی یہ بڑے وجیہ تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو یہ مرتد ہوگئے تھے اور پھر حضرت ابوبکر کی خلافت میں دوبارہ مسلمان ہوئے کوفہ کا رہنا انھوں نے اختیار کر لیا تھا اور آخر میں ۴۰ھ میں انتقال کیا اور حضرت حسن علیہ السلام بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اشعث موصوف سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔

اشج ان کا نام منذر بن عائذ عصری عبدی ہے یہ اپنی قوم کے سرداروں کو اسلام کی طرف بلانے والے تھے اور عبدالقیس کے گروہ میں شامل ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اشج موصوف کا شمار اعراب مدینہ میں کیا جاتا ہے بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور باب الحذر والتانی میں ان سے مذکور ہے عصری ع اور ص کی زبر کے ساتھ ہے۔

اشیم ضبابی ضحاک کی حدیث جو باب الفرائض میں ہے اس میں ان کا ذکر ہے

اسود بن کعب عنسی نام اس کا عبہلہ تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے

یمن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت کے سامنے ہی قتل ہوا تھا فیروز دیلمی اور قیس بن عبد یغوث اس کے قاتل تھے فیروز نے تو اس کے سینہ کو جکڑ لیا تھا تاکہ یہ تڑپنے نہ پائے اور قیس نے اس کو قتل کرکے اس کا سر علیحدہ کر لیا تھا باب الردیا میں اس کا ذکر ہے عنسی ع کی زبر اور نون کی سکون کے ساتھ ہے اور مہملہ ع کی زیر اور ب کی سکون اور ہ اور ل کی زبر کے ساتھ ہے۔

ابراہیم بن نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سرور کائنات کے آپکی حرم محترم ماریہ قبطیہ سے صاحبزادے تھے مدینہ میں ذی الحجہ سنہ ۸ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی اور پھر چھ مہینہ کے ہوکر آپ نے وفات پائی اور بعض آٹھ مہینے کی لکھتے ہیں اور مقام بقیع میں مدفون ہوئے۔

اغرالمازنی بن مزنی آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے ابن عمر اور معاویہ بن قرہ نے آپ سے روایت کی ہے اغر ہمزہ کی زبر اور غ کی زبر اور ر کی تشدید کے ساتھ ہے

ابیض بن حمال ماربی سبائی حضرت کی خدمت میں آئے تھے اور آپ کی صحبت سے سرفراز ہوئے تھے سکونت آپ کی یمن کی تھی اور حدیث کی آپ سے بہت ہی کم روایت ہے حمال ح کی زبر م کی تشدید کے ساتھ۔

ماربی ب م کی زبر اور ہمزہ کی زبر کے ساتھ ہے

اقرع بن حابس فتح مکہ کے بعد بنی تمیم کے گروہ کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پہلے مؤلفہ قلوب میں سے تھے جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں آپ کا شریفانہ طور تھا عبداللہ بن عامر نے آپ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر خراسان بھیجا تھا جو مقام جوزجان میں پہنچکر کام آیا ابوہریرہ اور جابر نے آپ سے روایت کی ہے

ابوالازہر انماری یہ صحابی ہیں خالد بن معدان اور ربیعہ بن یزید نے ان سے روایت کی ہے اور شامیوں میں ان کی گنتی ہے۔

اکیدر دومہ بن عبدالملک عرف آپ کا دومۃ الجندل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس نامہ مبارک بھیجا تھا اور انھوں نے حضرت کی خدمت میں تحفے بھیجے تھے باب الجزیہ میں ان کا ذکر ہے اکیدر اکدر کی تصغیر ہے اور دومہ د کی زبر اور پیش کے ساتھ شام اور حجاز کے درمیان ایک مقام ہے۔

اوس بن اوس اور بعض اوس بن ابی اوس ثقفی کہتے ہیں یہ عمرو بن اوس کے والد ہیں اور ابو محمد اشدث صنعانی اور ان کے بیٹے عمرو وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے

ایاس بن بکیر لیثی بدر کی لڑائی اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں یہ موجود تھے اور دار الارقم میں اسلام لائے تھے اور سنہ ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ایاس بن عبداللہ دوسی مدنی آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے بخاری کہتے ہیں ہم کو آپ کا حضرت کی صحبت سے سرفراز ہونا معلوم نہیں فقط ایک حدیث عورتوں کے مارنے کے بارے میں آپ سے روایت ہے اور عبداللہ بن عمر نے آپ سے روایت کی ہے۔

اسامہ بن زید بن حارثہ القضاعی ان کی والدہ ام ایمن جن کا نام برکہ ہے اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی اور جناب عبداللہ والد ماجد حضور پرنور کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اسامہ ان کے بیٹے خاص حضور کے آزاد کردہ تھے جب حضور کا انتقال ہوا ہے تو اسامہ کی عمر بیس سال کی تھی بعض مورخین نے ان کی عمر کی بابت مختلف احوال لکھے ہیں وادی القریٰ میں جاکر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد انہوں نے انتقال کیا بعض کہتے ہیں سنہ ۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے اور ابن عبدالبر کہتے ہیں یہی روایت میرے نزدیک بہت صحیح ہے اور اسامہ موصوف سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔

اسامہ بن شریک ذبیانی ثعلبی۔ کوفیوں میں خود ان کا اور ان کی حدیث کا شمار ہے زیاد بن علاقہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

ابی بن کعب اکبر انصاری خزرجی یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور یہ ان چھ لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حضور کے سامنے ہی پورا قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور ابی بن کعب موصوف سب صحابہ سے زیادہ کتاب اللہ کے قاری اور ان فقیہوں میں سے ہیں جو حضرت کے سامنے ہی مدینہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ابوالمنذر اور عمر کی ابوالطفیل کنیت رکھی تھی اور سید الانصار ان کا اور سید المسلمین عمر کا نام رکھا تھا ابی بن کعب نے مدینہ میں سنہ ۱۹ھ میں انتقال کیا اور بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

افلح یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں اور بعض مورخ ان کو حضرت کی زوجہ ام سلمہ کا آزاد کردہ کہتے ہیں حبیب مکی نے ان سے روایت کی ہے۔

ایفع بن ناکور مشہور بذی الکلاع ک کی زبر سے یمن کے رہنے والے اور اپنی قوم کے رئیس اور حاکم تھے جب یہ اسلام لے آئے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسود عنسی پر جہاد کرنے کے بارے میں امداد کرنے کا حکم لکھا تھا معاویہ کے ساتھ جنگ صفین سنہ ۳۷ھ میں یہ اشتر نخعی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

انجشۃ العبد الاسود الحادی۔ ابوطلحہ اور انس بن مالک نے ان سے روایت کی ہے اور یہ وہی شخص ہیں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا رویدک یا انجشۃ رفقا بالقواریر۔ انجشہ الف کی زیر ن کی سکون ج کی زبر کے ساتھ ہے۔

ابوامامۃ الباہلی صدی بن عجلان باہلی یہ پہلے مصر میں رہتے تھے اور پھر وہاں سے شہر حمص میں چلے آئے اور وہیں انتقال کیا یہ ان لوگوں سے ہیں جنھوں نے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں اکثر حدیثیں ان کی شامیوں ہی کے پاس ہیں اور بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے سنہ ۸۶ھ میں انھوں نے اکانوے برس کی عمر پاکر انتقال کیا شام میں سب صحابہ سے آخر میں انھیں کا انتقال ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شام میں سب سے آخر عبداللہ بن بسر مرے ہیں صُدَیّ ص کی پیش د کی زبر اور ی کی تشدید کے ساتھ ہے

لہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی لالچ سے دین کی رغبت دلائی جاتی تھی

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

اور جنگ پر آمادگی ظاہر کی اس کے بعد حملہ ہونا ہی تھا طرفین سے حملہ آوری ہوئی مگر کفار کے علمبردار ابو قتادہ کے قتل ہونے کے بعد کفار میدان جنگ میں زیادہ دیر نہ ٹھیر سکے اور بالآخر سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے اور کچھ آدمی گرفتار ہو گئے جن میں سالار لشکر کی بیٹی جویریہ بھی شامل تھیں حضور نے اس مصلحت سے کہ یہ بڑا قبیلہ ہمیشہ کے لئے مطیع ہو جائے گا جویریہ سے اپنا نکاح کر لیا ان کے نکاح کے بعد صحابہ نے تمام قیدیوں کو بھی چھوڑ دیا کہ جس قبیلہ میں حضور نکاح کریں اس کے آدمی غلام نہیں رہ سکتے اس سلوک سے رسول اللہ صلعم کو اپنے صحابہ کی محبت و اطاعت کیشی سے بہت خوشی ہوئی جس کی مثال کسی رسول کی امت میں نہیں ملتی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان عظیم

چشمہ مریسیع جہاں یہ لڑائی ہوئی تھی مدینہ سے نو منزل کے فاصلہ پر تھا، ایسے میں منافق مسلمانوں کی پے در پے کامیابی سے اندر ہی اندر جلے مرتے تھے اور دوانت پیس کر رہ جاتے تھے مگر جسے خدا رکھے اسے کون چکھے یہ کر ہی کیا سکتے تھے سوائے اس کے کہ مسلمانوں میں شکر رنجی و بے لطفی پڑ جائے چنانچہ انہوں نے اپنی عداوت باطنی کا ثبوت اس طرح دیا کہ مہاجرین انصار میں یہانتک بے لطفی کی نوبت پہنچا دی کہ عبداللہ بن ابی نے کہہ دیا کہ مدینہ میں چلکر ان تمام مہاجرین کو مدینے سے نکال دیا جائیگا اسی سلسلہ میں کافروں اور منافقوں نے ایک اور فتنہ بھی کھڑا کر دیا وہ یہ کہ اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ بھی ہمراہ تھیں ایک منزل پر شب کو قیام کیا تھا قافلہ کی روانگی کے وقت آپ رفع حاجت کے لئے گئی ہوئی تھیں پیچھے سے آپ کا ہودج اونٹ پر کسا دیا گیا اور یہ محسوس نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے حضرت عائشہ کو کسی قدر دیر لگ گئی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ اپنی ہمشیرہ کا ایک ہار گلے میں پہنے ہوئے تھیں اتفاقاً اس ہار کا ڈورا کسی جھاڑی میں الجھ کر ٹوٹ گیا اور تمام موتی بکھر گئے آپ موتیوں کو چننے لگیں اس میں زیادہ وقت صرف ہو گیا لشکر روانہ ہو گیا آپ قیامگاہ پر تشریف لائیں تو وہ جگہ خالی پائی آپ کو نہایت تردد ہوا ادھر تو یہ حیران و پریشان کھڑی تھیں ادھر صفوان بن معطل اپنا اونٹ لئے ہوئے پیچھے سے آ گیا اس کے سپرد یہ خدمت تھی کہ وہ سب کے پیچھے قیام کریں اور روانگی کے بعد سب سے بعد میں گری پڑی چیزوں کو دیکھتے بھالتے ہوئے روانہ ہوں حسب دستور قیامگاہ کا معائنہ کرتے ہوئے آئے اور ام المومنین کو دیکھا تو متعجب ہوئے انھوں نے ان کو اونٹ پر بٹھا لیا اور خود مہار پکڑ کر روانہ ہوئے اور اسلامی لشکر سے جا ملے۔

بات معمولی تھی مگر منافقین تو بات کا بتنگڑ بنانے کی تاک ہی میں رہتے تھے ان کو باتیں بنانے اور بہتان باندھنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آ گیا چنانچہ انھوں نے اپنی عداوت اور خبث باطنی کے باعث طرح طرح کی باتیں شہر میں مشہور کیں آنحضرت صلعم تک جب یہ خبریں پہنچیں تو آپ بہت متردد اور پریشان ہوئے منافقوں نے اپنی طرف سے بہتان باندھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا مگر مسلمانوں کو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہ کی مظلومی اور بیگناہی کا کامل یقین تھا اس بہتان کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ جن کی عصمت و عفت پر جنت کی حوریں قربان ہوا کرتی تھیں قریباً ڈیڑھ ماہ اپنے باپ کے گھر رہیں مگر یہ بھی اپنی بے گناہی پر مطمئن تھیں چنانچہ ایک مہینہ کے بعد خداوند علام الغیوب نے ان کی پاکی و بیگناہی کا حکم قرآن پاک میں نازل کیا اور دشمن خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

عبداللہ بن عبداللہ کی اسلام دوستی کا ایک ولولہ انگیز واقعہ

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی اسلام دشمنیوں اور شرارتوں اور بدکلامیوں سے مسلمان تنگ آ چکے تھے مگر اس افعی سے کسی طرح چھٹکارا نظر نہ آتا تھا اس کی شرارتوں کا علم حضور کو بھی تھا مگر آپ رحمت عالم ہونے کے باعث طرح دے جاتے تھے بالآخر ایک صحابی نے تنگ آ کر حضور کی خدمت میں عبداللہ بن ابی کی شرارتوں اور دشمنیوں کا ذکر کیا اور گویا بہیان و ثبوت گذران کر استدعا کی کہ اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا جائے تاکہ مسلمانوں کو اس کے فتنہ و شر سے نجات مل جائے مگر قربان رحمۃ للعالمین کی رحمت و رافت کے آپنے فرمایا عبداللہ بن ابی چونکہ بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اگر اس کو قتل کیا گیا تو لوگ کہیں گے کہ محمد (صلعم) اپنے دوستوں کو بھی قتل کرنے لگے اس طرح آپ نے بات ٹلا دی اور عبداللہ بن ابی کی جان بچ گئی

خدا کی قدرت دیکھئے کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا سچا مسلمان تھا جس کا نام عبداللہ بن عبداللہ تھا ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ میرے باپ سے مسلمان تنگ ہیں اور وہ گشتنی اور گردن زدنی ثابت ہو چکا ہے تو یہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کا فیصلہ کر چکے ہیں تو یہ خدمت میرے سپرد کیجئے کہ میں اس کا سر کاٹ لاؤں اور دنیا پر ثابت کر دوں کہ اسلام باپ سے زیادہ قیمتی ہے اللہ اکبر کیا مسلمانی ہے اور کیسی اسلام پرستی ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ معلوم نہیں اسلام نے ان کی رگ و پے میں کونسی روح اطاعت و فدویت بھر دی تھی جس کی وجہ سے بیٹا باپ کے قتل کے لئے آمادہ تھا حقیقت یہ ہے کہ یہی تو وہ جذبہ اسلام تھا جس کی وجہ سے صحابہ آسمان اسلام پر آفتاب و مہتاب بنکر چمکے اور دین و دنیا کی نعمتوں اور غنائم المرادیں سے

مالک بن گئے۔

بد قسمت نام کے مسلمان رہ گئے ہیں کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے اور غلام و محکوم ہو گئے مگر یہ عقل کے اندھے اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اگر تم نے صحابہ کی مبارک زندگیوں سے کوئی سبق حاصل کیا ہوتا اور تم حقیقی مسلمان ہوتے تو یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا اپنے اندر بھی جذبہ اسلام پیدا کرو اور صحابہ کی زندگی کو اپنا رہبر بناؤ عبرت ذرا سے ہمیں ابھی اپنی جگہ اپنے اسلام کا جائزہ لینا چاہئیے اور یہی روح اطاعت حاصل کرنی چاہئیے خدا کرے ناظرین اس واقعہ سے کوئی سبق حاصل کریں یونہی سرسری طور پر مطالعہ کرکے آگے نہ بڑھ جائیں ورنہ تاریخ اسلام ان کی بے بصیرتی بے دماغی اور عدم تدبر پر ماتم کرتی رہے گی۔

غرض عبداللہ بن عبداللہ کے جواب میں نبی کریم صلعم نے فرمایا میں تمہارے باپ کو قتل کرنا نہیں چاہتا مگر اس مخلص کے اسلام کے جذبہ اطاعت کو تسکین نہ ہوئی جس وقت لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہونے لگے تو بیٹے نے باپ کو مدینے میں داخل ہونے سے روک دیا اور کہا کہ تو منافق ہے تجھے مدینے میں داخل نہ ہونے دوں گا۔ آنحضرت صلعم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے عبداللہ بن عبداللہ کو حکم دیا کہ انہیں اپنے باپ کو مدینے میں آنے دو۔

بنی نضیر کی ریشہ دوانیاں

بنی نضیر جب جلا وطن ہو کر خیبر اور شام میں آباد ہوئے تھے انہوں نے مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی کوششوں اور ریشہ دوانیوں کو جاری رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے چپہ چپہ پر مسلمانوں کی بیخکنی کا سامان ہونے لگا ہر طرف خطرے اور فتنے سر اٹھانے لگے اور تمام عربی قبائل برانگیختہ ہو گئے حضور کو جن جن فتنوں اور بغاوتوں کا سامنا ہوا ان سب میں انہی یہودیوں کا ہاتھ تھا چنانچہ بنی نضیر میں حی بن اخطب ایک بہت ہی بڑا مفسد اور شرارتی تھا علاوہ ازیں اور بھی بہت سے سردار تھے جنھیں مسلمانوں کی ترقی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور اندر ہی اندر جلے مرتے تھے۔

یہودیوں کی اسلام سے ازلی دشمنی کے جذبہ کے ماتحت حی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق، سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع وغیرہ بنی نضیر کے سربرآوردہ سرداران قبائل متحد ہو کر مکہ میں گئے اور قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی جب ان لوگوں نے قریش مکہ کے سینوں میں جنگ کا جوش پایا تو اب یہ قبائل غطفان میں گئے اور ان کو بھی اسی طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ پر مشتعل و آمادہ کیا اسی طرح قبائل بنو کنانہ بھی آمادہ ہو گئے یہودیوں کا ایک قبیلہ بنو قریظہ ابھی تک مدینہ میں ہی سکونت پذیر تھا اور مسلمانوں کے عہدنامہ کے مطابق مسلمانوں کی امداد کرنا ان کا فرض تھا بنی نضیر نے سازش اور ریشہ دوانی کا سلسلہ ان میں بھی جاری کر دیا اور در پردہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کا معاہدہ کر لیا علاوہ ازیں بنو سلیم، فزارہ، اشجع، بنو سعد اور بنو مرہ وغیرہ قبائل کو بھی آمادہ جنگ کر لیا گیا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس جنگ عظیم اور سازش نے خوب ترقی کی حتیٰ کہ قبائل قریش، بنو نضیر اور غطفان وغیرہ قبائل کے سرداروں نے جن کی تعداد قریباً پچاس تھی خانہ کعبہ میں جاکر قسمیں کھائیں کہ ہم جب تک زندہ ہیں مسلمانوں کی بیخکنی سے منہ نہ موڑیں گے اور اسلام کی دشمنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیں گے اس عظیم الشان سازش میں حد سے زیادہ احتیاط اور پردہ داری برتی گئی اسی لئے مسلمانوں کو وقت سے پہلے خبر نہ پہنچ سکی آخر اس سال کے آخر میں وہ عظیم الشان لڑائی ہوکر رہی جس کا اندیشہ کئی مہینے سے ہو رہا تھا اور سب بغاوتیں اسی لڑائی کا پیش خیمہ تھیں۔

جنگ خندق

اس لڑائی کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں عرب کے بہت سے قبیلے جمع ہوکر آئے تھے ابو سفیان مکہ سے چار ہزار کا لشکر لیکر نکلا پھر راستے میں عرب کے تمام قبائل اور یہودی وغیرہ آ آکر شامل ہوتے گئے مدینہ کے قریب جب یہ لشکر پہنچا تو اس کی تعداد چوبیس ہزار تھی جس میں ساڑھے چار ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کو جب اس فوج جرار کے حملہ کی خبر ملی تو آپ نے ایک بہادر جرنل کی طرح مجلس مشاورت منعقد کی اس مجلس میں متفقہ طور پر یہ رائے قرار پائی کہ مدینہ میں رہکر ہی مدافعت کی جائے حضرت سلمان فارسی نے یہ مشورہ دیا کہ حملہ آور فوج سے محفوظ محصور فوج کے گرد خندق کھودی جائے حضور نے آپ کی تجویز کو پسند کیا مگر مشکل یہ تھی کہ عرب کے لوگ خندق کھودنے کی ترکیب سے واقف نہ تھے۔

جنگ خندق کے جائے وقوع کی صورت یہ تھی کہ ایک طرف پہاڑیاں تھیں ایک طرف مدینہ منورہ کے مکانات کی دیواریں فصیل کا کام دے رہی تھیں اور تیسری سمت کھلی ہوئی تھی اسی طرف سے دشمن کے حملہ کا بھی اندیشہ تھا اسی طرف سے کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا اس طرح سلسلہ کوہ اور خندق کے درمیان ایک بیضوی شکل کا میدان بن گیا گویا یہی مسلمانوں کا قلعہ تھا اسی کے وسط میں آنحضرت صلعم کا خیمہ تھا خندق کی چوڑائی پانچ گز اور گہرائی پانچ گز تھی خندق کی لمبائی کے کل دس ساری حصے کئے گئے اور ایک ایک حصہ دس دس آدمیوں کے حصہ میں آیا تین ہزار مسلمانوں نے بیس دن میں یہ خندق تیار کی سخت سردی کا موسم تھا اور خندق کی کھدائی کا کام رات کے وقت ہوتا تھا خندق کھودتے وقت مہاجرین و انصار یہ رجز پڑھتے جاتے تھے

"ہم نے محمد کے ہاتھ پر جہاد کے لئے بیعت کی ہے اور ہم اس عہد پر ہمیشہ قائم رہیں گے"

ایک دن کچھ مہاجرین و انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ آج ہمیں تین دن کا فاقہ ہے اور پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرا بھی یہی حال ہے اور اپنا پیٹ کھول کر دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے پھر فرمایا صبر کرو اللہ ہر مشکل آسان کر دیگا۔ حضور بھی خندق کھودتے تھے اور یہ رجز فرماتے جاتے تھے "اللہ نے ہم کو ہدایت دی ہم نماز پڑھتے ہیں اور

خیرات کرتے ہیں ہمارے علاوہ بغاوت ہوئی ہے خدا ہم کو فتح دیگا"

قرآن پاک اور مسلمان

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے خاص طور سے لکھائی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد آبادی)

قرآنی تعلیم اور ذلت و مسکنت افلاس و مسکنت کی لعنت جز ۲

بالکل عام اور ظاہر ہے ہر شخص اسے ایک عذاب اور اذیت وہ چیز سمجھتا ہے لیکن فرزندان توحید ہی میں ایک اچھی خاصی جماعت ایسی ہے جو مسلم حیات کا طغرائے امتیاز ہی غربت و افلاس سمجھے ہوئے ہیں اور یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ دنیا کی نعمتیں کافروں اور غیر مسلموں ہی کے لئے ہیں جو زر تصور انہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو جو کچھ ملیگا وہ مرنے کے بعد جنت میں ملیگا آیت قرآنی میں جس زندگی کو لہو ولعب قرار دیا گیا ہے اور جس حیات دنیوی کی بعض احادیث میں برائی کی گئی ہے وہ وہی زندگی ہے جو بداعمالیوں کا مرقع ہو اور کفر و شرک کی گندگیوں میں لتھڑی ہوئی ہو اس لئے کہ ان کی زندگی گو سراب دکھاتی ہے آب و رنگ سے پر عیش نظر آتی ہے اور بادی النظر میں اسے اچھی زندگی کہا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ زندگی بدترین زندگی ہوتی ہے اور اس سے خود انھیں اور ان کی سوسائٹی کو نقصان پہنچتا ہے بداخلاقی بڑھتی ہے اور ملک میں فساد پھیلتا ہے۔ طبقات ابن سعد میں حضرت ابی بن کعب سے یہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا آخرت تک کامیابی کے ساتھ پہنچنے کے لئے زاد راہ ہے اور قیامت میں جن اعمال کا ثواب ملیگا وہ اسی دنیا میں رہ کر کئے جاتے ہیں۔ امام فخرالدین رازی اور حضرت ابن عباس کے اقوال ہم پہلے نقل کرچکے ہیں۔

الدنیا جیفة وطالبها کلاب کا مطلب بھی یہی ہے اور یہ اسی زندگی حیات کے متعلق کہا گیا ہے جس میں خدائے قدوس کے احکام کی مخالفت کی جائے اور شرک و نفاق کی زندگی سے سروکار رکھا جائے۔

الدنیا سجن للمومن وجنة الکافر کا صحیح مطلب تو کوئی نہیں سمجھا اور اسے مومن کا قید خانہ سمجھکر اس سے متنفر شروع کر دیتے ہیں اور اس خیال کے ساتھ ہی ان کے قوائے عمل سست ہو نے لگتے ہیں ایک مرتبہ حضرت حسن بصری کہیں تشریف لے جارہے تھے اس شان و شکوہ کے ساتھ کہ کئی طالبان علم و معرفت آپ کے ہمراہ تھے ایک یہودی آپ کی اس شان سے متاثر ہوکر کہ حضرت مسلمانوں میں تو مشہور ہے کہ "الدنیا سجن المومن وجنة الکافر" پھر آپ کیوں اس شان و شکوہ کیساتھ رہتے ہیں حالانکہ میری حالت اس قدر خراب ہے فرمایئے یہ حدیث کہاں صحیح ثابت ہوئی آپ نے فرمایا اس کا مطلب نہیں جو تو نے سمجھ رکھا ہے بلکہ یہ ہے کہ مومنین کو آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے مقابلہ میں دنیا کی نعمتیں قید خانہ کی ملی ہوئی چیزیں ہوتی

سے زیادہ نہ معلوم ہونگی اور کافروں کو زیادہ تر تکالیف پیش آنے والی ہیں ان کے مقابلہ میں ان کی جو حالت بھی اس دنیا میں ہو وہ گویا جنت ہے۔

مسلمان اپنی نافہمی اور بے علمی کے باعث اصلیت و حقیقت کو تو فراموش کر بیٹھے اور خواہ مخواہ پر انھوں نے عمل و گمان کرنا شروع کر دیا اور ذلت و غریبی کی زندگی ہی کو باعث ثواب اور اجر عظیم سمجھنے لگے حالانکہ یہ چیزیں عذاب الٰہی کا مزہ ہیں ارشاد ربی ہے کہ:-

ضربت علیهم الذلة والمسکنة وباءو بغضب من الله ذلك بانهم کانوا یکفرون بایت الله ویقتلون النبیین بغیر الحق

اور ان لوگوں کو ذلت و افلاس کی مار دیجئے اور یہ خدا کے غضب کی لپیٹ میں آگئے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلك منکم الا خزی فی الحیوة الدنیا ویوم القیمة یردون الی اشد العذاب لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم تو کیا کتاب الٰہی کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس کے سوا اس کا بدلہ ان سے اور کیا ہوسکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کی ذلت و رسوائی ہو اور قیامت کے دن انھیں شدید عذاب دیا جائے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی و ذلت ہے اور آخرت میں بھی انھیں بڑا عذاب دیا جائیگا۔

نیک عمل لوگوں کے حق میں جہاں فی هذه الدنیا حسنة ولدار الاخرة خیر ولنعم دار المتقین ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی انھیں بڑا اجر عطا کیا جائے گا"

وہاں بداعمال لوگوں کے لئے کہا گیا تھا لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب الیم (ان کے لئے اس دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب دیا جائیگا) فرمایا گیا اور ہونا بھی یہی چاہئے کتنی صاف سیدھی اور اعلیٰ تعلیم ہے لطف اور مقبولیت کا مظاہرہ تو یہی ہے کہ اس کی خدائی میں اس کے بندے اور رہو جانے کے بعد جہاں رہیں عیش و کامرانی کے لطف لوٹیں اور جو اس کی نافرمانی ہے بدبختی کہیں اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہ بھی کوئی مقبولیت و محبوبیت ہے کہ دنیا میں تو مصیبت اور بلاؤں میں رکھا جائے اور آخرت میں آسائش و کرم کا یقین دلایا جائے خدائے قدوس کی یہ شان نہیں اس نے جو کیا بہتر کیا جب وہ دونوں جہان کا مالک و مختار ہے تو دونوں جہان میں عیش بھی دے سکتا ہے۔

آگے ارشاد ہے ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر الحق جہاں دیکھو ذلت ان کے سر پر سوار ہے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور محتاجی علیحدہ ان کے پیچھے پڑی ہوئی ہے یہ اس کی سزا ہے کہ یہ لوگ اسکی آیات کو ماننے سے انکار کرتے تھے اور اس کے پیغمبروں کو ناحق سے قتل کرنا ان کا شعار تھا،

غور کرتے جائیے بار بار ذلت و افلاس کو سزا اور قہر بتا کر مجرمین کو اس کا مورد بتایا جا رہا ہے وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ خدا ایک ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے اس کے رہنے والے امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے ہر طرف سے انھیں بافراغت رزق ان کے پاس چلا آرہا تھا لیکن انھوں نے ان نعمائے الٰہی کی ناشکری کی نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس کا مزہ چکھادیا اور بھوک اور خوف کو ان کا بچھونا بنادیا۔"

اس آیت میں فراغت رزق ملنے اور امن و اطمینان کو نعمائے الٰہی اور خوف و بھوک کو عذاب الٰہی بتا کر مومنوں کو سمجھایا اور کافروں کو متنبہ کیا گیا ہے۔

ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین الا قوم یونس کما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعنٰہم الی حین جو لوگ بچھڑے کو لے بیٹھے یعنی اس کی پرستش کرنے لگے جلد ہی ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور دنیا کی ذلت انھیں نصیب کی گئی جھوٹ اور بہتان باندھنے والوں کو ہم اس طرح سزا دیا کرتے ہیں مگر یونس کی قوم جب ایمان لے آئی تو ہم نے دنیوی زندگی میں ان پر سے عذاب رسوائی کو دور کردیا اور انھیں ایک خاص وقت تک رسایا بسایا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان لانے پر اللہ تعالیٰ قوم سے عذاب دور کردیتا ہے بلکہ عیش و آسائش بھی عطا کرتا ہے لہم عذاب فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الآخرۃ اشق ان لوگوں کے لئے عذاب دنیوی میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ تو بہت سخت اور بہت زیادہ ہوگا لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق ایسے لوگوں کی سزا دنیا میں ذلت و خواری ہے اور قیامت کے روز ہم انھیں دوزخ کا بھی مزہ چکھائیں گے۔

کذب الذین من قبلہم فاتٰہم العذاب من حیث لا یشعرون فاذاقہم اللہ الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الآخرۃ اکبر ان سے پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تو ان پر اسی جگہ سے عذاب الٰہی نے آلیا جہاں سے انھیں اس کے پہنچنے کا گمان بھی نہ تھا انھیں دنیا میں بھی ذلت و خواری دیکھنی پڑی اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ ہوگا۔

تاریخ شاہد ہے کہ سبا کے لوگ نہایت متمدن و مہذب تھے اور ان کی ترقیاں بہت روشن اور بہت شاندار تھیں عہد حاضر میں جو تحقیقات ہوئی ہیں کھدائی کا جو کام شروع کیا گیا ہے اور اس سے جو چیزیں برآمد ہوئی ہیں وہ ان کی مدنی ترقیات اور عیش اندوزیوں پر تیز روشنی ڈالتی ہیں ذیل کی آیت میں خدائے قدوس نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

لقد کان لسبا فی مسکنہم آیۃ جنتان عن یمین وشمال کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور فاعرضوا فارسلنا علیہم سیل العرم ملک سبا کے باشندوں کی یہ حالت تھی کہ ان کے اپنے مکانوں، گھروں اور کاشانوں ہی میں اللہ کی نشانی موجود تھی سرزمین باغات اور گلزاروں سے پٹی پڑی تھی جب لوگ ادھر سے گذرتے تھے تو باغوں کے درمیان سے ہو کر گذرتے تھے حکم ربی تھا کہ تم پروردگار کی دی ہوئی نعمتیں اور رزق کھاؤ اور شکر ادا کرو کہ تمھیں رہنے کے لئے ایسا عمدہ شہر دیا گیا دنیا میں ایسا عیش نصیب ہوا رہی آخرت تو خدائے قدوس غفور و رحیم ہے وہ وہاں بھی بخش دیگا اس پر بھی انھوں نے ہمارے احکام کی پرواہ نہ کی اس لئے ہم نے ان کا خزانہ توڑ کر ان پر سیلاب کی بلا مسلط کردی۔

اس قرآنی تعلیم کی موجودگی میں بھی مسلمان کچھ اور سمجھے بیٹھے ہیں وہ ان آیتوں کے معانی نہیں سمجھتے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دنیا و آخرت دونوں کے لئے پیدا کیا تھا دونوں کی ترقیاں ان کے لئے وقف کی تھیں ایمان و عمل پر دونوں جہان کی نعمتیں انھیں دینے کا وعدہ کیا تھا اور وعدہ کیا گیا تھا جنھوں نے ایسا کیا انھیں دونوں جہان کی نعمتیں عطا کردی گئیں اور جنھوں نے ایمان و عمل کے راستے پر چلنے سے اعراض کیا اور احکام الٰہی کی نافرمانی کی انھیں دونوں ہی جہان کی نعمتیں عطا کردی گئیں اور جنھوں نے ایمان و عمل کے راستے پر چلنے سے اعراض کیا اور احکام الٰہی کی نافرمانی کی انھیں دونوں ہی جہان کی خواریاں ہیں آخر دونوں جہان اسی کے ہیں وہی اس کا مالک ہے موت تو ان دونوں کے مابین ایک پل کی حیثیت رکھتی ہے اور ان دونوں کا باہمی تعلق کبھی منقطع نہیں ہوسکتا تھا پھر کتنی غلطی تھی کہ مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ آخرت کے عیش ہمارے لئے ہیں اور دنیا کی کامرانیاں کافروں کے لئے روحانی طبقہ نے دنیا سے تعلق ترک کیا اور دنیا دار مذہب سے بے تعلق ہوتے چلے گئے یہ ان کی خود اختیار کردہ راہ ہے ورنہ قرآن تو دونوں کی ترقیات کو لازم و ملزوم قرار دیتا ہے اور اس کے نزدیک ترقیات کا منتہا یہ ہے کہ دنیا تا آخرت دونوں میں انسانوں اور بندوں کو پوری کامگاریاں اور فائز المرامیاں حاصل ہوں۔ اگر اعمال نیک اور نیت خالص ہو تو دنیوی اور مادی ترقی بھی عین مذہبی ترقی ہے۔

صحابہ کی زندگی اور قرآن

رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ کی زندگی کی مثال ستاروں کی ہے جو تاریک رات میں گم کردہ راہ لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اس لئے ہم اس تاریک عہد میں صحابہ ہی کی زندگی سے روشنی حاصل کرسکتے ہیں ان کی زندگی قرآن کی پیش کردہ زندگی کا بالکل نمونہ تھی اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کی حالت اور ان کا اسوۂ عمل کیا تھا ان کی حالت یہ تھی کہ اس زمانہ کے کفار مسلمانوں کے متعلق "باللیل رہبان" وبالنہار

خراسان" (ابن اثیر) یعنی یہ لوگ رات کے وقت تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رہبان اور تارک دنیا ہیں اور دن کے وقت سپاہی ہیں اور صرف سپاہی ہیں۔ اور کیوں نہ ہوتے وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ حصول معاش اور دینی مسائل کے ساتھ دنیوی انہماک کا بھی حکم دیا ہے فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جب نماز ختم ہو چکے تو منتشر ہو جاؤ اور تحصیل معاش کی سعی میں منہمک رہو،
ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ تمہارا پروردگار سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے اور اسلئے چلاتا ہے کہ تم اپنی معاش تلاش کرو) انہی اور انہیں جیسی آیات کے تتبع میں وہ دنیوی ترقیات کو بھی مذہب کا ایک جزو سمجھتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ حکمرانی انھوں نے حاصل کی غلبہ و فتح انھیں نصیب ہوا اور دولت کے گہوارں میں وہ کھیلے دنیا کی سب سے بڑی کامرانی اور سب سے بڑی نعمت حکومت دفرمائی ہے انہ الارض یرثھا عبادی الصالحون اور لیستخلفنہم فی الارض کے مطابق حکمرانیاں بھی انہیں اور دنیا میں خدا کے نائب بھی بنے اس سلسلہ میں صحابہ نے جو عظمتیں پائیں ان کا اجمالی خاکہ یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید۔ حضرت یزید بن ابی سفیان۔ حضرت عمرو بن العاص۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ حضرت سعد بن وقاص حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ بن محصن بالترتیب دمشق، شام، بصرہ، کوفہ بحرین عمان کے گورنر ہوئے اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ حضرت ابو موسیٰ الاشعری کو بصرہ حضرت عمیر بن سعد کو دمشق حمص اور جزیرہ، حضرت زید بن ثابت کو بصرہ، مصر یمن اور مکہ مکرمہ حضرت عمار بن یاسر کو کوفہ اور حضرت سمرہ بن جندب کو بصرہ کی گورنری حاصل ہوئی۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ صنعاء کے حضرت معاذ بن جبل جند کے حضرت جریر بن عبداللہ نجران کے حضرت عیاض بن غنم دومۃ الجندل کے اور حضرت عبداللہ بن ثور جرش کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر حضرت عمر۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کو پوری سلطنت کی فرمانروائی و خلافت کا منصب جلیل عطا ہوا ہے ان صحابہ کی ابتدائی اور انتہائی زندگی کے منظاہر غربت و امارت پر نظر ڈالو گے تو حیرت و استعجاب کی ایک دنیا نگاہوں کے سامنے آجائیگی۔

قرآنی تعلیم اور تجارت

حصول دولت اور فراغبالی کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ تجارت ہے صحابہ کرام نے اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما لتبتغوا من فضلہ اور وجعلنا النہار معاشا کا مفہوم سمجھا اور واحل اللہ البیع کے راز کو سمجھکر قدم اٹھایا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ان احادیث نے کہ تم تجارت ضرور کرو کیونکہ رزق کے نو دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے رزق و تجارت میں ہے" سچا اور دیانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا میں تمھیں تجارت کی وصیت کرتا ہوں، خدا دولت دے تو اس سے آرام اٹھاؤ

اور کھاؤ پیو" اور ہمیز لگائی۔ چنانچہ ایک قلیل و تھوڑی مدت میں ان کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا روپیہ ان پر برس رہا ہے اور وہ دولت کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت سعد بن ربیع انصاری اور ان کے درمیان مواخاۃ قائم کر دی انھوں نے اپنا نصف مال انھیں دینا چاہا لیکن آپ نے نہ لیا اور بازار میں جاکر تجارت شروع کر دی پھر تو دولت کی یہ بھرمار تھی کہ آپ نے وصال کے بعد ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں سو گھوڑے اور لاکھوں اشرفیاں چھوڑیں اور وصیت کی کہ میری دولت میں سے پانچ ہزار اشرفیاں راہ خدا میں صرف کی جائیں آپ کے چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک کو ترکہ میں صرف بتیسواں حصہ ملا لیکن پھر بھی ایک ایک کے حصہ میں ایک ایک لاکھ آیا یہ تو پھر وہ دولت تھی جو راہ خدا میں صرف ہونے سے بچ رہی تھی آپ نے اپنی زندگی میں چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ مختلف مواقع پر حفاظت اسلام کے لئے خرچ و صرف کئے (طبقات ابن سعد، الریاض النضرہ)

حضرت طلحہ کی یہ حالت تھی کہ آپ نے اپنی زمین کا ایک قطعہ حضرت عثمان غنی کے ہاتھ ساتھ لاکھ درہم میں فروخت کیا اور یہ تمام روپیہ اسی شب میں مسلمانوں کو تقسیم کر دیا آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (طبقات ابن سعد)

حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں ہر ایک بیوی کے حصہ میں گیارہ گیارہ لاکھ درہم آئے حالانکہ انھیں بتیسواں حصہ ملا اور تین کروڑ باون لاکھ کی جائداد چھوڑی آپ کا ایک مکان تھا جو چھ لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔

حضرت سعد بن وقاص اتنے دولتمند تھے کہ ان کے صرف نقد مال کی زکوٰۃ پانچ ہزار درہم نکلتی تھی اور ڈھائی لاکھ نقد چھوڑا (طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ رہتا تھا اور افلاس کا یہ عالم تھا کہ ایک درہم بھی میرے پاس نہ ہوتا تھا لیکن آج یہ زمانہ ہے کہ میرے گھر کے گوشے میں صندوق کے اندر چالیس ہزار سے زیادہ نقد موجود ہے آپ نہایت سفید اور براق لباس پہنتے تھے اور خوشبوؤں کے استعمال کی کثرت رکھتے تھے آپ نے نوے ہزار درہم ترکہ میں چھوڑے (طبقات)

حضرت ابوہریرہ بحرین سے چار لاکھ درہم نقد لیکر مدینہ منورہ آئے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کسی پر ظلم کر کے تو یہ روپیہ نہیں لائے عرض کیا نہیں پھر دریافت کیا کہ پھر اتنا مال کہاں سے ہاتھ لگ گیا کہنے لگے کہ میں وہاں تجارت اور کاروبار میں مصروف تھا اور اس سے اتنی دولت پیدا کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں قریش کا سب سے بڑا تاجر اور سب سے بڑا مالدار تھا (الریاض النضرہ) آپ کے پاس چالیس ہزار نقد تھے جو آپ نے راہ خدا میں صرف کر دیئے (ابن اثیر جلد دوم)

حضرت عثمان غنی نے اپنی شہادت کے بعد تین کروڑ پانچ لاکھ درہم

ایک لاکھ دینار اور ہزار اونٹ چھوڑے (الریاض النضرۃ)

حضرت عمرؓ نے جب ام کلثوم سے نکاح کیا ہے تو انھیں چالیس ہزار درہم مہر نقد عطا فرمایا۔

ہم نے صرف ان صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے جو عشرہ مبشرہ میں تھے اور جنھیں دنیا ہی میں مغفرت اور جنتی ہونے کی بشارت مل گئی تھی جب ان جنتیوں اور عشرہ مبشرہ کی دولت و ثروت کی یہ حالت تھی تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ دولت بری چیز ہے اور دنیاوی زندگی قابل مذمت ہے ان میں کون سے بزرگ ایسے تھے جو کاربند تھے نہیں ایک ہی نہیں دنیا داری کی حالت تو یہ تھی کہ گھر عشرت کدے بنے ہوئے تھے چار چار بیویاں اور ایک ایک درجن بچے تھے تجارتیں زمینداریاں اور حکمرانیاں کرتے تھے اچھا پہنتے اور اچھا کھاتے اور اچھا پہنتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے متعلق بتایا جا چکا ہے کہ آپ سفید کپڑا پہنتے اور خوشبویات کا استعمال بکثرت کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی کے متعلق سلیم ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان کو ایک یمنی چادر اوڑھے دیکھا جس کی قیمت سو درہم تھی (طبقات ابن سعد جلد سوم)

حضرت محمد بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ عورتوں کی تزئین و آرائش اور انھیں سجا بنا رکھنے کا بھی اہتمام کرتے تھے اور انھیں دیشنا اور بیش قیمت لباس پہناتے تھے۔ میں نے حضرت عثمان غنی کو سو درہم کی ایک چادر پہنے دیکھا جو آپ کی بیوی حضرت نائلہ کی تھی اور جسے انھوں کی ہی نے انھیں اڑھا دیا تھا اور اس کی قیمت سو درہم تھی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ گھروں میں خواتین بھی آراستہ و پیراستہ رہتی تھیں گویا جس شان و شکوہ اور جس چیز کو عرف عام میں دنیا داری کہا جاتا ہے وہ صحابہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

لیکن وہ اس دولتمندی اور ان عیش آرائیوں میں احکام خداوندی کو ایک لمحہ اور ایک ثانیہ کے لیے بھی فراموش نہ کرتے تھے اور اس عیش و عشرت نے انھیں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ بنا دیا تھا وہ ہر قسم کی آسائش بھی اٹھاتے تھے اور خدا کو بھی یاد کرتے تھے جائز عیش اٹھانے میں انھیں کبھی تامل نہ تھا البتہ ناجائز عیش سے انھیں سروکار نہ تھا ان کی دولت شراب خواریوں، مقدموں، نام و نمود اور بداعمالیوں میں صرف ہونے کیلئے نہیں تھی جب اللہ تعالیٰ کا کام ہوتا تھا اسلام کی طرف سے منادی کی جاتی تھی تو وہ سب کچھ چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے انھوں نے بڑی بڑی خوفناک جنگیں لڑیں اور شوق شہادت سے ہمیشہ بیتاب رہے اور جام شہادت نوش بھی کیے دل ان کے اللہ ہی کی طرف لگے ہوئے تھے اللہ کی راہ میں بھی انھوں نے خرچ کرنے اور اپنی جانیں قربان کرنے سے کبھی باک نہیں کیا اور دنیوی زندگی کی یہ آسائشیں اللہ سے کبھی انھیں غافل نہ بنا سکیں ان کی خیرات کی یہ حالت تھی کہ حضرت عثمان غنی نے شام سے آئے ہوئے ہزار غلہ کے اونٹ کھڑے کھڑے اللہ کی راہ میں لٹا دیئے بیر رومہ کنواں ۳۰ ہزار میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا مسجد نبوی میں اضافہ کرنے کے لئے ۲۵ ہزار درہم میں ایک زمین خرید کر وقف کر دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چالیس ہزار نقد اور اونٹ اور گھوڑے مجاہدین پر صرف کئے حضرت صدیقؓ نے تو کئی بار پورا گھر بار اللہ تعالیٰ کے نام پر لٹا دیا۔ حضرت عمر فاروق کی سخاوت بھی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی حضرت علی نے چالیس ہزار نقد فی سبیل اللہ خرچ کیا حضرت طلحہ نے ایک شب میں سات لاکھ درہم راہ خدا میں دے ڈالے حضرت عمر فاروق اپنے زمانہ حکومت میں عورتوں اور بچوں تک کے وظائف مقرر کر رکھے تھے جن کے عوض میں مردوں سے فوجی خدمات لی جاتی تھیں غزوہ بدر کے شرکا کو پانچ ہزار شرکا جنگ حدیبیہ کے لئے چار چار ہزار جنگ قادسیہ سے پہلی لڑائیوں کے شرکا کے لئے تین تین ہزار جہاد شام کے شرکا کے لئے دو دو ہزار اور جنگ یرموک کے بعد والوں کے لئے ہزار ہزار درہم سالانہ مقرر کر دیئے تھے اسی طرح اہل بدر کی عورتوں کے لئے پانچ پانچ سو اور اس کے بعد والیوں کے لئے کچھ کم وظائف مقرر تھے بچوں کو بھی سو سو درہم سالانہ وظائف دیئے جاتے تھے (ابن اثیر)

حضرت برزہ بنت رافع کہتی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے تقسیم وظائف کے وقت حضرت زینب کے پاس بھی ان کا وظیفہ بھیجا آپ نے اسی وقت اسے اپنے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اس میں سے پھر بھی تھوڑا سا بچ رہا میں نے کہا کہ یہ میرا حق ہے لیکن یہ تھوڑا سا بھی بچا سی درہم تھا حضرت عمر فاروق نے ایک دفعہ فرمایا کہ دولت جتنی بڑھتی جائے گی ہم لوگوں کے وظائف بھی اسی نسبت سے بڑھاتے جائیں گے اور اگر مال کی بہت کثرت ہو گئی تو بلا حساب مٹھیوں میں بھر بھر کر تقسیم کریں گے یہ مال انھی لوگوں کا ہے وہ جس طرح چاہیں لیں (طبقات ابن سعد) غرض یہ ہے کہ ایمان و عمل کی دولت نے مسلمانوں کے دونوں جہان آباد کر دیئے دنیا و آخرت دونوں جہان کی کامرانیاں انھیں نصیب ہو گئیں۔

اس تمول اور حکومت اور اس عیش پران کی خدا پرستیوں کا یہ عالم تھا کہ نشہ عشق الٰہی میں سرشار رہتے تھے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرتے تھے اکثر پوری پوری راتیں ذکر الٰہی اور نوافل میں گذار دیتے تھے احکام الٰہی کے پورے پابند تھے راہ حق میں کسی قربانی اور کسی ایثار میں انھیں تامل نہ ہوتا تھا اسی حالت میں ان کے باطل کے پردے اٹھ گئے تھے قلب میں روحانیت بیدا ہو گئی تھیں زبانوں میں اثر تھا کشف و کرامات کے حامل تھے بعض اوقات مدینہ منورہ میں بیٹھے جنگ کی حالت بیان کرتے اور مجاہدین کو ہدایتیں دیتے تھے۔ حضرت طلحہ کو مرنے کے بعد ایک بزرگ نے نہایت پرشکوہ حالت میں دیکھا یہ بزرگ ان کی زیارت کو گئے ان کی جنبہ بالکل ہی کھل چکی تھی ... کر رہ گئے ہمراہیوں نے کچھ توقف کے بعد دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے فرمانے لگے کہ میں نے حضرت طلحہ کو اس حالت میں دیکھا کہ حلہ بہشتی پہنے تخت پر جلوہ گر ہیں اور دو نوجوان حوریں ادھر ادھر کھڑی ہیں اس حالت میں قریب جانا مناسب نہ سمجھا اور کچھ دیر کے بعد گیا فرمانے لگے دنیا سے کہیں زیادہ یہاں عیش میں ہوں سب کی یہی حالت تھی ان کی ترقیاں جانبین ترقیاں تھیں نہ وہ آخرت کے لئے دنیا کو چھوڑتے تھے اور نہ دنیا میں وہ آخرت

حقیقت شرک

(محترم جناب پرویز شملہ)

ایک شرک ہی پر کیا موقوف ہے ذہن انسانی کی افتاد ہی کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ماورائے سرحد ادراک کو بھی کھینچ تان کر محسوسات کے دائرہ میں لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی چشم نظارہ جو حقیقت مستور کو لباس مجاز میں دیکھنے کی اس قدر متمنی ہے کہ وہ اس تصور کے بغیر جبین نیاز کے سجدہ ہائے بیتاب کو اذن نقوش آرائی نہیں دیتی اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کو جو اپنی صفات مبنیہ سے متعارف کیا تو لا محالہ زبان بھی انسانوں کی ہی استعمال میں آئی اس لئے کہ خدا اور عام انسانوں کے درمیان اور کوئی ذریعہ فہم و تفہیم نہیں ہو سکتا تھا نتیجہ یہ کہ محسوسات کا خوگر ذہن انسانی فوراً انسانوں کی طرف منتقل ہو گیا اور اس غلو و شدت سے کہ تنزیہ و تجسیم کی لا متناہی بحثیں معرض وجود میں آگئیں اور لیس کمثلہ شئی اور سبحان اللہ عما یصفون کی بلند نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو مالک الملک قرار دیکر زمینوں اور آسمانوں کی بادشاہت کو جو اپنے اور صرف اپنے لئے مخصوص فرمایا تو انسانی ذہن نے اللہ میاں کا تصور ایک مطلق العنان خود مختار بادشاہ کا سامنے لا کھڑا کیا اور اس کی سطوت و عظمت اور شوکت و جبروت کو بھی کچھ ایسا رنگ دیا گیا اور اسے یہ بھی قرار پا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو من دون اللہ کی غلامی سے منع فرمایا ہے اور اس شد و مد سے اس کے لئے وعید فرمائی ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح وہ ذات ایزد متعال بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کا نام لینے والا کسی اور کا خیال بھی دل میں لائے۔" حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی قوت و استیلا کا راز اس جماعت کی قوت بازو میں مضمر ہوتا ہے جو اس بادشاہ کو اپنا بادشاہ سمجھتی ہے اور اس کی سلطنت کی بنا و بقا منحصر ہوتی ہے اس جماعت کی قلت و کثرت پر اس لئے اس بادشاہ کو ہر وقت یہ خیال دامنگیر رہتا ہے کہ اس کی رعایا میں کسی کے دماغ میں کسی اور بادشاہ کا خیال نہ آجائے لیکن اس کے برخلاف اس مالک حقیقی اس احکم الحاکمین کی حکومت و سطوت انسانی دست و بازو کی رہین منت نہیں اگر تمام دنیا کے انسان اس کی درگاہ صمدیت میں انقیاد و اطاعت گذاری کے طوق گردنوں میں ڈال کر سر نیاز خم کر دیں تو اس کی ازلی و ابدی سلطنت میں ایک ذرہ کا اضافہ نہیں ہو سکتا اور اگر تمام دنیا کے انسان اپنی اوندھی کھوپڑی کے تتبع کی بدولت اس بارگاہ بے نیاز سے سرکشی و تمرد اختیار کرکے راندۂ درگاہ ہو جائیں تو اس کی حکومت میں ایک ذرہ کی کمی نہیں ہو سکتی اس کے ایوان سلطنت کی تحسین و تزئین میں کسی قشقۂ جبین کی سرخی سے کچھ رنگینی نہیں بڑھ سکتی اور سجود نیاز کی قلت سے اس کے سنگ آستان کی درخشندگی میں کچھ کمی نہیں واقع ہو سکتی اس لئے کہ وہ اس وقت بھی با ایں ہمہ جبروت و سطوت مالک ملک تھا جبکہ کوئی اس کا نام لینے والا مخلوق نہ ہوا تھا اور اس کی سلطنت اس وقت بھی اسی شان و شوکت سے باقی رہے گی جبکہ اس کا پوچھنے والا کوئی انسان باقی نہ رہے گا و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام۔

اس نے انسانوں کو اگر اپنی غلامی (عبودیت) کا حکم دیا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس سے اس کی قوت و استیلا میں اضافہ ہو تا ہے بلکہ محض اسلئے کہ اس میں خود انسانوں کی بھلائی کا راز مضمر ہے اسلام نے تمام عبادات کی لم اسے قرار دیا ہے کہ من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیہا جس نے نیک عمل کیا تو اپنے لئے کیا اور اگر برا کام کیا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے" دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے و من یشکر فانما یشکر لنفسہ و من کفر فان اللہ غنی حمید "جس نے شکر کیا اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات کے لئے ہے اور جس نے (اس کے آگے سر نیاز خم کرنے سے) انکار کیا (تو اس سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑ سکتا) وہ تو بے نیاز اور بلند و بالا تر ذات ہے۔"

گویا افعال جوارح یا اعمال قلوب سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع یا نقصان مقصود نہیں وہ ذات انسانی اعمال کے نتائج سے بے نیاز ہے ان کے نتائج تو خود انسان کی ذات کے لئے ہیں دنیاوی بادشاہوں کی طرح وہ انسانی عبادت گذاریوں کا محتاج اور اس کے لئے ممنون احسان نہیں اس نے تو بھی کریم سے فرمایا کہ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صادقین۔ یہ لوگ احسان دھرتے ہیں کہ اسلام قبول کر لیا؟ حالانکہ دراصل اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف رہنمائی کی (اس کا تم اقرار کروگے) اگر تم سچے ہو۔"

جب اسلام کے نزدیک تمام عبادات کی یہی لم ہے تو عقیدۂ توحید جو فی الحقیقت قلب کی ایک اساسی عبادت ہے، بھی اسی اصول پر مبنی ہوگا اس کا راز بھی انسانی خلقت کے اندر ملے گا۔

قرآن کریم نے تخلیق آدم کا مقصد ہی تفویض خلافت و نیابت الٰہی قرار دیا ہے یعنی انسان پیدا ہی اس غرض سے کیا گیا ہے کہ وہ تمام مخلوقات ارضی و سماوی سے خدمت لے اور اس کائنات پر اپنے آقا کے مقرر کردہ قوانین کے ماتحت حکومت کرے اس کی شہادت میں قرآن کریم بھرا پڑا ہے کہیں لقد کرمنا بنی آدم سے اس کی عزت و تکریم کی طرف اشارہ ہے اور کہیں و فضلناھم تفضیلا سے اس کی فضیلت و بزرگی کا اظہار مقصود ہے کسی جگہ جعلنٰکم خلٰئف فی الارض کے اجمال سے اس کی حقیقت کی شہادت دی گئی ہے اور کہیں اس اجمال کی تفصیل ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے و سخر لکم ما فی السموات و الارض جمیعا آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو تمہارے تابع فرمان کر دیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے سر نیاز جھکا کر اپنے تذلل و تعبد کا ثبوت دیگا تو وہ یا تو کوئی دوسرا انسان ہوگا یا ما دونِ الانسان کوئی اور مخلوق جملہ مخلوقات کے متعلق تو خالقِ حقیقی کا یہ ارشاد ہمارے سامنے موجود ہے کہ وہ پیدا ہی اس لئے کی گئی ہیں کہ انسان ان سے خدمت لے تو جو چیزیں کسی کی خادم پیدا کی گئی ہوں انھیں مخدوم بنا لینا کہاں کی عقلمندی ہے اب رہے دوسرے انسان تو پیدائش کے لحاظ سے تمام انسان ایک دوسرے کے برابر ہیں سو اپنے برابر کے سامنے جھکنا یہ انسانی خودداری کے منافی ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ انسانی عبودیت کے اظہار کے لئے اگر کوئی ہستی ہو سکتی ہے تو وہ تمام مخلوقات سے بلند و بالا حتیٰ کہ انسان سے بھی اعلیٰ و ارفع ہستی ہونی چاہیئے اور یہی وہ ہستی ہو سکتی ہے جس کی غلامی کا طوق انسانوں کے لئے موجب ذلت و رسوائی نہیں بلکہ باعث ہزار شرف و افتخار ہے وہ ہستی جس کے ایک ارادہ سے تمام مخلوقات عدم سے وجود میں آ جائے اور جس کی مشیئت کے ماتحت تمام موجودات عدم میں تبدیل ہو جائے جو نیست سے ہست اور ہست سے نیست کرنے پر قادر ہو نہ کہ وہ جو خود اپنی فنا و بقا میں بھی دوسرے کے دستِ قدرت کی محتاج ہو چنانچہ ارشاد ہو

قل هل من شركائكم من يبدؤا الخلق ثم يعيده قل الله يبدؤا الخلق ثم يعيده

پوچھئے ان سے کہ جن کو تم اللہ کا شریک بناتے ہو ان میں سے کوئی ہے جو خلقت کو عدم سے وجود میں لائے اور مارنے کے بعد پھر زندہ کر سکے، خلقت کے مبدا و معاد کا اگر اختیار ہے تو صرف اللہ کو ہے۔

انسان فطرۃً خوددار پیدا کیا گیا ہے لیکن اگر دنیا میں یہ اپنی خودداری کو بیچتا ہے تو صرف دو چیزوں کے لئے ایک جلب منفعت اور دوسرے دفع مضرت اسباب و واقعات کا تجزیہ کرتے چلے جاؤ لیکن انسانی خودداریوں کی شکست کے لئے یہی دو خوفناک چٹانیں نظر آئیں گی خوف یا امید تاریخ کے صفحات کو الٹتے جاؤ جہاں کہیں انسان نے انسان کے سامنے یا دیگر مخلوقات کے حضور اپنا سر جھکایا ہے انہی دو متضاد کششوں کی بدولت اپنے اپنے دل کی انتہائی گہرائیوں تک نگاہ کو لے جاؤ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون جس جگہ یہ شیرستان روباہ مزاج ہوتا ہے وہیں یہ دونوں مہیب و خوفناک غار نظر آئیں گے۔

لیکن اگر نفوش کے یہی دونوں مقام تمام سطح ارض و سما سے کہیں دور لے جا کر رکھ دیئے جائیں تو پھر انسانی سرفرازیوں کی وسعت کا کون اندازہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم

وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں یہی دو حساب سوال پاک ہو گئے۔

مخلوقات محکوم اور انسان برابر کا ضرر رسانی و منفعت بخشی کی کس میں طاقت ہے۔ قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض کہیئے ان لوگوں سے کہ خدا کے سوا جن کو تم معبود سمجھ رہے ہو ان کو پکارو کچھ وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ بھر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں

یہی وہ چیز تھی کہ توحید کے واعظ اول حضرت خلیل اکبر علیہ السلام کو جب ان کی قوم نے کہا کہ تم ان بتوں کی اس طرح تکذیب کرتے ہو ان کے جلال سے ڈرتے تو اس شناسائے اسرار حقیقت نے بے خوف و خطر کہہ دیا کہ

كيف اخاف ما اشركتم ولا تخافون انكم اشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطانا فاي الفريقين احق بالامن ان كنتم تعلمون

جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بناتے ہو ان سے میں کیسے ڈروں؟ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کیا ہے جن کی شرکت کے لئے اس نے کوئی چیز نہیں اتاری ڈرنا تو تم کو چاہیئے جو خدا کے ساتھ اوروں کو شریک بنا کر ایک ایک چیز سے خوف کھاتے ہو اگر تم کچھ عقل و شعور رکھتے ہو تو خود ہی سوچو کہ ہم دونوں میں سے کون بے خوف ہونے کا زیادہ حقدار ہے۔

یعنی وہ جو ان تمام چیزوں سے ڈرتا پھرے جو کچھ نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتیں یا وہ جو صرف ایک ذات مطلق کا خوف دل میں رکھکر تمام دنیا کے خوف و خطرے سے بے نیاز ہو جائے۔

اقوام گذشتہ و ملل سابقہ کے احوال سامنے لانے سے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ جن قوموں نے عناصر طبیعی کو اپنا خدا بنائے رکھا ہے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکیں۔

اندر، اگنی، وایو کے پجاریوں کو دیکھئے مادی ترقیوں میں کہیں پیش نظر نہیں آئینگے اور مخلوقات سے آگے بڑھکر جنھیں نے انسانوں کو اپنا معبود بنا لیا ان کی روحیں کبھی آزادی کی اس فضائے بسیط میں نہیں اڑ سکیں جو ان کا حقیقی نشیمن و مسکن تھا اس لئے کہ افراد کے اعمال کی طرح اقوام کے اعمال بھی ویسے ہی نتائج پیدا کیا کرتے ہیں اور ان کا جائزہ بھی اس طرح لیا جایا کرتا ہے چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے لیجزی قوما بما كانوا يكسبون اور كل امة تدعى الى كتابها ہر قوم کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملیگا اور ہر ملت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی؟

اس لئے ایک توحید پرست کے لئے اس قدر شاندار الفاظ میں پیش گوئی کر دی گئی کہ انا كفيناك المستهزءين الذين يجعلون مع الله الها اخر فسوف يعلمون ان مذاق اڑانے والوں یعنی ان لوگوں پر جنہوں نے خدا کے ساتھ اوروں کو بھی معبود بنا رکھا ہے ہم آپ کو یقیناً غلبہ دیں گے اور یہ عنقریب خود دیکھ لیں گے۔

قرآنی عقائد کا مفہوم یہاں یہی ہے کہ قلب مومن سے خوف و ہراس امید و بیم کے تمام مزعومہ خطرات دور ہو جائیں وہ دنیا میں کسی گوشہ کو اپنی آرزوئیں کا کعبۂ مقصود اور کسی جائے پناہ کو اپنا ماویٰ و ملجا نہ بنائے وہ ایک کا ہو کر رہے فی الحقیقت اس کا سزاوار ہے کہ خوف و امید کی حالتوں میں انسانی قلوب کا مرجع و ماویٰ بن سکے، تمام دنیا سے بے نیاز ہو جائے اس نے خوف و حزن دور کرنے کے لئے افواج قاہرہ کے اجتماع اور برج و شہر پناہ کی تعمیر کو ہی کافی نہیں سمجھا کیونکہ یہ تمام مادی جسم انسانی کی حفاظت کر سکتے ہیں بلکہ ان اسباب کو ثانوی حیثیت قرار دیا اور اولین ضرورت اس قلب کی حفاظت کی سمجھی کہ جس کے بدل جانے سے ہر ایک چیز کا رنگ بدل جاتا ہے اس نے

فرمادیا کہ لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہمت نہ ہارو اور رنج نہ کرو دنیا میں سب سے بلند تر ہو بشرطیکہ اپنے دل کو خوف من دون اللہ سے پاک کرکے صاحب ایمان ہو جاؤ۔

اسلام نے دنیا سے جسمانی غلامی کی زنجیروں کو ہی نیست و نابود نہیں کیا بلکہ ذہنی غلامی کے طوق و سلاسل کو بھی کاٹ کر دور پھینک دیا کہ جس میں نسل انسانی مختلف الانواع طریقوں سے گرفتار ہو کر اس فضیلت اصلی کو کھو بیٹھی تھی جو ان کے لئے ابد امتیاز قرار دی گئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جس کی رگ و پے میں غلامی سرایت کر چکی تھی دین و دنیا کی صلاح و سرخروئی کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ فلاح کا وعدہ تو یقینی ہے بشرطیکہ یہ اس نبی امی صلعم کی پیروی کریں جس کی بعثت مبارک کا مقصد منجملہ دیگر مقاصد عالیہ یہ ہے کہ:

یحل لھم الطیبت ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیہم وہ پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال کرے گا اور ناپاک و خبائث سے انھیں منع کرے گا اور وہ بوجھ اور زنجیریں جن میں یہ جکڑے ہوئے ہوں گے ان سے انھیں نجات دلائیگا۔

چنانچہ بعثت نبوی صلعم کے وقت یہود و نصاریٰ کی یہ حالت تھی کہ ان کے احبار و رہبان ان کے دل و دماغ پر اس طرح چھا رہے تھے کہ انکی اپنی ذہنیتیں بالکل مفلوج ہو کے رہ گئی تھیں قرآن کریم نے صاف صاف بیان فرمادیا کہ ان مذہبی رہنماؤں کو تم نے اس طرح سے خدا بنا رکھا ہے یہ صریحاً شرک ہے انھوں نے تمہارے دماغوں پر جو بیجا تسلط جما رکھا ہے یہ محض ان کے ذاتی مفاد کے لئے حیل و مکائد ہیں ان کو الگ کرکے پھینک دو تاکہ تمہاری روحیں نشو ونما پاسکیں اور آزادی کی فضا میں سانس لیکر اپنے اندر قوت تمیز پیدا کرسکیں۔

اسلام اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھا اور اس نے خالص توحید الٰہی کا ایک ایسا بلند مطمح نگاہ سامنے رکھا کہ اس سے قبل دنیا کے کسی گوشہ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے یا دیگر مخلوقات کی عبودیت سے ہی نجات دلائی ہو بلکہ اس نے تو انسان کو خود اپنی خواہشات کا تابع بھی نہیں ہونے دیا۔ فرمایا افرءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تم نے اس دلراہ گم کردہ کو بھی دیکھا کہ جس نے خود اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ اللہ اکبر اسلام نے کس قدر بلند مقصد پیش نظر رکھا ہے اور غلامی و تعبد کی کس قدر باریک سے باریک اور غیر مرئی و غیر محسوس زنجیروں کو کاٹ کے پھینکدیا ہے گویا دوسروں کی ہوائے نفس کا اتباع تو ایک طرف خود اپنے نفس کی خواہشات کا غلام بننا بھی شرک قرار دیدیا اور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں کو اس بزرگ و بالاتر ہستی کی مشیت و مرضیات کے تحت کر دیا کہ جسے خداوند ہونے کا بجا حق حاصل ہے گویا عبد مومن کا جو قدم دنیا میں اٹھتا ہے یا اس کے دل میں جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ کسی مخلوق کے لئے کسی انسان کے لئے حتیٰ کہ خود اپنے لئے بھی نہیں بلکہ وہ اس خدا کے لئے ہوتا ہے جس کا یہ اپنے آپ کو بندہ کہتا ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین	کہدے مجھے کہ میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے

جو تمام عالموں کا پروردگار ہے مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اطاعت شعار بندہ ہوں۔

اور اگر اس کے ارادے اس کے اعمال اس مطمح نظر کے خلاف ہیں تو وہ شرک ہے توحید نہیں ہے

رہ رہ اقبال را در کعبہ اے شیخ حرم   ہر زماں در آستیں دارد خداوند دگر

آج وہ قومیں جو مادی ترقی میں اپنی مثل نہیں رکھتیں اسی خوفناک غلطی کی وجہ سے کہ انھوں نے اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے ایسے دردناک عذاب میں مبتلا ہیں کہ انھیں ایک لمحے کے لئے بھی اطمینان قلب نصیب نہیں۔

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔	یہ عذاب اللہ کی وہ آگ ہے جسکے شعلے دلوں کو لپیٹ لیتے ہیں۔

یہ ہے وہ شرک کہ جس سے اسلام نے اس شدت سے منع فرمایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا میں اور کوئی گناہ ہو بھی نہیں سکتا قرآن حکیم نے اس تمام تفصیل کو ایک لفظ کے اندر بند کر کے رکھدیا ہے فرمایا کہ:۔

ان الشرک لظلم عظیم   واقعی میں شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ظلم کے اصلی معنی ہیں تصرف شئی فی غیر محلہ یعنی کسی چیز کا بے محل و بیجا استعمال شرک کو ظلم عظیم اس لئے کہا کہ انسانی تخلیق کا مقصد تو یہ تھا کہ انسان تمام موجودات عالم پر حکمرانی کرے اور ایک خدا کا نائب اور بندہ ہو کر اس کی مخلوقات سے خدمت لے تو جو سر حکومت و سرفرازی کے لئے بنایا گیا ہو وہ اگر محکوم کے آگے جھکنے لگ جائے تو اس سے بڑھکر اس سر کا بے جا و بے محل استعمال اور کیا ہو سکتا ہے شرک سے اجتناب کا مقصد یہ نہیں کہ اگر غیر خدا کو خدا کا شریک بنا دیا جائے گا تو اس سے خدا کی خدائی میں ضعف پیدا ہو جانے کا احتمال ہے بلکہ یہ ہے کہ غیر خدا کے سامنے جھکنا تخلیق انسانی کے مقصد کے خلاف ہے اور اس سے انسانی خودداریوں کی شکست لازم آتی ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سافلین۔	ہم نے تو انسان کو سب مخلوقات سے بہتر پیدا کیا اور یہ بدبخت اپنے اعمال کی بدولت ذلیل سے ذلیل بننے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

غیر مسلموں میں اسلام کی عظمت

بٹھانے کے لئے آپکو "اسلام کی امتیازی معاشرت" کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں پر ہمارے مذہب کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تو وہ ہماری اچھی معاشرت ہی ہے جب وہ سمجھیں گے کہ مسلمان اچھے شہری اچھے پڑوسی اچھے آدمی اچھے باپ اچھے بیٹے اچھے بھائی ہیں تو خواہ مخواہ ان پر اسلام کی خوبیوں کا اثر ہوگا اور یہ خوبیاں آپ میں جب ہی پیدا ہو سکتی ہیں کہ آپ مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ کرکے اس پر عمل بھی کریں قیمت دس آنے محصول ۲ کل عمر منیجر حمیدیہ بک ڈپو

اسلام اور مسلمان

(از حضرت علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی خیریت آباد)

ہماری روزمرہ کی بول چال میں بعض ایسے الفاظ اور فقرے رائج ہیں جن کو بولتا تو ہر شخص ہے مگر سمجھتے بہت کم ہیں۔ کثرت استعمال نے ان کا ایک اجمالی مفہوم لوگوں کے ذہن نشین کر دیا ہے بولنے والا جب ان الفاظ کو زبان سے نکالتا ہے تو وہی مفہوم مراد لیتا ہے اور سننے والا جب انھیں سنتا ہے تو اسی مفہوم کو سمجھتا ہے لیکن وہ گہرے معانی جن کے لئے واضع نے ان الفاظ کو وضع کیا تھا جہلا تو درکنار اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی معلوم نہیں ہوتے۔

مثال کے طور پر لفظ "اسلام اور مسلمان" کو لیجئے کس قدر کثرت سے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں اور کتنی ہمہ گیری کے ساتھ انھوں نے ہماری زبانوں پر قبضہ کر لیا ہے؟ مگر کتنے بولنے والے ہیں جو ان کو سمجھ کر بولتے ہیں اور کتنے سننے والے ہیں جو انھیں سنکر وہی مفہوم سمجھتے ہیں جس کے لئے یہ الفاظ وضع کئے گئے ہیں؟ غیر مسلموں کو جانے دیجئے خود مسلمانوں میں ۹۹ فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی ایسے ہیں جو اپنے آپ کو "مسلمان" کہتے ہیں اور اپنے مذہب کو "اسلام" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ "مسلمان" ہونے کے معنے کیا ہیں اور لفظ "اسلام" کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ آیئے آج تھوڑا سا وقت ہم انھیں الفاظ کی تشریح میں صرف کریں۔

اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے اگر آپ لوگوں کے احوال پر نگاہ ڈالیں تو عموماً تین قسم کے لوگ آپ کو ملیں گے ایک قسم ان لوگوں کی جو علانیہ آزادی رائے اور آزادی عمل کے قائل ہیں۔ ہر معاملہ میں خود اپنی رائے پر اعتماد کرتے ہیں صرف اپنی عقل کے فیصلوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور وہی طریق کار اختیار کرتے ہیں جو ان کے اپنے خیال میں صحیح ہوتا ہے کسی مذہب کی پیروی سے ان کو کچھ سروکار نہیں ہوتا۔

دوسری قسم ان لوگوں کی جو لفظاً کسی مذہب کو مانتے ہیں مگر حقیقت میں پیروی اپنے ہی خیالات کی کرتے ہیں وہ اپنے عقائد اور قوانین عمل کے لئے مذہب کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ خود اپنی طبیعت کے رجحان یا دلچسپی یا غرض و حاجت کے لحاظ سے کچھ عقائد اپنے ذہن میں جما لیتے ہیں عمل کے کچھ طور طریقے اختیار کر لیتے ہیں اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ مذہب کو ان کے مطابق ڈھال لیں گویا درحقیقت وہ مذہب کے پیرو نہیں ہیں بلکہ مذہب ان کا پیرو ہے۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خود اپنی سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے اپنی عقل کو معطل کر دیتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے دوسروں کی تقلید کرنے لگتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے ہمعصر۔

پہلا گروہ آزادی کے نام پر مرتا ہے مگر نہیں جانتا کہ اس کے صحیح حدود کیا ہیں؟ فکر و عمل کی آزادی بلاشبہ ایک حد تک صحیح ہے مگر جب وہ اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو گمراہی بنجاتی ہے جو شخص ہر معاملہ میں صرف اپنی رائے پر اعتماد کرتا ہے، ہر مسئلے میں صرف اپنی عقل کو حکم بناتا ہے وہ دراصل اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اس کے علم اور اس کی عقل نے دین اور دنیا کے تمام امور کا احاطہ کر لیا ہے کوئی حقیقت اور مصلحت اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے ہر منزل کی رسم و راہ سے وہ باخبر ہے ہر مسلک کی پیچیدگیوں کا اسے علم ہے ہر رستے کی انتہا کو بھی وہ اسی طرح جانتا ہے جس طرح اس کی ابتدا کو یہ علم اور ہوشمندی کا زعم درحقیقت ایک زعم باطل ہے اگر انسان صحیح معنوں میں خود اپنی عقل کو حکم بنا لے تو خود عقل ہی یہ کہدے گی کہ میرا اندھا مقلد مجھ کو جن صفات سے متصف سمجھتا ہے ان سے میں حقیقتاً متصف نہیں ہوں مجھکو اپنا واحد رہنما سمجھنے والا صرف میری رہنمائی میں زندگی کی راہ طے کرنے والا ٹھوکروں، لغزشوں، گمراہیوں اور ہلاکتوں سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اس قسم کی حریت فکر و عمل تمدن و تہذیب کے لئے بھی مہلک ہے حریت کا اقتضا یہ ہے کہ ہر شخص وہی اعتقاد رکھے جو خود اس کے اپنے خیال میں صحیح ہو اور اسی راہ پر چلے جو اس کی اپنی عقل کے مطابق درست ہو تمدن و تہذیب کا اقتضا یہ ہے کہ ایک نظام تمدن میں جتنے لوگ ہوں وہ سب چند بنیادی عقائد و افکار میں متفق ہوں اور اپنی عملی زندگی میں ان مخصوص اطوار و آداب اور قوانین کی پیروی کریں جو حیات اجتماعی کی تنظیم کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ پس حریت فکر و عمل اور تمدن و تہذیب میں کھلی ہوئی منافات ہے حریت، افراد میں خود سری بے قیدی انار کی پیدا کرتی ہے تمدن ان سے اتباع، پیروی اور تسلیم و اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے جہاں کامل حریت ہوگی وہاں تمدن نہ ہوگا اور جہاں تمدن ہوگا وہاں افراد کو ایک بڑی حد تک حریت فکر و عمل سے دست کش ہونا پڑے۔

دوسرے گروہ کا حال پہلے گروہ سے زیادہ برا ہے پہلا گروہ صرف گمراہ ہے دوسرا گروہ اس کے ساتھ جھوٹا، منافق، دھوکہ باز اور بدطینت بھی ہے اگر تاویل کی جائز حدود میں رہ کر ایک شخص اپنے مذہب اور اپنے تخیلات و رجحانات میں موافقت پیدا کر سکتا ہے تو یہ حریت فکر و عمل کے ساتھ مذہب کا اتباع ممکن ہے اگر انسان کے اپنے رجحانات مذہب کے خلاف ہوں اور اس کے باوجود وہ مذہب کو صحیح اور اپنے رجحانات کو غلط سمجھتا ہو تب بھی ایک حد تک اس کا یہ دعویٰ صحیح ہوگا کہ وہ واقعی اس مذہب کو مانتا ہے جس کی پیروی کا وہ دعویٰ کر رہا ہے لیکن اگر مذہب کی واضح تعلیمات سے اس کے عقائد اور اعمال صریحاً مختلف ہوں اور وہ اپنے انہی عقائد و اعمال کو صحیح بھی سمجھتا ہو اور پھر اپنے آپ کو مذہب کے دائرہ میں شامل رکھنے کے لئے مذہبی تعلیمات کو اپنے خیالات اور طور طریقوں کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو تو ایسے شخص کو ہم کو دانا نہیں کہیں گے کیونکہ کو دن سے آئی ہو خیا

کا کام کہاں بن آتا ہے؟ ہمیں مجبوراً اس کو بے ایمان کہنا پڑے گا ہم یہ سمجھنے پر مجبور رہوں گے کہ اس میں مذہب سے علانیہ بغاوت کرنے کے لئے کافی اخلاقی جرأت نہیں ہے اس لئے وہ منافقت کی راہ سے مذہب کا پیرو بنتا ہے ورنہ کونسی چیز اس کے لئے ایک ایسے مذہب کو چھوڑ دینے میں مانع ہے جس کی تعلیمات اس کی عقل کے فیصلوں کے خلاف ہیں اس کے حقیقی افکار وعقائد کی ضد واقع ہوئی ہیں اور اسے ان طریقوں پر چلنے سے روکتی ہیں جن پر وہ سچے دل سے چلنا چاہتا ہے اور واقع میں چل بھی رہا ہے؟

تیسرا گروہ اپنے مرتبۂ عقلی کے لحاظ سے سب سے زیادہ فروتر ہے پہلے دونوں گروہوں کی غلطی تو یہ ہے کہ وہ عقل سے اتنا کام لیتے ہیں جتنا وہ نہیں کر سکتی۔ اور اس گروہ کی غلطی یہ ہے کہ یہ سرے سے عقل سے کام ہی نہیں لیتا یا لیتا ہے تو اتنا کم کہ نہ لینے کے برابر۔ ایک صاحب عقل انسان کے لئے اس سے زیادہ شرمناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کسی عقیدہ کا معتقد ہو اور اس اعتقاد کے حق میں اس کے پاس اس کے اور کوئی دلیل نہ ہو کہ اس کے باپ دادا بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے یا فلاں قوم جو بڑی ترقی یافتہ ہے وہ بھی اسی عقیدہ کی معتقد ہے؟ اسی طرح جو شخص اپنے دینی یا دنیوی معاملات میں بعض طریقوں کی صرف اس لئے پیروی کرتا ہو کہ باپ دادا سے وہی طریقے چلے آرہے ہیں، یا بعض طریقوں کو صرف اس بنا پر اختیار کرتا ہو کہ اس کے عہد کی غالب قوموں میں وہی طریقے رائج ہیں وہ دراصل اس امر کا ثبوت دیتا ہے کہ خود اس کے جسم میں دماغ اور دماغ میں سوچنے کی قابلیت نہیں ہے اس کے پاس خود کوئی ایسی قوت نہیں ہے جس سے وہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہو اتفاقاً وہ ہندو گھرانے میں پیدا ہو گیا اس لئے ہندو مذہب کو صحیح سمجھتا ہے اگر مسلمان گھر میں پیدا ہوتا تو اسلام کو برحق جانتا اگر عیسائی کی اولاد ہوتا تو عیسائیت پر جان دیتا۔ اسی طرح یہ بھی اتفاق ہے کہ اس کے عہد میں فرنگی قومیں برسر اقتدار ہیں اس لئے وہ فرنگی طور طریقوں کو معیار تہذیب سمجھتا ہے اگر چینی برسر اقتدار ہوتے تو یقیناً اس کے نزدیک چینی طور طریقے معیار تہذیب ہوتے اور اگر آج دنیا پر افریقہ کے حبشیوں کا تسلط ہو جائے تو کوئی شک نہیں کہ یہ خفیف العقل انسان حبشیت کو انسانیت کا عطر سمجھنے لگے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کے صحیح یا برحق ہونے کے لئے یہ کوئی دلیل ہی نہیں ہے کہ بزرگوں سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے یا دنیا میں آجکل ایسا ہی ہو رہا ہے دنیا میں تو پہلے بھی حماقتیں ہوئی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں ہمارا کام ان حماقتوں کی اندھا دھند پیروی کرنا نہیں ہے ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ آنکھیں بند کر کے قدیم یا جدید زمانے کے ہر طریقے کی پیروی کرنے لگیں ہر رہرو کے دامن سے دامن باندھ کر چل کھڑے ہوں خواہ وہ کانٹوں کی طرف جا رہا ہو یا خندق کی طرف ہمیں خدا نے عقل اسی لئے دی ہے کہ دنیا کے اچھے اور برے میں تمیز کریں کھوٹے اور کھرے کو پرکھ دیکھیں کسی کو رہنما بنانے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیں کہ وہ کدھر جانے

والا ہے۔

اسلام ان تینوں گروہوں کو غلط کار ٹھیراتا ہے۔

پہلے گروہ کے متعلق وہ کہتا ہے کہ نہ تو یہ لوگ کسی روشنی والے کو ہادی و رہنما مانتے ہیں نہ ان کے پاس خود ہی علم کا نور ہے کہ اس کے اجالے میں راہ طے کریں ان کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو اندھیرے میں محض اندازے اور اٹکل سے چل رہا ہو ممکن ہے کہیں سیدھے رستے چلے اور ممکن ہے کہ کہیں گڑھے میں جا پڑے اس لئے اندازہ کوئی یقینی چیز نہیں ہے اس میں صحت اور غلطی دونوں کا امکان ہے بلکہ زیادہ تر امکان غلطی ہی کا ہے۔

وما يتبع الذين يدعون من دون الله شركاء ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون	جو لوگ خدا کے سوا دوسرے شرکا کو پکارتے ہیں جانتے ہو کہ وہ کس طریقے کے پیرو ہیں وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور محض اندازے پر چلتے ہیں۔
ان يتبعون الا الظن وان الظن لا يغني من الحق شيئا	وہ محض گمان پر چلتے ہیں اور گمان کا حال یہ ہے کہ وہ حق کی ہدایت سے ذرہ بھر بھی بے نیاز نہیں کرتا۔
ان يتبعون الا الظن وما تهوى الانفس ولقد جاءهم من ربهم الهدى ام للانسان ما تمنى	وہ گمان اور اپنے نفس کی خواہشات کے سوا کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آچکی ہے کیا انسان کے لئے وہی حق ہے جس کی وہ تمنا کرے؟
افرأيت من اتخذ الهه هواه واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله	کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا باوجودیکہ وہ علم رکھتا ہے مگر اللہ نے اسے گمراہ کر دیا اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی اس کی آنکھوں پر پردہ

ڈال دیا اب اللہ کے بعد کون ہے جو اس کی رہنمائی کرے گا۔

ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله ان الله لا يهدي القوم الظلمين	اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت کے بجائے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کی؟ ایسے

ظالم لوگوں کو اللہ کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

نزول قرآن کے زمانہ میں دوسرے گروہ کے نمائندے بنی اسرائیل تھے اپنے آپ کو موسوی اور متبع توراۃ کہا کرتے تھے مگر عقائد و معاملات میں اکثر و بیشتر موسیٰ علیہ السلام کے طریقے اور توراۃ کی تعلیم کے خلاف تھے اس پر لطف یہ تھا کہ اپنے اس انحراف پر نادم بھی نہ تھے بجائے اسکے کہ اپنے خیالات اور اعمال کو توراۃ کے مطابق ڈھالتے وہ توراۃ میں لفظی و معنوی تحریفیں کر کے اس کو اپنے افکار و اعمال کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے توراۃ کی اصلی تعلیمات کو چھپا کر اپنے خیالات کو اس طرح پیش کرتے تھے کہ گویا وہی دراصل توراۃ کی تعلیمات ہیں خدا کے جو بندے انھیں اس گمراہی پر متنبہ کرتے اور ان کی خواہشات کے خلاف کلام الٰہی کے اتباع کی طرف دعوت دیتے تھے

ان کو وہ گالیاں دیتے جھوٹا قرار دیتے حتی کہ قتل تک کر دیتے تھے ان کے متعلق قرآن کہتا ہے:-

یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ولا تزال تطلع علی خائنۃ منہم الا قلیلا منہم۔

وہ الفاظ کو ان کے مواقع سے پھیر دیتے ہیں اور انھوں نے بہت سی ان نصیحتوں کو بھلا دیا ہے جو انھیں کی گئی تھیں تجھے برابر ان کی کسی نہ کسی چوری کی اطلاع ملتی رہتی ہے اس خیانت سے ان کے بہت کم آدمی بچے ہوئے ہیں۔

یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون

اے اہل کتاب تم کیوں حق و باطل کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو اور کیوں جانتے بوجھتے حق پر پردہ ڈالتے ہو؟

کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون

جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا پیغام لیکر آیا جو ان کے نفس کی خواہشوں کے مطابق نہ تھا تو کسی کو انھوں نے جھٹلایا اور کسی کو قتل کر دیا۔"

اور پھر ان سے صاف کہدیتا ہے کہ:-

لستم علی شیء حتی تقیموا التورٰۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم

تم ہرگز کسی راہ راست پر نہیں ہو تا وقتیکہ توراۃ اور انجیل کو قائم نہ کرو اور اس کتاب کو نہ مانو جو تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے (یعنی قرآن)

تیسرے گروہ کے متعلق قرآن کہتا ہے:-

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان اباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون

اور جب ان سے کہا گیا کہ اس ہدایت پر چلو جو اللہ نے اتاری ہے تو انہوں نے کہا نہیں ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اس صورت میں بھی اپنے باپ دادا کی پیروی کرینگے جبکہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں؟

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا اولو کان اباءھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون

اور جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور آؤ رسول کی طرف تو انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا یہ طریقہ اس صورت میں بھی ان کے لئے کافی ہے جبکہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں؟

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون

اگر تو نے بہت سے ان لوگوں کی پیروی کی جو زمین میں ہیں تو وہ تجھے اللہ کے رستے سے بھٹکا دیں گے یہ لوگ تو محض گمان پر چلتے ہیں اور ان کا طریقہ بالکل اٹکل اور اندازہ پر ہے۔

جو لوگ خود اپنی عقل و فہم سے کام نہیں لیتے خود کھوٹے اور کھرے کو نہیں پرکھتے آنکھیں بند کر کے دوسروں کی تقلید کرتے ہیں ان کو قرآن اندھا، گونگا، بہرا، بے عقل قرار دیتا ہے صم بکم عمی فھم لا یعقلون اور انھیں جانوروں سے تشبیہ دیتا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر کیونکہ جانور تو عقل رکھتا ہی نہیں اور وہ عقل رکھتے ہیں مگر ان سے کام نہیں لیتے اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔

ان تینوں گروہوں کو جن کے طریقے افراط و تفریط پر مبنی ہیں رد کرنے کے بعد قرآن ایسے لوگوں کا ایک گروہ بنانا چاہتا ہے جو اعتدال اور توسط کی راہ پر ہوں امۃ وسطا ہوں قوامین بالقسط ہوں یہ اعتدال اور توسط کی راہ کیا ہے؟ یہ کہ پہلے تم ان سب پردوں کو چاک کر دو جو قدیم روایات اور جدید تخیلات نے تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈال رکھے ہیں عقل سلیم کی صاف روشنی میں آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کیا چیز حق ہے اور کیا چیز باطل؟ دہریت صحیح ہے یا خدا پرستی؟ توحید صحیح ہے یا شرک؟ انسان راہ راست پر چلنے کے لئے خدا کی ہدایت کا محتاج ہے یا نہیں ہے؟ انبیاء علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے یا معاذ اللہ جھوٹے؟ قرآن جس طریقہ کو پیش کرتا ہے وہ سیدھا ہے یا ٹیڑھا؟ اگر تمہارا دل گواہی دے کہ خدا کو ماننا انسانی فطرت کا عین مقتضیٰ ہے اور خدا حقیقت میں وہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اگر تمہارا ضمیر تسلیم کرے کہ انسان اپنی رہنمائی کے لئے خدا کی بخشی ہوئی روشنی کا یقیناً محتاج ہے اور یہ روشنی وہی ہے جو نوع بشری کے سچے رہبر انبیاء علیہم السلام لیکر آئے ہیں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی دیکھ کر تم کو یقین آجائے کہ اس اعلیٰ سیرت کا انسان ہرگز دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتا اور انھوں نے جب رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ ضرور اپنے دعادی میں سچے ہیں اگر قرآن کا مطالعہ کر کے تمہاری عقل یہ فیصلہ کر دے کہ انسان کے لئے اعتقاد اور عمل کا سیدھا راستہ وہی ہے جو اس کتاب نے پیش کیا ہے اور یہ کتاب یقیناً کتاب الٰہی ہے تو تمام دنیا کی ملامت و مخالفت سے بےخوف ہو کر ہر نقصان کے ڈر اور فائدے کے لالچ سے دل کو پاک کر کے اس چیز پر ایمان لے آؤ جس کی صداقت پر تمہارا ضمیر گواہی دے رہا ہے۔

پھر جب تم نے عقل کی مدد سے حق اور باطل میں تمیز کر لی اور باطل کو چھوڑ کر حق پر ایمان لے آئے تو عقل کے امتحان اور اس کی تنقید کا کام ختم ہو گیا ایمان لانے کے بعد فیصلہ کرنے اور حکم دینے کا اختیار عقل سے خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف منتقل ہو گیا اب تمہارا کام فیصلہ کرنا نہیں بلکہ ہر اس حکم کے آگے سر جھکا دینا ہے جو خدا اور اس کے رسول نے تم کو دیا ہے تم اپنی عقل کو ان احکام کے سمجھنے ان کی باریکیوں اور حکمتوں تک پہنچنے اور ان کو اپنی زندگی کے جزئیات پر منطبق کرنے میں استعمال کر سکتے ہو مگر کسی حکم خداوندی میں چون و چرا کرنے کا تم کو حق نہیں ہے خواہ کسی حکم کی مصلحت تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے خواہ کوئی حکم تمہاری عقل کے معیار پر پورا اترے یا نہ اترے خواہ اللہ اور اس کے رسول کا کوئی فیصلہ تمھیں اپنی دنیوی اغراض کے لحاظ سے مفید نظر آئے یا غ

مفید خواہ اللہ کا ارشاد اور رسول کا فرمان دنیا کے رسم و رواج اور طور طریقوں کے مطابق ہو یا منافی تمہارا کام بہرحال اس کے آگے سر جھکا دینا ہے کیونکہ جب تم نے خدا کو خدا مان لیا رسول کو خدا کا رسول تسلیم کر لیا اور یہ یقین کر لیا کہ خدا کا رسول جو کچھ پیش کرتا ہے خدا کی طرف سے کرتا ہے اپنے دل سے گھڑی ہوئی کوئی بات پیش نہیں کرتا وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تو اس یقین و اذعان کا عقلی نتیجہ یہ ہے کہ تم خود اپنی عقل کے فیصلوں پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے فیصلوں کو ترجیح دو اور جو عقائد یا امر و نہی کے احکام خدا کی طرف سے خدا کے رسول نے بیان کئے ہیں ان کو اپنی عقل اپنے علم، اپنے تجربات یا دوسرے اہل دنیا کے افکار و اعمال کے معیار پر جانچنا چھوڑ دو جو شخص کہتا ہے کہ میں مومن ہوں اور پھر چون و چرا بھی کرتا ہے وہ اپنے قول کی آپ تردید کرتا ہے وہ نہیں جانتا کہ ایمان اور چون و چرا میں کھلا ہوا تضاد ہے اور اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ڈسپلن صرف ماننے اور اطاعت کرنے سے قائم ہوتا ہے چون و چرا کا دوسرا نام انارکی ہے۔

اسی اعتدال اور توسط کے طریقہ کا نام "اسلام" ہے اور جو گروہ اس راستہ پر چلتا ہو اس کا نام "مسلم" ہے۔

اسلام کے معنے انقیاد، اطاعت اور تسلیم کے ہیں اور مسلم وہ ہے جو حکم دینے والے کے امر اور منع کرنے والے کی نہی کو بلا اعتراض تسلیم کرے۔ پس یہ نام خود ہی اس حقیقت کا پتہ دے رہا ہے کہ ان تینوں گروہوں اور ان کے طریقوں کو چھوڑ کر یہ چوتھا گروہ ایک نئے مسلک کے ساتھ اسی لئے قائم کیا گیا ہے کہ یہ خدا اور رسول کے حکم کو مانے اور اس کے آگے سر جھکائے۔ اس گروہ کا کام یہ نہیں ہے کہ ہر معاملہ میں صرف اپنی عقل کی پیروی کرے، نہ یہ ہے کہ احکام الٰہی سے جو کچھ اس کی اغراض کے مطابق ہو اس کو مانے اور جو اغراض کے خلاف ہو اس کو رد کر دے نہ یہ کہ کتاب اللہ و سنت رسول کو چھوڑ کر انسانوں کی اندھی تقلید کرے خواہ وہ انسان مردہ ہوں یا زندہ۔

اس باب میں قرآن مجید کی تصریحات صاف ہیں وہ کہتا ہے کہ جب کسی معاملہ میں خدا اور رسول کا حکم آجائے تو مومنوں کو ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔	کسی مومن اور مومنہ کا یہ کام نہیں ہے کہ جب کسی معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دے تو ان کے لئے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

وہ کہتا ہے کہ کتاب اللہ میں سے کچھ ماننا اور کچھ کو رد کر دینا دنیا و آخرت میں رسوا کن ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوة الدنیا ویوم القیمة یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون	کیا تم کتاب کی بعض باتوں کو مانتے اور بعض کو نہیں مانتے تم میں سے جو کوئی ایسا کرتا ہے اس کی سزا بجز اس کے کچھ نہیں ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی رسوائی ہو اور آخرت میں ایسے لوگ شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز غافل نہیں ہے"۔

وہ کہتا ہے کہ فیصلہ صرف کتاب الٰہی کے مطابق ہونا چاہئے خواہ وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو یا نہ ہو۔

فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق	تو ان کے درمیان اسی کتاب کے مطابق فیصلہ کر جو اللہ نے اتاری ہے اور جو کچھ تیرے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر"۔

وہ کہتا ہے جو شخص کتاب اللہ کے موافق فیصلہ نہیں کرتا وہ فاسق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون۔ اور ہر فیصلہ جو کتاب الٰہی کے خلاف ہے جاہلیت کا فیصلہ ہے افحکم الجاھلیة یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون۔

وہ کہتا ہے کہ "اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو اور اگر تم حقیقت میں اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو تو جس کسی معاملہ میں تمہارے درمیان نزاع پیدا ہو اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو یہی بہتر طریقہ ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی اچھا ہے کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تیری جانب بھیجی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے بھیجی گئی تھیں وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نافرمان انسان کو اپنے معاملہ میں حکم بنائیں حالانکہ انھیں اس کے چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انھیں بھٹکا کر راہ راست سے دور ہٹا لے جائے جب کبھی ان سے کہا گیا کہ آؤ اس کتاب کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور آؤ رسول کی طرف تو تو نے منافقین کو دیکھا کہ وہ تجھ سے کنی کاٹ جاتے ہیں ہم نے جو رسول بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ حکم الٰہی کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے نہیں تیرے پروردگار کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں ہیں جب تک کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں تجھ کو حکم نہ بنائیں اور یہی کافی نہیں ہے ضروری ہے کہ جو فیصلہ تو کرے اس پر وہ اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور بے چون و چرا اس کے آگے سر جھکا دیں۔

ان تصریحات سے "اسلام" اور "مسلم" کی وجہ تسمیہ معلوم ہو گئی اب ہم سب لوگوں کو جنھوں نے مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا ہے غور کرنا چاہئے کہ ہم پر لفظ مسلم کا اطلاق کس حد تک ہوتا ہے اور جس طریقہ پر ہم چل رہے ہیں اس کو "اسلام" سے تعبیر کرنا کہاں تک درست ہے۔

ایرانی سفیر دربار رسولؐ میں

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

براعظم ایشیا کے جنوب مغربی گوشے میں ایک بہت بڑا جزیرہ نما واقع ہے جسے عرب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کرۂ زمین کا یہ خطہ اپنی بعض خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسرے ملکوں سے بہت کچھ مختلف ہے ملک کا بیشتر حصہ چونکہ ریگزار ہے اس لئے بہت کم آباد ہے اور جو مقامات آباد ہیں وہاں بھی اتنی زرخیزی اور سرسبزی نہیں پائی جاتی کہ جتنی دوسرے شاداب حصہ ہائے زمین میں ہوتی ہے ملک کی آبادی بیشتر چھوٹے چھوٹے خاندانوں یا قبیلوں پر مشتمل ہے جو بجز خاص بڑے بڑے شہروں کے عام طور پر خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ایسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ اونٹ اور بکریاں ان کی جائداد ہیں اور اللہ کی زمین پر چلتے پھرتے جہاں کہیں انھیں پانی اور جانوروں کیلئے چارہ نظر آجاتا ہے وہیں چند روز گزار کر اس نعمت آلہی سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور اس کے ختم ہوتے ہی پھر کسی طرف کو چل پڑتے ہیں۔

یہ ملک چار صوبوں پر منقسم ہے جو نجد۔ یمن۔ عراق اور حجاز کے نام سے مشہور ہیں اور ان چاروں میں یمن اور عراق اپنی زرخیزی کے لئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حجاز میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعمیر کردہ اللہ کا گھر ہے جسے کعبہ یا بیت اللہ کہا جاتا ہے واقع ہے اور مدتوں سے ایک زیارت گاہ ہونے کی وجہ سے شہر مکہ کہ جس میں یہ کعبہ ہے تمام ملک عرب میں شہرت حاصل کر چکا ہے اسی حجاز میں ایک بہت بڑا مشہور شہر اور بھی ہے جسے مدینہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کی شہرت کا اصلی باعث یہ ہے کہ خدا کے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وطن یعنی مکہ سے ہجرت کر کے یہاں اقامت اختیار کر لی ہے اور اب یہی سرچشمہ اسلام کا منبع ہے تاجدار مدینہ کو مدینہ تشریف لائے اب کئی سال گذر چکے ہیں صلح حدیبیہ کے بعد چونکہ کفار عرب کو مسلمانوں کے ساتھ بے تکلف میل جول کا موقع ملا تو ان کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے دیکھا کہ اسلام نے ان کے ان بھائیوں کو جو کل پرسوں تک انہی کی طرح وحشی جاہل اور بہائم صفت تھے کیا سے کیا بنا دیا تھا اس مشاہدہ کے بعد وہ جوق درجوق مدینے میں آنے اور پیغمبر اسلام روحی فداہ کی تعلیمات سے فیضیاب ہونے لگے ہیں دشمنوں کی تعداد کہ جن کی طرف سے قدم قدم پر مزاحمت ہو رہی تھی اور جن سے مجبور ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سے زیادہ مرتبہ صعوبات جنگ بھی برداشت کرنی پڑی تھیں اب روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے اور اسی نسبت سے شیدائیان اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کہ ہجرت کرتے وقت جس رسول کی ہمراہی میں صرف اس کا ایک رفیق صادق تھا اس کی جماعت کا شمار اب ہزاروں سے کیا جانے لگا ہے اور مکہ میں جن مسلمانوں کو کفار کے خوف سے علی الاعلان خدائے واحد کی ندگاہ میں سجدہ گذاری کی ہمت نہ پڑتی تھی وہ اب بے کھٹکے پانچوں وقت اذان دے دیکر مسجد نبویؐ میں باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی عداوتیں بھی اب یا تو صلح کے معاہدوں کے ذریعہ سے اور یا بزور شمشیر مفقود کر دی گئی ہیں اور اندرون ملک کی شورشوں سے نجات پا کر اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا موقع ملا ہے کہ بیرون ملک کے علاقوں کی جانب بھی کچھ توجہ فرمائیں۔

جزیرہ نمائے عرب کی شمال مشرقی سمت میں ملک ایران واقع ہے جسے اصطلاح عرب میں عجم کہا جاتا ہے عرب کی بہ نسبت عجم تہذیب و تمدن میں بہت زیادہ ترقی کر چکا ہے عجمی سلطنت کی عظمت و شان کی داستانیں بچے بچے کی زبان پر ہیں عجمی لوگوں کا طرز بود و ماند ان کے آداب معاشرت ان کے لباس اور ان کے ساز و سامان کی چمک دمک ان کے زر و مال کی افراط اور سب سے بڑھ کر ان کے بادشاہوں کا دبدبہ اور طمطراق آس پاس کی تمام ہمسایہ قوموں کے دلوں پر اپنا رعب طاری کر چکا ہے سلطنت عجم کی دارائی کا وہ دور کہ اس نے کوس لمن الملک الیوم بجا کر کہا تھا اگرچہ اسکندر و دارا کی جنگ کے بعد ختم ہو چکا تھا پھر بھی شاہان عجم کے درباروں کا تزک و احتشام ان کے سر بفلک محلوں کی خوبصورتی اور آراستگی ان کے درباری غلاموں کی زرق برق وردیاں اور ان کی فوجوں کے چمکتے ہوئے اور آنکھوں کو چکاچوند کرنے والے ہتھیار ایسی چیزیں نہ تھیں کہ جن سے غیر ممالک کے اور بالخصوص عرب جیسے غیر متمدن ملک کے باشندے مرعوب اور اثر پذیر نہ ہوں۔

عرب میں کوئی بڑی اور باقاعدہ سلطنت نہ تھی یہی وجہ تھی کہ عجمی فوجیں ذرا ذرا سی بات پر یورش کر کے عراق عرب میں گھس آتی تھیں اور ملک کو تاخت و تاراج کر کے چلی جاتی تھیں باقاعدہ اور قواعد دان فوج کا مقابلہ کرنا عرب کے بدوؤں کے لئے آسان بات نہ تھی اس لئے بالعموم انھیں لڑائیوں میں شکست ہی ہوا کرتی تھی اور عربوں کے دلوں پر عجم کی فوقیت کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے خطوط مختلف ملکوں کو ارسال فرمائے تھے اور انھیں میں سے ایک ملک ایران بھی تھا شہنشاہ ایران کو کسی عربی سردار کا اس لہجہ میں خطاب کرنا ایک ایسی حیرت انگیز بات تھی کہ تمام شاہی دربار حیران رہ گیا کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اس عرب میں جسے کل تک وہ بالکل حقیر ذلیل اور ناقابل التفات چھوٹی سی بستی خیال کیا کرتے تھے کہاں سے اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ اور بھی کسی کو نہیں شہنشاہ ایران کو اس قسم کا پیغام بھیجے

زشیر شتر خوردن و سوسمار ⁂ عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو ⁂ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

انتہائی حیرت و استعجاب کے ساتھ اور حد سے زیادہ غصے میں شاہ ایران نے اپنے ایک معتمد خاص کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ خود جائے اور اس نئے مذہب اور اس کے بانی کے حالات سے کما حقہ آگاہی حاصل

کر کے دربار کو اطلاع دے۔ ایرانی سفیر ارشاد شاہی کی تعمیل میں پورے عجمی تزک و احتشام کے ساتھ منزل بہ منزل سفر کرتا ہوا مدینے کے قریب پہنچ چکا ہے اور اس وقت تک اسے ایک بھی علامت ایسی نظر نہیں آئی ہے کہ جس سے وہ عرب کی ترقی کا یا اس کی تازہ قوت و طاقت کا اندازہ کر سکے وہی اونٹنیاں ہیں اور وہی بکریاں وہی خانہ بدوش بدوی ہیں اور وہی ان کی چراگاہیں نہ کہیں سر بفلک اور عالیشان شاہی محلات نظر آتے ہیں اور نہ فوجی خیمہ و خرگاہ نہ کہیں آراستہ و پیراستہ بازار ہیں اور نہ زر اندوز معبد و خانقاہ وہ خیال کر رہا تھا کہ اگر اور کہیں ترقی کے کچھ آثار نظر نہیں آتے ہیں تب بھی مدینے میں تو ضرور ہی ایسی شان و شوکت دیکھنے میں آئے گی کہ جو تبریز و اصفہان یا مدائن و شیراز کی عظمت کا مقابلہ کر سکے لیکن یہاں دارالسلطنت میں پہنچکر بھی اسے کوئی ظاہری علامت ایسی نہ ملی کہ جس سے پیغمبر عرب کی دولت و طاقت کا کچھ پتہ چل سکتا حیران و پریشان وہ چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں تو کوئی شاہی محل نظر آئے لیکن جب اسے کوئی ایسی عمارت نہ دکھائی دی تو اس نے مجبور ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارے نئے پیغمبر کی قیامگاہ کہاں ہو۔ لوگوں نے اسے مسجد نبوی تک پہنچا دیا۔

مسجد کی صاف ستھری مگر مختصر سی عمارت میں دونوں جہان کا شہنشاہ اپنے اطاعت گزار اور فرمان بردار معتقدوں کے جھرمٹ میں فرش زمین پر اس طرح بیٹھا ہوا ہے کہ آقا و مولا اور بندہ و خواجہ میں کسی قسم کا فرق اور امتیاز نظر نہیں آتا۔ نہ زرنگار مسند ہے اور نہ مکلل بجواہر تخت نہ دست بستہ غلاموں کی صفیں ہیں نہ امراء و وزراء کی حسب مراتب کرسیاں ہیں نہ کہیں شاہی چتر و علم ہے اور خسروانہ تاج۔ ایرانی سفیر قیصر و کسریٰ کے درباروں کی شان دیکھ چکا تھا شاہان ایران و یونان کے ہیبت و جلال اس کی نگاہوں میں تھے چند بوریا نشینوں کی جماعت بھلا اس کے دل پر کیا اثر ڈالتی ایک حقارت آمیز تبسم کے ساتھ وہ کسی قدر گستاخانہ انداز میں آگے کو بڑھا لیکن مسجد میں قدم رکھنے کے بعد جیسے ہی اس کی نگاہ حضور انور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے خوف سے سارا جسم تھر تھر کانپنے لگا چہرہ فق ہو گیا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں حلق خشک ہو گیا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ حالت دیکھکر از راہ مرحمت تبسم نہ فرما دیتے تو کیا عجب تھا کہ اسے غش آ جاتا۔

اسے ایک باعظمت و جلال شہنشاہ کی بارگاہ کہیئے یا ایک درویش باصفا کی چھوٹی سی خانقاہ اور اسے ایک پرشکوہ سلطنت کا ایوان حکومت سمجھیے یا مسلمانوں کی مختصر سی عبادت گاہ بہر حال مسلمانوں کے پاس اپنے ہر کام کے لئے ایک ہی عمارت تھی کہ جسے مسجد نبوی کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اسی میں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی تھی اسی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ ہوتے تھے اور اسی میں جنگی اور ملکی ضرورتوں کے وقت مجالس شوریٰ منعقد کی جاتی تھیں۔

مسجد نبوی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں آپ کے چاروں طرف آپ کے اصحاب جمع ہیں حضرت ابو بکر صدیق رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض اور حضرت علی آپ کے دہنے بائیں بیٹھے ہیں حضرت بلال رض مودب کھڑے ہوئے مگس رانی میں مصروف ہیں حضور انور اپنی زبان مبارک سے تازہ ترین وحی الٰہی کی تشریح فرما رہے ہیں حاضرین پر وجد کا عالم طاری ہے یکایک سفیر ایران کی آمد کی خبر آتی ہے حضور اکرم شفقت آمیز تبسم سے اس کا استقبال فرماتے ہیں چند اکابر صحابہ اس اجنبی مہمان کو ہاتھوں ہاتھ لا کر حضور انور کے قریب بٹھا دیتے ہیں کچھ دیر کے بعد جب اس کے حیرت و استعجاب میں کچھ کمی آتی ہے اور حضور کے تبسم ہائے پیہم سے ایک ذرا ہمت بندھتی ہے تو وہ ڈرتے ڈرتے اپنے حاضر ہونے کا سبب بیان کرتا ہے حضور پھر ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے بعد ایک صحابی کی جانب اشارہ فرما دیتے ہیں اور سفیر ایران یہ سمجھکر کہ مجھے جو کچھ پوچھنا ہے وہ ان حضرت سے پوچھنا چاہیئے ان کی طرف مخاطب ہوتا ہے۔

سفیر۔ شہنشاہ ایران کے حضور میں ایک نئے مذہب کا جو دعوت نامہ گیا تھا وہ آپ ہی کی جانب سے گیا تھا۔

صحابی۔ ہاں اللہ کے رسول نے ایسے تمام ملکوں کو دعوت نامے ارسال فرمائے ہیں کہ جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی ہے۔

سفیر۔ معاف کیجئے گا میرا مقصد ہرگز ہرگز آپ کی توہین نہیں ہے میں صرف اظہار واقعات کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ایسی بے سر و سامانی اور ایسی بے نوائی و بے برگی کی حالت میں ایسی زبردست اور طاقتور سلطنت کو ٹوکنا کیا آپ کے خیال میں ایک ایسی جرأت نہیں ہے کہ جس کے لئے آپ کو مدتوں پچھتانا پڑے کیا آپ نے ایران کی سلطنت جابرہ کو بھی کوئی مختصر سا قبیلہ خیال کیا ہے اور کیا آپ اس حقیقت سے بیخبر ہیں کہ ابھی کل تک قلمرو ایران کے فوجی سپاہیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ آپ کے ملک میں آتا تھا اور لوٹ مار کر کے چلا جاتا تھا اگر آپ میں معدودے چند عسکریوں کی مزاحمت اور مقاومت کا بھی یارا نہ تھا تو اب پوری سلطنت ایران کے مقابلے کیا صورت نکال سکیں گے کیا بلا وران عجم کو اس طرح ٹوک کر آپ اپنے ملک کے ساتھ دشمنی نہیں کر رہے ہیں؟

ایران کے سفیر کی یہ تعلیاں اور عربی شجاعت کی یہ بیتاب و توہین سنکر صحابہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اکثر نے پہلو بدلے سب کے چہرے غصہ کے مارے تمتما اٹھے بہت سوں نے ڈاڑھیاں دانتوں میں ......

... دبائیں اور بعض کے ہاتھ قبضہ شمشیر تک جا پہنچے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تبسم نے سب کو ساکت و صامت کر دیا۔ اور مذکورہ صحابی نے نہایت ٹھنڈے دل سے جواب دیا

صحابی۔ اے شہنشاہ ایران کے سفیر آپ اس وقت ایک ایلچی کی حیثیت میں ہیں اس لئے اگر آپ اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ اپنی گفتگو میں استعمال کرتے تب بھی ہم ایسی ہی خاموشی کے ساتھ برداشت کرتے اور آپ سے کچھ نہ کہتے آپ نے ہم لوگوں کی ظاہری حالت کے متعلق جو کچھ خیال ظاہر کیا وہ غلط نہیں ہے اور مجھے معاف کیجئے گا اگر میں یہ کہوں کہ آپ کی نظر ہمیں نگاہوں سے زیادہ اور دیکھ ہی کیا سکتی ہے آپ ایک ہی جیسے انسان کی کہ جس کے قبضہ میں تھوڑی سی دولت ہے غلامی کرنے

کرتے آپ کی ذہنیت غلامانہ ہوگئی ہے اور آپ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ دنیا میں دولت ہی سب سے بڑی طاقت ہے لیکن میرے عزیز دوست میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے دولت بھی ایک طاقت ضرور ہے لیکن وہ سب سے بڑی طاقت نہیں ہے سب سے بڑی طاقت "حق اور صداقت" ہے دولت اور قوت کے مظاہروں نے آپ کی نگاہیں خیرہ کردی ہیں چمکتے ہوئے سونے اور چاندی کے ٹکڑے اور جواہرات کے درخشاں انبار دیکھتے دیکھتے آپ کی عقل کی آنکھیں بیکار ہو چکیں ورنہ آپ خود ہی دیکھ اور سمجھ سکتے تھے کہ زر و جواہر کا قبضہ انسان کے دل میں اپنی جان کی محبت بہت زیادہ کردیتا ہے اور اپنی جان سے بہت زیادہ محبت رکھنے والے لوگ کبھی جانباز اور سرفروش نہیں ہو سکتے آپ نے سونے کی جان لینا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے بہت سے ذرائع بھی آپ نے مہیا کررکھے ہیں لیکن آپ کے ان "ملا وراث عجم" میں کہ جن پر آپ کو اس قدر ناز ہے کتنے آدمی ایسے ہیں کہ جو جان دینا بھی جانتے ہوں اور جو موت کے نام سے نہ گھبراتے ہوں وہ اپنی کثرت تعداد پر بھروسہ کرکے لوٹ مار کے لالچ میں تلواریں ہاتھوں میں لیکر گھر سے نکل کر ضرور کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان کی یہ تمام دلاوری اور شجاعت صرف اسی وقت تک باقی رہتی ہے کہ جب تک انھیں اپنا غلبہ نظر آئے اور وہ دوسروں کی جانیں لیتے رہیں لیکن اگر اپنی جان دینے کی باری آجائے تو پھر ان کا قدم میدان میں نہیں ٹھہرتا اور نہ ٹھہر سکتا ہے کیونکہ ان کا دل خود اندر سے انھیں ملامت کرتا ہے کہ تم حق پر نہیں تھے ہمارے سپاہی کرائے کے سپاہی نہیں ہیں اور نہ دوسروں کی جان لینا ان کا پیشہ ہے ان کی تلوار جب کبھی میان سے نکلتی ہے تو صرف حق کی حمایت میں نکلتی ہے اور یہ جان لینے کے لئے نہیں بلکہ اپنی جان دینے کے شوق میں میدان جنگ کی طرف جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ غنیم نے کبھی ان کی پشت نہیں دیکھی ان کا دل مضبوط ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کررہے ہیں وہ حق ہے اور یہ اتنی بڑی قوت ہے کہ اس کا مقابلہ نہ دولت کرسکتی ہے اور نہ کثرت تعداد آپ کا سپاہی صرف اسی وقت تک دلیر رہتا ہے کہ جب تک وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے اپنے ہاتھ میں تلوار ہے اور مخالف کے پاس ہتھیار کے نام سے چھڑی تک نہیں لیکن ہمارا سپاہی اس وقت بھی اسی قدر دلیر و شجاع ہوتا ہے کہ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ وہ خود تو نہتا ہے اور مخالف کے جسم پر پانچوں ہتھیار آراستہ ہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حق کی راہ میں جان لینے کی بہ نسبت جان دینا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس کا مقصد حق کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنے مقصد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہتا ہے آپ ایک ایسے سرفروش سپاہی کا تصور کیجئے کہ جسے مرنے کا خوف نہیں بلکہ جس کی تمنا ہی یہ ہو کہ وہ لڑتے لڑتے مر جائے پھر آپ خود اندازہ کرسکیں گے کہ ایسا جری اور ایسا نڈر انسان کیا کچھ نہ کر گزرے گا ہماری ظاہری بے سروسامانی پر نظر نہ ڈالئے یہ نہ دیکھئے کہ ہم زریں مسندوں کی بجائے فرش زمین پر بیٹھے ہیں اس کا کچھ خیال نہ کیجئے کہ ہمارے جسم زرق برق پوشاکوں سے آراستہ نہیں ہیں اور اس طرف توجہ نہ فرمایئے کہ ہمارے ترکشوں میں اکثر تیر شکستہ و فرسودہ اور ہمارے میانوں میں بہت سی تلواریں زنگ آلودہ نظر آرہی ہیں ہم ان مادی سامانوں کے بھروسہ پر زندگیاں بسر کرنا انسانیت کی توہین خیال کرتے ہیں ہمارا بھروسہ اگر ہے تو اس قادر مطلق خدا پر ہے کہ جس نے ہمیں اور آپ کو اور اس تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہر قسم کی قوت و طاقت ہے ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے کہ ہم حق پر ہیں اور حق کبھی کسی حالت میں باطل سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔

سفیر لیکن یہ تو ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ ہمارے ہزار دو ہزار جوان کافی تھے اور آپ کے قبائل کی متحدہ فوجیں بھی ان کو کبھی نہ روک سکی تھیں۔

صحابی یہ بالکل صحیح ہے لیکن شاید آپ بھول گئے کہ اب ہم وہ اعراب نہیں ہیں جو چند سال پیشتر تھے۔ چند سال پیشتر ہم خدا کے نام سے بھی آشنا نہ تھے ہمیں حق و باطل کی مطلقاً تمیز نہ تھی اور ہماری جنگ و خونریزی کا مقصد بھی آپ کی طرح سے صرف بعض مادی فوائد کا حصول ہوتا تھا ہم بھی آپ کی طرح میدان جنگ میں دوسروں کی جانیں لینے کے شوق میں جاتے تھے اور جب جان دینے کا وقت آتا تھا تو ہمارا کہیں پتانہ ہوتا تھا ہماری اور آپ کی لڑائی حق و باطل کی جنگ نہ ہوتی تھی بلکہ دونوں فوجوں کا مقصد انسانی خونریزی اور ایک دوسرے کو لوٹنا ہوتا تھا اور یہ اس قدر پست اور ذلیل مقصد ہے کہ اب ہمیں اس کے خیال سے بھی شرم آتی ہے۔

کیا اس سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے نئے مذہب نے آپ میں کوئی نئی روح پھونک دی ہے اور اب آپ کسی دوسری قسم کے انسان ہوگئے ہیں۔

صحابی جی ہاں میرا یہی مطلب تھا۔

سفیر آپ کو اپنے باپ دادا کا دین و مذہب ترک کرتے کچھ شرم نہ آئی۔

صحابی ایک غلط چیز کو چھوڑ کر صحیح چیز کو قبول کرتے وقت انسان کو شرم نہیں بلکہ فخر محسوس ہوا کرتا ہے بشرطیکہ انسان صحیح الفطرت ہو۔

سفیر جبتک کہ مجھے یہ نہ معلوم کہ آپ کے اس نئے مذہب نے آپ کو کیا سکھایا ہے اس وقت تک میں یہ کیسے تسلیم کرسکتا ہوں کہ اب آپ نے صحیح مذہب اختیار کیا ہے۔

صحابی یہ بات مجھے کچھ زیب تو نہیں دیتی کہ حضور رسالت مآب اور دیگر جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں تعلیمات اسلام کے متعلق کچھ زبان کھولوں لیکن چونکہ خود حضور انور کا حکم ہے اس لئے میں آپ کے اطمینان خاطر کے لئے سب کچھ بیان کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ توجہ سے سنیں اور وہ اگر کسی قدر طویل بھی ہو تو گھبرا نہ جائیں

سفیر میں اس وقت ہمہ تن گوش ہوں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں فرمایئے

صحابی میرے معزز اور محترم دوست۔

آپ مملکت عجم سے چل کر اتنے دور دراز فاصلے پر صرف اس لئے تشریف لائے ہیں کہ یہ معلوم کریں کہ اسلام میں وہ کونسی ایسی خوبی ہے کہ جس کی وجہ سے ہر انسان کا دل اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے اور جس کی وجہ سے اس نے ایسے قلیل عرصہ میں اس قدر حیرت انگیز ترقی کی ہے کہ اب تقریباً سارا ملک عرب اس کا دلدادہ اور اس کا معتقد نظر آرہا ہے آپ یہ بھی جاننا چاہتے ہیں

کہ اپنے پیروؤں میں مذہب اسلام نے وہ کونسی عجیب وغریب روح پھونکدی ہے کہ جس کی بدولت ان کا ایک ادنیٰ غلام کسی قیصر و کسریٰ کی بھی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔

میرا خیال ہے کہ کسی چیز کی خوبی کا اندازہ لگانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم پہلے خوبیوں کو متعین کر لیں تاوقتیکہ ہمیں یہ ہی معلوم نہ ہو کہ خوبی کسے کہتے ہیں اور برائی سے کیا چیز مراد ہے اس وقت تک یہ ناممکن کہ ہم کسی چیز کے متعلق یہ فیصلہ کر سکیں کہ یہ اچھی ہے۔

آپ خواہ کسی مذہب کی پیروی کرتے ہوں لیکن اس کے ماننے میں تو آپ کو تامل نہ ہوگا کہ ہمارا اور ہمارے علاوہ اس تمام دنیا کا پیدا کرنے والا کوئی ضرور ہے یہ خیال کہ کسی باغبان کے بغیر یہ ہرا بھرا چمن آراستہ ہوگیا ہے عقل سے کچھ اس قدر بعید ہے کہ اگر ہم چاہیں بھی تو اسے تسلیم نہیں کر سکتے میں اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہوں کہ دنیا میں ایسے بھی کچھ انسان ہیں جو خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے صرف اس لئے کہ دوسری ہزاروں لاکھوں محسوس اور معلوم چیزوں کی طرح انھیں خدا کہیں نظر نہیں آتا اور وہ کسی ایسی ہستی کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جسے وہ اپنے حواسوں کے ذریعہ سے معلوم نہ کر سکیں ان کی مغرور عقل انھیں اجازت نہیں دیتی کہ ایک ان دیکھی ہستی کو اپنا خالق مان کر وہ اپنی حکمت اور ان کا فلسفہ یہ بتانے سے ہمیشہ عاجز رہا ہے اور عاجز رہتا ہے کہ پھر آخر یہ دنیا اور اس کی یہ گوناگوں دلچسپیاں کہاں سے آگئیں اس وقت ان لوگوں سے اور ان کے خیالات وعقائد سے بحث نہیں ہے کیونکہ جہانتک میرا خیال ہے آپ کسی نہ کسی مذہب کے پابند ضرور ہیں اور چونکہ دنیا کے ہر مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ بندوں کو خدا سے ملاتا ہے اس لئے وہ خدا کی ہستی اور وجود سے بیزار نہیں ہو سکتا آپ اسے ایزد اور داتار کے نام سے پکاریئے اور آگ اور سورج کو اس کے جلوے خیال کر کے ان کی پرستش کیجئے یا پتھروں سے تراش تراش کر مختلف الاشکال اصنام بنایئے اور انھیں ذات باری کا مظہر سمجھ کر ان کے آگے سر جھکایئے بہرحال یہ سب ثبوت اسی بات کا ہے کہ آپ اپنے سے بالاتر کسی ہستی کو اپنا مالک اور اپنا خالق تصور کرتے ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ ہمیں اس ہستی کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنی چاہیئے۔ آپ طرح طرح کی عبادتیں اور ریاضتیں کرتے ہیں اور اپنے جسم کو بہت سی تکلیفیں اور اپنی روح کو بہت سی اذیتیں پہنچاتے ہیں صرف اس لئے کہ اس بزرگ اور بالاتر ہستی کا قرب حاصل کر سکیں کہ جس نے ہمیں پیدا کیا اور جس نے اپنی پیدا کی ہوئی یہ عظیم الشان دنیا ہمارے سپرد کر دی ہم ایک چھوٹی سی چھوٹی گھاس کی پتی نہیں بنا سکتے لیکن بڑے سے بڑے تناور اور بلند درخت کو بھی یہ مقدرت حاصل نہیں ہے کہ جب ہم اپنے مکان بنانے یا اپنی آگ جلانے کی خاطر اس کی شاخیں کاٹنی چاہیں تو وہ ہمارے تبر سے اپنے آپ کو بچا لے ہم ایک ننھے سے ننھا بھنگا یا کیڑا بھی پیدا نہیں کر سکتے لیکن بڑے سے بڑے قد آور ہاتھی گھوڑے بھی اس وقت کان نہیں ہلا سکتے جب ہم سوار ہونے کی غرض سے ان کی پیٹھ پر زین کسیں جنگل اور پہاڑ اور سمندر اور ریگزار غرضکہ دنیا کے چپے چپے پر ہم گھومتے پھرتے ہیں لیکن ہمیں کوئی ایسی مخلوق نظر نہیں آتی جسے ہم مغلوب نہ کر سکیں ہر چہار جانب ہم نظریں دوڑاتے ہیں لیکن کوئی اپنا مدمقابل نہیں دکھائی دیتا اور ان تمام حالات کو دیکھکر ہم نے یہ صحیح نتیجہ نکالا ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں اور اس دنیا میں حکومت کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا کوئی ہے اور آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اس پیدا کرنیوالے کی مرضی اور مشیت کے مطابق اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں تاکہ اس کی دنیا پر حکومت کریں دوسرے الفاظ میں ہم اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس تمام کائنات کا پیدا کرنے والا اور اس کا حقیقی مالک تو خدا ہے یا اور جس نام سے آپ اسے پکارتے ہوں اور اپنی تمام مخلوقات میں سے اس نے ہمیں یعنی نسل انسانی کو اس بات کے لئے منتخب کیا ہے اور اتنا شعور و اختیار دیدیا ہے کہ اس کے نام پر اس دنیا میں حکمرانی کیا کریں اگر یہ دونوں باتیں آپ کے نزدیک مسلم ہیں تو اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج اس طویل وعریض دنیا میں کتنی قومیں ایسی ہیں جو اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کر کے اس کے نام پر اور اس کے انداز میں حکمرانی کر رہی ہیں آپ شاہ عجم کے سفیر ہیں اور اس وقت ہمارے ملک میں آپ کی حیثیت دربار عجم یا شہنشاہ عجم کے نمائندے کی ہے اس حیثیت میں آپ جو کچھ کرینگے اور آپ سے جو حرکتیں سرزد ہوں گی انھیں ہم لازمی طور پر شاہ ایران یا دربار ایران کی حرکتیں خیال کریں گے آپ اگر خوش خلق نیک مزاج اور انصاف پسند ہیں تو ہمارے دلوں پر دربار ایران کا اچھا اثر پڑے گا اور ہماری نظروں میں آپ کی سلطنت کی وقعت بڑھ جائے گی لیکن اگر آپ کی حرکات ناشائستہ اور آپ کا طرز عمل ناپسندیدہ ہے تو ہماری نگاہوں میں آپ نہیں بلکہ آپ کی سلطنت سبک ہو جائے گی۔ انسانی جماعتیں اگر آج اخلاق الٰہیہ سے متصف نہیں ہیں اور اگر انہوں نے خود کو دوسرے تمام بہائم کی طرح پست اور ذلیل بنا لیا ہے تو یہ درحقیقت ذات باری تعالیٰ کی توہین ہے اور ایک مذہبی انسان ہونے کی وجہ سے اگر آپ کے دل میں اپنے پیدا کرنے والے کی بھی عظمت اور محبت موجود ہے تو اس خیال سے ضرور آپ کے دل کو صدمہ ہوگا کہ اشرف المخلوقات انسان آج کس درجہ گمراہ ہو گیا ہے قدرت کاملہ نے اسے دنیا میں اپنا نائب اور اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا تھا اسے کچھ اختیارات دیئے تھے اور اسے عقل جیسی نعمت عطا کی تھی کہ جس کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی مخالفت اور مزاحم طاقتوں کو مغلوب کر سکے اور وقتاً فوقتاً اپنے مخصوص پیغامبر اس کی ہدایت کے لئے اس کے پاس بھیجے تھے جو اسے بتاتے رہتے تھے کہ کونسا راستہ صحیح ہے اور کونسا غلط لیکن ان تمام انتظامات کے باوجود آپ تمام دنیا میں کسی ایک انسانی گروہ کا بھی نام نہیں بتا سکتے جس نے انسانی شرف و مجد کو نہ کھو دیا ہو اور جس نے اپنی مذموم حرکات کی بدولت باری تعالیٰ کی توہین نہ کی ہو عیسیٰ اور موسیٰ کی امتیں ہوں یا کنفیوشس اور زرتشت کے مقلد سب نے اپنے اپنے مرشدوں کی تعلیم اور ہدایت کو یکسر فراموش کر دیا ہے اور آج جن اخلاق ذمیمہ کے حامل ہیں اس کے خیال سے انسان تو انسان ہے بہائم کو بھی شرم آجاتی ہے آپ یقین کیجئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس سے ہرگز ہرگز کسی خاص قوم یا کسی خاص فرقے کی توہین و تذلیل مراد نہیں ہے اور آپ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہ لائیگا کہ میں آپ کی قوم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں نہیں بلکہ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں یہ تمام انسانوں اور قوموں کی حالت ہے

اور جس طرح قبل خود عرب اور قبائل عرب کا بھی حال تھا بلکہ شاید اس سے بھی بدتر حالت تھی آپ نے دنیا دیکھی ہے اور ایک بڑی سلطنت کے سفیر ہونیکی وجہ سے یقیناً آپ نے مجھ سے بہت زیادہ سفر کئے ہیں آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آج انسانی جماعتیں کیا کچھ کر رہی ہیں۔ مذہب کا نام لیکر اور مذہب کی آڑ میں جیسی کچھ خونریزیاں ہو رہی ہیں مذہب کا نام لیکر اور مذہب کی آڑ میں جیسی کچھ بربادیاں ہو رہی ہیں ان کے خیال سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے مذہبی پیشوا اور خدایان وقت کے ہاتھوں تھوڑی سی دولت کے لالچ میں بک گئے ہیں اور اس ایک ظالم اور ناخدا ترس ہستی کی مخصوص اغراض اور خواہشات کو پورا کرنے کیلئے لاکھوں انسانی جانوں کی ہلاکت کے فتوے صادر کر دیتے ہیں ہر ملک اور ہر قوم میں تن تنہا ایک فرد واحد کہ جو بسا اوقات لائق اور قابل بھی نہیں ہوتا محض تھوڑے سے مال و زر کے انبار اور تھوڑی سی جلادی صفت فوج کی بدولت پورے ملک کا بلا شرکت غیرے مالک اور پوری قوم کا آقائے ولی نعمت بنکر بیٹھ گیا ہے درحالیکہ اسی ملک اور اسی قوم میں اس سے بہت زیادہ لائق اور بہت زیادہ بہادر اور شجاع لوگ موجود ہیں کیا اپنے ملک یا اور دوسرے ملکوں میں جہاں آپ سفیر کی حیثیت سے گئے ہوں یہ تماشے آپ کی نظر سے نہیں گزرے ہیں کہ کروڑوں انسانوں کی بستی پر کوئی ایک فرد واحد حکمران ہو اس لئے نہیں کہ ان کروڑوں افراد نے اسے اپنے درمیان سب سے بہتر اور سب سے زیادہ لائق تصور کرکے از خود اپنے ملک کی حکومت اس کے سپرد کی ہو بلکہ صرف اس لئے کہ حسن اتفاق سے وہ ایک بادشاہ کے گھر پیدا ہو گیا تھا اور اب باپ کے مرنے کے بعد بلا کسی استحقاق کے ملک کی حکومت ورثہ کے طور پر اس کے ہاتھ آگئی ہے کیا آپنے یہ نہ دیکھا ہوگا کہ اس طرح بلا کسی حق کے تخت و تاج حاصل کرنے والے اپنے آپ کو نہ صرف اس ملک کی زمین کا بلکہ ان کروڑوں باشندگان ملک کا بھی مالک اور آقا تصور کرتے ہیں اور ایک ذرا سی بدمزاجی کے موقع پر یا بسا اوقات محض تفنن طبع کے طور پر باشندگان ملک کی جانیں لے لیتے ہیں کیا آپ کو کبھی اس ہوش ربا اتفاق سے واسطہ نہیں پڑا ہے کہ قوم کا ایک غیور اور خوددار شخص بلا کسی قصور کے محض اسلئے بھوکے شیروں کے آگے ڈالدیا گیا کہ حضرت جہاں پناہ کو اسکی خودداری پسند نہ تھی کیا آپ کے سامنے کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ ایک لائق ہونہار اور ایک شریف نوجوان بے جرم و خطا کتے کی موت مار دیا گیا صرف اسلئے کہ اس کی بیوی بہت حسین تھی اور خداوند نعمت اسے حرم سرائے سلطانی میں داخل فرمانا چاہتے تھے لیکن وہ بدبخت اس پر راضی نہ تھا کیا کبھی آپ کو اپنے یا دیگر ممالک کے معبدوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کیا آپ نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہاں مذہب کے نام سے کیا کچھ ہوا کرتا ہے کیا آپ اس راز سربستہ سے واقف ہیں کہ ان مقدس ہستیوں سے جنہوں نے ظاہر میں دنیا ترک کر رکھی ہے دنیا کا کوئی مذموم سے مذموم فعل بھی چھوٹا ہوا نہیں تو کیا آپ کو معلوم ہے کہ ان مقدس چار دیواریوں کے اندر ان تقدس مآب ہستیوں کے ذریعہ سے کسی نوجوان اور دوشیزہ عورت کی عصمت محفوظ نہیں ہے کیا آپ اس نفرت انگیز حقیقت سے بیخبر ہیں کہ ان حرموں کے اندر بسنے والی تارک الدنیا کنواریاں اکثر و بیشتر صورتوں میں کئی کئی بچوں کی مائیں ہیں ان بچوں کی مائیں کہ جنہیں دنیا کی شرم کی وجہ سے زندہ دفن کر دیا گیا کیا دنیا کے کسی گوشے میں کوئی قوم ایسی آپ کو نظر پڑی کہ جہاں عورت کی عفت و عصمت کی کوئی قدر کی جاتی ہو اور کمزور فرقہ اناث کو محض ان کے کمزور ہونے کی بنا پر ان کے تمام حقوق سے محروم نہ کر دیا گیا ہو کیا اپنی سیاحت کے دوران میں کبھی آپ کا گذر کسی ایسے ملک میں ہوا ہے جہاں عورت کو مرد کی ایک ادنیٰ کنیز اور انسانیت کے لئے باعث صد ننگ نہ خیال کیا جاتا ہو کیا آپ کو معلوم ہے کہ بعض مذہبوں کے پیشواؤں نے عورت کو انسانی نسل ہی سے خارج کر دیا ہے اور اسے شیطان کی بیٹی یا ارواح خبیثہ کے لقب سے یاد کیا کرتے ہیں اور عرب عورتوں ہی پر کیا منحصر ہے کمزور اور کم طاقت مرد ہی اس مصیبت سے کب محفوظ ہیں کیا آپ کے ملک میں گاجر مولی کی طرح اشرف المخلوقات انسان نہیں بیچے جاتے اور کیا اس طرح بکے ہوئے انسان اپنے خریدنے والوں کی بالکل اسی طرح ملکیت نہیں بنجاتے کہ جیسے اونٹ گھوڑے اور بکریاں ہوتی ہیں۔

انسانی عدم مساوات یہیں تک محدود نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ خود ایک امیر کبیر اور دولتمند انسان ہونے کے باوجود کبھی نہ کبھی تو ضرور ایسا ہوا ہوگا کہ آپ کا دل یہ دیکھکر دکھا ہو کہ آپ یا آپ کے طبقے کے چند انسان تو بہتر سے بہتر غذائیں کھاتے ہیں عمدہ سے عمدہ شرابیں پیتے ہیں نفیس سے نفیس کپڑے سے تن پوشی کرتے ہیں اور اچھے سے اچھی سواریاں استعمال میں رکھتے ہیں غرضکہ ہر طرح کے عیش اڑاتے ہیں اور اس تمام آسائش و آرام حاصل کرنے کیلئے ذرا سی بھی محنت اور تکلیف اپنے اوپر نہیں اٹھاتے آپ ہی کے لاکھوں اور کروڑوں بدقسمت بھائی جو آپ ہی کی طرح انسان ہیں بلکہ ممکن ہے کہ عادات و خصائل میں آپ سے بھی کچھ بہتر ہوں دن رات محنت اور مشقت کرنے کے باوجود اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ میں روکھی سوکھی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں ڈال سکتے شربت اور شرابیں تو درکنار انہیں بعض اوقات ٹھنڈا اور صاف پانی بھی کافی مقدار میں میسر نہیں آتا حریر و دیبا کا انہوں نے نام تو ضرور سنا ہے اور آپ سے بن کر تیار بھی کیا ہے لیکن خود انہیں اپنی ستر پوشی کے لئے جو چیز میسر آتی ہے وہ دو ایک میلے کچیلے چیتھڑوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ گھوڑے اور ہاتھی سے بس اسی قدر واقف ہیں کہ ان کا آقا ان پر سوار ہوتا ہے اور وہ ساتھ ساتھ رکاب تھامے دوڑتے ہیں سونے اور چاندی اور ہیرے موتی زمین اور سمندر سے وہ نکالتے ضرور ہیں لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے سرمایہ دار آقایان ولی نعمت کے لئے ان کا سب سے بڑا عیش اور سب سے بڑا آرام اگر ہے تو یہی کہ کڑاکے کے جاڑوں میں جبکہ سردی کے اندر خون منجمد ہونے کے قریب ہو تو کہیں سے ذرا سی آگ میسر آجائے اور وہ تاپکر خون میں سیلان قائم رکھ سکیں یا گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں جبکہ چیل انڈا چھوڑ دیتی ہے انہیں کام سے اتنی فرصت ملجائے کہ دم بھر کو پسینہ خشک کرنے کیلئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے جا کھڑے ہوں اور یہ تمام مصیبتیں اور تکلیفیں ان کی جان پر اس لئے نہیں ہیں کہ انہوں نے کوئی گناہ یا جرم کیا ہے بلکہ صرف اس لئے کہ انسانی جماعتوں نے عام طور پر

جو نظام معاشرت کیا ہے وہ تھوڑے سے خود غرض اور آسان پسند افراد قوم کا تیار کیا ہوا ہے جس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ گنتی کے چند ایسے افراد قوم تو مزے اڑائیں کہ جن کے پاس مال و دولت ہے اور باقی سارا کنبہ جس میں کروڑوں انسان شامل ہیں رات دن ان مفت خوروں کی غلامی کرے اور پھر بھی بھوکوں مرے ایسے سخت ظلم ایسی صریح ناانصافی اور استقرار کردہ عدم مساوات کی موجودگی میں بھی کیا آپ کسی طرح یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ بنی نوع انسان بھلائی اور خیر کے راستہ پر گامزن ہے؟

میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ کسی چیز یا کسی مذہب کے متعلق اس کی اچھائی برائی کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اچھائیوں اور برائیوں کا تعین کریں اسی لئے میں نے یہ تمام حالات آپ کے سامنے بیان کئے ہیں اب غالباً آپ بہت آسانی سے بھلائیوں اور برائیوں کا تعین کر لیں گے پھر بھی آپ کی اگر یہی خواہش ہو کہ میں ہی اپنے سلسلہ بیان کو جاری رکھوں اور خوبیاں اور برائیاں بھی میں ہی گنا دوں تو مجھے اس میں بھی کچھ عذر نہ ہوگا۔

سفیر: میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ آپ خود ہی اس کی توضیح فرمائیں تاکہ آپ کا سلسلہ کلام منقطع نہ ہو میں انتہائی توجہ کے ساتھ آپ کی فاضلانہ تقریر سن رہا ہوں اور آپ یقین کیجئے کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں جن باتوں پر ابھی تک میری نگاہ نہ گئی تھی اب وہ مجھے بالکل صاف نظر آ رہی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ابھی اور بھی بہت سی باتیں آپ سے سنے جاؤں کسی جگہ اگر کوئی بات میری سمجھ میں نہ آ سکی یا اگر کسی بات سے مجھے اختلاف ہوگا تو میں اپنے شبہات ذکر کروں گا۔

صحابی: جو کچھ میں عرض کر چکا ہوں اس سے آپ نے یہ تو نتیجہ نکال لیا ہوگا کہ آج دنیا میں جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کا باعث ظلم و عدوان اور عدم مساوات ہے ہمارا پیدا کرنے والا ہرگز ظالم اور نا منصف نہیں ہے اور اس کی نظر میں اس کے تمام بندے یکساں ہیں اگر پردۂ دنیا پر خدا کی حکومت قائم کرنا ہے اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس دنیا میں اس کے نمائندے یا اس کے خلیفہ ہیں تو ہمیں بھی ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی سے کنارہ کرنا پڑے گا اور ایک بادشاہ اور فقیر دونوں کو یکساں نگاہ سے دیکھنا ضروری ہوگا۔

میری اس گفتگو سے آپ اس قدر حیران نہ ہوں آپ ایک طاقتور بادشاہ کے دربار سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے امراء میں سے ہیں اس لئے قدرتی طور پر آپ کا رجحان طبع یہی ہونا چاہئے کہ غریب اور امیر کی برابری کیا اور راعی و رعایا میں مساوات کیسی! لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پہلے ذرا ٹھنڈے دل سے جو کچھ میں عرض کروں سن لیجئے اور اس کے بعد اعتراض کرنے کی کوشش کیجئے آپ صاحب زر ہیں صاحب طاقت ہیں اور صاحب عزت ہیں لیکن کیا کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ نے اس امر پر غور کیا ہے کہ یہ زر و مال یہ طاقت و قوت اور یہ عزت و وقعت آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی۔

میں آپ کے خیالات کا اندازہ کر رہا ہوں اور اگر میرا اندازہ صحیح ہے تو آپ جواب میں یہ کہنے کے لئے بے تاب ہیں کہ دولت و ثروت ہمارے باپ دادا نے ہمارے لئے چھوڑی طاقت و قوت ہمیں اپنی بدولت حاصل ہوئی اور عزت و وقعت ہمیں اپنی دولت کی بدولت حاصل ہوئی اور عزت و وقعت ہمیں ہمارے انسانی کمالات نے دلائی لیکن میرے محترم دوست آپ کا یہ جواب صحت سے بہت کچھ دور ہے آج ہم اور آپ الگ الگ دو قومیں بن گئے ہیں اس لئے کہ اب انسانی نسل تعداد میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہم میں اور ایک غریب مزدور میں کوئی فرق نہیں اور ایک تھوڑے سے تامل کے بعد یہ بات بھی آپ کی ذہن نشیں ہو جائیگی کہ آپ کی یہ امارت، دولت اور وقعت سب غریبوں کی خون پسینہ کا صدقہ ہے اسی سے بادشاہ بنتے ہیں اور اسی سے منصب دار

سفیر: مجھے معاف کیجئے اگر اس موقع پر میں آپ کی تقریر میں دخل دوں میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ بادشاہوں اور ملکی منصب داروں سے ہم کس طرح بے نیاز ہو سکتے ہیں اور اگر ان کا وجود لازمی اور ناگزیر ہے تو عدم مساوات کی یہ ناخوشگوار صورت حال بھی قائم رہنی ضروری ہے کیونکہ ایک بادشاہ تو بہرحال حکومت ہی کرے گا خواہ وہ عادات و خصائل کے لحاظ سے فرشتہ ہی کیوں نہ ہو آپ نے بادشاہوں کے چند در چند عیوب تو گنا دیے جو یقیناً عام طور پر خود مختار حکمرانوں میں پائے جاتے ہیں لیکن کیا صرف اس لئے کہ ان میں چند کمزوریاں موجود تھیں ہمیں ان کی تمام خوبیوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لینی چاہئیں جس طرح آپ نے مجھ سے بہت سے سوال کئے تھے میں بھی آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا جاہل کاشتکار، غیر تعلیم یافتہ صناع اور کاروبار میں مصروف سوداگر کسی ملک کا انتظام کر سکتے ہیں کیا ملک کی سیاست کو آپ نے ایسی معمولی چیز خیال کیا ہے کہ اسے ہر عامی و جاہل کے سپرد کیا جا سکتا ہے کیا ایک اہل ملک کے لئے ایسے قانون بنانا کہ جن سے ملک کی خوشحالی میں ترقی ہو اور اہل ملک زیادہ آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں کوئی ایسا حقیر اور معمولی سا کام ہے کہ جسے ہر کاشتکار اور ہل چلانے والے بہ آسانی اور بہ احسن الوجوہ انجام دے سکیں کیا جب غیر ممالک کی ٹڈی دل فوجیں ہمارے ملک پر حملہ آور ہوں اور ہماری عورتوں بچوں کی جانیں اور عزت و آبرو اور مال غرضکہ سب کچھ خطرہ میں پڑ جائے تو اس وقت یہ کہکر انہیں ٹالا جا سکتا ہے کہ چونکہ ہمارے ملک میں کوئی بادشاہ نہیں ہے آپ حملہ نہ کیجئے اور واپس چلے جائیے اور کیا ایسی صورتوں میں جبکہ قوم کا ایک فرد دوسرے فرد پر ظلم و زیادتی کرے اور ملک کے نافذ شدہ قوانین کو توڑے تو شاہی منصب داروں کے علاوہ آپ کے پاس کوئی دوسری قوت ایسی ہے جو ان سرکشوں کو ظلم و زیادتی سے باز رکھ سکے معاف کیجئے گا اگر میں یہ عرض کروں کہ آپ کا ملک ابھی تک دور وحشت و بربریت سے نہیں نکلا ہے اور آپ ابھی تک تہذیب اور تمدن کی برکتوں سے آشنا نہیں ہیں اس لئے آپ کے لئے ان باتوں کا سمجھنا شاید کسی قدر دشوار ہوگا لیکن یہ حقیقت ہے کہ کوئی تہذیب یافتہ انسان اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ پھر اسی بربریت کے دور میں چلا جائے کہ جہاں سے صد ہا سال میں ترقی کرتے کرتے وہ اس وقت تک پہنچا ہے اگر آپ کے مذہب کی یہی تعلیم ہے کہ انسان تمدن اور تہذیب سے ناآشنا رہے یا ناآشنا بنجائے تو میرا خیال ہے کہ عزت کے بدلے ذلتوں کے سوا

شاید ہی کوئی ترقی یافتہ قوم اسے قبول کرنے کو تیار ہو۔

صحافی۔ آپ نے تہذیب اور تمدن کی ضرورت پر اور بادشاہوں اور ان کے منصب داروں کے ناگزیر ہونے کے متعلق اظہار خیال فرمائے ہیں جس قدر فصاحت اور بلاغت سے کام لیا اس کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ کو شاید خیال نہ رہا میں نے ہرگز ہرگز تہذیب کی یا بادشاہوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا تھا کہ آج دنیا میں جو لوگ صاحب زر صاحب حکومت اور صاحب اقتدار ہیں ان کے اخلاق اس درجہ پست اور ذلیل ہیں کہ بہائم کو بھی ان کے سامنے شرم آجائے گی آپ اگر قطع کلام نہ فرماتے تو اس کے بعد میں تو خود ہی یہ کہنے والا تھا کہ دنیا کو آج جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ایک قابل قبول تہذیب اور صحیح تمدن ہے میں نے جو کچھ خرابیاں گنی تھیں وہ اس اصول کی خرابیاں نہ تھیں کہ ہم کسی ایک بادشاہ کی اطاعت قبول کر لیتے ہیں اور اپنی جماعت کی تہذیب کے خواہاں ہیں میرا تمام تر اعتراض اس حقیقت حال تک محدود تھا کہ انتخاب امیر کے متعلق ہمارا موجودہ طریقہ غلط ہے اور جس چیز کو ہم نے بزعم خود تہذیب اور تمدن کے ناموں سے نامزد کر رکھا ہے وہ تخریب اور فساد سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتی آپ مشتعل نہ ہوں اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں کہ آپ (میری مراد آپ کی قوم سے ہے) کسی عنوان بھی مہذب اور متمدن کہلانے کی اہل نہیں ہیں آپ کی نگاہیں شاہی دربار کی چمک دمک اور ظاہری آب وتاب نے خیرہ کر دی ہیں اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ بس تہذیب صرف اسی چیز کا نام ہے کہ اپنے جسموں پر چمکدار اور ملائم ریشم کے جوڑے لادلیں اپنے پیٹ میں مرغن اور لذیذ غذائیں بھر لیں اور اپنے ناکارہ اور ہیچ میرز جسموں کو آرام پہنچانے کے صدہا دیگر ذرائع ایجاد کر لیے لیکن میرے محترم دوست! آپ ذرا انصاف سے غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ آرائش اور آسائش کے تمام سامان عیش پرستی اور آسان پسندی سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کروں کہ بہت سی باتوں میں وہ بدوی بھی کہ جس کے محدود علم اور نا ترقی یافتہ عقل کا ابھی آپ نے مضحکہ اڑایا تھا آپ سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اسے مادہ فطرت کی گود سے نکلے ابھی زمانہ نہیں گزرا ہے اور اس کی غیرت وحمیت نے ابھی تک یہ ذلت گوارا نہیں کی ہے کہ تہذیب یافتہ قوموں کی طرح کسی ایک فرد واحد کی غلامی اختیار کرے صرف اس لئے کہ اس فرد واحد کے قبضہ میں تھوڑا سا چاندی اور سونا ہے اس نے ابھی تک تمدن میں ترقی نہیں کی ہے اور اس کے قبیلے باہم مل کر ایک قوم نہیں بنے ہیں لیکن اس کے کسی قبیلہ نے اس ننگ کو گوارا نہیں کیا ہے کہ ہر صاحب زر اور ہر صاحب طاقت آئے اور پورے قبیلہ کو اپنا غلام بنالے اس نے اپنی فطرت کی ودیعت کی ہوئی آزادی کو سونے چاندی کے سکوں کے بدلے میں نہیں بیچا ہے اور ایک تہذیب یافتہ قوم کے سامنے وہ فخر کے ساتھ سر اونچا کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں آج ویسا ہی آزاد اور اپنی مرضی کا مختار انسان ہوں کہ مجھے جیسا میرے خدا نے پیدا کیا تھا۔

میں اس وقت یہاں بدویوں کی وکالت کرنی ضروری نہیں سمجھتا ورنہ ممکن تھا کہ ان کی موافقت میں اور بھی کچھ باتیں بیان کر دیتا لیکن جو کچھ عرض کرنا منظور ہے وہ یہ ہے کہ آپ ایک سخت فریب میں مبتلا ہیں اور جس تہذیب اور تمدن کو آپ ترقی کا سرچشمہ سمجھ کر نازاں ہیں وہ درحقیقت سراب ہے دنیا کی تمام قومیں جنھیں اپنی تہذیب پر ناز ہے اور جو بزعم خود سمجھ رہی ہیں کہ ہم ترقی کے مدارج طے کر رہے ہیں وہ فطرت اور مذہب فطرت سے دور ہوئی چلی جا رہی ہیں اس میں شک نہیں کہ انھوں نے اپنی اپنی تہذیبیں بھی قائم کی ہیں اور لفظاً ہر تمدن میں بھی کچھ نہ کچھ ترقی کی ہے لیکن اگر سننا چاہیں تو میں آپ کو اس خود ساختہ تہذیب اور خود ساختہ تمدن کی اصل حقیقت سے واقف کر دوں۔ سنئے اور ذرا غور سے سنئے آپ سب سے پہلے ایک وحشی اور ناآشنائے تہذیب انسان کا تصور کیجئے جو جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا ہے ہر ہر قدم پر وہ خوف اور احتیاط کے ساتھ ادھر ادھر نظر ڈالتا ہے کہ کہیں کوئی طاقتور درندہ یا کوئی اور دشمن چھپا ہوا نہ ہو ڈرتے ڈرتے وہ درختوں کی آڑ سے قدم باہر نکالتا ہے اور اگر خوش قسمتی سے کوئی دشمن نظر نہیں آتا تو اب اسے شکار کی تلاش ہوتی ہے اس کے ہاتھوں میں بہت سے پتھر ہوتے ہیں اور بغل میں ایک ذرا لمبا سا پتھر کا ٹکڑا ہوتا ہے جس کے ایک سرے کو گھس گھس کر اس نے اس قدر تیلا کر لیا ہے کہ اس پر دھار ہو گئی ہے اپنے اس سرو سامان کو لادے لادے وہ کبھی چھپتا اور کبھی ظاہر ہوتا ہے صبح سے لیکر شام تک مارا مارا پھرتا ہے اور جس روز اسے کسی بکرے یا ہرن کی ٹانگ توڑ کر اسے پکڑ لینے میں کامیابی ہو جاتی ہے تو وہ اس کی انتہائی خوش نصیبی کا دن ہوتا ہے اس کے بعد اس ہرن کو لاد کر لانے اور خود کو اور اپنے شکار کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کی مہم شروع ہوتی ہے اور جب اس مہم میں بھی خاطر خواہ کامیابی ہو جاتی ہے تو وہ اس کی انتہائی خوش نصیبی کا وقت ہوتا ہے اور وہ بخیر وعافیت اس غار تک پہنچ جاتا ہے کہ جس میں وہ رات کو سویا کرتا ہے تب کہیں وہ وقت آتا ہے کہ وہ اپنے خالی پیٹ میں کچھ تھوڑا سا ناشتہ ڈال سکے اور اپنے تھکے ہوئے اعضاء بدن کو زمین پر لیٹ کر کچھ آرام پہنچا سکے۔

جنگل بہت کافی وسیع ہے اور اس میں اسی طرح پر بہت سے انسان الگ الگ اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہو جسے ذرا سا بھی آرام یا سکون حاصل ہو اور جو غار کے اندر چھپ رہنے کے باوجود مطمئن ہو کہ اب وہ محفوظ ہے کیونکہ بارش کا پانی اکثر غار کے اندر بھر جاتا ہے اور انھیں مجبور ہو کر ایسے اوقات میں باہر آنا پڑتا ہے کہ جب وہ ہرگز باہر آنا نہ چاہتے تھے کبھی کبھی وہ رات کو سوتے سوتے چونک پڑتے ہیں اور آہٹ سے انھیں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی جانور غار کے دہانے پر اس پتھر کو ہٹا رہا ہے جو انھوں نے حفاظت کے خیال سے وہاں رکھ دیا تھا اور جو اتنا وزنی نہ تھا کہ جسے بڑے بڑے قد کے جانور سرکا نہ سکیں کیونکہ وہ تنہا اس سے زیادہ بڑے پتھر اٹھا کر نہیں لا سکتے تھے۔

ایک روز ان وحشیوں میں سے ایک شخص نے یہ دیکھا کہ ایک بکرا بے تحاشا بھاگا چلا آرہا ہے اور ایک اسی جیسا انسان اس کے پیچھے پیچھے ہے لیکن بکرا اسے اس قدر قریب نہیں پہنچنے دیتا کہ وہ پتھر مار سکے تو اس نے فوراً

سامنے سے بکرے کا راستہ گھیرا اور اب بکرے کو مجبوراً رکنا پڑا اتنی دیر میں وہ شخص جو اس کے تعاقب میں تھا قریب پہنچ گیا اور اب دونوں نے اس پر پتھروں کی بارش شروع کرکے دم کے دم میں اسے مار لیا۔

دونوں کو اس کامیابی پر بےحد مسرت ہوئی اور دونوں نے اپنی پتھر کی چھری سے اسے کاٹ کر آدھا آدھا کر لیا پورے بکرے کی بہ نسبت آدھے بکرے کا لادنا بھی آسان تھا دونوں نے اپنے حصے کو کندھے پر رکھکر بھی بہت خوشی محسوس کی اور آپس میں آنکھوں آنکھوں میں یہ طے کر لیا کہ روزمرہ اسی مشترکہ محنت سے شکار کیا کریں اور اسی طرح برابر تقسیم کر لیا کریں تہذیب کی طرف یہ پہلا قدم تھا جو انسان نے اٹھایا تھا۔

چند روز تک اسی طرح مل جل کر شکار کھیلتے کھیلتے کچھ الفاظ بھی ایسے مقرر ہو گئے کہ جن کے ذریعہ سے وہ ایک دوسرے کو اپنا مطلب بہ آسانی سمجھانے لگے اور اب یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ الگ الگ غاروں میں رہنے کے بجائے اگر وہ ایک بڑا غار تلاش کر لیں یا کسی ایک چھوٹے غار کو کھود کر بڑا کر لیں اور ایک ہی جگہ رہیں تو مشترکہ محنت اور بھی بہت سے کاموں میں آسانیاں پیدا کر دیگی اور حفاظت کے لئے غار کے دہانے پر پتھر بھی اتنا بڑا رکھا جاسکیگا کہ جسے کوئی جانور آسانی سے نہ ہٹا سکے تجویز معقول تھی اور چونکہ اس میں دونوں کا فائدہ تھا اس لئے اس پر عملدرآمد کیا گیا اور اس طرح انسان نے تمدن کا پہلا درجہ طے کیا۔

میں نے یہ جو کچھ عرض کیا ہے وہ یونہی زیب داستان کے لئے نہیں کیا ہے بلکہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ تہذیب و تمدن جس کا ذکر بار بار آپ کی زبان پر آتا ہے درحقیقت کیا چیزیں ہیں آپ کے تکمر کی اصطلاح میں ممکن ہے کہ تہذیب کے معنی اپنے نفس کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانا دوسروں کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور خود ریشم اور سونے کے تاروں کی ایک گٹھری بنجانا ہوں لیکن فی الاصل اسکے معنے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہیں کہ ایک سے زیادہ افراد انسانی جو مل جل کر ایک جگہ رہیں وہ پورے قبیلے، پوری بستی یا پوری قوم کو ایک کل تصور کرنے لگیں جس کے الگ الگ وہ سب جزو ہیں ہر جزو اس کل کی بہبود اور رفاہ کے لئے کام کرے اور کل اپنے ہر ہر جزو کے لئے جان دے بکرے کا شکار کریں تو سب مل کر اسے لاد کر لائیں تو سب مل کر اور پھر اس سے فائدہ اٹھائیں یا پیٹ بھریں تو سب برابر ممکن ہے کہ ان الفاظ کے سمجھنے میں آپ کو ذرا دقت معلوم ہو اس لئے نامناسب نہ ہوگا اگر میں انسانی قبیلوں یا جماعتوں کی مثال انسانی جسم سے دوں ہمارا جسم کسی ایک چیز کا نام نہیں ہے بلکہ ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان، منہ، کان، دل اور دماغ وغیرہ کا مجموعہ ہے ان میں سے ہر ہر عضو رات دن پورے جسم کی خدمت کے لئے کام کرتا ہے اور ہر عضو یکساں طور پر برابر برابر غذا پہنچتی رہتی ہے۔

عہد بدویت میں یہ حالت نہ تھی اس زمانے میں انسان "کھاؤ برابر اور چل برابر" کے اصول پر عملدرآمد تھا ایک خاندان میں اگر بیس افراد تھے تو بیس کے بیس محنت و مشقت کرتے تھے اور ان بیسوں کی مشترکہ محنت سے جو کچھ پیدا ہوتا تھا اس میں وہ برابر کے حصہ دار ہوتے تھے خاندانوں نے قبیلوں کی اور قبیلوں نے بڑی بڑی جماعتوں یا قوموں کی صورت اختیار کر لی اور سب کی آسانی کا لحاظ کر کے قبیلوں اور قوموں کے افراد نے مختلف پیشے اختیار کر لئے تھوڑے سے افراد اس کام پر لگائے گئے کہ وہ زمین میں ہل چلا کر غلہ پیدا کریں کچھ اس کام پر مامور ہوئے کہ پورے قبیلہ کے لئے کپڑا بنا کریں بعض کو جوتے بنانے کی خدمت ملی بعض کو لوہے کا سامان تیار کرنے کا حکم ملا بعض کو لکڑی کی چیزیں بنانے کے لئے دی گئیں چند افراد کے سپرد مٹی کے برتن بنانا کیا گیا اور بعض مکانات کی تعمیر پر لگا دیئے گئے اب اس کی ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ جب اتفاق سے قبیلے یا قوم کے کسی ایک فرد کی طرف سے دوسرے فرد پر زیادتی ہو تو زیادتی کرنے والے کو روکا جائے یا اگر کوئی شخص اس تہذیب کے مقررہ ضابطوں کی پابندی نہ کرے تو اس سے باز پرس کی جاسکے اور اس کے لئے یہ طے پایا کہ قبیلے میں جو شخص سب سے زیادہ لائق سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ منصف مزاج ہو اسے سارا قبیلہ اپنا سردار مان لے اور سب اس کے احکام کی دل و جان سے اطاعت کیا کریں۔

ہر قبیلے میں دو چار آدمی ایسے موجود تھے جو ہمہ وقت قبیلے کی خدمت پر کمربستہ رہتے تھے جنہوں نے قبیلے کے بہت سے افراد کی ان کی مصیبت اور تکلیف کے وقت میں مدد کی تھی اور جو اپنی عقلمندی اور اپنی شجاعت کی بدولت ایک سے زیادہ مرتبہ قبیلے کو ہلاکت اور تباہی سے بچا چکے تھے سردار مقرر کرنے کا خیال آتے ہی قبیلے کے ہر ہر فرد کی زبان سے انہی دو چار شخصوں کا نام نکلا اور پھر ان میں بھی جس نے سب سے زیادہ خدمت قبیلے کی کی تھی اسے سردار تسلیم کر لیا گیا اور اس طرح خادم نے مخدوم کا مرتبہ پایا اب یہ سردار پورے قبیلے کا بادشاہ تھا اور سارا قبیلہ اس کا نوکر اس کا ملازم اور اس کا غلام۔

یہاں تک جو کچھ ہوا وہ صحیح اور حقیقی تہذیب تھی اور اس میں اگر کچھ کمی تھی تو صرف اس قدر کہ اس سردار کو مشورہ دینے کے لئے قبیلے کے چند عقلمند اور تجربہ کار لوگ اور بھی دیدیئے جاتے تاکہ انتظام سلطنت کے متعلق جو کچھ پیچیدہ مسائل درپیش ہوتے تو ان کا فیصلہ اکیلے ایک سردار کی بجائے قبیلے کے تمام بہترین دماغوں کی رائے کے موافق ہوتا لیکن بنی نوع انسان کی بدقسمتی رنگ لائی اور ان سرداروں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے قبضہ میں دولت اور طاقت آگئی ہے تو انہوں نے ایسے قانون بنانے شروع کئے کہ جن سے ان کی اپنی قوت میں اضافہ ہونے لگے وہ اس چیز کو بھول گئے کہ حقیقی عظمت کا راز خدمت میں پوشیدہ ہے مخدوم بنجانے کے بعد انھیں خدمت سے عار آنے لگی اور رفتہ رفتہ وہ اسی قوم کو کہ جس کی خدمت کرکے انھیں یہ مرتبہ عالی نصیب ہوا تھا ایک ایسی جماعت تصور کرنے لگے کہ جو نسلی شرافت میں ان سے بہت ادنیٰ ہے اور جس کا کام صرف یہ ہو کہ ان کی خدمت کیا کرے وہ اپنے آپ کو اپنے قبیلے یا قوم سے بہت بلند تر کوئی چیز خیال کرنے لگے اور خاندانوں کے ذریعہ سے یہ رسم ڈالدی کہ ملک کی بادشاہت ورثہ میں باپ سے بیٹے کو ملا کرے اور جب کچھ عرصہ میں یہ رسم عام ہو گئی تو شاہی نسل خود بخود قوم کے عوام سے الگ ہو گئی۔

ان خود ساختہ بادشاہوں کو اپنی قوت، اپنی عظمت اور اپنی شان قائم رکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ تھوڑے سے ایسے لوگوں کو کہ جو قبیلے میں با اثر ہوں اپنا ہوا خواہ بنائے رکھیں اس لئے انھوں نے امراء و وزراء کی ایک اچھی بڑی جماعت پر الطاف و اکرام کی بارش کر کے اپنا گرویدہ احسان بنا لیا اور اب بے کھٹکے قوم کی خدمت نہیں بلکہ قوم پر خدائی کرنے لگے امراء اور وزراء کو شاہی حمایت اور پناہ حاصل تھی اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ نہ اٹھاتے انھوں نے فائدہ اٹھایا اور اچھی طرح اٹھایا۔ محنتی اور ایماندار شہریوں کی ساری کمائی اب ان کے بچوں کا پیٹ پالنے کے بجائے حضرت جہاں پناہ اور ان کے اہل دربار کی جیبوں میں پہنچنے لگی ایک طرف فلک بوس قلعے اور محلات کھڑے ہو گئے اور دوسری طرف سر چھپانے کے لئے ذرا سی جھونپڑی میسر آنی بھی دشوار ہو گئی ایک طرف سونے چاندی کے پیالوں میں بادہ ارغوانی کے دور چلنے لگے اور دوسری طرف محنت کرتے کرتے اور مصیبت جھیلتے جھیلتے خون پانی ایک ہو گیا۔

حکومت کا چسکا بہت برا ہوتا ہے اور جب حکومت کی چاٹ پڑ جاتی ہے تو انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جس سے بھی اس کا واسطہ پڑے اسے اپنا محکوم بنائے اس سے پیشتر مرد اور عورت کے تعلقات مساویانہ تھے اور ہر گھر راحت و آرام کے لحاظ سے جنت کا نمونہ تھا لیکن اب ان بادہ حکومت کے متوالوں کو یہ بھی گوارا نہ ہو سکا کہ ایک ایسی ہستی کہ جو ان کی زندگی کی شریک تھی وہ بھی ان کی حکومت سے باہر رہ جائے یا اُن کے ساتھ برابری کا داعیہ رکھے انہوں نے فرقہ اناث پر طرح طرح کے مظالم توڑنے شروع کئے اور چونکہ عورت ان کے مقابلہ میں کمزور اور بے بس تھی اس لئے انھیں پورا پورا موقع مل گیا کہ اس کے تمام حقوق پامال کر کے اُسے اچھی طرح کچل ڈالدیں تاکہ آیندہ ہزارہا سال تک بھی کبھی اُسے سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے عورت کی عصمت اور عفت بے معنی سے الفاظ ہو گئے اور بادشاہ اور امراء کی حسن پسند نظر پڑ جانے کے بعد کسی عورت کو یہ مجال نہ رہی کہ وہ انکار کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

اب ان واقعات کو پیش نظر رکھکر آپ غور فرمایئے کہ آپ کی اصطلاح میں جس چیز کا نام "تہذیب" ہے اس کی بدولت بنی نوع انسان کی کیسی کچھ تخریب عمل میں آئی ہے کسی ایک خاندان یا قبیلے کی تہذیب کے معنے تو یہ ہونے چاہیئے تھے کہ کنبے کے تمام افراد مل کر کنبے کی ترقی اور بہبود کے لئے کوشش کرتے ہر شخص اپنے کنبے کا خادم ہوتا ہے اور اس طرح سب کی مشترک محنت کاموں کو بھی آسان بنا دیتی اور سب کی آسودہ حالی میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تہذیب کا الٹا نتیجہ نکلا ہے پورے کنبے میں سے ایک بادشاہ اس کے چند معتمد اور تھوڑے سے اور متمول افراد کے لئے تو یقیناً ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچ گئی ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ان کی ضرورت اور ان کے استحقاق سے بہت زیادہ آسانیاں بہم پہنچ گئی ہیں لیکن پورے کنبے کی یہ حالت ہے کہ وہ دن رات محنت کرتے کرتے اور تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے مرا جاتا ہے اور پھر بھی زندگی کی آسانیاں میسر نہیں آتیں آہستہ آہستہ آپ کی تہذیب کنبے یا قوم کو

دو حصوں میں تقسیم کئے دے رہی ہے بلکہ شاید تقسیم کر چکی ہے اور اب ایک ہی کنبہ یا قوم کے دونوں حصوں میں باہم اس قدر فرق ہو گیا ہے کہ کسی طرح بھی ان دونوں طبقوں کو ایک کنبے کے افراد نہیں کہا جا سکتا امراء کا طبقہ جو نہ معلوم کس غلط فہمی کی بنا پر اپنے آپ کو طبقہ اعلیٰ کہا کرتا ہے غرباء کے طبقے سے کہ جسے "تہذیب یافتہ" امراء کی بارگاہ سے ادنیٰ طبقہ کا خطاب ملا ہے اب اس قدر مختلف ہے کہ ہم کسی طرح بھی دونوں کو ایک قوم نہیں خیال کر سکتے

سفیر (کسی قدر درشت لہجہ میں) غرباء کے طبقے کو اگر ادنیٰ کہا جاتا ہے تو اس میں جھوٹ بھی کیا ہے نہ اُن کے پاس علم ہے نہ دولت نہ عقل و خرد ہے اور نہ انسانیت صرف تھوڑی سی جسمانی قوت ہے جو تمام جانداروں میں ہوتی ہے اور اگر اس طرح انھیں دبائے نہ رکھا جائے تو وہ اس قوت کا بھی نہایت غلط استعمال کرینگے اور اس خوبصورت اور خوشنما دنیا پر ہر طرف خون کی ندیاں بہتی نظر آئینگی آپ اس حقیقت سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ ہم اگر خود کو اعلیٰ طبقہ میں شمار کرتے ہیں تو فی الحقیقت ہم اپنی دماغی قابلیتوں میں ان سے بہتر بھی ہیں ہمارے اخلاق ہمارے خصائل و اطوار اور ہماری شائستگی اور تہذیب ان سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ اگر وہ بہائم ہیں تو ہم انسان اور وہ اگر انسان ہیں تو ہم فرشتے یا کوئی اور ایسی مخلوق کہ جو انسانوں سے بہتر ہو میرا خیال ہے کہ آپ کو غرباء کے طبقے سے زیادہ واسطہ ہی نہیں پڑا ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ آپ کو اُن سے نفرت نہ ہو جاتی ان کے میلے کچیلے جسم مکروہ اور کثیف کپڑے گندی اور غلیظ عادتیں آداب مجلس سے ناواقفیت نفرت انگیز اور بیہودہ گفتار اور رفتار اور ان سب سے بڑھکر ان کے طفلانہ بلکہ احمقانہ خیالات سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے آپ کے دل میں بھی نفرت کے سوا اور کوئی جذبہ نہیں پیدا ہو سکتا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ طبقہ عام چوپایوں سے اگر کچھ مختلف ہے تو صرف اس بات میں کہ اس کے افراد کی صورت انسانوں کی سی ہے ورنہ ایک گھوڑے ایک بیل اور ایک ادنیٰ طبقہ کے انسان میں کوئی فرق نہیں ہے پھر اگر ہم ان سے وہی برتاؤ کرتے ہیں کہ جس کے وہ مستحق ہیں اور ان کو جانوروں کی طرح محنت و مشقت کے کاموں میں لگاتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے

صحابی کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ جس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اسی ادنیٰ طبقہ کے اندر سے نکلا ہے یا کہیں اور سے آگیا ہے

سفیر۔ اسی طبقہ کے اندر سے نکلا ہے لیکن اپنی ذاتی کوشش اور قابلیت کی بدولت نکلا ہے ہم میں ترقی اور تہذیب کی صلاحیت تھی اس لئے ہم ان سے اس قدر آگے بڑھ گئے اور یہ چیز خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم ان سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔

صحابی آپ نے کیا ترقی کی اور کس بات میں ان سے آگے بڑھ گئے؟ کیا زمین میں ہل چلا کر اسے کاشت کے قابل بنانا اور پھر اس میں غلہ بو کر پورے کنبہ کے لئے غلہ پیدا کرنا کوئی عقل کا کام نہیں ہے؟ کیا روئی اون اور ریشم کو کات کر باریک تاروں کی صورت میں تبدیل کرنا اور پھر ان تاروں کو گوندھ کر نفیس اور خوشنما کپڑے تیار کر لینا کوئی احمقانہ فعل ہے کیا اینٹ

پتھر مٹی اور چونے سے سربفلک عمارتیں عظیم الشان پل اور مضبوط اور خوشنما محرابیں بناویں طفلانہ حرکتیں ہیں اور تریا ہوے لکڑی اور مٹی سے طرح طرح کی مفید چیزیں بناکر پورے کنبے کے لئے آرام و آسائش کے سامان مہیا کرنا ایسے بیہودہ اور لغو کام ہیں کہ جن سے نفرت پیدا ہو! تہذیب کے معنی اگر مشترکہ محنت سے پورے کنبے کے لئے زیادہ سے زیادہ راحت و آرام مہیا کرنا ہیں تو کیا میں نہایت ادب کے ساتھ یہ پوچھ سکتا ہوں کہ تہذیب میں آپ نے ترقی کی ہے یا ان جفاکش محنتی اور ایماندار انسانوں نے کہ جنھیں آپ آج حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جنھیں آپ انسان کہنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ مجھے معاف کیجئے اگر میں آپکو آپ کی تاریخ کا ایک بھولا ہوا واقعہ یاد دلاؤں آپ ایک مرتبہ پھر انہی دو وحشی انسانوں کا تصور کیجئے کہ جنھوں نے ایک دوسرے کی مدد سے بکرے کو شکار کیا تھا اور پھر آپس میں برابر تقسیم کر لیا تھا۔ اتفاق سے ان دونوں میں سے ایک شخص احدی، کام چور، عیش پسند اور خود غرض تھا وہ ہر روز تو وہ برابر اپنے ساتھی کے ساتھ شکار مارنے کے لئے جاتا رہا اور برابر کی محنت کرکے برابر کا حصہ پاتا رہا لیکن جب چند روز تک آتے خوب پیٹ بھر کر کھانے کو ملا تو اس کے احدی پن نے زور کیا وہ شکار کے لئے چلا تو جاتا لیکن بکروں اور ہرنوں کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اپنا زیادہ وقت پیڑوں کے سائے میں لیٹ لیٹ کر گزارتا اور اس طرح خود بہت کم محنت کرکے اپنے ساتھی پر محنت کا بہت زیادہ بار ڈال دیتا بھی نہیں بلکہ تقسیم کے وقت وہ یہ بھی کرتا کہ اپنے ساتھی کی آنکھ بچاکر اپنے حصہ میں تھوڑا گوشت بھی زیادہ لے لیتا تاکہ ایک آدھ روز شکار کو جانے کی تکلیف سے بچ جائے۔ اس شخص کو اگر آپ چاہیں تو بے ایمان کہہ لیجئے لیکن چونکہ اس نے تہذیب کے قانون سے بغاوت اور سرکشی کی تھی اس لئے میں صرف باغی کے لقب سے یاد کروں گا تمدن آہستہ آہستہ ترقی کرتا رہا اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کنبے میں آدمیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اس احدی اور کام چور شخص کو جس نے تہذیب سے بغاوت کی تھی اپنے چاروں طرف ایسے آدمی نظر آتے تھے جو صبح سے شام تک کام کرتے تھے ....

.... اور اپنی محنت سے پورے کنبے کو آرام پہنچاتے تھے یہ شخص مفت خور تھا اور کام سے بھاگتا تھا اس لئے اس نے ایسے ذرائع اور ایسے وسیلے سوچنے شروع کئے جن کی بدولت کام بھی نہ کرنا پڑے روٹی بھی پیٹ کو مل جائے اور احدی پن پر بھی پردہ پڑا رہے دوسرے لوگ چونکہ محنتی اور ایماندار تھے اس لئے انھوں نے اس کی حیلہ سازیوں پر کوئی شک نہیں کیا اور اس کے حصہ کا کام بھی اپنے سر لے لیا۔ زمانہ گزرتا گیا اور اس احدی کی نسل سے اور احدی پیدا ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق بھی ہوگیا کہ قبیلے کی سرداری ایک ایسے شخص کے ہاتھ آگئی جو بہادر اور شجاع تو تھا لیکن محنت کرنے سے جی چراتا تھا۔ احدیوں کی یہ جماعت کہ جس کی تعداد اب اچھی خاصی ہوگئی تھی اور جس نے اپنی ترکیبوں اور چالاکیوں سے بہت سی دولت پر اپنا قبضہ کر لیا تھی آگے بڑھی اور سردار قبیلہ کو اپنے قابو میں کرکے قبیلہ پر حکمرانی کرنے کی تجویز سوچنے لگی۔ غداری اور مکاری ان کی گھٹی میں پڑی تھی اور سابقہ تھا ایماندار اور سچے لوگوں سے جو خواہ مخواہ کسی کی نیت پر شک کرنا جانتے ہی نہ تھے اس لئے انھیں اس بات کا پورا پورا موقع مل گیا کہ ملک اور قوم کے لئے من مانے ضابطے اور قانون بناویں اور ایسی بہت سی ترکیبیں اختراع کریں کہ جن کی بدولت محنت کریں قوم کے تمام نیک اور ایماندار لوگ اور جیبیں بھرے ان کمے احدیوں کی کہ جن کا بڑے سے بڑا کارنامہ یہ ہو کہ کبھی دربار شاہی کے آداب کی ایک فہرست بنادی اور کبھی شاہی لباس کے لئے کوئی انوکھی وضع ایجاد کردی۔

مجھے امید ہے کہ اب آپ کو یاد آگیا ہوگا کہ یہ آپ کا اعلیٰ طبقہ درحقیقت ان کام چور اور نوابے حاضر لوگوں کا طبقہ ہے کہ جنھوں نے شروع ہی میں تہذیب کے قوانین سے بغاوت کرکے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد ڈالی تھی کہ جو قوم کی تخریب کی مترادف تھی آج آپ بڑے جوش و خروش کے ساتھ یہ فرماتے ہیں کہ غرباء کا طبقہ جاہل ہے بے عقل ہے بدخصلت ہے گندہ اور غلیظ ہے اور خدا جانے اور کیا کیا ہے لیکن آپ ایک لمحہ کے لئے اس بات پر غور نہیں فرماتے کہ انھیں جاہل، بے عقل، بے شعور بنایا کس نے؟ کیا آپ کو اپنے اس جرم پر افسوس نہیں ہے کہ آپ کی عیاریوں کی بدولت آپ کا پورا کنبہ انتہائی محنت و مشقت کرنے کے باوجود دو دو دانوں کو ترس رہا ہے؟ کیا اپنے اس قصور پر آپ کو کوئی ندامت نہیں ہوتی کہ آپ کا پورا کا پورا طبقہ کنبے کی تہذیب میں حصہ نہیں لیتا اور اپنے حصہ کا کوئی کام نہیں کرتا جس کی وجہ سے دوسرے ایماندار اور محنتی لوگوں کو دوچند محنت کرنی پڑتی ہے؟ کیا آپ کو اپنی اس حرکت سے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی کہ آپ کا بھائی انتہائی ایمانداری کے ساتھ اپنے عہد پر قائم ہے اور آپ بدعہدی کرکے اسے ہرن اور بکرے کے شکار میں تو مدد دیتے نہیں لیکن جب وہ ہزار دقت و خرابی کے بعد خود اسے مار لیتا ہے تو حصہ بٹانے کے لئے آموجود ہوتے ہیں اور حصہ بھی وہ لیتے ہیں جسے بڑا آدھا کہا جاتا ہے۔

آج آپ ان کی غربت و افلاس کا مضحکہ اڑاتے ہیں ان کے میلے کچیلے جسم آپ کی امیرانہ نگاہوں کو برے معلوم ہوتے ہیں ان کے گندے غلیظ اور اکثر کھاتوں میں مریض و معلول بچوں کو دیکھکر آپ کو گھن آتی ہے لیکن کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ جس روپے سے وہ اپنے لئے صاف ستھرے لباس مہیا کرتے اس سے آپ کی پرتکلف اور زرق برق پوشاکیں تیار ہوگئی ہیں اور جس پیسے سے وہ اپنے بچوں کے لئے دودھ اور دوا بہم پہنچاتے وہ آپ کے لئے شراب خریدنے پر صرف ہو رہا ہے وہ اپنے بازوؤں کی پوری طاقت صرف کرکے قدرت کے خزانوں سے دولت برآمد کرتے ہیں لیکن آپ کی قابل صد نفرت تہذیب کے قوانین اس دولت کو ان کے ہاتھوں سے چھین کر آپ کی جیبوں میں بھر دیتے ہیں اور اس کے بعد یہ دیکھنا کس قدر حیرت انگیز ہے کہ آپ ان کے ممنون منت ہونے کے بجائے انھیں اپنے سے ازل اور ادنیٰ مخلوق شمار کرتے ہیں آج اگر آپ کے تمام ملک کے تمام کپڑا بننے والے آپس میں اتفاق کرکے کپڑا بننا بند کردیں تو کیا آپ کی باعزت اور آپ کے طبقۂ عالی میں کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے کہ جو ریشم یا سوت کے دو تار بھی جوڑ

دے؛ آج اگر تمام معمار آپ کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر مکانات تعمیر کرنے سے باز آجائیں تو آپ کے طبقہ کے کسی فرد میں اتنی قابلیت ہے کہ مٹیاں کھڑی کر کے معمولی سی جھونپڑی ہی سر چھپانے کے لئے ڈال لے لیکن اس ناقابلیت کے باوجود آپ کی ہمت کو آفرین ہے کہ آپ ان موچیوں اور جولاہوں کو بے عقل اور احمق خیال کرتے ہیں۔ انسان کی افضلیت اس کے انسانی جوہروں میں مضمر ہوتی ہے نہ کہ زربفت اور کمخواب کی پوشاکوں میں زربفت اور کمخواب کی جھولیں کسی جانور کو کبھی آدمی بنا سکیں اور رات دن سونے چاندی کے زیوروں میں لدے رہنے کے باوجود آپ کے گھوڑے صرف گھوڑے ہی ہیں زرین و مرصع لباسوں کو یا مغرورانہ انداز رفتار و گفتار کو اپنے لئے باعث شرف خیال کرنا غلطی ہے اور نشست و برخاست یا خورد و نوش کے متعلق چند قواعد مرتب کر لینے کا نام تہذیب نہیں ہے اور نہ تہذیب اس کا نام ہے کہ خود ناہلی اور عیش پرست بنکر پورے کنبے سے اپنی خدمت کرائی جائے تہذیب صرف اس چیز کا نام ہے کہ کنبے کا ہر ہر فرد پورے کنبے کی خدمت کرے اور اس طرح متفقہ اور متحدہ مساعی سے جو فوائد حاصل ہوں اُن سے پورا کنبہ یکساں مستفید ہو آپ کو ہرگز ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس وقت تک آپ کی قوم کا ایک بھی انسان قوت لا یموت سے یا ایک بھی مریض دوا سے یا ایک بھی بچہ تعلیم و تربیت سے محروم ہے اس وقت تک آپ ایک پیسہ بھی اپنی عیش پرستی پر صرف کریں۔ مرصع اور مکلل بجواہر تخت و تاج طلائی اور نقرئی ظروف حریر اور دیبا کے ملبوس۔ زربفت اور کمخواب کے پردے پُر تکلف ریشمی قالین۔ لذت بخش غذائیں اور خوش رنگ اور قیمتی شرابیں اس وقت تک کسی قوم کو زیب نہیں دے سکتیں جب تک کہ قوم کے ہر ہر فرد کو ضروریات زندگی بہ افراط اور بآسانی میسر نہ آجائیں آپ نے عیش میں پڑ کر اس بات کو بھلا دیا کہ آپ کے کنبے نے دولت پیدا کرنے کا کام اپنے ذمے لیا تھا اور اس دولت . . . .

. . . . کو کنبے پر بحصہ مساوی تقسیم کرنے کا کام آپ کے سپرد کیا تھا۔ کنبے کے باقی تمام افراد اپنا کام نہایت تندہی اور جانکاہی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے فرائض کے ادا کرنے میں صرف کوتاہی کی ہی بلکہ معاف کیجئے اگر میں کہوں خیانت کی ہے آپ نے ابھی ابھی فرمایا تھا کہ آپ کی سلطنت نے منصب دار مقرر کئے ہیں جو ان لوگوں سے باز پرس کرتے ہیں کہ جو تہذیب کے مقرر کئے ہوئے قوانین کو توڑیں لیکن تعجب ہے کہ وہ منصب دار کیوں سب سے پہلے آپ کو گرفتار نہیں کرتے جبکہ آپ نے علی الاعلان قانون تہذیب سے بغاوت کی ہے اور امداد باہمی کے پابند نہیں ہیں امداد باہمی تو تہذیب کا سب سے پہلا قانون ہے اور باقی جتنے قوانین ہیں وہ سب اسی پر منحصر ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ دنیا میں خیر کس چیز کا نام ہے اور شر کس چیز کا نیز یہ کہ تمام خرابی اور فساد کی جڑ صرف تین چیزیں ہیں دولت کی غلط تقسیم ابنائے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک اور کمزوروں پر ظلم و زیادتی۔ سفیر۔ مجھے سچے دل سے اس بات کا اعتراف ہے کہ اس سے پیشتر میرا خیال کبھی ان حقیقتوں کی طرف منتقل نہ ہوا تھا اور میں الفاظ نہیں پاتا کہ آپ کے اس احسان کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اب میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے مذہب کی وہ کونسی تعلیمات اور وہ کونسی خوبیاں ہیں اور آپ کے پیغمبر کی وہ کیا تعلیم ہے جس کے آپ اس قدر دلدادہ ہیں (باقی)

تاریخ اسلام کے ۵ حصے

حصہ ۱۔ پہلی جلد ۲۹۰ صفحات کی ہے اس میں ... سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم مقالات یہ ہیں ملک عرب کی تاریخ و حالات خیر القرون حضور کی طفولیت جوانی رسالت۔ اسلام کی پوزیشن ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات غزوات و سرایا مراسلات بنوت۔ معجزات اسلام۔ اسلام کی دینی تعلیم دینی جزیہ خطبہ وداع وفات ازواج مطہرات قیمت ایک روپیہ دو آنے ۱عہ محصول ڈاک ۶ر کل ۱۱عہ

حصہ ۲۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول خلافت کے احکامات خلافت کے نشانات غرضکہ خلافت کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مشرح واقعات بیان کرنیکے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات و تمدن و خلافت راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی ہیں ۸۰ صفحات قیمت ۲ر محصول ملک ۸ر

حصہ ۳۔ یہ جلد خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جسکے شروع میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے عہد خلافت سے دست بردار ہونے کے وجوہات حضرت امام حسینؑ کے واقعہ شہادت کے دلخراش حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے ۱۴ خلفا کی ۹۲ سالہ عظمت و جبروت اسلامی حکومت اور فتوحات نیز قلمرو عرب و عراق حجاز سندھ افریقہ فلسطین و اسپین پر مسلط ہونے کے مستند و مفصل حالات درج ہونیکے علاوہ قلمرو اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ ضخامت ۲۸۰ قیمت ۸ر محصول ۶ر

حصہ ۴۔ یہ جلد خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباس کے پہلے خلیفہ اول عبداللہ ابو العباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے لیکر ۶۵۶ھ تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز ثقفی والی مصر کے عہد سلطنت حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و راجگان سندھ تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط اور مشرح حالات ہیں گو یا یہ پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۷۹ صفحات میں قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حصہ ۵۔ اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ اور خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو خلافت تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کا عہد حکومت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس جنگ یورپ ترکی کے حصے بخرے مفصل حالات ۳۴ صفحات قیمت دس آنے محصول ۸ر کل ۱عہ یہ سب مجلد بھی ہیں اور سب کی یکجا جلد اور سکا مل کی قیمت رہے، محصول ڈاک ... کل ... جلد نہایت اعلیٰ چمڑے کی۔ پتہ: دفتر مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

مسلمانوں کی شان "رحماء بینہم"

(از جناب مولانا یعقوب احمد صاحب دہلوی)

مسلمان اس وقت زوال اور انحطاط کی گہرائیوں میں ڈوبتے اور گرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے زوال کی رفتار کچھ ایسی سریع اور اتنی تیز ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جو ان کی بربادیوں کے سامان اپنے ساتھ نہ لاتا ہو اور کوئی شب ایسی نہیں گذرتی جس کی صبح ان کے لئے پیغام اندوہ و کرب نہ بنتی ہو۔ دنیا کی ہر قوم ترقی کر رہی ہے جملہ اقوام مراحل ارتقا طے کرتی چلی جا رہی ہیں لیکن مسلمان ہیں کہ ان کا کوئی ایک قدم بھی ترقی کی طرف نہیں اٹھتا ان کی شہنشاہی بھی مٹی اور شاہی بھی ان کی سطوت بھی غارت ہوئی اور شکوہ بھی۔ ریاستیں امارتیں سب فنا ہوتی چلی جا رہی ہیں تجارتی اعتبار سے ان کی حیثیت بے حقیقت تو تھی ہی لیکن جو جماعتیں اور برادریاں اس میں انہماک رکھتی تھیں وہ بھی کوئی قابل ذکر ترقی نہیں کر رہیں اور دوسرے ان پر برابر سبقت کرتے چلے جا رہے ہیں جدید تعلیم نے ان کے نظام معاشرت کو بھی تباہ کرنا شروع کر دیا ہے مداخل کی صورتیں مفقود ہوتی چلی جا رہی ہیں لیکن مخارج روز افزوں ہیں۔

بداعمالی اور اقوام عالم

کبھی آپ نے سوچا بھی ہے کہ آخر مسلمانوں ہی کا گھر "خانۂ انوری" کیوں بنکر رہ گیا ہے اور جو "بلا" آسمان سے اترتی ہے وہ انہی کے گھر کو کیوں تلاش کرتی ہوئی آتی ہے گناہگار صرف مسلمان ہی تو نہیں، بداعمالی کچھ انہی کے حصے میں نہیں آئی مذہب سے غفلت کچھ تنہا انہی کا شعار تو نہیں بن گئی دوسروں میں بھی یہ عیوب، یہ غفلتیں اور یہ گناہگاریاں موجود ہیں نہ اور اعمال کے اعتبار سے ان سے بہتر ہیں اور نہ یہ سب سے بدتر مسلمان اگر مسلمان نہیں رہے تو عیسائیوں میں عیسائیت ہنود میں ہندوئیت یہود میں یہودیت کا کونسا رنگ باقی رہ گیا ہے اگر مذہب سے لاپرواہی اور خدا فراموشی ہی ذلت و ادبار اور پستی و زوال کا واحد سبب ہے تو دوسرے مذاہب کے افراد کو بھی سہام بلا کا شکار ہونا چاہیئے تھا ان کے کاشانوں سے بھی کبھی تو شعلے بھڑکتے دیکھے جاتے یہ کیا ہے کہ اغیار تو "حور و قصور" کے مالک بنے ہوں، مشرکوں اور دہریوں کے گلشنوں میں تو بہار اٹھکھیلیاں کرتی پھر رہی ہو اور مسلمان فقط "غارۂ حور" پر جی رہے ہوں اور ان کے چمن پڑے سوکھ رہے ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سوالات وہ ہیں جو جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دماغ کو ایک مدت سے پریشان کر رہے ہیں اور بہت سے مسلمان ہیں جو محض انہی سوالات کے غلط تجزیے سے گمراہ ہوئے یا تو اغیار کے آغوش میں جا پہنچے اور یا اپنے مذہب کی طرف سے قطعی مایوس ہو چکے اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ انہیں ان بہم پیدا ہونے والے خیالات اور دماغ میں گرمی پیدا کرنے والے سوالات کا صحیح جواب دینے والا کوئی نہیں علماء بے پرواہ ہیں اور کام کرنے والے خاموش ہیں۔

عہد حاضرہ میں قوموں کی ترقی

ہم اس فرصت میں ان سوالات کا جواب دینا چاہتے ہیں لوگ تو خیال کرنے لگتے ہیں کہ اگر زوال کا باعث مذہب سے لاپرواہی اور بداعمالی ہی ہوتی تو سب سے پہلے مشرکین اور مغربین تباہ ہوتے کہ وہ ہم سے زیادہ بداعمال و گناہگار ہیں اور یہ خیال کرتے ہی مغرب کی طرف نگاہیں جما دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب غلط توجیہات و تاویلات ہیں اصلیت یہ ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے ہم اب اسی راستے پر گامزن ہو کر ترقی کر سکتے ہیں جس پر مغرب جا رہا ہے یہ خیال ہی نہ صرف انھیں مذہب کی طرف سے غافل کر دیتا ہے بلکہ وہ اس تاریک کنوئیں میں اوندھے منہ گر کر اپنی زندگی اور عاقبت دونوں تباہ کر لیتے ہیں اور ایک خسران عظیم کے مورد بن جاتے ہیں۔

اب دیکھئے حقیقت کیا ہے؟ یہ کہ مغرب واقعی ترقی کر رہا ہے ہنود بھی مراحل ارتقا سرعت کے ساتھ طے کر رہے ہیں اور سکھ اور پارسی بھی قدم اٹھائے بڑھے چلے جا رہے ہیں لیکن ان قوموں نے جو ترقی کی ہے اور کر رہی ہیں اپنے مذہبی اصول کو ہی نرالے طریقہ ہائے کار یا سرے سے مذہب کو چھوڑ کر ہی یہ ترقی نہیں کی بلکہ اصلاً ان کی ترقی اور اقبالمندی کا راز دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلامی اصول ترقی کو اپنا دلیرۂ عمل بنالینے ہی میں مضمر ہے۔

مواخاۃ قومی اور غیر مسلم

کیا آپ نے کبھی کہیں پڑھا ہے اور دیکھا ہے کہ عیسائیوں، ہندوؤں یہودیوں اور مجوسیوں میں "مواخاۃ ملی" کا کوئی اصول موجود ہے۔ عیسائیوں میں نسلی، ملکی، وطنی اور جماعتی تفریق شدت کے ساتھ موجود ہے انتہا یہ ہے کہ ایک ہی مذہب اور ایک ہی قوم اور ایک ہی وطن کے دو آدمی دور تک سفر کرتے چلے جائیں مگر جب تک کوئی دوسرا ان میں تعارف نہ کرائے باہم کوئی گفتگو نہ ہوگی امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ اور جماعت کی تفریق موجود ہے مذہبی پیشواؤں کی امتیازی شان و عظمت کا رنگ بہت گہرا ہے یہودیوں اور مجوسیوں کی بھی یہی حالت ہے امراء کا طبقہ غرباء سے ان تینوں مذاہب میں ہمیشہ علیحدہ اور جدا رہا ہنود تو آپ کے ہمسایہ ہی ہیں اور ملک و وطن کے تعلقات بھی ان سے قائم ہیں ان کے اندر جماعتی تقسیم کا کتنا گہرا رنگ ہے اور ادانی و اعالی کی تمیز کس قدر زیادہ اور ہولناک ہے برہمن لڑکی کی شادی ویش لڑکے سے نہیں ہو سکتی طعام و قیام میں بھی یہی تفریق روا ہے اچھوتوں کو ہندو ہی کہا جاتا ہے لیکن اعلیٰ ذات کے ہندو ان کی ہوا سے بچتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے ہیں اور نہ کھانا کھلاتے ہیں لیکن اسلام کے اندر عام حقوق عام

میل جول اور عام تمدنی اور معاشرتی امور میں کوئی فرق و تمیز نہیں اس نے نہ صرف اسلامیوں بلکہ بڑی حد تک غیر اسلامیوں کو بھی اپنے دائرہ اخوت میں لے لیا ہے اس کے سلوک اس کے انصاف اس کے معاملات میں اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز نہیں یہاں تو کل مومن اخوۃ "تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں" کا ایک ہمہ گیر قانون موجود ہے۔

مسلمانوں کا باہمی تشتت و افتراق

مسلمان ایک ہو کر رہنے ایک ہو کر جینے اور ایک ہو کر بڑھنے اور مرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے لیکن انہوں نے اپنے اندر از خود صدہا جماعتی اور نسلی تفریقیں پیدا کر لیں سینکڑوں کیا ہزاروں گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو گئے شیخ، سید، مغل، پٹھان، کشمیری، زبیری، پنجابی و بنگالی، ایرانی و ترکی الیٰ غیر ذالک دیواریں کھڑی کر لیں اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ مسلمان ایک ہونے کے بجائے سو ہزار ہو گئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اللہ کی رسی مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو اور آپس میں تفریق اور پھوٹ نہ پیدا کرو لیکن انھوں نے تو اس حکم ربانی کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے اندر تفریق پیدا کر لی اور دوسروں نے اسلام کے اس حکم کو اپنا لیا۔

انھیں بتا دیا گیا تھا کہ باہم جھگڑے نہ پیدا کرو لڑو نہیں کیونکہ ایسا کرو گے تو تمہارا بھرم جاتا رہے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی قرآن کریم کی یہ بلاغت ہے کہ وہ حکم کے ساتھ حکم کی علت اور اس کے نتائج بھی پورے اختصار و اجمال کے ساتھ واضح کرتا اور بتاتا چلا جاتا ہے اس نے لا تنازعوا کا حکم دیکر "فتفشلوا وتذہب ریحکم" کے بلیغ الفاظ میں عواقب امور سے بھی آگاہ کر دیا تھا لیکن مسلمانوں نے اس حکم کو بھی نظر انداز کیا اور اس کے خوفناک نتائج کو بھی نہ سوچا لڑائی جھگڑے اور بات بات پر جھگڑے پیدا کرنے لگے مگر ہندوؤں نے اور مغرب والوں نے اسے سمجھ لیا اپنا لیا یہ ہیئت گئے اور متفق ہو گئے۔

کاشانہ ہائے اغیار کی رونق

آج کل کے مشاہدات ہیں کہ ہندو، مہاسبھائی اور کانگریسی ہندو مقاصد سیاسی کے اعتبار سے دونوں باہم بعد المشرقین رکھتے ہیں لیکن وہ کبھی باہم نہیں جھگڑتے آپس میں نہیں لڑتے جانتے ہیں کہ لڑے تو ہماری ہماری ہوا اکھڑ جائیگی بھرم کھل جائیگا مسلم کانفرنسیوں اور نیشنلسٹوں میں گذشتہ مدت کے اندر کیا کچھ باہم اختلاف برپا نہیں رہا ایک نے دوسرے کی تحقیر و تذلیل توہین و تضحیک کے لئے کیا کچھ نہیں کہا باہم ایک دوسرے پر اس قدر خوفناک اور شر انگیز حملے ہوتے رہے کہ پناہ بخدا۔ ۱۹۲۵ء میں مہاسبھا علانیہ کانگریس کے بالمقابل آ کھڑی ہوئی لالہ لاجپت رائے جیسے زبردست اور بے مثل سیاسی قائد مہاسبھا کی حمایت میں کانگریس کے خلاف آکھڑے ہوئے۔ مالوی جی پنڈت موتی لال نہرو آنجہانی کے علی رغم انف میدان میں آئے ڈاکٹر مونجے نے کیا کچھ پروپیگنڈا نہیں کیا لیکن آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ کسی نے کسی کے خلاف تحقیر آمیز لہجہ اختیار کیا ہو۔ یا ایک نے دوسرے پر حملے شروع کر دیئے ہوں کبھی کسی نے لکھا بھی تو دبے الفاظ میں اور اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔

ہمارا نوردیدہ مرو نکی آنکھوں میں

اس کے بعد سے آج تک اس زندہ قوم کا یہی طریق ہے کہ وہ اپنوں کی پاسداری حد درجہ کرتی ہے مہاسبھائی ہو یا کانگریسی لبرل ہو یا انڈیپنڈنٹ کوئی نہ کسی کی برائی کرتا ہے اور نہ تحقیر بلکہ جہاں تک ہوتا ہے پردہ پوشی سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر انصاری، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا شفیع داؤدی اور ڈاکٹر اقبال پر باہم جو حملے اپنوں کی طرف سے ہوئے اور جس شدت کے ساتھ ہوئے اغیار ہرگز نہ کر سکتے تھے یا ساری قوم کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی ہندو حق بجانب ظلم ہی کرے، واقعتاً قصور وار ہو جیتی مکھی نگل جائے جب بھی اس کی حمایت ہی کی جائے گی اور اسے برا نہ کہا جائے گا یہی رنگ اہل مغرب کا ہے وہ اپنے ایک فرد کے خون کی قیمت میں پورے ایران کو بھی ارزاں سمجھتے ہیں ایک مس ایلس کے لئے ہزاروں سرحدیوں کے خون کی پرواہ نہیں کی جاتی ایک یورپین کے لہو کے چند قطرات کنٹال کے تمام باشندوں کے مصائب کے بھی ہموزن نہیں سمجھے جاتے اولاً ڈائر ڈائر جیسے سفاک افراد کی حمایت کے لئے چندے ہوتے ہیں اور باضابطہ کمیٹیاں بنتی ہیں۔ کوہاٹ کے ایک فساد، چٹاگانگ کے ایک حادثہ ملتان کے ایک جھگڑے پر پوری ہندو اور انگریز دنیا میں شور محشر برپا ہو جاتا ہے لیکن مسلمانوں کے کانپور بنارس مرزاپور اور اجودھیا کے لئے جو صدائیں بلند ہوتی بھی ہیں وہ بھی فضا میں گم ہو کر رہ جاتی ہیں۔

اگر ہندوؤں یا یورپینوں کے موپلا کسی "ملیبار" میں اس طرح تباہ ہو جاتے تو شور و بکا کا وہ سیلاب امنڈتا کہ سرپر ہائے فرمانروائی لرزتے نظر آتے لیکن مسلمانوں کی اس غیور قوم کے تباہ کن مصائب تیرہ برس ہو گئے کہ مسلم بے احساسی کے شیوہ میں مصروف ہیں ہندو اور عیسائی سکھ اور پارسی ملزمین کی حمایت کے لئے بڑے بڑے بڑے بڑے مذہبی اور بڑے بڑے سنگھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آناً فاناً ہزاروں چندہ ہو جاتا ہے نامور وکلاء پیروی کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن مسلم بے قصوروں اور مظلوموں کی حمایت بھی شاذ ہی کی جاتی ہے ان کے مصائب و نوائب پر دو آنسو بہانے اور ان بیکسوں کو تسکین دینے والا کوئی ایک ہی مشکل ہی سے نکلتا ہے اور یہ "اپنے" "اپنوں" کے رقص بسمل کا تماشہ بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں یہ "رحماء بینہم" کی شان کس کی تھی اور کس نے لی۔

ہمارے اسلاف کی اخوت و ہمدردی

کبھی مسلمانوں کی اخوت و ہمدردی کا بھی یہی عالم تھا چین میں کسی مسلمان کے تلوے میں کانٹا چبھتا تھا تو اس کی خلش مراکش کے مسلمانوں کے دل میں محسوس ہوتی تھی۔ حادثہ ارمیہ مشہور ہے ایک رومی لشکر آپہنچتا ہے اور بیدردی کے ساتھ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیتا ہے، رومی جرنیل کے سامنے ایک مسلم عورت گرفتار ہو کر آتی ہے اور وہ دفعتہً "وا معتصما" دہائی ہے معتصم کی لغرہ لگاتی ہے۔ جنرل روک کر اس کے تھپڑ مارتا ہے اور کہتا ہے "وہ آرہا ہے معتصم ابلق گھوڑے پر سوار" خفا

بغداد پراس وقت معتصم باللہ متمکن ہے عین اس وقت کہ کھانا اس کے سامنے چنا جا رہا ہوتا ہے یہ اطلاع پہنچتی ہے معتصم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے حکم دیتا ہے فوراً بارہ ہزار ابلق گھوڑے شاہی اصطبل سے لاکر مہیا کئے جائیں۔

کھانا سامنے سے اٹھوا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اپنی اس مظلوم مسلم بہن کو مصیبت سے نجات نہ دلا دوں گا اور اس پر ظلم کرنے والوں سے انتقام نہ لے لوں گا اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا۔ آن کی آن میں معتصم ایک جرار لشکر لیکر وادیٔ ارمنیہ کی طرف روانہ ہوجاتا ہے اور منزل بہ منزل راہ عجلت و سرعت سے طے کرتا ہوا موقعہ پر پہنچکر بے تحاشا قتل عام کرنا شروع کردیتا ہے یہ حملہ ایسا اچانک اور ناگہاں ہوتا ہے کہ رومیوں کو سنبھلنے اور بھاگنے کا بھی موقعہ نہیں ملتا ہزار ہا قتل اور ہزار ہا گرفتار ہونے میں آخر معتصم شمشیر براں کی دھار سے راستہ صاف کرتا ہوا بڑھا چلا جاتا ہے رومی جرنیل کو گرفتار کرتا ہے اور اپنی مسلم بہن کو ان کے پنجہ ظلم سے رہا کرا کر کہتا ہے کہ "بہن تونے مصیبت کے عالم میں مجھے امداد کے لیے پکارا اللہ نے مجھے خبر کردی اور میں کھانا چھوڑ کر تیری امداد کو سرعت کے ساتھ آپہنچا۔

تجھے میری سلطنت میں میرے ہوتے ضرور تکلیف پہنچی معاف کر اور دعا کر کہ خدا مجھے اس غفلت پر نہ پکڑے یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے ہیں کتنا شاندار کتنا پر اثر اور کتنا بصیرت افروز نظارہ ہے ایک غریب بہن کی مصیبت پر وہ عظیم بادشاہ اور جلیل القدر فرمانروائے اسلام سامنے کھڑا آنسو بہا رہا ہے جس کی ہیبت و سطوت ایک عالم سے خراج رعب و صول کررہی ہے اور جس کا نام سنکر بڑے بڑے تاجدار لرز اٹھتے ہیں یہ تھی اخوت اسلامی اور یہ تھا ہماری ترقی کا راز۔

حجاج کی عصبیت

ایسا ہی واقعہ ہندوستان کی اسی سر زمین پر بھی رونما ہوچکا ہے جہاں آج ہم اپنے ننگ اسلاف ہونے کا زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش کررہے ہیں جب سراندیپ کا وہ جہاز جس میں راجہ سراندیپ کے تحائف اور عربی زن و مرد سوار تھے باد مخالف کے تھپیڑوں سے عراق کے بجائے بندرگاہ دیبل پر پہنچ جاتا ہے اور داہر راجہ سندھ کے عمال آ کے لوٹ کر جہاز والوں پر ستم توڑنا شروع کردیتے ہیں تو ایک عفیفہ فرط الم سے بے ساختہ "واحجاج واحجاج" "واحجاج" پکار اٹھتی ہے حجاج ظالم و سفاک سہی پر مسلمان تھا اور ہر مسلمان بھی عہد قدیم کا! اپنی ایک مسلم بہن کی اذیت پر تڑپ اٹھتا ہے اس کی استمداد پر لبیک کہتا ہے اور اپنے عزیز محمد بن قاسم کو فوراً ایک لشکر عظیم دیکر اس عفیفہ کی امداد اور مسلم قیدیوں کی رہائی کے لئے بھیجتا ہے محمد بن قاسم کو فوراً ایک لشکر عظیم دیکر اس عفیفہ کی امداد اور مسلم قیدیوں کی رہائی کے لیے بھیجتا ہے۔ محمد بن قاسم نہ صرف ان مظلومین اسلام کو رہا کراتا ہے بلکہ داہر کی مغرورانہ روش اور نخوت آلود جواب سے مجبور ہوکر اس کا ملک بھی فتح کرکے شامل ممالک اسلامیہ کرتا ہے ہندوستان کی فتح بھی گویا اسلامی اخوت و ہمدردی کی ایک یادگار ہے۔

ہسپانیہ میں خلیفہ منصور کے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا اور اس نے ایک بڑھیا کی استدعا پر اس کے بیٹے کو رہا کرانے کے لئے پرتگال والوں پر ایک طوفان خیز حملہ کرکے اسے رہائی دلائی تھی۔

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان عین اس وقت تک جبکہ شدت کی جنگ ہو رہی تھی قیصر روم کا ایک سفیر پہنچتا ہے اور حضرت امیر معاویہؓ سے کہتا ہے کہ اس وقت آپ مشکلات میں گرفتار ہیں اگر آپ چاہیں تو قیصر آپ کی امداد میں اپنی فوجوں کا سیلاب بھیجدینے کے لئے آمادہ ہے حضرت امیر معاویہؓ یہ سنتے ہی مشتعل ہوجاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں گھر کے معاملہ میں غیروں کی امداد کی آرزو کروں اور مسلمانوں کو آن سے کٹوا دوں۔ مجھے شکست و ہزیمت منظور ہے مگر کسی غیر کی مداخلت منظور نہیں۔

ملت کی اندوہناک پستی و بے غیرتی

تاریخ اسلام میں اس نوع کی ایک نہیں بیشمار مثالیں موجود ہیں مسلمانوں کی ترقی کا راز یہی تھا کہ ان میں عصبیت اور باہمی ہمدردی بدرجہ اتم موجود تھی اور انھیں "ولا تنازعوا فتفشلوا" کا سبق ازبر تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ امارت و غربت کا امتیاز کوئی چیز نہیں اور تمام مسلمان ہر اعتبار سے "کل مومن اخوۃ" کی ریشمی ڈوری میں بندھے ہوئے ہیں جب تک مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی رہی وہ دنیا پر حکمرانی کرتے رہے اور جوں جوں ان پر غفلت طاری ہوتی گئی وہ زوال و انحطاط کی گہرائیوں میں گرتے گئے اور اب تو انتہا ہوگئی۔

دنیا میں بیشمار اقوام موجود ہیں اور سب میں کسی نہ کسی حد تک احساس داری قوم اور عصبیت موجود ہے مگر مسلمانوں میں احساس ہی باقی نہیں نہ لیڈر قوم کا کہنا مانتے ہیں نہ قوم لیڈروں کی سنتی ہے نہ اولاد والدین کی سنتی ہے اور نہ والدین اولاد کا خیال کرتے ہیں امیر و غریب دو جداگانہ اور بے تعلق جماعتیں بنی ہوئی ہیں مسلمان مسلمان کی حمایت سے بیزار ہے غیر اقوام میں ڈپٹی کمشنر سے لیکر چپراسی تک ایک ہیں اور حاکم محکوموں کی علانیہ حمایت کرتے اور ان کی خطاؤں پر چشم پوشی کرتے ہیں لیکن مسلم ملازمین کے لئے مسلم حکام گویا ایک بالکل بے تعلق اور سرد مہر مخلوق ہیں بلکہ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ مسلم امراء و حکام اپنی بے تعصبی و رواداری کا ثبوت دینے کے لیے اپنوں کا گلا کاٹتے اور غیروں سے رعایت کرتے ہیں زوال و انحطاط کی یہ انتہا ہے۔ پھر جو کچھ بھی آفات نازل ہوں کم ہیں۔

ڈہائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ ملک صاحب کی نیو انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے کسی استاد کی بھی حاجت نہیں۔

ضخامت ۲۶۱ صفحات قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

دولت اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

خود کو رضائے الٰہی کے ماتحت کر دینا اور کامل طور پر کر دینا ضرور ایک اچھا عمل اور اچھا کام ہے ہر مسلمان کو یہی کرنا چاہیئے اور اصل مقصد یہی ہے لیکن اپنے آپکو رضائے الٰہی کے ماتحت کر دینے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان ہاتھ پاؤں نہ ہلائے دنیا میں جد و جہد نہ کرے کوئی تدبیر کام میں نہ لائے قرآنی تعلیمات اور اسوہ نبیؐ سے بالکل واضح ہے کہ انسان کو ہر اس چیز کے حصول کے لئے جو مضرات سے بری ہو اور اچھی ہو پوری سعی و جہد سے کام لینا چاہیئے سستی و غفلت کو نزدیک بھی نہ آنے دینا چاہیئے اپنے فرض کا احساس رکھنا چاہیئے خود فرمان باری تعالیٰ ہے کہ جو شخص اپنے لئے یا دوسروں کے لئے کوئی کام نہیں کرتا وہ کسی اجر کا مستحق نہیں۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے زندگی آخرت کی کھیتی ہے اس لئے نیکی کرو تاکہ وہاں پھل پاؤ کوشش پر خدا برکت دیتا ہے آپ نے مسلمانوں کو تو یہ دعا سکھائی ہے کہ اے میرے رب میں عاجزی اور کسل سے تیری پناہ مانگتا ہوں" ربنا انی اعوذبک من العجز والکسل حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کا زمانہ تھا صحابہ کرام کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ مسجد نبویؐ میں بیٹھکر اور عزلت گزینی اختیار کرکے عبادت کرنی چاہیئے رہا رزق کا معاملہ اسے خدا پر چھوڑ دیا جائے کہیں حضرت فاروقؓ کو بھی ان بزرگوں کے اس ارادہ و عزم کی اطلاع ہوگئی آپ بہت برافروختہ ہوئے سامنے بلایا اور سب کے درے لگوائے کہ تم اسلام میں فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو پھر فرمانے لگے تم ہاتھ پیر توڑکر شاید اس لئے بیٹھ گئے ہو کہ تمہارے لئے آسمان سے زر و سیم کی بارش ہوگی ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا دوسرے انسانوں کی طرح کمر ہمت چست کرو میدان عمل میں اترو خود کماؤ خود کھاؤ اور دوسروں کی دستگیری کرو" کتنی واضح اور منہ بولتی ہوئی نصیحت ہے اور کتنا شدید عمل!

توکل کی حقیقت

آج جو لوگ کماتے نہیں اور روزہ و نماز پر اکتفا کرتے ہیں کسی نے دیدیا کھا لیا کہیں سے مل گیا پیٹ میں ڈال لیا وہ بڑے متوکل کہلاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ غریب بڑا متوکل ہے صرف اللہ کے بھروسے اور توکل پر گذر ہے مل گیا تو کھا لیا اور نہ ملا تو ویسے ہی پڑا رہا اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے نیک آدمی ہے اس کی امداد کرنی چاہیئے یہ متوکل خود بھی اپنے آپ کو متوکل ہی سمجھتا ہے جب چار آدمی اکٹھے ہوتے ہیں کسی کے سینکڑوں کمانے رات دن محنت کرکے پیسہ پیدا کرنے یا کسی پر معاش کی راہیں بند ہونے کا ذکر ہوتا ہے تو آپ کچھ دیر خاموشی کے بعد کہہ اٹھتے ہیں کہ بھائی اپنا گذارہ تو توکل پر ہے اللہ پر بھروسہ ہے وہ بھیج دیتا ہے کھا پی لیتے ہیں البتہ اسے سجدہ برابر کرتے رہتے ہیں مسلمانوں میں یہ وبا خیالاً اور عملاً عام ہوگئی ہے مسلمانوں کی ایک فوج کی فوج اکٹھی ہے ایک کمانے والا ہے اور دس کھانے والے جہاں حسب منشا روزگار نہ ملا حسب حیثیت کام سامنے نہ آیا بس بیٹھ گئے کوئی بھائی پر پڑا ہے کوئی بہن کے بہال دکھا رہا ہے کسی کو بھتیجے بھیجدیتے ہیں اور کوئی اولاد کی محنت اور کمائی دیکھکر خود طاقت رکھتے ہوئے بیٹھ گیا ہے

زمانہ نازک ہے۔ بڑی بڑی تمنائیں کرتے ہیں بڑے بڑے خیالات ہیں اور بڑی بڑی آرزوئیں وہ پوری ہوتی نہیں دوسروں کے لئے بار بنجاتے ہیں حالانکہ بڑی ملازمت اور بڑا روزگار نہیں ملتا تو چھوٹا ہی سہی گوشت روٹی نہ سہی دال روٹی ہی سہی دال روٹی نہ ملے چٹنی ہی روٹی سہی محنت کی جائے سستی خیال اور سستی عمل کو جگہ نہ دی جائے تو کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہتا ہے اور پھر بندے کو محنت کرتا دیکھکر بھی خدا خوش ہوتا ہے اور روزگی میں برکت عطا کرتا ہے توکل یہ نہیں کہ اپنے ہاتھ پیر توڑکر اور خدا پر بھروسہ کرکے بیٹھ گئے بے عملی اور سستی کو توکل نہیں کہتے توکل یہ ہے کہ خوب سعی و محنت سے کام لو اور اللہ پر بھروسہ کرو کہ ہم اس کے حکم سے اور اس کے دیئے ہوئے ہاتھ پاؤں اور طاقت سے محنت کر رہے ہیں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے پوری جد و جہد سے کام لیتے ہیں خدا ہمیں ضرور دیگا اور جب مل جائے تو اس کا شکر ہو اور کہو کہ اللہ تیرا شکر ہے تونے اپنی رحمت کاملہ سے مجھے روزی عطا کی اور میری محنت ٹھکانے لگائی۔

توکل ہاتھ پاؤں پسار کر بیٹھنے اور بیٹھے جانے کے لئے نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ بندوں کے اندر مایوسی نہ پیدا ہو ان کی ہمت بندھی رہے وہ یہ سمجھتے رہیں کہ خدائے قدوس کی اعانت ہر حالت اور ہر حال میں ہمارے ساتھ ہے ہم محنت کرینگے اور محنت پر شکریہ کے الفاظ ہماری زبان سے نکلیں گے تو وہ خوش ہوگا برکت ہوگا اور محنت کا اجر ضرور ملیگا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کروگے تو ہم اور زیادہ دینگے حضرت فاروقؓ اس نکتہ کو سمجھتے تھے اسی بنا پر آپ نے غیر شرعی توکل پر کار بند اور بلا محنت کے رزق حاصل کرنیکی امید رکھنے والوں کو دُروں سے پٹوایا اور مسجد نبویؐ سے نکلوا دیا اور صاف کہدیا کہ کماؤ کھاؤ آسمان سے رزق نہیں اترا کرتا اور بے محنت کسی کو کچھ نہیں ملتا اولیائے کرام اور عشاق خدا کے اذکار و اشغال نے ان خیالات کے لوگوں کی ہمتیں اور بڑھائیں انہوں نے یہ تو سمجھا نہیں کہ ان کا اتباع مسلمانوں پر فرض نہیں خدا جانے یہ کس عالم میں ہیں کس مقام پر ہیں ان پر وارفتگی کا عالم طاری ہے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہے ان کی رسائی وہاں تک ہے وہ ان کی مثالوں کو لیکر بیٹھ گئے پہلے کوئی ان جیسا ہو تو لے ان جیسی محنتیں اور ریاضتیں تو کرلے پھر ایسی توقع کرے۔

بزرگان دین کا عمل

علاوہ ازیں ان کی بھی یہ حالت رہی ہے کہ جذب سے سلوک میں آگئے ہیں ان کا نقشہ بدل گیا ہے ان کا کوئی قدم خلاف پیمبر نہیں اٹھا ہے ان بزرگوں نے عام انسانوں کی سی محنتیں کی ہیں اور اپنا رزق آپ پیدا کیا ہے ہمارے پیر و مرشد شاہ عبدالقادر خاں سہروردی نے کہ بیش نوے سال کی عمر پائی اور بڑھاپے تک برابر ملازمت کرتے اور ٹھیکے لیتے رہے حالانکہ آپ کا درجہ بہت بلند اور مقام بہت رفیع تھا اور رات رات بھر مراقبہ میں بیٹھے رہتے تھے خدائے قدوس فرماتا ہے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جب کسی کام کا پختہ

اور جب منزل کا ارادہ کرلو تو پھر پیچھے قدم نہ اٹھاؤ اپنی پوری قوتیں اس کی تکمیل میں صرف کردو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کہ وہ تمھیں ضرور کامیابی عطا کرے گا نبی کریم کا یہی ارشاد "بر توکل زانوئے اشتر بہ بند" ہے یعنی پہلے تمام دنیوی احتیاطیں برت لو اونٹ کے زانو مضبوطی کے ساتھ کس کر باندھ دو اور پھر خدا پر بھروسہ کرو کہ اب اللہ تعالیٰ اُسے ضایع و فرار نہ ہونے دیگا اونٹ کو کھلا چھوڑ کر یہ توقع رکھنا کہ اللہ تعالےٰ اُسے بھاگنے اور چوری ہونے سے بچائیگا اول درجہ کی حماقت ہے اور یہ عشاق الٰہی ہی کرسکتے ہیں۔

معاش کی اہمیت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "خدا اس پر مہربان ہوتا ہے جو اپنی معاش اپنی محنت سے پیدا کرتا ہے" — "جو شخص دنیا اور اس کے مال کو جائز طریق پر چاہتا ہے تاکہ وہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے عیال کے لئے معاش پیدا کرے اور اپنے ہمسائے سے مہربانی و سلوک کے ساتھ پیش آسکے وہ خدا کے سامنے ایسی صورت سے آئے گا کہ اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکتا ہوگا" — "اللہ تعالےٰ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو غریب ہو عیالدار ہو اور پھر بھیک مانگنے اور ناجائز طور پر کمانے سے خود کو بچائے" — ایک دفعہ آپ کی خدمت میں چند صحابہ بیٹھے ہوئے تھے سامنے دیکھا کہ ایک جوان بڑی محنت اور جانسپاری سے کام کررہا ہے صحابہ بولے کہ یارسول اللہ کیا اچھا ہوتا اگر اس کی یہ محنت خدا کی راہ میں صرف ہوتی آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اس نیت سے محنت کررہا ہے کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے بوڑھے ماں باپ کو کھلائے اپنے اہل و عیال کی پرورش کرے اور عزت و آبرو سے زندگی بسر کرسکے تو اس کی یہ تمام محنت عبادت ہے اور اگر نیت یہ نہیں تو واقعی اس سے عبادت بہتر ہے۔"

لوگ ان لوگوں کو جو محنت کرکے کماتے اور دن بھر مشاغل معاش میں مصروف رہتے ہیں اور آبرو کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں انھیں دنیادار کہتے ہیں حالانکہ وہ دنیادار نہیں دیندار ہیں اگر واقعی ایک شخص یہ سمجھکر محنت کرتا اور روپیہ کماتا ہے کہ میں اپنے بال بچوں کی کفالت کرسکوں اور عزت و آبرو سے رہ سکوں اور پھر وہ پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے اور صبح کو تھوڑی سی تلاوت کرلیتا ہے تو فی الواقع اس عابد زاہد سے زیادہ جنت الفردوس کا مستحق ہے جو بڑے بڑے اوراد و وظائف پڑھتا رات دن عبادت اور قال اللہ قال الرسول میں مصروف رہتا ہے حضرت خضر کو کسی ایک خدا کے محبوب سے ملنے کی بڑی آرزو تھی آخر ایک بزرگ مل گئے انھوں نے پتا بتادیا کہ فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں ان سے ملاقات ہوسکے گی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب رئیسانہ شان سے بیٹھے ہوئے ہیں اور گرد لین دین والوں آسامیوں اور معاملہ داروں کا اجتماع ہے کسی سے لے رہے ہیں کسی کو دے رہے ہیں کسی کو ڈانٹ رہے ہیں کسی کو مزدوری دے رہے ہیں کسی سے حساب کررہے ہیں سامنے روپیوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے حضرت خضرؑ سے بھی ملاقات کی فرصت نہیں کچھ عرصہ بعد یہ محترم بزرگ سب کچھ اپنے بیٹوں کو تقسیم کرکے اور لاکھوں روپے دیکر کہن سالی کے باعث پہاڑی پر جا بیٹھے اور ذکر الٰہی میں مصروف ہوگئے پہاڑی کے دامن میں پھر حضرت خضرؑ انھیں مل گئے کہنے لگے حضرت چلئے آپ انہی سے ملنے جارہے ہوں گے حضرت خضرؑ نے فرمایا جب جاتا تھا جاتا تھا اب جانا ترک کردیا پوچھا کیوں؟ فرمانے لگے پہلے وہ دنیا کے صدہا جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے زن و فرزند نوکر چاکر خدم و حشم دولت و جاگیر سب کچھ تھا اور پھر بھی خدا کو نہ بھولتے تھے اُسکی یاد سے غافل نہ ہوتے تھے یہ بہت مردمی کا کام تھا مجھے بھی حیرت ہوتی تھی اور میں روز پہنچ جاتا تھا۔

اب کیا رکھا ہے۔ فرصت ہے فراغت ہے بیٹھے اللہ اللہ کرتے ہیں جانتے ہو یہ بزرگ کون تھے؟ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ حضرت غوث پاک کے بھانجے اور آفتاب سپہر ولایت اور سمجھتے ہو حضرت خضرؑ کیا نکتہ کی بات کہہ گئے یعنی یہ کہ اہمیت اسی عبادت کی ہے جو دنیادار ہوکر اور دنیا میں رہکر کی جائے جنگل اور گوشہ نشینی کی عبادت کی اتنی عظمت نہیں۔ خواجہ ابو سعید حضرت غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے پیر و مرشد ہیں ایک صحبت میں کسی نے آپ سے پوچھا کہ فلاں بزرگ ہوا میں اڑتے ہیں فرمایا تو کمال کی کیا بات ہے مکھی بھی تو اڑتی ہے۔ دوسرے صاحب بولے ایک بزرگ کو دیکھا کہ پانی پر یونہی عبور کرجاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کتا یونہی نہیں گذرجاتا۔ اسی طرح ہر کرامت اور ہر بزرگی کی تنقیص کے بعد فرمانے لگے مرد وہ ہے جو نکاح کرے لین دین کرے گھر بسائے محنت کرے کمائے اور پھر ایک لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ لیکن یہ باتیں اور یہ قصے تو نہ عوام کے سامنے آتے ہیں اور نہ بیان کئے جاتے ہیں اور نہ کوئی سناتا ہے البتہ ان بزرگوں کے قصے بیان کئے جاتے ہیں جن پر جذب اور جنون عشق طاری رہا ہو غرض میں کسی بزرگ اور کسی ولی کی طاقت نہیں کہ وہ خلاف پیغمبر قدم اٹھا سکے دنیا چھوڑ کر اور دنیا سے بے پروا ہوکر عبادت کرنا اور یاد الٰہی میں مصروف ہونا خلاف پیغمبر بھی ہے بزدلی بھی ہے اور ایک قسم کی معصیت بھی بہت سے بزرگ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جب تک ان پر جذب اور جنون عشق طاری رہا وہ دنیا ترک کئے رہے مگر جب وہ بھی سلوک میں آئے ہیں تو انہوں نے بھی ترک دنیا کو حرام سمجھا ہے اور خود معاش پیدا کی سلطان ناصر الدین دہلی کا ل کھنے قرآن لکھکر اپنی روزی پیدا کرتے تھے شہنشاہ اورنگ زیب خود ٹوپیاں بنا کرتے تھے اس سے اپنا رزق حاصل کرتے تھے اپنی محنت کی روزی میں جو برکت ہے وہ اور میں نہیں۔ ایک صحابی نے نبی کریمؐ سے عرض کیا کہ فلاں شخص بہت عابد و زاہد ہے رات دن عبادت میں مصروف رہتا ہے آپؐ نے فرمایا پھر کھاتا کہاں سے ہے عرض کی اس کا ایک بھائی ہے وہ اُسے کھلاتا پلاتا ہے آپ نے فرمایا تو پھر وہ اس سے بہتر ہے۔

یہی وہ عبادت ہے جسے اکثر حضرات اپنی معاش پر ترجیح دیتے ہیں عبادت اور تسبیح کے لئے فرشتوں اور ملائکہ کی کوئی کمی نہ تھی اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اسی لئے ہے کہ یہ آباد رہے اور بندے پھلیں پھولیں محنت کریں اور عبادت بھی کریں۔

مال کی قرآنی اہمیت

وہ مال جو مناسب طریق پر انسانوں کی بہترین ضروریات پر صرف ہوتا ہے اللہ برکت ہے ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مال کو جائز طور پر بڑھائے اللہ تعالےٰ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو غریب ہو عیالدار ہو اور پھر جائز طریقہ سے اور بھیک مانگ کر روپیہ پیدا کرنے سے خود کو بچائے" یہ اقوال ہمارے سامنے

الفاظ نہیں بلکہ احادیث نبویؐ ہیں قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے وجعل اللتی قیاما کہکر مال کو نظام کائنات اور حیات انسانی کے لئے استحکام و قوت کی چیز بتایا ہے اور متعدد جگہ اسے "حسنۃ" اور "فضل" کے نام سے موسوم کیا ہے روپیہ چیز ہی اتنی اہم ہے یہی نہیں کہ موجودہ زمانہ میں اس کے بغیر اسلام کی ترقی، دین کی ترقی اور دنیا کی ترقی غیر ممکن ہے بلکہ ہر زمانہ میں اسے یہی ایسی ہی اہمیت حاصل رہی ہے تمام تقاریب مذہبی روپیہ سے ادا ہوتی ہیں اسلام کے بڑے بڑے اصول عبادت کا انحصار دولت اور صرف دولت پر ہے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ یہ تین رکن تو ایسے ہیں ہی کہ ان کا دارومدار ہی روپے پر ہے رہ گئی نماز اس کے لئے حضور قلب کی ضرورت ہے اور حضور قلب روپے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ؎

شب چو عقد نماز بر بندم　　چہ خورد بامداد فرزندم

میں جب انسان مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر نماز میں بھی دل نہیں لگتا طبیعت منتشر اور خیالات پریشان رہتے ہیں فریضہ دعوت و تبلیغ کتنا اہم فریضہ دینی ہے لیکن روپیہ کے بغیر ایک قدم بھی اس راہ میں نہیں اٹھ سکتا سب سے ارفع اور سب سے بالا اور انقلاب انگیز فریضہ جہاد فی سبیل اللہ ہے بتایئے روپیہ نہ ہو تو جہاد کس طرح کیا جائے اسلحہ کیسے خریدے جائیں رسد کیونکر حاصل ہو آسمان سے تو یہ چیزیں نہ کبھی اتریں اور نہ اتریں گی بہرحال دنیا میں رہکر دنیا ہی سے اس کا انتظام کرنا پڑے گا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی روپیہ کی ایسی ہی ضرورت تھی جیسی کہ آجکل ہے جب کوئی موقعہ آتا تھا تو مسلمانوں ہی سے روپیہ فراہم کیا جاتا تھا اور روپیہ ہی سے فوجیں مرتب و مسلح کر کے بھیجی جاتی تھیں غزوات کے مواقع پر برابر چندے ہوتے رہے۔

صحابہ کرام کا جوش ایمانی

ایک دفعہ جب ضرورت پڑی اور مہم پیش آئی تو آپ نے اعلان کر دیا کہ ضرورت شدید ہے اور مہم سخت صحابہ خاص طور سے چندہ دیں اور صدقات بھی اسی فنڈ میں جمع کر دیں اس اعلان پر صحابہ کرام کا جوش دیکھنے کے قابل تھا چشم فلک نے بھی یہ نظارہ نہ دیکھا ہوگا قریب قریب تمام صحابہ نے حسب استطاعت اس میں حصہ لیا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنا نصف مال لا کر آگے ڈال دیا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایثار، جوش اور حکم نبویؐ کے اتباع کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جھاڑو دے آئے تنکا تنکا اٹھا لائے تمام سامان لا کر حضور کریمؐ کے قدموں میں ڈال دیا حضور کریمؐ نے پوچھا ابوبکرؓ اہل و عیال کے لئے بھی کچھ چھوڑ آئے تو کس والہانہ ایثار سے فرماتے ہیں کہ ہاں اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

ایک اور غزوہ کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ تین سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت عطا کئے جس پر نبی کریمؐ نے فرمایا عثمانؓ تمہاری بخشش ہو چکی تم جو چاہے کرو تمہیں آزادی عمل حاصل ہے جنگ تبوک کے وقت بھی حضرت عثمان غنیؓ نے ایک ہزار دینار لا کر حضور کریمؐ کے دامن میں ڈال دیئے تھے اس وقت بھی حضور کریمؐ نے یہی فرمایا تھا کہ عثمانؓ جو چاہے کرے آج کے بعد اس پر کوئی مواخذہ نہیں حضرت عثمان غنیؓ کی دولت ہر وقت خدمات اسلام کے لئے وقف رہتی تھی جب حضرت نبی کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ "بیر رومہ" کے سوا میٹھا اور شیریں پانی کہیں نہیں ملتا تھا نبی کریمؐ کے ارشاد کے موافق حضرت عثمان غنیؓ نے اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا مسجد نبویؐ کی زمین بھی آپ ہی نے خرید کر دی تھی حضرت ابوبکرؓ صدیق جب ایمان لائے ہیں تو ابن سعد کی تحقیق کے مطابق آپ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد تھے بہت دولتمند اور فیاض تھے اور آپ کا شمار شہر کے معززین میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ ہی کی دولت تھی جس نے حضرت بلالؓ کو ان کے سنگدل آقا کے بیرحم ہاتھوں سے نجات دلائی۔

نبی کریمؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مجھپر ساتھ رہنے اور اپنا مال خرچ کرنے میں سب سے زیادہ احسان حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا احسان ہمارے اوپر تھا ہم اتار چکے اور بدلہ دے چکے صرف حضرت ابوبکرؓ کا جو احسان ہے وہ باقی ہے اس کا بدلہ انھیں بروز قیامت خدائے برتر و توانا دے گا۔

صحابہ کرامؓ کی دولتمندیاں

مذکورہ مثالوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عہد نبویؐ میں روپیہ کی کارفرمائیاں خاموش نہ تھیں اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے پیشتر اپنی بسر اوقات اور اپنے چچا زاد بھائیوں کی سرپرستی کرنے کے لئے روپیہ خود پیدا کرتے تھے اور ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا مال بیچکر شام میں فروخت کیا کرتے تھے جب حضور کریمؐ کا نکاح آپ کے ساتھ ہو گیا تو آپ کو اس شدید محنت سے نجات مل گئی جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنے انعام کو ووجدک عائلا فاغنی یعنی تم تنگدست تھے پھر ہم نے تمہیں غنی کر دیا۔

خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں خزانے دولت سے معمور تھے اور ان میں یوماً فیوماً اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا صحابہ کرامؓ کی یہ حالت تھی کہ مال غنیمت میں اپنا پورا پورا حصہ لیتے تھے اور ایک پائی نہ چھوڑتے تھے کہ وہ اسے اپنا حق سمجھتے تھے ان بزرگوں نے انتہائی تنگدستی کا زمانہ بھی دیکھا تھا اور دولتمندی کا دور بھی دیکھا مگر فراوانی دولت زندگیوں کی شادابی اور وسعت فتوحات نے انھیں اپنا شیدا و وارفتہ نہیں بنایا ان کی سادگی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا ان کی دولت اور ان کا مال ہمیشہ اور ہر وقت اسلام اور اسلامیوں کی خدمت کے لئے وقف رہا خدا کو ایک لمحہ کے لئے نہ بھولے جائز امیرانہ شان بھی اختیار کی سروسامان بھی بڑھا یہ کوئی انقلابی تغیر نہ تھا مال و دولت کی ترقی و افزونی تمدن کے قیام و عظمت کا باعث ہوتی ہے چنانچہ صحابہ کرام نے عظیم الشان مکانات بھی تعمیر کرائے اور امیرانہ شان بھی اختیار کی حضرت زبیرؓ نے اپنے انتقال پر فراوان دولت و مال کے علاوہ ہزار لونڈیاں اور ہزار گھوڑے چھوڑے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ملکیت میں ہزار اونٹ ہزار گھوڑے دس ہزار بکریاں تھیں آپ کے انتقال پر جب ترکہ تقسیم ہوا ہے تو آپ کی بیویوں اور اولاد میں سونے کی اینٹیں تیشوں سے کٹ کٹ کر تقسیم ہوئیں اور کاٹتے کاٹتے لوگوں کے ہاتھ سن ہو گئے

ان کی ایک بیوی کو دیگر مال میراث کے علاوہ ۸۰ ہزار نقد وصول ہوا۔ حضرت سعد بن وقاص حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم وسیع جاگیروں پر بہار باغوں اور زرریز زمینوں کے مالک تھے اور عالیشان محل رکھتے تھے ان کی نہ دولت کا ٹھکانا تھا اور نہ آمدنی کا کوئی حصر شمار زر و جواہر میں کھیلتے تھے کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ان بزرگوں نے روپیہ کو دقیع اور اہم سمجھا نہ دنیا سے غافل ہوئے اور نہ دین سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے قرآن ان کے گھر میں اور ان کی زبان میں اترا تھا۔ نبی کریم کے پڑھائے لکھائے اور بنائے ہوئے تھے اگر زر و جواہر دولت و ثروت اور دنیاداری بُری اور معیوب چیز ہوتی تو یہ لوگ کبھی اسے ہاتھ نہ لگاتے اور یہ راہبوں کی ایک جماعت ہوتی مگر نہیں انھوں نے شادیاں بھی کیں چار چار بیاہ کئے اولاد بھی ہوئی تجارت بھی کی ملازمت بھی کی محلات بھی تعمیر کئے امیرانہ رہے اور امیرانہ جئے حضور کریم کے اس ارشاد کے مطابق کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو نہ دین کو دنیا کی خاطر چھوڑے اور نہ دنیا کو دین کی خاطر" نہ انھوں نے دنیا کو چھوڑا اور نہ دین سے غافل ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرما گئے تھے کہ قرآن تمہارے اندر چھوڑے جاتا ہوں جب تک اسے پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے۔" انھوں نے سب کچھ کیا مگر قرآن پر عامل رہے قرآن کو نہ چھوڑا۔ ان کا لائحہ عمل قرآن اور صرف قرآن تھا لوگوں کو اولیائے کرام کے عارضی یا عاشقانہ تجرد عزلت نشینی کی مثالوں اور رقتی اقوال سے گمراہ کیا جاتا ہے لیکن واضح رہے کہ صحابہ کرام کا وہ درجہ ہے کہ کوئی ولی صوفی اور قلندر ان کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اس رتبہ و شان کے باوجود وہ "المال والبنون زینت الحیوۃ الدنیا" کے مصداق بنے اور کرتے رہے ہوئے پس فرق اتنا ہی ہے کہ انھوں نے قرآن کو پکڑے رکھا اور بعد کے مسلمانوں نے اسے چھوڑ دیا اب تو لوگ قرآن کریم کو پڑھتے ہی نہیں سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے انھیں سنائے بھی جاتے ہیں تو صحابہ کی عسرت و افلاس کے قصے سنائے جاتے ہیں ان کی دولتمندیوں اور امارتوں کے متعلق انھیں کچھ نہیں بتایا جاتا

قرآن کریم ہی میں صاف مذکور ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی یعنی جو مسلمان نیک عمل کریگا صراط مستقیم پر قائم رہے گا ہم اسے بلند اور اچھی زندگی بسر کرنے کے قابل بناویں گے اور جو ہماری طرف سے غفلت برتے گا اس کی دنیا میں تنگدستی و تکلیف میں گذرے گی اور ہم قیامت کے روز اسے اندھا اٹھائیں گے جنھوں نے اچھے عمل کئے وہ مسلمان شاہی کر گئے اور جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ان کی بری گذر رہی ہے ایک اور جگہ ارشاد باری ہے کہ ہم اپنے صالح بندوں کو دنیا کی حکومت اور دنیا میں غلبہ عطا کریں گے اور انھیں ہی زمین کا وارث بنائینگے" جو شاہی کرنے اور زمین کے وارث بننے کے اہل تھے وہ شاہی کر گئے اور وارث بھی بنائے اور جو اس کے نہیں ان کے ہاتھوں سے رہی سہی زمینیں اور ملک بھی نکل رہے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "وہ مسلمان نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھاتا ہے مگر اپنے ہمسائے کو بھوکا چھوڑتا ہے۔" امراء سے بطور ٹیکس مال لیکر غرباء میں تقسیم کرنا چاہیئے۔" سخاوت ہر مسلمان پر فرض ہے جسکے پاس نہ ہو وہ کوئی بھلا کام ہی کر دے یا برائی سے بچا رہے اس کی سخاوت یہی ہے۔"

"جو مسلمان دوسرے مسلمانوں سے ملتا ہے ان کی تکالیف میں شامل ہوتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو خلوت میں رہتا اور عبادت میں مصروف رہتا ہے۔"

ان حوالہ جات سے کیا واضح ہوتا ہے یہ کہ دولت کی خواہش محض دولتمند ہونے یا صرف ذاتی اغراض کے لئے غلط ہے اسے اسلام نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہ اسلام کی اصل روح کے خلاف ہے کیونکہ اسلام کی اصل مقابلہ نہیں بلکہ اخوت پیدا کرنا ہے بخلاف تہذیب جدید جسکی یہی خواہش ہے "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کا اصول مغرب کے نزدیک درست نہیں یہاں تو ہر چیز اور ہر معاملہ ذاتی نفع کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس سے کوئی بحث نہیں کہ دوسرے کا اس میں نقصان ہے اسلام اپنا فائدہ بھی دیکھتا ہے اور دوسروں کا بھی مغرب کے پیش نظر صرف ذاتی مفاد اور ذاتی غرض ہے۔

تجارت مسلمانوں نے بھی کی بڑے پیمانہ پر کی کروڑوں روپے کی مگر اس میں مقابلہ اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی روح نہیں تھی لیکن مغرب کی تجارت دوسروں کے گلا کاٹنے اور کچلنے کی پرواہ نہیں کرتی کوئی مرے یا جیئے تباہ ہو یا شاد رہے مغرب کو اپنا فائدہ مقصود ہے اسلام اسے معیوب قرار دیتا ہے کہ اپنے فائدہ کے جنون میں دوسروں کے نقصان کی پرواہ ہی نہ کی جائے اسلام کے نزدیک ایسی مشغولیت بے دینی ہے جو اسے عبادت سے غافل کر دے مغرب میں یہ ایک حسن ہے وہاں سارا وقت اسی غور و فکر گفتگو اور انہماک میں گذر جاتا ہے کہ وہ اپنا فائدہ کیونکر کرے اس کی تجارت، صنعت، سیاست اور سخاوت و ہمدردی سب میں شہرت نمود اور ذاتی فائدہ کی خواہش مضمر ہے وہاں خالصاً للہ کوئی عمل نہیں ہوتا اسلام میں وہ کام اور وہ عمل جو خالصاً للہ نہ ہو اور جس میں کہ محض نمود و نمائش اور شہرت کا جذبہ ہو وہ حرام ہے۔ اسلام نے مزدوروں کی محنت کو بہت اہم سمجھا ہے اور حکم دیا ہے کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پیشتر اس کی مزدوری ادا کر دو یعنی اسے انتظار کی تکلیف بھی گوارا نہیں کسی کی کمزوری اور تنگدستی سے فائدہ اٹھانا اجرت گھٹانا، مزدوروں سے زیادہ کام لینا اسلام میں بہت معیوب ہے پھر اس نے زکوٰۃ صدقات و خیرات کو فرض قرار دیا ہے اس پر بہت زور دیا ہے اس کا منشاء و مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ غریبوں کو تکلیف نہ ہونے پائے تہذیب جدید کے تاجر اور سرمایہ دار کے نزدیک کہ اگر ایک لاکھ مزدور بھی تباہ ہو جائیں پرواہ نہیں وہ جو کچھ کر رہا ہے مجبور ہو کر اور دباؤ سے کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ مغرب میں سرمایہ داروں اور مزدوروں میں شدید جنگ چھڑی ہوئی ہے۔"

کاش مسلمان سوچیں سمجھیں اور اسلامی تعلیمات پر غور کریں تو بہت جلد ان کی زندگی میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔

تحریک آزادی کا تعمیری پروگرام

(نوشتہ مولانا سید ناصر الحق صاحب لائل پور)

بگڑا ہی ہو کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی — جیسا اس سے یہ ظاہر کہ یہی عکس تھا ہے ہمارا ملک غلام ہے اور ہماری قوم محکوم ہے ہندوستانی غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ غلامی کی بھول بھلیاں میں کچھ اس بری طرح پھنسے ہیں اور اجنبی اقتدار کے سامنے کچھ ایسے بے بس و لاچار ہیں کہ محکومی کی ذلت و لعنت اور پیچ در پیچ راستوں سے پار ہو کر منزل مقصود پر پہنچنا بظاہر ناممکن دکھائی دیتا ہے اور باوجود جد و جہد و قربانیوں کے غلامی کی گرفت دن بدن سخت ہوتی جاتی ہے

اکابر قوم پریشان ہیں اور دن رات اسی غم و فکر میں غلطاں رہتے ہیں کہ ہماری قوم غلامی کے منجدھار سے کیونکر اور کب پار ہوگی حتی الامکان اس کے لئے بہی ہاتھ پیر مارتے ہیں لیکن غلامی کا مرض مزمن ہو چکا ہے اور دیرینہ ہونے کے سبب مریض کے رگ و پے پر حاوی ہو گیا ہے مرض کا مریض کے مختلف اعضاء پر جدا گانہ اثر ہے مریض کے تمام اعضاء ماؤف ہو چکے ہیں شامت اعمال نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور صحت کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

تیمار دار (لیڈران) مختلف جڑ رہے ہیں آزادی آزادی کی رٹ لگائے جا رہے ہیں اور ان کی دلی خواہش ہے کہ قوم غلامی کی بیماری سے جلد از جلد نجات حاصل کرے۔ تسلیاں دیتے ہیں کامیابی نزدیک بتلاتے ہیں اور حالات امید افزا ظاہر کرتے ہیں مگر کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا اور مرض بڑھتا ہی جاتا ہے۔

ایک سوچنے اور سمجھنے کی بات

اب تک سوچنے کی بات اور غور طلب سوال یہ ہے کہ جب ہمارے لیڈر حتی الامکان حصول آزادی کے لئے کوششیں اور قربانیاں کر رہے ہیں اور بہتر سے بہتر تجویزیں اور پروگرام پیش کر رہے ہیں باوجود اس کے پھر بھی غلامی کی زنجیر کٹتی نظر نہیں آتیں اور حالات امید افزا نہیں! آخر کیا وجہ ہے کہ ہم ہر دفعہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں اور بجز حرمان و حسرات اور ذلت و استخفاف کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ اس ناکامی و نامرادی کے حقیقی علل و اسباب کا کھوج نکالے اور موجودہ سیاسیات کی جانب سے اسی فرض اولین کے زیر اثر میں یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں ضرورت ہے کہ یہ حقیر و ناچیز مضمون آزادی خواں کی توجہ کا مرکز بنے گا

میں نے اوپر لکھا ہے کہ ہم مجاہدہ حریت میں ہر دفعہ ناکام و نامراد ہوتے ہیں ممکن ہے کہ اس کے جواب میں کوئی سطحی النظر حریت پسند کہدے کہ شباب آزادی حاصل کرنا کوئی خالہ جی کا گھر اور بچوں کا کھیل تو ہے ہی نہیں کہ ایک دو دن میں سال کی جد و جہد سے حاصل ہو جائے ڈیڑھ سو سال کی غلامی سے رفتہ رفتہ ہی نجات ملیگی مگر میں عرض کروں گا کہ اگر حالات واقعی ایسے ہی امید افزا ہوتے تو مجاہدہ حریت کی خامی اور ناکامی پر ماتم سرائی کی نوبت نہ آتی حالانکہ صاف روشن ہے کہ ہم آزادی کی طرف نہیں بلکہ غلامی کی طرف جا رہے ہیں کیوں نہ کہوں کہ ہم ابھی تک ناکام و نامراد ہیں۔

ہندوستانی سیاسیات پر نظر تنقید

بہت سے صاحبان بصیرت کا خیال ہے کہ مسئلہ ہند ایک اہم ترین و سخت ترین عقدۂ لاینحل ہے۔ آئیے مسئلہ ہند پر نظر ڈالیں اور اپنی ناکامی کا حقیقی سبب معلوم کریں میری نیک نیتی کے ساتھ رائے ہے کہ مطالبہ آزادی اور اس کے حصول کے طریق کار میں چند خامیاں ہیں جس کی وجہ سے ہم ناکام رہتے ہیں چاہے میرا مشورہ قابل پذیرائی ہو یا نہ ہو مگر میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان خامیوں کو آزادی اور ایمانداری کے ساتھ بیان کر دوں غور سے سنئے کہ ہماری ناکامی کے حقیقی اسباب و علل یہ ہیں :۔

(۱) ہمارے سیاسی لیڈروں نے کما حقہ فکر و کاوش اور تحقیق و مطالعہ سے کام نہیں لیا ان کا عمل اتفاقی اور ہنگامی تجاویز کے بنانے میں اور بگاڑنے پر مرکوز رہا ہے گویا مجاہدہ حریت اور تقدیر امت کی صورتگری کا کام بچوں کا گھروندا ہے جس کی پشت پر کوئی مہندسانہ نقشہ و خاکہ نہیں

(۲) تمام سیاسی جماعتیں اور پارٹیاں سیاسی انتشار فکر و عمل کے میدان میں بھٹک رہی ہیں طفلانہ اور خود غرضانہ رنجشوں اور آویزشوں کی ساختہ پرداختہ ہیں ان کی پشت پر کوئی سوچا سمجھا، جنچا، تلا سازگار اور مرتب و مکمل پروگرام اور کوئی لیڈرشپ نہیں۔

(۳) ہمارے سیاسی لیڈر ملک و ملت کے مسائل کا حل ہنگامی تجویزیں طوفانی کانفرنسوں اور ہیجانی تقریروں سے کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مکمل پروگرام پیش کرنا نہیں جانتے۔

(۴) ابھی ہندوستانیوں کے دلوں میں حریت طلبی کا سچا اور حقیقی جذبہ پیدا نہیں ہوا۔

(۵) کانگریس خالص قومی مفاد کو نظر انداز کرکے محض سرمایہ دارانہ مذاق رکھنے والوں کی نمائندہ بنی ہوئی ہے اس کی نصب العین ملک کے افلاس زدہ حصہ کی دستگیری اور ملک کی پولیٹیکل آزادی تھا مگر وہ سرمایہ داروں کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں مشغول ہے عوام الناس کی حقیقی ضروریات اور مفاد کو اس نے آجتک اپنی ضروریات اور مفاد بنایا ہی نہیں اس نے جمہور کو تنظیم و ترتیب دیکر میدان عمل میں لانے کی کبھی کوشش نہیں کی اس نے پولیٹیکل آزادی کو تو ضرور اپنا نصب العین بنایا لیکن اخلاقی اقتصادی اور سوشل آزادی کے حصول سے چشم پوشی کر لی جو پولیٹیکل آزادی کا ضمیمہ تھی یہی وجہ ہے کہ آجکل وہ اپنی غفلت شعاری کے باعث ایک عضو معطل بنی ہوئی ہے وہ بالکل مر چکی ہے اور اس کی مردہ لاش انتظار کر رہی ہے کہ اس کو جلا دیا جائے یا اس میں کوئی نئی روح پھونکی جائے۔

(۶) کانگریس کے لیڈر مقاومت مجہول کے لئے کرہ ہوائی پیدا کر رہے ہیں انہوں نے غلط طریقہ کا اختیار کر رکھا ہے انھیں اقلیتوں اور جمہور کا اعتماد حاصل نہیں کیونکہ وہ اپنی سرمایہ دارانہ پوزیشن کھونا نہیں چاہتے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جمہور کے مفاد سے چشم پوشی کرکے سوراجیہ کے مفہوم کو محض کونسلوں، عدالتوں، سکولوں اور ملازمتوں تک محدود کر دیا ہے اور ملک و قوم کو چرخے اور کھدر کے کھلونے دیدیئے ہیں تاکہ عوام ان کے ساتھ کھیل کر اپنا غم غلط کرتے رہیں۔

یہ ہیں ہماری ناکامی اور کانگریس کی مردنی کے حقیقی اسباب و علل ان کے علاوہ اور بھی کمزوریاں ہیں جن کو میں ذرا وضاحت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ عنوان کے ماتحت بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جمہور کی مدد کے بغیر کوئی پروگرام کامیاب نہیں ہوسکتا

ہندوستان کی سیاسی آزادی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلا کام جمہور کی تنظیم و ترتیب ہے اور کسی سیاسی پروگرام اور تحریک کی کامیابی محض حرکت مجموعی پر موقوف ہے جماعتی اقتدار صرف حرکت مجموعی ہی سے پارہ پارہ ہوسکتا ہے مگر ہمارے کانگریسی لیڈر جمہور کے احساس خودداری اور ضروریات سے بے خبر ہیں اور وہ عوام کے منضبط کرنے کی ضرورت و اہمیت سے دیدہ و دانستہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

ہمارے لیڈر ایسی انقلابی جنبش و حرکت کو چلانے سے دانستہ یا نادانستہ پرہیز کرتے ہیں جس کا اثر ان کی سرمایہ داری کے لئے تباہ کن ہو عجب تماشہ ہے کہ وہ ایک طرف تو اپنی سرمایہ دارانہ پوزیشن اور مفاد کا تحفظ چاہتے ہیں اور دوسری طرف ملک و قوم کی فلاح و بہبود کا بھی دم بھرتے ہیں اگر کانگریس اور اس کے لیڈروں کی نسبت میری یہ رائے غلط ہے تو بتلایئے کہ بردولی کے موقعہ پر اودھ کے کسانوں کے اتحاد اور بھیاوں کے ابھرنے کے وقت کانگریس کی رجعت قہقری کا کیا باعث ہوا اور اب جبکہ ہندوستان کے دستور اساسی کے نفاذ کا وقت قریب ہوگا نہ معلوم کیوں سیاسی رہنمائی سے علیحدہ ہوئے۔

علاوہ ازیں ہمارے پاس یہ باور کرنے کے لئے کافی وجوہات ہیں کہ کانگریس اور کانگریسی لیڈروں نے جمہور کے مفاد کو سب سے آگے نہیں رکھا اور قومی آزادی کی شاہراہ پر آگے بڑھنا نہیں چاہا۔

کانگریس کا ایک دعوی صداقت کی کسوٹی پر

نیشنل کانگریس کا یہ دعوی تھا اور ہے کہ وہ پولٹیکل آزادی کی جنگ میں اہل ہند کی واحد محافظ ہے اب ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا کانگریس کا یہ دعوی صحیح ہے؟ میری معلومات اگر صحیح ہیں تو میں عرض کروں گا کہ مسٹر داس آنجہانی سوراجیہ کی بنیاد سچائی پر قائم کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے سچائی کے معنے بتائے ہی نہیں انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ ہندوستان زمانہ قدیم سے سچائی کا علمبردار رہا ہے ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے اور ہر ملک میں انسانوں کا زندہ رہنا ایک قدرتی بات ہے تو گویا مسٹر داس کے قول کے مطابق تحریک حریت اور ہندوستانی قومیت کی بنیاد سچائی پر ہونی چاہیئے

کاش مسٹر داس کو معلوم ہوتا اور آج بھی کانگریسی لیڈروں کو معلوم ہو کہ غلامی کی تباہ کاریوں نے ہندوستانیوں کو اس قابل نہیں رکھا کہ وہ مذہب اور روحانیت کے پردہ میں چھپی ہوئی قوم پرستی کی اہمیت و عظمت کا احساس کرسکیں اور محض روحانیت کے لئے وہ جیلخانوں کو بھر دیں کانگریس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بھوکے ہندوستانی محض روحانیت سے مطمئن نہیں ہوسکتے جب تک مادی ضروریات پوری ہوتی نظر نہ آئیں۔

مہابھارت کے بحر عمیق سے چند موتی نکال کر ہندوستانی قومیت کے دامن پر بکھیر دینا تو آسان ہے مگر اُن سے ہندوستانیوں کا پیٹ نہیں بھر سکتا اور وہ سچائی کو اوڑھ نہیں سکتے کیا ہماری معاشرتی ضروریات کو صرف سچائی پوری کرسکتی ہے؟ اور کیا ہمارے پیٹ کو صرف وہمی اور خیالی باتیں بھر سکتی ہیں؟ آہ ہمارے لیڈروں کو کون سمجھائے کہ مادی زندگی ضروریات کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی ہماری معاشرتی ضروریات کو صرف ہوا اور روشنی پوری نہیں کرسکتی ہماری فاقہ کشی اور غربت کا سامان اقتصادی حالات ہیں ہمارے لیڈروں کو سوچنا چاہیئے کہ جن لوگوں کی وہ رہنمائی کر رہے ہیں وہ سرمایہ دار نہیں بلکہ تباہ حال کسان، مفلس و قلاش مزدور اور پیٹ سے بھوکے و تنگدست غربا ہیں جب تک کوئی تحریک ان کی غربت اور تنگدستی کو دور کرنے کے لئے وجود میں نہیں آئیگی کوئی سیاسی پروگرام کامیاب نہیں ہوسکتا۔

بھوکے ننگے ہندوستانی کھدر، چرخہ اور سوراجیہ کے نعرے سنکر کبھی مطمئن نہیں ہوسکتے انھیں اچھا لباس اچھی خوراک اور مکان چاہیئے مگر اس کا علاج کانگریس کے پاس نہیں۔

اب میں ایک ٹھوس اور بنیادی کمی اور نااہلیت کے چہرہ سے نقاب اٹھاکر مطالبہ سوراج کی حقیقت دکھانا چاہتا ہوں کہ ہم آزادی کا شور تو بہت کچھ مچاتے ہیں مگر ہم اس کا اہل بننے کے لئے بھی کچھ تیاری کر رہے ہیں یا نہیں اور کیا ہم اس قابل ہیں کہ اس ذمہ داری اور بوجھ کو اٹھا سکیں یہی وہ مرحلہ ہے جہاں پہنچکر بہت سے لوگوں کو مجھ سے اختلاف ہوگا مگر میں مجبور ہوں کہ اس پہلو کو ذرا وضاحت کے ساتھ روشنی میں لاؤں۔

ہمارا مطالبہ آزادی اور اسکی اہلیت

پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں آزادی کی عام تعریف بتلا دوں تاکہ اوار مطالب میں آسانی ہو سو جان لیجئے کہ اپنے ملک و قوم پر بغیر بیرونی اثر کے حکومت کرنا اور اپنی جائداد و املاک سے بلا روک ٹوک متمتع اندوز ہونا آزادی کہلاتا ہے اس قسم کی آزادی کو ہر شخص اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے یہ خواہش فطرتاً ہر شخص میں پیدا ہوتی ہے بلکہ مخلوق میں کوئی قسم ایسی نہیں جو اس کی خواہش نہ رکھتی ہو آج ہر شخص، ہر قوم اور ہر ملک اس کا خواہاں ہے افراد و اقوام اس کے لئے جان توڑ کوششیں کرتی ہیں اور جو افراد و اقوام حصول آزادی کے لئے سر توڑ کوشش کرتی ہیں

اور جو افراد و اقوام آزادی کو جان سے زیادہ عزیز جانتی ہیں وہی زندہ قوم کہلانے کی مستحق ہیں اور دنیا میں زندہ رہ سکتی ہیں۔

خصوصاً مسلمان حریت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے حریت کے ساتھ مرتا ہے اور حریت کے ساتھ ہی دوبارہ زندہ اٹھیگا وہ اس سرزمین سے پیدا ہوا ہے جس کی گردن ہمیشہ طوق غلامی سے آزاد رہی اور مسلمان کے لئے ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی اجنبی اقتدار کے سامنے سر اطاعت خم کئے رہے وہ پنجہ استبداد میں علی الدوام گرفتار رہنے کا معاہدہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اور وہ غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیگا ؎

حمایت بود دست آنکس ز بند — کہ بر خویشتن آورد در کمند
بہ شمشیر تسلیم خو تیر بر دو دست — کہ پیش کسے باید م دست بست
اگر جان خود ملی را کنم بندگی — بود مرگ بہ از چنان زندگی

بیشک مسلمانوں کا مذہب غدر و بغاوت اور فساد فی الارض کی اجازت نہیں دیتا بلکہ پیغمبر مسلمان کے لئے سب سے بڑی خدا کی نافرمانی ہے مگر وہ کسی غیر محدود اقتدار کے آگے اپنی ابدی غلامی پر کبھی رضامند نہیں ہو سکتا کیونکہ غلامی ایسی بری بلا ہے جس سے اخلاق و روحانیت تباہ ہو جاتے ہیں یہ تمام معاشرتی و تمدنی برکات کی غارت گر ہے یہ فضائل کے لئے زہر ہلاہل ہے یہ عزت غیرت حمیت اور امانت و دیانت کے لئے پیغام موت ہے اور اس سے خوشامد تملق چاپلوسی کمینگی اور بے عزتی کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں جو اندر ہی اندر پرورش پا کر غیرت دینی جوش قومی علو نفسی اور پاس ناموس کو فنا کر دیتے ہیں۔

پس مطالبہ آزادی ہر فرد و قوم کا عموماً اور مسلمانوں کا خصوصاً پیدائشی حق ہے اگر مطالبہ آزادی میں کسی ہندوستانی کو اختلاف ہو تو میں اس کو انسان نہیں سمجھتا بلکہ وہ ایک چلتا پھرتا پتھر ہے۔

قصہ کوتاہ

مطالبہ آزادی ہر ہندوستانی کا فرض اولین ہے اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے انسان میں فطرتاً خواہش برتری ہوتی ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ قدرت کی طرف سے اسے وہی کچھ عطا ہوتا ہے جس کا وہ اہل ہو اپنی قابلیت سے بڑھکر حاصل کرنے کی کوشش کرنا اپنا وقت ضائع کرنا اور پہاڑوں سے ٹکرانا ہے اسی نظریہ کو مدنظر رکھکر میں ہندوستانیوں کے مطالبہ آزادی پر اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہم عرصہ سے آزادی کامل کا شور مچا رہے ہیں اور امکان بھر جدوجہد کر رہے ہیں موجودہ حکومت ہمارے مطالبہ آزادی کے جواب میں کہتی ہے کہ ہم ہندوستانیوں کو بتدریج آزاد کرینگے چنانچہ ہم نے حکومت کے انتظام و انصرام میں اس قدر حصہ دے رکھا ہے جسکے ہندوستانی اہل ہیں اس سے زیادہ بوجھ وہ ابھی برداشت نہیں کر سکتے ہم اگر آج تمہیں کامل سوراج دیدیں اور خود الگ ہو جائیں تو کل ہی سارے ملک میں فرقہ وارانہ جنگ شروع ہو جائے اور ہندوستان بدامنی اور خانہ جنگی کا اکھاڑہ بن جائے ہاں جب تم کامل سوراج کے اہل ہو گئے تو ہمیں تمہارے مطالبہ کو تسلیم کر لینے میں تامل نہیں اس کے مقابلہ میں ہمارے لیڈر مصر ہیں کہ ہم ہر طرح سوراج کے اہل ہیں ہم میں کوئی کمی باقی نہیں۔

مجھے سردست اس سے کوئی بحث نہیں کہ ہمارا دعویٰ صحیح ہے یا حکومت کا جواب درست ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم نے کامل سوراج کے اہل ہونے کا ثبوت نہیں دیا رہ گئی حکومت تو وہ تا قیامت مطالبہ آزادی کو تسلیم نہیں کر سکتی اور اس کے جواب میں وہ جو کچھ کہتی ہے وہ محض ایک خطرناک فریب ہلاکت آفریں لوری اور دفع الوقتی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا حکومت اور ہندوستان کی آزادی تسلیم کرے ؎

این خیال است و محال است و جنوں

جو لوگ حکومت کے پرفریب اور دلخوش کن وعدوں پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں وہ ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں مضبوط کر رہے ہیں

کیا ہم کامل سوراج کے اہل ہیں

حکومت نے ہمیں نظام حکومت میں جو حصہ دے رکھا ہے وہ میونسپل کمیٹیاں اور ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ ہیں جو ایک چھوٹے پیمانہ کے نظام حکومت کہے جا سکتے ہیں وہاں تقریباً تمام عنصر ہندوستانی ہوتا ہے میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جس طرح ہمارے ممبر ملک و ملت کے مفاد کو نقصان پہنچا کر حکومت کے ہاتھ کو مضبوط کرتے ہیں اور فرقہ وارانہ ہنگامہ آرائیوں اور بدنظمیوں کا جو ذلیل و مکروہ ترین منظر پیش کرتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اس کے بعد کسی قدر ہندوستانی ریاستیں کامل سوراج کا نمونہ ہیں ان میں سے اکثر کے حالات کسی تشریح کے محتاج نہیں اس کے بعد کونسلوں کو لیجئے جنہیں سوراج منزل کہنا بیجا نہیں یہاں بھی ہندوستانیوں کی غلامانہ ذہنیت اور فرقہ وارانہ ذلت کا جو حال ہے سب جانتے ہیں۔

ممکن ہے کہ اسکے جواب میں بیساختہ کہدیا جائے کہ ہم تو ہر طرح اہل ہیں مگر ہمیں حکومت زبردستی نااہل ثابت کرنے کی کوشش کرتی اور کراتی ہے وہ کونسلوں میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں ایسے لوگوں کو جانے ہی نہیں دیتی جو وہاں جا کر ملک و ملت کے مفاد کا تحفظ کریں ملک کی فلاح و بہبود کی راہیں نکالیں اور اپنے فرائض سے بطریق احسن عہدہ برآ ہوں اگر کانگریسیوں کے ہاتھ میں نظام حکومت ہو تو پھر دیکھیں وہ کس طرح عمدگی اور قابلیت کے ساتھ نظام حکومت کو قائم رکھتے ہیں مگر ؎

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

میں کہوں گا کہ اگر یہ جواب کچھ حقیقت رکھتا ہے تو بس آپ نے میرے مدعا کو ثابت کر دیا کیونکہ ہندوستانی صرف کانگریسی نہیں بلکہ عام ہندوستانی ہیں اگر ہندوستانیوں کی اکثریت آسانی کے ساتھ حکومت کا آلہ کار بنکر ملک و ملت کے مفاد کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتی ہے تو یہی بات ہمیں نااہل ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

ڈوائڈ اینڈ رول کی پالیسی

ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ ہم حکومت پر

تمام الزام دھرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں بھلا سوچئے تو سہی کہ اگر ہم واقعی کامل سوراج کے اہل ہیں تو ہم کیسے کسی کے بنائے نا اہل بن سکتے ہیں اگر ہندو مسلمان دونوں یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ حکومت ہمیں آپس میں لڑا کر خود مزے سے حکومت کرنا چاہتی ہے اور ہمارا جوتا ہمارے ہی سر مار رہی ہے، ہم آپس کی لڑائی کو جاری رکھیں اور حکومت کے آلۂ کار بنتے رہیں تو یہ ہماری نا اہلیت اور خام ذہنیت کا ثبوت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حکومت کا خفیہ خبر رسانی کا محکمہ فرقہ وارانہ مناقشات کا موجب ہے اگر یہ صحیح ہے تو بتلایئے کہ محکمہ مذکور میں زیادہ عنصر کس کا ہے؟ ایک انگریز کے ماتحت ہزاروں ہندوستانی ہوتے ہیں وہ سب ایک انگریز افسر کے اشارہ پر اپنے بھائیوں کے گلوں پر خنجر ظلم چلاتے ہیں اور فرقہ وارانہ مناقشات کا مواد جمع کرتے ہیں حالانکہ اس محکمہ سے حکومت کی غرض تو یہی کہ ملک میں اگر کوئی تحریک گورنمنٹ کے خلاف یا امن عامہ میں رخنہ ڈالنے والی پیدا ہو تو حکومت کے اعلیٰ افسروں کو بروقت اس کی اطلاع ملتی رہے تاکہ گورنمنٹ اس کی انسداد کر سکے مگر یہ محکمہ خود ہندوستانیوں کی غلامانہ ذہنیت تملق و چاپلوسی اور مطلب پرستی کی بدولت اس لئے رہ گیا ہے کہ بے گناہ حریت پسندوں سے جیلخانے بھر دئے اور اپنے آقاؤں سے اس بھیڑیا پن کا انعام پائے سو اگر یہ محکمہ بدنیتی اور غلامانہ ذہنیت کی بدولت افسروں کو غلط اور بے بنیاد خبریں پہنچاتا ہے تو یہ خود ہمارا قصور ہے نہ کہ حکومت کا اگر یہ محکمہ ایمانداری سے صحیح اطلاعات بہم پہنچائے صحیح معنوں میں حکومت کا وفادار رہے اور کما حقہ اپنے فرائض کو بجا لائے تو حکومت ان کو زبردستی مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اپنے بھائیوں کے گلے پر چھری چلائے۔

آپ حیران ہونگے کہ آخر میرے نزدیک ہماری اہلیت اور نا اہلیت کا معیار کیا ہے لیجئے وہ بھی سنئے۔

ہماری اہلیت اور نا اہلیت کا معیار

ہمارا موجودہ یہ ہے کہ ہندو مسلم نفاق اور باہمی بغض و عناد دور ہو جائے ہندوستان کی مختلف قومیں ایک دوسرے پر اعتماد کرنا سیکھ لیں ہر قوم کی اکثریت ملک کی فلاح و بہبود کو اپنا نصب العین بنالے ہندوستان کے پڑھے لکھے اور سمجھدار آزادی کی ضرورت و اہمیت کو کما حقہ سمجھ لیں اس کے حصول کے لئے اپنے مفاد و مصلحت کو قربان کرنا اور سولی کے تختوں پر لٹکنا سیکھ لیں ہماری قوم کے کم از کم ستر فیصدی افراد زیور علم و عقل سے آراستہ ہوں غربت و افلاس سے کسی قدر ہندوستانیوں کو نجات مل جائے اور جمہور میں قوم پرستی کا صحیح جذبہ احساس پیدا ہو جائے۔

یاد رہے کہ یہاں میری مراد جمہور کی اہلیت و نا اہلیت سے ہے اگرچہ ملک کی قابل ترین اور مایۂ ناز ہستیاں بھی ملک میں موجود ہیں جو ہر طرح امور سلطنت کو سر انجام دینے اور عنان حکومت سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جا سکتا کہ تمام قوم اہل ہو گئی ہے حالانکہ اکثریت ایسے سیاست دانوں اور عالی دماغوں کی ہے کہ اگر ان حضرات کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی جائے تو وہ ملک و قوم بیڑا ہی غرق کر دیں۔

ایک شبہ اور اسکا ازالہ

مذکورہ بالا خرابیوں، کمزوریوں، کوتاہیوں اور نا اہلیوں کے مقابلہ میں آسانی کے ساتھ کہہ دیا جائیگا کہ یہ تمام خرابیاں اور نقائص حکومت کے پیدا کردہ ہیں اور جب تک موجودہ نظام حکومت قائم ہے ہم اپنے ملک و قوم سے یہ خرابیاں دور نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے ہاتھ میں کوئی ایسی قوت انتظامیہ نہیں جسکے بل بوتے پر ہم یہ خرابیاں دور کر سکیں یہ بالکل صحیح ہے اور اس میں کسی عاقل کو کلام نہیں ہو سکتا مگر یہ کہاں کا انصاف اور عقلمندی ہے کہ آپ اپنی ذاتی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو بھی حکومت کے سر مڑھ دیتے ہیں جو کمزوریاں اور کوتاہیاں حکومت کی پیدا کردہ ہیں ان کا الزام ضرور حکومت کو دو مگر اپنی خرابیوں کو اس کی طرف مت منسوب کرو یہی تو وجہ ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں اور خرابیوں کی اصلاح کرنے میں سرگرم عمل نہیں۔

حکومت جو کچھ کرتی ہے اپنے مفاد کے لئے کرتی ہے رعایا کی بھلائی اور بہتری سے سروکار نہیں ہوتا اور وہ ہندوستانیوں کو قابل بنانے میں خاطر خواہ امداد نہیں دیتی مگر جو کام حکومت کے کرنے کا ہے اور وہ نہیں کرتی تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم اپنے کرنے کا کام بھی نہ کریں اور سارا زور موجودہ نظام حکومت کو بدلنے میں صرف کر ڈالیں۔

مثلاً غور فرمایئے ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں میں جس قدر ملک کے حقیقی نمائندے اور حریت پسند ہیں وہ باہمی طور پر سمجھوتا کر کے آزادی کا سنگ بنیاد رکھدیں بتلایئے ہم نے اس سلسلہ میں کیا کیا ہے اور اس میں کس حد تک کامیابی ہے اگر ہم سر سے کفن باندھ کر مہاسبھائی اور مسلم کانفرنسی ذہنیت کی ناطقہ بند کر دینے کی ٹھان لیں تو باہمی سمجھوتہ کا راستہ صاف ہو سکتا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے جس جوش عمل اور نتیجہ خیز قوت کی ضرورت ہے ہم اس سے محروم ہیں کانگریس نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے جتنی کوششیں کی ہیں وہ ناکافی ہیں۔

دیکھئے آج کانگریس کے کرنے کا مقدم و اہم کام یہ تھا کہ وہ اپنا سارا زور و اثر و اقتدار ہندو مسلم اتحاد کے حصول پر صرف کر دیتی۔ اپنی قوم کو آمادہ کرتے کہ وہ مسلمانوں سے ایک منصفانہ فیصلہ کر لے مگر افسوس کہ وہ ایک نازک وقت میں دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور ہندو مسلم اتحاد کی کشتی کو فرقہ وارانہ تلاطم خیزیوں اور طغیانیوں میں چھوڑ دیا گیا اس میں بھی حکومت کا قصور ہے میرے کہنے کا یہی تو منشا ہے کہ ہمارے کرنے کا جو کام ہے ہم اس کو نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو بے سمجھے بوجھے اور اد ہوری توجہ کے ساتھ۔

آزادی کا سنگ بنیاد

یہ ایک روشن و مبرہن حقیقت ہے کہ آزادی کا سنگ بنیاد ہندو مسلم اتحاد ہے جس روز ہندو مسلمان ایک ہو گئے اور حکومت کے مقابلہ میں انہوں نے متحدہ محاذ قائم کر لیا تو سمجھ لیجئے کہ حقیقت میں وہی دن ہوگا جس روز وہ اپنے کامل سوراج کے اہل ہونے کا زندہ اور عملی ثبوت دیں گے پھر یا

جہان کے حکومت پرست راہ آزادی میں روڑا نہ اٹکا سکیں گے اگر آج ہندو مسلمان متحد ہو جائیں اور بنیان مرصوص بنکر آہنی طریقہ سے حکومت کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں تو کل ہی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں اس کے بغیر آزادی کا خیال ایک خواب پریشان سے زیادہ وقعت و اہمیت نہیں رکھتا۔

خدا را اٹھو اور ملک میں اتحاد و اتفاق، اور آزادی کی ایک ایسی عام لہر اور فضا پیدا کرو کہ موجودہ دور اختلال و نفاق دور ہو جائے اور "ڈیوائڈ اینڈ رول" کی پالیسی اپنی موت آپ مر جائے۔ ہم کیوں کسی کے لڑائے لڑتے ہیں اور کسی کے نااہل بنائے نااہل بنتے ہیں اگر ہم آزادی کی اہلیت و صلاحیت پیدا کر لیں تو ہمیں ساری دنیا مل کر نااہل ثابت نہیں کر سکتی یہ ہماری ہی کمزوریاں اور کوتاہیاں ہیں جن سے حکومت ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے اور ہمیں نااہل ثابت کر رہی ہے۔

مضمون طویل ہوتا جا رہا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیال ناقص کے مطابق وہ اہم نقاط پیش کر دوں جن پر ہمیں اپنی تمام تر توجہ کوز کر دینی چاہیے۔

ہمارے کرنیکی باتیں

سب سے پہلے ہمیں تحریک دہشت انگیزی کا خاتمہ کرنے میں حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے اور تشدد پسندوں سے ہر طرح نفرت و برأت کا اظہار کر دینا چاہیے کیونکہ اس تحریک سے تحریک آزادی کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے اگرچہ اس کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ حکومت کو اچھی طرح علم ہے کہ کانگریس کا بنیادی اور ٹھوس عقیدہ عدم تشدد ہے اور کانگریسیوں کا کسی خلاف امن تحریک سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے تاہم ضرورت ہے کہ پہلے دہشت انگیزی کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔

قومی آزادی کی جنگ کو صحیح نصب العین تک پہنچانے کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم اُن تمام طاقتوں کو جو محرک جذبات ہوں جمع کریں مگر ایسا اجتماع خیالی اتحاد کی صداقت سے نہیں ہو سکتا بلکہ ذہنیتوں کی تبدیلی اور باہمی اعتماد و خلوص سے ہی ہو سکتا ہے اور ایسے اجتماع میں سوشل اور اقتصادی طاقتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

مزدوروں اور کسانوں کی منتشر طاقت کو جمع کرنا چاہیے اور ان کی بیداری کے وجوہ یعنی ان کی فوری ضروریات کا جائزہ لیکر انھیں بتانا چاہیے کہ وہ متحد ہو جائیں اور تباہ حال جمہور کی طاقتوں کو تمام قومی طاقتوں کی بنیاد سمجھنا چاہیے۔ عدم تعاون اور اسی قسم کی دیگر سیاسی تحریکات کی کامیابی محض اس حرکت مجموعی پر مبنی ہے ہم جمہور کے مفاد کو مقدم رکھیں تاکہ کانگریس کو جمہور کا اعتماد حاصل ہو۔

سوراج کی لوگوں کی روزمرہ کی ضروریات اور حقیقی مفاد کے مطابق واضح الفاظ میں تشریح کر دینی چاہیے تاکہ جمہور میں جوش عمل اور نتیجہ خیز قوت پیدا ہو۔

عوام کے ذہن نشیں کیا جائے کہ آزاد قومی وجود ہمارا مقصد ہے ہم سوراج اس لئے چاہتے ہیں کہ یہ ہمارے تمام مصائب و آلام، تمام تکلیفوں، تمام کمزوریوں، تمام تباہیوں اور غربت و افلاس کا واحد علاج ہے سوراج ہندوستان میں خوشحالی لائیگا اور ہمارے اخلاق و روحانیت کی آبیاری کریگا ہم سیاسی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں کیونکہ سیاسی آزادی ہی اقتصادی آزادی اور سوشل نجات کا ذریعہ ہے ہماری منزل مقصود پولیٹکل آزادی ہے صرف موجودہ حکومت کو تھوڑا تبدیل کرنے سے ہمیں وہ سب چیزیں نہیں مل سکتیں جنکے ہم محتاج ہیں جیسا کہ آجکل اصلاحات دستور کا سوانگ رچایا جا رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کی ہر جماعت اور ہر گروہ اپنی ضروریات کے ماتحت آزادی چاہتا ہے اسلئے کانگریس ہر گروہ اور ہر فرقہ کے مفاد کی حفاظت کرے تمام اقلیتوں کے مفاد کو پیش نظر رکھے حتی الامکان کسی کی حق تلفی نہ ہونے دے کانگریس قلیل التعداد جماعت یا سرمایہ داروں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کا مقصد تمام ہندوستان کو آزاد کرانا ہے اسلئے لازمی طور پر اُسے ایسا ہی کرنا چاہیے اور عوام کی خواہش اور ضروریات کے مطابق اُسے ایسا عملی پروگرام تیار کرنا چاہیے جس سے عوام مطمئن ہو جائیں یہ ہیں ہمارے کرنیکی باتیں اگر سیاسی آزادی کا پروگرام مذکورہ بالا ضروریات کے مطابق بنایا

سولہ حسین دلہنوں کی کانفرنس

بہارستان شباب کے نئے گلچینوں کے لیے لطف و مسرت کا جدید پروگرام نئے انداز میں مرتب ہوا ہے، صنفی کتابوں میں اب یہ مرض عام ہو گیا ہے، کہ وہ صرف مطالعہ کی رنگینی کو زیر نظر رکھتے ہیں اور نتیجہ کے اعتبار سے بالکل بے کار ہوتی ہیں اس کتاب میں جہاں عبارت کی سرشاری ہے وہاں کسی دلہن کی کوئی تقریر ایسی نہیں ہے جو اپنی جگہ ایک موثر لائحہ عمل نہ رکھتی ہو۔ اسی لیے یہ کتاب سنجیدہ اور ثقہ لوگ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور نوجوانوں کی وارفتگی کی تسکین بھی اس سے ہو سکتی ہے، فہرست مضامین دیکھیے

انجمن عروس کا قیام — حکمائے یورپ اور عورت — (۴) نفیس دلہن کی تقریر حسین لڑکی وحشت نورد (۱۰) نعیمہ دلہن کی تقریر خاوند کو اسیر بنا دیا — حمایت کرتی ہے تو کہیں یہ دینی سے بچاتی ہے، کہیں دلہنوں کا حسین اجتماع — اسلام میں عورت کا مرتبہ — حسین لڑکی ڈاکو کے قبضہ میں (۹) اقبال دلہن کی تقریر — لایق بیوی کا مغرور شوہر — صدارت کی آخری تقریر — سلیقہ مندی کی تفسیر ہے تو کہیں خاوند کو موہنے کی نسیم دلہن کا خطبہ صدارت — اطاعت شوہر کا فلسفہ — (۵) مہرافروز کی تقریر — امیرزادے کے ہنٹر — (۱۴) سلیمہ دلہن کی تقریر — یہ کتاب اپنے اندر تاثیر تدبیر، غرض کہ حسن، عشق، جنون کے والہانہ انداز، عورت پر مرد کے مظالم — یورپ کی بے حیا زندگی — فضول خرچیوں کے نتائج (۱۰) آفتاب دلہن کی تقریر — برق عشق کی روشنی زندگی کا جادو رکھتی ہے، جہاں بھی میں آور تدبیر و سلیقہ مندی کے مظاہر ہیں، عورتوں عیسائیت اور عورت — رسم و رواج کے ارتفاع (۶) انیس دلہن کی تقریر — ظالم چچا کی مظلوم بھتیجی (۱۵) سردار دلہن — ۱۶ دلہنوں کی تقریریں کے لیے ہی مفید اور مردوں کے لیے بھی، اگر آپ نے جاپان اور عورت — (۲) جمیلہ دلہن کی تقریر — سلیقہ مندی کے مظاہر (۱۱) نسیم دلہن کی تقریر — حیا رانہ شادی کا دور ہیں وہاں ہر تقریر کے یہ کتاب پڑھی تو اندازہ ہو جائے گا۔ کہ یہ کس قدر دلچسپ ایران میں عورت کی حالت — مجبور عاشق، دلدادہ کے آنسو (۷) سعید دلہن کی تقریر — صحرائے عشق کا حسین تنکا — ناکام انجام — بعد ایک تجویز بھی پاس کتاب ہے، اور اپنے آپ نظیر ہے ہندوستان میں سلوک (۳) عزیز دلہن کی تقریر — روپیہ کے لیے شادی (۱۲) امتیاز دلہن کی تقریر (۱۶) شاداب دلہن — ہوئی ہے، اور یہ تجویز ۱۱۲ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۴ر عرب میں عورت کی بدحالی — بڈھے دولہا نوجوان دلہن (۸) مسرور دلہن کی تقریر — گریجویٹ بیوی جاہل شوہر — فرمانبردار لڑکی نے — کہیں اصلاح رسوم کی

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی کھیری)

برادرانِ اسلام! اس میں کچھ شک نہیں کہ زمانۂ گذشتہ کے حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنے اخلاق، عادات اور طرز زندگی کے لحاظ سے اپنے سے بعد میں آنے والوں کے لیے بے نظیر نمونہ تھے ان کا زہد و تقویٰ دیکھکر غیر قوموں کے لوگ بھی صدق دل سے ان کی عظمت اور برتری کے قائل ہوجاتے تھے اور ان کا دل تسلیم کرنے لگتا تھا کہ یقیناً اسلام ایک سچا اور آسمانی مذہب ہے جس کی برابری دنیا میں کوئی دوسرا مذہب نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے واقف کار علماء میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں یہ کسی اور مذہب کے علماء میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

ان لوگوں کو مذہب کی سچی حلاوت اور علم کا اصلی لطف اور مزا حاصل تھا اور یہی سبب تھا کہ دنیا کی کسی تکلیف کو وہ تکلیف نہیں سمجھتے تھے اور اس روحانی نعمت کے مقابلہ میں کلفت دنیا کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی تھی۔

اس وقت میں آپ کے سامنے بغداد شریف کے گذشتہ زمانہ کے حضرات علمائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ایک علامہ ادیب اور درویش اور خلیفہ معتضد کے ہمسایہ بزرگ حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ کی پاک اور مبارک زندگی کے چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے قرآن حدیث، تفسیر، فقہ اور علم ادب کے زبردست عالم تھے اس کے ساتھ ہی آپ شاعر بھی تھے اور آپ کا کلام غیر معمولی اور نہایت پر اثر اور معنی خیز ہوتا تھا اسلام کی خوبیاں آپ کے دل میں رچ رہی تھیں اور جس قدر علم ادب کی بدولت زندہ دل اور خوش مذاق تھے اس سے کہیں زیادہ علوم دینیہ کے باعث متقی اور پرہیزگار بھی۔

آپ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے اور بغداد کے خلیفہ معتضد کے زمانہ میں تھے بلکہ خلیفہ ہی کے محل کے پاس آپ کا مکان تھا مگر آپ کی استغنا اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ باوجود اس کے کہ خلیفہ ہمیشہ آپ کی تشریف آوری کا خواہشمند رہا مگر زندگی بھر آپ کبھی خلیفہ کے دربار میں تشریف نہیں لے گئے۔

آپ کی علمی محویت کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے تھے اگر آپ کا پائجامہ میلا اور کثیف اور کرتا صاف اور اجلا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں جبہ اگر پھٹا ہے تو کچھ پرواہ نہیں اسی کو پہنے ہوئے بغداد بھر میں گھوم رہے ہیں تیس سال تک آپ نے صرف ایک روٹی رات دن میں کھا کر گذارہ کیا مگر اپنا حال کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

ایک بار آپ کے سامنے ایک شخص نے اپنی کچھ تکلیف بیان کی اس کے جواب میں آپ نے نہایت نرمی سے فرمایا کہ "بھائی جو شخص اپنی تقدیر پر صابر و شاکر نہیں رہتا وہ کبھی آرام نہیں پاتا ہمیشہ نوشتہ قسمت پر صبر شکر کرنا چاہیے اور اپنی تکلیف کی شکایت کرکے اوروں کو تکلیف پہنچانا اور اپنی تکلیف میں غیروں کو شریک نہیں کرنا چاہیے کہنے والی بات نہیں مگر اس وقت کہنا ہی پڑا، تم مجھکو دیکھو کہ ۴۵ سال تک میرے سر میں درد شقیقہ یعنی آدھے سر میں درد شقیقہ رہا لیکن میں نے کبھی کسی سے بھی ظاہر کرکے اسکے دل کو اپنی تکلیف کی ہمدردی میں مبتلا نہیں کیا آج ۱۳ سال سے میری ایک آنکھ سے بالکل نظر نہیں آتا لیکن میں نے کسی سے نہیں کہا حتیٰ کہ میری بیوی اور بیٹی بھی اس سے آگاہ نہیں اور میں نے اپنی زندگی بھر میں کبھی اپنی بیوی یا بیٹی سے اپنی تکلیف بیان کرکے ان کے عیش کو منغض نہیں کیا۔

ایک بار آپ کی صاحبزادی بیمار ہوگئیں ماں کو اپنی علالت سے مطلع کیا وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو اس کی سسرال چلی گئیں جو بغداد سے فاصلہ پر تھیں آپ تنہا رہ گئے اور رمضان شریف کا مہینہ آگیا اور آپ کے پاس خرچ بالکل نہ تھا۔ آخر آپ نے پورا مہینہ رمضان کا دو درہم قرض لیکر گذارا (درہم ۴ آنے کے قریب ہوتا ہے)

ایک بار خلیفہ معتضد نے آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ آپ ان کو گھر بار میں تقسیم فرمادیں آپ نے وہ درہم واپس کردیئے اور کہلا بھیجا کہ جب ہم نے خود اپنے آپ کو مال کے جمع کرنے سے محفوظ رکھا تو اس کے تقسیم کرنے میں ہم کیوں مصروف ہوں۔ خلیفہ نے وہ درہم پھر آپ کی خدمت میں بھیجکر کہا کہ اچھا آپ انھیں اپنے ہمسایوں میں تقسیم کردیجئے آپ نے اس بات کو بھی مسترد کرکے کہلا بھیجا کہ آپ ہمکو معاف فرمائیں اور اگر آپ زیادہ اصرار کرینگے تو مجبوراً ہم کو آپ کا پڑوس چھوڑنا پڑے گا۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میری اتنی عمر گذر گئی لیکن خدا کے فضل و کرم سے میں کسی آدمی کا شرمندۂ احسان نہیں ہوا البتہ ایک بار غلطی ہوگئی اور واقعہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ میں ایک درہم لیکر اسمٰعیل بقال کے یہاں آٹا مول لینے گیا، درہم میں ایک پیسہ کم تھا میں نے اس سے کہا کہ ایک پیسے کا آٹا کم کرکے مجھے تول دو۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا واقعہ سنائیے کہ ایثار اور احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو دنیا ہی میں دیا ہو میں نے کہا کہ یہ تو تم روزمرہ ہی مشاہدہ کرتے رہتے ہو کہ انسان جس وقت ایثار اور احسان کرتا ہے اسی وقت سے دنیا میں لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرنا شروع کرتے ہیں اس سے بڑھکر اور کونسا اجر چاہتے ہو اس نے کہا کہ نہیں میں اس قسم کا کوئی واقعہ سننا چاہتا ہوں جس میں کچھ مالی بدلہ اس کو دنیا ہی میں ملا ہو میں نے کہا کہ اچھا اس کے بعد میں نے یہ قصہ سنایا کہ:-

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں شہر کوفہ میں کسی شخص کا ایک باغ تھا مالک باغ نے باغ کی حفاظت کے واسطے اس میں

ایک اپنا غلام رکھ چھوڑا تھا ایک دن کوفہ کا ایک رئیس ابو احمد اس باغ میں سیر کرنے کو گیا تو کیا دیکھا کہ وہ غلام بیٹھا روٹی کھا رہا ہے اس کے سامنے ایک کتا بھی بیٹھا ہوا ہے غلام ایک لقمہ خود کھاتا ہے اور اسی لقمہ کے برابر خوب جانچ کر ایک لقمہ کتے کو کھلاتا ہے وہ اس بات کا بہت لحاظ رکھتا ہے کہ لقمہ چھوٹا بڑا نہ ہونے پائے یعنی جس قدر میں کھاؤں اسی قدر کتا بھی کھائے کمی بیشی نہ ہونے پائے۔

جب وہ غلام کھانا کھا چکا تو ابو احمد اس کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ کیا تم نے اس کتے کو پالا ہے غلام نے کہا نہیں لیکن یہ اجنبی کتا ہے بھوک سے بیتاب تھا میرے پاس بیٹھ رہا اینٹھنے لگا میں کھانا کھا رہا تھا میں نے یہ بات مروت کے بالکل خلاف سمجھی کہ خدا کی ایک مخلوق میرے سامنے بھوکی بیٹھی رہے اور میں شکم سیر ہو کر کھاؤں اس لیے اس کو بھی کھلایا۔

ابو احمد نے کہا کہ کھلانے میں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر میں یہ دیکھ رہا تھا کہ تم لقمے بہت جانچ جانچ کر اور خوب برابر کر کے کھلا رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی۔ غلام نے کہا کہ جس وقت یہ کتا میرے سامنے بیتاب آیا اور میں نے اندازہ کیا کہ یہ بھوکا ہے اسی وقت یہ بھی نیت کر لی تھی کہ اپنی روٹی میں سے آدھی خود کھاؤں گا اور آدھی اس کتے کو کھلاؤں گا اسلئے میں بہت خیال رکھتا تھا کہ دونوں لقمیں برابر رہیں کوئی کم و بیش نہ ہونے پائے اگر لقمہ چھوٹا بڑا ہوتا تو میری نیت کے خلاف ہوتا جس کا علیم خدا ہے پھر خدا مجھ سے مواخذہ کرتا اور اب بھی خدا سے ڈرتا ہوں اگر لقمہ کم بیش ہو گیا ہو تو مجھ کو اللہ پاک معاف کرے۔

یہ واقعہ دیکھ سنکر ابو احمد رئیس بہت خوش ہوئے اور اس غلام کی بے انتہا عزت ان کے دل میں قائم ہو گئی۔ اسی وقت باغ اور غلام کے مالک کے پاس گئے اور منہ مانگی مراد دیکر یعنی قیمت دیکر غلام اور باغ کو خرید لیا اور پھر غلام کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری اس نیک عملی اور ایثار سے میرا دل تم سے بہت خوش ہوا اس کے عوض میں میں نے تم کو مع اس باغ کے تمہارے مالک سے خرید لیا ہے اور اب میں تم کو اللہ واسطے آزاد کرتا ہوں اور یہ باغ ہمیشہ کے واسطے تم کو بطور انعام کے دیتا ہوں۔

غلام نے بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس احسان کے بدلے میں کہ آپ نے مجھکو میرے مالک سے خرید کر اللہ واسطے آزاد کیا اور باغ عطا فرمایا میں آپ کا عطیہ باغ اب آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں اس کو قبول فرمائیے اتنا کہنے کے بعد وہ غلام باغ چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔

حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس قصہ کو ختم کیا تو اسمٰعیل بقال بہت خوش ہوا اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ ان کو پورے ایک درہم کا آٹا تول دے چنانچہ اس نے پورا آٹا تول دیا میں نہیں معلوم اس وقت کس خیال میں محو ہو گیا کچھ توجہ نہیں کی اور آٹا لیکر گھر چلا آیا وہ ایک پیسے کا احسان مجھکو بار بار یاد آتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم حربی رحمتہ اللہ علیہ سخت بیمار ہوئے آپکی بیوی اور صاحبزادی رات دن آپ کی خدمتگزاری میں مصروف رہتی تھیں ناداری کی وجہ سے چونکہ گھر میں کچھ کھانے پینے کو موجود نہ تھا اسلئے

سے سخت تکالیف کا سامنا تھا جب خلیفہ معتضد کو آپ کی تکالیف اور مصائب کی خبر ہوئی تو اس نے آپ کی خدمت میں ایک ہزار اشرفیوں کا توڑا بھیجا آپ نے لینے سے انکار کیا مگر آپ کی صاحبزادی صاحب نے اصرار کیا کہ ہم اس وقت حاجتمند ہیں اس لئے لے لینا چاہیے واپس کرنا ایسے موقع پر مناسب نہیں۔

ابھی باپ بیٹی میں یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت علامہ ابو القاسم جیلی رحمتہ اللہ علیہ جو دن رات آپ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے تھے تشریف لے آئے آپ نے ان کو دیکھکر فرمایا کہ ابو القاسم تم اس وقت خوب آئے دیکھو یہ آپ کی بھتیجی مجھ سے بحث کر رہی ہے اب تم میرے اور اس کے درمیان حکم بنکر فیصلہ کرو اس بعد آپ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ تم جو کچھ کہتی ہو وہ ابو القاسم سے بیان کرو۔

صاحبزادی صاحبہ نے حضرت علامہ ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ:-

"چچا صاحب آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ والد صاحب اس قدر سخت بیمار ہیں، میں اور والدہ صاحبہ دونوں ان کی خدمت میں رات دن ہمہ تن مصروف ہیں باوجود اس علالت کے دوا علاج کو تو رہنے دیجئے گھر والوں کو ایک دانہ نہیں اگر کسی دن کہیں سے روٹی کے سوکھے ٹکڑے مل گئے تو اس کے ساتھ کھانے کو نمک تک میسر نہیں جو پانی کے گھونٹوں حلق سے اتارے جائیں۔ کل فلاں پڑوسی نے اس قدر سامان بھیجا مگر والد صاحب نے واپس کر دیا۔ مستولی کے یہاں سے دو اونٹ سامان سے بھرے ہوئے آئے وہ بھی نہیں لئے اور واپس کر دیئے اب خلیفہ نے ایک ہزار اشرفیاں بھیجی ہیں وہ بھی واپس کر رہے ہیں تو بتائیے اور فیصلہ کیجئے جبکہ ہم اس وقت حاجتمند ہیں تو اگر یہ اشرفیاں ہم لے لیں اور اپنے کام میں لاویں تو کیا بیجا ہے؟"

بیکراں استغنا حضرت ابراہیم حربی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی پیاری اور مصیبت زدہ بیٹی سے مسکرا کر فرمایا کہ جان پدر تو اپنا بیان دے چکی اب میں بیان کرتا ہوں سنو ابو القاسم اور بتاؤ کہ زکوٰۃ و خیرات کس کو لینا جائز ہے؟ حضرت ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ فقیروں اور بینواؤں کو لینا جائز ہے علاوہ ان کے کسی کے واسطے لینا درست نہیں حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا ہم فقیر و بینوا ہیں؟ ہرگز نہیں تم میری اس لونڈی سے دریافت کرو کہ میرے اس صندوق میں ۱۲ سو جز میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے مختلف علوم و فنون پر رکھے ہیں اگر آج میں ان کو فروخت کردوں تو کم سے کم ان کی قیمت بارہ ہزار درہم ملیگی پھر بتاؤ ایسی صورت میں ہم کیونکر زکوٰۃ خیرات کے مستحق ہو سکتے ہیں تم میری بیٹی کو سمجھاؤ کہ غریبی سے پریشان نہ ہو جب میں مر جاؤں تو ان جزوں کو بیچڈالے صاحبزادی صاحب یہ سنکر ہنسنے لگیں اور چپ ہو رہیں آخرکار وہ اشرفیاں واپس گئیں۔

آپ کے اس استغنا اور توکل کی وجہ سے تمام اہل بغداد آپ کی عظمت کرتے تھے۔

قاضی اسمٰعیل جو بغداد کے بڑے لوگوں میں سے تھے بہت ہی خواہشمند تھے کہ حضرت ابراہیم حربی رحمتہ اللہ علیہ سے ملیں اور اپنے مکان پر بلایا حضرت ابراہیم حربی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب کہلا بھیجا کہ میں جانتا ہوں آپ بہت بڑے عالم و فاضل ہیں اور خود میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ سے ملوں لیکن آپ کے دروازہ پر دربان مقرر ہیں اسلئے وہاں جاکر ذلیل ہونا نہیں پسند کرتا۔

رمز شناس قاضی اسمٰعیل صاحب نے جب یہ بات سنی تو فوراً دربان موقوف کر دیئے اور آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب میرا دروازہ جامع مسجد کی دروازہ کی طرح ہے آپ تشریف لا سکتے ہیں تب ان سے ملنے تشریف لے گئے قاضی صاحب نے از راہِ تعظیم آپ کا جوتا اٹھاکر اور رومال میں لپیٹ کر بغل میں داب لیا پھر دیر تک علمی گفتگو ہونے کے بعد رخصت ہوئے جوتہ تلاش کیا قاضی صاحب نے رومال سے نکال کر دیا آپ مسکرا دیئے اور دعا دی کہ جس طرح تم نے علم کی قدر کی اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔

کہتے ہیں کہ قاضی صاحب کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھکر دریافت کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انھوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم حربی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا میرے حق میں قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم دکی مصنف بہت سی کتابیں ہیں آپنے ۲۸۵ھ میں بعمر ۹۵ سال انتقال فرمایا آپکی قبر بغداد میں اسی گھر کے اندر ہے جس میں آپ رہتے تھے اور جو باب الانبار کی سڑک پر واقع تھا۔

تعلقات ازدواجی کا نہایت ہی خوشگوار پروگرام

اسلامی میاں بیوی

ازدواجی تعلقات کے سلسلہ میں یہ سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب میاں اور بیوی دونوں کے پڑھنے کے لایق ہے اور اگر دونوں اس کو اور اس کے پروگرام کو تعلق سے ذہن نشین کر لیں تو پھر ان کے گھر جنت بن جائیں۔ یہ کتاب مذہبی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اس لئے ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہئے۔ ضخامت ۳۱۲ صفحات اور قیمت صرف بارہ آنے محصول ڈاک ۸ ؍ کل ۱۲ ؍ کتاب کی خوبی کا اندازہ اس کے مضامین سے ہی ہو سکتا ہے۔

باب ۱	فنلینڈ، سویڈن	**باب ۱۰**	مطالب قرآنی میں تحریف	فضول خرچی
عورت کی حیثیت	اٹلی، پرتگال، آسٹریا	اسلام میں طلاق کی حیثیت	اسلامی پردہ کی حقیقت	خدمت سے عظمت
عورت پر مرد کے مظالم	گرین لینڈ، امریکہ	عیسائیت اور طلاق	عورت اور تمدن	تعلیم نسوان کی ضرورت
باب ۲ عورت کی ملکیت	ہندوستان، ترکی	ہندویت اور طلاق	بے پردگی کے قبیح نتائج	بیوی کے وظائف عمل
باب ۳ مذاہب عالم اور عورت	قفقاز، مصر، سکندر اعظم	اسلام اور طلاق	بے پردگی اور مشاہیر عالم	نیک بیویوں کی والہانہ
یہودیت، مجوسیت	کی شادی	طلاق اور قدیم عادات	باب ۱۱ طریقہ انتخاب اور	محبت
فرقہ زردشتی	باب ۶ شادی بیاہ کا	خلع، طلاق کے لیے دقت	زوجین باب ۱۲ نکاح	باب ۱۵ شوہروں کے
ہندویت، بدھ مت	مختلف طریقہ، کثیر الازدواجی	باب ۱۱ پردہ اور	و شادی، مناکحت کا مقصد	لیے ایک لمحہ فکریہ
عیسائیت، مذاہب ملت	آئین مناکحت کی تنظیم	خواتین اسلام محسنین	اولین، عورت کے شرعی	شوہر کا ظالمانہ برتاؤ
باب ۴ حیات ازدواجی	یونانیوں کی تہذیب	کی بلاخیزیاں، شباب	اختیارات پر پابندی	بیوی کا انہار عمل
کی تاریخ، تفریق ملکیت کا اثر	ایرانیوں کی تہذیب	حسن کی مقناطیسیت	باب ۱۳ عورت کی اہمیت	شوہر کی اچھائی کا
ایک یعنی فرقہ طوائف	باب ۷ عقد واحد کی تاریخ	عشق و حسن عشق و محبت	باہمی اطاعت و تعاون	اسلامی معیار
باب ۵ مختلف ممالک کی	عیسائیت کی کرشمہ کاریاں	کی یکجہتی، قرآن اور	باب ۱۴ زوجین کی	محبت اور بیوی
رسوم مناکحت، حبش	باب ۸ کثیر الازدواجی	فطرت انسان، اخفائے	اتفاقی، بیوی کی ناز	بیوی کے رشتہ دار اور
چین، ایران، تاتار	اور عورت	زینت، چار دیواری کا	بد مزاجی کی خانماں سوز	صبر، بیوی کے
فلپائن، تبت، فارموسا	باب ۹ ایک مرد کے لیے	پردہ اور اسلام، احادیث	عادت، خوش اخلاقی	ساتھ نرمی، اہل و عیال
لنکا، آسٹریلیا، جاپان	ایک عورت، عورتوں کی غلامی	اور روایات اور پردہ	کی خانہ آرائیاں، تبسم	پر برا عیب اثر، بیوی کی
برما، علاقہ کانگو، ازدواج	کی ابتدا، تہذیب روما	قرار فی البیوت	و بناوٹ کی سحرکاری	جذبات کا احترام
جنوبی افریقہ، ہسپانیہ	اور عورت، طوائف کا	عہد رسالت اور پردہ	مزاجدانی کا جوہر	باب ۱۶ بیوی کے متعلق
فرانس، جرمنی، انگلستان	مغربی احترام، عورت اور	جلباب حجاب کی توضیح	انتظام خانہ داری	مشاہیر کا اظہار خیال
سوئٹزرلینڈ، یونان، روم	اسلام	جلباب اوڑھنے کا حکم	تزئین و آرائش	باب ۱۷ مرد کی کامیابی میں بیوی

[illegible]

ہندوستان کے شاہان مغلیہ کی

بیویاں اور رانیاں

جن میں ہر طبقہ اور ہر خطہ کی مخدرات ہیں۔ یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے اسمیں ۴۲ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جاننے وقت معین کیتا ہے روزگار رہتیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی زنانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہو کہ علاوہ سوانح اور حالات کے جگہ جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اسمیں نمایاں ہیں۔ ان بیگموں اور رانیوں کے نام حسب ذیل ہیں

		رانیاں
ارجمند بانو بیگم	اورنگ آبادی محل	رانی اودے پوری
زینت النساء بیگم	اعزاز النساء بیگم	رانی بھوت دیبی
زبدۃ النساء بیگم	نور جہاں بیگم	رانی جودھ بائی
اختری زمانی بیگم	امۃ الحبیب	رانی پاربتی
سلیمہ سلطان بیگم	آرام جان بیگم	رانی تارا بائی
بادشاہ بیگم	ارزم بیگم، آغا بیگی	رانی تلسی بائی
نواب قدسیہ بیگم	آسائش بانو بیگم	زیب النساء بیگم
ثریا بانو بیگم	حمیدہ بانو بیگم	نور جہاں بیگم
اشرف زمانی بیگم	فخر النساء بیگم	نواب بیگم حجاب
موتی بیگم	عفت النساء بیگم	سندر دیوی
روشن آرا بیگم	آرام دل	پونجی خاتون
دلپذیر بانو بیگم	جہاں آرا بیگم	چاند خاتون
شہزادہ خانم	بی بی بائی، سلطان بیگم	درگا بائی، رانی ارملا
ماہ زاد بیگم	رضیہ سلطانی	رانی مینا، رانی موہنی
حمیدہ بانو بیگم	جمیلہ خاتون، آئی بیگم	کتا بائی، یہ سب ۶۴ ہیں
حاجی بیگم، جانی بیگم	سکندر سلطان	۱۹۲ صفحات قیمت
جانان بیگم، بدر النساء	چاند بی بی، بیگم سلطان	دس آنے محصول ۔
جہینی بیگم، بخت النساء	بی بی دودہ	
بہادر بانو بیگم	دلرس بانو بیگم	

حمیدیہ پریس دہلی

زنانہ یتیم خانہ

(محترم مولانا محمد شفیع الدین صاحب نیر دہلی)

بابو ابو الفیض صاحب ادھیڑ عمر کے ایک بزرگ ہیں لمبا قد گٹھا ہوا جسم آنکھیں روشن اور موثر چہرہ سے سنجیدہ اور متین معلوم ہوتے ہیں بظاہر ارکان شریعت کے دلدادہ ہیں صورت، لباس اور طرز بود و باند سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند ہیں اور اگر گفتگو کا موقع آجائے تو ان کی باتوں سے یقین ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار اور آپ کی سنت کا پیرو ان سے زیادہ شاید ہی کوئی اور ہو آپ کی ڈاڑھی شرعی حد سے بھی کئی مشت دراز ہے اور شرعی پاجامہ کی مہربانی ٹخنوں سے اتنی اونچی رہتی ہیں کہ پنڈلی کا کافی حصہ کھلا نظر آتا ہے گفتگو کرنے کا ایک ایسا خاص انداز ہے کہ مسلسل گفتگو سنتے سنتے بھی سامع کا جی نہیں گھبراتا آپ کسی سرکاری ملازمت سے رشوت ستانی اور فریب دہی کے الزام میں حال ہی میں برطرف کئے گئے ہیں اور اس زمانہ بیکاری میں آپ کسی ایسی قومی اور اسلامی خدمت کی تجویز سوچ رہے ہیں جو نہ صرف شہرت اور ناموری ہی کا ذریعہ ہو بلکہ جس میں معقول آمدنی کا سہارا بھی ہو جائے تاکہ اپنا گزارہ اور اہل و عیال کی پرورش ہو سکے کیونکہ ماشاء اللہ آپ کثیر العیال بھی ہیں اور پرتلے کے کئی لڑکوں اور لڑکیوں کا بار بھی قدرت کی طرف سے آپ پر ڈالا گیا ہے اس زمانہ میں آپ کی بیوی کو جملہ خانگی فرائض خود انجام دینے پڑتے ہیں اس لئے وہ بہت پریشان رہتی ہیں کیونکہ گھر میں ان بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور آدمی موجود نہیں ہے بابو صاحب اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے یار دوستوں میں گزارتے ہیں اس کے علاوہ خدا نے ان کی طبیعت ہی کچھ ایسے سانچے میں ڈھالی ہے کہ بچوں سے الگ ہی رہنا پسند کرتے ہیں۔

گرمیوں کا موسم اور مئی کا مہینہ ہے۔ لوگ ہائے گرمی ہائے گرمی چلا رہے ہیں چوٹی سے ایڑی تک پسینہ بہ رہا ہے دن کے تقریباً بارہ بجے ہیں بیوی پسینہ میں تر بتر ابھی روٹی پکا کر اٹھی ہیں چولھے کی گرمی اور محنت نے ان کی طبیعت کو سخت برہم کر دیا ہے ادھر بچے بھوک بھوک چلا رہے ہیں اور اپنی چیخ و پکار سے ناک میں دم کئے دیتے ہیں چاہتی ہیں کہ بلبلاتا جھلس کر ذرا ٹھنڈی ہو جائیں تو بچوں کو کھانا کھلائیں اور پھر بابو صاحب کا انتظار کریں یہ بات سوچ ہی رہی تھیں کہ کھٹ کھٹ کرتے بابو صاحب تشریف لے آئے بیوی برسات کی گھٹا کی طرح بھری ہوئی تو بیٹھی ہی تھیں ان کی صورت دیکھ کر برس پڑیں۔

"اب کوئی روزگار کا بندوبست ہوا کہ میری قسمت میں اسی طرح چولھا جھونکنا اور اس گرمی میں آگ کی طرح جلنا لکھا ہے اوپر گھر کا سارا کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال میرا تو ناک میں دم ہے آخر اکیلی کیا کیا کروں۔

بابو صاحب مزاج کے کافی تیز تھے۔ مگر آج بیوی کے غیر معمولی غصے کے باوجود خاموش رہے بلکہ ہلکے تبسم کے ساتھ کہا "بس اب غصے کو تھوک دو" نوکری تو اس زمانہ میں ملتی کہاں ہے اور پھر ایسے شخص کو جو بداعمالی کی بنا پر برخاست بھی کر دیا گیا ہو ایسے حالات میں ملازمت تلاش کرنا گویا اپنی رسوائی اور بدنامی کا آپ ڈھنڈورا پیٹنا ہے خدا کے فضل سے آج ایک ایسی اچھی تدبیر میری سمجھ میں آئی ہے کہ آمدنی کا بھی معقول ذریعہ ہو جائے گا اور جو تکلیفیں آجکل تمھیں پیش آ رہی ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا بس چارپائی پر بیٹھے بیٹھے حکومت کرنا اور عیش و آرام سے اپنی زندگی گزارنا"

بیوی کا ارادہ اگرچہ آج کچھ اور بھی جلی کٹی باتیں سنانے کا تھا مگر عیش و آرام کی زندگی پلنگ پر بیٹھے رہکر حکومت کرنے کا خیال ایک ایسا چھینٹا تھا جس سے ان کے غصے کی آگ بالکل سرد ہو گئی اور پرشوق نظروں سے میاں کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں۔

"سچ کہو کہیں سے کچھ روپیہ ہاتھ آگیا یا کسی گڑے دبے خزانہ کا پتہ لگا لیا ہے میں بھی تو سنوں یہ سب کچھ کس طرح ہو جائیگا؟

میاں نے کہا خزانہ وزانہ تو کچھ ہاتھ نہیں آیا مگر ایک ایسی ترکیب ضرور سمجھ میں آگئی ہے جو چھوٹے موٹے خزانے کی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے میرا ارادہ ہے کہ ایک "زنانہ یتیم خانہ" جاری کر دوں اور اپنے دوست ایڈیٹر اخبار "مصلح" سے مل کر اس میں یہ اعلان شایع کر دوں کہ آجکل یتیم لڑکوں کی پرورش اور تعلیم کا انتظام تو بہی خواہان و درد مندان قوم نے کافی کر رکھا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ یتیم لڑکیوں کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے تاکہ قوم کی یتیم اور لاوارث بچیوں کی نگرانی پرورش اور تعلیم حسب دلخواہ ہو سکے"

بیوی نے کہا کہ "جب یتیم خانہ ہی کھولنا ہے تو لڑکوں ہی کا کیوں نہیں کھولتے لڑکیوں کے یتیم خانے کی تحریک سے شاید مسلمان اتفاق نہ کریں اور تمھاری نیت کے بارے میں بھی لوگوں کو کچھ شک پیدا ہو پھر اس میں آمدنی کا کونسا ذریعہ ہے جو کچھ آئیگا وہ تو ان لڑکیوں ہی کی کھانی پڑھائی پر صرف ہو جایا کرے گا اور بھلا مجھے ان سے کیا مدد ملیگی الٹا میرے لئے کچھ انھیں کا کام اور بڑھ جائیگا"

بابو صاحب نے اپنی بیوی کی سادگی کا خیال کرتے ہوئے مسکرا کر کہا "واہ تم اتنا بھی نہیں سمجھیں میں نے جن باتوں کو سوچکر یہ تدبیر نکالی ہے جس وقت سنوگی تو پھڑک جاؤ گی زنانہ یتیم خانے کی تدبیر ہے ہی اس لئے کہ ایک نئی تحریک خیال کر کے لوگ اس کی طرف توجہ کریں اور لڑکیوں کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ کرنے کے مسلمان عادی ہیں شاید کچھ لوگ ہمارے یتیم خانہ میں چندہ دیکر کسی حد تک اس کی تلافی کرنے پر آمادہ ہو جائیں

یتیم لڑکوں کی تعداد اپنے سر لینے میں ایک بڑی قباحت یہ ہے کہ دکھانے کے لئے یتیم لڑکوں کی ایک معقول تعداد رکھنی پڑے گی اور اس صورت میں جیسا کہ تمہیں اندیشہ ہے ساری آمدنی انہیں پر خرچ ہو جائیگی اسی اندیشہ سے تو لڑکیوں کا نام رکھا ہے اگر کچھ نہ ہو تب بھی باہر والوں کو بہت کچھ ہونے کا یقین دلایا جا سکے۔ وہ تو یہ بات اچھی ہے کہ مسلمانوں کو نہ فرصت ہے نہ شوق کہ اپنی قوم کے یتیموں یا بچیوں کی پرداخت کریں اور اپنا عزیز وقت یہ دیکھنے میں صرف کریں کہ آیا جس مد میں وہ روپیہ دے رہے ہیں وہ اسی مد میں خرچ ہو رہا ہے یا نہیں تاہم شاذ و نادر کسی کے دل میں یہ خیال آ بھی گیا تو ہمارے لئے زنان خانہ کا ایسا بہانہ ہوگا کہ کوئی کچھ نہ کہہ سکیگا ہاں دو چار لڑکیاں تو رکھنی ہی پڑینگی سچ پوچھو تو گھر کے کام کاج کرنے کے لئے تمہیں اس کی ضرورت بھی ہے اس طرح دونوں مقصد پورے ہو جائینگے ایک طرف چندے کی خاطر کسی زنانخانے میں یہ لڑکیاں تمہارے ساتھ بھیجدی جایا کرینگی دوسرے گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال میں تمہیں ان سے کافی مدد مل جائیگی۔

یہ گفتگو ختم ہوئی تو بابو صاحب نے کھانا کھایا، خلال کیا پان کی گلوری منہ میں رکھی اور لکھنے پڑھنے کی میز پر جا بیٹھے بیوی نے حقہ بھرا منہ سے لگائی سیاہ کیس میں سے چشمہ نکالا کرتے کے دامن سے شیشے کو صاف کیا اور ایک خاص انداز سے لگایا اور اخبار مصلح میں اشاعت کی غرض سے یہ مختصر مضمون تحریر کیا۔

"زنانہ اسلامی یتیم خانہ کی ضرورت"

آہ آج اسلام کی سیزدہ سالہ تہذیب خاک میں مل رہی ہے مسلمانوں کی غفلت اب انتہا کو پہنچ گئی۔ عیسائی اور آریہ مسلمان لاوارث اور یتیم بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا بنا کر اپنی برادری میں شامل کر رہے ہیں اور ہم مسلمان ہیں کہ ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور مذہب کا جوش ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔

خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں لڑکوں کے لئے کئی یتیم خانے ہیں اور دار السلطنت دہلی میں بھی کئی انجمنوں نے یہ اسلامی فرض اپنے ذمہ لے رکھا ہے مگر ابتک مسلمان لڑکیوں کا کوئی معقول انتظام نہیں اس لئے قوم اور اسلام کے ایک ادنیٰ خادم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی استعداد اور وسعت کے مطابق اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور مسلمان لڑکیوں کی قابل اطمینان نگرانی عمدہ خانگی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا انتظام کرے اگر اسلام کے بہی خواہوں نے یہ ہاتھ بٹایا اور اہل خیر نے حسب الخواہ مالی معاونت کی تو ان تمام امور کا مناسب بندوبست کیا جائے گا۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ سب سے بڑی ضرورت مالی امداد کی ہے اسی کی کمی سے ہمارے سینکڑوں مفید ادارے آئے دن بند ہوتے رہتے ہیں لہذا میں تمام مسلمانوں سے مودبانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس اسلامی اور قومی کام کو ترقی دینے کے لئے دل کھول کر چندہ دیں اور بے حسی کا جو الزام ہم مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس زنانہ یتیم خانہ میں دل کھول کر چندہ دیکر اس کو دور کر دیں۔ اس کے علاوہ جہاں کہیں لاوارث اور یتیم لڑکیاں موجود ہوں ان کی بابت بھی فوراً خط و کتابت کریں تاکہ ان لڑکیوں کے داخلے کا انتظام کیا جا سکے جملہ رقوم پتہ ذیل پر ارسال کی جائیں۔ ہر معطی صاحب کی خدمت میں میری طرف سے رسید ارسال کی جائیگی۔

خادم اسلام

ابو الغیث عفی عنہ گلیاری منڈی لکھنؤ

ہم مسلمانوں میں ایک بہت بڑی کمی اس بات کی ہے کہ اس قسم کے خود ساختہ اشخاص اور مصنوعی انجمنوں کی دلکش اور موثر عبارتوں کے اشتہارات سے متاثر ہو کر بغیر تحقیق حال کئے فوراً اعانت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کبھی اس بات کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے کہ جو لوگ ہم سے اپنی ذمہ داری پر چندہ وصول کر رہے ہیں وہ خود بھی قابل اعتبار ہیں یا نہیں اور جس مقصد کے لئے وہ روپیہ وصول کرتے ہیں وہ کس حد تک پورا ہو رہا ہے کیونکہ اکثر اوقات ان کی تمام کوششیں فریب دہی اور زر طلبی ہی تک محدود رہتی ہیں آجکل بہت سے اشخاص نے مدرسوں، یتیم خانوں اور فرضی انجمنوں کے نام سے روپیہ جمع کر کے ہضم کرنے اور ڈکار تک نہ لینے کو پیشہ بنا لیا ہے اور احتساب کا کوئی معقول تو کیا غیر معقول ذریعہ تک نہ ہونے کی وجہ سے اس نوع کی صورت حال کے انسداد کی کوئی شکل نظر نہیں آتی یتیموں اور بیواؤں کے نام اور نام نہاد مدرسوں اور انجمنوں کا سرتا پا غلط پروپیگنڈا کر کے جو رقمیں جمع ہوتی ہیں یاران طریقت شیر مادر کی طرح ان رقموں کو بلا اکراہ ہضم کرتے کرتے اب کچھ اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ انھیں اپنی اس پستی کا احساس تک نہیں رہا۔ یہی امور تھے جن کی بنا پر بابو صاحب نے بھی اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا

اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہر طرف زنانہ یتیم خانے کے چرچے ہونے لگے کوئی کہتا زنانے یتیم خانے کی واقعی بہت ضرورت ہے کوئی کہتا یہ عیسائی مشنری کے لوگ لڑکیوں کو عیسائی بنا لیتے ہیں اب یہ یتیم خانہ ہو جائے گا تو مسلمان لڑکیاں ان مشنریوں کی دست برد سے محفوظ رہیں گی تیسرا کہتا اور آریہ لوگ بھی مسلمان بچوں کو آریہ بنا لیتے ہیں ان کے ہاتھ سے بھی مسلمان بچوں کو بچانا ہمارا فرض ہے کوئی کہتا بڑی ہمت کا کام ہے اس چودہویں صدی میں دوسروں کے بچوں کی دردسری کون لیتا ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں تھوڑے ہی عرصہ میں صدقات خیرات عطیات کی معتدبہ رقم جمع ہو گئی اور بابو صاحب کو اپنی تدبیر کے اس قدر جلد کامیاب ہونے سے اتنی خوشی ہوئی کہ آپ نے ایک شاندار جلسہ کر ڈالا اور زنانہ یتیم خانہ کی ضرورت نہایت موثر تقریر میں بیان کی اور ان خدمات کا ذکر بھی نہایت شاندار الفاظ میں کیا جو ابتک آپ اس سلسلے میں انجام دے چکے تھے لوگوں کا بیان ہے کہ اس دوران میں اتنا شاندار جلسہ دیکھنے میں نہیں آیا بالخصوص دل بہرحال تو مشہور ہی ہے تمام حاضرین کی تواضع فواکہات شربت اور پانوں سے کی گئی مکان بھی اس خوبی سے آراستہ

کیا گیا تھا کہ کسی شادی کی محفل کا گمان ہوتا تھا۔ یتیم لڑکیوں کے متعلق بھی ایک دو لیکچر ہوئے گو یہ شیشہ سے حق آ گئے جس سے اس بات کا بھی ہمیں بھی اندازہ ہوا کہ اس مدرسے کی تحریک کس قدر ضروری ہے مگر بابو صاحب نے سوائے تین چار لڑکیوں کے علاوہ کی نسبت آمدنی یہ تھی کہ وہ ان کی بیوی کے کام کاج میں ہاتھ بٹا سکیں اور بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں اور کسی کو زنانہ یتیم خانے میں رکھنے پر حامی نہ بھری اور سب لکھنے والیوں کو لکھدیا کہ اب یتیم خانے کی مالی حالت دیکھتے ہوئے فوراً اطلاع دی جائے گی اب آپ سے آخری استدعا ہے کہ یتیم خانے کی سرپرستی قبول فرمائیں اور دامے درمے قدمے سخنے ہر قسم کی امداد کرتے رہکر خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کریں اس طرح یتیم خانے کی بنیاد پڑ گئی۔

یتیم خانہ کو قائم ہوئے دو سال کے قریب ہو گئے رمضان میں زکوٰۃ عید کے دن صدقۂ فطر اور بقرعید کے شروع میں قربانی کی کھالوں کے لئے اپیل اور چندہ وصول کرنے میں بانی مدرسہ کی غیر معمولی سرگرمی سے تو البتہ اس یتیم خانے کے وجود کا علم ہو جاتا تھا والا اور کوئی بات اس مدرسے کی لکھنؤ والوں کو معلوم نہ تھی دو میں مسلمانوں کی خیر اور توفیق کا سال جو بجٹ بابو صاحب نے اشتہار میں لکھدیا یا کسی مسجد میں نماز جمعہ کے بعد چندہ کی اپیل کرتے ہوئے اپنی دل ہلا دینے والی تقریر میں کہہ دیا اور یتیم خانے کی فرضی خدمات اور کارگزاریاں بیان کر دیں سب نے یقین کر لیا۔

یتیم خانے کو قائم ہوئے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے دو سال گذر چکے ہیں شفق اسکول کی ایک مسلمان طالبہ کی پراسرار موت نے مسلمانوں میں پھر تعلیم نسواں کے کسی اسلامی ادارے کی خواہش اور اس کے اجرا کا شوق پیدا کر دیا تھا اسی زمانے میں لکھنؤ میں ایک سن رسیدہ اور جہاں دیدہ خاتون مقیم ہیں جو بیگم افتخار جنگ کہلاتی ہیں خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے دل بھی غنی ہے اس لئے ہمیشہ نیک کاموں میں ہر طرح کا حصہ لیتی اور امداد دیتی رہتی ہیں کئی مقامات پر آپ کے سرپرستی میں زنانہ مدرسے نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں مسلمانوں کی اس سرگرمی اور جوش کو دیکھکر ان کے دل میں بھی خاص لکھنؤ میں تعلیم نسواں کے لئے ایک مدرسے کے اجرا کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے بہت جلد تمام عمائدین شہر کو دعوتی رقعے بھیجکر اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے بلا یا چونکہ دعوت نامہ قوم کی ایک معزز اور مخیر خاتون کی طرف سے تھا اس لئے امید تھی کہ اس جلسہ کی کارروائی ضرور اخبارات میں شایع ہوگی اس لئے بہت سے حضرات جنہیں تعلیم کے مسائل سے کوئی واسطہ نہیں بڑا جلسہ میں آموجود ہوئے اور باہمی تبادلۂ خیال سے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ایسے اجتماع سے اور امید ہی کیا ہوسکتی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی فیصلہ کن تجویز منظور نہ ہوسکی تاہم دوسرے روز سارے شہر میں دھوم مچ گئی کہ بیگم افتخار جنگ صاحبہ نے ایک زنانہ مدرسہ جاری کر دیا بابو ابوالفیض صاحب نے جو یہ خبر سنی تو بس یوں سمجھئے کہ گویا ان کے سر پر ہمالیہ پہاڑ کی کوئی چٹان آن پڑی گھر میں آئے تو بہت ہی اداس تھے ایک یتیم لڑکی جیٹھ کے پنکھا لے آئی اور جھلنا شروع کیا بیوی نے جو میاں کو اتنا غمگین اور رنجیدہ دیکھا تو ان کے بھی ہاتھ کے طوطے اڑ گئے بڑی دلسوزی سے پوچھنے لگیں

"خیر تو ہے، دشمنوں کی طبیعت کیسی ہے؟ آج تو کچھ بہت ہی اداس معلوم ہوتے ہو"

میاں۔ کیا کہوں آج ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ بیگم افتخار جنگ صاحبہ لڑکیوں کا کوئی اسکول کھولنے والی ہیں اور یتیم لڑکیوں کی خاص طور پر نگرانی کرنا چاہتی ہیں اس صورت میں میرے کام کو بہت سخت نقصان پہنچے گا۔"

بیوی۔ کیا وہ اسکول کھل گیا؟"

میاں۔ اسکول تو ابھی نہیں کھلا لیکن بیگم صاحبہ جیسی خاتون جب کھڑی ہو جائیں تو اس کو کھلا ہی سمجھو ظاہر ہے کہ اس تربیت گاہ کے ہوتے ہوئے ہمارے اس یتیم خانہ کو کون چندہ دیگا بیگم صاحبہ ایک بارسوخ خاتون ہیں سب ان کے ہی مدرسے کی مدد کریں گے!

بیوی "بیٹھو بھی تم نے بھلا فکر کیا بیگم صاحبہ لاکھ مسلمانوں کی خیر خواہ ہوں لیکن بیچ کا اسکول کھولنا ہتیلی پر سرسوں جمانا تھوڑا ہی ہے پھر تم کہتے ہو کہ وہ امیر آدمی ہیں بھلا ان سے اتنی تکلیف کہاں اٹھائی جائے گی۔"

میاں بیوی کی یہ گفتگو ان یتیم لڑکیوں نے بھی سنی مگر اور تو گھر کے کسی کام میں لگی ہوئی تھیں یہ لڑکی جو بابو صاحب کو پنکھا جھل رہی تھی عمر میں ذرا بڑی اور نسبتاً سمجھدار تھی اس نے بھی اس گفتگو کو سنا مگر وہ غریب بس یہی سمجھی کہ بیگم صاحبہ کا مدرسہ کھل گیا ہے اور چونکہ بابو صاحب کی زبان سے ان کے احساس قومی اور اہل خیر ہونے کی اس قدر تعریف سنی تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید میری مصیبت کا زمانہ بھی اب ختم ہونے والا ہے۔

اس بات کو ایک ہفتہ ہو گیا ایک دن بیگم افتخار جنگ صاحبہ اپنی کوٹھی میں رات کا کھانا کھا کر آرام کرسی پر تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی تھیں چاروں طرف اور کرسیوں پر بعض سرے عزیز تھے جو سب کے سب ادب کے ساتھ خاموش بیٹھے ہوئے ان کی باتیں سن رہے تھے اتنے میں ایک ماما نے آکر کہا۔

بیگم دروازے پر ایک لڑکی جس کی عمر بارہ تیرہ برس کی ہوگی کھڑی ہے اور وہ سرکار سے ملنا چاہتی ہے دربان نے اس کو بہتیرا سمجھایا کہ اب سرکار کے آرام کا وقت ہے وہ کسی اور وقت آکر ملے مگر وہ کسی طرح ٹلنے کا نام نہیں لیتی اگر سرکار کا حکم ہو تو اسکو بلا لیا جائے اگرچہ یہ وقت بیگم صاحبہ کے آرام ہی کا تھا مگر رحمدلی اور مروت جو بیگم صاحبہ کی گھٹی میں تھی اس سے مجبور ہو کر انہوں نے ماما کو حکم دیا کہ لڑکی کو بلا لو لڑکی کے کپڑوں کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ کسی صاف ستھری قیمتی کرسی پر بیٹھ سکے تاہم بیگم صاحبہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور اس کو کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور اس سے اس وقت آنے کا سبب پوچھا۔

لڑکی نے اپنی سرگذشت اس طرح بیان کی۔ دو سال ہوئے میں اس

زنانے یتیم خانے میں آئی ہوں جو بابو ابوالفیض نے گھسیاری منڈی میں کھولا ہے اور جس کا حال آپ نے بھی سنا ہوگا میرا وطن غازی پور ہے میرے والد اچھے خاصے امیر آدمی تھے کوئی ڈھائی سال ہوا ان کا انتقال ہوگیا میری والدہ ان کے انتقال سے بھی کچھ دن پہلے مرچکی تھیں میرا بچپن کا زمانہ بڑے آرام اور بےفکری میں بسر ہوا خدا بخشے میرے ابا جان اور میری اماں جان مجھے اس قدر چاہتے تھے کہ اس کا بیان کرنا میرے لئے مشکل ہے جب مجھے اپنا زمانہ یاد آتا ہے تو کسی طرح یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ یعنی یہ سمجھ لیجئے جیسے کسی نے اچھی زندگی خواب میں دیکھ لی ہو میری ذراسی دلشکنی بھی انھیں گوارا نہ تھی میں بات بات پر ضد کرتی تھی اور میری ضد پوری ہو کر رہتی تھی اب کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کہیں مجھے اس ضد ہی کی سزا نہ مل رہی ہو جب میں پڑھنے کے لائق ہوئی تو بڑی دھوم سے میری بسم اللہ کی گئی اور ایک ہوشیار استانی میرے پڑھانے کے لئے رکھی گئی اماں جان کے دل میں اس قدر کا ایسا ارمان تھا کہ ہزاروں روپیہ انہوں نے اس ایک تقریب میں خرچ کر ڈالا میں آپ کو کیا بتاؤں کیسا شاندار جلسہ ہوا تھا اس کا نقشہ آج تک میری آنکھوں میں پھر رہا ہے اب بھی اس کا خیال آکر مجھے اذیت پہنچاتا ہے غرض یہ کہ میری پڑھائی ہوئی استانی صاحبہ نے مجھے بڑے پیار اور محنت سے پڑھایا کہتی تھیں میرا ذہن بہت اچھا ہے ناظرہ قرآن شریف میں نے چھ ہی مہینے میں ختم کر لیا اور پھر اصغری اکبری کی کتاب محسن آرا کا قصہ اور عاقلہ بیگم کی کہانی اور دوسری بہت سی مسئلہ مسائل کی کتابیں پڑھ ڈالیں مگر ابا جان نے مجھے لکھنا سیکھنے کو منع کردیا ان کا خیال تھا کہ لڑکیوں کو لکھنا آنے کی ضرورت نہیں اس زمانہ میں مجھے کسی بات کی کمی نہ تھی کھانے میں کھانا کپڑے میں کپڑا غرض ہر طرح کے سامان خدا کی مہربانی سے موجود تھے بس یکایک میری اماں جان کا انتقال ہوگیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ابا جان بھی سدھار گئے اب بھی انھوں نے اتنا چھوڑا تھا کہ ایک یتیم بچی کی ساری عمر کے لئے کافی ہوتا مگر چچا جان نے اس پر اس طرح قبضہ جمایا کہ وہ سب گویا انھیں کا تھا میں ایمان نہیں بگلتی چچا جان کچھ نہ کچھ مجھے ضرور چاہتے تھے اور دراصل وہ اس بات کی ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے کہ میری چیز الگ سمجھی جائے ان کی خواہش یہ تھی کہ مجھے بیٹیوں کی طرح پالیں پرورش کریں مگر اول تو ضرورت، دوسرے چچی جان کا ہر وقت میرے خلاف رہنا بس یہ ایسی بات تھی کہ اس کا علاج چچا جان کے پاس بھی کچھ نہ تھا۔ آخر انھوں نے بابو صاحب کے یتیم خانہ کا حال پڑھا میں نے بھی یہ اخبار پڑھا تھا مجھے کیا خبر تھی کہ یہ خود غرض مطلب لالچی دنیا کے کتے توبہ توبہ بیگم صاحبہ مجھے معاف فرمائیے غصے میں ایسا سخت لفظ منہ سے نکل گیا مگر کیا کروں اس سے زیادہ سخت مگر اچھا لفظ مجھے نہیں آتا جو ان لوگوں کی اصلیت کو ظاہر کرسکے مجھ سے پوچھئے تو یہ اس سے بھی بدتر ہیں ان سے ہاتھ پاؤں ہلا کر کمانا ہی نہیں آتا دوسروں کے مال دھوکے فریب سے لیکر کھاتے ہیں خیر تو انہوں نے یہ اشتہار پڑھا اور چچی جان سے بچانے اور میری پڑھائی جاری رکھنے کیلئے انھوں نے مجھے یہاں پہنچادیا دو تین مہینے تو خرچ بھی بھیجتے رہے اور اس عرصے میں بابو صاحب کی بیوی کا برتاؤ بھی کچھ اچھا رہا مگر خدا جانے کیا ہوا چچی نے ان کے کان بھرے یا انھی کا دل مجھ سے اس قدر بھر گیا کہ انھوں نے پلٹ کر آج تک میری خبر نہ لی اور یہ بھی نہ خیال نہ کیا کہ یہاں بھیڑ کی صورت رکھنے والے بھیڑیوں میں کس طرح زندگی گزار رہی ہوں۔

شروع شروع میں بابو صاحب فرصت کے وقت میں کچھ پڑھا دیا کرتے تھے میرے ساتھ تین لڑکیاں اور بھی آئی تھیں مگر چونکہ ان کا کوئی خرچ دینے والا نہ تھا اس لئے پہلے ہی دن سے وہ تو گھر کے کام کاج میں جوت دی گئیں مگر چونکہ عمر میں وہ مجھ سے چھوٹی تھیں اس لئے ان پر تو گویا قیامت آگئی اور جب میرا خرچ آنا بند ہوگیا تو مجھے بھی اس زندگی سے واسطہ اس وقت پڑا جبکہ بابو جی کی بیوی کو ہر طرح کی زیادتی کرنے کی عادت سی ہوگئی تھی خرچ کی بندش کے ساتھ پڑھنا بھی بالائے طاق ہوا اور بیگم صاحبہ بس کچھ نہ پوچھئے آج دو سال سے جس مصیبت میں ہم چاروں لڑکیاں مبتلا ہیں خدا کرے کہ ایسی مصیبت کسی دشمن پر بھی نہ آئے ہمارا کام یہ ہے کہ صبح سویرے سے رات تک ٹہل کرتے ہیں بس وہ تو بیگم صاحبہ بنکر چارپائی پر بیٹھی بیٹھی حکومت چلاتی ہیں ادھر آؤ! یہ کرو!! وہ کرو!!! یہ کیوں نہیں کیا! وہ کیوں کیا آئی ہیں بنکر بیگم صاحب کہیں سے اس کے عوض میں روکھی سوکھی روٹی میسر آجاتی ہے جو کپڑے میرے ساتھ آئے تھے ان میں سے بس یہی جوڑا بچا ہے جو میں آپ کے سامنے پہنے ہوئے ہوں اور آپ دیکھ رہی ہیں یہ بھی کیا پہننے کے قابل ہیں ان پھٹے پچھلے کپڑوں سے تو آدمی ننگا مگر صاف رہے تو بہتر ہے یہ نہیں کہ روپیہ نہیں آتا چندہ کے نام سے روپیہ خوب آتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں ہزار دو ہزار روپے کی آمد ہوئی اب کی بقرعید پر لڑکیاں اتنی آئیں کہ گھر بھر گیا آخر گھر کا سارا خرچ چلتا ہی ہے عید پر بابو صاحب نے سب ہی کے لئے کپڑے بنائے بچوں کے کپڑے بننے لگے تو بابو صاحب نے کہا بھی۔

"اور ان لڑکیوں کو! آجکل تو دیسی کپڑے کا رواج ہے کوئی چار پانچ روپے میں چاروں کا ایک ایک جوڑا بنجائے گا"

بیوی۔ "تو کیا اب یہ میرے بچوں کی حرص کرینگی! عید کا خرچ سر پر ہے اور تمھیں دکھائی نہیں دیتا"

میاں نے دبی زبان سے کہا کہ بیوی جن لڑکیوں کے نام سے روپیہ آتا ہے اور جن کی بدولت آج ہمیں یہ عروج حاصل ہے انھیں کے اتنے سے خرچ سے ترناک بھوں چڑھاتی ہو مگر بات آئی گئی ہوگئی اور کپڑا بننا تھا نہ بنا۔

بیگم صاحبہ مجھے معاف فرمائیے میں نے آپ کا بہت وقت ضائع کیا ہماری رام کہانی آپ کہاں تک سنیں گی ہم سارے دن اس طرح کام کاج میں لگے رہتے ہیں کہ تنخواہ لینے والی نوکرانی بھی کیا لگی ہوگی ہماری نہ سردی کا انتظام ہے نہ گرمی کا۔ سردی سے ٹھٹھر ٹھٹھر کا نہیں تو کسے غرض اور گرمی کی لو جھلس دے تو کسے مطلب اندھیرا بھی ہو

چٹک پردہ مار بیٹھی۔ بیگم خدا بچائے دیکھ لیجئے اگر آپ بانو میلے نہ ہوں اور آپ کو یقین نہ آئے تو بہت کرتے کو الٹا کر میری پیٹھ کو دیکھ لیجئے برسوں کی مار کے نشان شاید اب تک موجود ہوں۔ میں کہاں تک ان باتوں کو بیان کروں۔ آج کوئی ایک ہفتہ ہوا بابو صاحب نے گھر میں ذکر کیا کہ آپ نے کوئی مدرسہ اور یتیم خانہ کھولا ہے اس لئے چھپ چھپا کر میں آپ کے پاس آئی ہوں بس مجھے اپنے یتیم خانے میں داخل کر لیجئے اور میری باقی ساتھیوں کو بھی اس مصیبت سے چھڑا لیجئے۔ آپ خود معلوم کر لیجئے اگر میری ایک بات بھی جھوٹ ہو تو چور کا حال سو میرا حال اگر یہ نہ ہو تو مجھے میرے چچا کے ہاں پہنچا دیجئے چچی جان مزاج کی تیز ضرور ہیں مگر اس مصیبت کے مقابلہ میں مجھے ان کی تیزی منظور ہے۔ اگرچہ بیگم صاحبہ کے آرام کا وقت تھا مگر یہ ایسی کہانی تھی کہ ان کی نیند اڑ گئی انہوں نے ایک ایک حرف غور اور توجہ سے سنا اور دم بخود سنتی رہیں جتنے لوگ آپس میں بیٹھے تھے وہ بھی چپ چاپ بیٹھے اس داستان کو جس کے ایک ایک حرف سے سچائی ظاہر ہوتی تھی سنتے رہے آخر بیگم صاحبہ نے کچھ سوچ کر ایک نوکرانی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ گرم پانی سے اس لڑکی کو نہلاؤ اور چھوٹی بیگم سے کپڑے لیکر پہنا دو اور کھانا کھلا کر فلاں کمرے میں آرام کے ساتھ سلا دو۔

بیگم صاحبہ کی ساری رات عجیب بے چینی میں گزری طرح طرح کے خیالات آتے رہے آپ ہی آپ دل سے باتیں کرتی رہیں ... ہم مسلمان ہیں ہماری اسلامی ہمدردی اب یہ رہ گئی ہے کہ یتیموں کے نام پر اپنے پیٹ کے دوزخ کو بھر لیں اور خدا کو رسول کو سب کو بھول جائیں۔

ہم مسلمان ہیں۔ ان مسلمانوں کا فرض کہ یقین کر لیں مٹھیاں بھر بھر کر اپنی محنت سے کمائی ہوئی رقمیں انھیں دیں اور پھر الٹ کر نہ دیکھیں کہ یہ روپیہ اسلامی اور قومی ضرورتوں پر صرف ہو رہا ہے یا نہیں ان کے دل مس ہو چکے ہیں ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ انھیں یتیموں کا مال کھاتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی ہو ڈوب بھی نہیں مرتے کیا یہ سب باتیں جو لڑکی نے کہی ہیں سچ ہیں۔ سچ کیوں نہ ہونگی اس دن یتیم خانے والے ایک مولوی کا حال بھی تو اسی طرح کا سننے میں آیا تھا ......

پھر یہ سب کچھ کتنے دن کے لئے۔ کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسی دنیا میں ہمیشہ رہیں گے کیا خدا اور قیامت پر انھیں یقین نہیں رہا کہ خدا کے نام پر اس دنیا میں انہوں نے یہ قیامت ڈھا رکھی ہے غرض اسی الجھن میں ان کی آنکھ لگ گئی صبح اٹھکر انھوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ایک چٹھی کے ذریعہ تمام حالات کی اطلاع دی چونکہ یہ مسٹر بیگم صاحبہ کی بےغرضی اور اخلاص سے واقف تھا اس لئے اس نے ان کے اس طنزیہ فقرے کا بھی کچھ خیال نہ کیا کہ تمھاری وہ سی آئی ڈی جو ہر کاری مجرم کا پتہ پاتال تک نکالنے میں ماہر ہے سرکاری رعیت کو ایذا دینے والے ان موذیوں کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتی۔ اسی دن اس نے کچھ سپاہی بابو صاحب کے گھر بھیجکر ان کو گرفتار کرا لیا اور لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں لیا اور ان کو اسی حالت میں پایا جو یتیم لڑکی نے بیگم صاحبہ کے روبرو بیان کی تھی گرفتاری کے بعد بابو صاحب کے تمام حساب و کتاب کے تمام رجسٹر حاصل کر کے ان کا معائنہ کیا گیا ایک ہفتے کی تگ و دو کے بعد پولیس نے بیسیوں شہادتیں اس امر کی فراہم کر لیں کہ روپیہ جس مد میں خرچ ہونا لکھا گیا ہے اس میں خرچ نہیں ہوا آخر بابو صاحب پر فریب دہی کا مقدمہ چلا دیا گیا جتنا روپیہ جمع ہوا تھا وہ تو اس مقدمے کی پیروی میں صرف ہو گیا مگر بابو صاحب سزا سے نہ بچ سکے۔ بابو صاحب عام مجرموں کی طرح سڑک کوٹتے، مونجھ بٹتے اور چلتا نے کی کھیتی کو پانی دیتے نظر آتے ہیں ان کی پلنگ پر بیٹھکر حکومت کرنے والی بیگم گھر گھر ماماگیری کرتی پھرتی ہیں بیگم افتخار جنگ نے سچ مچ ایک اسکول اور یتیم خانہ کھول دیا ہے اور ان سب لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا معقول بندوبست کر دیا ہے از راہ مہربانی انہوں نے بابو صاحب کے بھی لڑکوں بچوں کی تعلیم اور نگرانی اپنے ذمے لیلی ہے تاکہ انھیں در بدر پھرنا اور ماں باپ کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب۔ آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روز مرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے موجود ہیں جو باوجود روز مرہ بولنے کے بھی آپ کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ غلط استعمال ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا افسوس آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذرا سی کتاب منگا لیجئے۔ جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں الفاظ آ جائیں گے دو سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف بارہ آنے۔ محصول

انشاپردازی کے لئے بہترین معلومات و تدابیر کی موثر کتاب

آسان مضمون نویسی

مدارس کے اساتذہ اور طلبا کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہیں بہترین کتاب ہے مضامین کا اندازہ فرمائیے " زبان کی موجودہ حالت، عوام کی زبان، علما زبان کی بے اثری، ادبی تعلیم کے فوائد، ادبی کمالات کے زندہ مظاہر زبان اور دماغی احساس، زبان اور دل کا تعلق، سخنگو کا کمال فن، انشا پردازوں کی قدر دانیاں، گرنے کی سرپرستی، ہندوستان میں اہل قلم کی کسمپرسی، اردو کا دور اول، اردو کے مایہ ناز ادیب، حصول علم مشکل نہیں انسان فطرتاً ترقی پسند ہے، اگلوں کی جانفشانیاں، دنیا ایک مدرسہ ہے، مطالعہ کی کارفرمائی کند ذہنی مانع ترقی نہیں، مضمون نگاری کا طریقہ، صحیح درست زبان لکھنا، جرائد کا مطالعہ، ٹوٹے میں زبان کی تعلیم، مضمون نگاری کے اقسام، جیت تحریر، مشاہیر کی تحریر کا انداز تحریر کی سحرکاری اور فن تحریر کے متعلق بہا نکات ہیں ۱۰۸ صفحات قیمت صرف چھ آنے، محصول چھ آنے

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر کے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں، تیمارداری اور مبارکباد کی تعزیت وغیرہ کے نمونے درج ہیں۔ اور ساتھ ہی اردو میں ترجمہ چھپا ہے۔ قیمت مجلد ۱۲ محصول ۵

قیامت

(جناب شوکت تھانوی)

اول تو خدا سے ڈرنا یوں بھی عین ایمان ہے، دوسرے ایسی حالت میں جبکہ قیامت کا آنا برحق بھی ہو اور نزول کی صورت میں نصف قیامت ابھی آچکی ہو اگر کوئی خدا سے نہ ڈرے تو معاف کیجئے گا یہ بہادری نہیں بلکہ ہم تو اس کو فرعونیت کہیں گے بہرحال ہم کو اپنے اس ایمانی استقلال پر ناز ہے کہ جیسے ہی اخبار میں ہماری نظر سے یہ خبر گذری کہ چندر گرہن کے وقت ایک چھوٹا سا ستارہ چاند سے متصادم ہوکر پاش پاش ہوجائے گا اور اس کے ٹکڑے خط استوا سے اور دنیا کے کسی حصہ میں گریں گے جس سے سخت نقصانات پہنچیں گے اور زمین ان کے گرنے کی دھمک سے ہل جائیگی تو جناب ہمارا خون منجمد ہوگیا۔ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے لئے پھڑکنے لگا اور اخبار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ قصہ اصل میں یہ ہے کہ اگر ہم گناہگار نہ ہوتے اور عاقبت کی طرف سے دل کو اطمینان ہوتا تو شاید یہ سراسیمگی کا عالم طاری نہ ہوتا مگر یہاں تو اس طالبعلم کا سا حال تھا جس نے تمام سال گلی ڈنڈا کے نذر کیا ہو اور سالانہ امتحان بغیر اطلاع کے سر پر آموجود ہو بلکہ یہ مثال بھی ذرا کمزور رہی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارا اس وقت یہ عالم تھا کہ گویا موت کی سزا کا حکم سننے کے بعد موت کے خوفناک انتظار میں ہو موت آتی ہو پر نہیں آتی کی کیفیت میں ڈوبے ہوئے تھے کچھ دیر تک تو اس خوفناک خبر کا تخیلی فلم دیکھتے رہے اسکے بعد اپنے تمام گناہوں سے بیاختگی کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے گھر میں آئے تاکہ اس بقیہ مختصر سی زندگی کو بال بچوں کے ساتھ اور خدا کی یاد میں صرف کریں گھر میں آکر ہم نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خود اپنے کو ذرا منضبط بناکر بیگم کو یہ خوفناک خبر سنادی کہ وہ بھی بیخبر نہ رہیں بیگم نے پہلے تو ہمارے متعلق یہ سمجھا کہ ہم شاید مذاق کر رہے ہیں لیکن جب ہم نے ان کو اخبار دکھایا تو وہ سنگ مشیں کو اس طرح دیوچ کر بیٹھ گئیں کہ گویا قیامت سے اگر بچنے کا کوئی اگر ذریعہ ہے تو وہ سنگ مشین ہی ہو ہم نے اپنی ہمت مردانہ اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبردستی متبسم ہوکر کہا "آپ اس قدر پریشان کیوں ہوگئیں"

سہمی ہوئی آواز میں بولیں "اب بتائیے کیا ہوگا؟"

ہم نے اپنے کو سنبھالتے ہوئے کہا "ہوگا کیا وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہے"

چولہے کے آئینہ میں چہرہ کا ایستہ پوچھتے ہوئے کہا "اب بتائیے کیا کریں"

ہم نے کہا "یہی کوئی اپنے بس کی بات ہے خدا کو یاد کرو اور کیا کروگی"

ٹھنڈی سانس لیکر دل کی گہرائیوں سے "یا اللہ توبہ" کہکر بیگم نے کہا "اور یہ چندر گرہن ہے کب؟"

ہم نے کہا "کل رات کو دس بجے پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آج نہا دھوکر کم سے کم نماز ہی پڑھ سکوں"

بیگم نے گردن ہلاکر جواب دیا کہ "ہاں" اور ہم غسلخانے میں چلے گئے سچ تو یہ ہے کہ صبر احتیاط اور پاکیزگی کے ساتھ آج ہم نے غسل کیا ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا اپنے نزدیک جب ہم بالکل طاہر ہوگئے اور کلمہ پڑھ پڑھ کر وضو وغیرہ کر چکے تو غسل خانے سے نکلے یہاں بیگم پہلے ہی سجدہ میں موجود تھیں ہم نے بھی کپڑے پہنے اور ایک سچے مسلمان کی طرح زندگی میں پہلی مرتبہ چار رکعت نماز فرض کی نیت باندھکر اپنے کو خدا کے حضور پیش کیا کچھ نہ پوچھئے کہ کس انہماک کے ساتھ یہ نماز ہوئی ہے اور اس کے بعد جو نوافل کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو قضائے عمری کا لطف آگیا۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ چار بجے نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور چھ بجے کے قریب ہٹے اس کے بعد ہی مغرب کا وقت آگیا اور ہم پھر وضو کرکے اور پروضو کرکے کھڑے ہوگئے مختصر یہ کہ نماز کا سلسلہ رات کو دس بجے تک قائم رہا جب عشاء کی نماز اور نماز کے بعد تسبیح وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم دسترخوان پر آئے کھانا وانا تو خیر یونہی سا کھایا البتہ یہ رسم بھی ادا ہوگئی اور ہم سونے کے لحاف میں پہنچ گئے مگر توبہ کیجئے نیند کا کہیں کوسوں پتہ بھی نہ تھا اور یہی حال بیگم کا تھا کہ ادہر ادہر کروٹیں لے رہی تھیں کبھی کبھی "یا اللہ توبہ" کا نعرہ بلند کرتی تھیں اور رہ جاتی تھیں آخر ہم نے خود ہی ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "کیا نیند نہیں آرہی ہے؟"

کہنے لگیں "اور آپ بھی تو جاگ رہے ہیں"

ہم نے کہا "ہاں ذرا کچھ وحشت سی ہے"

بولیں "میرا دل بھی گھبرا سا رہا ہے"

ہم نے مرد مسلمان بنتے ہوئے کہا "ارے جی کوئی بات نہیں اللہ مالک ہے سو بھی جاؤ"

کہنے لگیں "ہاں یہ تو ہے مگر دل جیسے الجھ سا رہا ہے معلوم ہوتا ہے جیسے دم الٹا جاتا ہے"

ہم نے جماہی لیتے ہوئے کہا "کچھ بھی نہیں بس اللہ مالک ہے اس کے حکم سے نجوم غلط ہوسکتا ہے اور منجم کی پیشگوئی غلط ہوسکتی ہے اور اگر واقعی قیامت آہی گئی تو جو سب کا حشر ہوگا ہمارا بھی ہوگا۔ بہرحال یہ کوئی اپنے اختیار کی بات نہیں ہے"

بیگم نے کہا "ہوں"

ہم لیٹے ہوئے رہے ادھر ادھر کروٹیں بدلنے لگے یکایک ہم کو خیال آیا کہ ذرا صحن میں چلکر چاند کو دیکھیں تو سہی کہ اس سے کونسا ستارہ ایسا قریب ہے کہ ٹکرا ہی جائیگا اب جو ہم باہر آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ چاند سے ایک ذرا چھوٹا سرخ رنگ کا دمکتے ہوئے انگارہ کی طرح کا ستارہ چاند سے کوئی ایک فٹ کے فاصلہ پر ہے اور چاند گرہن پڑا ہوا ہے ہم نے دوڑ کر بیگم کو اٹھا دیا اور دونوں بچوں کو کلیجہ سے چپٹا کر بیٹھ گئے ہماری نظریں چاند اور ستارہ پر جمی ہوئی تھیں اور دل کی دھڑکن خود ہم کو ہلائے دیتی تھی۔ ستارہ رفتہ رفتہ چاند کے قریب ہوتا جاتا تھا اور ادہر بیگم رفتہ رفتہ ہمارے قریب ہوتی جاتی تھیں یہاں تک کہ چاند اور اس ستارہ کے درمیان شاید ایک انچ کا فصل رہ گیا اور بیگم نے ہمارا

بازو نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا ہم برابر کلمہ پڑھ رہے تھے اور دونوں بچوں کو خوب بھینچے ہوئے تھے کہ ایکا ایکی ایک ہولناک دھماک لگاتے ہوئے کے ساتھ وہ ستارہ چاند سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی ہم اس طرح اچھل پڑے کہ آنکھ کھل گئی بیگم نے کہا "کیا ہے؟"

ہم نے لرزتی اور ہانپتی ہوئی آواز میں کہا "کچھ نہیں"

بیگم نے کہا "کیا ڈر گئے؟"

ہم نے کہا "نہیں تو۔ ایک خواب دیکھا تھا"

بیگم چپ ہوگئیں اور ہم بھی اس ہولناک خواب سے سہمے ہوئے پڑے رہے خدا جانے کس وقت آنکھ لگ گئی بہرحال ہم اس وقت بیدار ہوئے جب موذن "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہہ کہہ کر مسلمانوں کو آواز دے رہا تھا ہم نے آج سے پہلے بارہا یہ آواز سنی تھی لیکن کبھی اس کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی اور ہمیشہ ہم یہ آواز سنکر لحاف کے اندر اپنا منہ چھپا لیا کرتے تھے لیکن آج یہ آواز سنتے ہی ایک لات ملکر لحاف الٹ دیا اور کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے جلد ہی جلدی ضرور یات سے فارغ ہوئے وضو کرکے نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور نہایت محویت کے ساتھ نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوکر کلام پاک کھول کر بیٹھ گئے ادھر بیگم دس دس اور پندرہ پندرہ منٹ تک سجدے میں پڑی ہوئی دعاؤں میں مصروف تھیں مختصر یہ کہ اسی دینداری میں ہم دونوں نے سات بجادیئے ہر طرف دھوپ پھیل چکی تھی یہ وہی دھوپ تھی جو آج آخری مرتبہ اپنی چمک دمک دکھارہی تھی بیگم اپنے بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئیں اور ہم ذرا ٹہلتے ہوئے اپنے پڑوسی میر صاحب کی طرف چلدیئے کہ دیکھیں وہاں کیا رنگ ہے میر صاحب اس وقت باہر کے مردانے کمرہ میں بیٹھے رہتے تھے مگر آج خلاف معمول گھر کے اندر گھسے ہوئے تھے ہم نے آواز دی تو ملازمہ نے جواب دیا کہ نماز پڑھ رہے ہیں لہذا ہم نے بھی انگلیوں پر درود شریف پڑھنا اور ٹہلنا شروع کردیا اتنے میں میر صاحب سر پر بلوچیوں کی طرح رومال باندھے کچھ بڑبڑاتے ہوئے برآمد ہوئے ہم نے کہا میر صاحب اس وقت کونسی نماز پڑھ رہے تھے؟ کہنے لگے چاشت۔ ہم نے کہا اللہ اکبر کہنے لگے بھائی یہی وقت دعاؤں کا ہے اور یہی تھوڑا سا وقت ہے کہ ہم عمر بھر کے گناہوں کی توبہ کرلیں۔ ہم نے بھی دل کی گہرائیوں سے میر صاحب کی تائید کرتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا "بیشک" میر صاحب کے چہرہ پر وحشت برس رہی تھی ہم آئے تھے ذرا دل بہلانے مگر یہاں تو اور بھی خوف اور دہشت کا ماحول تھا لہذا ہم واپس ہونا ہی چاہتے تھے کہ میر صاحب نے کہا شاید کہ جو ستارہ ٹوٹنے والا ہے وہ ہماری دنیا کی طرح مٹی کا نہیں بلکہ لوہے کا بنا ہوا ہے ہم نے کہا مگر میر صاحب ایک بات ہے کہ اگر وہ لوہے کا ہے تو خود اس کو نہ ٹوٹنا چاہیئے بلکہ وہ تو چاند کو توڑ سکتا ہے" میر صاحب نے ایک بھولے بھالے مسلمان کی طرح جواب دیا یہ سب خدا کی قدرت ہے آپ کو کیا معلوم کہ وہ زیادہ مضبوط ہے یا چاند؟ ممکن ہے کہ چاند اس سے بھی زیادہ سخت کسی دھات کا بنا ہوا ہو اور نہ بھی سہی تو کیا یہ خدا کی قدرت سے کچھ بعید ہے کہ مٹی لوہے کو توڑ دے اور کمزور چیز مضبوط چیز پر غالب آجائے" ہم کو ماننا پڑا کہ واقعی میر صاحب سچ کہتے ہیں۔ قصہ اصل میں یہ ہے کہ ع یہ قدرت کی کاریگری ہے جناب

ہم نے کہا "میر صاحب یہ تو گویا قیامت ہے" کہنے لگے "اور کیا جناب قیامت اور کسے کہتے ہیں اب آپ یہ سمجھئے کہ وہ ستارہ چاند سے تھوڑا ہی چھوٹا ہے اور چاند بالکل دنیا کے سر پر ہے اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس وقت وہ چاند سے ٹکرا کر ٹوٹے گا اس کے تمام ٹکڑے خط استوا سے اوپر دنیا میں گریں گے فرض کرلیجئے کہ کوئی ٹکڑا ہندوستان کے برابر ہے اب اگر وہ ہندوستان کے اوپر گر پڑا تو ہندوستان کا کیا حال ہوگا" ہم نے لرزتے ہوئے کہا "ہندوستان ہی پاش پاش ہوجائے گا" جوش میں کہنے لگے پاش پاش ہوجائے گا کیا جناب یہ کہئے کہ چٹنی ہوجائیگا چٹنی کہیں پتہ بھی نہ چلیگا کہ دنیا کے نقشہ میں ہندوستان تھا بھی یا نہیں" ہم نے جھرجھری لیکر کہا "یا اللہ توبہ ہے یا اللہ توبہ ہے" میر صاحب نے بھیانک طریقہ پر آسمان کی طرف دیکھا اپنے کان پکڑے اور رخساروں پر توبہ کے تھپڑ رسید کرنے لگے ہم نے کہا "میر صاحب جو کچھ ہونا ہے وہ تو ٹل نہیں سکتا اور نہ ہم کہیں بھاگ سکتے ہیں مگر دل چاہتا ہے کہ چند گھڑی کے وقت سب لوگ پاس ہوں تو اچھا ہے"

میر صاحب نے ہماری تائید کرتے ہوئے کہا ہے تو بہت اچھا مگر اس میں ایک رکاوٹ ہے کہ ہم لوگ عورتوں سے علیحدہ رہیں گے اسلئے کہ پردہ کی وجہ سے ہمارے اور آپکے یہاں کی مستورات اور مرد کیونکر یکجا ہوسکتے ہیں ہم نے کہا کہ بھائی ایسے نازک وقت میں پردہ کا کیا سوال پردہ تو وہ کرے جس کو اس دنیا میں رہنا ہے کہنے لگے یہ ٹھیک ہے مگر ایسے موقع پر شرع کی پابندی اور بھی زیادہ ضروری ہے" ہم پردہ کے سخت مخالفین میں سے تھے مگر اس وقت شرع کا نام سنکر لاجواب ہوگئے اور یہی طے پایا کہ اس وقت اپنے اپنے گھر میں اپنے اپنے بال بچوں کے ساتھ اللہ اللہ کریں۔

میر صاحب کے یہاں سے واپس آکر ہم کو دفتر جانا چاہیئے تھا مگر بیگم نے کہا "آج دفتر نہ جایئے درخواست بھیج دیجئے"

ہم نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ دفتر نہ جائیں درخواست بھیجدیں اور اس تھوڑے سے وقت کو گھر ہی میں گذاریں مگر درخواست بھیجنے کی بھی ضرورت اس لئے محسوس نہ کی کہ درخواست تو وہ بھیجے جس کو ملازمت کرنا ہو اور اس دفتر میں بھیجے جو آئندہ بھی دفتر رہنے والا ہو مگر آج کے بعد نہ تو ہم ملازم ہی رہ سکتے ہیں نہ کل ہمارا دفتر ہی ہوگا دفتر تو جب رہ سکتا ہے جب دنیا رہے اور جب دنیا ہی ختم ہونے والی ہے تو کیا دفتر اور کہاں کی ملازمت لہذا ہم بغیر درخواست بھیجے ہوئے بیٹھے رہے اور بجائے دفتری چکی چلانے کے کلام خدا کی تلاوت سے اپنے مردہ ایمان میں روح پھونکنے لگے ادھر بیگم اپنے دونوں بچوں کے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کرا رہی تھیں اور ان کو طوطے کی طرح پڑھا رہی تھیں کہ ع

جل تو جلال تو صاحب کمال تو آئی بلا کو ٹال تو

ہم نے تمام دن عبادت اور خدا کی یاد میں گذارا اور مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر ہم سب ایک ہی کمرہ بلکہ ایک ہی چارپائی پر اس طرح خاموش بیٹھ گئے

کہ اگر ناسمجھ بچے ذرا دیر بھی خاموش ہو جاتے تھے تو ہم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی دل کی دھڑکن تک بخوبی سن سکتے تھے رات کی خوفناک تاریکی بڑھتی جاتی تھی اور اسی کے ساتھ ہمارے جسم میں خون منجمد ہوتا جاتا تھا ہم نے آٹھ بجے کے قریب بیگم سے کہا کہ بجائے یہاں بیٹھنے کے ہم کو چاہیئے کہ کسی ایسی جگہ بیٹھیں جہاں سے چاند نظر آسکے چاند گہن میں کیوں نہ بیٹھیں بیگم نے ہمارا گلا نہ مضبوطی سے پکڑ کر کہا "واہ بالکل آسمان کے نیچے جا کر بیٹھ جائیں" ہم نے کہا۔ تو کیا چھت کے نیچے ہونے سے ہم آسمان کے اوپر ہیں۔ اچھا خیر باہر نہ جاؤ مگر عشاء کی نماز تو پڑھ ہی لیں بیگم نے پوچھا گرہن کے بجے پڑے گا ہم نے کہا دس بجے کے قریب۔ بیگم نے کہا اچھا تو پہلے آپ جلدی سے پڑھ لیجئے پھر آپ بچوں کو لیکر وظیفہ پڑھیئے گا تو میں نماز پڑھ لوں گی مگر نماز کی چوکی چارپائی کے قریب بچھا لیجئے"

ہم نے بغیر کچھ جواب دیئے ہوئے نماز پڑھنے کی چوکی چارپائی سے بالکل ملا کر نماز شروع کر دی اور انتہائی کوشش کرتے رہے کہ قیامت کے خوف کی بجائے خدا کی محبت اپنے اوپر طاری کر کے نماز پڑھیں مگر یہ کوئی اپنے بس کی بات نہ تھی بہرحال کچھ اگر کسی نہ کسی طرح گر پڑ کر نماز پڑھی اور تسبیح کھٹکاتے ہوئے بچوں کے پاس آگئے تاکہ بیگم بھی نماز پڑھ لیں ہمارے آجانے کے بعد بیگم نے نماز شروع کر دی اور ہم بچوں کو لئے ہوئے تسبیح پڑھتے رہے۔ بڑے صاحبزادے بڑی دیر سے نہایت خاموشی کے ساتھ ہمارا منہ دیکھ رہے تھے کہنے لگے تو کیا آپ کے اللہ اللہ کرنے سے قیامت بھاگ جائیگی ہم نے تسبیح پڑھتے ہوئے گردن کے اشارہ سے کہا "ہاں" وہ بولے نہ بھاگے گی وہ تو آئے گی ہم نے تسبیح پڑھتے ہوئے آنکھیں نکال کر اشارہ سے کہا کہ دعا مانگو وہ غریب بچہ سہم سا گیا اور ہاتھ اٹھا کر جو اس کی سمجھ میں آیا دعائیں کرتا رہا یہانتک کہ دعائیں مانگتے مانگتے سو گیا۔ چھوٹا بچہ پہلے ہی سے سو رہا تھا اور ہم تسبیح کے دانے نہایت مستعدی سے اس طرح گننے میں مصروف تھے کہ گویا کہ

نہر پہ چل رہی ہے پن چکی

بیگم بھی نماز پڑھنے کے بعد ہمارے پاس ہی بیٹھی ہوئی تصور ہی تصور میں گویا خدا کے دربار میں حاضر تھیں اور اپنے گناہ بخشوانے پر آمادہ ہوئی تھیں گھڑیال نے گونج جانے والی آواز کے ساتھ آخری مرتبہ دس کا ڈنکا بجا دیا اور ادھر ہمارا دم گھٹنا شروع ہوا بیگم تو بالکل ایک سہمی ہوئی مجسمہ بنی ہوئی بیٹھی تھیں مگر ہم کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ہمارے دل کی دھڑکن ہم کو منگیر کی طرح متزلزل بنائے ہوئے ہے ابھی مشکل سے اس کیفیت کو دس منٹ گذرے ہوں گے کہ سڑک پر کسی نے کہا:-

"پڑ گیا چاند میں گرہن"

یہ آواز سننا تھی کہ بیگم اپنے بچوں کو کلیجہ سے چمٹا کر اور خود ہم کو بلی کے تکتے کے ہوئے چوہے کی طرح دبوچ کر بیٹھ گئیں ہم نے کہا "اللہ اللہ کرو" بیگم نے کہا کہ "یا اللہ تو مالک ہے یا اللہ تو مالک ہے" سڑک پر آواز آئی

"دیا کرو۔ دہرم کرو"

یہ آواز گویا صور تھی بیگم نے تھر تھر کانپنا شروع کیا اور ہمارے ہاتھ پیر اس طرح سرد ہو گئے کہ گویا اب ان میں جان ہی نہیں ہے یہانتک کہ گھنٹا اپنا بجنا شروع ہوا "دیا کرو دہرم کرو" کی دل ہلا دینے والی آوازیں برابر آرہی تھیں اور ایک سے ایک بھیانک آواز نالہ جہتہ بہ صدائیں بلند کر رہا تھا دس سے گیارہ بجے اور بارہ سے ایک مگر نہ قیامت آئی نہ دل ٹھہرا چاند گرہن میں تھا اور ہم موت کے منہ میں مع اہل وعیال اگر کہیں کھٹ سے بھی کچھ ہوتا تھا تو ہم یہی سمجھ کر اچھل پڑتے تھے کہ ستارہ چاند سے ٹکرا گیا مگر چونکہ خدا نے یہ دیکھ لیا کہ ابھی اس کی دنیا میں اس سے ڈرنے والے بندوں کی کوئی کمی نہیں ہے لہذا ستارہ کو چاند سے ٹکرانے کی ضرورت باقی نہیں رہی نتیجہ یہ ہوا کہ چاند گرہن سے نکل گیا اور ہم چاند کے صاف ہو جانے کے بعد کچھ دیر قیامت کا انتظار کر کے سو رہے البتہ صبح جب بیگم نے نماز کے لئے اٹھانا چاہا تو ہم نے یہ کہکر لحاف میں منہ چھپا کر کروٹ لے لی کہ

"قضا پڑھ لیں گے"

مکمل باورچی خانہ کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب

یہ کتاب اس وقت کی مرتب شدہ ہے جب مسلمان کھانا کھلانے کے قابل تھے اور جب مسلمانوں کے گھروں میں ہاتھی جھومتے تھے اور جب صرف کھلاتے ہی تھے اب تو عید بقرعید میں بھی یہ کھانے میسر نہیں، قابل لکھنے والے نے کھانوں میں ہر گھرانے کی آمدنی کا لحاظ رکھا ہے اس کتاب میں چھ سو قسم کے کھانے ہیں اور کھانوں کے ساتھ تمام ضروریات خانگی اور چھوٹی موٹی ادویہ بنانے کی ترکیب ہے تاکہ بال بچوں کے گھروں میں سب چیزیں مل جائیں۔ مثلاً اطریفل ملین، سفوف اجوائن، نمک سلیمانی، نمک نافع معدہ وغیرہ، یہ کتاب جس گھر میں ہو، تو انشاء اللہ وہاں بیماری بھی نہیں آئے گی، کیونکہ تمام کھانوں کے بدرقہ اور حفظ ماتقدم کی تمام صورتیں موجود ہیں، فہرست مضامین کمل تو کئی صفحوں میں آئے چند موٹی موٹی چیزوں کے نام درج ہیں **روٹی** سادی، خشک، ہانڈی، بغیر پانی، بھاپ، باجرے کی، جوار، اڑد کی، جو کی، مونگ کی میٹھی، میدہ کی، پھلکے، خمیری، روغنی، پراٹھے، میوہ کی، دال بھری کی، نو وضع کی **سموسہ** نان خطائی، بسکٹ، میدہ کوئی بارہ وضع کے **پکوان** پوری خستہ، آلو کی، مانڈہ، چندی، قیمہ والی، شکرقند کی، میوہ کی، سنگھاڑے کی، دودھ کی، سموسہ، نکونہ، میٹھے مٹر سہال، اندرسہ لچھے، گلگلا، کوئی بیس وضع کے، کچوری ۵ وضع کی، پھلکیاں دس قسم کی دہی بڑے، ۵ وضع کے بکین بڑے، باجرہ کی کھیاں، دال موٹھ **خاگینہ** بیضہ مرغ بیضہ ماہی، چاشنی دار **قورمہ** مرغ، مچھلی اور مختلف پرندوں کے **سالن** نہاری، بھیجہ، گوبھی آلو، ٹماٹر، شلجم، کرم کلہ، بیٹر کریلے، شکر قند، کدو، قیمہ ساگ، پالک کا سالن، ترئی، گاجر، کچنال کا سالن، بادام پستے، مکھانے کا قورمہ، انڈوں کا سالن، آلو، مٹر، سیم، چولائی کا سالن **کباب** سیخ، مچھلی، شامی، نرگسی، پانی کے، دہی کے، مسالہ کے، بیسن کے، آلو کے، مرغ کے اور بہت سے **دالیں** ارہر، ارہر یخنی دار، دلی مسور، ملکہ مسور، چنے کی، مٹر، موٹھ، کی غرض ہر قسم کی کوئی ۲۰ وضع سے اس میں کھچڑی، حلیم، طاہری، کڑھی سب کی ترکیب **پلاؤ** نمکین، خاصگی، قیمہ پلاؤ، بریانی، متنجن، زعفران، ساٹھ قسم کے **مربہ جات** آملہ، املی، گاجر، پیٹھا، گلقند، سیب، بہی وغیرہ **اچار** گیارہ قسم کے **چٹنی** سات قسم کی **حلوہ** **مٹھائی** ۴۰ وضع کی **چائے** ۵ وضع سے **انگریزی کھانے** سوپ ۴ قسم، پٹیٹو ۲ وضع کے، ٹوسٹ، کری ۸ وضع کی، کیک ۲ وضع کے، جیلی ۲ وضع کی، سرکہ، رائتے وغیرہ، ترکاریاں ابلی ہوئی، دعوتوں کے کیک ۳۰ وضع کے **بیماروں** کے کھانے ہر بیماری سے متعلق علیحدہ علیحدہ، عرق، شربت، نمک، ہاضمہ کی گولیاں، غرضکہ ہر ضرورت کی چیز اس کتاب میں ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد بارہ آنے محصول

بخاری شریف کی تینوں جلدوں کی کتابت ہو چکی اور پریس میں جا رہی ہے

پہلی جلد کا کاغذ بھی آگیا تھا۔ مگر خدا نے اور بہتر کاغذ لگانے کی سبیل پیدا کردی

جیسا کہ میں نے گذشتہ پرچہ میں اعلان کیا تھا۔ کہ بخاری شریف کی تقطیع بدل دی ہے اور قسم پہلے اڈیشن سے جلی کردیا ہے اس لئے ضخامت بڑھ گئی اور لاگت زیادہ ہوگئی اس پر طرہ یہ ہے کہ پیشگی روپیہ دینے والوں سے ایک روپیہ کم کا اعلان ہوا یعنی پانچ روپے کی بجائے چار روپیہ کا اعلان کیا، ان حالات میں بالکل ناگزیر تھا کہ کاغذ سستا لگا جائے، چنانچہ پہلی جلد کے لئے کاغذ لے لیا، پہلے اڈیشن میں جو کاغذ لگایا گیا تھا وہ بہترین تھا، وہ کاغذ تو کتابوں کے ٹائیٹل میں لگتا ہے، موجودہ کاغذ کو دیکھ کر جی بیٹھ گیا کہ کیا کیا نہ کرتا۔ بلا آخر جی نے قبول ہی نہیں کیا اور وہ کاغذ روک دیا، جو کاغذ پسند کیا، وہ موجودہ کاغذ سے پوری دوگنی قیمت کا ہے، میرے پاس روپیہ ہوتا ہے تو پھر ٹال کی پرواہ نہیں کرتا، لیکن رسول نمبر کے اخراجات اور واپسیوں نے بالکل نچوڑ دیا، اب جی کی تلملاہٹ بے سود تھی، بالآخر یہی خیال کیا، کہ میرا ذاتی کام تو ہے نہیں جو ناظرین سے مدد مانگنے میں جھجکوں، یہ تو رسول خدا کا کام ہے کہ ان کے منہ سے نکلے ہوئے موتی، کس طرح آویزاں کئے جائیں، آیئے اس نیک کام میں شریک ہوجایئے

صرف سولہ سو روپے کی اسوقت ضرورت ہے

کاغذ لینا کرلیا۔ ۲۲ ستمبر تک کا وعدہ ہے، کاغذ رک جائے تو چھپنے میں دیر نہیں لگتی، اگر آپ اسوقت میری مدد کردیں تو بخاری شریف کا کاغذ پہلے اڈیشن سے بھی بہتر ہو جائے، کچھ بڑی بات نہیں ہے **چار سو بھائی فوراً بخاری شریف کی خریداری کے لئے صرف چار روپے بھیجدیں**، بس کاغذ آگیا دینی فائدہ تو ظاہر ہے، دنیوی فائدہ یہ ہے کہ دو ہزار صفحات کی تین مجلد جلدوں میں بخاری شریف جیسی کتاب جس کے ترجمہ کرانے میں ایک ہزار روپے خرچ ہوئے ہوں، مفت کے برابر ہے، اور جب چھپ کر تیار ہو جائے گی، تو پھر سات روپے سے ایک پیسہ کم میں نہیں ملے گی،

لیکن روپیہ بھیجنے میں دیر ہوئی تو پھر یہ کاغذ ہاتھ سے نکل جائے گا۔

اور پھر معمولی کاغذ لگا تو نہ میرا جی خوش ہوگا، اور نہ آپ مطالعہ کے شوق سے بے چین رہیں گے، رسول کریم کی ۲۲ ہزار فوج میں سے چار سو بھائی کیا ایسے نہیں جو آج ہی چار روپے بھیجدیں، حمیدیہ پریس کی دیانت اور صاف معاملگی آپ کی آزمائی ہوئی ہے۔

جو صاحب بخاری شریف نہ لینا چاہیں اور مدد دینا قبول کریں وہ کتاب الاسلام خرید لیں مجھے تو صرف چار روپے کی ضرورت ہے

کتاب الاسلام لینے والوں کے ساتھ یہ اور رعایت ہے کہ ان کو ہر کی کوئی اور کتاب بھی جو وہ پسند کریں مفت نذر کی جائے گی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کتاب الاسلام چار روپے میں مل سکتی ہے، کتاب الاسلام چار ہی روپے میں ملے گی، کتاب میرے خیال میں اسلام کی امتیازی معاشرت منگا لیں لیجئے، وہ کتاب الاسلام سے منسلک بھی ہے

جن لوگوں کی نظر سے یہ اشتہار پہلی مرتبہ گذرے

ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بخاری شریف احادیث رسول کی کتابوں میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مستند کتاب ہے قرآن پاک کے بعد مسلمانوں میں سب سے زیادہ مستند کتاب مانی جاتی ہے اس میں ۸ ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں، اصل کتاب عربی میں ہے جس کو تمام مولوی ضرور پڑھا کرتے ہیں، اور عربی کتاب کی قیمت آج کل بھی پچیس روپے ہے میں نے اس کا ترجمہ کرالیا ہے اس کے بھی قرآن شریف کی طرح ۳۰ پارے ہیں، دس دس پاروں کی ایک جلد ہے، پہلا اڈیشن چھپنے سے پہلے ختم ہوگیا تھا، پہلے اڈیشن کی قیمت دس روپے مقرر ہوئی تھی اور پیشگی روپیہ دینے والوں سے پانچ روپے علاوہ محصولڈاک لیے گئے تھے، پیشگی سے مطلب یہ تھا کہ چھپنے سے پہلے روپے دیئے جائیں، ایک ہزار بھائیوں نے فی الفور روپیہ بھیجدیا، اللہ کے صدقہ میں اتنا بڑا کام پورا ہوگیا، اب دوبارہ چھپنے کا انتظام ہے، چونکہ پہلے اڈیشن کے روپے سے ترجمہ کرائی ادا کردی گئی تھی، اس لئے اس اڈیشن میں ایک ہزار روپیہ کم لاگت لگے گی، رسول خدا کا کام تھا، میں نے روپیہ ایک ہزار خریداروں پر تقسیم کردیا اور اب پیشگی دینے والوں سے بجائے پانچ روپے کے چار روپے لے رہا ہوں، صرف چار سو بھائی اور شریک ہوجائیں اور فوراً شریک ہوجائیں، تو دوسرے اڈیشن کا عمدہ قسم کا کاغذ خرید لوں اس لئے آپ بھائیوں میں سے جو بھائی اس نعمت عظمیٰ کو لینا چاہیں وہ فوراً چار روپے کا منی آرڈر کردیں

بخاری شریف کی تینوں جلدیں ۲ ہزار صفحات کی ہیں تینوں جلدیں مجلد ہونگی، اور یہ سب صرف چار روپے میں مل جائینگی محصولڈاک ۱۲ اس کے علاوہ ہوگا، جو آخر میں وی پی کے ذریعہ وصول کیا جائے گا،

بخاری شریف مفت بھی مل سکتی ہے، جو بھائی رسول کریم کے دہن مبارک کے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو مفت لینا چاہیں، وہ یہ کرسکتے ہیں، کہ اپنے شہر کے چند بھائیوں سے روپیہ وصول کرکے **چوبیس روپے** بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں، ان کو چھ کی بجائے سات جلدیں مکمل روانہ ہونگی، اس طرح ایک جلد مفت مل جائے گی یہ ایسی آسان صورت ہے کہ تھوڑی سی محنت سے پوری ہوجائے گی

وقت بہت تھوڑا ہے کاغذ کا انتظام جلد کرنا ہے آپ اس زرین موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، تو فوراً ہی بھیجئے

خادم گزار عبدالحمید خاں مہتمم رسالہ مولوی دہلی

احادیث رسول کریم کا سب سے بہتر انتخاب چاہتے ہو تو

ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف

کی طباعت میں شریک ہو جائیے

تمام دینی ذوق رکھنے والے اور علوم مذہبی سے دلچسپی لینے والے ارباب نظر کو واقف ہیں کہ قرآن مجید کے بعد مذہب اسلام کے لیے سنگ بنیاد حضور سرور کائنات کے اقوال و افعال اور صحابہ و تابعین کا تعامل ہے درحقیقت حضور اقدس کی پوری زندگی اور صحابہ و تابعین کے تمام سوانح حیات کلام پاک کی نہایت واضح تفسیر ہیں۔ احادیث کی جامع کتابیں اور مختلف مسانید اگرچہ بہت زیادہ ہیں اور عموماً اسلامی شغف رکھنے والے ان کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ لیکن تمام ممالک اسلامیہ میں جو شہرت و امتیاز و ہمہ گیری مشکوٰۃ شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں بظاہر اس کے دو سبب ہیں اول مشکوٰۃ المصابیح نہایت جامع اور صحیح کتاب ہے۔ مکرر احادیث آئی ہیں بہت کم ہیں اس کے اندر کوئی حدیث موضوع و ضعیف نہیں، دوسرے جن کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کی ہیں وہ کتابیں فن حدیث میں نہایت ممتاز پایہ رکھتی ہیں، مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، مسند ابو داود، جامع ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، یہ گویا مستند حدیث رسول اکرم کا بہترین انتخاب ہے اور گویا یہ

انتخاب صحاح عشرہ

ہے۔ یوں تو مشکوٰۃ شریف کی شروح اور تراجم متعدد ہوئے، لیکن عوام کو ان سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا، اس لیے کہ یا تو وہ فن سے متعلق تھے، یا بہت دقیق شرائع سے پُر اس لیے عوام اس کی اردو سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے، مثلاً اشعۃ اللمعات گو نادرانہ رنگ میں ایک بسیط شرح ہے لیکن عوام کی سمجھ سے بالا اور بہت کافی ہدیہ (۲) مظاہر حق اگرچہ برائے نام ترجمہ ہے لیکن درحقیقت ایک مفصل شرح ہے، پھر اس کی عبارت بھی ایسی ثقیل اور ادق پر چھپا اردو کے قرن اول میں ہوا کرتی تھی پڑھے لکھے آدمیوں کا تو کیا ذکر ہے، اچھے قابل عربی دان اس کو سمجھنے سے جی چراتے ہیں، غرضیکہ کوئی ایسا ترجمہ ابھی تک اردو زبان میں نہیں ہوا جو عام فہم اردو میں ہوتا اور ہر مسلمان کے لیے یہ احادیث کا مجموعہ مفید ہو سکتا،

مجھ بے بضاعت نے بخاری شریف کے ترجمے کے بعد مشکوٰۃ شریف کو اردو میں لانے کی کوشش کی اور خدا کے فضل نے مجھ کو کامیاب کر دیا۔ یہ ترجمہ عام فہم سلیس ہے اور جا بجا بریکٹ میں تشریحات ہیں۔ گویا اب مشکوٰۃ شریف صحیح معنوں میں ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان میں ہو گئی ہے

اس ترجمہ کے ابتدا میں صاحب مشکوٰۃ کے حالات وفات اور تالیفات کا پورا تذکرہ ہے اور چونکہ صاحب مشکوٰۃ نے احادیث مشکوٰۃ کو تیرہ ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا ہے اس لیے ان تیرہ ائمہ کے مختصر حالات بھی ابتدا میں شامل ہیں، یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ امام دارمی، امام دارقطنی، امام بیہقی وغیرہ اور آخر کتاب میں تو اسماء الرجال مشکوٰۃ کے حالات کوئی دو سو صفحات میں آئے ہیں۔

کتابت تمام ہو چکی ہے، کاغذ کی ضرورت ہے کتنے بھائی شریک ہوتے ہیں،

آج ہی اعلان کر دیجیے صرف پانسو روپے کا کاغذ اسی ہفتہ میں خریدنا ہے۔ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ بھائی بہت ہی جلد **دو روپے** بھیج دیں ان کو صرف دو روپیہ میں مشکوٰۃ کامل مل جائے گی،

۲۵۰۰ مشکوٰۃ شریف ۲ ، ۱۱ صفحات میں ختم ہوئی ہے اور فہرست مضامین کے بعد بارہ سو صفحات ہو جائیں گے جو صاحب مجلد کرائیں وہ بڑی جلد کے لیے ۸ر مزید بھیج دیں، اور اگر محصولڈاک کا وی پی سے لینا چاہیں تو ۱۲ر محصولڈاک کے کل دو تین روپے کا منی آرڈر کر دیں، مجلد ہی منگوائیں تو اچھا ہے کیونکہ چھپنے کی اور جز بندی کی اعلیٰ جلد ہے جو آپ کہیں نہ بنوا سکیں گے اس لیے پہلے ہی منی آرڈر روانہ کیجیے،

روپیہ لینے کی میعاد ۳۰ ستمبر سنہ ۳۴ آخری تاریخ ہے۔ اس روز انشاء اللہ کتاب

تیار ہو جائے گی، اور اس کے بعد اس کی کیا قیمت ہو گی یہ تو خدا ہی جانتا ہے لیکن چار روپے سے کم نہ ہونی چاہیے،

اس لیے فوراً سوا تین روپے کا منی آرڈر کر دیجیے،

اگر تامل کیا تو نقصان ہوگا

روپیہ اس پتے پر روانہ کیجیے **دفتر رسالہ مولوی دہلی**

خطبات حیات حنفی

اردو نظم و نثر کے بے نظیر جمعہ کے موثر خطبات حنفی

حالات حاضرہ کے مطابق ادارہ مولوی نے حال میں شائع کیے ہیں بہت ہی مقبول ہوئے ہندوستان کی ہر مسجد میں انشاء اللہ پہنچ جائیں گے اور مسلمانوں میں نہایت نازش سے پڑھے جائیں گے جمعہ کی نماز بلاشبہ خدا کا حکم اور سعادت کا زینہ ہے لیکن اس میں خطبہ کا وجوب بتلاتا ہے کہ خدا کو ہماری دنیا و دینی بہتری بھی منظور ہے خطبہ کا مقصد محض یہ ہے کہ شہر و قصبات کے سب مسلمان ہفتہ وار جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں گویا وہ ان کے آیندہ ہفتہ کی سعید زندگی کا ایک پروگرام ہوتا ہے جو خطیب کی زبان سے دہرایا جاتا ہے اسی لیے ادارہ مولوی نے مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی کو خوشگوار و کامیاب بنانے کیلئے یہ خطبات مرتب کیے ہیں یہاں تک کہ مقبول ہونے کی وجہ سے جلد چار سو صفحہ کی کتاب ہے، اور قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸ر

فہرست خطبات دوازدہ ماہ

محرم
۱۔ ماہ محرم الحرام کے اوصاف
۲۔ مظلومی کی کامل تصویر
۳۔ مسلمانوں کا نرالا معیار فتح
۴۔ ہر سال اسلامی سال محرم سے شروع

صفر
۱۔ ضرورت مذہب
۲۔ تصور الٰہی
۳۔ اسلامی توحید
۴۔ تردید شرک

ربیع الاول
۱۔ مشرکانہ عقائد کی تردید
۲۔ شرک کے مفاسد اور توحید کے منافع
۳۔ بانی اسلام کی عظمت
۴۔ مجالس میلاد اصلاح

ربیع الثانی
۱۔ اتباع سنت اور مسلمان
۲۔ اتباع رسول سے منہ موڑنے والے
۳۔ رسم و رواج کی لعنت
۴۔ اہل سنت والجماعت کا امتیاز

جمادی الاول
۱۔ کفایت شعاری و اسراف
۲۔ اسلام اور مال و دولت
۳۔ اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع
۴۔ توکل اور قناعت

جمادی الثانی
۱۔ بزرگان دین و اولیائے عظام
۲۔ حضرت محبوب سبحانی
۳۔ حضرت خواجہ معین الدین
۴۔ مصنوعی پیشوائی کا انہدام

رجب
۱۔ معجزات انبیا علیہم السلام
۲۔ واقعہ معراج شریف
۳۔ معراج جسمانی ہوئی یا روحانی
۴۔ مومنوں کی معراج

شعبان
۱۔ حقیقت صلوٰۃ
۲۔ شعبان المعظم کی فضیلت
۳۔ طہارت و پاکیزگی
۴۔ اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان
۱۔ رمضان المبارک کی فضیلت
۲۔ روزہ کا نصب العین
۳۔ زکوٰۃ خیرات و صدقات
۴۔ لیلۃ القدر، تراویح، اعتکاف

شوال
۱۔ خطبہ عید الفطر عربی، جنت کا ملنا
۲۔ اسلامی جہاد
۳۔ جہاد کے فضائل اور اس زمانہ کا جہاد
۴۔ حقوق والدین

ذی قعدہ
۱۔ حقوق العباد کی نگہداشت
۲۔ قوم کا مستقبل بچوں کی تربیت پر ہے
۳۔ اسلامی پردہ
۴۔ تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

ذوالحجہ
۱۔ حج اور اس کی غرض و غایت
۲۔ فضائل و احکام عید الضحیٰ
۳۔ عید الضحیٰ کا عربی خطبہ و اردو خطبہ
۴۔ قرآن پاک، قرآن پاک اور مسلمان

عہ ر میں مع محصول حمیدیہ پریس دہلی سے منگا لیجیے

بہشتی زیور کامل مجلد

مجلد نہایت اعلیٰ یہ فقہ حنفیہ کا پورا انسائیکلوپیڈیا ہے اسکے گیارہ حصے ہیں حصہ اول میں الف بے اور مجموعہ حصہ دوم طہارت اور نماز کے مسائل حصہ سوم زکوٰۃ حج قربانی حصہ چہارم طلاق و نکاح مہر عدت وغیرہ حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت حصہ ششم اصلاح رسوم حصہ ہفتم تہذیب اخلاق حصہ ہشتم اصلاح رسوم حصہ نہم دسمی حصہ نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ دہم ضروری اور مفید علاج حصہ یازدہم بنیادی ہدایتیں حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ ایک ننگ مجلد میں ضخامت ... صفحے قیمت مجلد بڑی دو روپے محصول ڈاک عہ کل سے

اسلامی مسائل مجلد

تین سو چالیس صفحہ کی ضخیم کتاب ہے جو اور فقہ اسلامی کی سب سے مستند کتاب ہے امام محمد بن یوسف بن عبداللہ ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس مربوط ہے یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع وشری لباس شکار دیوانی و فوجداری دینی و انتظام تجارت ریاست و حکومت صنعت و حرفت کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد صرف ایک روپیہ

اسلامی معاشرت

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے وہ عبادت ہے خواہ وہ دنیوی کیوں نہ ہو اس سے مسائل کے ساتھ ساتھ معاشرتی و دینی حیثیت معلوم کیجئے تاکہ آپکا رہنا سہنا چلنا پھرنا سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے یہ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے اسکا پڑھنے والا اچھا باپ اچھا بیٹا بہتر خاوند عمدہ پڑوسی لائق شہری بن جاتا ہے دوسرے معنوں میں ایک شریف اور اسلامی نمونہ ہے اس کے بعد اس کی ہر قدم اس نمونہ کے برابر ہوتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے قیمت دس آنے

ملفوظات خواجہ اجمیری

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی الفت سے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے ملاقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کی روزنامہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں سمجھئے حضرت خواجہ اجمیری کے سوانح حالات ہیں اور اس میں عجیب غریب نادر حقائق ہیں اور عبادات متعلقہ معاملات ہر جنہر پر عجیب نکتہ ہے کہ پڑھکر روح وجد کرنے لگتی ہے ۴۸ صفحات قیمت ۲ محصول ڈاک ۷

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر جو مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا مطالب ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق ایسے بیانات ہیں کہ پورے ... صفحہ میں آئے ہیں اور اسکے ۵۰۰ نکات بیان ... کئے ہیں کتاب ... جلد میں ہے اور یہ حضرت مولانا مولوی احمد صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اعمال بھی ہیں ۲۰۰ صفحات قیمت عہ تھی اب قیمت بارہ آنے محصول ڈاک ... کل ...

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ لغویات دنیا کا زمانہ ہے قدم قدم پر ٹھوکریں ہیں یہ عقائد درہم ہیں اس تفسیر میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے بہت سے ذرائع اور روایات کو عنوان بالتفسیر رکھا گیا ہے اور یہ تفسیر علامہ ... کی تفسیر القرآن سے مستفاد ہے اور ایسے عجیب طریقے سے مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر محمدی ایمان آجاتا ہے تفسیر کے علاوہ بھی اس تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہر ایک ایک قصہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا یہ بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت عجیب بحث ہے قیمت ۸ محصول ڈاک ۲

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عزیز زری کا شاہکار زمانہ ہے ایسی تفسیر جس کو ہر مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا اب بھی یہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی اس کی قدر دانی اب بھی سکوں ڈھونڈتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب سے مرغوب ہے اصل اس کی طباعت سالہا سال سے بہتر ہے یہ اتنی سستی پورے قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی نہیں بڑی تقطیع کے ۹۰۰ صفحہ کی تفسیر ہے دیا جاتی ہے کہ مجلد کی قیمت ساڑھے چار روپے ہے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب رعایتی مجلد ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ...

تفسیر سورۂ مجادلہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے مراسلات راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم کیا کہ ہمیں خبر نہیں ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا مقررہ حرکتیں کیں منہ پر ہاتھ پھیرے مصلیٰ تہ کر دیا نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آجائیگا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھتے ہوئے ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے دا قعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہو جائے تو یہ رب سورہ ضرور منگائیے ۹۶ صفحات مجلد کی قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۸

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں نماز صرف رکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں ہو غرضکہ نماز پڑھتے ہو تو یہ کتاب ضرور منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے سارے چھوٹے مسائل سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۵۰ صفحات قیمت ... ۱۰ محصول ڈاک ... کل ...

نماز کی پانچوں کتابیں

یہ کتابیں نماز کے ضرورت کی ذہنیت اور مذہبی ہیجان کو مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال کے اندر ہی ان کے ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت فلسفہ عجیب و غریب کتاب (۲) ترغیب نماز اس میں نماز پڑھنے والے اور بے نمازیوں کی جزا اور سزا ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اس میں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اس میں آمنت باللہ کی تفسیر ہے یہ سب کتابیں عہ کی ہیں ایک ساتھ منگانے پر مجلد ایک روپیہ

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن اس میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز اپنے ماننے والوں کی ادنیٰ ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں یہ ضرورت کی علمی بنا پر نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک جلیل القدر عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ... صفحات قیمت ۶ محصول ڈاک ۱

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے بہت روزہ اجتماع یعنی نماز جمعہ کے متعلق دینی مذہبی سیاسی اور معاشرتی علوم ... مولوی ... صاحب مصنف کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کا کیا فضیلت ہے اور نماز جمعہ کی شرکت فلسفیانہ اس کو صحیح ترتیب و اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری ترقی کا موجب ہو اس کے علاوہ سب مسائل بھی ہیں قیمت صرف چار آنے محصول ڈاک ۲ اس کتاب کو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے۔

[illegible]

الفاروق مجلد

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو اور نہیں معلوم ہے کیا ہم اسی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں۔ وہ جلیل القدر ہستی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا اور کی مرضی روایات عدل پر غش غش کریں گے ابوذرا اس عدل فاروق کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات اسلام کے سرمایہ ابوذرا اس جلیل القدر کی شان مساوات تو دیکھئے بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۲۶۰ صفحے قیمت مجلد ۱۲ ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار اور اسرار شناس بزرگ کے حالات رعایتی قیمت ۶ ر
۲۔ مولانا روم جن کی مثنوی ہست قرآن در زبان پہلوی مع انتخاب شرح مثنوی قیمت رعایتی صرف ۸ ر
۳۔ حافظ شیرازی ذی شیراز کا صاحب عرفان شاعر جیسے دیوان کا نام لسان الغیب ہے قیمت رعایتی ۳ ر
۴۔ شیخ سعدی جنکی کتابیں گلستان اور بوستان آج تک دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہیں قیمت رعایتی ۳ ر
۵۔ امیر خسرو اپنے زمانہ کے صوفی صافی جن کی زندگی عجیب پر عرفان تھی قیمت رعایتی ۳ ر سب کی ایک جلد رعایتی قیمت ۱۲ محصول ۱۲ ر کل ۱؎

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ حنفی کہلاتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی نا موزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کمالات مسائل اور دقیق مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کی مایہ ناز تصنیف ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات
قیمت رعایتی خاص ۶ ر

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری جنکی بدولت ہندوستان میں آفتاب اسلام چمکا آپ کے تبلیغی سفر اور کرامات مقابلہ جوگیوں کی وجہ سے ہزاروں مسلمان ہوئے
۲۔ سیرۃ بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندانی حالات نسب کی وجہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے عقیدت بیعت تبلیغ دین کرامات کا ظہور اور جستجو حالات لکھے گئے ہیں
۳۔ سیرت صابر کلیری آپ کے ابتدائی حالات خواجہ پیر و مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف تشریف لے جانا اور وہاں کی کرامات کا ظہور۔ تینوں کی قیمت ایک روپیہ محصول ۰ ر

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت امام حسین میں غلطیاں نظر انداز ہو گئی ہیں مگر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس لے لیجئے ہر ہر موقع پر انیس کے مرثیہ ساتھ اس کی زینت ہیں اور لگ بھگ ہزار اشعار تو صرف میر انیس کے ہیں ضخامت چار سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا
قیمت مجلد ۲ محصول ڈاک ۸

شاہ جیلان

یا گیارہ مجالس یہ حضرت غوث الاعظم کی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق صاحب مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت و منقبت (۲) پیدائش (۳) کنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپ کا تحصیل علم سیاحت و مجاہدہ (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی نفضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج قیمت صرف ۶ ر محصول ڈاک ۶
کل بارہ آنے

گھر کا مولوی مجلد

یا نجیب صفحک یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا محمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل غلط غصہ غمازی زنا اور اسی طرح ترغیب دی گئی ہے تمام امراض انسانی کے متعلق مواعظ اور نذرات ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی اخلاقی مواعظ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو ہر مسلمان اپنے گھر میں رکھے تو مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت عہ محصول ۱

بارہ مجالس

ہند کی اسلامی اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے ثبوت (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول محبت رسول (۸) [illegible] (۹) فضائل و اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ سب سے مقبول کتاب ہے اور آسان لفظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی سی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں قیمت مجلد ۱۲ محصول [illegible]

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں معشوق کا دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو بادشاہ کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کا عمل بتائیں یا کسی کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا اتفاق و افسر پر قابو پانا مقدمہ کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے
قیمت صرف ۸ ر محصول ۶ ر کل ۱۴ ر

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب ہر طرف سے مایوس ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں پھر انسان کا ایک دوسری طرف رجوع کرنا ہوا کرتا ہے اور وہ یہی انسانی امکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انہیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ذریعہ لکھی گئی ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے پورے جہان کا گشت کرکے لکھے ہیں۔
قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶ ر کل عہ ر

آداب عبادت

انسان کا کوئی کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت دین و دنیا دونوں میں سب سے [illegible] کے آداب کے [illegible] حضرت امام غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اس میں حسب ذیل ابواب ہیں مسلک نماز آداب طہارت آداب عبادت آداب تلاوت آداب ذکر آداب اجتناب عن الغیبت گناہ کبیرہ و صغیرہ کی تفصیل [illegible] مسلمانوں میں موجود ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت چار آنے اور کتاب ڈاک کے ساتھ منگا لیجئے۔

ہفت رنگ مجموعہ عکسی

آپ نے تصاویر پر [illegible] رنگ کی تصویر دیکھی ہو گی [illegible] کی تصاویر ہیں [illegible] جو چھپا ہوا [illegible] ہم ہوا [illegible] [illegible] ہے ترتیب کے [illegible] عکسی مختلف رنگوں میں تصویری الفاظ میں [illegible] جس میں بہت [illegible] ترقی کے پہنچ گیا رنگین نقش کا عکس تازہ چھپائی آپ اب تک قرار ہے آخر میں ما شیخ الرشید ہی ہو جادو اگر دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ آپ نے ایسا مجموعہ ہرگز نہ دیکھا ہو گی تقطیع اس صفحہ کی تعداد قیمت محصول ۸

ایک روپیہ سے کم کتابوں کا دی پی نہیں روانہ ہوگا۔ اور محصول ڈاک علیحدہ ہے ایک روپیہ کی کتابوں پر دس آنے محصول خرچ ہوتا ہے اس لئے ہر کم خرچ کرنے پر آرڈر دیجئے گا۔ منیجر

مولانا عبدالحلیم شرر کے چند تاریخی ناول | مولانا عبدالرحمان شوق امرتسری کے متفرق دلچسپ ناول

فلورا فلورنڈا
حسن کا ڈاکو راہب کے حبس میں بیت المقدس کا ایک تاریخی واقعہ ایک نفس پرست راہب کا چیا سوز واقعہ کلیسے [illegible] کے اندر دنی حالات [illegible] اور [illegible] کنواریوں کے اندرونی گندے حالات اس میں درج ہیں، ساتھ ہی تاریخ اسلام کی شاندار فتوحات بھی ہیں قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۱۰ دس آنے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ملک العزیز ورجینا
حروب صلیبیہ اور اس سے قبل کی اسلامی اور صلیب کی معرکہ آرائی، شوکت اسلامی شاندار مظاہرہ، اسلامی فتوحات کے ولولہ خیز حالات، عیسائیوں کی درندگی اور اسلام کے جوش انگیز اور صبر آزما حالات اس کتاب میں ہیں اور اس کے ساتھ ہی حسن و عشق بھی کارفرما ہیں، اصلی قیمت عہ ہے اب صرف آٹھ آنے میں منگائیے ۲۰۰ صفحات

بدرالنساء کی مصیبت
مولانا شرر کا بہت ہی درد خیز ناول جو بار بار چھپ چکا ہے اپنی انداز تحریر کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے، اور شاید یہ کہنا صحیح ہو کہ دوسرا کوئی ناول ایسا لکھا ہی نہیں گیا، گویہ ناول صرف ۸۴ صفحوں کا ہے، لیکن یہ ۴۰ صفحات ۸۴ نثر ہیں، اسی لئے اس کی قیمت بھی نسبتاً زیادہ ہے، قیمت صرف چار آنے، حمیدیہ پریس دہلی

روحانی انگوٹھی
مصنفہ شوق امرتسری۔ جوزف ہوکنگ کے مشہور و معروف ناول رنگ آف ونیٹی، یہ ۳۵۰ ساڑھے تین سو صفحہ کا ناول ہے، بہت دلچسپ ہے اور چار حصوں میں ہے جاسوسی حسن عشق، اخلاق و پاکیزگی، بازار اور کمینگی ہر قسم کی اسمیں تصویریں ہیں بہت مقبول ہے کئی بار چھپ چکا ہے قیمت صرف دس آنے ۱۰

مظلوم زہرہ اور سیراب حیات
یہ دونوں ناول با تصویر ہیں، اور [illegible] نہایت [illegible] واصل [illegible] لکھے [illegible] بہت [illegible] ہیں، مگر مختصر ہیں، لیکن اپنی اپنی جگہ بہت عبرت خیز، لطف خیز اور حیرت انگیز ہیں، یہ دونوں ۸۰ صفحات میں ختم ہیں، تصویریں بہت عمدہ ہیں جو اسکو رونق پر ہیں، قیمت دونوں کی صرف تین آنے

منصور موہنا
مولانا شرر کا بے حد مقبول ناول تاریخ ہند کا سچا واقعہ ہے سلطان محمود غزنوی اور راجہ جے پال اور بیرو [illegible] کی لڑائی کے حالات ہیں، اور اس کے ساتھ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی ہیں، منصور سلطان کا سپاہی ہے اور موہنا راجہ قنوج کی حسین ترین دوشیزہ، بڑا دلچسپ ناول ہے دو سو صفحات قیمت صرف آٹھ آنے

حسن انجلینا
مولانا کا بہت ہی مشہور ناول جس میں گرجستان اور روسیوں کی لڑائی کے سچے تاریخی واقعات درج ہیں، ترکوں کا اہل ایران سے اتفاق اور اہل اسلام کا جوش اسلام سے ترکی کی امداد کو آنا اور روسیوں کو متواتر زکیں دیکر عظیم الشان فتوحات حاصل کرکے اسلامی جوش اور ہمدردی دکھانا آخر میں شیعہ سنیوں کا مذہبی فیصلہ قیمت سوا روپیہ رعایتی صرف آٹھ آنے

عورت کا دل
مصنفہ شوق امرتسری، تاثرات نفرت و ثروت، موازنہ تمدن جدید و قدیم، نمائشی اور اصلی تہذیب، سچی اور بہودگی محبت، تقلید مذہبی اور فرقی آزادی، فلسفہ حسن و عشق، آئینہ جذبات و کمالات سچی تصویریں اگر آپ دیکھنی چاہتے ہیں تو عورت کا دل دیکھئے اور یہ سب باتیں اس کتاب میں ہیں، بڑا دلچسپ ناول ہے قیمت صرف ۲ ۹۶ صفحات

دل کی قیمت
با تصویر مصنفہ شوق امرتسری ۱۳۲ صفحات کا ناول ہے، دلچسپ ہے، موثر ہے، تصویر تخیل تشکیل محبت، تبتل [illegible] معاوضہ ربط و ضبط حقوق ازدواج، جذبات شوق، شوق وصال، اور نسوانی حیلے کے صدہا قصے اس کتاب میں ہیں، اور بہت کم قیمت ملاحظہ ہے، قیمت صرف چار آنے ۴

خون جگر
با تصویر، اور تصویر بھی بڑی پربہار مصنفہ شوق امرتسری اس کا دوسرا نام اکلوتا بیٹا بھی ہے مضمون نام سے ظاہر ہے، حیرت انگیز، دلچسپ، با اثر با اخلاق، نتیجہ خیز ناول ہے اور حسن و عشق کی چاشنی نے تو اس کو اور بھی مزیدار بنا دیا ہے، شوق صاحب نے بہت شوق سے لکھا اور لوگوں نے شوق سے قبول کیا ہے ۴۸ صفحات قیمت ۳

حسن بن صباح
مولانا شرر کا مشہور ناول شیخ الجبال باطنی فرقہ اور حشیشین کے زمانے باطنی مذہب اور ان کی سلطنت اور ملوکیت کی دلچسپ تاریخ، جو سراسر ناول فردوس بریں ملاحظہ کر چکے ہوں وہ اس کو ضرور پڑھیں، یہ عجیب و غریب فرقہ کے حالات ہیں پڑھیے قیمت اصلی ۸ رعایتی صرف تین آنے

فردوس بریں
حسن بن صباح کی مشہور و معروف جنت کا حال، اس باطنی فرقہ کے موجد نے بنائی تھی اس جنت کی کہانی بہت دلچسپ ہے، اس کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے مولانا شرر کا بے حد مقبول تاریخی ناول ہے اس کی قیمت ایک روپیہ ہے مگر اب صرف ۶ میں یہ کتاب ملتی ہے ۱۴۰ صفحات

شبستان فراق
شوق امرتسری کا خفیہ اور جاسوسی ناول، نیکی و بدی کا نمونہ واتان غم کی تصویر، خفیہ گروہ کی حیرتناک کارروائیاں، چلکیاں گدگدیاں فسوں سازی، دیدۂ اشک ریز سب کچھ اس ناول میں ہے، سو صفحہ کا ناول ہے، لیکن پڑھنے بیٹھو، تو ایک ہی نشست میں ختم ہو جائے قیمت صرف چار آنے

شام غم
با تصویر، مصنفہ شوق امرتسری دردناک ناول، قصہ عبرت آفریں اور نصیحت آمیز اور لطف یہ ہے واقعہ بھی سچا ہے صرف تھوڑی سی ترمیم قصہ کے لحاظ سے ہے وقت گذاری اور لطف مطالعہ کے لئے خوب کتاب ہے ۱۰۰ صفحات کی کتاب ہے، قیمت صرف چار آنے

زہرا بائی
با تصویر اور تصویر بھی بڑی زہد شکن نہایت چلبلا اور نتیجہ خیز اور بحیثیت ناول یہ پارسی ناول کہلاتا ہے یعنی اس میں ایک پارسی نازنین کی کہانی ہے اور پنڈت [illegible] ارمان کی لکھی ہوئی ہے، من چلے نوجوانوں کے لئے اچھا ڈرامہ ہے، بہت مقبول ہے۔ ۴۸ صفحات قیمت دو آنے ۲

شہید وفا
مولانا شرر کا تاریخی مشہور ناول اندلس کی دلچسپ تاریخ، غرناطہ کے پرشکوہ حالات اموی حکومت کی شوکت عیسائیوں سے معرکہ آرائی اور اس کے ساتھ ہی حسن و عشق کی کھینچا تانی بہت ہی دل افروز ناول ہے نیند حرام کر دیتا ہے ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ ہے، لیکن اب چھ آنے میں ملتی ہے ۶

میوۂ تلخ
نیند حرام کرنے والا ناول یہ اس کا عنوان ہے، خاص لکھنؤ کا ایک بہت ہی دلدوز واقعہ ہے اور مولانا نے جس قدر دلچسپ انداز میں اس کو لکھا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے ان کے درد انگیز ناولوں میں یہ سب سے زیادہ [illegible] صفحات کی کتاب ہے۔ اصلی قیمت اس کی دس آنے ہے، مگر اب صرف چار آنے میں ملتی ہے ۴

ثمر محبت
با تصویر ناول مصنفہ منشی ہدایت اللہ صاحب پالموی [illegible] ایک با عصمت لڑکی کی مصیبت کا نقشہ محبت کی عجیب داستان، پولیس کی [illegible] حسن و عشق کے دلکش کرشمے نہایت پرجوش لفظوں میں درج ہیں۔ ۸۰ صفحات کا ناول ہے، بہت دلچسپ ہے قیمت صرف دو آنے

سرشار محبت
با تصویر نقاش حقیقت عبدالحفیظ صاحب کا چھڑکتا ہوا ناول، ایک [illegible] کا مذہبی مقلد ہونے کی وجہ سے محبت میں گرفتار ہونا، جمیل کی بیماریاں مسٹر جمیل [illegible] کے سنسنی خیز کارنامے، سچی محبت، اور انتہائی محبت کا انجام، ۴۰ صفحات کی کتاب ہے اور محبت کے سرشار دل کے لئے تسکین کا پیام ہے، قیمت صرف تین آنے

بچپن کی محبت
با تصویر شوق امرتسری کا موثر ناول خلاف منشا شادی کے نتائج بچپن کی محبت کا اثر، اور اس کا بہت ہی دلشکن انجام، فرضی افسانہ ہے مگر حقیقت سے پر ہے، گو مختصر ہے مگر بہت خوب ہے اسمیں بھی ہر قسم کا مسالہ موجود ہے جو عاشق مزاج نوجوانوں کے سکون قلب کی دوا ہے، ۴۸ صفحے، قیمت صرف تین آنے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اردو زبان میں مذہب اسلام کی سب سے زیادہ معلومات کی کتاب

کتاب الاسلام

ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے یہ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے یہ فرقہ وارانہ تفوق کی داعی نہیں ہے یہ حنفیہ عقائد و اعمال کی کتاب ہے لیکن کسی فرقہ کی تغلیط نہیں کی گئی کیونکہ اختلاف صرف فروعات میں ہے اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے وہاں بتلا دیا ہے کہ فلاں فرقہ اس طرح اس کو مانتا ہے اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی خوشی اس کے ذریعہ سے معلومات حاصل کرتے ہیں اردو زبان میں تنہا یہی کتاب ہے جس میں عقلی و نقلی پوری اسلامی معلومات ہیں، اور اتنی معلومات اردو ہی نہیں کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا اڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ آپ کو سو کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی اسلامی معلومات نہیں ہو سکتی جو صرف اس کتاب کے پڑھ لینے سے ہو سکتی ہے یہ بارہ سو صفحات کی مجلد کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں ۲ جید عالموں نے تیار کی ہے اسکی احتیاط کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ذرا سی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی اور آٹھ سو روپیہ کی بربادی کا مطلق ملال نہ کیا اس میں اوامر و نواہی اسلام کی تفصیلات کے بعد سب سے پہلے بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کب سے ہے، مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے مذہب با مذہب اور لا مذہبی میں کیا فرق ہے، دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور ان کی مایہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں، اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے، اسلام دنیا میں کب سے ہے اور آئیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے، دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کے کیا جواب ہیں، اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کب اور کیسے بنیں اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں، پھر عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات، اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں ہے، کاغذ کتاب کا بہت اعلیٰ ہے عمدہ مضبوط چمڑے کی جلد بنی ہوئی ہے اور قیمت صرف چار روپے ہے جو دو آنے محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں **پانچ روپیہ** میں گھر بیٹھے منگا لیجئے۔

مزید تعارف کے لئے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اسمیں چار سو صفحات تک مذہب اسلام کے سچے ہونیکے نقلی اور عقلی دلائل ہیں یہ سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کبھی مرتد نہیں ہو سکتا اور دوسرے مذاہب کا پیرو اسلام کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے

باب ۲ عقائد اسمیں حسب ذیل مباحث ہیں اہل سنت، اسلام کے بنیادی عقائد، ایمان کامل ذات و صفات باری تعالیٰ، توحید، شرک، عرش دیدار الٰہی، کرسی، فنا، الٰہی، نبوت، رسالت انبیائے سابق، رسول کریم کی فضیلت، ختم نبوت معجزات، معراج، فرشتے، مسئلہ تقدیر، حشر و نشر، عذاب و ثواب، قیامت، ظہور مہدی، دجال، دعا کے اثرات، ہر صدی کے اولیا ان سب عقائد کا بیان بہت واضح ہے اور یہ سب بیان ۵۷۶ صفحات تک آئے ہیں،

باب ۳ عبادات، اسمیں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام اعظم کی فضیلت، فقہ کی تعریف، اولیا اللہ کے حالات، ائمہ اربعہ کے حالات، طہارت کا بیان، ہر مذہب کی طہارت سے مقابلہ طہارت جسمانی، مومن کا وضو، وضو کے فرائض و واجبات سنن مستحبات اور وضو شکن صورتیں غسل جنابت، حیض، نفاس، پانی کی مقدار اور طہارت کے پورے پورے مسائل پھر تیمم کے مسائل موزوں پر مسح، نجاست کی پوری تفصیل، استنجا اور طہارت و ناپاکی کا پورا پورا بیان ہے اسکے بعد نماز کا بہت ہی مفصل بیان ہے جسکے چند عنوان یہ ہیں نماز کے اسرار، نماز کی ترغیب، نماز کی فرضیت، تارک صلوٰۃ کا حشر، نماز باجماعت کا شرعی خطبہ، خطبہ کی ضرورت حالات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام اذان کے مسائل، نماز کی شرائط شرطوں کے احکام نیت کے مسائل، نماز کے فرائض واجبات سنن قیام قرأت کے مسائل، رکوع و سجود کے مسائل، نماز پڑھنے کا حنفی طریقہ، مفسدات نماز، اغلاط قرآن کے مسائل، نماز کی اوقات کے مسائل امامت کے مفصل مسائل، وہ امور جنکا ارتکاب مسجد میں منع ہے، جماعت کے احکام و مسائل مسبوق مدرک لاحق، بنائے نماز کے مسائل، سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ، وتر رکعات بیان، نفلی مشہور نمازیں، بارہ مہینوں کی خاص خاص نمازیں، نماز تراویح بالتفصیل قرآن خوانی کی اجرت، کسوف خسوف، سجدہ سہو کے مسائل، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر نماز جمعہ خطبہ کا مفصل بیان، نماز عیدین صدقہ فطر وغیرہ کا بیان، نماز مسافر کا بیان، مریض کی نماز جنازہ کا مکمل بیان، عیادت قبر کے حالات، مزارات اولیا کی زیارت سوگ فاتحہ کا بیان، شب برات کا بیان،

حج کا بیان، حج کے تمدنی و اجتماعی فائدے، حج کے تجارتی فائدے، کن لوگوں پر حج فرض ہے حج کو جانیکی شرائط، احکام حج مفصل، حج کے ارکان و ضروری مسائل، زیارت رسول و متفرق مسائل حج کا بہت مفصل بیان،

روزہ کا بیان دنیا کے مذاہب اور روزہ، روزہ کے طبی منافع، روزہ کے روحانی فوائد، روزہ کا انتہائی نقطہ نظر، روزہ کی شرائط و ارکان، رمضان رمضان کے روزے رویت ہلال نیت روزہ، مفسدات مکروہات، روزہ کا کفارہ فدیہ قضا روزہ بھول کر روزہ توڑنا معین نذر اور غیر معین نذر افطار کے مسائل غرضکہ روزہ سے متعلق ذرہ ذرہ معلومات، اعتکاف کا بیان، شب قدر کا بیان، عید کا چاند دیکھنا

زکوٰۃ کا بیان اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین، زکوٰۃ کیوں فرض ہوئی دنیا کی ساری اقوام کی اقوام کی املاک، غریبوں کو سرمایہ داروں کی مجت کیونکر ہو، مصارف زکوٰۃ، بے محل صرف کی خرابیاں، زکوٰۃ کس کو جائز ہے، بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے، انسداد گداگری، قرابتداری مقدم ہے اسباب زکوٰۃ، سونے چاندی کی زکوٰۃ، اسباب تجارت کا حساب، قرض پر زکوٰۃ کا حساب، یہ سب مضامین اس کتاب کے ۶۳۹ صفحات تک آئے ہیں.

باب ۴ معاملات، نکاح، تعریف طریقہ، شرائط، خطبہ، بیوی کو گھر میں لانا، ولیمہ متعہ، موقت، ولایت، اجازت، کفو، فضولی مہر کا تعین، شغار، مفوضہ، خلوت صحیحہ، مہر کی کمی بیشی، فساد نکاح، حقوق زوجیت، کافر کا نکاح، مرتد، نکاح ذمی، حربی، غلام لونڈی کی بیویوں میں عدل، رضاعت، نسبی اور رضاعی رشتے اور عدہ متفرق مسائل

طلاق، طلاق احسن حسن بدعی، تقسیم، صریح رجعی بائن، ابتہ تفویض، طلاق وکالت بشرط، مریض کی بیوی کی طلاق کا بیان، علالہ، خلع، قبول خلع، وحدت مجلس ظہار کفارہ لعان کا بیان، سوگ بیوگی ثبوت نسب، بچہ کی پرورش اور نفقہ اور متفرق مسائل.

کتاب الحقوق، حقوق اللہ، حقوق نبی حقوق خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور اولیا علمائے مجتہد، والدین، کافر والدین

باب ۵ دوست احباب، عورتوں کے حقوق، ازواج رسول سے حضور کا سلوک، اہل قرابت کے حقوق صلہ رحم، ہمسایہ، یتیم، مہمان، سوالی کے حقوق باہم حقوق اسلام، ایفائے عہد، ادائے قرض حق تلفی زیادتی، مزدور کا حق، مالک آقا، غلام حاکم رعایا کے حقوق

ذبائح قربانی، شکار، صدقہ عقیقہ کے مسائل کھانا پینا اور اسکے متعلق تمام مسائل لباس معاشرت کی سادگی اور سفید لباس کے فوائد و ثواب

متفرق ہدایات اس میں صدہا بیش بہا ہدایات اور امر و نہی ہیں۔

باب ۵ اخلاق و آداب

نفس امارہ، لوامہ، مطمئنہ اخلاق لذات و ترک لذات ایصال خیر امانت دیانت، کشادہ روئی، شجاعت، صبر، ہمدردی، خلق، تربیت اخلاق اسلام، عالم، مومن، تسلیم، واعظ و نصیحت کے آداب، سونے اٹھنے کا زیور پہننے، استنجا، حمام مسجد کے آداب، نماز جمعہ، مریض وغیرہ کے آداب یہانتک مضامین ۱۰۳۶ صفحات میں آئے ہیں

باب ۶ تصوف و ریاضات

مجاہدات اسلام اور روحانیت، صوفیائے کرام، حقیقت فقر، زہد روحانیت، روحانیت اور قرآن، علم غیب، کاملوں کی صحبت، ذکر و اشغال و اعمال کی تفصیل مع ختم خواجگان چشت و قادریہ، چلہ کا طریقہ و متفرق ہزارہا باتیں، یہ سب مضامین ۱۲۰۸ صفحات میں آئے ہیں قیمت مجلد چرمی چار روپئے محصول ۲؍

پتہ دفتر رسالہ مولوی دہلی

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ بغدادی کے بعد پڑھانا ضروری ہے دوسری اور تیسری میں ایمانیات اور عبادات کا بیان ہے اور ارکان اسلام عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان ہے چوتھے میں غسل کی تفصیل اور روزہ، زکوٰۃ، حج پانچویں میں اخلاق اور حقوق العباد وغیرہ ہیں ان رسالوں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ شائع ہو چکی ہے اور تمام ہندوستان کے مکتبوں اور مدرسوں میں رائج ہے پانچوں حصے ایک جلد میں بھی ملتے ہیں جلد مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ /

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھنے کا وہ سہل اور بہترین قاعدہ جو سرسال تین چار لاکھ چھپتا ہے اور جو مدرسوں اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہی اس کو منگاتے ہیں بہت سی آسانیاں اس قاعدہ میں ہیں جو پڑھنے والوں کو قرآن شریف پڑھنے کے قابل بنا دیتی ہیں صحیح مخارج کی مشق کے بعد قرآن شریف کے پڑھنے میں کسی استاد کی ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ تین ماہ میں قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے صفحات ۲۴ قیمت ۲ اور ایک درجن پانچ آنے محصول ڈاک ایک جلد ۲ / ایک درجن ۱۰ /

استاد عربی

وہ مکمل فرہنگ عربی جو ۲۸۸ صفحات کی ضخامت میں ہے قریب سب ہر یونیورسٹی میں داخل ہے حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی پرنسپل دارالعلوم دیوبند اس کے متعلق فرماتے ہیں میرے خیال میں بہت ہی مفید کتاب ہے عربی زبان سیکھنے والوں کے لئے شاید ہی اس سے بہتر کتاب لکھی گئی ہو حقیقت یہ ہے کہ مصنف نے بڑا کام کیا ہے یہ فقط ایک ہی کتاب ہے جس کی موجودگی میں اب عربی سیکھنے کے لئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں قیمت کتاب ۱۲ روپیہ محصول ۱۰ /

فارسی بول چال

جو استادوں کی مدد کے بغیر چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب ہے فارسی بول چال جیسے پنجاب یونیورسٹی نے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری کے لئے مقرر کیا ہے اس میں روزمرہ کے بول چال کے فقرے اور جملے ہیں اردو ترجمہ کے ساتھ درج کیا ہے اس کے علاوہ مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، عرضیاں، چٹھیاں، اشتہار، رسیدیں اور مبارکبادی وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں قیمت ۱۲ / محصول ۶ /

سولہ کہانیاں مجلد

قیمت ۱۰ /

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے اور ابتدا ہی سے دل کو نیک اور خدا ترس بنانے کے لئے یہ سولہ دلچسپ کہانیاں چھپوائی گئی ہیں ہر ایک کہانی ۱۶ صفحہ کی ہے گویا ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس میں حسب ذیل کہانیاں ہیں (۱) وفادار بیٹی (۲) چور کی بہو (۳) ننھے میاں (۴) رت جگے کی رات (۵) تجن لتی (۶) جادوگرنی (۷) ہتھیلی (۸) سکینہ بیٹی (۹) بازیگرنی (۱۰) یار چور (۱۱) بی بی (۱۲) دولت کی بیماری (۱۳) پھولوں کا گہنا (۱۴) چوروں کا گھر (۱۵) فقیر کی جھونپڑی (۱۶) لاڈلی بیٹی

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین نصائح کا مجموعہ ہے عورتوں کی مذہبی معلومات اور ادب کے لئے ... نظام خانہ داری، مضمون نویسی، تہذیب اور اخلاق ... مسلمان لڑکیاں ... اخلاقی ... (ظاہر ہے کوئی کتاب اس سے زیادہ مفید نہیں ہو سکتی) مجلد ... صفحات قیمت ۱۲ / محصول ڈاک ۸ /

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جن میں بزرگ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں ہیں ان کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً سلاطین، شہزادیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں ... شہزادی ... کے حالات بہت ... خواتین ہیں جن میں خدا پرست بیویاں ... بہت مفید ہے یہ سب کتابیں ۵۶ صفحات کی ہیں زبان بہت شیریں کاغذ چھپائی اعلیٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں قیمت مجلد دس آنے محصول ۸ /

چار تعلیم نسوان

عورتوں اور لڑکیوں کے لئے مذہبی اور اخلاقی نظر سے (۱) امہات المومنین صحابیات، مقدس عورتیں مشہور خواتین ۳۲ صفحے (۲) اسوۂ احسانات نبیوں کی مقدس حالات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۴ صفحے (۳) ارکان اسلام قرآن شریف کے حالات رکھنے والی بیبیاں اور اخلاقی سبق وغیرہ ۴ صفحے (۴) تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، مہمانداری، دیانت اور صحابیات کا طریق زندگی یہ چاروں کتابیں ۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت دو آنے محصول ۸ /

مبلغ اسلام دو عورتیں

خالدہ خانم وہ عورت جس نے یورپ اور امریکہ کے پادریوں سے مناظرہ کر کے اسلام کی سچائی ثابت کی اور یورپ میں بڑے زور سے تبلیغ کی قیمت ۱۰ /

سادہ ترکی ایک ہندو رانی ... کا قبول اسلام اور اس کے بعد قبول اسلام پر مصیبتیں اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو بڑے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت ۲ /

پہلے ان دونوں کی قیمت سوا روپیہ تھی اب صرف ... محصول ڈاک ۸ / کل ...

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ... اس وقت ... اپنے وطن ... ملک ... جہاں ... اس کے دلچسپ ... مولانا راشد الخیری کی تصنیف ہے

قیمت صرف آٹھ آنے

محصول ۶ / کل چودہ آنے

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازواج کے مسئلہ پر ... جو لوگ رسول کریم کی ازواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کے لئے ... حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی حالت بہت مبسوط اور زبان آزادی ہے ... ان کی زندگی معلوم ہو سکتی ہے ... یہ کتاب بہت مفید ہوگی ... زندگی ایسی ہیں جن سے ان کا ... پہلے اس کی قیمت ... تھی ۱۲ /

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام جمعہ کے خطبے ہیں جو سال بھر جمعہ کے ذریعہ سے ہر جمعہ کو مساجد میں پڑھے جانے کے لئے ہیں وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر علمائے سنت والجماعت متفق ہو گئے کیونکہ ان میں پہلا خطبہ ہے پھر خطبہ کے متعلق وعظ میں اور نظم اور دوسرا خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد لوگوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہو گئی اس میں سال کے باون خطبے ہیں اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے ہیں بہت دلنشین عام فہم اردو بیان ہے ... خطبہ پوری ... صفحات ۸۸ قیمت ۸ /

استاد انگریزی

معہ سیڑ رائمٹر از جناب پروفیسر سید احمد ترمذی ایم بی ٹی ایم ایس سی اس کتاب میں انیس باب ہیں۔ باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کو کیسے بولتے ہیں۔ باب صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں۔ باب زمانہ متعلق فعل کی مشق کرائی گئی ہے۔ باب لغت بڑھانا۔ باب فقرے بنانے اور سمجھنے کے اصول۔ باب روزمرہ کی بول چال۔ باب مشین اور مقولے۔ باب ترجمہ کرنیکی سیڑھیاں۔ باب اردو سے انگریزی بنانا۔ باب سم خط۔ کتابت صرف اس ایک کتاب سے ایک ماہ میں باقاعدہ انگریزی لکھنی پڑھنی آجاتی ہے یہ عملی کتاب ہے ضخامت ۴۰۸ صفحے قیمت ۱۲ر

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں اس میں بیان سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اچار مربے چٹنی کے خاص نسخے بناسپتی گھی دانتوں کا منجن اشیاء عطر و غیرہ پیشہ کا کام پوڈر پالش رنگ بنانا سیاہیاں بنانا شعبدات جادو کے کام آتشبازی بنانا وارنش کپڑے دھونے صاف کرنا وغیرہ سینکڑوں طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بھائی دھندے سے لگ گئے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۶ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید العصر مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانے والی بے نظیر کتاب ہے اور اسمیں ۲۴ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے مور بطخ لبنیوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بتائی گئی ہیں جو ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام تکمیل کتاب سے بہتر کتب سے بیٹھ کر نے کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اس میں ان مرغیوں کا بھی ذکر ہے جو اس وقت تک ولایت سے آئی ہیں یہ جدید مخلوط اشکال ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترتیب پرورش ہے قیمت عہ محصول ۸ر

استاد موٹر کار

ایک کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ معلم موٹر کار ۲۴۳ صفحات دوسرا حصہ اتالیق موٹر ۱۰۰ صفحات انتہا میں مضامین کی فہرست بیان مضمون پڑھانے کے بعد یہ کتاب پاس ہو تو کبھی دقت نہیں۔ موٹر کی معلومات کی اس سے زیادہ تفصیل نہ ملیگی انکو موٹر انجن بگلو بینڈ یک مرمت بال یکار خانہ کے میکنزم سے آگاہی اس کتاب سے ہوسکتی ہے خاص یہ ہے کہ موٹر ایکٹ تک کا ترجمہ اسمیں موجود ہے اس کتاب کو یہ امتیاز ہے کہ اردو میں پہلی کتاب اور انگریزوں تک میں مقبول ہوئی قیمت رعایتی تین روپے محصول ڈاک ۱۰ر

عورت

پھولوں کی سیجوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے جسم نازک کے تمام پوشیدہ راز و حقائق واقف ہو جانے اور یہ عورت اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت کی جو انسانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی ذات عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸ر

شب ناچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب زفاف اپنے سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کی کتاب ہے جس میں انتہائی عجیب اور جنسی معلومات سے زیادہ ہیں کوئی کتاب شب ناچہ عروسی نہیں لٹریچر کے پرکیف پھولوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہوں

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر

کیف مواصلت

دنیا کے تمام لطف و مسرت اور لذت و کیف میں نہایت چیز ایک مرد اور جوان مرد کیلئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا سرور ہے جس پر دنیا کی ابتدا و انتہا ہے یوں تو عورت کی پیدا دنیا میں انسانیت میں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پر شعبہ حیات سے اس کا پورا نتیجہ حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے ممتاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت عہ محصول ۶ر

بہار شباب

جنسی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کیلئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل نتائج اس پروگرام کے ماتحت ہیں جن کی تحت ہر انسان جوانی ودیعت کو تا ہونے میں کیا جا سکتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزاروں باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں کے سامنے آئینہ کر دیا ہے مستند عربی ذخیرے میں ہیں قیمت عہ محصول ۶ر

لذت شباب

شباب و جوانی کی جستجو ہو تو لذت شباب ہی لائیے کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپکو معلوم ہو کہ شباب کس عرصہ دراز تک کس طرح قائم رہ سکتا ہے عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی جانب سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس وقت خزاں ہوتا ہے شباب کی موجیں ہوتی ہیں کس لئے مٹتی ہیں عورت اگر عورت سے مرد اگر مرد اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب بیرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صدہا مجربات ہیں ہیں ۸ فوٹو بلاک ہیں قیمت عہ محصول ۶ر

دوشیزہ کی بہار

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائینگے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو پھر یہ اجتماع لذت ہوگا کہ ایک دوسرے کا دلدادہ بنا رہیگا اور یہ ایسی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک منزل ہوگی قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

شاہی کوک شاستر

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب رجوع الشیخ الی صباہ کا ترجمہ ہے عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذیذ چیز ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورت کتنی ہے ... پانگ ہی نہ ہوں ارباب نفس کے عورت کے رو برو تب سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور کوئی مرد کی قوت نہانی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے ہزاروں مجرب ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں معجونوں اور صدہا منفردات معویات ... میں قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۷ر

افشار راز پنہان

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب او الیسی عجیب و غریب کہ آج تک اس عجیب موضوع پر شاید ہی کوئی کتاب لکھی گئی ہو اس میں دو ہزار دو سو کنواری اور بیاہی عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات خود انکی قلم سے امریکہ کی ایک منچلی عورت نے یکجا کرکے کتابی صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں ایک سال میں ہی اس کے ۶ ایڈیشن ختم ہو گئے خدا جانے کب تک یہ لوگوں کے مطالعہ میں جا سکے ہر وقت بند ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلدی منگا لیجئے۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر

[illegible]

اب تو بہت ہی سنجیدگی سے توجہ کرنے کی ضرورت ہوگئی ہے

آپ میری عادت سے واقف ہیں، جب سر پر ہی آپڑتی ہے تو آپ کو تکلیف دیتا ہوں، رسول نمبر کے واپس شدہ پرچے ابھی تک پڑے ہوئے ہیں، اور جدید خریداروں تک وہ نہ پہنچ سکے، آپ مطمئن بیٹھے ہیں، اور یہاں جان پر بن رہی ہے، غوث الاعظم نمبر کے پانسو پرچے جو زائد چھپے تھے وہ تو طوعاً دستوں نے تقسیم کرا دیئے، اسوقت ایک ہزار رسول نمبر وا بعد کا پرچہ پڑا ہوا ہے، میری زندگی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ جمادی الاول میں رسول نمبر پرچے اس موجود رہے، تباہی جانئے گیا اصرار ہے یا تو اس سال کا رسول نمبر آپ کو پسند نہ آیا، اور آپ نے جدید خریداروں کے بنانے کی کوشش نہیں فرمائی، یا آپ دوسری طرف مشغول ہوگئے، اس بے توجہی سے کام نہیں چلے گا، اس لئے اب بہت ہی توجہ کرنے کا موقعہ ہے، میں اپنی عادت سے بارہا اطلاع کر چکا ہوں، کہ اگر کام کرنے میں ذرا بھی کوئی اڑچن آتی ہے تو میرے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں، گو یہ نہ ہونا چاہئے، لیکن کمزوری قلب کی وجہ ہے اور یہ قسم ہوں، بہت ہی سادے لفظوں میں التجا کرتا ہوں کہ ایک ہزار خریدار فراہم کر دیجئے تاکہ یہ رسول نمبر سب تک پہنچ جائے ۲۱ بھائیوں میں سے ایک بھائی صرف ایک خریدار دیدے تو یہ ضرورت پوری ہو جائے، اگر ۲۰ بھائی صرف الکیوین پر چیدہ دیں گے تو ایک ہی نسلے گا، اس لئے آپ لیتے آپ کو ہی الکیوان تصور فرمائیں، آپ ہی کے صدقہ میں مولوی کی اشاعت ۲۲ ہزار ہوئی ہے اور یہ آپ ہی کی شہرت ہے اور اگر کمی ہوگئی تو یہ بھی آپ ہی کے نام پر از انداز ہوگی، میں تو جو پہلے دس گھنٹے کام کرتے فنٹ ۹۵ روپے لیتا تھا وہی اب بھی لیتا ہوں، اب آپ جانیں اور آپ کا کام، میرا جی بڑھائے رہئے کام چلتا رہئے گا، اگر ہاتھ پاؤں پھولے تو کام میں رخنے پڑ جائیں گے۔

کرم ہائے اہل کرم دیکھئے

یہ وہ پر جوش معاونین مولوی ہیں، جو ہر ضرورت پر اس کی دستگیری کرتے ہیں، دعا فرمائیے کہ خدا ان کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے اور مولوی کے تمام ناظرین کا نام اسی فہرست میں آجائے رہنا تقبل منا۔

خریدار دینے والے	تعداد
جناب سید عبدالرحیم صاحب حبیلہ	۱
،، عبدالحسین صاحب بردہ	۲
،، سید محی الدین حیدر آباد دکن	۱
،، میرزا انور بیگ صاحب جبل پور	۴
،، ملک عبدالحی صاحب پشاور	۱
،، محمد حسین صاحب آتش ماسٹر ہاری پور	۱
،، مولانا عزالدین صاحب نصرتی	۱
،، شیر محمد صاحب گوڈور	۲
،، میاں غلام نبی صاحب کماں لاہور	۱
،، قاضی معین الدین صاحب آگرہ	۱
،، مولوی عبدالرحیم صاحب خوان کوٹ	۱
جناب محمد خان صاحب کلرک امراؤتی	۱۵
،، محمد [illegible] صاحب رودلوی کلکتہ	۱
،، علی [illegible] محمد صاحب [illegible]	۲
،، بابو عبدالمجید صاحب چھاؤنی [illegible]	۲
،، محمد رحیم داد خاں صاحب زمیندار	۱
،، شیخ [illegible] خان صاحب [illegible]	۲
،، شیخ بدرالدین صاحب بستی بلوچان	۱
،، محمد خاں صاحب دہلوی کلکتہ	۱
،، لفٹنٹ شیخ محبوب صاحب مدراس	۲
،، عبدالحلیم صاحب ناگور	۲
،، لال خاں صاحب ذخیرہ بریلی	۳
،، محمد امین صاحب پشاور چھاؤنی	۱
،، محمد نظام الدین صاحب حیدرآباد	۲
،، رحمت اللہ صاحب ہردوہ	۱
،، محمد غوث ولی اللہ صاحب دہلی	۲
،، عطا محمد صاحب نوشہرہ	[illegible]

خریدار دینے والے	تعداد
جناب محمد حسین بن [illegible]	
بارولہ	
الکم [illegible]	
[illegible]	
کامنی [illegible]	
فیض اللہ [illegible]	
صاحب گھاریور	
۲ خریدار	
جناب شیخ معصوم شیخ	
پیارن صاحب نہادہ	
جناب غلام حسین صاحب موضع	
کسرانوں ۳ خریدار	
جناب بابو عبدالعزیز صاحب	
بدہوارہ کہنڈوہ ۳ خریدار	
جناب عبدالستار خاں مقام آمود الک	
،، قاضی علی احمد صاحب رجسٹرار سکندرآباد	۲
،، کے ابراہیم صاحب ترچناپلی	۱
ڈاکٹر غیاث الدین صاحب الہ آباد	۳
،، ریاض احمد صاحب صدیقی صاحب [illegible]	۱
،، محمد خاں صاحب پٹھان رتلام آباد	۱
،، سید میر حسین الدین صاحب قادری بیگم پیٹ	۳
،، رحمت اللہ صاحب نمبر ۲۰۰۲ نیلور	۱
،، حکیم عبدالعزیز صاحب ڈبری	۳
،، محمد اختر صاحب موضع رکیہ لوکا گنج	۴
خریدار رسالہ نمبر ۳۹۰۰ کٹنی مروارگد	۱
،، عبدالواحد صاحب پینٹکار گیہانہ	۳
،، محمد محی الدین صاحب [illegible]	۴
،، محمد نصیرالدین صاحب سیف آباد روڈ	۴
،، جناب سید محمد ہاشم صاحب [illegible]	۲
،، جناب معصوم علی خاں صاحب [illegible]	۳
،، مولوی محمد جلیل صاحب مبارک نیل	۱

خریدار دینے والے	تعداد
جناب مولوی فضل کریم صاحب جویاں	۱
جناب علیمہ خاتون انزور	۱
شیخ محمد رفیق صاحب [illegible]	۲
جناب غلام رسول صاحب [illegible]	[illegible]
جناب مولوی محمد [illegible]	
عبدالعزیز صاحب [illegible]	
[illegible] گوڈور	
[illegible] پور	۲
ابوالرشید عبدالعزیز [illegible]	
صاحب سیالکوٹ	۲
جناب احمد محی الدین صاحب سورت	۳
جناب خورشید احمد صاحب منترلی	۱
،، احمد حسین صاحب کلکتہ	۲
،، مولوی مہدی حسن صاحب ریڈر	۱
،، محمد عبدالرشید صاحب سیلون	۲
،، منشی بدرالدین صاحب کلکتہ	۳
،، مولوی سید معین الدین صاحب [illegible]	۷
،، محمد عبداللہ [illegible] صاحب اجین	۱
،، جناب حسام الدین صاحب وزیرآباد	۱
،، حاجی عبدالمجید خاں عزت خان [illegible]	۴
،، عبدالرحمان صاحب ڈگری پشاور	۳
،، سید ابوالحسن صاحب امام مسجد چھتری	۳
،، احمد حسن صاحب چھاؤنی [illegible]	۳
،، نعیم الدین صاحب وزیر بھوپال	۱
جناب حفیظ الرحمان صاحب انبالہ	۴
،، میر عزت علی صاحب کالی پوسہ	۳

خریدار دینے والے	تعداد
جناب قاضی محمد الدین صاحب دیگنہان	۳
،، ریاض احمد قمرالدین صاحب حلد آباد	۲
،، ماسٹر احمد صاحب بیلڑی بندر	۱
،، محمد شیخ بادشاہ صاحب پیٹر	۲
،، جناب تاج محمد صاحب ستانا	۱
،، بی این شیخ صاحب کرکی	۳
،، سید محمد ابو سعید صاحب [illegible] گھانی	۲
،، منشی اسد اللہ صاحب کھانوالی	۱
،، فضل داد خاں صاحب بیلہ	۲
،، عبدالروف خاں صاحب چن پٹن	۱
،، جناب محمد خواجہ صاحب [illegible]	۴
محمد امام الدین صاحب صیغہ دار [illegible]	۲
محمد افضل خاں صاحب [illegible]	۳
مولوی غلام رسول صاحب بدد	۲
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]	۱
جناب قیصر محمد صاحب [illegible]	۳
،، عبدالرحمان صاحب مادھو پور	۴
،، سید عبدالرحیم صاحب ناگپور	۱
،، کرم الدین صاحب [illegible]	۳
،، جناب ظفر یار خاں صاحب شاہ آباد	۳
،، مولا بخش صاحب بنارس سٹی	۱۰
،، عبدالرحمان صاحب ڈیسہ	۲
،، حکیم محمد خلیل صاحب [illegible]	۳
،، امیر حسن خاں صاحب عزت گنج	۲
،، خلیل احمد صاحب رتلام	۲
،، سراج الدین صاحب [illegible]	۲
،، محمد شفیع صاحب اجمیر شریف	۳
،، اکرام الحق صاحب [illegible]	۳
،، محمد سلیمان صاحب [illegible]	۳
،، محمد سلیمان صاحب نمبر ۳۰ ۴۲	۲
،، محمد عبداللہ صاحب [illegible]	۶
،، عبدالعزیز صاحب [illegible] پور	۲
،، محمد رحیم الدین صاحب [illegible]	۲

باقی دارد

[illegible] از
سعدی [illegible]
[illegible]
جدید
[illegible]

ناظرین مولوی کی خدمت میں

عرض ہے کہ دہلی میں اگرچہ بہت سے دواخانے ہیں مگر طبی کمپنی دہلی ایک ایسا دواخانہ ہے جو یونانی اور انگریزی [illegible] دوائیں خاص اہتمام سے تیار کرا کر فروخت کرتا ہے۔ طبی کمپنی تمام ہندوستان میں [illegible] اور دور دراز [illegible] کے سبب مشہور ہو چکی ہے۔ ہمارا یہ مبالغہ نہیں [illegible] اس کمپنی کی دوائیں [illegible] ہیں [illegible] اس جگہ [illegible] دواؤں کی اطلاع درج کی جاتی ہے تاکہ آپ ان کے بیان کی آزمائش سے تصدیق کر سکیں۔

ملٹری خضاب سیاہ — جس قدر بازار میں خضاب آتے ہیں اور جو خضاب بھی ہندوستان میں بنتے ہیں ان سے یہ خضاب اچھا ہے [illegible] کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا اور اس کا استعمال بہت آسان ہے اور اس سے بال چند منٹ میں ایسے سیاہ ہو جاتے ہیں کہ خضاب معلوم نہیں ہوتا بلکہ بال قدرتی کالے نظر آتے ہیں۔ قیمت فی شیشی [illegible] جو کئی ماہ کے استعمال کے لئے کافی ہوتی ہے۔

ارسطو کا جوارش — یہ جوارش حکیم ارسطو کے اس نسخے سے تیار کی گئی ہے جو حکیم مسیح الملک اجمل خاں کے دادا حکیم محمد شریف خاں صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب علاج الامراض میں لکھا ہے۔

یہ جوارش معدہ اور جگر کے امراض کو [illegible] کرتی ہے قبض کشا ہے ہاضم ہے اور بہت [illegible] صرف آٹھ آنے میں دی جاتی ہے۔

خوش ایام گولیاں — جن عورتوں کو ماہواری ایام زیادہ [illegible] سے باقاعدہ آتے ہوں ان کو یہ گولیاں بس ان میں تندرست کر دیتی ہیں ایک لاکھ عورتیں ان سے صحت حاصل کر چکی ہیں۔ قیمت بیس گولیوں کی شیشی ایک روپیہ (عہ ما)

فاسفورس کا تیل — یہ وہ تیل ہے جو تمام ہندوستان اور افریقہ یورپ تک جاتا ہے کیونکہ اس کی مالش ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کر دیتی ہے اور فالج اور لقوہ کے بیمار بھی اسکی مالش سے درست ہو جاتے ہیں اور پوشیدہ امراض کے سبب جسم میں اور اعصاب میں جو کمزوریاں ہو جاتی ہیں اس تیل کی مالش اس کو ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے بڑھاپے میں روزانہ رات کے وقت اس کی مالش کی جائے تو جسم میں جوانی کی سی قوت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ جسم اور اعصاب کی قوت قدرتی فاسفورس سے ہوا کرتی ہے اور جب وہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے کم ہو جائے تو فاسفورس کے تیل کی مالش سے باہر کا فاسفورس جسم اور اعصاب میں جذب ہو کر قدرتی فاسفورس کی کمی کو [illegible] قوت پیدا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس تیل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے اور اب یورپ میں بھی خریدا جاتا ہے اور مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ میں بھی اس کی بہت مانگ ہے۔ پانچ تولہ کی ایک شیشی ایک روپے کو دی جاتی ہے۔

خریداروں کے فائدے کے لئے

طبی کمپنی دہلی نے اپنے خریداروں کو محصول ڈاک کی زیادتی سے بچانے کے لئے یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ وہ فرمائش کی قیمت [illegible] نہیں کرتی بلکہ آرڈر آتے ہی دوا ویلیو پارسل کر کے بھیج دیتی ہے اور خریدار قیمت منی آرڈر کر کے بھیج دیتے ہیں [illegible] ویلیو پارسل میں تین پیسے کی بچت ہو جاتی ہے۔

ناظرین کو یہ معلوم ہے کہ ہندوستانیوں کی بازاری [illegible] کرتے تھے کہ قیمت کا منی آرڈر نہیں کرتے مگر طبی کمپنی دہلی کو [illegible] کا تجربہ ہوا کہ اس سے ہر خریدار [illegible] کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے بہت سے لوگوں کی ایمانداری پر بھروسہ کیا جائے تو وہ یورپ والوں سے زیادہ ایماندار ثابت ہوتے ہیں۔

لہٰذا ناظرین مولوی بھی اگر دواؤں میں کوئی دوا منگانی چاہیں تو اس کا خیال رکھیں کہ ان کو اختیار ہے کہ [illegible] کے ذریعہ قیمت بھیج کر منگائیں بلکہ آرڈر آتے ہی پارسل بھیج دیا جائے گا اور قیمت [illegible] وصول کرنے کے لئے منی آرڈر فارم تیار کر کے بھیج دیا جائے گا خریدار دوا وصول کرتے ہی بغیر کسی دقت کے لکھا لکھایا منی آرڈر ڈاک خانہ میں پیش کر کے روانہ کر دیں اس طرح ان کے چار آنے بچ جائیں گے۔

زیادہ کم قیمت کی دوا منگانی ہو تو قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بھیج دیجئے پارسل رجسٹری روانہ نہیں کئے جاتے کیونکہ رجسٹری میں تین آنے خرچ ہوتے ہیں اور بغیر رجسٹری کے پاؤ سیر سے کم کا پارسل دو آنے میں آ جاتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین مولوی ایک بار طبی کمپنی دہلی کی [illegible] اور حسن معاملہ کی آزمائش کر کے کمپنی کو ممنون فرمائیں گے۔

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی پوسٹ بکس نمبر ۱۴۶

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لیکر عنایت پروردگار سے سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ چالیس سال سے منگا کر طب یونانی طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور جس کے

ہزار ہا سارٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

قوت بڑھانے والی ہر مرض کا قطعی علاج جنسی اعضا کو قوی کرنیوالی تمام اقسام کی کمزوری دور کرنیوالی

اکسیر اعظم

سلاجیت

اصلی اصلی

حکیم و ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شاید سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جرثوموں کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے اس سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب میں شکر کا جانا بار بار پیشاب آنا مثانہ کی کمزوری نامردی ناطاقتی ہر قسم کا درد تھکاوٹ دماغی کمزوریاں سر کا درد چکر آنا پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں اور نئی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی اور چستی چہرہ پر رونق آ جاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرک پیلا پن شکت دور ہو جاتی ہے سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے ہر قسم کے ساتھی درد ہاتھ پاؤں کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی اور کف دمہ تپ دق بدن پتلا پڑنا ذیابیطس اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے نہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کہ ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ تک کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچکر موٹا تازہ تندرست رہے گا اور عمر بھی زیادہ ہوگی۔ ترکیب استعمال چھپا ہوا نوٹ ہمراہ بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۲؍۴ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی آٹھ روپے محصولڈاک ۵؍

چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے اسی تولے یا ایک سیر تیس روپے علاوہ محصولڈاک

پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalya Depo Hardwar Dt Saharanpur

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت کی نسبت بڑی مسرت کے ساتھ جناب مفتی حکیم سید مولانا احمد علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلبا مراد آباد سے تحریر فرماتے ہیں آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا بڑی مسرت کے ساتھ ہمالیہ ڈپو مراد آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپکا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے جریان سرعت قبل از وقت انزال پانی کا آنا وغیرہ کے لئے بہترین چیز ہے۔

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

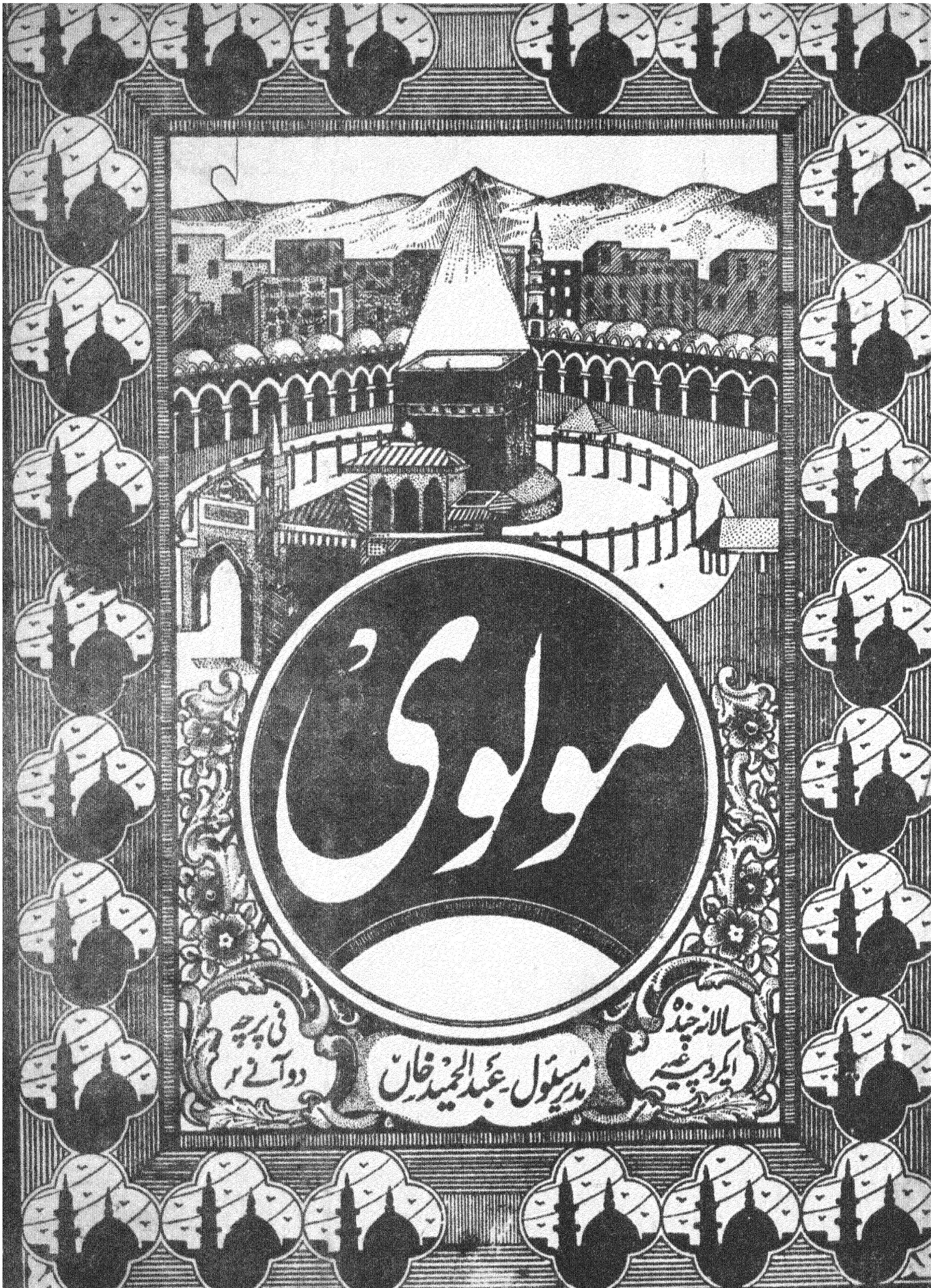

مولوی
سالانہ چندہ
ایک روپیہ عہ
مدیر مسئول - عبدالحمید خاں
فی پرچہ
دو آنے

اردو زبان میں مذہب اسلام کی سب سے زیادہ معلومات کی کتاب

کتاب الاسلام ہی

ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے یہ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے یہ فرقہ وارانہ نوعیت کی ہی نہیں ہے یہ حنفیہ عقائد و مسائل کی کتاب ہے جس سے کسی فرقہ کی مخالفت نہیں کی گئی ہو کیونکہ اختلافات صرف فروعات میں ہے اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے وہاں تبلایا ہے کہ فلاں فرقہ اس طرح ادا کرتا ہے اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی بخوشی اس کے ذریعہ سے معلومات حاصل کرتے ہیں اردو زبان میں تنہا یہی کتاب ہے جس میں عقلی و نقلی پوری اسلامی معلومات ہیں اور اتنی معلومات اردو ہی نہیں کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ آپ دو سو کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی اسلامی معلومات نہیں حاصل کر سکتے جو صرف اس کتاب کو پڑھ لینے سے ہو سکتی ہے یہ **بارہ سو صفحات** کی مجلد کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں چار متبحر عالموں سے تیار کی ہے اس کی احتیاط کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ذرا سی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی اور ہزاروں روپے کی بربادی کا مطلق ملال نہ کیا اس میں اوامر و نواہی اسلام کی تفصیلات کے بعد سب سے پہلے بتایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کب سے ہے اور مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے مذہب بدمذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے دنیا کے مشہور مذاہب کونسے ہیں اور انکی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں اسلام سے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کے لئے اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اس میں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراضات ہیں ان کے کیا جواب ہیں اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہیں اور وہ کب اور کیسے بنیں الغرض اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں پھر عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں ہیں کاغذ کتاب کا بہت اعلیٰ ہے عمدہ مضبوط اجزاء کی جلد بنی ہوئی ہے اور قیمت صرف چار روپے ہے جو دو آنے محصولڈاک میں خرچ ہوتے ہیں **پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجئے۔**

مزید تعارف کے لئے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اس میں چار سو صفحات تک مذہب اسلام کے بہت سے نقلی اور عقلی دلائل ہیں یہ سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان پختہ مذہبی ہی نہیں دوسرے مذاہب کا پیرو اسلام مذہب کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے۔

باب ۲ عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں اہلسنت و الجماعت کے بنیادی عقائد ایمان کفر ذات و صفات باری تعالیٰ توحید شرک عرش دیدار الٰہی افعال الٰہی نبوت رسالت انبیاء سابق رسول کریم کی فضیلت ختم نبوت معجزات فرشتے مسئلہ تقدیر حشر و نشر عذاب و ثواب قیامت ظہور مہدی دجال دعا کے اثرات ہر صدی کے ادیان سب کے عقائد کا بیان واضح ہے اور یہ سب بیان ۲۷۹ صفحات تک آئے ہیں

باب ۳ عبادات اس میں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام اعظم کی فضیلت فقہ کی تعریف اولیاء امت کے حالات ائمہ اربعہ کے حالات طہارت کا بیان ہر مذہب کی طہارت سے مقابلہ طہارت جسمانی مومن کا وضو وضو کے فرائض و واجبات سنن مستحبات اور مختلف صورتیں غسل جنابت حیض نفاس پانی کی مقدار اور طہارت کے پورے مسائل پھر تیمم کے مسائل موزوں پر مسح نجاست کی پوری تفصیل استنجا اور طہارت و ناپاکی کا پورا پورا بیان ہے اس میں نماز کا بہت ہی مفصل بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں نماز کے اسرار نماز کی ترغیب نماز کی فرضیت تارک صلوٰۃ کا حشر نماز باجماعت کا شرف نطبہ خطبہ کی ضرورت وہ اوقات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام اذان کے مسائل نماز کی پیروی شرطیں قعدے احکام نیت کے مسائل نماز کے فرائض واجبات و سنن قیام مفسدات کے مسائل نماز پڑھنے کا حنفی طریقہ فساد نماز اغلاط قرآن کے مسائل نماز کی اوقات کے مسائل امامت کے مفصل مسائل مدارج جن کو آزادی کے بعد مسائل ہیں جماعت کے احکام مسائل مسبوق مدرک لاحق بنا نماز کے مسائل سنت موکدہ و غیر موکدہ نوافل کا بیان اشراق و تہجد بارہ مہینوں کی خاص خاص نمازیں نماز تراویح بالتفصیل قرآن خوانی کی اجرت کسوف و خسوف سجدہ سہو کے مسائل سجدہ تلاوت سجدہ شکر نماز جمعہ خطبہ کا بیان نماز عیدین صدقہ فطر وغیرہ کا بیان نماز مسافر کا بیان مریض کی نماز جنازہ کی مکمل بیان عیادت قبر کے حالات مزارات اولیاء کی زیارت سوگ و فاتحہ کا بیان شہیدوں کا بیان۔

حج کا بیان حج کے تمدنی و اجتماعی فوائد حج کے تجارتی فائدے کن لوگوں پر حج فرض ہے حج کو جانے کے شرائط احکام حج مفصل حج کے ارکان و ضروری مسائل زیارت رسول مسائل سفر حج کا مفصل بیان۔

روزہ کا بیان دنیا کے مذاہب اور روزہ روزہ کے طبی منافع روزہ کے روحانی فوائد روزہ کا انتہائی لفظ لغت روزہ کی شرائط ارکان رمضان کے روزے رویت ہلال نیت روزہ مفسدات مکروہات روزہ کا کفارہ فدیہ قضا روزہ بھول سے روزہ توڑنا معین نذر اور غیر معین نذر افطاری کے مسائل غرضکہ روزہ کے متعلق ذرہ ذرہ معلومات اعتکاف کا بیان شب قدر کا بیان عید کا چاند دیکھنا۔

زکوٰۃ کا بیان اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین زکوٰۃ کیوں فرض ہے دنیا کی ساری املاک قوم کی املاک ہے غریبوں کو سرمایہ داروں سے محبت کیونکر ہو مصارف زکوٰۃ سب سے محل مصرف فقرا بیان زکوٰۃ کس کو جائز ہے بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے نصاب کا آرکی قرار تیاری تقدم ہے اسباب زکوٰۃ سونے چاندی کی زکوٰۃ اسباب تجارت کا نصاب فرض پر زکوٰۃ کا حساب یہ سب مضامین اس کتاب کے ۴۳۹ صفحات تک آئے ہیں

باب ۴ معاملات نکاح تعریف طریقہ فوائد خطبہ بیوی کو گھر میں لانا ولیمہ متعہ مومنت ولایت اجازت کفو فضولی مہر کا تعین شفا مفروض خلوت صحیحہ مہر کی کمی بیشی فساد نکاح حقوق زوجیت کا ذکر کافر کا نکاح مرتد نکاح ذمی حربی غلام لونڈی بیویوں میں عدل نفقات نسبی اور رضاعی رشتے اور بہت سے متفرق مسائل۔

طلاق طلاق احسن بدعیہ تقسیم صریح و کنایہ بائن رجعی تفویض طلاق وکالت مشروط طلاق رجعت کا بیان حلالہ ایلا خلع قبول خلع ظہار مجلس ظہار کفارہ لعان کا بیان سوگ ہو کی نبوت نسب بچہ کی پرورش اور نفقہ اور متفرق مسائل۔

کتاب الحقوق حقوق اللہ حقوق نبی حقوق خلفائے راشدین صحابہ کرام اور اولیاء علماء مجددین والدین کا فر والدین کے دوست احباب عورت کے حقوق ازواج رسول سے حضور کا سلوک اہل قرابت کے حقوق اسوۂ رحم ہمسایہ یتیم مہمان سوالی کے حقوق باہم حقوق اسلام ایفائے عہد ادائے قرض حق تلفی زیادتی مزدور کا حق مالک آقا غلام راعی رعایا کے حقوق۔

ذبائح قربانی شکار صدقہ عقیقہ کے مسائل۔

لباس معاشرت کی سادگی اور سفید لباس کے فوائد

کھانا پینا۔ اور اس کے متعلق تمام مسائل متفرق ہدایات اس میں صد ہا بیش بہا ہدایات اوامر و نواہی ہیں۔

باب ۵ اخلاق و آداب

نفس امارہ لوامہ مطمئنہ اخلاق لذات ترک لذات ایصال ثواب امانت و دیانت گناہ و بردلی نجاست صبر ہمدردی خلق اخلاق اسلام عالم مومن تسلیم و اعظ و ہ کے آداب سونے اٹھنے نماز پڑھنے استنجا مسجد کے آداب نماز جمعہ مریض وغیرہ یہ تمام مضامین ۱۰۳۶ صفحات میں

باب ۶ تصوف و ریاضت و مجاہدات اسلام اور رہبانیت صوفیائے کرام حقیقت فقر ورد روحانیت اور قرآن علم غیب کاملوں کی صحبت اشغال و اعمال کی تفصیل حضرات خواجگان چشت وغیرہ یہ جلد کا متفرق ہزار ہا باتیں یہ سب بارہ سو صفحات میں ہیں قیمت مجلد صرف للعہ ۴ =

پتہ۔ دفتر رسالہ مولوی۔

رسالہ رجب ۱۳۵۳ھ مولوی کا معراج المومنین نمبر ہوگا

مولوی کے ہر سال چار نمبر مخصوص ہوتے ہیں جن کو عوام الناس کی ذہنیت اور شوق کو مد نظر رکھ کر مخصوص کیا گیا ہے۔ لیکن اس شوق کے ساتھ ساتھ مولوی اپنا کام برابر کرتا رہا ہے۔ اول **شہید نمبر** محرم میں شایع ہوتا ہے اس میں شہادت امام علیہ السلام کے تفصیلی حالات کے ساتھ ساتھ مولوی مسلمانوں کو آزادی رائے، صبر و استقامت کا سبق خاص طور سے دیتا ہے دوم **رسول نمبر** یہ سیرت رسول کا دلنواز مجموعہ ہے اسمیں حضور سرور عالم کی حیات طیبہ کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی زندگی کو رسول کریم کی زندگی کے سانچے میں ڈھال لے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ پرچہ اس لحاظ سے ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ سوم **غوث الاعظم نمبر** یہ سیرت سیدنا غوث پاک کے ساتھ مسلمانوں کو صاف باطن اور روحانی صفائی بنانے کی ترغیب دیتا ہے۔ پچھلے سال سے ایک خاص نمبر کا اور اضافہ ہوا ہے جس کا نام معراج المومنین نمبر ہے۔ معراج نمبر تو بہت سے رسائل اور اخبارات نکالتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معراج رسول کی ما بہ الامتیاز خصوصیت نماز کی فرضیت ہے اور تقرب الٰہی کی یہ نعمت ہر مسلمان کے لئے مایہ صد ناز ہے۔ اس لئے اس خاص موقعہ پر مسلمانوں کو جگا جگا کر نماز کی طرف توجہ دلانی بہت مفید ہوگی۔ اور مسلمان اگر اس پرچہ نماز نمبر کی اشاعت میں اگر خاص طور سے کوشش کریں، تو مسلمانوں میں سے منکرات اور فواحش کا بہت سا حصہ دور ہو سکتا ہے۔ اگر آپ میں سے ہر بھائی ابھی سے کوشش کرے تو ایک مہینہ میں مولوی کے لئے ہزارہا جدید خریدار مہیا ہو سکتے ہیں اس سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پیدا کردہ خریداروں میں چند بھائی بھی نماز کے پابند ہو گئے یا نماز کو نماز کی طرح پڑھنے لگے تو اس کا اجر وہ ہوگا جو آپ کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہو سکتا ہے، نماز مسلمانوں کا سب سے اہم فریضہ ہے اور اس میں ہی عام طور سے غفلت برتی جاتی ہے اگر اس جمود کو مولوی کے نماز نمبر نے کچھ بھی کم کر دیا تو یہ ناظرین مولوی کا سب سے شاندار کارنامہ ہوگا **ذرا سی توجہ سے** کام ہو سکتا ہے اگر آپ اسی وقت سے خیال رکھیں تو کیا ایک مہینہ میں ایک جدید خریدار بھی مہیا نہیں کر سکتے۔ نماز نمبر تو بہت ہی مفید اور شاندار شایع ہو رہا ہے اس کی ہی ترغیب دلا کر آپ با آسانی جدید خریداروں کو متوجہ کر سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کو یاد رہے اور آسان موقعہ مل جائے ذرا نماز نمبر کے مضامین تو ملاحظہ فرمایئے

آقا اور بندے کا سودا	وضو کی اہمیت وحقیقت	خدا ترسی کی نماز اور ایمان	اسلام کی سیرت کے روح پرور مظاہر
بندہ نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ	نماز اور قرآن وحدیث	نماز اور تساہل وریا	خطبات جمعہ وعیدین
آسان مذہب اور آسان کام	تارک صلوٰۃ کے لئے وعید	نماز اور سہولیت خشوع	ہفتہ وار اور سالانہ اسلامی اجتماع
ہستی باری تعالیٰ کی کارفرمائی	نماز کے معانی	نماز کی بے اثری کی وجہ	خطبات کا مقصد وحید
خشیت الٰہی اور انتظام عالم	نماز اور فرائض وسنن	نماز اور اعمال صالح	نماز اور مساجد، صدر اول کی مساجد
عبادت	نماز اور اس کی ہیئت وصورت	نماز اور استیصال فواحش	امام ومقتدی
مرکزی قوت کے کرشمے	رکوع وسجود	نماز اور تمدن وتہذیب	نماز اور مساجد کی فراوانی
مذاہب عالم اور طریقہ ہائے عبادت	نماز اور اس کی تاریخ	نماز اور فرماں روائی	نماز اور بے نمازوں کے حیلے
بہتر مذہب کا بہتر مسلک	پہلی امتیں اور نماز	نماز اور جماعت	حضور قلب اور اس کے مراتب
جسم وروح کی صفائی	نماز کی ابتدائی صورت	نماز با جماعت اور عذرات	نماز اور فلسفی مسلمان
نجاستوں کے ازالے کا اہتمام	نماز اور اس کے اوقات	نماز با جماعت کے فضائل	نماز اور صاحب حال مست
نجاست کا اثر اخلاق پر	نماز اور قبلہ	نماز اور تاکید جماعت	نماز اور اس کے کمالات
طہارت کامل کا اسلامی مظاہرہ	نماز اور تعیین رکعت	نماز جمعہ	نماز اور اصلاح نفس
تزکیہ نفس وقلب کے شاندار نتائج	نماز اور بلاغت الفاظ	نماز عیدین	نماز اور اسرار جماعت، نماز اور نوافل
آقائے اسلام کی نظافت پسندی	اثرات کا امنڈتا ہوا سیلاب	غیر مسلم تہواروں کا رنگ	نماز اور حکمائے مغرب
نظافت پسند طلبہ	نماز اور خشیت	شاندار تہواروں کا شاندار اہتمام	فرزندان توحید سے آخری استدعا

بخاری شریف کے لیے آخری اعلان

برادران محترم رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تو ہر وقت طیار رہتے ہیں لیکن رعایت جس ضرورت سے ہوتی ہے اس کو نظر انداز فرما دیتے ہیں اور جب وقت نکل جاتا ہے تو کم قیمت کرنے پر مجبور فرماتے ہیں اسوقت ۷۰۰ سو روپے کی ضرورت تھی لیکن عزیز بھائیوں نے سرد مہری برتی اور بمشکل چار سو روپے فراہم ہوئے، میں نے مجبوراً روپیہ قرض لے لیا، اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ **۳۰ ستمبر** تک پیشگی بھیجنے والوں سے چار روپے لئے جائیں گے اور یکم اکتوبر سے لیکر **۳۱ اکتوبر** تک پیشگی روپیہ بھیجنے والوں سے پانچ روپے لئے جائیں گے اور یکم نومبر سے **۳۰ نومبر** تک بھیجنے والوں سے چھ روپے لئے جائیں گے۔ خدا نے چاہا تو نومبر تک طیار ہو جائے گی اور پھر یکم دسمبر سے مقررہ ہدیہ سات روپے لیا جائے گا۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

اب مجھے روپے کی ضرورت نہیں ہے میں نے قرض کا انتظام کر لیا ہے، اب آپ کی ضرورت باقی رہتی ہے، جب چاہے جب روپیہ بھیجئے جو نکہ مجھے روپیہ قرض لینا پڑا ہے اس لئے مذکورہ اعلان کے خلاف روپیہ نہ لیگا۔ چھ جلد کامل کے خریداروں کو ساتویں جلد مفت اب ہی ملے گی۔ خادم [illegible] دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جلد ۱۹ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی خالق اللیل والنہار ورب السموات والارض ورب العرش العظیم. والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم محمد و آلہ واصحابہ وسلم

امابعد حمد و ثنا بیان کرو اس خالق ارض و سما اور اس تاجدار مطلق حق جل و علاء کی جس نے انسان کو پیدا کر کے اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا اور اس کی طینت و طبیعت میں طہارت و پاکیزگی اور نظافت و لطافت ودیعت کی اور نجاست و گندگی سے بچنے اور پاک و صاف رہنے کا ان کو حکم دیا اور درود و سلام بھیجو اس نبی مکرم سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکو خدا نے طاہر و مطہر پیدا کیا جو سراپا نظافت و لطافت تھے جنہوں نے دنیا کی روحانی و جسمانی نجاستوں کو دور کیا اور جسم و روح کی صفائی و پاکیزگی کا سبق پڑھایا۔

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع طہارت ہے اسلام سراپا طہارت ہے وہ اس لئے دنیا میں آیا کہ دنیا کو ہر قسم کی نجاستوں اور گندگیوں سے نجات دلا کر دنیا والوں کو جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے پاک و طاہر کر دے اللہ تعالیٰ نے شرک کو نجاست فرمایا ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد فرمایا۔

انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا یعنی مشرک نجس ہیں اس لئے اس سال کے بعد ان کو مسجد حرام کے پاس نہ رہنے دینا چاہیئے روح کو نجس کرنے والی سب سے بڑی نجاست شرک ہے اور اس نجاست سے دنیا کو نجات دینے کے لئے اسلام نازل ہوا۔ نجاست شرک و کفر کے بعد اور بہت سی چھوٹی بڑی نجاستیں ہیں جو انسانی روح اور قلب کو نجس و ناپاک بنا دیتی ہیں مثلاً بغض، حسد، ریا، نمائش، طمع، بخل، غیظ و غضب، شہوت و حرص وغیرہ یہ سب انسانی ارواح و قلوب کو نجس و ناپاک کرنے والی نجاستیں اور ناپاکیاں ہیں اور اسلام ان سب سے انسانی قلوب و ارواح کو پاک اور صاف کرنے کے لئے ہی نازل کیا گیا ہے اور خدائے اسلام نے تمام انبیاء و رسل کو ان نجاستوں سے نجات دلا کر انسانی آبادی کے دلوں اور روحوں کو مزکی اور مطہر کرنے ہی کے لئے بھیجا تھا خصوصاً حضرت ختم المرسلین کی بعثت کی غرض و غایت تو انسانی قلوب و ارواح اور انسانی اجسام و اجساد کا تزکیہ و تطہیر ہی تھی۔ پس برادران اسلام! ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے جسم و روح دونوں کی طہارت کا خیال کریں اور دونوں کو پاک و صاف رکھنے کی پوری کوشش کریں۔

برادران اسلام! اس میں تو کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ اسلام قلب و روح کی طہارت کے لئے نازل ہوا ہے .... لیکن شاید بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو کہ اسلام جسمانی طہارت پر زیادہ زور نہیں دیتا لہذا ہم آج کی صحبت میں بتانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کا شبہ بھی کرنا گویا اسلام کی توہین و تذلیل کرنا ہے ارشاد باری ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ اس آیت میں جو لفظ یزکیھم کا آیا ہے قلب و روح کے تزکیہ کے ساتھ صفائی و پاکیزگی جسم کے لئے بھی ہے کیونکہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس کا رسول لوگوں کے قلوب و ارواح کی طہارت کی طرف تو توجہ فرماتا اور جسم ویسے ہی گندے چھوڑ دیتا۔ ایک اور جگہ اہل بیت کرام کی شان میں ارشاد باری ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین ان تمام آیات میں جہاں جہاں طہارت کا لفظ آیا ہے وہاں جسم و روح دونوں کی طہارت مراد ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ جس خدا کا ایک نام طاہر بھی ہے وہ جسمانی طہارت کو بالکل نظر انداز کرے۔

برادران اسلام! قرآن حکیم کی آیات میں طہارت کا جو ذکر ہے وہ آپ نے سن لیا اور احادیث میں طہارت کا جو ذکر ہے وہ اس قدر زیادہ ہے کہ یہاں اختصار کے ساتھ بھی نہیں دہرایا جا سکتا صرف ایک حدیث سنئے فرمایا سرکار دو عالم نے بنی الاسلام علی النظافۃ یعنی اسلام کی بنیاد ہی نظافت و پاکیزگی پر ہے اس سے زیادہ واضح اور صاف طریقہ پر طہارت و پاکیزگی کے متعلق اور کیا حکم دیا جا سکتا تھا کہ صفائی و پاکیزگی کو اسلام کی بنیاد قرار دیدیا پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے عمل اور اپنی زندگی اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اچھی طرح یہ امر لوگوں کے ذہن نشین کر دیا کہ اسلام اور طہارت ایک چیز ہے اور اسلام و نجاست ایک جگہ قیامت تک جمع نہیں ہو سکتے ہمیشہ لوگوں کو صاف اور پاک رہنے کی تلقین فرماتے تھے اور نہ صرف جسم کو صاف رکھنے کی بلکہ کپڑوں اور مکانوں کی صفائی کا بھی آپ نے حکم دیا چنانچہ آپ نے فرمایا نظفوا افنیتکم یعنی اپنے مکانوں کے صحن صاف رکھو اگر کوئی شخص گندے یا بدبودار کپڑے پہنکر آتا تو حضور اس سے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے اور کپڑوں کو دھو کر صاف کر کے نہا کر آنے کی تلقین فرماتے تھے بہر حال طہارت اسلام کا اتنا اہم جزو ہے کہ بغیر ضروری طہارت کے اس کے فرائض و واجبات بھی ادا نہیں ہو سکتے۔ مثلاً نماز اس وقت تک ادا ہی نہیں ہو سکتی جب تک مطلوبہ طہارت موجود نہ ہو مثلاً جسم اور کپڑے اور وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے سب پاک اور صاف ہونے چاہئیں کسی جگہ بھی کسی قسم کی کوئی گندگی جسکو عرف عام میں گندگی کہتے ہیں نہ ہونی چاہیئے یعنی پیشاب پاخانہ خون پیپ منی وغیرہ سے جسم جگہ اور کپڑے بالکل صاف ہونے چاہئیں چنانچہ

اسی طہارت کے ضروری اور لازمی ہونے کی وجہ سے ائمہ فقہ نے اپنی کتابوں میں سب سے پہلا باب طہارت ہی کا مقرر کیا ہے آپ ابتدائی کتابوں سے لیکر بڑی بڑی فقہ کی کتابوں کو دیکھ لیجیے سب میں سب سے پہلے آپ کو کتاب الطہارت ہی ملیگا جس میں اس طہارت کے مسائل آپ کو ملیں گے جو بالکل ضروری و لازمی ہے یعنی فرض و واجب طہارت کے مسائل کا ذکر ہوگا۔

برادران اسلام! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طہارت و پاکیزگی کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپ خوشبو بیحد پسند تھی کبھی کسی نے آپکو میلے کپڑے پہنے ہوئے نہیں دیکھا ہمیشہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے آپ دھو لیا کرتے تھے گندگی سے اس قدر نفرت تھی کہ پیاز اور مولی وغیرہ بدبودار چیزیں آپ نوش نہیں فرماتے تھے اور لوگوں سے منع فرما دیا تھا کہ اس قسم کی چیزیں کھا کر ایسی حالت میں مسجد میں نہ آئیں کہ ان کی بدبو دوسروں کو محسوس ہو ہر ایک مسلمان کا دھیان اور خیال اس طرف متوجہ کر دیا کہ کم از کم جمعہ کے دن آٹھویں روز تو لازمی طور پر لوگوں کو نہانا دھونا کپڑے بدلنا خوشبو لگانا اور طہارت و پاکیزگی کا انتظام کرنا چاہیے گویا کم سے کم ہے پھر وضو کا حکم مسواک کا حکم اور استنجا کا اہتمام یہ سب اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اسلام ظاہری اور باطنی ہر دو قسم کی طہارت و پاکیزگی کو ضروری قرار دیتا ہے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا چاہیے کہ ایک طرف تو اسلام کی صفائی و پاکیزگی کے متعلق یہ اسپرٹ ہے اس کی موجودگی میں ہمارا طرز عمل اور ہماری زندگی کیسی ہے۔ آج ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن تلاوت کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے جتنی طہارت ضروری ہے اس کی پرواہ بھی ہم میں سے بہت کم لوگ کرتے ہیں یعنی ہمیشہ استنجا کرنا تاکہ کپڑے پاک رہیں یا غسل و وضو کا اہتمام کرنا چونکہ لوگ نماز ہی بہت کم پڑھتے ہیں اسلئے بقدر ضرورت نماز بھی طہارت کا خیال نہیں رکھتے اور ضرورت سے زیادہ یعنی طہارت واجب سے زیادہ کا اہتمام تو ہم میں سے ایک فیصدی بھی نہیں کرتے۔

برادران اسلام! صفائی و پاکیزگی جیسا کہ سرکار دو عالم نے فرمایا اسلام کی بنیاد ہے لیکن طہارت کے معنے و مفہوم کے متعین کرنے میں ہم نے ایسی شدید غلطی کی ہے کہ اس کا دور کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

مثلاً خواہ ہمارے کپڑے حد سے زیادہ میلے ہو جائیں اور ہمارے جسموں پر میل کی تہ کی تہ جمی ہوئی ہو جسم اور کپڑوں سے خواہ اس قدر بدبو آتی ہو کہ ہمارے پاس لوگوں کا بیٹھنا بھی دشوار ہو لیکن ہم اس حالت کو نجاست و گندگی سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ ہماری ذہنیت یہ بن گئی ہے کہ وہ نجاست نجاست ہے جسکے دور کئے بغیر نماز نہ ہو سکے اگر ہم پر غسل واجب نہیں تو خواہ ہم سال بھر تک غسل نہ کریں ہم طاہر اور پاک ہی کہلائینگے چاہے ہمارا جسم میل کچیل سے لدا پھندا ہو کپڑوں سے عفونت اور بدبو آرہی ہو پاس بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہو مگر چونکہ بقدر ادائے نماز طہارت موجود ہے اس لئے ہم ایسی حالت میں بھی اپنے آپ کو گندہ نہیں سمجھیں گے حالانکہ جو ضروری طہارت بتلائی گئی ہے وہ کم سے کم درجہ طہارت کا ہے اور ایک عام قانون جب بنایا جاتا ہے تو اس میں اس امر کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ تکلیف مالا یطاق نہ ہو اور ہر ایک حالت میں اس پر عمل کیا جا سکے اور ہر جگہ اس پر عمل ہو سکے اسلئے طہارت کے قوانین جو مقرر ہیں اسکے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں کہ جب تک غسل واجب نہ ہو اس وقت تک غسل نہ کیا جائے اور سوائے جمعہ کے باقی دن نہ کپڑے بدلے جائیں اور نہ غسل کیا جائے۔

برادران عزیز! ہندوستان کی حالت اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم طہارت کے اس مفہوم کی بجائے جو اس وقت تک دلنشیں ہے دوسرا مفہوم مقرر کریں اور وہ یہ کہ روزانہ صبح کو نہانا طہارت جسمانی کا ضروری جزو ہے الحمدللہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں صاف اور میٹھے پانی کی کوئی کمی اور قلت نہیں ہے بستی بستی کنوئیں دریا ندی وغیرہ میں ہر جگہ بکثرت اور بغیر کسی قیمت کے صاف و شفاف پانی ملتا ہے پانی کے حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری اور دقت نہیں ہوتی اور روزانہ نہانا کسی نقطۂ نظر سے بھی جرم یا گناہ یا باعث نقصان صحت وغیرہ نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کے عقلا حکما اطبا اور ڈاکٹر اس امر پر متفق ہیں کہ روزانہ غسل کرنا صحت کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے اور نہایت ہی بہتر اور مفید اثر اس کا مترتب ہوتا ہے روزانہ نہانے میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہیں ہے صرف عادت ڈال لینے کی بات ہے جب عادت پڑ جاتی ہے تو بغیر نہائے چین نہیں پڑتا اگرچہ مسلمانوں کی یہ عام عادت تو نہیں ہے کہ روزانہ صبح الٹھکر غسل کریں مگر پھر بھی ہزاروں لاکھوں مسلمان روزانہ غسل کے عادی ہو چکے ہیں وہ جب تک نہا نہ لیں آرام نہیں محسوس کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ روزانہ نہانا ایک ایسی عمدہ عادت ہے جو انسان کے اندر بہت سی عمدہ خصائل پیدا کر دیتی ہے اور صحت کے لئے تو بیحد مفید ہے نہانے کے بعد جو فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہوتا نہا کر جس کام کی طرف توجہ کی جائے وہ کام باحسن وجوہ انجام پاتا ہے غسل انسانی جسم میں چستی و چالاکی اور مستعدی پیدا کرتا ہے اور اگر غسل کی طرف سے غفلت برتی جاتی ہے تو جسم میں ہزاروں قسم کے جراثیم اپنا مسکن بنا لیتے ہیں جو موقع پاکر قدرتی راستوں سے اندر پہنچکر خون میں شامل ہوکر بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ اعصاب و عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جسم سستی و کاہلی کا شکار بنجاتا ہے ہاتھ پاؤں میں وہ زور و قوت اور کس بل نہیں رہتا جو رہنا چاہیے جسم کا رنگ خراب اور جلد بھی خراب ہو جاتی ہے اور جلدی امراض کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں چونکہ غسل سے غفلت برتنے کا لازمی نتیجہ خرابی صحت کی صورت میں نکلتا ہے اس لئے اس کا اثر انسان کے دل و دماغ قلبی تاثرات و احساسات پر بھی پڑتا ہے ذرا سی پریشانی دل و دماغ کو بالکل بیکار کر دیتی ہے یاس و قنوطیت کا غلبہ رہنے لگتا ہے غم و الم بہت جلد قابو پا لیتے ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان جس قدر زیادہ صاف ستھرا رہتا ہے اسی قدر اس کے دل و دماغ روح اور جسم پر اچھی حالت و کیفیت طاری ہوتی ہے اچھے خیالات عمدہ جذبات اور لطیف لطیف تخیلات پیدا ہوتے ہیں اچھے کاموں کی طرف رغبت ہوتی ہے برے کاموں کی طرف رغبت نہیں ہوتی ہے برے کاموں سے نفرت ہوتی ہے اور اگر انسان گندی حالت میں پڑا رہتا ہے نہ غسل کرتا ہے نہ صاف کپڑے پہنتا ہے نہ رہنے کے مکان کو صاف ستھرا رکھتا ہے تو ایسا شخص ہمیشہ تکلیف دہ حالات میں عموماً گھرا رہتا ہے۔

برادران اسلام! ہندوستان جیسے ملک میں رہکر ہم نے نہانے دھونے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ایک طرح بالواسطہ اسلام کی توہین ہے ہم لوگ گندے رہنے کے عادی ہو گئے ہیں اور نہانے دھونے کے ایسے ڈھنگ برتتے

ہیں کہ اغیار اس دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اسلام صفائی اور طہارت کی پرواہ نہیں کرتا حالانکہ آنحضرت سرورِ کائنات صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی صفائی و پاکیزگی پر ہے حضرات یہ کس قدر اندوہناک بات ہے کہ جس ملک میں پانی کی اس قدر ریل پیل ہو اس ملک کے مسلمان روزانہ غسل بھی نہ کریں اور کپڑے میلے پہنیں ہمیں اپنی ہمسایہ قوم سے اس معاملہ میں سبق حاصل کرنا چاہیئے یعنی ہندوؤں کی پوری قوم اچھوت اقوام کو چھوڑ کر عورت ہو یا مرد روزانہ نہاتی ہے اور مسلمانوں کے متعلق رائے رکھتی ہے کہ یہ بہت گندے ہوتے ہیں کیونکہ روزانہ نہاتے نہیں ہیں بلکہ آٹھویں دن بھی مشکل سے نہاتے ہیں

پس برادرانِ اسلام! اسلام کی تعلیم اسلام کی اسپرٹ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و نظافت پسندی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہر قسم کی صفائی و طہارت اور پاکیزگی و نظافت کا عادی بنالیں تاکہ ان فوائد سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں جو صفائی ستھرائی اور طہارت و نظافت سے حاصل ہوتے ہیں اور اس بدگمانی کو رفع کردیں جو ہماری وجہ سے اسلام کے متعلق پیدا ہوگئی ہے کہ اسلام صفائی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتا۔

برادرانِ ملت! روزانہ غسل ہی پر صرف طہارت موقوف نہیں ہو اور نہ روزانہ نہانا تمام صفائی بدن کی بنیاد ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ روزانہ غسل کے ساتھ اور ہر قسم کی صفائی کا خیال رکھا جائے مثلاً دانتوں کی صفائی جو بہت آسانی سے مسواک کے مسنون طریقہ سے ہو سکتی ہے مسواک کی اس قدر تاکید اور ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے کہ اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہر ایک مسلمان کو علم ہے کہ مسواک کرنا ایک فعل مسنون ہے اور آقائے دو عالم کو مسواک اس قدر عزیز تھی کہ مرض الموت میں بھی آپ نے استعمال فرمائی آج بھی جو مسلمان نمازی ہیں ان میں سے اکثر تو نہیں مگر ایک تعداد ضرور مسواک کرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ مسواک سے جس طرح منہ اور دانت صاف کرنے کے جو لوگ عادی ہیں آپ دیکھیں گے کہ عموماً ان لوگوں کے دانت مضبوط ہوتے ہیں اور منہ اور مسوڑھوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں اس سلسلہ میں صرف اس قدر توجہ دلانی مسلمانوں کو ضروری ہے کہ مسواک اگر روزانہ تازہ کی جائے تو بہتر ہے پیلو کی روزانہ تازہ مسواک تو نہیں مل سکتی مگر ہو سکتا ہے کہ روزانہ اس حصہ کو منہ سے چبا کر نرم کر لیا جاتا ہے اور ریشہ دار ہو جاتا ہے اس کو ہر روز نیا کر لیا جایا کرے پیلو کے علاوہ نیم اور کیکر یعنی ببول کی مسواک تو ہر جگہ ہر روز نئی بالکل آسانی سے مل سکتی ہے اور یہ دونوں بہت مفید ہیں ہندوستانی دواخانہ میں تو ایک منجن ہی کیکر کی چھال کے نام کا ہے جو بہت مفید اور مشہور ہے دوسری احتیاط اس سلسلہ میں یہ کرنی چاہیئے جو نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی مسواک ہرگز ہرگز نہ کرنی چاہیئے کیونکہ نہ معلوم کون کس مرض میں مبتلا ہے بعض آدمی پائیریا میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی مسواک میں اس کے جراثیم رہ جاتے ہیں بعض لوگ آتشک جیسی خراب بیماری میں مبتلا ہیں اس مرض کے جراثیم اس طرح ہی منتقل ہو سکتے ہیں کہ مسواک کے ذریعہ منہ میں اور منہ سے خون میں دوڑ جائیں ڈاکٹروں کا تو خیال ہے کہ جھوٹا پانی جھوٹا گلاس اور اگر جھوٹا حقہ پیا جائے تو ان سے بھی آتشک کے جراثیم دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ مریضوں کی مستعمل مسواک کے ذریعہ سے تو بہت ہی آسانی سے خطرناک اور مہلک بیماریوں کے جراثیم منتقل ہو سکتے ہیں اس لئے یہ تو بہت ہی ضروری احتیاط ہے کہ کسی دوسرے کی استعمال کی ہوئی مسواک ہرگز استعمال نہ کرنی چاہیئے۔

مسواک کے علاوہ کپڑوں کی صفائی کی طرف بھی ہمیں پوری توجہ دینی چاہیئے صرف آٹھویں دن بدلنا ہرگز صفائی کا ضامن نہیں ہے اور ہندوستان جیسے گرم ملک میں جہاں آٹھ نو مہینے برابر پسینہ آتا ہے اور گرد و غبار اڑتا رہتا ہے بہت مشکل ہے کہ ایک جوڑا آٹھ دن تک برابر رات دن پہنا جائے اور وہ سخت میلا اور پسینہ سے سخت بدبودار نہ ہو جائے اس لئے اگر ایک دن بیچ کپڑے بدلے جائیں تو بہتر ہے جو غریب ہیں وہ خود ہی ایک رات بیچ یا ہفتہ میں دو دفعہ اپنے کپڑوں کو دھو لیا کریں تو صاف ستھرے رہ سکتے ہیں اور سنا گیا ہے کہ پنجاب میں تو عموماً عورتیں اپنے اور اپنے مردوں کے کپڑے دھو لیا کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود ہی اپنے کپڑے دھو لیا کرتے تھے اور امہات المومنین تو دھوتی ہی تھیں اور آج بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اور تمام عرب میں دھوبیوں کا قحط ہے اور مردوں کے کپڑے بھی بیویاں ہی دھوتی ہیں چنانچہ جن مردوں کے کپڑے میلے ہوتے ہیں ان کے متعلق فوراً یہ خیال قائم کر لیا جاتا ہے کہ یا تو ان کے بیوی نہیں ہے یا ان کی بیوی پھوہڑ اور بدسلیقہ ہے یہی وجہ ہے کہ عربوں کے کپڑے بہت صاف ہوتے ہیں۔ کپڑوں کے بعد پھر مکان کا نمبر آتا ہے مکان کا صاف ستھرا ہونا بھی صحت و تندرستی اور خیالات و جذبات کی پاکیزگی کیلئے بہت ضروری ہے خواہ ہمارا مکان کچا ہی کیوں نہ ہو اگر وہ صاف ستھرا ہو تو اس شاندار پختہ محل سے ہزار درجہ بہتر ہے جو گندہ اور غلیظ ہو۔

بہرحال برادرانِ عزیز۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد صفائی و پاکیزگی پر ہے اسلئے ہمیں اپنے ظاہر اور باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی پر ہے اس لئے ہمیں اپنے ظاہر و باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم اما بعد۔ درود و سلام ہو رسول مقبول محمد عربی پر جو سراپا طہارت و نظافت تھے اور طہارت و پاکیزگی کو ہی پسند فرماتے تھے اور صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا ہے اور درود و سلام ہو آنحضرت کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جو اسوۂ حسنہ کے مطابق طہارت و پاکیزگی کے اصولوں پر عامل تھے اور درود و سلام ہو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ اور آنحضرت کے نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین اور آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ و صحابیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو طہارت و پاکیزگی کا مجسم نمونہ تھے۔ اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ صاف و ستھرے رہا کریں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی وعن امام المسلم الیزظلم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

خان عبدالغفار خاں کی رہائی و پابندی

بالآخر بار بار کے اس اعلان کے باوجود کہ خان عبدالغفار خاں کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑا جائیگا کیونکہ انھوں نے نہایت سنگین جرم کیا ہے اور ان کی رہائی صوبہ سرحد میں موجب نقض امن ہوگی پھر بھی خانصاحب موصوف اور ان کے بھائی کو رہا کر دیا گیا لیکن مشہور ضرب المثل کے مطابق "دودھ دیا مگر مینگنیاں ڈال کر" دونوں غیور بہادر پٹھانوں کو رہا کیا گیا مگر ایک ایسی پابندی لگا دی کہ رہائی و آزادی بالکل ایک بے معنی سی چیز ہو کر رہ گئی یعنی دونوں کو پنجاب اور صوبہ سرحد میں داخل ہونے سے روک دیا گویا جیل میں جو اطمینان سے بیٹھنے کا ایک ٹھکانا تھا وہ بھی چھین لیا اور غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے اور آوارہ گردی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

حکومت کے اس فیصلہ کو کسی حیثیت سے بھی دانشمندانہ نہیں کہا جا سکتا اور اگر سول نافرمانی ملتوی نہ کر دی گئی ہوتی تو خانصاحب موصوف ہرگز اس نامنصفانہ حکم کی پابندی نہ کرتے مگر چونکہ کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اس لئے خانصاحب نے اعلان کر دیا کہ وہ مجبوراً اس پابندی کو تسلیم کرینگے۔

حکومت کے پاس سوا اپنے بیان کے کہ خانصاحب کا داخلہ صوبہ سرحد میں نقض امن کا موجب ہوگا کوئی خفیف سی خفیف دلیل بھی اس قسم کی قید اور غیر منصفانہ پابندی عاید کرنے کی نہیں ہے دنیا جانتی ہے کہ خان صاحب نے بے نظیر عدم تشدد کا مظاہرہ ایسی صورتوں میں کیا ہے جبکہ وہ تشدد کر سکتے تھے اور انتہائی اشتعال انگیز حالات موجود تھے یہ خان عبدالغفار خاں ہی کی عدم تشدد کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ سرحدی صوبہ کے سخت غصیلے اور بات بات پر لڑنے اور مرنے و مارنے والے جنگجو پٹھان عدم تشدد کے ایسے پابند ہوگئے کہ سخت اشتعال انگیز حالات میں بھی انھوں نے عدم تشدد کا دامن نہیں چھوڑا اور کوئی ایک واقعہ بھی حکومت نہیں بتلا سکتی کہ خانصاحب کی تحریک خدائی خدمتگار کسی رضاکار نے عدم تشدد کے حلف کی خلاف ورزی کی ہو جبکہ حکومت نے جو دہشت انگیزی کا الزام اس تحریک پر لگایا تھا خان عبدالغفار جیل سے نکل کر اس کو چیلنج کیا کہ اگر حکومت کے پاس کوئی ثبوت اس قسم کا ہے تو وہ پیش کرے مگر حکومت نے آجتک اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا جب حالات یہ ہیں تو خان عبدالغفار اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کو سرحد و پنجاب میں داخل نہ ہونے دینا سخت ناانصافی ہے ہمیں امید ہے کہ چند دنوں کے بعد حکومت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے گی اور دونوں معزز بھائیوں کو اپنے وطن جانے کی اجازت دے دیگی۔

جواہرلال کی رہائی و گرفتاری

پنڈت جواہر لال نہرو ملک کے ان نوجوانوں میں سے ہیں جو تمام ملک بھر اور ملک کے باہر بھی بہت مقبول ہیں اس کی وجہ ان کی صاف طبیعتی اور بے باکانہ بے تعصبی اور ان کی بے لاگ حق گوئی اور بے خوف بہادری اور عدیم المثال ایثار و قربانی ہے کانگریس نے جب سول نافرمانی ملتوی کی اور اس کے باوجود حکومت نے جواہرلال کو رہا کرنے سے انکار کر دیا تو سارے ملک نے ایک متفقہ صدائے احتجاج بلند کی مگر حکومت کے کان پر جوں نہ رینگی۔ لیکن گذشتہ مہینہ میں پنڈت جواہرلال کی اہلیہ نہایت سخت بیمار ہو گئیں اور حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیا اور یوپی کی حکومت نے اپنی شرافت برتی کہ پنڈت جی کو دہرہ دون جیل سے الہ آباد میں عارضی طور سے رہا کر دیا اور آپ تقریباً ہفتہ عشرہ اپنی اہلیہ کی تیمارداری کر سکے۔ اگرچہ پنڈت جی نے کسی قسم کی شرط رہائی کے لئے منظور نہیں کی تھی اور آپ کو غیر مشروط طور پر چھوڑا گیا تھا مگر اس عرصہ میں آپنے کسی سیاسی مسئلہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کی حالانکہ کانگریس کے پروگرام میں عظیم تبدیلی ہوئی تھی اور سارا ملک آپ کی رائے معلوم کرنے کے لئے بیچین تھا خصوصاً نوجوان طبقہ جس کو امید تھی کہ آپ کانگریس کے موجودہ پروگرام کی مخالفت کا مشورہ دیں گے لیکن آپ نے کوئی بیان دیا اور نہ کوئی تقریر کی نہ کسی جلسہ میں آپ شریک ہوئے بہرحال صرف اپنی علیل اہلیہ کی تیمارداری میں مصروف رہے۔

لیکن جونہی مسز جواہر لال کی حالت کسی قدر سنبھلی حکومت نے پھر ان کو گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا جس وقت دوبارہ آپ کو جیل بھیجا گیا اس وقت کا آپ کے مکان کا نظارہ بہت ہی رقت انگیز تھا ایک طرف آپ کی اہلیہ تھیں جو ابھی چارپائی پر سے اٹھ بھی نہیں سکتی تھیں اور دوسری طرف بوڑھی والدہ جو جیل جاتے وقت اپنے اکلوتے فرزند سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگیں تھیں مگر ایسی حالت میں جواہرلال کو دکھی دلوں نے جیل پہنچا دیا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جواہرلال جی کو جیل میں رکھنا حکومت کا ظلم ہے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ موجودہ حالات میں ان کو جیل میں رکھنا بالکل غیر ضروری ہے حالات تبدیل ہو چکے ہیں کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اب یہ ممکن نہیں کہ جواہرلال از سر نو سول نافرمانی شروع کرا دیں ایسے پنڈت جواہرلال کا جیل میں رہنا بہ نسبت آزاد رہنے کے زیادہ مضر ہے کیونکہ ان کی گرفتاری سے بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہیگا خصوصاً نوجوانوں کے دلوں میں غم و غصہ کی لہر برابر بڑھتی رہے گی ہم پھر حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائینگے کہ وہ پنڈت جواہرلال نہرو کو رہا کر دے۔

مالوی جی کے ہتکنڈے

مالوی جی کانگریس کے راستے میں برابر روڑے اٹکا رہے ہیں اور انکی برابر کوشش ہے کہ یا تو کانگریس ان کی خواہش کے مطابق ہندو سبھا کا فرض ادا کرے اور اگر وہ یہ نہیں کرتی تو وہ اپنی پوری طاقت کانگریس کو نقصان پہنچانے میں صرف کر دینگے۔

مولوی کے ناظرین کو یاد ہوگا کہ آنیوالے اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے کا جو فیصلہ کانگریس نے کیا تھا اس کے متعلق کانگریس نے اپنی پالیسی کا یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ اسمبلی میں ہرگز کمیونل ایوارڈ کو نہ قبول کریگی نہ بالکل بیکار دیا جائیگا کیونکہ ملک کی کوئی جماعت اس سے

مطمئن نہیں ہو نہ مسلمان نہ ہندو نہ سکھ نہ پارسی اور نہ کوئی جماعت اس سے مطمئن ہے مثلاً مسلم لیگ جمعیت العلماء مسلم نیشنلسٹ پارٹی ہندو سبھا سکھ لیگ لبرل لیگ اور کانگریس چنانچہ اس کی مخالفت ہی سب سے پہلے اس کا مطالبہ استرداد دیتے پایا اس کے علاوہ یہ بھی کانگریس نے اعلان کیا کہ وہ مشترکہ قوانین کو مسترد کرا دینگے یعنی آرڈیننس وغیرہ جن کو قانونی شکل دیدی گئی ہے اس کے علاوہ وہ ہر بے اعتدالی کے جو فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق کانگریس نے یہ اعلان کیا کہ وہ سخت غلط اور شرانگیز و تفرقہ ڈالنے والا فیصلہ ہے مگر چونکہ ہندوستان کے فرقوں میں اس کے متعلق اختلاف ہے مسلمان کہتے ہیں کہ جب تک کوئی باہمی فیصلہ نہ ہو اس کی مخالفت نہ ہونی چاہیئے اور ہندو اور سکھ اس کے سخت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو ٹھکرا دینا چاہیئے۔

کانگریس ملک کی ایک نمائندہ جماعت ہونے کی مدعی ہے اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام فرقوں کے جذبات کی نمائندہ اور حقوق کی محافظ ہے اور وہ کسی فرقہ کو دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے دیگی اس اصول کے مطابق اس نے کمیونل اوارڈ یعنی فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ نہ اس فیصلہ کو شرانگیز سمجھتی ہو مگر چونکہ ملک کے رہنے والے فرقوں میں اس کے متعلق سخت اختلاف ہے اس لیے وہ نہ اس کو منظور کرے گی اور نہ نامنظور۔ پنڈت مالوی جی اس کو کیونکر برداشت کر سکتے تھے انھوں نے کانگریس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور کانگریس کے مقابلہ پر انتخاب لڑنے کے لئے ایک دوسری پارٹی بنیاد ڈالی اور اپنے ساتھ مسٹر آنے کو بھی ملا لیا جو ایک مرہٹہ وکیل ہیں۔

بیجا ضد اور ہٹ دھرمی

کانگریس نے بالکل منصفانہ پالیسی اختیار کی ہے اگر وہ کمیونل اوارڈ کو منظور کر لینے کا فیصلہ کرتی تو بیشک اس پر یہ الزام لگایا جاسکتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے اور اگر مسترد کر دیتی تو یہ الزام لگ سکتا تھا کہ ہندوؤں کی طرفداری کی لیکن اس نے ان دونوں میں سے کوئی سا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ ایک تیسرا راستہ اختیار کیا اور وہ غیر جانبداری کا راستہ جو موجودہ حالات میں بالکل منصفانہ راستہ ہے مگر افسوس ہے کہ مالوی جی جیسا لوچ بھی اپنی ہندو سبھائی ذہنیت سے مجبور ہیں اور چونکہ فرقہ وارانہ ذہنیت ملک میں موجود ہے اور اس کو اشتعال دیکر ابھارا جاسکتا ہے اسلئے مالوی جی نے کانگریس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی جرأت کی ان کو خوب معلوم ہے کہ فرقہ وارانہ ذہنیت کو اپیل کر کے کم نہ کچھ نشستیں کانگریس کے مقابلہ پر جیت لیں گے اس لئے وہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور کوئی سمجھوتہ نہ ہونے دیا اور سمجھوتہ کے سلسلہ میں جتنی تجویزیں پیش کی گئیں جو کسی طرح قابل قبول نہ تھیں مثلاً ایک شرط یہ پیش کی کہ سب ممبران کو فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق رائے اور عمل کی آزادی دیدی جائے اس کے معنے یہ تھے کہ نظم و ڈسپلن ہی کو ختم کر دیا جاتا اور اسمبلی کے تمام ممبر ستر بے مہار کی طرح ہو جاتے جیسا کہ جو چاہتا کہتا اور جو چاہتا کرتا اور جو ہوتی بولیاں بولتے اس کے بعد دوسری شرط پیش کی کہ اچھا نشستیں تقسیم کر لی جائیں اس طرح کہ ہندوؤں کی ۶۰ میں سے ۳۰ مالوی جی کو دیدیں اس مطالبہ کو بھی کانگریس نے نہ مانا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش ہوئی کہ ایسے حلقہ ہائے انتخاب جن میں مالوی پارٹی کے امیدوار کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہوں وہاں امیدوار نہ کھڑا کیا جائے لیکن کانگریس بورڈ نے کہا کہ ہمارا کوئی امیدوار اس قدر کمزور نہیں ہے جس کو ہم واپس لے لیں۔

پھر مالوی جی نے زور دیا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی میٹنگ طلب کی جائے اور اس میں کمیونل اوارڈ کا مسئلہ پیش کر کے اس کا فیصلہ حاصل کیا جائے کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی کہ اس نے جو فیصلہ کیا ہے اس کی صحت پر اسے کامل یقین ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی اس کی تائید کریگی پھر چونکہ انتخابات کانگریس کے ہو رہے ہیں بعض صوبوں میں ہو چکے ہیں بعض میں ہو رہے ہیں اس صورت میں ناممکن ہے کہ اجلاس طلب کیا جائے تاہم اگر ۲۰ ممبران درخواست دیں کہ اجلاس طلب کیا جائے تو قاعدہ کے مطابق وہ طلب کیا جائیگا۔

لیکن اس سے زیادہ چبھتا ہوا جواب کانگریس کے صدر سردار ولبھ بھائی پٹیل نے دیا اور انھوں نے مالوی جی سے پوچھا کہ اچھا اگر کانگریس کا اجلاس طلب کیا جائے اور وہ یہ فیصلہ کرے کہ نیشنلسٹ پارٹی توڑ دی جائے تو آپ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ڈھا دیں گے اس کا بھلا کیا جواب تھا مالوی جی نے چپ سادھ لی اور ٹال گئے حقیقت یہ ہے کہ مالوی جی کسی طرح کمیونل اوارڈ کو آڑ بنا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے کا حق بجانب ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔

کوئی فیصلہ نہ ہوسکا

بالآخر کوئی فیصلہ کانگریس اور مالوی جی کے درمیان نہ ہوسکا اور نہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ مالوی جی مہاراج کانگریس کو ہندو مہاسبھا کی پوزیشن میں لا ڈالنا چاہتے تھے اور یہ گویا اس کی موت کا مترادف ہوتا اسلئے مہاتما گاندھی سردار پٹیل اور دیگر کانگریسی لیڈران نے مالوی جی کے جال میں پھنسنے سے صاف انکار کر دیا اور وردھا کے آخری اجلاس میں جہاں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا آخری گفت و شنید کے انقطاع کا اعلان کر دیا گیا۔

اب پوزیشن یہ ہے کہ مالوی جی ہر جگہ کانگریس سے لڑنے کی کوشش کرینگے ان کے پاس صرف ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کر کے ہندوؤں کے ووٹ حاصل کرنے پر بھروسہ کرتے ہوں گے اور یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ سیاسی فہم و بصیرت کی کمی کی وجہ سے نہایت آسانی کے ساتھ فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیختہ اور مشتعل کیا جاسکتا ہے اور مالوی جی کو پنجاب دہلی اور یوپی کے اندر ضرور ایک کافی حد تک اس میں کامیابی ہو سکتی ہے لیکن اس کے باوجود کانگریس کے ہمہ گیر اور منظم آرگنائزیشن کا مقابلہ کرنا بھی آسان نہیں ہے کانگریس کا نظام ہر جگہ موجود ہے اور اس کے کارکن تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں جو نہایت مستعد تیار ہیں اور دلی جوش سے کام کرنے والے ہیں ان کے مقابلہ پر مالوی جی کے امیدواروں کو کامیاب ہونے کے لئے پاپڑ بیلنے پڑینگے۔

بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ کانگریس کے مقابلہ پر کچھ بہت زیادہ کامیابی ان کو حاصل نہ ہوگی آج سے پہلے بھی مالوی جی کانگریس کے خلاف بغاوت کر چکے ہیں یعنی ۱۹۲۶ء میں مالوی جی اور لالہ جی نے متحد ہو کر کانگریس کا مقابلہ کیا تھا مگر اس زمانہ میں کیا ہندو مہاسبھا اور کیا سنگھٹن کا اس قدر زور تھا کہ کانگریس کے مقابلہ پر بہت سی نشستیں ان دونوں کے حصہ میں آئی تھیں حالانکہ فرقہ وارانہ آگ لگانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا تھا اس زمانہ کے مقابلہ میں آج فضا

بہتر ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ ۱۹۳۴ء میں جس قدر کامیابی مالوی جی کو حاصل ہوئی تھی اس دفعہ کی بغاوت میں اس سے بھی کم کامیابی ہوگی اگرچہ مالوی جی مہاراج فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیختہ کرنے کی پوری کوشش کرینگے اور ابھی سے اس کے آثار صاف نظر آرہے ہیں کہ اس ناپاک کوشش میں کسی قدر ان کو کامیابی ضرور ہوگی کیونکہ جابجا فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے ہیں ان کو جیسا کہ کلکتہ سوشلسٹ پارٹی نے ریزولیوشن پاس کیا ہے مالوی جی کی سرگرمیوں سے تقویت حاصل ہوگی۔

بغاوت یا اصلاح

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ مالوی جی نے یہ چال چلی تھی کہ اپنی پارٹی کی طرف سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ آل انڈیا کانگریس کا اجلاس طلب کیا جائے اس چال یہ تھی کہ ملک پر یہ ظاہر کیا جائے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی مالوی جی کے ساتھ ہے صرف اس کی مجلس عاملہ مالوی جی کے خلاف ہے۔

لیکن سردار ولبھ بھائی پٹیل نے اس چال کو الٹا دیا اور انھوں نے مالوی جی سے سوال کیا کہ اچھا اگر آل انڈیا کانگریس کمیٹی یہ فیصلہ کرشے کہ آپ اپنی پارٹی توڑ دیں تو کیا آپ اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہیں اس کا جواب اس شخص کے پاس کیا ہوسکتا تھا جس کا منشا ہی کانگریس کے خلاف بغاوت کرنے کا بنا ہے مالوی جی نے انکار کر دیا اس پر ورکنگ کمیٹی نے بھی آل انڈیا اجلاس طلب کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اب جبکہ اخبارات میں مالوی جی اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کی گفتگو شایع ہوئی اور اس کا یہ اثر ہوا کہ مالوی جی ہٹ دھرمی کر رہے ہیں اور ان کو آل انڈیا کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے تو ایک بیان شایع کرایا ہے کہ آل انڈیا کے فیصلہ کے خلاف ہونیکی صورت میں بھی مجکو اس کی اصلاح کا حق ہو اگر میں اس کو غلط سمجھوں۔

مالوی جی مہاراج نے یہ عجیب و غریب بیان دیکر اپنی پوزیشن کو اور بھی خراب کر لیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی ممبر کسی جماعت کے فیصلہ سے اتفاق نہ کرتا ہو تو اس کو یہ حق ضرور ہے کہ وہ برابر اس جماعت کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتا رہے اس حق سے اس کو کوئی نہیں روک سکتا مگر اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ اس جماعت میں رہ کر وہ ایسی کوشش کرے عملاً اس جماعت کے فیصلہ شدہ پالیسی کے خلاف دوسری جماعت قائم کرکے اس کی مخالفت نہیں کرسکتا اگر وہ ایسا کریگا تو اس کا نام صرف بغاوت ہی رکھا جائیگا اس لئے مالوی جی کا یہ ارشاد کہ مجکو اصلاح کا حق ہے بالکل غلط ہے ان کا موجودہ طرز عمل اصلاح نہیں بلکہ تخریب اور بغاوت ہے۔

مسلمانوں کا فرض

اسمبلی کے انتخاب کے سلسلہ میں ہم پہلے بھی مسلمانوں کو یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ وہ صرف انہی امیدوار کو رائے دیں جو آزاد خیال اور حریت پرور ہوں رجعت پسند و حکام پرست امیدواروں کو ہرگز ہرگز رائے نہ دیں۔

ہم بارہا اپنی اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ حکام پرست و جاہ طلب و خطابات و اعزازات کے بھوکے طبقہ سے ذرہ بھر مسلمانوں کو کسی قسم کے نفع کی امید نہ رکھنی چاہیئے کیونکہ یہ ایک قدم بھی حکومت کی مرضی کے خلاف نہیں اٹھا سکتے اور ہمیشہ حکام اور حکومت ہی کی چشم و ابرو کی گردش پر ناچنا اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر ان کے سامنے اپنے اغراض و مفاد ہوتے ہیں ان کے سامنے ملی و قومی مفاد کی پرکاہ کے برابر وقعت نہیں ہوتی آجتک ایک شہادت بھی سارے ہندوستان سے اس قسم کی نہیں پیش کی جاسکتی کہ اس طبقہ کے افراد نے ملک و ملت یا مذہب بات کیلئے ادنی سی ادنی قربانی بھی کی ہو ان کے پاس لے دیکر صرف ایک حربہ ہے جو یہ ہمیشہ استعمال کرتے ہیں اور وہ ہندوؤں کی مخالفت کا حربہ ہے یعنی ہندوؤں کو گالیاں دیکر اور کانگریس کو اسلام دشمن کہکر یہ اپنا مقصد حاصل کیا کرتے ہیں ان کے اندر اتنی جرات تو ہوتی نہیں کہ حکومت کے خلاف ایک لفظ منہ سے نکال سکیں کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ دار و رسن ہو اور یہ اس کے مرد میدان نہیں ہیں اسلئے سب سے آسان اور بے ضرر نسخہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو اور کانگریس کو گالیاں دیکر اور ان مسلمانوں کو جو ہمیشہ قوم و ملت اور ملک و مذہب کے لئے سر بکف اور کفن بر دوش رہتے ہیں ہندوؤں کا غلام کہکر اپنا الو سیدھا کریں اس لئے ہم پہلے کی طرح اس دفعہ بھی مسلمانوں کو بھی مشورہ دیں گے کہ وہ آزاد خیال تیز گام حریت پرور اور ایثار پیشہ امیدواروں کو رائے دیں۔

ہندو سبھا کا اعلان انتخاب

ہندو سبھا نے بھی ایک انتخابی اعلان شایع کیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ جو جماعت بھی کمیونل اوارڈ کے خلاف ہوگی ہندو سبھا اس کا ساتھ دیگی اور چونکہ مالوی جی جو ہندو سبھا کے جنم داتا ہیں وہ کمیونل اوارڈ کے خلاف مجاہدانہ سرگرمیاں شروع کر رہے ہیں اس لئے ہندو مہاسبھا ان کی تائید کریگی کیونکہ کمیونل اوارڈ فرقہ پرستی کو بڑھاتا ہے اور ہندو سبھا ایک خالص قوم پرست جماعت ہے جو کانگریس سے زیادہ فرقہ پرستی کی دشمن اور قوم پرستی کی حامی ہو۔

اس تمام اعلان میں ایک لفظ بھی وائٹ پیپر یا ہندوستان کی آزادی اور سخت گیر قوانین کے بارہ میں نہیں کہا گیا سارا اعلان کمیونل اوارڈ کی بحث پر ہے اس کو دیکھئے اور پھر ہندو سبھا اور اس کے لیڈر بھائی پرمانند اور راجہ نریندر ناتھ کے قوم پرستی کے دعووں کو دیکھئے تو اسپر بے اختیار ہنسی آتی ہے مگر ان لوگوں کو ذرا شرم نہیں آتی۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مزیدار بات یہ ہے کہ مالوی جی مہاراج فرماتے ہیں کہ میری قوم پرست پارٹی کا ہندو مہاسبھا سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہندو سبھائیت کو پارٹی میں جگہ دی جائیگی مگر دوسری طرف راجہ نریندر ناتھ جو ہندو سبھا کے روح رواں ہیں فرماتے ہیں کہ ہندو سبھا اور مالوی جی کی پارٹی میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور دونوں کا مقصد بھی ایک ہی ہے

گاندھی جی کی کانگریس سے علیحدگی

چند روز ہوئے ایک مدراسی اخبار کے نمایندے نے یہ خبر اپنے اخبار کو بہم پہنچائی تھی کہ مہاتما گاندھی کانگریس سے علیحدگی اختیار کرنے والے ہیں اور یہ خبر ہندوستان کے تمام اخبارات میں فوراً شایع ہوگئی اگرچہ گاندھی جی نے اس خبر کو قبل از وقت اور غیر طے شدہ اور غیر مصدقہ کہکر اس کی تردید کر دی مگر اس امر کی تردید نہیں کی کہ اس قسم کا کوئی خیال اور کوئی ارادہ آپ کا نہیں ہو بلکہ خود تردیدی اعلان میں اس کا اعتراف کر لیا کہ اس قسم کا ارادہ آپ کا تھا اور اپنے دوستوں سے

آپ نے اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات بھی کیا

اب مزید رکشی اس مسئلہ پر پڑی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کو سوشلزم سے جس کا آجکل بہت زیادہ چرچا ہے سخت اختلاف ہے اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ کانگریس کی رہنمائی سے آپ علیحدہ ہو جائیں اور سب کو موقع دیدیں کہ وہ کانگریس کو جس طرح چاہیں چلائیں اس خبر سے کانگریس کے حلقہ میں سخت اضطراب پھیل گیا کیونکہ یہ قابلیت کہ کانگریس کے وقار کو قائم رکھکر سب کو ملائے رکھنا کسی شخص کے بس کی بات نہیں ہے اور اس امر کا بڑا ہوا اندیشہ ہے کہ مہاتما گاندھی کے کانگریس سے نکلتے ہی کانگریس کے اندر سخت رسہ کشی شروع ہو جائے گی اور مختلف سیاسی جماعتیں کانگریس پر قبضہ کرنے کی کوششیں کریں گی اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ سخت انتشار و اختلاف رونما ہو جائے گا اور کانگریس کا وقار اور اس کی طاقت خاک میں مل جائے گی اور بلحاظ آئندہ کوئی ایک پارٹی کانگریس پر قابض ہو جائے گی اور کانگریس کی حیثیت محض ایک پارٹی کی سی ہو کر رہ جائیگی اس لئے ہماری رائے میں نہ تو گاندھی جی کو کانگریس سے علیحدگی کا خیال کرنا چاہیئے اور سوشلسٹ پارٹی کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ گاندھی جی کانگریس کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔

درۂ دانیال کی قلعہ بندی

آخر کار ترکوں کے ساتھ مونٹرو کانفرنس میں جو بے انصافی درۂ دانیال کے متعلق کی گئی تھی اس کو ترکی حکومت نے دور کرا دیا ہوا یہ تھا کہ اول تو شیر برطانیہ کی کوشش یہ تھی کہ درۂ دانیال ترکوں سے لے لیا جائے اور بین الاقوامی قبضہ میں دیدیا جائے خیر یہ تو نہ ہو سکا اس کے بعد ترکوں کو مجبور کیا گیا کہ اس درۂ دانیال کی تمام قلعہ بندی مسمار کر دی جائے اور اس کو بالکل غیر مسلح کر دیا جائے اور جنگ و صلح ہر حالت میں ہر ایک قوم کے لئے کھلا رہے۔

ترکوں نے مجبور ہو کر اس شرط کو مان لیا تھا مگر حقیقتاً یہ ایک ظالمانہ و غیر منصفانہ شرط تھی کیونکہ اس کے معنے یہ تھے کہ جب کبھی جنگ شروع ہو تو فوراً کوئی بڑی بحری طاقت آکر اس پر قبضہ کر لے اور ترکوں کو بالکل بیدخل کر دے اور پھر اپنے حلیفوں کے سوا سب کے لئے اس کو بند کر دے کسی حکومت کے جہازوں کو نہ گذرنے دے کیونکہ جنگ کے زمانہ میں سارے عہدنامے اور تمام معاہدے پیروں کے تلے روند دئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر نہر سویز کو لیجئے جب معاہدہ جنگ و صلح ہر ایک زمانہ میں سب اقوام کے جہازوں کے لئے اسے کھلا رہنا چاہیئے مگر چونکہ قبضہ برطانیہ کا تھا اس لئے جنگ عظیم کے زمانہ میں سوائے برطانیہ اور اس کے حلیفوں کے سب کے لئے نہر سویز بند کر دی گئی۔ اس لئے ترکی حکومت درۂ دانیال کو قلعہ بند اور مسلح کر لینے میں بالکل حق بجانب ہے اور اب ہر ایک حکومت کو اطمینان ہونا چاہیئے کہ اگر ادر بین الاقوامی معاہدوں کا احترام کیا گیا تو اس کا بھی کیا جائے گا۔

روحانی ممالک کے سردار بنو

ہمزاد حاصل کرو

دنیا کے سب کام عملیات کی امداد سے سرانجام دینے کی قابلیت حاصل کریں

کیا آپکے دل میں بھی جلد خواہشات پوری کرنیکی تمنا ہے۔ کیا آپ جام جمشید۔ الہ دین کا عجیب و غریب چراغ یا عمرو عیار کی زنبیل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ آپ پر دنیا کا حال آئینہ ہو۔ موکلات تابع رہیں جس شے کی ضرورت ہو۔ مل جائے۔ تو ان سب عملیات سے بہتر کارآمد عملیات ہم سے سیکھیں۔ یہ عمل ہمنام میں انکے عامل بنکر روحانی دنیا پر حکومت کریں۔ علم ہمزاد ایسا علم ہے جسکا ہر ایک نے نام سنا ہوا ہے لیکن آجتک کسی فرد نے آنکھ سے نہیں دیکھا۔ البتہ علم ہمنام ایک ایسا علم ہے۔ جو ہر وقت انسان کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے جسکو عام لوگ خواب میں ہر روز دیکھتے ہیں۔ ہمنام ایک ایسا دوست ہے جو ہر وقت عامل کے ساتھ رہتا ہے۔ اور فرمانبرداری کیلئے حاضر رہتا ہے۔ ہر مذہب ملت کا آدمی طلب کر سکتا ہے۔ رزق میں ترقی۔ تبادلہ۔ حب۔ محبوب کو متوجہ کرنا۔ آسیب زدہ مرد عورت اور بچوں کا علاج فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے۔ بذریعہ خط و کتابت علاج کرا سکتے ہیں۔ اس لئے بغرض ہمنام کے بھی خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

چند تازہ ترین سارٹیفکیٹ: جناب حافظ [illegible] صاحب رفیع گنج گیا سے تحریر فرماتے ہیں ہمنام عمل کے حالات حسب ذیل ہیں میرا ہمنام ہر وقت میرے ساتھ رہتا ہے جو کام میں کرتا ہوں وہی میرا ہمنام کرتا ہے اگر میں عمل کرتا ہوں تو میرا ہمنام بھی عمل کرتا نظر آتا ہے۔ اور رات کو بھی نظر آتا ہے۔

بابو نور محمد صاحب گڈس کلرک بھٹنڈہ تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے جو تعویذ حب کے واسطے محبوب کو قبضہ میں کرنیکے منگوایا تھا مجھکو اس میں پورے طور سے کامیابی ہوئی۔ واپسی ڈاک مجھکو عمل ہمنام کرنے کے لئے مفصل تحریر فرمائیں۔ [illegible] پانچ پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر فہرست عملیات طلب کریں۔

سورج بھان صاحب رٹک سے تحریر فرماتے ہیں۔ میرا ہمنام اول ہی دن سے مجھکو دکھلائی دینے لگ گیا۔ جو وقت بتلایا جاتا ہے اس وقت پر جگاتا ہے۔

بابو عبدالقادر صاحب گڈس کلرک انبالہ سے لکھتے ہیں۔ میری تبدیلی آپکی کوشش سے میری حسب منشا ہوگئی۔ عرصہ دس سال سے میری ترقی اور تبدیلی رکی ہوئی تھی۔ آپ کی دعا سے دونوں کام ہوگئے۔ تارا چند صاحب اودھم پور ریاست جموں تحریر فرماتے ہیں۔ آپکا عمل ہمنام ایسا ہے کہ اگر اسکو پارس کہا جائے تو بجا ہے۔ مجھے آپ ایک بہادر اور بارسا بجا و عمل کراتی ثابت ہوئے ہیں۔ نوٹ۔ کوئی عمل خلاف شریعت نہیں

نوٹ۔ جواب کیلئے پانچ پیسہ کے ٹکٹ روانہ کریں ورنہ جواب نہیں دیا جائیگا۔

پتہ: شیخ محمد یسین دفتر رموز ہمنام (ہمزاد) پوسٹ بکس نمبر ۴ - لودھیانہ - پنجاب

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ
مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ
مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ
بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ فَاِنْ عُثِرَ
عَلٰۤی اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ
الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ
اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ
ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰی وَجْهِهَاۤ اَوْ یَخَافُوْۤا اَنْ
تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَ
اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ قرابتدار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے کہ ہم اس حالت میں سخت گناہگار ہوں گے۔ پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ورنہ ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جاویں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کی جاویں گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہ کریں گے۔

تفسیر ترمذی ابوداؤد تفسیر ابن جریر وغیرہ میں امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس سے جو حدیثیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ دو شخص نصرانی اور ایک شخص مسلمان ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے سفر کو گئے اور وہ مسلمان شخص بیمار ہو کر جب قریب المرگ ہو گیا تو اس نے اپنے مال کی ایک فہرست لکھ کر مال کی گٹھری میں رکھ دی اور وہ گٹھری ان دونوں نصرانیوں کو دے کر وصیت کی کہ تم یہ گٹھری میرے وارثوں کو دیدینا اس گٹھری میں ایک چاندی کا کٹورا سونے کے نقش کا بھی تھا وہ کٹورا ان نصرانیوں نے اس مال میں سے نکال کر باقی کا مال اس مسلمان کے وارثوں کو دیدیا اس گٹھری کے کھولتے وقت ان نصرانیوں کی نظر اس فہرست پر نہیں پڑی اس مسلمان شخص کے وارثوں نے جب مال کی گٹھری اچھی طرح کھولی تو وہ فہرست ان کی نظر پڑی اور فہرست کے موافق وہ کٹورا مال میں نظر نہ آیا تو مسلمان شخص کے وارثوں نے اس کٹورے کا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نصرانیوں کو قسم دی انہوں نے قسم کھائی کہ جو مال اس مسلمان شخص نے مرتے وقت ہم کو دیا تھا ہم نے وہ سب مال اس کے وارثوں کے حوالہ کر دیا پھر وہ کٹورا ایک سنار کے پاس سے نکلا اور اس مسلمان شخص کے وارثوں نے قسم کھائی کہ وہ کٹورا ان کے مورث کا تھا جس سے اس کٹورے کی قیمت ان نصرانیوں سے مسلمان شخص کے وارثوں کو دلائی گئی اس قصہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی اگرچہ ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے لیکن ابن عباس کی سند معتبر ہے اس کے علاوہ یہ روایت علی بن مدینی کے قول کے موافق صحیح بخاری میں بھی ہے علی بن مدینی نے یہ جو کہا ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن ابی القاسم نامعلوم الحال ہے یہ ابن ابی قاسم محمد بن ابی القاسم ہے جس کو یحییٰ بن معین اور ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے جس سے ابی القاسم کے نامعلوم ہونے کا شبہ رفع ہو گیا۔ حاصل مطلب آیت کا یہ ہے [illegible] حالت میں جب اپنے وارثوں سے دور ہو اور [illegible] اس کو چاہیے کہ اس مال کو وارثوں تک پہنچانے کے لئے دو مسلمان [illegible] وصیت کا گواہ کر دیوے اگر [illegible] تو وصی کے لئے [illegible] اسلام کی شرط باقی نہ رہے گی اس کے بعد وصی لوگوں کے بیان پر وارثوں کو کچھ اعتراض نہ ہوگا تو ان دونوں شخصوں سے [illegible] ہو جاوے گا کیونکہ وہ دونوں شخص وصی بھی ہیں اور وصیت کے گواہ بھی [illegible] اگر میت کے وارثوں کو وصیت کے گواہوں کے حق میں کچھ [illegible] کو ان وصیت کے گواہوں کو [illegible] دیا جاوے گا کہ [illegible] بیان صحیح ہے اس حلف کے بعد بھی میت کے وارث اگر اپنے حق [illegible] بیان کریں گے تو ان وارثوں سے گواہان وصیت کے خلاف بیانی کے ثبوت میں کچھ شہادت ہو گی تو وہ لیا [illegible] گواہان وصیت کے خلاف بیانی [illegible] کے وارثوں سے حلف لیا جاوے گا اسی پر فیصلہ اخیر ہوگا [illegible] اور گواہوں سے قسم لینے کے مخالف ہیں [illegible] بہت طرح طرح کے شبہات کئے ہیں لیکن حقیقت میں [illegible]

طرح کہا ہے جس طرح لعان کے مسئلہ میں فریقین کو حلف دیا جاتا ہے لعان کے مسئلہ کی تفصیل سورہ نور میں آوے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی میاں اپنی بی بی پر بدکاری کی تہمت لگاوے اور گواہ نہ ہوں تو مرد پر ثبوت دعویٰ کی غرض سے اور عورت پر برات کی غرض سے قسم آتی ہے "من بعد الصلوٰۃ" کی تفسیر جن علماء نے عصر کی نماز کے بعد لکھی ہے وہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی جھوٹی قسم کو خوفناک اور اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے دور ہو جانے کا سبب فرمایا ہے آگے فرمایا یہ وارثوں کی قسم کا حکم اسلئے ہے کہ وصیت کے گواہوں کو یہ خوف رہے کہ وصیت کی قسم کے آگے ان کی قسم جھوٹی ٹھہراکر ان کی رسوائی نہ ہو اور یہ بھی فرمایا کہ عام مسلمانوں کو جھوٹی قسم سے اور شریعت میں اور منا ہی کی جو باتیں ہیں ان سے بچنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا اور احکام الٰہی کو فرمانبرداری کی نیت سے سننا چاہیئے اس نصیحت کے بعد بھی جو کوئی نافرمانی کریگا تو اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو زبردستی راہ پر لانا نہیں چاہتا اس لئے کہ انتظام الٰہی کے موافق امتحان کی جگہ ہے زبردستی کی جگہ نہیں ہے معتبر سند سے ابوداؤد میں ابوموسیٰ اشعری کا ایک قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کوفہ کا رہنے والا ایک مسلمان شخص حالت سفر میں جب مرنے لگا تو اس نے اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو اپنی وصیت کا گواہ قرار دیا ابوموسیٰ اشعری کوفہ کے حاکم تھے اس لئے یہ مقدمہ ان کے روبرو پیش ہوا اور انہوں نے اس آیت کے موافق گواہوں سے قسم لیکر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ بعضے مفسروں نے اس آیت کو منسوخ العمل جو قرار دیا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منسوخ ہو جاتی تو پھر صحابہ کے زمانہ تک اس کا عمل کیونکر باقی رہتا اور ابوموسیٰ اشعری کے فیصلہ کو سب صحابہ کیونکر تسلیم کرتے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

(ترجمہ) جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو مع ان کی امتوں کے جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائینگے کہ تم کو ان کی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی ہم کو کچھ خبر نہیں اس کو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں۔

تفسیر۔ اوپر ذکر تھا کہ طرح طرح کی نصیحت کے بعد بھی جو لوگ اللہ کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرینگے اور ان کی نصیحت کے موافق احکام الٰہی کو نہ مانیں گے تو دنیا میں اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو زبردستی راہ راست پر لانا نہیں چاہتا اس آیت میں ایسے لوگوں کا عقبیٰ کا حال یوں ذکر فرمایا کہ ان کی نافرمانی کے سبب سے اللہ کے رسول ان کی فرمانبرداری کی شہادت ادا نہ کرینگے بلکہ اللہ عالم الغیب کے علم پر ایسے لوگوں کی حالت کو اس لئے سونپ دیں گے کہ ان کے نافرمانوں میں زبانی فرمانبردار دلی نافرمان بھی ہوں گے جن کو منافق کہتے ہیں جن کے دل کا حال بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں اور بعضے ایسے بھی ہوں گے جو رسول کی وفات کے بعد دین سے پھر گئے غرض امت کے سب لوگوں کی تفصیلی حال اللہ ہی کو معلوم ہے اس واسطے اللہ کے رسول امت کی فرمانبرداری کی حالت کو اللہ کے علم پر سونپ دیویں گے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ اور سہل بن سعدؓ وغیرہ کی حدیثیں گذر چکی ہیں کہ بعضے لوگوں کو حوض کوثر پر سے ہٹا دیا جاوے گا یہ حالت دیکھکر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے کہیں گے کہ یہ لوگ تو فرمانبرداروں سے ہیں تو فرشتے جواب دینگے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ فرمانبرداری پر قائم نہیں رہے۔ یہ حدیثیں اور اس قسم کی اور حدیثیں آیت کی تفسیر ہیں جن سے ساری امت کی حالت کو اللہ کے علم پر سونپے جانے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝

(ترجمہ) جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے کہ اے عیسےٰ ابن مریمؑ میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جبکہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل کی تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بنجاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیماروں کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر دیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاکت سے) باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھپر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیئے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔

تفسیر۔ اوپر ذکر تھا کہ ہر امت کے نافرمان لوگوں کو قائل کرنے کے لئے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ سب رسولوں سے پوچھے گا کہ تم نے جو اپنی اپنی امتوں کو اللہ کی وحدانیت اور اس کے خالص عبادت کرنے کے احکام پہنچائے تو انہوں نے ان احکام پر کیا عمل کیا۔ ان آیتوں میں یہود و نصاریٰ کے قائل کرنے کے لئے خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا پیدا ہوتے ہی حضرت مریم کی

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب: بچوں کا عیدگاہ جانا (ثابت ہے)

۹۰۸۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عیدگاہ) گیا پس آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا بعد اس کے عورتوں (کی صف) کے پاس آئے اور انھیں وعظ ونصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ دینے کا حکم دیا۔

باب عید کے خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا (ثابت ہے) ابو سعید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مقابل کھڑے ہوتے تھے۔

۹۰۹۔ براء (بن عازب) کہتے ہیں کہ عید الضحیٰ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور دو رکعتیں (نماز عید کی) پڑھیں بعد اس کے ہماری طرف اپنا منہ کیا اور فرمایا کہ سب سے پہلی عبادت ہماری ہمارے اس دن میں یہ ہے کہ ہم نماز سے ابتدا کریں پھر لوٹ کر قربانی کریں تو جو شخص ایسا کریگا وہ ہماری سنت کے موافق ہوگا اور جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو وہ ایک چیز ہے جو اس نے اپنے لوگوں کے لئے جلدی سے تیار کر لی قربانی میں اس کا شمار نہیں پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ذبح کر چکا اور اب میرے پاس ایک چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے جو سال بھر کے بچے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اس کو ذبح کر دو اور تمہارے سوا کسی دوسرے کے لئے (ایسی قربانی) کافی نہ ہوگی۔

باب۔ عیدگاہ میں نشان بنانا (درست ہے)

۹۱۰۔ عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کہا ہاں اور اگر میری قرابت نہ ہوتی تو میں شریک نہ ہو سکتا مجھے یاد ہے کہ آپ گھر سے چلے یہانتک کہ اس نشان کے قریب پہنچے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے پھر آپ نے نماز پڑھی بعد اس کے کہ خطبہ پڑھا بعد اس کے عورتوں کے پاس آئے اور بلال آپ کے ہمراہ تھے آپ نے عورتوں کو وعظ ونصیحت کی اور انھیں صدقہ دینے کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ بڑھا کر بلال کے کپڑے میں (زیور وغیرہ اتار کر) ڈال رہی تھیں پھر آپ اور بلال اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

باب عید کے دن امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا (سنت ہے)

۹۱۱۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر کے دن نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے پہلے نماز پڑھی بعد اس کے خطبہ پڑھا پھر جب فارغ ہوئے (تو منبر سے) اترے اور عورتوں کے قریب تشریف لائے اور انھیں نصیحت کی اس وقت آپ بلال کے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے اس میں عورتیں صدقہ ڈالتی جاتی تھیں (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے عطاء سے کہا کہ کیا وہ عید الفطر کی زکوٰۃ تھی انھوں نے کہا نہیں یونہی ایک صدقہ تھا جو وہ اس وقت دیتی تھیں کوئی عورت اپنی انگوٹھی ڈال رہی تھی اور (اسی طرح اور عورتیں اپنے زیورات) ڈال رہی تھیں میں نے عطاء سے کہا کہ کیا تم اس (عید کے دن وعظ ونصیحت کرنے کو) امام پر ضروری سمجھتے ہو اور (کیا امام پر لازم ہے کہ) عورتوں کو نصیحت کرے انھوں نے کہا بیشک یہ امام پر لازم ہے اور انھیں کیا عذر ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے ابن جریج کہتے ہیں مجھ سے حسن بن مسلم نے انھوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے یہ روایت بیان کی کہ ابن عباس نے کہا کہ میں عید الفطر میں نبی صلی اللہ (علیہ) وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ رہا یہ لوگ خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے پھر بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ نماز عید کے لیے) تشریف لے گئے گویا میں (اب بھی) آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں جس وقت کہ آپ (لوگوں) کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کر کے بٹھا رہے تھے پھر آپ صفوں کو پھاڑتے ہوئے سامنے تشریف لائے یہانتک کہ عورتوں کے پاس پہنچے بلال آپ کے ہمراہ تھے آپ نے یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ تلاوت فرمائی اور جب اس کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے عورتوں تم اسی عہد پر قائم ہو ایک عورت ان سے بولی کہ ہاں اس کے سوا کسی عورت نے جواب نہیں دیا حسن (راوی حدیث) کو معلوم نہیں کہ وہ کون عورت تھی راوی کہتا ہے کہ پھر سب عورتوں نے صدقہ دیا اور بلال (رضی اللہ عنہ) نے پھر اپنا کپڑا پھیلا لیا پھر آپ نے فرمایا کہ صدقہ دیئے جاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں چنانچہ وہ فتخ اور انگوٹھیاں بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں عبدالرزاق کہتے ہیں کہ فتخ بڑی انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں

باب اگر کسی عورت کے پاس عید میں (جانے کے لئے) اوڑھنی نہ ہو تو وہ کیا کرے

۹۱۲۔ حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن (عیدگاہ) جانے سے منع کیا کرتے تھے پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری میں اس کے پاس گئی تو اس نے بیان کیا کہ میرے شوہر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہ جہاد کئے اور میری بہن چھ جہادوں میں ان کے ہمراہ تھیں میری بہن کہتی تھیں کہ ہم بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کا علاج کیا کرتے تھے پھر انہوں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب عورت کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو کیا اس پر کچھ گناہ ہے کہ (عید کے دن) باہر نہ نکلے آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھ والی کو چاہیئے کہ اپنی اوڑھنی اسے اڑھا دے اور عورتوں کو چاہیئے کہ نیکی میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں پھر جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس بارہ میں (نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے) کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر فدا ہو جائے اور وہ جب کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں بابی ضرور کہتیں آپ فرماتے تھے کہ جوان عورتوں پردہ والیوں کو چاہیے کہ عید کے دن باہر نکلیں یا یہ فرمایا جوانوں اور پردہ نشینوں کو چاہیے اور شک [illegible] حیض والیاں [illegible] چاہیے مگر حیض والیاں عیدگاہ سے علیحدہ رہیں اور سب عورتیں نیکی میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں [illegible] میں نے ام عطیہ سے کہا کہ کیا حیض والیاں بھی عیدگاہ جائیں ام عطیہ نے کہا ہاں کیا [illegible] والی عورت عرفات میں اور فلاں فلاں مقام میں حاضر نہیں ہوتی۔

باب حیض والیوں کو عیدگاہ سے علیحدہ رہنا ضروری ہے

۹۱۳ ام عطیہ کہتی ہیں ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ عیدگاہ جائیں اور حیض والی عورتیں اور جوانوں اور پردہ نشینوں کو بھی لیجائیں اور ابن عون کہتے ہیں [illegible] کہا کہ جوان پردہ والی عورتوں کو مگر حیض والیاں مسلمانوں کی [illegible] میں اور ان کی دعا میں تو ضرور شریک ہو جائیں لیکن عیدگاہ سے علیحدہ رہیں۔

باب عیدگاہ میں اونٹ کی یا اور کسی چیز کی قربانی کرنا مسنون ہے

۹۱۴ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی یا اور کسی جانور کی عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے

باب عید کے خطبہ میں امام کی اور لوگوں کی باتیں کرنا جائز ہے اور جب امام سے خطبہ پڑھنے کی حالت میں کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے)

۹۱۵ حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن نماز کے بعد ہم لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہماری جیسی قربانی کرے تو اس نے ٹھیک کام کیا اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرلے تو وہ صرف گوشت کی بکری سمجھی جائے گی قربانی نہ ہوگی پس ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نماز کے لئے آنے سے پہلے قربانی کر چکا اور میں نے سمجھا تھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے لہذا میں نے جلدی کی اور کھا لیا اور اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلا دیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] وہ تو ایک گوشت کی بکری تھی قربانی کی نہیں [illegible] میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ [illegible] بکری [illegible] گوشت کی دو بکریوں سے اچھا ہے کیا وہ میری طرف سے کافی [illegible] آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہارے بعد [illegible] کسی کے لئے کافی نہیں۔

۹۱۶ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور حکم دیا کہ جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو وہ دوبارہ ذبح کرے پس انصار میں سے ایک شخص کھڑے ہو گئے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے کچھ پڑوسی ہیں اور یہ کہا کہ وہ بھوکے تھے یا یہ کہا کہ وہ فقیر تھے اور اسی وجہ سے میں نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا اور میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے وہ ایسا فربہ ہے کہ میرے نزدیک گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے تو آپ نے ان کے لئے اس کی (قربانی کی) اجازت دیدی۔

۹۱۷ حضرت جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو اسے چاہیے کہ اس کے عوض میں دوسری قربانی کرے اور جس نے (اب تک) قربانی نہ کی ہو اسے چاہیے کہ (اب) اللہ کا نام لیکے ذبح کرے۔

باب جس شخص نے عید کے دن جب لوٹنے لگا تو راستہ بدل دیا (جس راستہ سے گیا تھا اس راستہ سے نہ لوٹا) تو اس نے موافق سنت کیا۔

۹۱۸ حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا راستہ بدل دیتے تھے۔

باب جب کسی کی نماز عید جاتی رہے تو وہ دو رکعت نماز پڑھ لے اور ایسا ہی عورتیں اور وہ لوگ جو گھروں میں یا گاؤں میں ہوں (دو رکعت نماز پڑھ لیں) بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ھذا عیدنا یا اھل الاسلام اور حضرت انس بن مالک نے (مقام) زاویہ میں اپنے مولی ابن ابی عتبہ کو (ایک مرتبہ) حکم دیا تو اس نے اپنے لڑکے [illegible] کو جمع کیا اور حضرت انس نے شہر والوں کی طرح نماز پڑھی اور انہیں کی طرح تکبیر کہی اور عکرمہ کہتے ہیں کہ گاؤں والے عید کے دن جمع ہوں اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ امام پڑھتا ہے اور عطا نے کہا ہے کہ جب کسی کی نماز عید جاتی رہے تو وہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

۹۱۹ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ منی کے زمانہ میں ابوبکر صدیق ان کے پاس آئے اور ان کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا اوڑھے ہوئے (لیٹے) تھے تو ابوبکر صدیق نے ان دونوں کو ڈانٹا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ کھول دیا اور فرمایا کہ اے ابوبکر انہیں (چھوڑ دو) [illegible] عید کا دن ہے اور یہ منی کے دن ہیں اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک مرتبہ) آپ مجھے چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی اور وہ لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر نے انہیں ڈانٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو بے خوف ہو [illegible] بنی ارفدہ

باب نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھنا کیسا ہے اور ابو معلی کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے سنا وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے تھے کہ وہ نماز عید سے پہلے نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

۹۲۰ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عید پڑھی اس کے قبل اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی اور (اس وقت) بلال آپ کے ہمراہ تھے

ڈیڑھ ماہ میں انگریزی آجائیگی اگر آپ ماسٹر صاحب کی نیو انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں
اور روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے کسی استاد کی بھی حاجت نہیں۔
ضخامت ایک سو چھبیس صفحات قیمت ۸ محصول ۶ کل ۱۴
مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

جبکہ رمضان کے چاند پر دو شخصوں نے گواہی دی تھی اور مطلع صاف نہ تھا اور قاضی نے ان کی گواہی قبول کر لی تھی اور اب تیس روزے پورے ہو گئے تو عید کا چاند دیکھنے کے وقت پر اگر مطلع صاف نہیں ہے تو دوسرے دن بالاتفاق روزہ نہیں ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تب بھی صحیح قول یہی ہے کہ روزہ نہیں ہوگا۔

باقی مہینوں کے چاند کے احکام

عید الفطر و عید الضحیٰ کے رویت ہلال کے ایک ہی احکام ہیں۔ اور یہی ظاہر روایت ہے اور یہی صحیح ہے۔

دلیل یہ ہے کہ جس طرح عید الفطر سے انسان کا نفع متصور ہے اسی طرح عید الضحیٰ سے بھی ہے یعنی قربانی کا گوشت کھانا لہذا ہلال عید الضحیٰ کے متعلق بھی احکام یکساں ہیں۔ امام ابو حنیفہ سے ایک روایت اس کے خلاف بھی آئی ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ ہلال عید الضحیٰ کے احکام مثل ہلال رمضان ہیں۔

گواہی کے متعلق یہی حکم اور مہینوں کے چاند کے متعلق ہے کہ جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جن کو حد نہ لگی ہو گواہی نہ دیں جب تک گواہی قبول نہ ہوگی۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی عیدین کے چاند کے متعلق مقبول ہوگی اور تحفہ میں بھی لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے اور احادیث بھی اس سے موافقت کرتی ہیں مگر صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار نہیں کیا۔

اگر شہادت رویت ہلال شوال و ذی الحجہ کے متعلق ہو اور آسمان پر ابر غبار بھی ہو تو ایک شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی بلکہ ایک سے زیادہ آدمی کی شہادت کی شرط ہے اور گواہوں کا عادل ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط ہے۔

اگر مطلع صاف نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ رمضان، شوال، ذی الحجہ تینوں مہینوں کے چاند کے متعلق ایک گروہ کی گواہی قبول کی جائے۔ از شرح وقایہ۔

جنایات اور ان کی اصلاح کے قواعد

روزہ میں دو باتیں منع ہیں کھانا پینا اور مجامعت لیس ان کی خلاف ورزی جنایات ہیں جو مختلف روزہ داروں کی طرف سے عمل میں آتی ہیں یا تو قصداً ایسا کرے یا غلطی سے یا کسی زبردستی سے یا بھول کر۔ تو بعض تین صورتوں میں تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس کی قضا دینی ہوگی اور چوتھی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا تو اس کی قضا بھی نہیں دینی ہوگی۔ [illegible] اگر رمضان کا روزہ [illegible] [illegible] ٹوٹ جائے تو خاص [illegible] کے علاوہ کفارہ بھی لازم ہوگی [illegible] [illegible] [illegible] کے متعلق جو جنایات ہونے لگے ہیں [illegible] اور اس کی اصلاح [illegible] روزہ میں کوئی چیز نہ جائے ورنہ روزہ ٹوٹ جائیگا اور [illegible] کے متعلق تو خاص طور پر ممانعت ہے وہ [illegible] ہے پھر بعض جنایات غلطی و شبہ پر مبنی ہیں اور بعض مفروضہ کی شناخت میں غلطی واقع ہونے پر بعض بیہوشی اور جنون اور بیماری کے متعلق حالت روزہ میں تغیر ہونے پر۔ مگر سب کا اصول یہی ہے کہ کوئی کھانے یا اصلاح کی چیز اندر نہ جائے اور مجامعت نہ کی جائے۔

یاد رہے جو جنایات اور اصلاح رمضان کے روزوں سے متعلق بھی چاہئیں الا جبکہ واجب یا نفل روزوں کے متعلق خاص طور پر ذکر کیا گیا ہو پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان ہی جنایات یا اصلاح کو اگر واجب یا نفل روزوں سے متعلق سمجھنا ہو تو جہاں اصلاح کفارہ سے کی جاتی ہے وہاں قضا سے سمجھنی چاہئے اور باقی تمام اصلاحات وہی ہیں۔

ہدایات اس باب میں جہاں لفظ قضا لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روزے کی قضا دو اور جہاں کفارہ لکھا ہے وہاں مطلب یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں دو۔

ان کے [illegible] [illegible] ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا اور [illegible] کے [illegible] ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔ [illegible] کے [illegible] [illegible] ہیں ایسی روزہ [illegible] نہیں بلکہ مکروہ ہوگا اور [illegible] [illegible] [illegible]۔

مفسدات روزہ ان کی خلاف ورزی اور ترو

ا- روزہ میں [illegible] [illegible] ہیں۔ کھانا پینا۔ مجامعت

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو یا نہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پیٹ میں [illegible] ہے مگر [illegible] [illegible] [illegible] اگر منہ [illegible] یا منہ اس سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا جو دانستہ کھائے یا غلطی سے الا اگر کوئی چیز معدہ میں جائے [illegible] اس کا کچھ حصہ باہر ہو جیسے نیزہ پیٹ میں گیا اور جلدی سے نکال لیا اور اس کا کچھ حصہ باہر تھا یا تاگہ میں باندھ کر بوٹی کھائی کہ تاگہ کا سرا باہر تھا تو ایسی صورتوں میں جلدی سے وہ چیز باہر کر دے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

ب اندر کی اندرونی معدہ میں یا دماغ میں لگی۔ اگر دانت میں سے خون نکلے اور تھوک سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یا ناک کا رینٹ اندر کی اندر حلق کے [illegible] [illegible] [illegible] چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا یا اگر کوئی چیز معدہ تک پہنچ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو جا یا معدہ تک پہنچ ہی نہیں سکتا [illegible] [illegible] [illegible] ہوگا۔

ج سوراخ [illegible] [illegible] [illegible] اگر کوئی چیز اندر کی جائے مثلاً سر میں زخم ہے اس پر دوا لگائی [illegible] دماغ تک پہنچ جائے گی یا کان میں تیل ڈالا یا دست پا پانی سے دیا کہ پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا

اگر مذکورہ بالا سہواً واقع ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
اگر دانستہ مجامعت کی یا غلطی سے یا کسی کی زبردستی سے کی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔
اگر لقل مجامعت کی یعنی غیر محل مشتہی تب بھی روزہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر بوسہ لیا یا مباشرت فاحشہ کی تب بھی بشرطیکہ انزال ہو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اگر مذکورہ بالا سہواً واقع ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر روزے میں دانستہ کھائے یا مجامعت کرے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔ اگر رمضان میں ایسا کیا تو علاوہ قضا کے کفارہ بھی دینا ہوگا مگر صرف خاص صورتوں میں یعنی جبکہ کھانے یا پینے کی چیز کھائی جائے یا مجامعت صحیح معنوں میں کی جائے یا قضا دی جانے کی صورت ایک ہی روزہ میں دو مرتبہ واقع ہو۔ ورنہ قضا ہی دی جانی کافی ہے بلکہ اگر رمضان کے روزہ میں رات سے نیت نہ کی ہو تو اس کے توڑنے سے بھی صرف قضا ہی لازم ہوگی۔

۱۔ احادیث صحیح بخاری میں ہے تعلیقاً کہ کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر اس چیز سے واقع ہوتا ہے جو داخل ہو (بدن میں) اور نہ اس سے جو خارج ہو (بدن سے) اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس قال الفطر مما دخل ولیس مما خرج اور عبدالرزاق نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وضو ٹوٹ جانا اس چیز سے ہے جو نکلے (بدن سے) اور نہیں ٹوٹتا اس سے جو داخل ہو (بدن میں) اور فطر روزہ میں اس سے واقع ہوتا ہے جو داخل ہو (بدن میں) اور نہ اس سے جو خارج ہو (بدن سے) اور حضرت علی سے بھی اسی طرح مروی ہے روایت کیا اس کو بیہقی نے۔

اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں کوئی کھانے کی چیز یا دوا کھا لے یا پیئے تو اس کو قضا بھی دینی ہوگی اور کفارہ بھی۔ لیکن امام شافعی کہتے ہیں کہ کفارہ اس کے ذمہ نہیں ہوگا (یعنی صرف اس روزہ کی قضا دینی ہوگی) کیونکہ شرع نے جو کفارہ بسبب جماع کے کہا ہے وہ بھی خلاف قیاس ہے کیونکہ گناہ کی معافی تو توبہ سے حاصل ہو جاتی ہے تو اس طرح جماع کے علاوہ اور چیز میں تو بالکل خلاف قیاس ہوا علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ کفارہ کا تعلق جنایت سے ہے یعنی ماہ رمضان میں پورے طور پر افطاری عمل میں آنے سے اور یہی جنایت کھانے پینے سے بھی عمل میں آتی ہے اور جس صورت میں کہ اس جنایت کا کفارہ جو جماع کی صورت میں ہو علما مرآ اور کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ توبہ سے اس گناہ کی معافی نہیں ہوتی۔

اگر کوئی شخص ایسی چیز نگل جاوے جو عادتاً دوا یا غذا نہیں ہو سکتی جیسے پتھر یا مٹی تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر سنگریزہ یا گٹھلی یا پتہ یا ڈھیلا یا روئی یا تنکا یا کاغذ نگل گیا تو اس پر قضا لازم ہوگی نہ کفارہ (عالمگیری)

روزہ دار اگر جماع کرے قبل یا دبر میں تو اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی کیونکہ جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ یہ جنایت کامل ہوتی اس معاملہ میں انزال کی شرط نہیں ہے (یعنی یہ ضرور نہیں کہ انزال ہو جب ہی قضا اور کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں) اس کا اندازہ غسل جنابت سے لیا گیا ہے (کہ انزال ہو یا نہ ہو غسل لازم ہوتا ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ بغیر انزال بھی قضائے شہوت اور تشفی اور سیری حاصل ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسی صورت میں حد لازم نہیں آتی لیکن صحیح یہی ہے کہ ایسی صورت میں بھی کفارہ لازم ہوگا کیونکہ قضائے شہوت کی وجہ سے یہ بھی جنایت کامل ہوئی۔ (ہدایہ)

علمائے حنفیہ کے نزدیک جماع کی صورت میں جیسے مرد پر کفارہ ہے ویسا ہی عورت پر (اگر عورت بھی اس فعل سے رضامند تھی) لیکن شافعی کہتے ہیں کہ کفارہ عورت پر لازم نہیں ہوتا کیونکہ کفارہ جماع کے متعلق ہے اور جماع فعل مرد کا ہے ہاں عورت پر یہ فعل واقع ہوتا ہے ان کا دوسرا قول ہے کہ کفارہ عورت پر بھی لازم ہے لیکن اس کی ادائیگی مرد کے ذمہ ہے جیسا کہ غسل جنابت عورت پر بھی واجب ہوتا ہے مگر اس کی قیمت کی ادائیگی مرد کے ذمہ ہوتی ہے علمائے حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص افطار کرے رمضان میں تو اس پر وہی لازم ہوگا جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے اور لفظ من مرد اور عورت دونوں کے واسطے ہے دوسرے یہ کہ جماع کی صورت کفارہ واجب ہونے کا سبب جنایت ہے یعنی فساد روزہ نہ خاص جماع اس میں عورت بھی مرد کے شریک ہے کیونکہ کفارہ یا تو عبادت ہے یا عقوبت اور اس میں شرکت ہو نہیں سکتی۔ اگر عورت بھی راضی ہوگئی تو اس پر بھی کفارہ لازم ہے اور اگر زبردستی سے مجبور ہوگئی یا اول ہی اول تو زبردستی سے مجبور ہوگئی پھر رضامند ہوگئی تب عورت پر روزہ کی قضا ہے کفارہ نہیں۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک مجامعت دبر کی صورت میں جنایت کامل نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص دبر میں جماع کرے اس کے بعد طلاق دے تو وہ ایسی ہی صورت ہے جیسے طلاق قبل دخول دی اور عورت نصف مہر مقررہ کی حقدار ہوگی۔

رمضان کے علاوہ اور روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہ ہوگا (صرف قضا دینی ہوگی) کیونکہ رمضان کے روزہ کا توڑنا بڑا گناہ ہے اور کسی روزہ کا توڑنا اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اگر روزہ نفل یا روزہ قضا ماہ رمضان یا روزہ نذر یا روزہ کفارہ یا روزہ کسی اور واجب کا عمداً توڑ دے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ کفارہ صرف رمضان کا روزہ قصداً توڑنے پر ہے نہ اور کسی روزے کے توڑنے پر (یعنی اگر قصداً اور عمداً کوئی شخص منافی روزے کے کوئی کام کرے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا۔

اگر کسی شخص کی دن کے آخر حصہ میں وہ حالت ہوئی جو دن کے اول حصہ میں اگر ہوتی تو روزہ توڑنا پڑتا تو اگر روزہ توڑ دیا تھا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (یعنی اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسی صورت پیش آئی جس میں روزہ توڑنا مباح ہے تو کفارہ ساقط ہو جائیگا صرف قضا دینی ہوگی۔

اگر کسی شخص نے ماہ رمضان میں روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو اور کچھ کھا لیا (یعنی روزہ توڑ دیا) تو اس روزہ کی قضا دینی ہوگی۔

اگر رمضان میں زوال سے پہلے روزہ کی نیت کی پھر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی صرف قضا لازم ہوگی۔ اگر روزہ دار نے روزہ توڑنے کی نیت کی مگر کوئی فعل ایسا نہ کیا تو اس کا روزہ ہو گیا۔

اسماء الرجال

ان صحابہ عظام وتابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

ایک جدید کتاب خاص مولوی کیلئے

پہلا باب

فصل صحابہ کے بیان میں

ابو امامہ انصاری نام ان کا سعد بن سہل بن حنیف انصاری اوسی ہے مگر کنیت زیادہ مشہور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف سے دو برس پہلے یہ پیدا ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ہی نے ان کا نام ان کے نانا سعد بن زرارہ کے نام پر رکھا تھا۔ بسبب بچپن کے انہوں نے حضرت سے کچھ نہیں سنا۔ اسی سبب سے بعض لوگوں نے ان کو صحابہ کے بعد کے لوگوں میں لکھا ہے مگر ابن عبدالبر ان کو صحابہ میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مدینہ کے تابعیوں میں بڑے بزرگ اور عالم تھے اپنے والد اور ابو سعید خدری وغیرہما سے انہوں نے حدیث بیان کی ہے اور خود ان سے بہت لوگوں نے بانوے برس کی عمر پا کر ۱۰۰ھ میں انہوں نے وفات کی۔

ابو ایوب نام ان کا خالد بن زید انصاری خزرجی ہے کل لڑائیوں میں یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے۔ اور قسطنطنیہ میں ۵۱ھ میں انہوں نے انتقال کیا جس کا باعث یہ تھا کہ معاویہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی لڑائی میں شریک تھے اور وہیں سخت بیمار ہو گئے تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں اور تم دشمنوں پر حملہ کرو تو میرا جنازہ بھی اپنے ساتھ لے لینا اور جس وقت تم ان سے بھڑ جاؤ تو وہیں اپنے پیروں میں مجھکو دفن کر دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے ہی آپ کا مزار شریف ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں ابو ایوب موصوف سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔ نووی کہتے ہیں ہم نے اس کو اسی طرح ضبط کیا ہے اور اسی طرح ضبط کیا ہے اور اسی طرح مشہور ہے مگر مشارق میں قاضی عیاض مغربی نے آخر میں یائے مشدد کے ساتھ اکثر سے نقل کیا ہے۔

ابو امیہ مخزومی صحابی ہیں اور اہل حجاز میں ان کا شمار ہے ابو منذر نے ان سے روایت کی ہے۔

امیہ بن مخشی خزاعی ازدی اہل بصرہ میں ان کی گنتی ہے اور طعام کے بارے میں ان سے حدیث روایت ہے اور مثنی ابن عبدالرحمن نے ان سے بیان کی ہے مخشی میم کی زبر اور خ کی سکون اور ش کی زیر اور ی کی تشدید کے ساتھ ہے۔

امیہ بن صفوان۔ بن امیہ خلف جمحی انہوں نے اپنے باپ اور اپنے بھتیجے وغیرہما سے عاریہ کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔

ابو اسرائیل۔ یہ صحابی شخص ہیں انہوں نے نذر مانی تھی کہ کسی سے بات نکروں گا اور روزہ رکھکر سوائے دھوپ کے سایہ میں نہ کھڑا ہوں گا تب حضرت نے ان کو حکم فرمایا کہ سایہ میں بیٹھ جاؤ اور بات چیت کرو حدیثیں ان کی جابر بن عبداللہؓ اور ابن عباسؓ کے پاس ہیں۔

ابی اللحم خلف بن عبدالملک غفاری۔ آبی اللحم ان کی عرفیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حویرث ہے ابی اللحم انکی عرفیت اس سبب سے ہوئی تھی کہ یہ بالکل گوشت نہ کھاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ انھوں نے بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھایا تھا اس سبب سے ان کا یہ نام ہو گیا تھا حنین کی لڑائی میں آپ شہید ہوئے عمیر آپکے آزاد کردہ غلام نے آپ سے روایت کی ہے۔ آبی ہمزہ کی زبر اور مد اور ب کی زیر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

فصل تابعیوں کے بیان میں

اویس قرنی بن عامر ابو عمران کی کنیت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اگرچہ انہوں نے پایا تھا مگر حضرت کو دیکھا نہیں اور حضرت کی خوشخبری پائی تھی اور حضرت عمرؓ سے ملے تھے زہد اور عزلت میں یہ مشہور تھے صفین کی لڑائی ۳۷ھ سے ان کا کہیں پتہ نہ ملا کہ کیا ہوئے ایک نسخہ میں لکھا ہے کہ یہ شہید ہو گئے۔

ابان بن عثمان بن عفان قرشی یہ مدینہ کے رہنے والے اور تابعی تھے اپنے والد حضرت عثمانؓ وغیرہ صحابہ سے انہوں نے روایت کی ہے اور ان سے بہت روایتیں ہیں زہری نے ان سے روایت کی ہے یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ کے اندر انہوں نے انتقال کیا۔ اباَن ہمزہ اور ب کی زبر کے ساتھ ہے۔

ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن عاص اموی عطاء اور مکحول اور ان کے اہل طبقہ سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے شعبہ وغیرہ نے یعنی نقہدوں وغیرہ میں سے تھے ۱۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کی سا ابن عمرؓ سے انہوں نے اور خود ان سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے امیہ موصوف بڑے فقیہ اور خراسان کے والی تھے ۸۶ھ میں ان کا انتقال ہے۔

اسلم یہ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ ہیں اور یہ اصل میں حبشی تھے حضرت عمرؓ نے مکہ میں ۱۱ھ میں خریدا تھا۔ کنیت ان کی ابو خالد ہے حضرت عمرؓ سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور ان سے زید بن اسلم وغیرہ نے روایت کی ہے مروان کے زمانہ سلطنت میں اسلم موصوف نے ایک سو چودہ برس کی عمر پا کر انتقال کیا۔

ازرق بن قیس حارثی تابعی ابو بردہ اور ابن عمر اور انس بن مالک سے انھوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے ایک جماعت نے سنی ہے۔

اعمش ان کا نام سلیمان بن مہران کاہلی اسدی ہے بنی کاہل جو بنی اسد کی ایک شاخ ہے اسی میں سے ایک شخص کے یہ آزاد کردہ تھے۔ پیدائش ان کی مقام رے میں ہوئی ہے اور بچہ ہی تھے کہ قید میں لاکر فروخت کئے گئے تھے اور بنی کاہل کے ایک شخص نے انہیں خرید کے آزاد کر دیا تھا علم حدیث اور قرائت میں یہ مشہور لوگوں میں سے ہیں اور اکثر کوفیوں کا انھیں پر مدار ہے بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے وفات ان کی [illegible] میں ہوئی ہے۔

اعرج ان کا نام عبد الرحمٰن بن ہرمز مدنی ہے [illegible] کے آزاد کردہ اور مشہور تابعین اور ثقات میں سے ہیں ابو ہریرہ سے انھوں نے روایت کی ہے اور ان سے ان کی روایت بہت مشہور ہے اور خود ان سے زہری نے روایت کی ہے شہر اسکندریہ میں [illegible] ہجری میں انھوں نے انتقال کیا۔

اسود بن بلال محاربی عمر بن معاذ اور ابن مسعود سے [illegible] اور ان سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے اور [illegible] میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ابراہیم بن میسرہ طائفی یہ تابعین میں گنے جاتے ہیں اور [illegible] اہل مکہ کے پاس ہے اور خود یہ ثقہ ہیں اور حدیث بھی ان کی صحیح ہے۔

ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کنیت ان کی ابو اسحق [illegible] قرشی ہے حضرت عمرؓ کے پاس بچپن میں حاضر کئے گئے تھے اپنے والد اور [illegible] سے انھوں نے اور خود ان سے ان کے بیٹے سعد اور زہری نے روایت کی ہے ۹۶ھ میں چہتر برس کی عمر پاکر انھوں نے انتقال کیا۔

ابراہیم بن اسمعیل اشہلی موسیٰ بن عقبہ اور بہت لوگوں سے انھوں نے اور خود ان سے عقبہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے یہ بزرگ بڑے روزہ رکھنے والے اور رات کو نماز میں کھڑے ہونے والے تھے۔ دار قطنی ان کو متروک الحدیث کہتے ہیں ۱۶۵ھ میں ان کا انتقال ہے۔

اسحق بن عبد اللہ انصاری مدینہ کے ثقہ تابعیوں میں سے ہیں [illegible] کہتے ہیں مالک سے حدیث میں ان کے سوا کوئی مقدم نہیں [illegible] انس بن مالک اور ابو مرہ وغیرہ سے انھوں نے اور ان سے یحییٰ بن ابی کثیر اور مالک اور ہمام وغیرہ نے روایت کی ہے [illegible] میں ان کا ذکر ہے۔ ۱۳۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

اسحق بن راہویہ ابو یعقوب اسحق بن ابراہیم تمیمی معروف بابن راہویہ مسلمانوں کے ایک رکن اور دین کے [illegible] سے ہیں جو حدیث اور فقہ اور اتقان [illegible] کے جامع تھے بلاد شام اور عراق اور خراسان اور حجاز [illegible] حدیث کے واسطے انھوں نے [illegible] اختیار کی اور وہیں ۲۳۸ھ میں [illegible] برس کی عمر پاکر انتقال ہوا۔ فضائل اسحق موصوف کے [illegible] اور بہت [illegible] سے انھوں نے [illegible] وغیرہ ناموں نے روایت کی ہے۔

ابو اسحق سبیعی ان کا نام [illegible] بن عبد اللہ [illegible] ہمدانی کوفی ہے حضرت علی اور ابن عباس وغیرہ صحابہ کو انھوں نے دیکھا تھا اور براء بن عازب اور زید بن ارقم سے انھوں نے اور خود ان سے اعمش اور شعبہ اور ثوری نے روایت کی ہے ابو اسحق موصوف مشہور تابعی ہیں اور کثیر الروایت ہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دوسرے سال میں یہ پیدا ہوئے تھے اور ۱۲۹ھ میں انھوں نے انتقال کیا سبیعی س کی زبر اور ب کی زیر کے ساتھ ہے۔

ابو اسحاق بن موسیٰ انصاری مدنی الاصل کوفی الدار یہ بغداد میں آن اترے تھے اور وہیں انھوں نے سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث بیان کی ہے ابو اسحق موصوف نے اپنے والد موسیٰ سے اور ان سے مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے اور یہ حجۃ مانے جاتے تھے اور ۲۴۴ھ میں ان کا انتقال ہے۔

ابو ابراہیم اشہلی انصاری اسی طرح ان کا ذکر آیا ہے حدیث انھوں نے اپنے باپ سے سنی تھی اور خود ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے یہ ذکر ان کا مصابیح کے کتاب الکنیٰ میں لکھا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے بخاری سے ابراہیم موصوف کے والد کا پوچھا تو انھوں نے ان کو نہ پہچانا مگر حال وہ صحابی ضرور تھے۔

ابو اسرائیل بن خلیفہ ملائی حکم وغیرہ سے انھوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے نعیم اور اسید بن جمال وغیرہ نے اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں ۱۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو ایوب مراغی عتکی جویریہ اور ابو ہریرہ سے انھوں نے اور خود ان سے قتادہ اور بہت نے روایت کی ہے اور یہ ثقہ مانے گئے ہیں۔

ابو الاحوص ان کا نام عوف بن مالک بن نضلہ ہے اپنے والد اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ سے انھوں نے حدیث سنی تھی اور خود ان سے حسن بصری اور ابو اسحق اور عطاء بن سائب نے سنی ہے۔

احوص بن جواب ان کی کنیت ابو الجواب ضبی ہے یہ کوفہ کے رہنے والے تھے علی مدینی نے ان سے روایت کی ہے اور ۲۲۲ھ میں ان کا انتقال ہے۔ جوّاب ج کی زبر اور و کی تشدید کے ساتھ ہے۔

ابو الاحوص سلام بن سلیم حافظ آدم بن علی اور زیاد بن علاقہ سے انھوں نے اور ان سے مسدد اور ہناد نے روایت کی ہے اور قریب چار ہزار کے حدیثیں ان سے روایت میں ابن معین ان کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور متقن شخص تھے ۱۷۹ھ میں ان کا انتقال ہے۔

اُبَی بن خلف بن وہب اس کا بھائی امیہ تھا ابی بن خلف مذکور کو تو بوجہ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے احد کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اس کے بھائی امیہ بدر کی لڑائی میں مشرک قتل ہوا۔

ابراہیم بن فضل مخزومی مقبری وغیرہ سے انھوں نے اور ان سے وکیع اور ابن نمیر نے روایت کی ہے اور چند محدثوں نے ان کو ضعیف بیان کیا ہے۔

نمبر خریداری

کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل ہو سکتی ہے نہ ہوگی اسلئے اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے (منیجر)

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

آسمانی بجلی

خندق کی کھدائی کے وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ اس خندق میں ایک جگہ ایک بڑا سخت پتھر آگیا تمام صحابہ زور آزمائی کر چکے مگر کسی سے یہ پتھر نہ ٹوٹا آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ اپنا پھاوڑا لیکر اس جگہ گئے اور اس پتھر پر اپنا پھاوڑا اس زور سے مارا کہ پتھر میں شگاف پڑ گیا اور ساتھ ہی ایک روشنی بھی نکلی آپ نے اس روشنی کو دیکھکر اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی صحابہ نے بھی آپکی تقلید کی آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں دوسری ضرب ماری تو پتھر میں اور شگاف ہوگیا اور اس مرتبہ بھی روشنی نکلی پھر آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دیگئیں۔ تیسری ضرب میں پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا اس مرتبہ بھی روشنی نکلی آپ نے نعرہ مارا اور فرمایا مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے جبریل امین نے خبر دی ہے کہ یہ تمام ملک تمہاری امت کے قبضہ میں آجائینگے۔ ایسے موقعہ پر جبکہ بظاہر مسلمانوں کی بربادی کے سامان نظر آرہے ہوں اور تمام عرب مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو ایران، روم اور یمن کی فتح کی خوشخبری سنانا سوائے خدا کے برگزیدہ اور تائید ایزدی پائے ہوئے پیغمبر کے اور کسی انسان کا کام نہیں یہ آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

بنی قریظہ نے اپنا معاہدہ توڑ دیا

اسی موقعہ پر حضور کو خبر ملی کہ بنی قریظہ بھی حملہ آوروں کے ساتھ شامل ہوگئے ہیں اور مسلمانوں سے خلاف اُن سے معاہدہ کر لیا ہے۔ آپنے تحقیق حال کے لئے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بنی قریظہ کے پاس روانہ کیا ان دونوں بزرگوں نے آکر دیکھا تو ان کو آمادہ قتال پایا۔ ان بزرگوں نے بنی قریظہ کو ہر چند سمجھایا اور ان کے معاہدہ کی طرف توجہ دلائی مگر ان بدعہدوں نے نہایت ترش روئی سے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے محمد کون ہیں اور عہد نامہ کیا چیز ہے اب انتقام کا وقت آگیا ہے اور محمد کا خاتمہ ہے۔"

غرض یہ کہ کفر کی تمام طاغوتی طاقتوں نے اپنی پوری شان و شوکت اور قوت و اجتماع کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ یہ گویا کفار کی انتہائی کوشش تھی جب لشکر کفار خندق کے سامنے آیا تو کفار خندق کو دیکھکر سخت متعجب ہوئے کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے اس قسم کی خندق نہ دیکھی تھی کفار کے ٹڈی دل لشکر نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ محاصرہ نہایت ہی سخت اور جوش و خروش کے ساتھ تھا صبح سے شام تک تیروں سے لڑائی ہوتی تھی اور مسلمان بھی جواب دیتے تھے کئی مرتبہ کفار نے خندق عبور کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے ایک مرتبہ دو تین کافر گھوڑا کود کر خندق کے اندر آگئے ان میں ایک کافر عمرو بن عبد بھی تھا جو دو ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا اور ملک عرب کا مشہور بہادر تھا مگر حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا اور بقیہ بھاگ گئے۔

مسلمان عورتوں کی بہادری

مسلمانوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو حفاظت کی غرض سے ایک محفوظ جگہ میں جمع کر دیا تھا کیونکہ مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں کی طرف سے خطرہ تھا جو کفار مکہ سے سازباز رکھتے تھے اور اندر ہی اندر حملہ کا ہر وقت خوف تھا۔ آخر یہودیوں نے عورتوں پر بھی حملہ کر ہی دیا مگر مسلمان عورتوں نے نہایت ہی بہادری اور جوانمردی کے ساتھ ان نامرد حملہ آوروں کا پتھروں اور تلواروں سے مقابلہ کیا اور یہودیوں کو مار مار کر بھگا دیا یہودی سپاہی مسلمان عورتوں کی یہ مدافعانہ بہادری دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور پریشان ہو کر بھاگ گئے۔

یہ محاصرہ پورے ایک ماہ تک جاری رہا کافروں کی امداد برابر آرہی تھی مگر مسلمانوں کی امداد منقطع ہو چکی تھی نہ ان کے پاس رسد کی تھی اور جمعیت کی اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو سامان رسد بھی میسر نہ تھا فاقوں پر فاقے گذر رہے تھے مگر مردانہ وار مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے۔

ایک منافق کا طعن

یہ وقت مسلمانوں پر نہایت ہی سخت آزمائش کا تھا خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لڑائی کی سختی اور کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"دشمن اوپر کی طرف سے اور نیچے سے تم پر چڑھ دوڑے آنکھیں ڈگمگانے لگیں کلیجے منہ کو آگئے اور تم خدا کی نسبت بدگمانیاں کرنے لگے مسلمانوں کے امتحان کا وقت آگیا اور وہ لرزنے لگے۔" ایک منافق معتب بن قشیر تھا اس نے یہ حالت دیکھکر کہا "محمد شام، ایران اور یمن کے ملکوں کی حکومت سلطنت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اپنے دوستوں کو خوشخبری سنا رہے ہیں لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ اب مدینہ کے اندر بھی نہیں رہ سکتے، گھر سے باہر نکل کر پاخانہ پھرنے بھی نہیں جا سکتے" ان منافقوں کو کیا خبر تھی کہ کمبختو! تمھیں کیا خبر ہے کہ قدرت اندر ہی اندر کیا کر رہی ہے اور یہی مسلمان جو آج بظاہر مغموم پریشان اور دبے ہوئے نظر آرہے ہیں یہی اللہ کے پیارے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک بنینگے۔ اور کفار کی شوکت و سلطنت و عظمت کو پارہ پارہ کر کے رکھدینگے۔

مسلمانوں کا عدیم النظیر عزم و استقامت

ناظرین کرام کو مسلمانوں کی حالت کا بغور مطالعہ کرنا چاہئیے۔ غور کرو کفار نہایت جوش و خروش سے محاصرہ کئے ہوئے ہیں ان کو دم بدم مزید کمک کی امداد پہنچ رہی ہے۔ اور مسلمان پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے فاقے پر فاقے کر رہے ہیں کہیں سے امداد کی بھی امید نہیں۔ ایسی صورت میں کہ رات دن شبخون کا خوف، خندق کی حفاظت کا خیال بھی لگا ہوا ہے دشمن کا مقابلہ بھی بحکمت سے ہو رہا ہے رات کی بیداری اور اس پر منافقوں کے طعن دلی کی دل دوز

اور بھوک بنی قریظہ کا خوف منافقوں کا خطرہ اور کفار کی کثرت نہایت نازک حالات میں دنیا کی کونسی قوم تھی جو ثابت قدم رہتی مسلمانوں کو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ وہ ان حالات میں کیا کرتے وہ تو اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم کم ہمت اور بزدل اس زمانہ میں نہ ہوئے ورنہ نہ معلوم ہم کیا کرتے جب آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہم دین کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا گوارا نہیں کرتے تو اس وقت کونسی ہمت دکھا سکتے یہ تو انہی لوگوں کا کام تھا جنھوں نے اپنی جان سے زیادہ اسلام کی خدمت کی اور ایسے مصائب و آلام برداشت کرکے اسلام کا بول بالا کیا۔

آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ ان حالات میں مسلمانوں کی استقامت میں ذرا بھی فرق نہ آیا اور ان کے حوصلے ذرا بھی پست نہ ہوئے کیا مجال جو راہ حق سے قدم ڈگمگا جائے اس موقع پر مسلمانوں نے جس عزم و ہمت اور ثبات قدم کا نمونہ دکھایا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب اُن کے سامنے یہ تجویز پیش ہوئی کہ کفار سے دبکر صلح کرلیں تو مسلمانوں نے ایسی صلح سے صاف انکار کردیا بتلاؤ کیا عزم و استقامت کا یہ نمونہ تمہیں دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں بھی نظر آتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر مسلمانو تمہیں کیا ہوا کہ تم ایسے حیات افروز اور زندگی بخش کارنامے رکھتے ہوئے بھی کفار کی کثرت و طاقت سے مرعوب ہو اور اپنی بے سروسامانی کا رونا روتے رہتے ہو۔

نعیم بن مسعود کا اسلام اور ایک جنگی چال

اسلام پر یہ وقت نہایت ہی کٹھن تھا مگر اسلام کی الٰہی تاثیر اس وقت پر بھی قلوب و ارواح میں اپنا کام کر رہی تھی اور سعید روحیں کھنچ کھنچ کر اسلام میں داخل ہو رہی تھیں کیا یہ اسلام کی صداقت کی ایک روشن ثبوت نہیں؟ کہ مسلمان دبے ہوئے تھے مگر اسلام ابھر ابھر کر دلوں کو مسخر کر رہا تھا چنانچہ قبیلہ غطفان کے لشکر کا ایک شخص نعیم بن مسعود اپنے لشکر سے نکل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ نہ معلوم معترضین اسلام کے خیال کے مطابق وہ کونسی تلوار تھی جس کے خوف سے یہ اسلام لائے بالغرض انہوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کی حضور میں بنی قریظہ اور لشکر کفار میں پھوٹ ڈلوائے دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے بنی قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈلوادی اور بنی قریظہ جنگ سے باز رہے۔

تائید غیبی کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ ادھر سے تو لشکر کفار ہی سے ایک سعید روح کو اس کام کے لئے کھڑا کردیا ادھر جب محاصرہ کو ستائیس روز گزر گئے تو ایک روز رات کو ایسی تیز و تند ہوا چلی کہ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں اور چولہوں سے دیگچیاں گر گئیں ارشاد باری ہے فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا یعنی ہم نے ان پر ہوا بھی اور ایک ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے اس ہوا اور لشکر نے یہ کام کیا کہ لشکر کے ڈیروں میں جابجا آگ لگ گئی اور کفار اس کو اپنے حق میں بدشگونی سمجھکر راتوں رات فرار ہوگئے۔

کفار کے فرار ہونے کی خبر اللہ پاک نے بذریعہ وحی اپنے حبیب پاک کو پہلے ہی سے دیدی تھی اسی وقت آپ نے حضرت حذیفہ بن الیمان کو خبر لینے کے لئے بھیجا انہوں نے آکر بتلایا کہ کفار کی لشکر گاہ خالی پڑا ہے وہ سب بھاگ گئے آپ نے فرمایا اب کفار ہم پر کبھی حملہ آور نہ ہوں گے گویا حضور کی آئندہ کیلئے یہ پیشنگوئی تھی کہ یہ کفار کا آخری حملہ تھا اور ایسا ہی ہوا یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۵ھ کا ہے تمام مسلمان خوشی خوشی مدینہ میں داخل ہوگئے اور تمام نمازیوں نے حکم رسول کے مطابق عصر کی نماز بنی قریظہ کے محلہ میں ادا کی۔

بنی قریظہ پر حملہ

کفار کے فرار ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دیدیا تھا کہ کمر نہ کھولو کیونکہ بنی قریظہ سے اُن عہد شکنی کا بدلہ لینا ہے یہ بدلہ لینا اس لئے بھی ضروری تھا کہ انھوں نے عورتوں پر حملہ کیا تھا آنحضرت صلعم نے یہودیوں پر حملہ کرنے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم سپرد کیا اور مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کیا کہ وہ پہلے ان کو صلح کا پیغام دیں اور عہد شکنی کا جواب لیں اگر وہ اپنی غداری اور عورتوں پر حملہ کرنے کا کوئی معقول عذر پیش کریں تو ان سے نئے سرے سے عہدنامہ لکھوا لیں کیونکہ رسول اللہ صلعم جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے جس وقت حضرت علی بنی قریظہ کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ نے قلعے کے دروازے بند کرلئے اور فصیل پر چڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور کہا کہ ہم کمزور نہیں ہیں جو تم سے مغلوب ہوکر بھاگ جائینگے ہمارے پاس ہتھیار بھی بہت ہیں ہم جنگ میں بھی مشاق ہیں اور لڑائی لڑنا خوب جانتے ہیں اسلئے اگر ہمت ہے تو سامنے آؤ اور ہماری تلوار کا مزہ چکھو۔

جب کفار عرب جنگ خندق سے فرار ہوئے تھے تو حیی بن اخطب جو سب سے بڑا فسادی اور مسلمانوں کا دشمن تھا وہ بنو قریظہ کے قلعہ میں آگیا تھا اور اس نے مسلمانوں سے لڑنے پر بنی قریظہ کو خوب ابھارا غرض یہ کہ مسلمانوں نے بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور یہ محاصرہ ایک ماہ تک رہا۔

بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد

کعب بن اسد نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ میری قوم سے نہیں ہو سکتا اور اس طرح کب تک محصور رہیں گے اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا:

محمد کے نبی ہونے میں تو شک نہیں کیونکہ ان کے متعلق ہماری آسمانی کتابوں میں صاف صاف نشانیاں اور پیشنگوئیاں موجود ہیں اور یہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے بس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب ان کی تصدیق کریں اور اس طرح اپنی جان و مال اور اولاد کو محفوظ کرلیں۔ بنو قریظہ نے اس مشورہ کی سخت مخالفت کی اور اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کردیا جب یہ مشورہ رد کردیا گیا تو کعب بن اسد نے دوسرا مشورہ یہ دیا کہ اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو اب دوسرا راستہ یہ ہے کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو خود اپنے ہاتھوں قتل کردو اور میدان میں نکل کر جان توڑ مقابلہ کرو بنی قریظہ نے اس مشورہ کو بھی ماننے سے انکار کردیا۔ تیسرا مشورہ کعب بن اسد نے یہ دیا کہ سبت کی رات میں مسلمانوں پر شبخون مارو امید ہے کہ یہ حملہ کامیاب رہے گا کیونکہ یہ روز ہمارے یہاں مقدس ہے اس میں ہمارے لئے لڑائی کرنا ناجائز ہے اس لئے مسلمان اس رات ہماری طرف سے بالکل مطمئن ہوں گے اور ہم اچانک ان پر جا پڑینگے بنو قریظہ اس بات پر بھی رضامند نہ ہوئے، غرضکہ بنو قریظہ میں سے ثعلبہ بن سعید اسید بن عبید اور اسید بن سعید

تین شخصوں نے اسلام قبول کرلیا ایک چوتھے شخص عمرو بن سعد نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر یہ کہکر قلعے سے باہر نکل گیا کہ میں بد عہدی میں بنی قریظہ کا شریک نہیں۔

قرآن پاک اور مسلمان

(بسلسلۂ گذشتہ)

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور پر مولوی کے لئے لکھوائی جا رہی ہے

(از حضرت مراد نار سروی)

قرآن اور سعی حفظ و بقا

قرآن کریم نے اپنے تابعداروں کو ہر شعبۂ حیات میں بہترین تعلیم دی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا اور اخلاقی معاشرتی اقتصادی اور سیاسی تعلیمات کے متعلق ہم اجمالی طور پر احکام قرآنی پیش کر چکے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اپنے حفظ و بقا اور جنگی و حربی سامان سے مسلح رہنے کے متعلق کیا تعلیم دی ہے سنئے ارشاد باری ہے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (سورہ انفال)

"اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو بلے ہوئے گھوڑوں کو بھی آمادہ رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر تمہارے مخالفین پر اور ان لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا مل جائیگا اور تمہارا حق رہ نہ جائیگا" یہاں لفظ قوۃ سے مراد آلات حرب ہے وہ آلات حرب جو دشمنوں کے قلوب میں دھاک پیدا کر دیں اور جن سے لڑائی میں دشمنوں کے مغلوب کرنیکا کام لیا جائے اس سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اپنی حفاظت و بقا کے سامان تیار رکھنے کا حکم دیا ہے۔

جنگ و حرب میں کامیابی کے لئے سب سے پہلی اور سب سے ضروری چیز آلات جنگ ہی ہیں اور وہ بھی اگر ایسے ہوں جن سے دشمنوں کے قلوب پر دھاک بیٹھ جائے تو اس کی پوری اہمیت نکلتی ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہد کی ضروریات کے مطابق اس کی تفسیر تیراندازی کی کی جو ایک موثر حربہ تھا بہرکیف کچھ ہو اصل مقصد دشمنوں کو مغلوب کرنا ہے اور ان کے مغلوب کرنے کے لئے جس زمانہ میں جو قوۃ و آلات جنگ مہیا کئے جا سکیں وہ مہیا کر لینے چاہئیں اس دور میں تیراندازی موثر قوت تھی آج اگر دور مار توپیں اور سبک رفتار جہاز اور عقاب پرواز ہوائی جہاز وغیرہ آلات میں عہد کی ضرورت اور جیسا زمانہ ہو ویسی ہی طاقت مجتمع کر لینی چاہیئے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ حکم دیا گیا کہ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنی زندہ رہنے کے لئے صرف قوت اور آلات جنگ اور سامان حرب کا جمع ہی رکھنا ضروری نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ بوقت ضرورت اس سامان کو لیکر میدان جنگ میں آ جانا چاہیئے۔

بے سر و سامان جماعتوں کا فنا و معدوم ہو جانا یقینی ہے کمزوروں کو کوئی نہیں پوچھتا خواہ ان کی ہمدردی و محبت کے لاکھ وعظ سنائیں پھر یہ انھیں کا ہوتا ہے جنکے بازوؤں میں قوت ہوتی ہے اور جو توپوں آہن پوش کشتیوں اور طیاروں کے مالک ہوتے ہیں ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دنیا میں حکومت و آزادی اور غلبہ و عزت کا حق ہو سکتا ہے تو فقط ان کو جن میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے "صالحون" سے مراد نہ صرف نیک اعمال اور صلاحیت والے افراد کے ارشاد باری ہے کہ:

انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون مکمل کر ہلکے اور بھاری ہو اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پوری سعی کے ساتھ لڑو اگر تم عقل و فہم سے کام لو تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے) یعنی جب دشمن مقابلہ کے لئے تیار ہوں تو ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر اور ہر قسم کا بھاری اور جنگی سامان لیکر گھروں سے نکل کھڑے ہو نہ مرنے کی پرواہ کرو کہ اس مرنے میں بھی تمہاری زندگی کا راز مضمر ہے اور روپیہ اور دولت کو خرچ کرنے میں دریغ کرو جتنا خرچ کیا جا سکے کرو کیونکہ جنگ پر جتنا خرچ کرو گے وہ فتح و غنیمت کی صورت میں تمہیں مل جائے گا آلات جنگ کے جمع رکھنے وقت ضرورت انھیں لیکر فوراً میدان آ جانے بے بغل و غش روپیہ خرچ کرنے اور موت سے نڈر ہو کر لڑنے کی تعلیم قرآنی آپ نے دیکھ لی اب آگے چلئے کہ اللہ تعالیٰ کیا کیا بتاتا اور سکھاتا چلا جاتا ہے۔

ارشاد ربی ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التورات والانجیل والقران ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو الفوز العظیم "بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور ان کی جانیں جنت کی عوض میں خرید لی ہیں اسکی راہ میں لڑائی کرینگے پھر کفار کو قتل بھی کریں گے اور قتل بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توریت انجیل اور قرآن میں بھی یہی کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھکر اپنے وعدہ کا ایفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے زیادہ اور کوئی بڑی کامیابی نہیں ہے"

اس مضمون کی متعدد آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں دل توڑ کر لڑنے اور پورے جوش اور پورے سامان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر وقت تیار رہو اور نہ جانوں کی پرواہ کرو اور نہ مال کی اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال دینے کے لئے ہر وقت تیار

رہے اور کبھی لڑنے سے جی نہ چرائے۔ اسلامی جنگ کی یہ خصوصیت ہے کہ ملک گیری اور ہوس و حرص کے لئے یہ نہیں کی جاتی بلکہ اس میں رضائے الٰہی شامل ہے گویا ہر مسلمان فوج اسلام کا ایک ریزرو سپاہی ہے جس طرح قرآن حکیم نے دوسرے فرائض کیلئے امر کا صیغہ استعمال کیا ہے مثلاً اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ بعینہ اسی طرح حفاظت اسلام کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی اعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ جہاں تک ممکن ہو سکے اعدائے اسلام کے مقابلے کے لئے آلات جنگ تیار رکھو لیکن مسلمان ہیں کہ وہ ان کی مشق اور ان کا علم سب کچھ بھولتے چلے جاتے ہیں مسلمانوں کا فرض تو یہ تھا کہ وہ روزہ نماز حج زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کی سامان بھی تیار رکھتے اور ان کی مشق جاری رکھتے لیکن انہوں نے اس امر کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ہندوستان میں جن اسلحہ کے رکھنے کی ممانعت تھی ان کے متعلق تو خیر مجبوری تھی مگر جنھیں وہ رکھ سکتے تھے ان کی مشق تو جاری رکھتے۔

کسی قوم کا رعب اس کی قوت ہی سے ہوتا ہے اگر مسلمان سپاہیانہ زندگی رکھتے اور اپنی حفاظت کے لئے کیل کانٹے سے تیار رہتے تو دوسری قومیں انھیں ہرگز نگل جانے اور اپنے اندر جذب کر لینے کا ارادہ نہ کر سکتیں مستعمرات قوموں کا تو ذکر ہی نہیں برادران وطن کو دیکھو ان کے "مادری" اور ... کس طرح دیویوں تک کو پستول بند ہونے والے اپنی قوم کے نوجوانوں کو والنٹیری کی تعلیم دینے کی کس جوش کے ساتھ تلقین کر رہے ہیں اور انھیں حیات قومی کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ تو خیر ان کا دور ہے لیکن ہمارے ایام میں مسلمانوں کا مقابلہ جوش اور للہیت ہی میں نہیں طاقت جسمانی میں بھی کوئی قوم نہ کر سکتی تھی جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ بیدار ہوا ہے اس وقت بہت نازک حالت پیدا ہو گئی تھی فاتحان اسلام کی تاریخ لکھنی ہمیں مقصود نہیں صرف مثال کے نمونہ کے طور پر ہم مسلم بہادروں اور سپاہیوں کی جسمانی قوت اور فن حرب میں کمال کا ذکر کرتے ہیں مسیلمہ بھاگ کر ایک مضبوط باغ میں گھس گیا اس کا فتح ہونا ہی مشکل ہو گیا ایک مسلمان نے کہا کہ مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں سے اندر پھینکدو یہ سرفروش تنہا لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید آگئے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ایک جست میں اندر پہنچگئے حالت یہ تھی کہ زخموں سے چور ہو گئے مگر جس پر آپ کا وار پڑتا تھا تمام ہو جاتا اسی طرح مارتے اور تلوار چلاتے دروازے کے پاس پہنچے اور ایک جست لگائی اور باہر آگئے اس قوت اور اس شجاعت کو دیکھکر دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے

معرکہ یوم العماس میں عمرو معدی کرب شوق شہادت اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ برچھیوں سے جسم تار تار ہو چکا تھا ہر حصہ جسم پر زخم تھے خون کی دھاریں بہ رہی تھیں مگر برابر شہسوارانہ حملے کئے چلے جاتے تھے اور جس پر آپ کا ہاتھ پڑ جاتا تھا درمیان سے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے اسی حالت میں ایک ایرانی سوار گھوڑے پر سوار برابر سے گذرا آپ نے اچک کر گھوڑے کی دم پکڑلی اور سوار برابر ایڑ لگائے جاتا تھا اور جنگلی گھوڑا پورا زور لگا رہا تھا لیکن آپ کی قوت یہ تھی کہ گھوڑا اپنی جگہ سے ہل نہ سکا سوار گھبرا گیا اور گھوڑا چھوڑ کر بھاگ گیا اس کا چھوڑنا تھا کہ آپ ایک جست میں گھوڑے کی پشت پر تھے پھر تو حملے کئے کہ ہمتیں پست کر دیں۔ بابر گھوڑے پر سوار ہو کر اکثر سو سو میل روزانہ گیا ہے اکبر مست ہاتھی کو سونڈ سے پکڑ کر ہٹا دیتا تھا۔ مامون، معتضد، جہانگیر، شاہجہاں اور فیروز شاہ بہمنی ہمیشہ شیروں کا شکار ہاتھ سے کیا کرتے تھے اور عالمگیر ابھی چودہ ہی سال کے تھے کہ تماشا گاہ میں ایک مست ہاتھی بگڑ گیا اس نے مع گھوڑے کے آپ کو اپنی سونڈ میں اٹھا لیا لیکن آپ جو بچنے نہ پائے گھوڑے کی پشت سے جست کی اور ایک ہی وار میں اس کی سونڈ کی ٹکر سے بھگا دیا۔

قرآنی مواعید کی کھلی ہوئی صداقت

جنگ ... میں ... ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ شامیوں کو، جنگ جلولا میں ۳۳ ہزار مسلمانوں نے ڈیڑھ لاکھ ایرانیوں کو جنگ دیر غوطہ میں چالیس ہزار فرزندان توحید نے چار لاکھ غنیم کو جنگ تستر میں صرف دس ہزار دشمنوں کو جنگ اٹک میں سلطان محمود غزنوی نے ۱۲ ہزار لشکر سے ہندوستان کے تمام راجوں مہاراجوں کی مشترکہ اور کئی لاکھ فوج کو بابر نے دس ہزار جوانوں سے رانا سانگا کی ۲ لاکھ فوج کو الپ ارسلان نے پندرہ ہزار سپاہ سے ارمانوس قیصر روم کی دو لاکھ فوج کو سلطان احمد شاہ ابدالی نے جنگ پانی پت میں مرہٹوں کی چار لاکھ فوج کو صرف ۱۷ ہزار جوانوں سے اور سلطان صلاح الدین نے چالیس ہزار سپاہ سے ۶ لاکھ صلیبیوں کو معمولی شکستیں نہیں فیصلہ کن شکستیں دیں۔ تاریخ اسلام میں اس جرأت دلیری اور اس ہیبت و رعب کی ایسی سینکڑوں نظائر موجود ہیں یہ سب نتیجہ تھا قرآنی تعلیم کا مسلمان اپنی جانیں جنت کے عوض میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے اور اس کے لئے اسکی خوشنودی کے لئے لڑتے تھے خدائے قدوس کے مواعیدات کے پیش نظر تھے اپنی فتح کا یقین تھا جانتے تھے کہ جیتے تو غازی اور مرے تو شہید ہر جگہ عیش ہی ہے مادی طور پر ہر مسلمان سپاہی تھا آلات حرب تیار رہتے تھے ایک آواز اور ایک حکم پر لاکھوں مسلمان باہر آجاتے تھے اسلئے انھیں یقیناً فتح ہوتی تھی ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کا مفہوم وہ خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ فتح و نصرت اور حکومت و عزت صلاحیت والوں ہی کا حصہ ہے وہ اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے کی برابر سعی کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے اس دور کے مسلمان صلاحیت حاصل کرتے تھے اور اس زمانہ کے مسلمان صلاحیت کھو رہے ہیں قرآن کریم نے کمزوروں تک کو شیر غراں بنا دیا تھا اب مسلمان کیا ہیں ناک پکڑے دم نکلتا ہے یہ ساری کمزوریاں اور خواریاں قرآنی تعلیمات سے بے پروائی ہی کا نتیجہ ہیں۔

آپ ہم سے تو سن چکے لیکن بڑائی وہ ہے جس کا اعتراف اغیار بھی کریں جرمن مستشرق ایمولونیل ڈیوش لکھتا ہے کہ:۔

"اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم اور رومیوں سے بھی بڑی دنیا فتح کر لی فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں نہیں ہوا تھا عربوں نے اسے اس سے دسویں حصہ وقت میں انجام پر پہنچا دیا اسی قرآن کی مدد سے تمام سامی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے حالانکہ یہاں فنیشیا والے بھی پہنچے تھے مگر صرف تاجرانہ حیثیت سے ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی اور اس وقت دکھلائی جبکہ چاروں طرف گھٹا ٹوپ اندھیاری چھائی ہوئی تھی ان عربوں

ہی نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مغرب و مشرق کو فلسفہ، طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انہوں نے حصہ لیا۔ ہم ہمیشہ اس روز کا ماتم کریں گے جس دن غرناطہ عربوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔"

دیکھئے یہ فاضل کس شکوہ اور کس دبدبے سے قرآن کی تعلیم کے اعجاز اور علمی کارناموں کا ذکر کر رہا ہے۔

ڈاکٹر سیموئیل جانسن کہتے ہیں کہ:-

"قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانہ اور ہر دور کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ ہی انہیں قبول کر لیتی ہیں اور پھر وہ ریگستانوں، سلطنتوں، شہروں اور محلوں میں گونجتی ہیں۔ قرآن نے اول تو منتخب قلوب کو تمام دنیا کے فتح کرنے کے لئے برانگیختہ و آمادہ کیا اور اس کے بعد وہ کارفرما قوت بن گیا جس کے ذریعہ سے اس وقت جبکہ عیسائیت ظلمت و تاریکی کی ملکہ بنی ہوئی تھی روشنی کی کرنیں اور یورپ اور ایشیا کی تمام روشنیاں عیسائی یورپ کے ظلمتکدہ تک پہنچ گئیں۔"

راڈویل کے انگریزی ترجمہ پر مارگولیتھ نے ایک دیباچہ ارقام فرمایا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ:-

"قرآن نے اول تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو مشاہیر کی ایک قوم میں تبدیل کر دیا اس کے بعد اس نے دنیائے اسلام کی وہ عظیم الشان سیاسی و مذہبی جمعیتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لئے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس عظیم علمی و فلسفی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطی میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودیوں اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علما فلسفہ، ہیئت، طب اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصل عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعہ سے انہیں حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کنایتاً ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا تھا۔"

خود راڈویل اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:-

"یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بلحاظ صفات قدرت علم عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے اس کی بنا پر یہ بہترین تعریف و توصیف کا مستحق ہے اس کتاب میں آسمان و زمین کے خدا پر کامل یقین اور بھروسہ کی گہری اور پرجوش تعلیم موجود ہے قرآن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ سے فاتح اور زبردست قومیں اور سلطنتیں بن سکتی ہیں قرآن ہی کی وجہ سے چھٹی صدی عیسوی میں ایک خشک جزیرہ نما غریب اور جاہل باشندے نہ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور [illegible] و جاں نثار پیرو بن گئے بلکہ انہوں نے ساتویں صدی میں ایران فتح کر لیا اور افریقہ کے شمالی ساحلی علاقہ اور ہسپانیہ کا بڑا حصہ ان کے زیر نگیں ہو گیا نویں صدی میں پنجاب اور اس کے بعد تمام ہندوستان ان کے قبضہ میں آ گیا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سیدھے سادے چرواہے اور عرب کے بادیہ گردیدہ ایک "ساحر کی طلسمی چھڑی کی مدد سے" کیا یک سلطنتوں کے بانیوں، بڑے بڑے شہروں کے تعمیر کرنے والوں اور کتب خانوں کے قائم کرنے والوں کی حیثیت میں تبدیل ہو گئے۔ فسطاط، بغداد، قرطبہ اور دہلی مسلمانوں کی اس طاقت و ترقی کے شاہد ہیں۔"

یورپ اس طاقت سے برسوں کانپتا رہا۔ قرآن مجید اس قوت عظیمہ اور اس سرچشمہ طاقت کا عامل و محرک ہے اور اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا منبع ہیں۔

"ایک مجموعہ آئین و قوانین اور اپنے مذہبی نظام تعلیم ہونے کی حیثیت سے یہ ایک عظیم سرچشمہ قوت ہے اس کتاب کی فوقیت، فضیلت اور خوبیوں کا اندازہ ان تغیرات و تبدلات سے ہو سکتا ہے جو اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کے اطوار، عادات اور عقائد میں واقع ہوئے ہیں جنہوں نے اسے تسلیم کیا اور مانا۔ قرآن نے ان کی بت پرستی کا استیصال کر کے رکھ دیا اور ان کے اندر ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ شجر کی طاقتوں، فرشتوں اور جنوں کی پوجا کرنے کے بجائے ایک خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے لگے اور خالص توحید ان میں رائج ہو گئی۔ قتل و غارت کی سرگرمیوں کو بند کیا، ضعیف الاعتقادی پر مبنی رواجوں کو تباہ کر دیا۔ نکاح کے لئے عورتوں کی تعداد کو محدود و معین کر دیا۔ ان وجوہ کی بنا پر قرآن بلاشک اپنے پیرووں کیلئے موجب خیر و برکت ہے۔"

الڈلف کریمل نے ۱۸۶۸ء میں رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے مبارک حالات شائع کئے تھے اس کتاب میں فاضل موصوف نے قرآن مجید کے متعلق یہ لکھا ہے کہ:-

"قرآن مجید میں عقائد و اخلاق کی بہترین تعلیم دی گئی ہے اور اسی بنا پر جو قانون مرتب کیا ہے وہ ایک مکمل مجموعہ ہے اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں۔ تعلیم، عدالت، حربی انتظامات، مالیات اور جملہ ضروری صیغہ جات کی بنائیں ابھی رکھی ہوئی موجود ہیں اور سب خدائے واحد کے یقین پر رکھی گئی ہیں۔"

شہرہ آفاق فاضل فلاسفر گوئٹے کے حساس قلب پر قرآن مجید کے مطالعہ سے ایسا گہرا اثر پڑا کہ وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ:-

"قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بہت جلد اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور پھر متحیر کر دیتا ہے اور آخر میں ہم اس کی عزت اور احترام پر مجبور ہو جاتے ہیں...... اس طرح یہ کتاب ہر زمانہ اور ہر عہد میں دلوں پر نہایت قوی اور زبردست اثر کرتی ہے۔"

غور کیجئے کہ یہ مغربی فاضل کس طرح اور کن شاندار الفاظ میں قرآن کی عظمت اور موثریت کا اعتراف کر رہے ہیں ہم نے اسی کتاب میں کسی جگہ لکھا ہے کہ قرآن حکیم میں سب کچھ موجود ہے اور صرف یہی ایک ایسی کتاب اور دستور العمل ہے جو تنہا دنیا کی تمام ترقیات اور سیاسی، معاشرتی، تمدنی، فطری، حربی، مالی، اقتصادی، صنعتی اور کاروباری ترقیوں کا ضامن و حامل ہے ہمیں تو یہ کہنا ہی چاہیئے تھا لیکن یہ فضلائے مغرب بھی اپنی ذاتی تحقیقات کی بنا پر

یہی لکھ رہے ہیں جن آنکھیں جدید روشنی اور مغربی الحاد سے چکا چوند اور مسحور ہو چکی ہیں وہ ان اقتباسات کو دیکھیں اور یہ مغرب زدہ لوگ ہر چیز اور اپنی ہر قول کی سند مغربی فضلاء کے شہادت قلم میں دیکھنا چاہتے ہیں انھیں بھی یہ اقتباسات سب کچھ سمجھا اور بتا سکتے ہیں

یہ فضلا تو صرف سرسری تحقیق اور نظر ڈالتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں وہ نور اور مطالعہ کے بعد کہتے ہیں لیکن مسلمانوں کو ذرا اس طرف تو بہ ہے اور خدا آخری نعمت وہ تو سب کچھ ہیں اور سب کچھ بھول گئے پھر وہ کیا سمجھیں اور کیا دیکھیں ۔

قرآن کے متعلق ربانی آیات

قرآن مجید نے اپنے پڑھنے اور اس کی تعلیمات سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی بتا دیا ہے اور اسی کے اندر آپ کو وہ آیات ملیں گی جن سے آپ کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ قرآن کیا ہے کیوں اتارا گیا ہے کیا تعلیم دی گئی ہے اور کس مقصد سے وہ دی گئی ہے ۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ۔ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے اس لئے کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے ۔ انا جعلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ہم نے قرآن کو صاف اور سلیس زبان میں تمہارے سمجھنے کے لئے اتارا ہے ۔

فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون ۔ یہ قرآن تمہارے لئے وحی کیا گیا ہے اسے خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اس میں شک نہیں کہ تم سیدھے راستہ پر ہو یہ قرآن تمہارے اور تمہاری قوم کے حق میں نصیحت ہے آخرت میں اس کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی ۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا کیا لوگ مطالب قرآنی کو نہیں سمجھتے یا دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں ۔

کتب انزلنہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب یہ کتاب بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہارے لئے نازل کی ہے اسلئے کہ تم اس کی آیتوں پر غور کرو اور جنھیں عقل و بصیرت سے بہرہ حاصل ہے وہ اس سے کام لیکر اس سے نصیحت اور تنبیہ حاصل کریں ۔

فانما یسرنٰہ بلسانک لعلھم یتذکرون ہم نے اس قرآن کو تیری ہی زبان میں آسان بناکر اتارا ہے ۔

قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلھم یتقون یہ قرآن صاف اور سلیس زبان عربی میں ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں رکھی گئی ہے تاکہ اسے سمجھیں اور خدا سے ڈریں ۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہ خدا ہی تو ہے جس نے بے پڑھے لوگوں ہی میں سے پیغمبر بناکر انکی اصلاح کیلئے بھیجا وہ انھیں خدا کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے ورتل القرآن ترتیلا اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو ۔

کوک شاستر پھاڑ دیجیے
صرف دوشیزہ کتاب کا مطالعہ کیجیے

ہندوستان میں کوک شاستر کے نام پر کوکٹ بھی ہوئی ہے نوجوان اور بوڑھے دونوں اس کے شائق ہیں مگر جن کوک شاستر خریدنے پر بھی کسی کی تسلی نہیں ہوتی اسکی سبب یہ ہے تمام کوک شاستر فرضی ہیں اور ان میں کام کی کوئی بات نہیں ہیں فن پر جو سب سے مستند اور صحیح کتاب لکھی گئی ہے وہ سلسلہ تربیت الانسان کی شاہکار **دوشیزہ** نامی کتاب ہے یہ کتاب اب تیسری بار طبع ہوئی ہے جو اس کی کامیابی کی ادنیٰ دلیل ہے دوشیزہ میں سنسکرت اور فارسی و عربی زبان کے کوک شاستروں کی قلعی کھولی گئی ہے اور اس فن پر جس جس قدر مواد انگریزی کتب سے مل سکتا تھا وہ بڑی کاوش سے حاصل کیا گیا ہے اور ان کتب کی عطر کھینچ کر رکھدیا گیا ہے عورت کے حاملہ ہونے سے وضع حمل تک اور بچہ کے پیدا ہونے سے بڑا ہونے تک کے تمام حالات اور امراض اور مجرب معالجات درج ہیں جوانی کو قائم رکھنے اور حسن کو بڑھانے اور بہکانے کے راز بتائے گئے ہیں ہم خوبصورت لوگوں کی تصاویر ہیں قیمت صرف تین روپے یہ کتاب تیسری بار شائع ہوئی ہے جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہے ۔

پتہ
حمیدیہ پریس ۔ دہلی

تیس ۳۰ سال کا تجارتی تجربہ

رکھتے ہوئے میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں محنت و کوشش کے ساتھ تلاش کرکے کٹ پیس کے بڑے بڑے مارکیٹ موسم کے موافق خرید کر کے روانہ کرنا میرا کام ہے اشتہار کی خرچ کا کل میرا حق الخدمت بہت مختصر ہے کیونکہ ارزاں فروشی میرا اصول ہے میرے یہاں کوئی مزید خرچ نوکر وغیرہ کا نہیں مال کی خرید پارسل کی بندش اور روانگی سب کام اپنے ہاتھ سے ایک قلی کے مانند کرتا ہوں میرے حالات زندگی انکے لئے جو تجارت کرنا چاہتے ہیں سبق آموز ہیں جو مولوی کے صفحات میں آئندہ آپ کی نظر سے گذریں گے ورنہ کتابی صورت میں شایع کئے جائینگے **بنڈل ۱** کٹ پیس کے بڑے مارکیٹ دو گز سے چھ گز تک ۔ الاالپین پاپلین دسی نرمہ کیلا پھینٹ وغیرہ دس پون کے ایک بنڈل کی قیمت معہ محصول ریلوے سے اکیس روپے بارہ آنے ڈاکخانہ سے بائیس روپے بارہ آنے **بنڈل ۲** چھینٹ ربڑ کلاتھ زنگٹ وضع انگلش ہوکپڑا تہ بند ملائم ہو کلپ نہیں ہو جو دل چاہے بنائیے پارچہ کے ٹکڑے دو گز سے ۵ گز تک دس پون کے ایک بنڈل کی قیمت معہ محصول ریلوے سے گیارہ روپے چار آنہ ڈاکخانہ سے بارہ روپیہ بارہ آنے **واپسی کا اقرار** اگر مال ہماری تحریر کے مطابق نہ ہو تو آپ واپس کر کے قیمت واپس لے سکتے ہیں اس سے زیادہ اطمینان کی کوئی شکل نہیں ۔ اگر ریل سے طلب فرمائیے تو ہر فی بنڈل اور ڈاکخانہ سے طلب فرمائیے تو ۶ فی بنڈل پیشگی روانہ فرمائیے بلا محصول پیشگی تعمیل نہ ہوگی باقی قیمت کا وی پی ارسال ہوگا فرمائش بھیجتے وقت لکھئے کہ بنڈل نمبر ۱ بھیجا جائے یا نمبر ۲ یا دونوں بنڈل روانہ کئے جائیں اور اپنا مفصل پتہ مع ریلوے اسٹیشن کے تحریر فرمائیے ۔ پتہ : **میرزا عزیز بیگ پارچہ فروش امین گنج ۱۲۴ کانپور**

نوعِ انسانی کا اصلی مذہب

نوشتہ علامہ حضرت مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

اگر ایک ہی شے کو ایک شخص سیاہ کہے دوسرا سپید، تیسرا زرد، اور چوتھا سرخ تو ممکن نہیں کہ بیک وقت یہ چاروں سچے ہوں۔ اگر ایک ہی فعل کو ایک برا کہتا ہو اور دوسرا اچھا، ایک اس سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کا حکم دیتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ دونوں کی رائے صحیح ہو، دونوں برحق ہوں اور دونوں امر و نہی کا کھلا ہوا اختلاف رکھنے کے باوجود اپنے حکم میں درست ہوں جو شخص ایسے متضاد اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور ایسے متضاد احکام کو برحق قرار دیتا ہے اس کا یہ فعل دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سب کو خوش کرنا چاہتا ہو یا اس نے اس مسئلہ پر سرے سے غور ہی نہیں کیا اور بے سمجھے بوجھے رائے ظاہر کر دی بہر حال دونوں صورتیں عقل و صداقت کے خلاف ہیں اور کسی دانشمند اور حق پسند انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ان میں سے کسی وجہ سے بھی مختلف الخیال لوگوں کی تصدیق کرے۔

عموماً لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دس مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا "رواداری" ہے حالانکہ یہ دراصل رواداری نہیں عین منافقت ہے رواداری کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں کے عقاید یا اعمال ہمارے نزدیک غلط ہیں ان کو ہم برداشت کریں ان کے جذبات کا لحاظ کر کے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو اور انھیں ان کے اعتقاد سے پھیرنے یا ان کے عمل سے روکنے کے لئے جبر و اکراہ کا طریقہ نہ اختیار کریں۔ اس قسم کا تحمل اور اس طریقہ سے لوگوں کو اعتقاد و عمل کی آزادی دینا نہ صرف ایک مستحسن فعل ہے بلکہ مختلف الخیال جماعتوں میں امن اور سلامتی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری بھی ہے لیکن اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح بھی رواداری سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ مصلحتاً سکوت اختیار کرنے اور عمداً جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔

صحیح رواداری وہ ہے، جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کیونکہ اس کے جواب میں نادانی کے ساتھ ناحق یہ خدا کو گالیاں دینگے ہم نے تو اسی طرح ہر قوم کے لئے اس کے اپنے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر ان سب کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے وہاں ان کا پروردگار انھیں بتا دیگا کہ انھوں نے کیسے عمل کئے ہیں۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔ خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہی نہیں دیتے اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گذرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۔ اے محمدؐ ان سے کہو کہ اے گروہ کفار میں ان معبودوں کو پوجتا ہوں جن کو تم پوجتے ہو اور نہ تم اس معبود کے پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں، اور آئندہ بھی نہ میں ان معبودوں کو پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا ہے اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ۔ وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگذر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے تم کو سلام ہے ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ۔ پس تم ان کو حق کی طرف دعوت دو اور حق پر جمے رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس پر میں ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں اللہ ہم سب کو قیامت میں جمع کرے گا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے مباحثہ کرو۔

یہی وہ رواداری ہے جو ایک حق پرست، صداقت پسند اور سلیم الطبع انسان اختیار کر سکتا ہے وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اس پر سختی کے ساتھ قائم رہے گا، اپنے عقیدہ کا صاف صاف اظہار و اعلان کریگا، دوسروں کو اس عقیدہ کی طرف دعوت بھی دیگا مگر کسی کی دل آزاری نہ کرے گا کسی کی عبادات اور اعمال میں مزاحمت نہ کرے گا کسی کو زبردستی اپنے مسلک پر لانیکی

کوشش نہ کریگا باقی رہا حق کو حق جانتے ہوئے حق نہ کہنا یا باطل کو باطل سمجھتے ہوئے حق کہدینا تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہو سکتا اور خصوصاً لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایسا کرنا تو نہایت مکروہ قسم کی خوشامد ہے ایسی خوشامد نہ صرف اخلاقی حیثیت سے ذلیل ہے بلکہ اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوتی جس کے لئے انسان اپنے آپ کو اس پست منزل تک گراتا ہے قرآن کا صاف اور سچا فیصلہ ہے کہ:-

ولن ترضی عنک الیہود ولا النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتہم قل ان ہدی اللہ ہو الہدیٰ ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر۔

یہود و نصاریٰ تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تو ان کی ملت کا پیرو نہ بن جائیگا صاف کہدے کہ اللہ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ورنہ اگر تو نے اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو کوئی حامی و مددگار تجھ کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔

جھوٹی رواداری کا اظہار تو غیر سیاسی اغراض کے لئے کیا جاتا ہے اور اس دور میں یہ جائز ہے کیونکہ مغربی ارباب سیاست کی کوششوں سے مدت ہوئی کہ اخلاق اور سیاست کے درمیان مفارقت کرادی گئی ہے لیکن افسوس کے قابل ان "محققین" کا حال ہے جو عقل کو سمجھنے اور فکر کو حرکت کرنے کی زحمت دیے بغیر اپنی مذہبی تحقیقات کا یہ عجیب نتیجہ ظاہر فرمایا کرتے ہیں کہ تمام مذاہب برحق ہیں یہ جملہ اکثر ان لوگوں کی زبان سے سنا جاتا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ ہم کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے اور نہ تسلیم کرتے ہیں جب تک کہ اس کو میزان عقل میں تول نہ لیں لیکن میزان عقل کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی اس تحقیق انیق کو پرکاہ کے برابر بھی وزن دینے کے لئے آمادہ نہیں ہو جن مذاہب کو مطابق حق ہونے کی سند عطا کی جاتی ہے ان کے اصول میں سیاہ اور سپید کا کھلا ہوا اختلاف موجود ہے۔ ایک کہتا ہے کہ خدا ایک ہے دوسرا کہتا ہے دو ہیں چوتھا کہتا ہے بہت سی قوتیں خدائی میں شریک ہیں پانچویں تعلیم میں سرے سے خدا کا تصور ہی موجود نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ پانچوں سچے ہوں ایک انسان کو خدائی کے مقام میں لیجاتا ہے دوسرا خدا کو کھینچ کر انسانوں کے بیچ میں اتار لاتا ہے تیسرا انسان کو عبد اور خدا کو معبود قرار دیتا ہے چوتھا عبد اور معبود دونوں کے تخیل سے خالی ہے کیا صداقت میں ان چاروں کے لئے اجتماع کی گنجائش نکل سکتی ہے؟ ایک نجات کو صرف عمل پر موقوف رکھتا ہے دوسرا نجات کے لئے صرف ایمان کو کافی سمجھتا ہے تیسرا ایمان اور عمل دونوں کو نجات کے لئے شرط قرار دیتا ہے کیا یہ تینوں بیانات صحیح ہو سکتے ہیں؟ ایک نجات کی راہ دنیا اور اس کی زندگی سے باہر نکالتا ہے دوسرے کے نزدیک نجات کا راستہ دنیا اور اس کی زندگی کے اندر سے گذرتا ہے کیا یہ دونوں راستے یکساں درست ہو سکتے ہیں؟ ایسے متضاد امور کو صداقت کی سند عطا کرنے والی شئے کا نام اگر عقل ہے تو پھر جمع بین الاضداد کو محال قرار دینے والی شئے کا نام کچھ اور ہونا چاہئے۔

مذاہب میں جو تصورات مشترک نظر آتے ہیں افسوس کہ سطحی نظر رکھنے والے ان کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے اور محض سطح پر نگاہ ڈال کر چند غلط مقدمات کو غلط طریقے سے ترتیب دیکر غلط نتائج نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ دراصل یہ اشتراک ایک اہم حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے وہ پتہ دیتا ہے کہ درحقیقت یہ تمام مذاہب ایک ہی اصل سے نکلے ہیں ان تمام تصورات اور تعلیمات کا مبدا ایک ہے کوئی ایک ذریعہ علم ہے جس نے انسان کو مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں ان مشترک صداقتوں سے روشناس کیا کوئی ایک بصیرت ہے جو مشرق و مغرب کا بعد رکھنے والے اور سینکڑوں تک ہزاروں برس کا فصل رکھنے والے لوگوں کو حاصل ہوئی اور اس بصیرت سے وہ سب کے سب ایک ہی قسم کے نتائج تک پہنچے لیکن بعد میں جب اپنی اصل اور اپنے مبدا سے دور ہوگئے تو ان میں کچھ خارجی تصورات اور اجنبی معتقدات و تعلیمات نے راہ پائی اور چونکہ یہ بعد والی چیزیں اس مشترک مبدا اور مشترک بصیرت سے ماخوذ نہ تھیں بلکہ مختلف طبائع مختلف رجحانات اور مختلف علمی و عقلی مراتب رکھنے والے انسانوں کی طبع زاد تھیں اس لئے انھوں نے ان مشترک بنیادوں پر جو عمارتیں تعمیر کیں وہ اپنے نقشوں اور اپنی وضع و ہیئت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف تھیں

پس حق و صداقت کا اگر حکم لگایا جاسکتا ہے تو اس اصل مشترک پر لگایا جاسکتا ہے جو تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے نہ کہ ان مختلف تفصیلی صورتوں اور ہیئتوں پر جن میں موجودہ مذاہب پائے جاتے ہیں کیونکہ حق ایک جنس بسیط ہے اس کے افراد میں اختلاف نہیں ہو سکتا جس طرح ہم سیاہ اور سپید، سرخ اور سبز پر لفظ "رنگ" کا اطلاق یکسانی کے ساتھ کرلیتے ہیں اس طرح خدا ایک ہے اور خدا دو ہیں اور خدا کروڑوں ہیں کے مختلف احکام پر لفظ "حق" کا اطلاق نہیں کرسکتے۔

یہ بات کہ تمام مذاہب کی اصل ایک ہے اور ایک ہی صداقت ہے جو مختلف قوموں پر مختلف زمانوں میں ظاہر کی گئی قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے اس کتاب میں بار بار کہا گیا ہے کہ ہر قوم میں خدا کے رسول اور پیغامبر آئے ہیں ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یہ تمام انبیاء اور رسل ایک ہی سرچشمہ سے صداقت کا پیغام حاصل کرتے تھے جاؤا بالبینت والزبر والکتاب المنیر لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معہم الکتاب والمیزان ان سب کا پیغام ایک ہی تھا اور وہ یہ تھا کہ:-

ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت خدا کی پرستش کرو اور تمام باطل معبودوں کو چھوڑ دو سب پر خدا کی طرف سے ایک ہی وحی آئی تھی:-

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اے محمد تم سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کی طرف یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو

ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو کچھ ہم پیش کر رہے ہیں وہ ہماری اپنی عقل و فکر کا نتیجہ ہے بلکہ سب یہی کہتے رہے ہیں کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون وما لنا الا نتوکل علی اللہ وقد ہدنا سبلنا۔ ہم یہ قدرت نہیں رکھتے کہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی حجت لاسکیں جو ایمان لانے والے ہیں وہ تو خدا پر

بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم کیوں نہ خدا پر بھروسہ رکھیں جبکہ اسی نے ہم کو ہدایت بخشی ہو۔

پھر ان میں سے کسی نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم ہماری بندگی کرو بلکہ سب یہی کہتے رہے کہ خدا پرست بن جاؤ۔ ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ و لکن کونوا ربانیین۔ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ جب اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے تو وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کے بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہیگا کہ خدا پرست بنو۔

یہی وہ مشترک تعلیم ہے جو تمام قوموں کو ان کے مذہبی رہنماؤں نے دی تھی قرآن مجید کا بیان ہے کہ اول اول تمام انسان ایک ہی امت تھے اور ایک ہی دین کے پیرو تھے پھر انہوں نے اپنے الگ الگ مذہب نکال لئے اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور یہ تفرقہ اس وقت ہوا جبکہ ان کے پاس علم آچکا تھا پھر اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیا کتابیں اور کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے مگر اختلاف دور نہ ہوا صرف ایک گروہ جو انبیا پر ایمان لایا اور ان کی تعلیم پر قائم رہا اس نے ہدایت پائی اور باقی سب مختلف گروہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا لوگ دراصل ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہو گئے۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینت بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم لوگ پہلے ایک امت تھے پھر ان میں اختلاف ہوا پھر اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو بشارت دینے والے اور متنبہ کرنے والے تھے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اس امر کا فیصلہ کرے جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا اور یہ اختلاف ان لوگوں نے آپس کی ضد سے کیا تھا جن کے پاس پہلے کتاب آچکی تھی اور کھلی کھلی دلیلیں دی جاچکی تھیں پھر جو لوگ ایمان لائے ان کو اللہ نے اس حق کی راہ دکھادی جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسکو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت بخشتا ہے۔

پھر قرآن کہتا ہے کہ "اسلام" وہی اصل دین ہے جس کو ابتدا سے تمام قوموں میں تمام انبیا پیش کرتے رہے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا پیغام لیکر نہیں آئے تھے جو پہلے کبھی نہ پیش کیا گیا ہو۔

قل ما کنت بدعا من الرسل بلکہ آپ کا پیغام وہی ہے جو ہر نبی نے ہر قوم تک ہر زمانے میں پہنچایا ہے۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ

اس پیغام سے عرب، مصر، ایران، ہندوستان، چین، جاپان، امریکہ، یورپ، افریقہ غرض کوئی سرزمین محروم نہیں رہی گئی سب جگہ اللہ کے رسول اللہ کی کتابیں لیکر آئے ہیں اور بہت ممکن ہے بودھ، کرشن، رام، کنفیوشس، زردشت، مانی، سقراط، فیثاغورس وغیرہم انہی رسولوں میں سے ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان میں فرق یہ ہے کہ ان کی اصل تعلیمات لوگوں کے اختلافات میں گم ہوگئیں اور آنحضرت نے جو کچھ پیش فرمایا وہ اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ "اسلام" مذاہب میں سے ایک مذہب نہیں ہے بلکہ نوع انسانی کا اصل مذہب یہی ہے اور باقی مذاہب اسی کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں مذاہب میں جو کچھ حق اور صداقت پایا جاتا ہے وہ اسی اصل اسلام کے بچے کھچے اثرات ہیں جو اختلافات کے باوجود باقی رہ گئے ہیں اور جس مذہب میں اس باقی ماندہ حق کی مقدار جتنی زیادہ ہے اس میں اتنا ہی زیادہ اسلام موجود ہے رہے وہ اختلافات جو اصل اسلام کے خلاف ہیں تو وہ سب یقیناً باطل ہیں اور ان پر حق کا حکم لگانا صریح بیجا ہے

ہندوستان کے شاہان مغلیہ کی بیویاں اور رانیاں

جن میں ہر طبقہ اور خطہ کی مخدرات ہیں یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے اس میں ہم شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی زمانوں میں پیش ہوئیں۔ یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے جگہ جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں ہیں ان بیگموں اور رانیوں کے نام حسب ذیل ہیں:- قیمت دس آنے محصول ۳ کل ۱۳

ارجمند بانو بیگم	اشرف زمانی بیگم	جانی بیگم	نورجہاں بیگم	عفت النساء بیگم	سکندر سلطان	رانی جودھ بائی	پونجی خاتون
زینت النساء بیگم	موتی بیگم	جاناں بیگم	امۃ الحبیب	آرامول	چاند بی بی	ماں پاربتی	چاند خاتون
زبدۃ النساء بیگم	روشن آرا بیگم	بدر النساء	آرام جان بیگم	جہاں آرا بیگم	بیگ سلطان	رانی تارا بائی	درگا بائی، رانی ارملا
اختری زمانی بیگم	دلپسند بانو بیگم	پچھنی بیگم	اردو بیگم	بی بی بائی	بی بی دودھ	رانی تلسی بائی	رانی مینا، رانی موہنی
سلیمہ سلطان بیگم	شہزادہ خانم	بخت النساء	آغا بیگی	سلطان بیگم	درس بانو بیگم	زیب النساء بیگم	کمنا بائی یہ سب ۷۸ ہیں
بادشاہ بیگم	خانہ زاد بیگم	بہادر بانو بیگم	آسائش بانو بیگم	رضیہ سلطانی	رانیاں	نورجہاں بیگم	۱۹۲ صفحات قیمت ۱۰
نواب قدسیہ بیگم	حمیدہ بانو بیگم	اورنگ آبادی محل	حمیدہ بانو بیگم	جمیلہ خاتون	بائی ادے پوری	نواب بیگم حجاب	آنے محصول ۳
ثریا بانو بیگم	حاجی بیگم	اعزاز النساء بیگم	فخر النساء بیگم	آتی بیگم	بائی بہوت دئی	سندر دیوی	حمیدیہ پریس دہلی

ایرانی سفیر دربار رسول میں

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

صحابی سب سے پہلی بات جو ہمیں بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس تمام کائنات کا مالک اور خالق ایک ہے اور اس کی ذات میں یا اس کی قدرت واختیار میں کوئی اس کا شریک نہیں پتھروں اور پیڑوں کے آگے سر جھکانا اور اپنا انھیں معبود سمجھنا یوں بھی کسی صاحب عقل کو اچھا نہیں معلوم ہوسکتا لیکن خدا کی ذات میں دوسروں کو شریک کر لینا اچھے خاصے ذی فہم اصحاب میں بھی عام ہے لیکن ہمیں ہمارے خدا نے اپنے رسول کی معرفت یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر اس تمام عالم کی حکومت میں وہ شریک ہوتے اور دو ہستیاں ایسی موجود تھیں کہ جن میں سے ہر ایک کو خدائی اختیارات حاصل ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ ان دونوں میں کبھی اختلاف کے بعد جھگڑے نہ ہوتے اور اس جھگڑے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ نظام عالم جو ہزاروں ہزار سال سے ایک سی حالت پر قائم ہے تمام درہم برہم ہو جاتا ایک خدا کی خواہش ہوتی کہ زمین آفتاب کے گرد چکر لگائے اور دوسرا چاہتا کہ آفتاب زمین کے گرد گھومے نتیجہ یہ ہوتا کہ دونوں ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہوتے اور آج نہ یہ دنیا ہوتی اور نہ یہ نظام شمسی ہمارے لئے یہ دلیل بالکل کافی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا جو کوئی بھی ہے وہ ایک ہے دو تین یا دس بیس خدا نہیں ہیں

اکثر لوگ اپنی ناواقفیت کی بنا پر یہ خیال کر رہے ہیں کہ اسلام کوئی نیا اور دوسرے مذاہب آلیہ سے مختلف مذہب ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے اس پاک پروردگار نے جس کی ہستی کو ہم خدا کہتے ہیں ہر زمانے میں اور ہر قوم میں ایسے ہادی اور ایسے مصلح پیدا کئے کہ جو لوگوں کو اس دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتے رہے یہ صحیح طریقہ ہمیشہ سے ایک ہی چلا آتا ہے اور اسی کا نام دین الٰہی ہے لاکھوں برس پہلے جو پیغمبر پیدا ہوئے تھے انھوں نے بھی انھی اصولوں کی تعلیم دی تھی کہ جن کی تعلیم آج ہمارے ہادی و مرشد دے رہے ہیں اسلام ہرگز ہرگز کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی مذہب بھی جو خدا کی طرف سے آیا ہو نیا یا دیگر مذاہب سے مختلف نہیں ہوسکتا اگر خدا اپنے مذہب پر قائم ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی تو اس کے کلمات میں بھی تبدیلی ناممکن ہے خواہ یہ کلمات ابراہیم اور موسیٰ کی زبان سے دہرائے جائیں یا عیسیٰ اور محمد کی زبان سے

میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر روز روز نئے پیغمبروں اور نئے صحیفوں کی کیا ضرورت ہے آپکو اس سوال کا جواب خود مل جاتا اگر آپ ان حقائق کو پیش نظر رکھتے کہ انسانیت کی دنیا کی [illegible] سب [illegible] عقیدے کی پہلے [illegible] کی بدولت اپنے پیغمبر کی تعلیم [illegible] صورت ہو جاتی ہے کہ جس کی درستی اور اصلاح کے لئے ایک پیغمبر کا آنا لازمی ہوتا ہے یہودیوں نے حضرت عزیز کو خدا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا دیا تھا اب ان گمراہ عقائد کی اصلاح کا اس کے سوا اور کیا ذریعہ ہوسکتا تھا

کہ پھر کوئی خدا کا برگزیدہ پیغمبر پیدا ہو اور لوگوں کے معتقدات درست کرے اسی سلسلہ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ پیغمبر اسلام کو ہرگز ہرگز اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ وہ کوئی مافوق البشر کوئی ہستی ہیں انہوں نے نہایت صاف اور واضح طریقہ پر ہمیں خدائے پاک کا یہ ارشاد سنا دیا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی اے پیغمبر کہہ دو کہ میں تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں جس پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے) یہ ذکر میں نے اس موقع پر اس لئے کر دیا کہ مبادا آپ بھی کسی ایسی ہی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مافوق الانسان ہستی تصور کرتے ہوں۔

سفیر۔ تو کیا میں اس کا یہ مطلب سمجھوں کہ آپ اپنے رسول کو بالکل اپنا جیسا انسان تصور کرتے ہیں اور ان میں اور معمولی انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے

صحابی۔ جہاں تک صرف انسان ہونے کا تعلق ہے ہم میں اور ہمارے پیغمبر میں کوئی فرق نہیں ہے وہ بھی بالکل اسی طرح کے ایک انسان ہیں کہ جیسے اور سب لیکن جہاں تک کمالات انسانی کا تعلق ہے ہم ان کی خاک پا کی برابری بھی نہیں کر سکتے وہ ایک کامل اور اکمل انسان ہیں اور ہم بندگان خاطی اور گناہگار وہ ہمارے آقا اور مولا ہیں اور ہم ان کے ادنیٰ غلام۔

سفیر۔ اچھا ہوا کہ آپ نے یہ بتا دیا ورنہ میں فی الحقیقت اسی غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ آپ لوگ بھی جناب رسول کو خدا یا خدا کا بیٹا تصور کرتے ہوں گے۔

صحابی۔ خدا اور خدا کے رسول کے متعلق اپنا عقیدہ آپ پر واضح کر دینے کے بعد اب میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ اسلام نے صورت حالات کی کیا اور کس طریقہ پر اصلاح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے خواہ مخواہ کے تعصب کو دخل نہ دیا اور انصاف سے کام لیا تو آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت اصلاح کی نہیں ہوسکتی۔

شاید آپ کو یاد ہوگا کہ ابھی اثنائے گفتگو میں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ہر قسم کی خرابیوں اور تمام فسادات کی بنا صرف یہ تین چیزیں ہیں:۔

(۱) دولت کی غلط تقسیم (۲) ابنائے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک (۳) اور کمزوروں پر ظلم و ستم۔ اب میں ان میں سے الگ الگ ایک ایک چیز کو لیکر آپ کو یہ بتاؤں گا کہ اسلام نے ان باتوں کے متعلق کیا انتظامات کیے ہیں اور ان خرابیوں کے سدباب کی کس کس طرح کوشش کی ہے۔ دولت کی غلط تقسیم کا مطلب میں عرض کر چکا ہوں یہ ہے کہ آج قوموں اور قبیلوں میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے مشکل سے کوئی دس فیصدی افراد پورے کنبے یا پوری قوم کی دولت پر زبردستی قابض ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور باقی نوے فی صدی کی یہ حالت ہے کہ شب و روز محنت کرنے کے باوجود اکثر حالات میں پیٹ بھر کر روٹی بھی اپنے لئے مہیا نہیں کر پاتے دس فیصدی بڑے بڑے عالیشان محلوں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور نوے فی صدی کو سر چھپانے کا ٹھکانا بھی مشکل

میسر آتا ہے دس فیصدی دن رات شرابیں پیتے اور مزے اڑاتے ہیں اور نوے فیصدی کو بیماری کی حالت میں دوا تک نہیں جڑتی اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ صورت حالات کسی طرح بھی خوشگوار اور قابل قبول نہیں ہو سکتی آپ سوچئے کہ جب ہم کسی خاندان یا کنبہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد ایک یا دو آدمی نہیں ہوتے بلکہ بلا استثناء سارے پورے کا پورا کنبہ ہوتا ہے۔ ایک قبیلہ یا ایک قوم ایک کنبے یا ایک خاندان سے مختلف کوئی چیز نہیں ہے اور جب ہم کسی قوم کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے بھی مراد قوم کا ہر ہر فرد ہوتا ہے اب آپ غور فرمائیے کہ جس کنبے یا جس قوم کے نوے فیصدی افراد ضروریات زندگی کو ترستے ہوں کیا اُسے خوشحال کہا جا سکتا ہے صرف اس لئے کہ اسکے دس فیصدی افراد انتہا سے زیادہ عیاشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں؟ کیا کوئی ایسی تہذیب قابل تعریف تو بڑی چیز ہے قابل قبول بھی ہو سکتی ہے کہ جو قوم کے بیشتر افراد کو ایسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے؟ اور کیا ایسے افراد رسم و رواج کا نام کسی طرح بھی تہذیب رکھا جا سکتا ہے جس کی بدولت قوم کے نوے فیصدی فرزند معمولی بہائم کی طرح اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں . . . .

جماعت انسانی کی یہ تخریب کس طرح رونما ہوئی یہ ایک بہت ہی طویل قصہ ہے اور اس کی ابتدا کی تلاش میں ہمیں ہزارہا سال بیشتر کی انسانی تاریخ کے ورق الٹنے پڑینگے اور چونکہ ایسی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے اس لئے زیادہ آسان طریقہ یہ ہوگا کہ ہم اپنے ہی زمانہ کے حالات پر غور کر کے دولت کی اس غلط تقسیم کے اسباب معلوم کریں میں اور آپ دونوں اس حقیقت سے واقف ہیں کہ کسی بچے کے ساتھ ماں کے پیٹ سے دولت کے انبار پیدا ہونے کا مطلقاً کوئی دستور نہیں ہے اور یہ بھی مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ کوئی صحیح الدماغ شخص اتنا بے وقوف نہیں ہوتا کہ محنت مشقت کر کے دولت پیدا کرے خود اور پھر اسے اپنی یا اپنے بچوں کی ضروریات پر خرچ کرنے کی بجائے دے آئے جا کر کسی خالد ولید اور زبیر کو اور اس طرح خالد ولید اور زبیر مالدار ہو جائیں اگر یہ دونوں باتیں صحیح ہیں تو لامحالہ ہمیں ان اسباب اور ان ذرائع کی ذرا دقت نظر کے ساتھ تلاش کرنی پڑے گی کہ جن کی بدولت ایک محنت پیشہ شخص کی کمائی ہوئی دولت کسی نکمے احدی اور عیش پرست انسان کی جیب میں چلی جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت تک سکے ایجاد نہیں ہوئے تھے اور ہر شخص اپنی محنت کا تبادلہ دوسرے کی محنت سے کیا کرتا تھا اس وقت تک عدم مساوات یا غلط تقسیم دولت کی مصیبت انسان کے سر نہ پڑتی تھی کیونکہ انسان کے خورد و نوش کی اشیا ایسی ہی تھیں کہ چند روز میں گل سڑ کر خراب ہو جاتی تھیں اور انھیں جمع کر کے رکھنا ناممکن تھا سکوں کی ایجاد نے یہ آسانی پیدا کر دی کہ لوگ اشیاء خورد و نوش کو سکوں کی شکل میں تبدیل کر کے محفوظ کرنے لگے اور چونکہ سکوں نے یہ آسانی بھی پیدا کر دی تھی کہ ان کے بدلے میں جب چاہا جو کچھ خرید لیا اس لئے آسان پسند اور آرام دوست اصحاب نے اپنی تمام توجہ اسی جانب مبذول کر دی کہ جس طرح بھی ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد سکوں کی اپنے قبضے میں رکھی جائے انھوں نے حصول مقصد کے بہت سے طریقے ایجاد کئے ہیں جن میں سب سے زیادہ مفید، کارآمد اور منفعت بخش طریقہ ان سکوں کو سود پر چلانا ثابت ہوا ان لوگوں نے پہلے تو اپنی پسماندہ اشیائے خوراک کے دام کھرے کئے اور پھر یہی دام یا سکے ضرورتمندوں کو ان کی ضرورت کے وقت قرض دیکر ان سے وعدہ لے لیا کہ ایک کی بجائے سوایا ڈیوڑھا یا دو سکے واپس کرینگے اور اس طرح چند ہی روز کے الٹ پھیر میں ایک اچھی خاصی تعداد سکوں کی فراہم کر لی۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو درحقیقت قرض دینے والے نے مقروض پر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ احسان قرض لینے والے نے کیا تھا کہ اس نے قرض دینے والے کی وہ اشیاء خوراک کہ جو یقینی طور پر سڑ جاتیں اپنے کام میں لا کر محفوظ کر دیں اور آئندہ کسی موقع پر انھیں بحفاظت تمام واپس کر دیا اس لئے اس حفاظت کرنے کا کچھ معاوضہ ملنا چاہیے تھا تو اسے ملنا چاہیے تھا لیکن وہ محنتی اور ایماندار شخص تھا اسے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ تھی اس احمدی اور محنت سے ڈرنے والے شخص نے اپنی چرب زبانی سے مقروض کو یہ سمجھایا کہ آج تمہارے پاس کھانے کو نہیں ہے اور میں تمھیں اپنا کھانا دے رہا ہوں اسلئے جب تم واپس کرو تو اسے دوگنا کر کے واپس کرنا اور اس طرح ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر دوسروں کی کمائی ہوئی دولت اپنے خزانوں میں بھر لینے کی مہلک رسم جاری ہو گئی۔ خزانے بھر گئے اور خوب لبریز بھر گئے اور حریص و طماع باپ کے مرنے پر بیٹے کے ہاتھ آئے اس نے اپنے زمانہ میں یا تو انھیں خوب لٹایا اور عیش کئے یا اپنی عمر عزیز انھیں گننے اور سود پر چلا کر دوچند کرنے میں برباد کر دی۔

آپ کا بھائی یا چچا یا ماموں کا بیٹا اگر آپ کے ہاں ایک وقت یا دو وقت یا چار وقت کھانا کھا جائے تو کیا آپ اسے روا رکھیں گے کہ مہینے یا دو مہینے بعد حساب کر کے اس سے اتنا کھانا واپس لے لیں؟ کیا اب مطالبہ کرتے وقت آپ کو کوئی شرم محسوس نہ ہوگی؟ لیکن ان بے حمیت اور بے غیرت انسانوں کو اپنے کنبے اپنے قبیلے یا اپنی قوم کے اندر اپنے بھائی سے جو کسی نہ کسی رشتے کا بھائی تھا کھلایا ہوا کھانا واپس لینے میں کوئی شرم نہ آئی یہی نہیں بلکہ جتنا کھلایا تھا اس سے دونا واپس مانگنے میں بھی کوئی غیرت نہ محسوس ہوئی اور آج یہ رسم یعنی سود یا قرض دیکر اسے المضاعف کر لینا تمام دنیا میں رائج ہے اور ہر قوم کے نوے فیصدی افراد کو فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا کر کے صرف دس فیصدی کو موقع دے رہی ہے کہ رات دن عیش اڑایا کریں اور ان کے بھائیوں کی جان پر خواہ کچھ ہی کیوں نہ گذر جائے انھیں خبر تک نہ ہو۔

فطرت انسانی اس خیال سے ابا کرتی ہے اور کوئی ایسا مذہب کہ جسے مذہب فطرت ہونے کا دعویٰ ہو اس دستور کو جائز نہیں قرار دے سکتا کہ جس کی بدولت ایک کنبے ایک قبیلے اور ایک قوم کے افراد کی مالی حیثیت و حالت میں اتنا بڑا فرق رونما ہو جائے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی ایک نعمت زیادہ سے زیادہ انسانوں تک پہنچنے اور عام ہو جانے کی بجائے سمٹ سمٹا کر صرف چند ایسے افراد کے خزانوں میں محبوس اور مدفون ہو جائے کہ جنھوں نے اس کے حاصل کرنے کے لئے تھوڑی سی عیاری اور مکاری کے سوا کوئی محنت اور کوئی تکلیف برداشت نہیں کی تھی میں نے اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ خدا کی بھی یہ عجیب قسم کی انصاف ہے کہ تھوڑے سے نااہلوں اور محنت و مشقت سے بھاگنے والے لوگوں کو تو اس نے اتنی دولت دیدی ہے کہ انھیں

اس کا رکھنا دشوار ہے اور ہزار ہا لائق، نیک محنتی اور ایماندار انسان محنت اور مشقت کرنے کے باوجود مشکل سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکتے ہیں لیکن خدا کے انصاف کی شکایت کرنے والا یہ گروہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ دولت کی غلط تقسیم کی کس نے ہے خود ہی تو وہ یہ حرکتیں کرتے ہیں کہ ایک شخص کی کمانا جو سیکڑوں کو بیکار رہ جاتا اور جمع کر دیا جاتا یا کر کھا لیتے ہیں اور اس کے بدلے میں چند روز بعد اسے دو آدمیوں کی خوراک خود ان سے جا کر لے آتے ہیں اور پھر خود ہی یہ شکایت کرنے بیٹھتے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ سامان خوراک کیوں ہو اور خدا تعالیٰ نے کیوں اسے اس قدر زیادہ دیدیا ہے۔ خیر یہ تو ایک علیحدہ ذکر تھا جو ضمناً آگیا میں جو کچھ عرض کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ اسلام مذہب فطرت ہے اور اس نے اس قسم کے ہر ایک لین دین کو کہ جس میں ایک شخص سود دے اور دوسرا سود لے بالکل حرام قرار دیکر دولت کی غلط اور غیر مساوی تقسیم کے ایک بڑے سبب کو کلیتاً فنا کر دیا ہمارے لئے یہ بھی حرام ہے کہ سود لیں اور یہ بھی حرام ہے کہ سود دیں اس لئے اب ہماری جماعت میں یہ تکلیف دہ صورت حالات رونما نہیں ہو سکتی کہ ہماری تمام کمائی ہوئی دولت سمٹ سمٹ کر چند خزانوں کے اندر بند ہو جائے اور ہم انتہائی عسرت اور تکلیف کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہیں۔

سود کے علاوہ اسلام نے ایسی تجارتیں بھی ممنوع قرار دیدیں کہ جن میں سرمایہ دار سامان خوردنوش کو اپنے گھروں میں بھر کر بازار کے بھاؤ کے مالک ہو جائیں اور اپنے حسب مرضی جس قیمت پر چاہیں مال فروخت کریں ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ باغ کی فصل تیاری سے پہلے ہی خرید کر تیاری کے وقت اپنی جمع کو دوگنا کر لیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ کاشتکاروں سے غلہ خرید خرید کر اس لئے بھر رکھیں کہ جب وقت آئے تو اس کے من مانے دام وصول کریں مگر تجارت کے ماہرین نے یہ دونوں بہت ہی منفعت بخش صورتیں تجارت کی نکال رکھی تھیں اور سود کی طرح ان کے ذریعہ سے بھی دولت سمٹ سمٹ کر چند گھروں میں آجاتی تھی۔

دولت کی نابرابر تقسیم کے ان دو بڑے راستوں کو مسدود کر کے اسلام نے ان چند چھوٹے راستوں کی جانب بھی توجہ کی ہے کہ جن کی بدولت یہ ممکن ہو کہ کوئی شخص دوسروں کی کمائی سے اپنی جیبیں بھرے۔ چوری، امانت میں خیانت فریب دہی تجارت میں تول اور ناپ کی کمی اور جن دولتمند بچوں کی پرورش ہمارے ذمے ہے ان کی دولت چٹ کر جانا سب ایسی ہی صورتیں ہیں کہ جن کے ذریعہ سے ایک انسان محنت و مشقت کے بغیر دولت سمیٹ لیتا ہے اور یہ سب کی سب ہمارے مذہب میں گناہوں کی فہرست میں داخل ہیں۔

آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اسلام نے ہمیں قمار بازی سے بھی روک دیا ہے ہم لوگوں میں جوا کھیلنے کی رسم عام تھی اور رات دن یہ تماشے دیکھنے میں آتے تھے کہ ایک شخص اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی ساری دولت محض اس بنا پر اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھا کہ اتفاق سے پانسہ اس کے موافق مطلب نہ پڑا اور ایک شخص ذرا سی دیر میں کچھ محنت و مشقت کئے بغیر اچھا خاصا امیر بن گیا محض اس سبب سے کہ پانسہ اس کے موافق پڑ گیا تھا اور سب جواریوں کی دولت سمٹ

کر اس کی جیب میں آگئی تھی اسلام اسے تو پسند کر سکتا تھا کہ ایک شخص کی جمع کی ہوئی دولت دس بیس یا پچاس شخصوں تک پھیل جائے لیکن دس بیس جیبوں سے اس کا سمٹ کر ایک جیب میں آنا اسے ہرگز گوارا نہ ہو سکتا تھا اسی لئے پیروان اسلام کو اس تفریحی مشغلے سے بھی بالکل روک دیا گیا۔

دولت کے سمٹ کر ایک جگہ رہنے کے یہ جتنے وسائل تھے وہ سب بند ہو گئے تو اب اسلام نے موجودہ دولت کو پھیلانے کے ذریعے اختیار کئے ہمارے لئے ایک نصاب مقرر کیا گیا اور ہمیں حکم ملا کہ اگر ہمارے پاس اس نصاب کے اندر اندر مال و دولت ہے تو خیر لیکن اگر مقررہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اپنی کل دولت کا کل چالیسواں حصہ ہمیں ہر سال اپنے کنبے یا قبیلے کے غریبوں اور ناداروں کو دینا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر آمدنی کے خاص ذرائع نہ ہوں تو کوئی چالیس پچاس سال میں ہماری مالی حیثیت لازمی طور پر قوم کے عوام کے برابر ہو جائے گی اور امیری اور غریبی کے الفاظ کم سے کم ہماری قوم کے لئے بیکار اور بے معنی ہو جائینگے اپنے مال کا چالیسواں حصہ ہر سال دینا تو ہم پر فرض ہوا اور اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی ہمیں بار بار درگاہ باری تعالے سے یہی حکم ملا ہے کہ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو اور خدا کی راہ کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنا تمام مال و اسباب یا اس کی قیمت کا سونا اور جواہرات بجا کر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کے نیچے دفن کر دیں یا چاہ زمزم میں ڈالدیں بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم اس سے صرف اپنی ہی قوم یا اپنے ہی کنبہ کی حالت سنبھالیں اپنے معذور الخدمت ماں باپ کو دیں اپنے نادار عزیزوں اور رشتہ داروں کو دیں کنبے یا قوم کے ایسے بچوں کی پرورش پر صرف کریں کہ جن کا کوئی نگران اور سرپرست نہیں ہے اور بھوکے ننگے رہتے ہیں تو قوم کے اور جو غریب اور مسکین ہیں ان کی امداد کریں ہم پر ہمارے خدا کی طرف سے نماز اور روزہ فرض کیا گیا ہے لیکن صرف اسی شبہ کو مٹانے کے لئے کہ کہیں ہم صرف اپنے ان فرائض کو ادا کرنے کو نیکی نہ تصور کر لیں ہمیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف لفظوں میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الخ یعنی یہ نیکی نہیں ہے کہ تم پورب یا پچھم کی طرف منہ کر کے اگر یا نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ نیکی تو یہ ہے کہ تم خدا پر خدا کے پیغمبروں پر خدا کے فرشتوں پر خدا کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور اسی کی راہ میں اپنی دولت اپنے عزیزوں پر یتیموں پر اور جو غلام ہیں ان کی گردنیں غلامی سے چھڑانے پر صرف کرو۔

ایک دوسرے موقع پر ہمیں اپنے خدا کی طرف سے یہ پیغام بھی ملا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم اس وقت تک نیک ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنے مال میں سے جو کہ تمہیں عزیز ہے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

زکوٰۃ ادا کرنا تو ہم پر فرض ہی ہے وہ تو ہر صورت ہمیں ہر سال نکالنی ہے اور اسے اگر ہم ادا نہ کریں تو اداء فرض سے قاصر رہنے کا جرم ہم پر عائد ہو جاتا ہے لیکن اسے ادا کر دینا نیک انسان بننے کے لئے کافی نہیں ہے اسے ادا کرنے اور نماز روزہ کی عبادات بجا لانے کے بعد بھی ہم اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتے جبتک کہ ہماری دولت ہمارے رشتہ داروں اور قبیلے کے یتیم بچوں اور دیگر معذور الخدمت ناداروں کی پرورش اور نگہداشت پر صرف نہ ہو اور ان احکام سے

واقف ہو جانے کے بعد آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری جماعت میں کسی گھر کے اندر دولت کا انبار جمع ہو جانا ناممکن ہو جب کبھی ہماری ضروریات سے زیادہ دولت ہمارے پاس جمع ہو گی اسی وقت ہم اسے اسکی راہ میں خرچ کر دینے پر مجبور رہوں گے کیونکہ ہم سے یہ ہی کہدیا گیا ہے کہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یعنی جو لوگ کہ چاندی سونے کو زمین میں دفن کر کے رکھتے ہیں اور اُسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو۔ جمع شدہ دولت کو پھیلانے کا ایک یہ ذریعہ بھی اسلام نے اختیار کیا ہے کہ کسی شخص کے مرجانے پر اس کی دولت دوسری قوموں کی طرح صرف ایک بیٹے کے حصہ میں نہیں آتی بلکہ حصہ رسدی اس کی بیوی اس کے تمام بچے اسکے ماں باپ سب اس کے حقدار ہوتے ہیں اور اس طرح وہ تقسیم ہو کر تھوڑی تھوڑی سی سب کو مل جاتی ہے۔

سفیر۔ آپ کی اس تمام گفتگو سے کیا مراد ہے کیا آپ کا مذہب یہ چاہتا ہے کہ اس کے تمام پیرو دولت سے نفرت کرنے لگیں اور ہمیشہ عسرت و ناداری کی زندگی بسر کرنا پسند کریں۔

صحابی مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری تقریر کا بہت ہی غلط نتیجہ نکالا ہمارا مذہب ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی پیرو تکلیف اور مصیبت کی زندگی بسر کرے اسی لئے تو اس نے یہ انتظام کیا ہے کہ دولت صرف چند گھروں تک محدود نہ رہے بلکہ تمام قوم کے لئے یکساں طریق پر عام ہو تاکہ دس فیصدی کے لئے راحت اور نوے فیصدی کے لئے کلفت و عسرت کی صورت حال رونما نہ ہونے پائے ہمارا مذہب تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم دولت پیدا کر کے اسے زمین میں دفن کر کے نہ رکھیں بلکہ اسے اپنی اور اپنے ابنائے قوم کی ضرورتوں پر خرچ کر کے اس سے لطف اٹھائیں ہمارا مذہب یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم اتنے خود غرض اور نفس پرست نہ بنیں کہ اپنے بھائیوں کو لوٹ لوٹ کر اپنی جیبیں بھریں اور اپنے بچوں کے کھیل کود اور تفریحی مشاغل پر بیدریغ دولت لٹاتے رہیں درحالیکہ ہمارے پڑوسی کے بچے دو دو وقت کے فاقے سے پڑے ہوں ہمارا مذہب یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم اپنی پوری جماعت کو ایک بڑا کنبہ تصور کر کے اس کنبے کے انتظامات چند بڑے بوڑھوں یا چند عقلمند اور صاحب لیاقت افراد کے ہاتھ میں دیدیں اور یہ عقلمند اور تجربہ کار لوگ قوم کے افراد کی پیدا کی ہوئی دولت کو اس طرح تقسیم کیا کریں کہ کنبہ کا کوئی فرد ننگا بھوکا اور کنبہ کا کوئی بچہ ناتعلیم یافتہ نہ رہنے پائے شاید میں نے ابھی آپ سے اس کا ذکر نہیں کیا کہ ہمارے یہاں اسی غرض سے ایک بیت المال قائم ہے جسے قوم یا ملک کا خزانہ کہا جا سکتا ہے اور اس بیت المال سے ہم اپنی قوم کے یتیموں اور بیواؤں کو وظیفے دیتے ہیں جہاد پر جانے والے سپاہیوں کے بیوی بچوں کو گذارہ کے لئے مشاہرے دیتے ہیں بیرونی حملوں سے مدافعت کی خاطر سامان جنگ مہیا کرتے ہیں غرض یہ کہ تمام ایسے کام کرتے ہیں کہ جن کا مقصد قوم کی رفاہ اور بہبود ہو۔

سفیر۔ معاف کیجئے ابھی میرا اطمینان نہیں ہوا ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہر حالت اور ہر صورت میں آپ کو یہی حکم ہے کہ دولت کو خرچ کئے جاؤ اور اسے جمع نہ ہونے دو تو پھر آپ یہ امید کیسے کر سکتے ہیں کہ آپ کی قوم کسی وقت میں بھی دولتمند ہو سکیگی۔

صحابی۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک آپکے ذہن سے یہ غلط تصور نہیں نکلا ہو کہ قوم کی دولتمندی اس کا نام ہے کہ قوم میں چند افراد قارون زمانہ بنجائیں ابھی آپنے اس بات پر اچھی طرح غور نہیں کیا کہ وہ قوم درحقیقت دولتمند کہلائے جانے کی مستحق نہیں ہے کہ جس میں نوے فیصدی افراد مفلس اور نادار ہوں اور ان نوے فیصدی میں سے بیشتر تعداد ایسی ہو کہ جسے پیٹ بھر روٹی بھی میسر نہ آتی ہو بلکہ دولتمند اس قوم کو کہا جائے گا جس میں خواہ ایسا ایک فرد بھی نہو کہ جس کا گھر سونے چاندی کے انباروں سے پٹا پڑا ہو لیکن ہر سو میں سے سو کے سو ایسے ہوں کہ جنھیں اپنی تمام ضروریات بہ آسانی مل جاتی ہوں اور کبھی فقر و فاقہ سے واسطہ نہ پڑتا ہو اسلام نے ہمیں اسو کے خزانوں میں سے دولت نکالنے سے ہرگز نہیں روکا ہے بلکہ جس چیز سے ہمیں منع کیا گیا ہے وہ اپنے بھائیوں کی جیبوں میں سے دولت نکال کر اپنی جیب میں بھر لینا ہو ہمیں اس بات کی کامل آزادی حاصل ہو کہ ہم جس قدر چاہیں مال و دولت زمین سے نکال لیں لیکن یہ اجازت نہیں ہو کہ اس برآمد کردہ دولت کو صرف اپنے خزانوں میں بند کر کے اپنے ابنائے قوم کو اس کے فوائد سے محروم کر دیں ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنی پیدا کی ہوئی دولت کو خوب دل کھول کر اپنی ضرورتوں پر صرف کر لیں لیکن اپنی ضرورتیں پوری کر لینے کے بعد جو کچھ بچے اسے دفن کر کے رکھنا ہمارے لئے ممنوع ہے اور اگر آپ اس مسئلہ پر ایک ذرا غائر نظر ڈالیں گے تو آپ کی سمجھ میں خود ہی آ سکتا ہو کہ اپنے زرپرستی کے ذوق کی تسکین کے سوا اور ہمیں ضرورت ہی کیا ہے کہ ہم خواہ مخواہ مکانوں کے کونے کھود کھود کر ان میں سونا چاندی دفن کرتے پھریں جس دولت کو زمین کے اندر سے نکالا گیا تھا اسے پھر زمین ہی کے اندر پہنچا دینا آخر کہاں کی عقلمندی ہے اور اگر اس کے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا اور اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھانا تھا تو آخر اسے نکالا ہی کیوں تھا اور بلکہ میرے خیال میں تو ایسی دولت کو جو صندوقوں کو مقفل یا خزانوں میں مدفون ہو دولت کہا بھی کیسے جا سکتا ہے دولت کی قدر و قیمت تو اسی وقت معلوم ہوتی ہے اور اسے دولت صرف اسی حالت میں کہا جا سکتا ہے کہ جب اس کے بدلے میں ہم اپنے لئے کچھ آسائشیں خریدیں ورنہ یوں بیکار پڑے رہنے کے لئے تو خود آپ ہی کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؏ برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر کنکر پتھر اور زر و جواہر میں فرق ہی کیا ہے پتھر بھر کر بھی صندوقوں کو کافی وزنی کیا جا سکتا ہے ہمیں باری تعالیٰ کی درگاہ سے حکم ملا ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی تم کھاؤ پیو اور دولت کو بیجا صرف نہ کرو ہم اگر دولت کو بند کر کے کہیں ڈال دیتے ہیں تو یہ بھی اس کا بیجا صرف ہو کیونکہ اس طرح پڑے پڑے وہ نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتی ہو نہ کسی اور کو۔ ہم اپنے گھروں میں بالعموم ایسا کرتے ہیں کہ گھر کے جوان اور نوجوان مرد کما کما کر دولت لاتے ہیں اور ہر شخص اپنی کمائی گھر کے دو ایک بڑے بوڑھوں کے سپرد کر دیتا ہے اور اور یہ بڑے بوڑھے اپنے تجربے اپنی عقل اور اپنی قابلیت سے ایسا انتظام کرتے ہیں کہ سارے گھر کو آرام و آسائش کے ساتھ رکھا ہے اور دوسری ضروریا

پیہم برابر ملتی رہتی ہیں نوجوانوں کے شادی بیاہ بھی ہوتے ہیں مریضوں کو وقت پر دوا بھی ملتی ہے اور بچوں کے لئے ان کی تعلیم کی ضروریات بھی مہیا ہوتی رہتی ہیں فرض کر لیجئے کہ گھروں میں اوسطاً آٹھ یا دس آدمی ہوتے ہیں تو جو انتظام کہ آٹھ یا دس آدمیوں کے لئے ہو سکتا ہے کیا وہی انتظام آٹھ سو یا آٹھ ہزار یا آٹھ لاکھ یا آٹھ کروڑ افراد کے لئے نہیں ہو سکتا اگر گھروں کے اندر ایسا ہوتا ہے کہ اپنی ساری کمائی بڑے بوڑھوں کے ہاتھ میں دے دینے کے بعد ہمیں اپنی ضرورتوں کی طرف سے بےفکری ہو جاتی ہے اور اپنے پاس کچھ زر و مال رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی تو آٹھ لاکھ یا آٹھ کروڑ کے کنبے میں کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ کمانے والے کما کر لائیں اور انتظام کرنے والے پورے کنبے کی تمام ضرورتوں کو بالکل یکساں طور پر پورا کرتے رہیں اور اس طرح پوری قوم میں ایک فرد واحد بھی ایسا نہ نکل سکے کہ جو روٹیوں کو محتاج ہو اور ایک بچہ بھی ایسا دستیاب نہ ہو سکے کہ جو زیور علم سے آراستہ نہ ہو اور اسی کے ساتھ یہ دل خوش کن صورت حالات بھی خود بخود قائم ہو جاتی ہے کہ قوم کے کسی فرد کو دوسرے افراد سے زیادہ آسانیاں اور عیش حاصل نہیں ہوتے کہ جنھیں دیکھ کر دوسروں کے دل میں حسد یا ہر جائز و ناجائز طریقے پر انھیں حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو۔

جب آپ کی بادشاہ اور آپ تقریباً ایک سی زندگی بسر کرتے ہوں اور جب آپ اپنے بادشاہ کو اپنا آقا نہیں بلکہ قوم کا خادم یا گھر کا منتظم تصور کرتے ہوں تو آپ خود ہی خیال فرمائیے کہ آپ کو اس کی حیثیت و حالت پر کیوں رشک آئیگا اور کیوں یہ خیال آپ کے دل کو ستائیگا کہ اگر آٹھ کروڑ افراد قوم پر حاکم اور ان کی جان و مال کی مالک بنجانا ممکن نہیں ہے تو کم سے کم آٹھ ہزار یا آٹھ سو آدمیوں پر تو ہم بھی حکومت کرنے لگیں اس صورت میں اگر کوئی خیال دل میں پیدا ہو سکتا ہے تو صرف یہی کہ اس شخص نے قوم کی اس قدر خدمت کی کہ بالآخر قوم نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا ہم بھی اگر قوم کی ایسی ہی خدمت کریں تو یہ موقع ہمیں بھی مل سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ دولت کی مساویانہ تقسیم کی صورت میں شاہی دربار اور امراء و وزراء کے محلات کی یہ ظاہری چمک دمک اور یہ تمام جھلک جھلک باقی نہ رہے گی کیونکہ وہ کروڑوں روپیہ اور دیگر جواہرات صرف آسائشوں اور ظاہری شان و شوکت پر برباد کئے جاتے ہیں وہ قوم کی حقیقی ضرورتوں پر صرف ہوا کریں گے لیکن آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ وہ شہر زیادہ خوبصورت معلوم ہو سکتا ہے کہ جس میں دس تو بڑے بڑے عالیشان محل کھڑے ہوں اور باقی نوے کھجور کے پتوں کے جھونپڑے ہوں یا وہ کہ جس میں سو کے سو مکانات یکساں آرام دہ صاف ستھرے اور صحت بخش بنے ہوئے ہوں لیکن کہیں قصر شاہی نظر نہ آتا ہو۔

اگر یہ تمام باتیں جو میں نے عرض کی ہیں آپ کے خیال میں صحیح اور درست ہیں تو اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا نوع انسان کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح راستہ دکھلانے کے متعلق کسی اور مذہب نے اتنی خدمت کی ہے اور کیا بڑے سے بڑے نظام اور عقلاء اس سے بہتر کوئی صورت امن کی پیدا کرنے کی دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

اسلام نے دنیا کے سامنے ایک نظام فکر اور ایک طریق عمل پیش کیا ہے

اور یہ طریق عمل بالکل وہی ہے جو مادر فطرت نے ہر انسان کو سکھایا ہے اس میں نہ کوئی تصنع ہے اور نہ تکلف بلکہ یہی سچی اور فطرتی تہذیب ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم جنگ و خونریزی کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر سکتے ہیں میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ اس موضوع پر اپنی گفتگو ختم کرنے سے پیشتر ایک چھوٹی سی مثال اور بھی دیدوں اس وقت ہم اندازاً کوئی پچاس آدمی یہاں بیٹھے ہیں فرض کیجئے کوئی صاحب ہمت شخص آئے اور ہم سب کی دعوت کر جائے ہم کھانا کھانے کے لئے جب اس کے مکان پر پہنچیں تو دیکھیں کہ انواع و اقسام کے لذیذ اور نفیس کھانے بافراط دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں خوش ذائقہ اور مفرح شربت کی صراحیاں بھری رکھی ہیں اور میزبان کی طرف سے عام اجازت ہے کہ جس طرح چاہے اور جتنا چاہے کھائے اب آپ کا طرز عمل اس موقع پر کیا ہوگا؟ کیا آپ جلدی جلدی دوسروں کے آگے سے کھانے اور پھل اٹھا کر اپنی جیب میں بھرنا شروع کر دینگے؟ اگر نہیں تو پھر اس کے بجائے ہوئے دسترخوان پر آپ کا یہ طرز کیوں ہے اور کیوں آپ اسے بدتہذیبی خیال نہیں کرتے کہ دوسروں کے آگے سے اٹھا اٹھا کر اپنی جیبیں بھریں اگر انسانی میزبان کے دسترخوان پر تہذیب کا مقتضا یہ ہے کہ ہم دوسروں کے حصہ پر ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ اپنے حصہ تو سے پھل وغیرہ چھپا کر دوسروں کو دیں تو پھر خدائی دسترخوان پر یہ تہذیب کہاں چلی جاتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ تہذیب کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھے ہیں اور انتہائی بدتہذیبی کو آپ نے تہذیب سمجھ لیا ہے تہذیب یہی ہے کہ ایسے موقع پر کچھ لوگ پھلوں کو چھیل کر ان کی قاشیں تمام مہمانوں کو تقسیم کر دیں اور کچھ لوگ صراحیوں سے شربت ساغروں میں انڈیل انڈیل کر سب کو پلائیں اور اس طرح شربت پلانے والوں کو چھلے چھلائے پھل مل جائیں اور پھل تراشنے والوں کو بھرے بھرائے شربت کے جام اسلام اسی قسم کی تہذیب کا نام ہے اور مجھے امید ہے کہ اب آپ اس تہذیب کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

مستفسر۔ جی اب خوب اچھی طرح سمجھ گیا اور مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ آپ کا شکریہ ادا کروں۔

صدیقی۔ میرا شکریہ ادا کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے یہ تو میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں آپ کی یہی مہربانی بہت کافی ہے کہ آپ نہایت توجہ اور صبر کے ساتھ میری گذارشیں سن رہے ہیں اب میں آپ کو یہ تو بتا چکا کہ سود و جوئے وغیرہ اور بعض اقسام تجارت کو ناجائز قرار دیکر اسلام نے ایک سب سے بڑی بنائے فساد کو دور کر دیا ہے اب میں دوسری بنائے فساد یعنی ابنائے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کے متعلق اسلام کے طریق کار کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ میری اس عرض کو بھی اسی توجہ سے سنیں گے۔

ابنائے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کی بہت سی مثالیں دنیا میں دیکھنے میں آتی ہیں اور اس حقیقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دولت کی غلط تقسیم کے بعد اسی کی زمین پر سب سے زیادہ فساد اسی سبب سے برپا ہوا کرتا ہے اس بنائے فساد کی سب سے بڑی اور سب سے کھلی ہوئی مثال جو ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھنے کو ملتی ہے وہ غلط طریقہ حکومت ہے بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ سرے سے حکومت کا یہ لفظ ہی غلط ہے جو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے میں شاید ایک

زاید مرتبہ یہ عرض کرچکا ہوں کہ خاندانوں کے یا قبیلوں کے انتظام کا جو طریقہ فطرت نے سکھایا تھا وہ یہ ہے کہ گھر کے یا قبیلہ کے تمام عاقل و بالغ مرد صرف اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ پورے کنبے یا قبیلے کے لئے کام کریں اور ان کی مشترکہ اور متفقہ محنت سے قبیلے کے سب زیادہ سے زیادہ آرام اور آسائش بحصہ مساوی سب پر تقسیم ہو جائے یہ تقسیم کا کام قبیلے کے چند عقلمند اور تجربہ کار لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور قبیلہ ہی میں سے ایک ایسا شخص سرداری کے لئے منتخب کرلیا جائے کہ جس پر تمام قبیلے کو اعتماد ہو اور جس کی عقلمندی، شجاعت، بہادری اور حب وطن کے مختلف موقعوں پر اس قدر ظاہر ہوچکی ہو کہ اس کا ذکر قبیلے کے بچے بچے کی زبان پر ہو، سارا قبیلہ اس کے نام کا عاشق ہو اور بوڑھے و جوان سب اس کے ادنیٰ احکام کی بجاآوری اپنا فرض خیال کریں اور ان کی اس محبت اطاعت اور وفاشعاری کا جواب سردار قبیلہ کی طرف سے یہ ملے کہ وہ ہر فرد قوم سے محبت کرے ہر فرد کے ساتھ انتہا سے زیادہ انصاف برتے اور ہر ضرورت کے موقع پر اپنے قبیلے کی خاطر اپنی جان دینے کے لئے تیار رہے ظاہر ہے کہ اس قسم کے سلوک کا نام صحیح طور پر "حکومت" نہیں کہا جاسکتا اسے یا تو خدمت کہہ سکتے ہیں یا نظر دلتی حکومت کے مفہوم میں استبداد اور شخصی خود مختاری کی بوآتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ اسلام نے اسی بنا پر ہمارے حکمرانوں کے لئے امیر یا اولوالامر کا لقب پسند کیا ہو۔

بہرحال یہ لفظ ہمیں پسند آئے یا نہ آئے یہ واقعہ ہے کہ آج دنیا کی تمام قومیں اپنے فطری مسلک اور مذہب سے ہٹ گئی ہیں اور ہر ملک میں سردار قبیلہ یا امیر ان جماعت نے آہستہ آہستہ خادم قوم کی بجائے مخدوم قوم کی حیثیت اختیار کرلی ہے اور اب یہ دستور عام ہوگیا ہے کہ کوئی تنہا ایک فرد واحد بلا کسی استحقاق کے لاکھوں اور کروڑوں افراد قوم کا آقا اور مالک بنکر بیٹھ جاتا ہے اور صرف اپنے حکم سے جسے چاہتا ہے خاک سے اٹھا کر پاک اور جسے چاہتا ہے بے خطا و بے قصور ہلاک کردیتا ہے ملک کا قانون صرف اس ایک شخص کی مرضی کا نام ہوتا ہے کہ جو بسا اوقات نہ عادل ہوتا ہے نہ ایماندار اور نہ عاقل ہوتا ہے نہ شکر گذار اپنے آقائے ولی نعمت اور اپنے خداوند کے ظلم و جور کو دیکھ دیکھ کر سلطنت کے تمام عمال بھی اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں اور ایک ستم رسیدہ اور رنجیدہ شخص کے لئے کوئی دروازہ ایسا باقی نہیں رہتا کہ جسے وہ کھٹکھٹائے اور جہاں اس کی فریاد سن لی جائے ان حالات کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تھوڑے سے ایسے لوگ کہ جن کی اس مستبد فرمانروا کو ضرورت ہوتی ہے اور جو اس کے ظلم و ستم میں ہمہ وقت اس کے معین و مددگار رہتے ہیں یا کچھ ایسے لوگ کہ جو اپنی چالاکی اور فریب کاری کے ذریعہ سے شاہی خوشنودی مزاج حاصل کرلیتے ہیں وہ تو اچھے بنے رہتے ہیں اور ان کا ہر عیب صواب میں داخل ہوجاتا ہے اور باقی تمام افراد قوم کی جان عزت و آبرو جان مال، غرضکہ کوئی چیز ان خود ساختہ خداؤں کے ہاتھ سے محفوظ نہیں رہتی خود مختار شخصی سلطنتوں کے مظالم سے یقینی طور پر آپ مجھ سے بہت زیادہ واقف ہوں گے اور میں کامل وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اپنے گھر سے جب آپ اس سفارت کے لئے روانہ ہوئے ہوں گے تو ایک مرتبہ تو یہ اندیشہ ضرور دل میں پیدا ہوا ہوگا کہ خدا جانے واپس آنے پر یہ گھر اسی طرح صحیح و سالم ملیگا یا کسی مقرب سلطانی کی عداوت اور قیامت پرستی کی بدولت عمارت مسمار و منہدم ہوچکی ہوگی اور اس زمین پر گدھوں کا ہل چلادیا گیا ہوگا شاہی دربار اور اس کے وظیفہ خواروں کے حالات سے کامل واقفیت ہونے کی بنا پر آپ اس ناخوشگوار اور فساد انگیز صورت حال سے بھی پورے طور پر آگاہ ہیں جو اس قابل نفرت طرز حکومت نے رونما کردی ہے اس لئے میں اس کی تفصیل اور تشریح ضروری نہیں خیال کرتا صرف یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ بتائے جن سلطنتوں میں حیات بیخبری و غیر مساویانہ سلوک کرنے کی بدولت ایک منتصرطبقہ حاکم اور برتر بنجائے اور دوسرا محکوم اور غلام کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ایسے ستم رسیدہ رعایا کی جانب سے اس قسم کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں کہ حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے اور رعایا بڑی خوشدلی سے ہر ایسے شخص کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہوجاتی ہے کہ جو ان ظالم فرمانرواؤں کے ہاتھ سے زمام سلطنت چھیننے کے لئے اٹھ کھڑا ہو اگرچہ ایسا وقت بسا اوقات اس پرانے حکمرانوں سے بھی برا ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ مثل صادق آجاتی ہے کہ آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکا۔

تاریخ کے ہزار بلکہ لاکھوں ورق انہی خود مختار شخصی فرمانرواؤں کے ظالمانہ اور ان کے خونیں کارناموں کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں اور نسل انسانی کی ذہنیت آج اس قدر تبدیل ہوچکی ہے کہ اس قسم کی سیاہ کاریوں کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ظالمانہ جلادیوں اور خونریزیوں کو فتح کا لقب دیکر اس کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں ظالمانہ حملہ آوروں کے خلاف اگر مظلوموں کی تلوار اٹھے تو وہ جائز ہی ہے اور قابل فخر بھی لیکن خدا کے لئے ذرا انصاف کیجئے کہ کیا یہ بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ بے وجہ محض اپنی ملک گیری اور توسیع سلطنت کی ہوس پوری کرنے کے لئے اپنے آس پاس کے ملکوں پر بے وجہ ان تمام قوموں کو اپنا محکوم اور اپنا غلام بنالیں جو بدقسمتی سے آپ کی نسبت کسی قدر کمزور ہیں اور اصلی باشندوں کو جو وہاں کے تھے ان سے چھین کر ان کا حق بھی ان سے چھین لیں اپنی ملکیت میں داخل کرلیں یہ آپ کا کیسا تعجب خیز ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو مہذب نہیں سمجھتے اور ان قوموں کو بھی مشرف کرنے کے درپے رہتے ہیں کہ جو آپ کی طرح مہذب نہیں ایران اور یونان کی باہمی آویزشیں تمام دنیا کو معلوم ہیں حالانکہ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے یہ دونوں ملک ایک ہی تہذیب کے پرستار تھے دونوں ملکوں میں شخصی حکومت کا طریقہ رائج تھا اور دونوں ملک اپنے آپ کو علم اخلاق اور تہذیب میں ساری دنیا سے بہتر خیال کرتے تھے لیکن آپ کی تہذیب سے یہ کہاں ثابت ہے کہ وہ دوسری قوموں سے کیوں رسد و رسومات سے بالکل فضول ہے کیونکہ یہ تہذیب تو صرف اپنے اہل ملک کے کام آتی کبھی کبھی خیال کرتا ہوں۔

میرا مقصد ان مختلف قوموں کی برائیاں گنانا نہیں ہے بلکہ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تہذیب اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اپنے ابنائے جنس کے ساتھ برابری کا سلوک کریں بلکہ ہمیشہ کشت و خون اور ظلم و فساد کے سوا اور کچھ نہیں سیکھ سکتے اور دنیا آج زیادہ تر اسی کے معرکہ

کارزار بنی ہوئی ہے کہ ایرانی دیلمی اور حبشی و ہندوستانی کی فرق انھیں آپس میں میل جول رکھنے سے روکتا ہے آپ نے اپنے بادشاہوں کو غیر مساویانہ درجہ اختیارات اور طاقت دیکر انھیں اس بات کا موقع دیدیا ہے کہ اب وہ جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور ایک مرتبہ اختیارات اور طاقت حاصل ہونے کے بعد اب انھوں نے خود اپنی کوششوں اور تدبیروں سے ایسی حالت پیدا کر لی ہے کہ اب اگر آپ چاہیں تو ان سے ان کے اختیارات واپس نہیں لے سکتے انھوں نے آپ کے دیئے ہوئے مال و زر سے نکمے اور بیکار لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت پال لی ہے جو اپنے پیٹ کی خاطر ان کے تمام احکام بجا لاتی ہو اور ذرا سے اشارہ پر ہر جماعت اور ہر قوم سے آمادہ پیکار ہو جاتی ہے ان غلاموں پر دردوں اور ننگ خواروں کا نام فوج رکھدیا گیا ہے اور قوم کے سامنے ان کی ضرورت یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ حملہ کے وقت دشمنوں سے ملک کی حفاظت کرتے ہیں اگر انھیں اس طرح پالنے اور بٹھا بٹھا کر کھلانے کا یہی مقصد ہوتا تب بھی صبر آجاتا لیکن فی الحقیقت انھیں صرف اس لئے پالا جاتا ہے کہ ان کے خوف سے تمام ملک میں کسی کو حضور جہاں پناہ کے کسی حکم سے گردن تابی کی ہمت نہ پڑ سکے اور اگر کبھی کسی غیرت دار و خود دار شخص کو سرکشی کی خیال آئے تو یہ نکموں کی جماعت اچھی طرح اس کی سرکوبی کرے۔

سفیر معاف کیجئے اگر میں یہ پوچھوں کہ اگر اس طرح فوج نہ رکھی جائے تو پھر دشمنوں کے حملوں کی مدافعت کا کون ذریعہ ہے اگر ان کا وجود ملک اور قوم کے لئے اسقدر ضروری ہے تو پھر انھیں بیکار اور نکما کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

صحابی جناب والا اگر آپ کی تہذیب انسان کو تمام صفات حسنہ سے محروم کر دیتی ہے تب تو مجبوری ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جس گھر میں آگ لگتی ہے وہی بچے بوڑھے اس کے بجھانے میں مصروف ہوا کرتا ہے اگر ہمارے ملک پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو جس سچے جوش کے ساتھ ہم اس کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوں گے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اور ہم ہی پر اس کی حفاظت فرض بھی ہے میں نے شاید آپ کو جنگ بدر کے حالات سنائے تھے اور بتایا تھا کہ حملہ آوروں کی تعداد ہم سے چوگنی تھی اور ان کے پاس سامان حرب بھی ہم سے بہت بہتر تھا لیکن ہمارا بچہ بچہ اس وقت جماعت کی حفاظت کے لئے اللہ لڑا ہوا اور ایسی بہادری سے لڑا کہ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے اور ایسی شکست دی کہ جسے وہ مدتوں تک نہ بھول سکے آپ اپنے ملک کے فرزندوں کو فنون جنگ کی تعلیم دیکر سپاہی بنائیے ان کے دل حب وطن اور حب قوم کے جوش سے بھر دیجئے انھیں ان کے فرض سے آگاہ کیجئے کہ حفاظت وطن کی خاطر انھیں خوشی سے جان دیدینی چاہیے اور پھر دیکھئے کہ معرکہ کارزار میں وہ ان کرایہ کے سپاہیوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں یا نہیں میں نے انھیں نکمے اور بیکار کہا ان کا نکما پن تو اسی سے ظاہر ہے کہ امن و صلح کے زمانہ میں انھیں پلے پڑے روٹیاں توڑنے کے اور کوئی کام نہیں ہوتا اور ان کی صحت درست رکھنے کی خاطر بالکل اسی طرح کہ جس طرح گھوڑوں کو دوڑ لگا کر ٹہلایا جاتا ہے انھیں بھی جسم پر ہتھیار لگا کر تھوڑی دیر ادھر ادھر گھمایا پھرایا جاتا ہے بیکار وہ اس لئے ہیں کہ جس کام کے نام سے انھیں رکھا جاتا ہے اس کے لئے کسی علیحدہ جماعت کی ضرورت نہیں اور جو کام وہ کرتے ہیں اس سے اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے آقا یعنی بادشاہ کو پہنچتا ہے قبیلہ یا قوم کو کوئی منفعت نہیں پہنچتی ان کے فوج میں بھرتی ہو جانے سے قوم کو یہ نقصان عظیم پہنچتا ہے کہ وہ اپنے بہت سے صحیح القوائے فرزندوں کی محنت اور کمائی سے محروم ہو جاتی ہے اور دوسروں کو ان کے حصہ کا کام کرنا پڑتا ہے اور خود ان کو یہ نقصان پہنچتا ہے کہ وہ بلا کسی ذاتی خصومت و عداوت کے محض تھوڑی سی دولت کی خاطر دوسروں کی جانیں لینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو حکومت یا ملک کے نظم و نسق کے متعلق اسلام نے جو اصول ہمیں سکھائے ہیں وہ آپ کو بتاؤں تاکہ آپ صحیح طور پر اس عظیم الشان انقلاب کا اندازہ کر سکیں جو اسلام نے ہمارے تمدن اور ہماری معاشرت میں پیدا کر دیا ہے۔

سفیر میں تو آپ کی گفتگو ایسی محویت اور ذوق و شوق کے ساتھ سن رہا ہوں کہ اس وقت مجھے دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہیں ہے۔

صحابی اگر ایسا ہے تو آپ کو ضرور یاد ہوگا کہ میں نے دنیا کے ابتدائی دور کا حال بیان کرتے وقت ایسے دو انسانوں کا ذکر کیا تھا جو جنگل میں شکار کا تعاقب کرتے کرتے اتفاقاً ایک دوسرے کے سامنے آگئے تھے اور پھر روزانہ مل جل کر ساتھ ساتھ شکار کھیلنے اور ایک ہی غار میں رہنے لگے تھے انھیں ساتھ رہنے میں بہت سی آسانیاں نظر آئیں پہلے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ تنہا ہونے کی وجہ سے جب وہ شکاری اپنا گوشت آگ پر بھون کر یا یوں ہی کاٹ کر غار میں رکھ دیتا تھا اور خود پانی بھرنے چلا جاتا تھا تو جنگل کے گوشت خوار جانور اس کی غیر حاضری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور اکثر تمام گوشت کھا جاتے تھے غار کے دہانے پر جو پتھر وہ رکھ دیتا تھا اسے سرکا لینا بھی بڑے جانوروں کے لئے کوئی دشوار کام نہ تھا کیونکہ تنہا ایک آدمی کافی بڑا سا پتھر نہ اٹھا کر لا سکتا تھا اور نہ اسے بار بار رکھ اور ہٹا سکتا تھا اب دو آدمی ہو جانے سے یہ ہونے لگا کہ ایک آگ جلاتا اور دوسرا گوشت کے ٹکڑے کرتا یا ایک گوشت کو آگ پر بھونتا اور دوسرا دوڑ کر پانی لے آتا اور دونوں مل کر اس میں بھی کامیاب ہوگئے کہ ایک بہت بڑا پتھر غار کے منہ پر رکھنے کے لئے اٹھا لائیں اور رات کو جانوروں کی ایذا سے بے خوف ہو کر آرام سے سوئیں ایک اکیلے جانور بھی حملہ کرنے میں کچھ زیادہ پس و پیش نہ کرتے تھے لیکن مثل مشہور ہے کہ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں اس لئے جنگلی درندوں کو بھی ان پر حملہ کرنے میں ذرا پس و پیش اور اپنے بازوؤں کی طاقت کا جائزہ کرنی پڑتی تھی اور اس جانچ کا عام طور پر نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ وہ حسرت بھری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے چلے جائیں اور جنگل کے کسی اور کمزور جانور پر اپنا غصہ اتاریں۔

یہ دو آدمیوں کی کنبہ آہستہ آہستہ اور زیادہ وسیع ہوا لیکن جب اس میں دو چار بیس آدمی ہو گئے تب بھی دستور یہی رہا کہ سب اسی طرح کاموں کو تقسیم کرلیں کہ کسی کو کوئی ضرورت اٹکی ہی نہ رہے اور ایک کے آرام سے دوسرے کو تکلیف بھی نہ پہنچے جب کبھی اتفاق سے کوئی شخص کوئی ایسا کام کرتا کہ جس سے اسے خود تو آرام ملے لیکن اس کے دوسرے بھائیوں کو دکھ ہو تو سارے کا سارا کنبہ انھیں لال پیلی کر کے اس سے مطالبہ کرتا کہ اس کام کو

بند کرے اور اس متفقہ مطالبہ سے کس کی مجال تھی جو سرتابی کرتا اس طرح آہستہ آہستہ چند روز میں تمدن یعنی مل جل کر رہنے کے متعلق خود بخود چند ابتدائی قاعدے یا ضابطے بن گئے جو اگرچہ تحریر میں تو نہ آئے لیکن دل پر ہر فرد کے نقش ہو گئے اور ان کی پابندی اس طرح ہونے لگی کہ گویا وہ بالکل فطری اور طبعی چیزیں ہیں یہ پرسکون حالت اور یہ مرنجان و مرنج کا طریق عمل اس قدر اچھا تھا کہ یہ کون و فساد کی دنیا اس کی بدولت بہشت ہو گئی تھی خود آپ کے ملک کے ایک شاعر کا تخیل بھی بہشت کے متعلق یہی ہے

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

اسی عرصہ میں ایک نئی بات اور پیدا ہوئی وہ یہ کہ اس چھوٹے سے کنبے میں ایک بہت ہی شریف اور بہادر نوجوان داخل ہوا اور اس نے چند ہی روز میں اپنی خوش خلقی ایمانداری اور بہادری کی بدولت پورے کنبے کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور اس کے کان میں جھوٹوں بھی یہ بھنک پڑی کہ کنبے کا کوئی آدمی تکلیف میں ہے یا اس پر کوئی حادثہ ہو گیا ہے اور وہ ہر وقت اس کی مدد کے لئے دوڑا اگر وہ درندوں کے غول میں گھر گیا ہے تو یہ شیر دلیر اپنی جان کی پروا کئے بغیر ان جانوروں پر جھپٹ پڑا۔ اگر وہ درخت سے گر پڑا ہے تو اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر غار تک لے آیا اور اگر وہ بیمار ہے تو کنبے کے بڑے بوڑھوں سے پوچھ کر جڑی بوٹیاں کچھ لا کر اسے کھلا دیں اور اس کے سرہانے بیٹھ کر برابر اس کی خدمت کرتا رہا یہ باتیں ایسی تھیں کہ چند ہی روز میں سب اس پر بھروسا کرنے لگے اسے اپنا پشت پناہ سمجھنے لگے اور ضرورت کے وقت اسے مدد کے لئے پکارنے لگے ہر دل میں اس کے لئے عظمت پیدا ہو گئی اور ہر سر اس کے احکام پر خود بخود جھکنے لگا۔

جنگل میں جس طرح یہ قبیلہ آباد تھا اسی طرح اور بھی بہت سے قبیلے آباد تھے اور ہر قبیلے میں اسی طرح ایک ایک سردار بن گیا تھا کبھی کبھی یہ قبیلے آپس میں دست و گریباں بھی ہو جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر ہر قبیلے کا سردار بڑے فخر اور بڑی آن بان کے ساتھ اپنے قبیلے کے آگے میدان جنگ کی طرف بڑھتا تھا اور انھیں بڑی ہوشیاری کے ساتھ بڑے بوڑھوں کی بتائی ہوئی تدبیروں کے ساتھ دشمن سے لڑاتا تھا بڑے بوڑھوں کے متعلق ایک بھاری سی مثل مشہور ہے کہ وہ ڈبیا میں تجربہ کے رکھنے کے تھیلے ہوتے ہیں یہ ایک بہت بڑی حد تک صحیح بھی ہے اور ہر زمانہ میں بڑے بوڑھے ایسی ہی حفاظت کے ساتھ رکھے جاتے تھے وہ گویا ایک اچھی خاصی کتاب ہوتے تھے جس میں انسانی زندگی کے نشیب و فراز کی تفصیلات درج ہوں اور یہ تفصیلات نوجوانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی تھیں گویا عقلمند اور تجربہ کار بڑے بوڑھے ہر کام کے متعلق اپنے مفید مشورے دیتے تھے اور نوجوانوں میں جو سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ شریف اور سب سے زیادہ ہمدرد خاندان ہوتا تھا وہ امارت اور سرداری کے فرائض انجام دیتا تھا امتداد زمانہ نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے جنھوں نے خدمت کئے بغیر عظمت حاصل کرنے کے متمنی تھے اور ان میں سے جو کامیاب ہوتا گیا اسی نے اس بہشتی نظام تمدن کو درہم برہم کر دیا اور آج یہ حالت رونما ہو گئی جو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے تو ہمیں یہ تعلیم دی کہ ان الحکم الا للہ یعنی حکومت صرف خدا کے لئے مخصوص ہے کسی اور کا اس میں حصہ نہیں ہے اس کے بعد ہمیں حکم دیا کہ تم میں سے جو تمہارا امیر ہو اس کی اطاعت کرو گویا ہماری جماعت میں جو شخص اپنی خدمات کی بدولت اپنے آپ کو سب سے زیادہ اہل ثابت کرے اسے اپنا امیر منتخب کرنے کے بعد ہم پر اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہے کہ جیسے خدا اور خدا کے رسول کی لیکن صرف اسی وقت تک کہ جب تک یہ امیر ہم پر اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ خدا کی مرضی اور خدا کے فرمان کے مطابق حکومت کرے اس قسم کی حکومت کی بہترین نمونہ خود ہمارے آقا اور مولا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہماری جماعت کا بڑے سے بڑا فرد بھی اپنے آپ کو حضور انور کا ایک ادنیٰ غلام تصور کرتا ہے اور آپ کے ذرا سے اشارہ پر اپنی جان تک آپ پر فدا کرنے کو تیار ہو اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایسی فرماں بردار رعایا اور ایسی اطاعت شعار فوج دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی میسر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی یہ حالت ہے کہ کبھی اچھی غذا نہیں کھاتے کبھی اوروں سے بہتر کپڑا نہیں پہنتے کبھی دوسروں سے بہتر جگہ پر نہیں بیٹھتے اپنے بیشتر کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننی گوارا نہیں ہوتی یتیموں اور بیواؤں کی ہر طرح کی خدمت خود بہ نفس نفیس کیا کرتے ہیں اور کبھی کسی اجنبی کو آپ کے کسی انداز سے یہ معلوم نہیں ہونے پاتا کہ آپ ہی اس قلمرو کے فرمانروا اور اس جماعت کے حاکم اعلیٰ ہیں ایک طرف عدل و انصاف کی یہ حالت ہے کہ اگر خود آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو انھیں بھی مقررہ سزا دئے بغیر چھوڑنے کیلئے آپ تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف جود و عطا کا یہ عالم ہے کہ خود بھوکے رہ کر اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیا کرتے ہیں آپ کو مشکل سے یقین آئیگا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ ہم لوگ خندقیں کھود کھود کر ان میں اپنا مورچہ قائم کریں اور اس طرح دشمن کے حملہ کی مدافعت کی جائے تو ہم سب کی التجاؤں کو مسترد کر کے حضور انور برابر خندقیں کھودنے میں ہمارے شریک رہے اس کے علاوہ اور موقعے بھی ایسے ہوئے ہیں کہ جب حضور انور نے حالت سفر میں پڑاؤ پر پہنچ کر کھانا وغیرہ پکانے کے کاموں میں ہمیں بالکل برابر کی مدد دی ہے اب آپ خود ہی غور فرمائیے کہ آپ ایک ایسے بادشاہ کو پسند کریں گے کہ جو نہ تو آپ کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہو اور نہ آپ کی گاڑھی کمائی کی دولت میں کوئی حصہ لگاتا ہو یا آپ کو اپنا وہی فرمانروا پسند آئیگا جو آپ کو لوٹ لوٹ کر اپنی جیبیں بھرنے اور آپ کی کمائی ہوئی دولت سے عیش کرنے کے سوا اور کچھ نہ کرتا ہو جو آپ میں سے ہر ہر فرد کو اپنا ذاتی غلام اور آپ کی املاک و جائداد کو اپنی متصرفہ اور مقبوضہ ملکیت تصور کرتا ہو جسے آپ کے آرام و آسائش کا خیال ہونا تو در کنار کبھی اس میں بھی تکلف اور تامل نہ ہوتا ہو کہ اپنے ذرا سے آرام کی خاطر آپ کو انتہائی تکلیف و مصیبت میں ڈالدے اور جس کی قلمرو میں قانون صرف اس کی اپنی مرضی کا اور انصاف صرف اس کے اپنے حکم کا نام ہو۔ ایمان سے کہئے کہ اب ہمارے بادشاہ کی صفات معلوم ہو جانے کے بعد کیا اندر سے آپ کا دل یہ نہیں چاہ رہا ہے کہ مجھے دربار رسالت لے کر ایسے آقا

اور ایسے سردار کے قدموں میں آپڑیں کہ جو انسان کی صحیح قدر جانتا اور اپنے آپ کو اپنی رعایا کا خادم مانتا ہے۔

حکومت کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھا دینے کے بعد اسلام نے ہمیں یہ بھی ہدایت کی ہے کہ اپنے سارے کام باہمی مشورہ کے ذریعہ سے کیا کریں اور ہم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ عقلمند اور صحیح الرائے ہونے کے باوجود ہمارے آقائے نامدار کبھی کوئی کام ہمارے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے اور اس طرح گویا ہمیں عملی طور پر اس بات کی تعلیم مل رہی ہے کہ حکومت کا اصلی اور صحیح مفہوم یہ ہے کہ حکمران اپنی قوم کا مخدوم نہیں بلکہ خادم ہو اور قوم و ملک کے لئے جو قانون بھی بنائے اس میں اپنی ذاتی رائے پر بھروسا کرنے کی بجائے قوم کے تمام بہترین دماغوں کو اس میں شریک کرے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ ہیں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں حکم ملا ہے کہ تم اس موقع پر بھی عدل کرو کہ جب اس سے تمہیں یا تمہارے رشتہ داروں کو نقصان پہنچتا ہو ہمیں ہدایت ملی ہے کہ ہم حکومت کرنے کی تمنا نہ کریں کیونکہ حکومت تو صرف خدا کا حق ہے۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کریں اور ہم میں سے جو ہمارا سردار ہو اس کی اطاعت کریں۔

ہمیں حکم ملا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری جہاں بھی ہو ہم اس کے ساتھ تعاون کریں اور ظلم و عدوان کے ساتھ تعاون کرنے سے ہمیں روکا گیا ہے ہمیں بتایا گیا ہے کہ زمین ہماری ملکیت نہیں بلکہ خدا کی ملکیت ہے اور اس کی طرف سے اس کے وارث وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو اس کے نیک بندے ہیں ان تمام ہدایات و احکام کو ایک جگہ کر کے آپ خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ حکومت کے مفہوم اور حکومت کے طرز میں اسلام نے کس قدر انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اسلام ہمیں پھر اسی صحیح اور فطری طرز تمدن پر لے آیا ہے کہ جہاں سے ہم راستہ بھٹک گئے تھے۔

غیر مساویانہ سلوک کی دوسری بہت ہی بین اور واضح مثال غلام بنانے کی رسم ہے آج تمام دنیا میں یہ رسم عام ہے کہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی کہیں نہ کہیں سے اور کسی نہ کسی طرح چند انسانی بچوں کو بہلا پھسلا کر یا بزور و جبر اپنے ہمراہ لے آتا ہے اور گائے بیل کی طرح انہیں متمول لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے اور اس طرح بک جانے کے بعد وہ اسی طرح اپنے آقا کی ایک معمولی اور مقبوضہ شئے ہو جاتے ہیں کہ جیسے اس کے کپڑے یا اس کا مکان اور سامان آرائش وغیرہ۔ آقا اگر ان سے ناراض ہو کر صرف اس قصور پر کہ وہ اس کے کسی معمولی سے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے تھے انھیں مار ڈالے تو اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی ہزاروں لاکھوں آدمی کہ جو یقینی طور پر میری اور آپ کی طرح شریف انسانوں کی اولاد ہیں محض اس رسم کی بدولت غلامی کی ذلت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انھیں جیسا ایک انسان ان کی جان اور ان کے مال کا مالک ہے امیروں اور دولتمندوں نے ایسے بدنصیب انسانوں کے گلے کے گلے اور فوجیں کی فوجیں پال رکھی ہیں اور انھیں اپنی شان و شوکت کی نمود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے میرا خیال ہو کہ خود آپ کے دولتخانے پر بھی غلاموں کی اچھی خاصی جماعت رہتی ہوگی اب آپ خود ہی

انصاف سے کہئے کہ اپنے بھائیوں کو ایسی ذلیل اور مکروہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دینے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں کیا اگر خدانخواستہ خود آپ کو ایسی حالت میں رکھا جائے تو آپ کو وہ زندگی پسند آئیگی؟ اگر نہیں تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ آپ نے اپنے بھائیوں کو اس ذلیل حالت میں مبتلا کر رکھا ہے اپنے لاکھوں اور کروڑوں ابنائے قوم اور افراد جنس کو غلام بنا کر یہی نہیں کہ آپ نے ان کے لئے ان کی زندگی وبال کر دی ہو بلکہ خود اپنی قوم کا بھی ایک بہت ہی بڑا نقصان کیا ہے یہ سب لوگ اگر قوم میں رہتے اور قوم کے لئے کام کرتے تو ان کی محنت اور کمائی سے قوم مستفید ہوتی اب وہ صرف آپ کی یعنی اپنے چند آقاؤں کی خدمت کرتے ہیں اور قوم ان کی محنت کے ثمرات سے محروم ہے وہ قوم پر ایک ناقابل برداشت بوجھ ہیں کیونکہ ان سے فائدہ کچھ نہیں ہو اور انھیں کھانا کھلانے کے لئے قوم کے دوسرے محنتی افراد کو ڈیوڑھی اور دگنی محنت کرنی پڑتی ہے زرق برق وردیاں پہنے اور کمریں کسے جس وقت یہ غلام آپ کے پس پشت کھڑے ہو کر مگس رانی کرتے ہیں یا آپ کی رکاب تھامے گھوڑے کے قدم سے قدم ملا کر دوڑتے ہیں تو اس وقت یقینی طور پر ایک عجیب مسرت اور ایک عجیب سرور آپ کو محسوس ہوتا ہو لیکن ذرا اس پر بھی تو غور کیجئے کہ آخر آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ ایسی کیا برائی کی تھی جو آپ نے اسے اپنے اتنے بہت سے فرزندوں کی خدمات سے محروم کر دیا اور خود ان ابنائے عبس نے کہ جو اس وقت آپ کی غلامی میں حاضر ہیں ایسا کیا جرم کیا تھا کہ جس کی یہ سزا ملی ہے آپ اس حقیقت کو برابر اپنے ذہن میں رکھئے کہ غلام کسی دوسرے گھٹیا کارخانہ میں نہیں بنتے ہیں بلکہ وہ بالکل اسی طرح کے انسان ہیں کہ جیسے ہم اور آپ اب یہ دیکھئے کہ آپ کا یہ برتاؤ ان کے ساتھ کس حد تک لائق تعریف ہے

میں آپ کے تبسم اور آپ کے چہرہ کے انداز سے یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ میرے خیالات سے متفق ہیں اس لئے اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے اس رسم قبیحہ کے مٹانے کی کیا صورت اختیار کی ہے اور کس طرح اس بدنصیب گروہ انسانی کی حالت میں اصلاح اور بہتری کی صورتیں پیدا کی ہیں حضور اکرم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ فوراً اپنی تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیں اور اس میں یہ مصلحت پنہاں تھی کہ اگرچہ حضور کے حکم سے سرتابی کی مجال تو ہم میں سے کسی فرد کو نہ ہوسکتی تھی پھر بھی ممکن تھا کہ غلامان رسول میں سے بیشتر تعداد ایسی ہی ہوتی کہ جو اس حکم کی تعمیل خوشدلی سے نہیں بلکہ ناخوشگواری کے ساتھ کرتی کیونکہ اول تو لوگ اسے اپنا بہت ہی بڑا مالی نقصان تصور کر لے کہ جسے آسانی سے برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا اور دوسرے لوگوں کی جو خدمات ان غلاموں سے متعلق تھیں اکثر صورتوں میں ان کا انجام دینا ناممکن ہو جاتا فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پاس سو غلام ہیں اور ان سے وہ کھیتی باڑی کی یا تجارت وغیرہ کے متعلق اسی قسم کا کوئی اور کام لیتا ہے اب اگر حکم دیتے ہی وہ آج ان سب کو آزاد کر دے تو اگر ہر غلام کی قیمت سو دینار ہے تو ایک طرف اسے دس ہزار دینار کا نقصان عظیم پہنچتا ہے اور دوسری طرف کل صبح کو اس کے پاس ایک بھی آدمی نہیں رہتا جا کر کھیت پر کام کرے مذہب اسلام کے متعلق ہمارے خدا کا یہ فرمان ہے کہ مذہب کی طرف سے ہم پر کوئی سختی نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے آسانیاں مہیا کی گئی ہیں

ایسی صورت میں ہمیں ایسی سخت آزمائش میں مبتلا کرنا یقیناً فرمان الٰہی کے خلاف ہوتا اسلام نے ہمیں یہ حکم دینے کے بجائے کہ ہم تمام غلاموں کو فوراً آزاد کر دیں ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم غلاموں کے ساتھ بالکل وہی برتاؤ کریں کہ جیسا اپنے گھر والوں کے ساتھ کرتے ہیں اور انھیں حقیر و ذلیل نہ سمجھیں اور جہاں ہمیں ان کاموں کی تفصیل بتائی ہے کہ جو خدا کی نظر میں نیک کام ہیں اور جن پر اپنا زر و مال صرف کرنا خدا کی راہ میں خرچ کرنا متصور ہوتا ہو وہاں اور چند کاموں کے ساتھ ایک اس چیز کا بھی ذکر ہے کہ لوگوں کی گردنیں غلامی سے آزاد کرائی جائیں اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو خود لوگوں نے شوق سے ایک ایک دو دو کرکے اپنے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا اور دوسری طرف دولتمند لوگوں نے غلاموں کے مالکوں سے ان کے غلام خرید خرید کر بکثرت آزاد کر دیئے غلاموں کی موجودہ تعداد میں کمی کرنے کی ایک یہ صورت بھی اسلام نے نکالی کہ بعض گناہوں کا کفارہ ہمارے لئے یہ مقرر کر دیا کہ غلام آزاد کر دیں اس قسم کے گناہ جب ہم لوگوں سے سرزد ہوئے اور ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ایک مقررہ تعداد غلاموں کی آزاد کرکے ہم خدا کے حضور میں ان کی سزا سے بچ سکتے ہیں تو ہم نے بصد خوشی و شوق غلاموں کو آزاد کرکے اپنی نجات کی صورت نکالی۔ غلاموں کو بالکل اپنا بھائی سمجھنا اور انھیں وہی کھلانا اور پہنانا کہ جو ہم خود کھاتے اور پہنتے ہوں کوئی آسان کام نہ تھا اور ان شرائط کے ساتھ غلاموں کی فوجیں کی فوجیں پالنا بالکل ناممکن ہو گیا اس لئے یوں بھی یہ دیکھ کر کہ غلاموں کو کھلانے اور پہنانے کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے لوگوں نے آہستہ آہستہ انھیں فروخت کرکے یا آزاد کرکے علیحدہ کرنا شروع کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہو گیا کہ صرف چند سالوں میں تمام جزیرۃ العرب میں غلام کا نام و نشان نہیں رہے گا ابتک غلام ذلیل ترین انسان تصور کئے جاتے تھے اور گو حضور انور کے حکم سے مجبور ہو کر لوگوں نے اسے تو گوارا کر لیا تھا کہ غلاموں کو اپنے پاس بٹھائیں کھلائیں لیکن شریف گھرانوں میں ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنے کو ضرور ہی باعث ننگ و عار سمجھا جانا چاہیئے تھا اس لئے حضور انور نے ایک آزاد شدہ غلام یعنی جناب زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ حضرت زینبؓ کے ساتھ کر دی اور پھر کچھ عرصہ بعد جب حضرت زیدؓ نے انھیں طلاق دیدی تو آپ نے خود حضرت زینب کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس طرح ہر پر ثابت کر دیا کہ ایک آزاد شدہ غلام ہر لحاظ سے ان لوگوں کے برابر ہے کہ جو کبھی غلام نہیں بنے۔

ملک میں جتنے لونڈی غلام موجود تھے ان کے متعلق یہ انتظامات کرنے اور ان کی حالت و حیثیت کو آقا کی برابری پر لے آنے کے بعد حضور انور نے بالکل صاف الفاظ میں اس کی ممانعت فرما دی کہ آزاد انسانوں کو اس طرح فروخت کرکے غلام بنایا جائے اور اس طرح نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ہزارہا سال کی پڑی ہوئی ایک مذموم رسم بلا کسی دقت اور خرابی کے ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔

غیر مساویانہ سلوک کی ایک تیسری صورت اور بھی ہے جو غلامی کی رسم کی طرح تمام دنیا میں عام ہے اور جس کی وجہ سے اشرف المخلوقات انسان کی آدھی آبادی غلامی بلکہ بعض حالتوں میں شاید غلامی سے بھی بدتر حالت میں زندگی گزار رہی ہے دنیا میں جتنے جاندار ہیں ان میں نر و مادہ کی دو صنفیں بالکل اسی طرح موجود ہیں کہ جس طرح انسان میں لیکن کیا آپ جانوروں کی کوئی ایک جنس بھی ایسی بتا سکتے ہیں کہ جن میں نر کو مادہ پر ایسا غلبہ اور اختیار حاصل ہو کہ جیسا انسانوں میں مردوں کو حاصل ہو گیا ہے بیل، اونٹ، گھوڑے، بکری، ہرن، شیر، کتے، بھیڑیئے غرضکہ ہر قسم کے جانور ہماری نظروں سے رات دن گزرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی ہم یہ رسم نہیں دیکھتے کہ مادہ اپنی دو روٹیوں کی خاطر نر کی غلام ہو اور نر اس کی جان و مال کا مالک بنا ہوا ہو۔ انسان کے علاوہ جانداروں کی کسی اور جنس میں ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ مادہ نر کی بہ نسبت اس قدر کمزور اس قدر ضعیف الجثہ اور قد و قامت میں اس قدر کم ہو۔ ایک گھوڑا اور ایک گھوڑی تقریباً ایک ہی جیسے لمبے ایک ہی جیسے مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں ہر گائے ہر بکری ہر کتیا ہر بلی اور ہر شیرنی اپنے لئے غذا تلاش کرنے یا چھوٹے جانوروں کو شکار کرنے کی اسی قدر قابلیت اور استعداد رکھتی ہے کہ جتنی اس کا نر رکھتا ہے اور ایسی مثالیں بھی رات دن نگاہ سے گزرتی رہتی ہیں کہ ایک مادہ اور ایک نر میں لڑائی ہو جانے پر مادہ زیادہ چابکدست زیادہ دم خم والی اور زیادہ مستقل مزاج ثابت ہوئی اور نر کو اپنے تمام ادعائے فوقیت کے علی الرغم منہ کی کھانی پڑی اور صنف لطیف کے پنجے لاتیں یا دانت بے پناہ ثابت ہوئے ان مشاہدات سے بدیہی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مادر فطرت نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو قریب قریب یکساں قوت و طاقت اور تقریباً برابر کی ساخت اور جسم دیکر دنیا میں بھیجا تھا اور انسانی جماعت میں جو بین اور نمایاں فرق نر و مادہ میں نظر آ رہا ہے یہ فطرت کا ودیعت کردہ نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرح ہمارا اپنا پیدا کیا ہوا ہے فطرت نے مرد اور عورت کو قریب قریب ایک سی طاقت اور ایک جیسے قویٰ دیکر بھیجا تھا لیکن بعض ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر مرد اور عورت دونوں کی باہمی رضامندی سے یہ قرار پایا کہ مرد گھر سے باہر کے کام جو اکثر بہت محنت و مشقت کے کام تھے کیا کرے اور روپیہ کما کر لائے اور عورت گھر میں بیٹھ کر گھر اور بچوں کے متعلق تمام فرائض انجام دیا کرے جن میں اتنی زیادہ محنت کی ضرورت نہ تھی ایک طرف ورزش اور سخت تر جسمانی محنت نے مرد کو مضبوط توانا اور تنومند بنا دیا اور دوسری طرف عورت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے کرتے نرم و نازک ہو کر رہ گئی اور اس طرح دونوں کے قوائے جسمانی میں وہ غیر معمولی فرق رونما ہو گیا ہے کہ جو ہمیں آج نظر آ رہا ہے مرد نے یہ دیکھا کہ وہ صاحب طاقت ہو گیا ہے اور یہ دیکھ کر کہ عورت اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے بھی اس کی محتاج ہے ان صورت حالات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور عورت کو اپنی ایک مملوکہ اور مقبوضہ شئے تصور کرنے لگا اسے عورت کے ساتھ فطری دلچسپی تو باقی تھی لیکن وہ ہمدردی باقی نہ رہی جو دو مساوی الحیثیت انسانوں میں ہوا کرتی ہے وہ غالب تھا اور عورت مغلوب اور اب اس کا گھر اس کے لئے اگلے زمانہ کی طرح بہشت نہ تھا جہاں عورت کی محبت کی نہریں بہتی ہوں اور جہاں شجر محبت کے زندہ اور جاندار پھل اپنی دلکشی اور دلاویزی سے اس خانگی زندگی کی بستروں

کو دو بالا کر دیتے ہوں مرد نے اپنی فوقیت سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا اور وہ سب کچھ کیا کہ جو ایک ظالم بادشاہ اپنی رعایا کے لئے یا ایک مغلوب الغیظ آقا اپنے غلام کے ساتھ کیا کرتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اگر عورت اسقدر مجبور و معذور نہ ہو چکی ہوتی تو نا ممکن تھا کہ وہ مرد کی ایسی زیادتیاں ایسے تشدد کلیجے پر برداشت کر لیتی باپ ایک بیٹی کے پیدا ہونے کو اپنی بد نصیبی خیال کرنے لگا بھائیوں کو اس تصور سے شرم دامنگیر ہونے لگی کہ ان کی بہن کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی اور اس فرضی اور خیالی شرم کی بنا کر غریب لڑکیوں کا پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جانے لگا مذہبی اجارہ داروں نے فتوی دیدیا کہ عورت کے اندر روح ہی نہیں ہوتی وہ شیطان کی بیٹی ہوتی ہے اور سانپ بچھو بھی اس سے بہتر ہوتے ہیں اب کس کی مجال تھی کہ غریب اور بد نصیب عورت کی حمایت میں آواز بلند کرتا اور مجال ہو یا نہ ہو کسی کو ایسا کرنے کی غرض کیا پڑی تھی ملکی اور خود ساختہ مذہبی قوانین نے اسے تمام انسانی حقوق سے محروم کر دیا باپ کی عمر بھر کا اندوختہ تمام کا تمام بیٹوں کا حصہ ٹھہرا خاوند کی ساری عمر کی جوڑی ہوئی دولت بیوی کو ملنے کی بجائے بیٹوں کو ملنے لگی اور خاوند کے مر جانے کے بعد اسے مردہ لاش کے ساتھ زندہ جلا دینے کی رسم اختراع کر لی گئی عورت دنیا میں صرف اس لئے پیدا کی گئی تھی کہ وہ مرد کی سچی رفیق اس کے گھر کی زینت اور اس کے دل کی تسکین ثابت ہو گھر کی زینت وہ اب بھی تھی لیکن ایک ایسی ہستی کہ جس کے ساتھ ایسے ایسے ظلم کئے جائیں نہ زندگی کی رفیق رہ سکتی تھی اور نہ تسکین قلب باہر سے محنت مشقت کر کے مرد کے گھر آنے پر وہ مسکراتی اب بھی تھی لیکن اب اس کی مسکراہٹ میں نہ وہ اگلی سی تازگی تھی اور نہ لطافت اب وہ دلی مسرت کی وجہ سے نہ مسکراتی تھی بلکہ صرف اس غرض سے کہ وہ مرد جو اسے زندگی کا پابند کیا کرتا ہے کہیں بد دل نہ ہو جائے اور اس کے پھندے سے نہ نکل جائے وہ اب بھی گھر کے سب کام کاج کرتی تھی لیکن بد دلی سے صرف اس لئے کہ اس کا آقا اور اس کا خداوند یہ دیکھ کر کہ وہ گھر کے کاموں سے دلچسپی نہیں لیتی کہیں اسے ہاتھ پکڑ کر نکال نہ دے اب اس کی زندگی کا یہ مقصد نہ رہا تھا کہ وہ اپنی محبت کی شراب کے جام پر جام پلا کر مرد کو اس قدر مسرور اور تازہ دم کر دے کہ وہ دوسرے دن پھر اسی قدر شوق کے ساتھ محنت کرنے کے لئے گھر سے نکل جائے اب اس کی زندگی کا صرف یہ ذلیل اور مکروہ مقصد رہ گیا تھا کہ وہ اپنی عیاریوں اور مصنوعی حسن آرائیوں کے ذریعہ سے مرد کو اپنی جانب مائل اور اپنی اداؤں پر فریفتہ رکھے تاکہ اس کی آسائشوں میں فرق نہ آنے پائے مرد اور عورت کی زندگیوں کے مقاصد جب مشترک نہ رہے اور دونوں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہنے کی بجائے جب حریف بن گئے تو گھروں میں اب وہ سچی مسرت اور وہ حقیقی سکون کہاں باقی رہ سکتا تھا ہر گھر دوزخ کا نمونہ بن گیا اور مرد کو عورت سے یا عورت کو مرد سے جو وابستگی باقی رہ گئی وہ محبت کی بنا پر نہ تھی بلکہ اپنی اغراض کی بنا پر تھی اور یہ صورت حالات کسی طرح بھی خوشگوار نہ تھی اپنے ملک کی عورتوں کی حالت اور حیثیت میں اس قدر نابرابری موجود ہونے پر کیا کسی طرح بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نسل اور ایک ہی جنس کی صنفیں ہیں

سفیر - جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا ایک ایک حرف صحیح ہے اور آپ کی زبان سے یہ سب کچھ سن لینے کے بعد مجھے تعجب ہوتا ہے کہ کیوں کبھی ان باتوں کی طرف میرا خیال نہ گیا ہمارے ملک میں تو شاید پھر بھی حالت کسی قدر غنیمت ہو میں نے دوسرے ممالک میں عورت کی جو حیثیت دیکھی ہے اس کے تو اب خیال سے بھی دل دکھتا ہے۔

صحابی - اسلام نے اس نابرابری کو بھی یکقلم مٹا دیا ہے ہمیں صاف الفاظ میں ہمارے خدا کا یہ پیغام سنا دیا گیا ہے کہ تم عورتوں کے لئے زینت ہو اور عورتیں تمہارے لئے زینت ہیں گویا عورتوں اور مردوں کی حیثیت برابر ہے مردوں اور عورتوں کو صاف و صریح حکم یہ بھی ملا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کریں اور انھیں کوئی ذلیل یا اپنے سے پست تر مخلوق نہ خیال کریں ہمیں دختر کشی سے نہایت سختی کے ساتھ روک دیا گیا ہے اور خدائے پاک نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو لڑکیوں کا پیدا ہونا اپنے لئے باعث شرم خیال کرتے ہیں عورت کو اس کے کھوئے ہوئے تمام حقوق بھی اسلام نے واپس دلائے ہیں ہمارے مذہب کے رو سے اب وہ اپنے خاوند اور اپنے باپ کے ترکہ میں بھی حصہ دار ہے اور جس طرح آپس میں موافقت نہ ہونے کی صورت میں خاوند اسے طلاق دے سکتا ہے اسی طرح اسے بھی یہ حق حاصل ہے کہ ایک موذی اور ظالم خاوند سے نجات پانے کے لئے خلع حاصل کرے وہ کسی حالت اور کسی صورت میں بھی خاوند کی غلام نہیں ہے شادی کے وقت وہ ایک اچھی معقول رقم خاوند سے حاصل کرتی ہے جسے مہر کہا جاتا ہے اور یہ مہر اس کی اپنی ملکیت ہوتا ہے جسے وہ با اختیار خود جس طرح اور جس کام پر چاہے خرچ کرے وہ مذہبی قوانین کے رو سے اب اس بات پر بھی مجبور نہیں ہے کہ بچوں کو دودھ پلائے دودھ پلانے کے عوض میں اگر وہ چاہے تو خاوند سے کچھ معاوضہ لے سکتی ہے اسے حکم ملا ہے کہ غیر مردوں سے گفتگو کرتے وقت اس کا لہجہ عاجزانہ اور مغلوبانہ نہ ہونا چاہیے بلکہ اسے چاہیے کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ خوب کڑک کر بولا کرے تاکہ مردوں پر اس کا رعب طاری ہو جائے اور کمزور دیکھ کر مزید طلبی کی جو ہمتیں پڑ جاتی ہیں ان کا اندیشہ نہ رہے اسے یہ بھی حکم ملا ہے کہ اپنے گھر کے اندر وہ عزت و وقار کے ساتھ رہا کرے اور کسی بے بسی کی حالت میں آوارہ و سرگشتہ مردوں کو اپنے ناز دکھاتی اور اتراتی نہ پھرا کرے کیونکہ ان باتوں سے چھچھورا پن ظاہر ہوتا ہے اور اس کے ترقی یافتہ صنف کی مردوں کی نظر میں تحقیر ہوتی ہے اسے اپنا بناؤ سنگار بھی غیر مردوں پر ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے بجز ایسی زینتوں کے کہ جو چہرہ یا ہاتھوں وغیرہ پر ہوں کہ جن کا کھلا رکھنا لازمی ہوتا ہے اور یہ بھی اسی غرض سے کہ ایسا کرنے سے وہ مردوں کی نگاہوں میں سبک ہو جاتی ہے اپنی شادی کے متعلق بھی اسے اب کامل آزادی حاصل ہے اور کوئی اسے اس کی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا اسے اس کا یہ حق واپس دلایا گیا ہے کہ اپنے خاوند کو وہ اسی طرح بطور خود دیکھ بھال کر پسند کرے کہ جس طرح مرد عورتوں کو پسند کرتے ہیں باری تعالیٰ کی نگاہ میں عورت بھی جنس انسانی کی ایک اسی قدر ذمہ دار ہستی ہے کہ جتنا مرد ہے اسی لئے اس نے عورتوں کی عصمت کے تحفظ کی ذمہ داری مرد کے سر نہیں ڈالی بلکہ جس طرح اور جن لفظوں میں اس نے مردوں کو حکم دیا کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے رہو مختصر یہ کہ اسلام نے عورت کو ذلت اور پستی کے اس غار سے نکال کر کہاں

مرد کی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں نے اسے پہنچا دیا تھا پھر مرد کے برابر لاکر کھڑا کر دیا ہے اور چونکہ مرد نسبتاً قوی اور مضبوط تھا اس لئے یہ فرما کر کہ "مرد عورتوں کے سردھرے ہوتے ہیں" اسے ایک خفیف سی فوقیت مرتبہ کے لحاظ سے عورت پر دیدی ہے لیکن مرتبہ کے لحاظ سے یہ فوقیت بھی صرف اس حد تک محدود ہے کہ جہاں تک گھربار کی حفاظت اور بیوی بچوں کی پرورش کا تعلق ہے ورنہ ویسے تو مجھے یاد ہے کہ حضور انور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہاں تک فرمایا تھا کہ "ماں کے قدموں کے نیچے جنت" ہے اور ظاہر ہے کہ ماں ہمیشہ عورت ہی ہوتی ہے بعض قوموں میں یہ دستور ہے کہ عورت کو اس قابل ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کوئی اسے اس کے نام سے پکارے کیونکہ اس کا اپنا علیحدہ اگر نام ہو تو اس سے اس کی علیحدہ ہستی اور ذمہ دار ہستی قائم ہوتی ہے جب تک ان کی عورتیں بن بیاہی رہتی ہیں جب تک وہ باپ کے نام سے پکاری جاتی ہیں اور جب شادی ہو جاتی ہے تو شوہر کے نام سے گویا وہ گائے بکری ہیں کہ جس کے کھونٹے پر بندھی ہیں اسی کے نام سے منسوب ہیں اسلام نے چونکہ عورت کی ہستی کو بالکل اسی طرح ایک ذمہ دار ہستی قرار دیا ہے کہ جیسے مرد کی اس لئے ہم لوگوں میں ایسا کوئی دستور نہیں جس طرح مرد اپنے الگ نام سے پکارے جاتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی خود اپنے نام سے پکاری جاتی اور ذمہ دار تصور کی جاتی ہیں۔

رنگ و نسل کی بنا پر بھی بعض قوموں نے امتیازات قائم کر رکھے ہیں اور غیر مساویانہ سلوک کی یہ بھی ایک بہت ہی واضح مثال ہے کہ ایک سفید رنگ کا انسان ایک سیاہ فام شخص سے محض اس بنا پر نفرت کرتا اور اسے بنظر حقارت دیکھتا ہے کہ وہ کالا ہے اور براعظم افریقہ میں بسنے والی قوموں کے متعلق عام خیال یہی ہے کہ وہ کسی کمتر درجہ کے انسان ہیں اس لئے آپ جہاں دیکھیں گے اسی سرزمین کے فرزندوں کو گرفتار دام اور سفید رنگ کے لوگوں کا غلام پائیں گے۔

یہ افریقی لوگ، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جنوبی افریقہ کے لوگ بالعموم بڑے مضبوط، طاقتور اور محنتی ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان میں یہ صفت بھی موجود ہے کہ جو کام ان کے سپرد کر دیئے جائیں انھیں بڑی دیانتداری اور جفاکشی سے سرانجام دیتے ہیں لیکن ان خوبیوں کا صلہ اس دنیا نے کہ جو اپنے آپ کو مہذب کہتی ہے انھیں یہ دیا ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر انھیں پکڑا جاتا ہے اور غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا ہے۔

آپ کے ملک کے جنوب میں ایک بہت بڑا جزیرہ نما ہندوستان آباد ہے جہاں بعض تہذیب نایافتہ قومیں رہتی ہیں آپ کے اہل ملک نے عہد قدیم میں اپنے ملک سے خروج کیا اور ہندوستان میں گھس گئے اور وہاں پہنچکر ان غریب سیاہ فام لوگوں کو مار مار کر تمام شمالی ہندوستان سے نکال دیا اور ان کی بچی کھچی نسلیں مختلف پہاڑوں میں یا بعض صحرائی مقامات میں آباد ہو گئی ہیں اس طرح ان کی سرسبز اور شاداب زمینیں چھین کر ان کے ہزارہا افراد کو قتل کر کے بھی ان سفید فام لوگوں کو چین نہ پڑا اور محض اس خوف سے کہ کہیں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ ہماری نسلیں مخلوط نہ ہو جائیں انھوں نے ذات پات اور چھوت چھات کے گورکھ دھندے بنائے ملک کی تمام آبادی کو چار فرقوں پر تقسیم کیا گیا برہمن سب سے اعلیٰ ذات قرار پائی جن کا کام علم حاصل کرنا اور مذہبی رسوم کا بجا لانا تھا دوسری ذات چھتری کہلائی اور یہ اہل سیف بنے ان کا کام لڑنا بھڑنا ملک کی حفاظت کرنا اور ملک پر حکومت کرنا قرار پایا تیسری ذات تجارت کے لئے مخصوص کر دی گئی اور ویش کہلائی اور چوتھی ذات کے حصے میں جس کا نام شودر تھا غلامی کرنا اور ادنیٰ درجہ کی خدمتیں بجا لانا آیا۔ یہ شودر وہی غریب تھے کہ جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے اور اپنے کالے رنگ کی بدولت ذلیل اور قابل نفرت ٹھہرائے گئے تھے یہ شان منافرت اس درجہ ترقی کر گئی تھی کہ اگر کسی شودر کا سایہ بھی کسی برہمن دیوتا پر پڑ جاتا تو ان کا جسم ناپاک ہو جاتا تھا اور بہت کچھ نہانے دھونے اور خدا جانے کن کن طریقوں پر کفارہ ادا کرنے کے بعد یہ کہیں جا کر ناپاکی دور ہوتی تھی حبشیوں اور سائیوں کی طرح کالے شودروں نے بھی اپنی قسمت پر صبر کر لیا اور چند صدیاں گذرنے کے بعد وہ خود بھی یہی سمجھنے لگے کہ وہ خدا کے معتوب اور مغضوب بندے ہیں اور اسی سلوک کے مستحق ہیں کہ جو ان کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ان مظلوموں کی فریادیں اور ظالموں کی یہ روئدادیں بارگاہ الٰہی میں پہنچتی تھیں اور عرش الٰہی لرز لرز جاتا تھا۔

اسلام نے اس لعنت کو بھی دنیا سے دور کرنے کا تہیہ کیا اور ہمیں اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ ہیں اور تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں رنگ اور نسل یا ذات اور طاقت کی بنا پر اسلام کسی فرق اور کسی امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو یہ حضرت بلال آپ کے سامنے موجود ہیں یہ حبشی ہیں اور ایک غلام کی حیثیت رکھتے تھے لیکن آج ہم میں سے ہر شخص انھیں سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ اسلام میں ہندی، ایرانی، چینی، جاپانی یا رومی یونانی بالکل مہمل اور بے معنی الفاظ ہیں اسلام اگر کسی فرق و امتیاز کو تسلیم کرتا ہے تو وہ اچھے اور برے کا فرق ہے ہمارے نزدیک ایک نیک اور پارسا غلام ایک بڑے اور ظالم بادشاہ سے کہیں زیادہ عزت کا مستحق ہے اور ہم ایک نیکوکار حبشی کو ایک بدکار عرب پر ترجیح دینا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

آپ نے شاید حضرت عیسےٰ کی امت والوں کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ ان کے مذہب کی بنیاد محبت پر ہے اس میں شک نہیں کہ انھیں آپس میں اپنے مذہب والوں سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے لیکن اپنے ہم مذہبوں سے اس غیر معمولی شغف کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا چاہیئے تھا اور یہی نکلا ہے کہ انھیں غیر مذہب والوں سے اتنی ہی سخت نفرت بھی ہے غریب یہودیوں پر انھوں نے جیسے جیسے مظالم توڑے ہیں اور جس قدر سفاکی اور بیدردی سے انہوں نے حضرت موسیٰ کی امت کو فنا کر دینے کی کوششیں کی ہیں اس کا ذکر تاریخوں میں پڑھکر غالباً آپ کے بھی آنسو نکل گئے ہوں گے اور میرا تو یہ مقولہ ہے کہ اگر محبت پر کسی مذہب کی بنیاد ہونے کا یہی نتیجہ نکلا کرتا ہے کہ بے قصور اور بے گناہ دوسرے مذہب والوں کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے اور ظلم و ستم کے ایسے ایسے سفاکانہ اور جابرانہ طریقے اختیار کئے جائیں کہ جو کبھی دنیا نے سنے بھی نہ ہوں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد محبت پر نہیں ہے ہمارے مذہب کی بنیاد اخوت اور مساوات پر ہے اور اگر ہم ذرا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اسلام نے ہم اس

رسم کو مٹا دیا ہے کہ جس کی بدولت انسانی کنبے کے اندر کسی قسم کی نابرابری پیدا ہوسکے دولت کی نابرابری کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ مٹا دیا کہ کسی دولتمند نے بھی اسے برا نہ خیال کیا۔ بہ لحاظ حکومت انسانی حیثیت کی نابرابری کا اس طرح قلع قمع کیا کہ سرے سے بادشاہ کا وجود ہی باقی نہ رکھا۔ غلامی کی رسم کا ایسی عمدگی سے استیصال کیا کہ رسم بھی بند ہوگئی اور نہ کسی کو نقصان پہنچا نہ کسی کا دل دکھا عورت کو ذلت لپستی سے نکال کر اور مرد کی غلامی سے نجات دلا کر مرد کے دوش بدوش اسی سطح پر لا کھڑا کر دیا کہ جہاں سے اسے غار میں دھکیلا گیا تھا اور نسل و رنگ کے تمام امتیازات کو مٹا کر نسل انسانی کو اس صحیح راستہ پر ڈال دیا کہ جو فطرت نے اس کے لئے تجویز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ ہم مذہب اسلام کو دین فطرت کہتے ہیں اس مذہب میں جبر و اکراہ کا نام نہیں ہے اور اس کا ایک حکم بھی ایسا نہیں ہے جسے انسانی فطرت پسند نہ کرے۔

سفیر۔ میں سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری خاطر اتنی خاطر تکلیف گوارا فرمائی میرا خیال ہے کہ آپ تھک گئے ہونگے لیکن آپکے فیاضانہ برتاؤ نے مجھے گستاخ بنا دیا ہے اور میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

صحابی۔ شکریہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی ہے میں بالکل نہیں تھکا ہوں اور آپ شوق سے جو کچھ چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔

سفیر۔ آپ نے تو اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کیا لیکن میں سن چکا ہوں کہ آپ کے پیغمبر صاحب اپنے آپ کو خدا کا آخری نبی کہتے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ اب آپ کے بعد کوئی اور پیغمبر نہ آئیگا اور اگر یہ صحیح ہے تو کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے کیا آپ کو نسل انسانی سے یہ امید ہے کہ اب وہ ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگی اور آپ نے یہ کیوں سمجھ لیا ہے کہ آپ کے مذہب کے پیرو بھی کچھ عرصہ کے بعد اپنے پیغمبر کی تعلیمات کو اسی طرح نہ بھول جائینگے کہ جس طرح اگلی امتیں بھولتی رہی ہیں۔

صحابی۔ نہ مجھے نسل انسانی سے یہ امید ہے کہ آئندہ وہ گمراہ نہ ہوگی اور نہ مسلمانوں سے یہ توقع ہے کہ وہ اگلی امتوں کی طرح اپنے مذہب کی تعلیمات کو نہیں بھلائینگے اب سے پیشتر انسان کا علم بھی بہت محدود تھا اور اس کی عقل نے بھی کافی ترقی نہیں کی تھی اس لئے مذہب کے متعلق تمام تعلیمات مکمل طور پر انسان تک نہیں پہنچی تھیں ہر زمانہ میں اللہ کے پیغمبروں نے اپنی امتوں کو اسی قدر سکھایا اور بتایا تھا کہ جس قدر ان کی ترقی نا یافتہ عقل برداشت کر سکتی تھی اب انسان کے علم و عقل دونوں نے بہت کافی ترقی کر لی ہے لکھنے پڑھنے کا رواج اس قدر عام ہو گیا ہے کہ مذہبی احکام کو کتابی صورت میں منضبط کر کے رکھا جا سکتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب عقل انسانی اس قابل ہوگئی ہے کہ اپنے گردو پیش کی تمام چیزوں پر غور کرے اور صحیح نتیجوں پر پہنچے اس لئے اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ بعض مذہبی اصول نہیں نہ بتلائے جائیں یا اکثر بیشتر چیزوں کے متعلق ان کی تسکین اس طرح کر دی جائے کہ یہ مذہب کا حکم ہے اس میں چون و چرا کی ضرورت نہیں اب ایک انسان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہر چیز کے متعلق غور و خوض کر کے بطور خود کوئی نتیجہ نکالیگا اور اگر وہ صحیح الفطرت ہے تو جس نتیجہ پر اس کی عقل نے اسے پہنچایا ہے وہ لازمی طور پر وہی ہوگا کہ جو اسلام کی تعلیم ہے اس لئے اب اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی کہ کوئی پیغمبر یا رسول آکر ہمیں پھر از سر نو تعلیم دے ہم میں غور و فکر کا مادہ پیدا ہو گیا ہے اور علم و عقل کی ترقی کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر یہی یہ مادہ ترقی کرے گا اور چونکہ غور و فکر کے بعد ہم جس چیز کو صحیح سمجھکر قبول کریں گے وہ ضرور وہی ہوگی کہ جو اسلام نے بتائی ہے اس لئے ہمارا غور اور ہماری فکر ہی ہمارے لئے رہنما کے فرائض انجام دے سکیں گے اور ہر صاحب فکر گویا ایک مجدد کی صورت اختیار کر لیگا اور ایسی حالت میں غالباً آپ بھی فیصلہ کریں گے کہ کسی پیغمبر کی ضرورت نہ پڑے گی ہم سے ہمارے خدا نے فرما دیا ہے کہ آج کے دن تمہارا دین کمل ہو گیا اس لئے اب کسی پیغمبر کی ضرورت بھی اس کام کے لئے نہ رہی کہ وہ آکر نئی نئی باتوں کی تعلیم دیتا ہمیں بار بار بڑی تاکید کے ساتھ خدا کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ ہم ہر معاملے کے متعلق غور و فکر کیا کریں اور اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ مذہب کے متعلق ہمیں بارگاہ ایزدی سے جس قدر احکام ملنے والے تھے وہ سب مل چکے پھر اب اس کے بعد اگر کوئی پیغمبر آتا بھی تو کلام کیا کرتا اسی لئے یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

سفیر۔ آپ کا جواب بالکل معقول ہے اور اس سے میری تسکین ہوگئی۔

صحابی۔ میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ مذہب اسلام کے صرف چند اصول ہیں اور مختصر صورت میں غالباً اس کے سوا اور کچھ بیان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اب میں آخر میں اتنا اور عرض کروں کہ آپ از راہ کرم ان اصولوں پر اپنی فرصت کے اوقات میں اچھی طرح غور فرمائیگا اور ابھی جب تک آپ ہمارے مہمان ہیں آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں مجھے امید واثق ہے کہ اگر آپ نے اچھی طرح غور کیا اور تعصب کو راہ نہ دی تو آپ ضرور اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ دنیا میں اس وقت تک ہرگز ہرگز امن قائم نہیں ہو سکتا اور خونریزی بند نہیں ہو سکتی جب تک لوگوں کی حالت اور حیثیت نابرابر ہے اپنے ہی جیسے انسان کو اپنے سے بہتر حالات میں دیکھکر یہ ناممکن ہے کہ ہمارے دل میں ہوس اور حرص نہ پیدا ہو اور دوسروں کے دباؤ یا دوسروں کی غلامی میں زندگی بسر کرتے کرتے یہ ممکن ہی نہیں کہ فطرت انسانی اس حالت میں تبدیلی کی خواہشگار نہ ہو اور اگر ایسا ہوا تو پھر تصادم ناگزیر ہے آپ جنگ و خونریزی سے آج اکتا جائیں یا کل یا ہزار دو ہزار برس بعد۔ لیکن جب کبھی آپ اس سے اکتا کر ایسے اصولوں کی تلاش کرینگے کہ جس سے خونریزی اور فساد کا انسداد ہو سکے تو اس وقت آپ کو ان سے بہتر اصول نہیں مل سکیں گے کہ جو اسلام نے بتا دیئے ہیں اسلام مذہب فطرت ہے اور کبھی نہ کبھی یہ تمام دنیا کا مذہب ہو کر رہے گا اور اس دن یہ دنیا دار المحن نہیں بلکہ دار السلام بن جائے گی۔

نماز کا وقت آگیا تھا حضرت بلال رض نے اذان دی اور سب لوگ نماز کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

———

مناظرے

(جناب ملک محمد عارف صاحب کشمیری بازار۔ لاہور)

کسی قوم کے ادبار و تنزل کا سب سے بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس قوم کے مذہبی رہنما قوم کی اصلاح و تعمیر سے چشم پوشی کر کے تشتت و افتراق اور باہمی اختلاف کو دینی خدمت سمجھ لیں اور ان کے اختلاف و نفاق کے باعث اس کی مختلف جماعتوں کی ذہنیتیں متفاوت، متضاد اور نصب العین متباین ہو جائیں۔ مختلف جماعتوں کی تمام علمی و عملی طاقت دوسری جماعتوں کی تخریب و تدبیر میں صرف ہو اور جذبۂ عناد و مخالفت دماغوں اور دلوں میں اپنا گھر کر لے مختلف جماعتیں اور افراد رقیبانہ چشمک رکھیں اور ایک دوسرے کی نقصان رسانی اور بدخواہی میں ایک لذت و راحت محسوس کریں۔

بغداد اور اندلس کی اسلامی شوکتیں انہی اسباب کے زیر اثر تباہ ہوئیں اور دہلی میں اسلامی اقبال اسی نا اتفاقی کی بھینٹ چڑھ چکا علاوہ ازیں تاریخ شاہد عدل ہے کہ ہمیشہ وہی قومیں مغلوب و مفتوح اور ذلیل و خوار ہوئیں ہیں جنہوں نے اتحاد باہمی کے اصول زریں کو ترک کر دیا اور خانہ جنگیوں میں محو ہو گئیں۔ نظامی خرابی ہی فاتحین کی تباہی کی فال بد ثابت ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ انقلابات فتح و شکست اور عروج و زوال جمعیت و تفرقہ ہی کے رہین منت ہیں فتح و کامرانی کا دوسرا نام تنظیم جمعیت ہے اور شکست و مغلوبیت کا دوسرا نام فرقہ آرائی اور باہمی بغض و عناد ہے قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ جاننے والے اور سیاسی دماغ جانتے ہیں کہ حکمران طاقتیں اپنی رعایا کو مغلوب و محکوم رکھنے کے لئے ان میں پھوٹ ڈال دیتی ہیں اور پھر آسانی اور بےفکری کے ساتھ ان کی جائداد و املاک پر قابض و متصرف ہو کر حکمرانی کرتی ہیں۔

قومی تنزل کے آثار

پس کسی قوم کے تباہی کے کنارے آلگنے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کے مذہبی رہنما لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحث میں پڑ کر اپنی اجتماعی قوتوں میں تفرقہ و شقاق کے سامان پیدا کریں آؤ میں تمہیں اس حقیقت کبریٰ کا ایک عبرت انگیز نمونہ تاریخ میں دکھلاؤں تاکہ تم مذہبی نزاع اور تفرقہ کو پوری ہولناکی اور تباہی کے ساتھ اپنی صورت میں دیکھ سکو۔

قرون اولیٰ میں جبکہ عساکر اسلام بیت المقدس کی فصیل تک پہنچ چکے تھے اور مرکز نصرانیت اسلامی پنجۂ اقتدار کی گرفت میں آنے کے قریب تھا تو نصرانی علماء مذہبی تعصبات کا شکار فروعی اختلافات کے نشہ میں بےخود اور باہمی تذکیروں میں گرفتار تھے فلسفی طبیعت کے پادری بشپ لاٹ اور قسیسین و رہبان جنگ و جدال میں داد مردانگی دے رہے تھے اور مذہبی مباحثے و مناظرے کے میدان میں سنان دلائل سینوں کے پار ہو رہے تھے، سیوف براہین کی کاٹ پوری تیزی کے ساتھ اپنا کام کر رہی تھی لو جرح و منع کی دیواروں کا گولہ باری مرکز قومیت پر ہو رہی تھی چنانچہ اس وقت نصاریٰ فلسطین کے مابین یہ مسئلہ مابہ النزاع بنا ہوا تھا کہ آیا خداوند مسیح کا پاخانہ پاک تھا یا پلید؟ اس قسم کے لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحثوں کے انہماک کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کی فلاح و بہبود اور تحفظ سے غافل ہو گئے اور اسلامی پنجۂ اقتدار مرکز نصرانیت پر قابض ہو گیا ؎

تو گوئی خروسان شاطر بجنگ — در افتادہ باہم بمنقار و چنگ

کیا یہی حالت ہمارے علماء کی نہیں

بلکہ اس سے زیادہ اسلام کے دیگر تمام فرقوں اور اختلافوں کو جانے دو صرف اہل سنت والجماعت کے سواد اعظم کو لے لو اور پھر ان کے ہلاکت آفریں اختلافات کو دیکھو تو تمہیں نظر آئیگا کہ وہی بلائے افتراق جس نے دنیا کی قوموں اور نصاریٰ کو تباہ کیا ہمارے اہل سنت والجماعت علماء پر بری طرح مسلط ہے جس سے چھٹکارا محال نظر آتا ہے ان میں متعدد جماعتیں ہیں جدا جدا مسلک اور الگ الگ حلقے قائم ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہا ہے۔ جماعتیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں ایک دوسرے کو نفرت و حقارت سے دیکھتی ہیں اور ان کے کرتا دھرتا سفید ریش بزرگ صورت مولوی صاحبان جماعتوں کے محفوظ قلعوں میں بیٹھ کر اسلام کو نہایت بےدردی کے ساتھ تکفیر کی گولہ باری کر رہے ہیں۔

علما کا کیا فرض تھا اور وہ کیا کر رہے ہیں

علماء کا فرض یہ تھا کہ وہ جرأت و دلیری کے ساتھ اظہار حق کی آواز بلند کرتے رہیں ملت مسلمہ کے معاشرتی و اجتماعی امراض کی تشخیص و تدقیق کو معرض بحث میں لاتے رہیں مسلمانوں کو وحدت ملی اور حالات زمانہ کے مطابق اصلاح و ترقی کی راہیں سجھاتے رہیں اور ارشاد مفوضہ فرائض اور قوم و ملت کی خدمت کو خلوص اور بےنفسی کے ساتھ بجا لاتے رہیں ان مشاہیر علماء اور نامی گرامی ہستیوں کو چھوڑ کر جو صحیح معنوں میں ملت کے پشتیبان بنے ہوئے ہیں بتلائیے کتنے علماء ہیں جو اپنے فرائض سے کما حقہ واقف ہیں اور قوم و ملت کی خدمت کر رہے ہیں نہیں بلکہ کہنے دیجئے کہ ان کی اکثریت اپنے فرائض سے ناواقف ہے ناعاقبت اندیشی اور بےفکری پن کی زندگی بسر کر رہی ہے اسے اسلام کی ابدی زندگی اور ترقی سے کوئی غرض نہیں ضعیف الایمانی اور اسلام فروشی کا گھناؤنا منظر پیش کر رہی ہے دین کے پردے میں دنیا کما رہی ہے تباہ حال مسلمانوں کے لئے وبال بنی ہوئی ہے اور دنیوی جاہ و اقتدار پر دین پاک کو قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے اور ہر تباہی پہ تباہی دیکھئے کہ عوام الناس اس کی ہر چالاکی اور عیاری کے دام میں گرفتار ہونے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔

علمائے مابہ النزاع مسئلوں کی حقیقت

اسلام دنیا کے تمام تفرقوں کو مٹا کر تمام دنیا کی برادری قائم کرنے اور تمام بنی نوع انسان کو ایک صراط مستقیم پر چلانے آیا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا اور قیامت تک کامیاب رہے گا لیکن نفاق پرور علماء نے اس مقصد کے خلاف اسلام کو تفرقوں کا آماجگاہ بنا لیا اس طرح کہ جو چیزیں حقائق ایمانیہ اور اسلام سے متعلق تھیں ان کی طرف سے توجہ ہٹا لی اور جن چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ان کو عین دین اور ذریعہ نجات سمجھ لیا۔

دیکھئے اسلام کے معنے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے عہد میں خدا کو اس کی ذات و صفات مخصوصہ میں ایک اور پیغمبروں کو سچا اور کلام الٰہی کو برحق ماننا تھے اور اسلامی عقائد کے بارہ میں ہمارے آقا و مولانا سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی صاف، سیدھی اور فطری راہ بتلا دی تھی جس پر چل کر کبھی اختلاف و نزاع پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ قدمائے اہل سنت کے بقول حضرت مولانا سید سلیمان ندوی یہ دو اصول تھے۔

(۱) آنحضرت صلعم عقائد و اعمال کے متعلق اپنی امت کو جو کچھ تعلیم و تلقین فرما گئے اس پر ایک ذرہ کا اضافہ یا اس سے ایک ذرہ کی کمی نہیں ہو سکتی۔

(۲) خدا کی ذات و صفات اور دیگر عقائد کے متعلق قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے یا پیغمبر سے جو کچھ تواتر ثابت ہے ادراک کی نسبت اجمالاً یا تفصیلاً جو کچھ اور جس حد تک انہوں نے تفسیر و تشریح کی ہے اس پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا مدار ہے۔

تبلایئے ان دونوں اصولوں پر قائم رہتے ہوئے اہل السنت والجماعت میں دین کے بارے میں کوئی اختلاف و نزاع پیدا ہو سکتا ہے یا آج بھی اگر ہم ان اصولوں کی پابندی کریں تو کوئی اختلاف و نزاع پیدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں میرا دعویٰ ہے کہ اگر آج تمام علمائے اہل السنت والجماعت کے ساتھ ان اصولوں کی پابندی کریں تو یہ قیامت خیز اختلاف و نزاع جو ہمارے لئے ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کا موجب بنا ہوا ہے چٹکی بجاتے میں دور ہو سکتا ہے اور ایک ہی دن میں بگڑی بن سکتی ہے ہمارے علماء نے اسی چیز کی تو کمی ہے۔

اب ان تفصیلات اور اصولوں کو سامنے رکھ کر اگر آپ فرقہ بند اور نفاق پرور علماء کے خود ساختہ اسلام کا جائزہ لیں تو آپ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ ان کے اسلام کو آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے اسلام سے کوئی تعلق نہیں آج جو معمولی جزئی اور فروعی مسائل ان میں وجہ اختلاف و نزاع بنے ہوئے ہیں وہ ایسے مسائل ہیں جن کو نہ کبھی صحابہ نے مبحث خصوصی بنایا اور نہ کبھی تابعین اور ائمہ مجتہدین نے ان کو باعث نزاع و جدال ٹھہرایا مگر یہ نفاق پرور علماء ہیں کہ انہی پر کفر و اسلام کی بنیاد رکھ دی اور ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی اور وہابی بناتے۔

مثلاً دیکھئے یہ فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، وظیفہ شیئاً للہ، رسم چہلم، گیارہویں، قیام میلاد، فاتحہ درود، علم غیب اور امکان کذب وغیرہ مسائل کے جھگڑوں میں جو باہم دھینگا مشتی ہاتھا پائی گالم گلوچ اور مار کٹائی ہو رہی ہے کیا یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں وجہ اختلاف و نزاع تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آج ہمارے نفاق پرور علماء کو یہ کیا خدا کی مار اور اسلام کی پھٹکار ہے کہ ان کا سارا اسلام انہی مسائل میں الجھ کر رہ گیا اور ان کے بارے میں نفیاً اثباتاً کوئی پہلو اختیار کر کے مسلمانوں میں بغض و نفاق کی آگ لگا دی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل کے بارہ میں نفیاً یا اثباتاً اپنی اپنی رائے اور تحقیق کو جو وقعت و اہمیت دی گئی ہے اور جس خوبصورتی کے ساتھ اس کو غلط اسلام کا لباس پہنایا گیا ہے اس کے پردے میں نفسانی خواہشوں کی پیروی کام کر رہی ہے یہی مسائل ہیں جن سے ان کی روٹیاں چل رہی ہیں اور ان کی پیشوائیاں قائم ہیں۔

اصلاح احوال کا قرآنی اصول

اسلام ایک نہایت ہی صاف اور سیدھا سادہ مذہب ہے جس میں کوئی پیچ و خم نہیں ہاں اس کے بعض نظری مسائل ایسے ہیں جن کی تفسیر و تشریح میں اختلاف ہونا یقینی ہے اور جو محتمل الوجوہ ہیں چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:۔

هو الذی انزل علیک الکتاب منه ایات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات ط فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله ج وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ﴿۷﴾	اس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے جس میں کچھ آیتیں صاف اور مضبوط و محکم ہیں وہی اصل و مغز ہیں اور کچھ دوسری شبہ والی ہیں سو جنکے دل میں کجی ہے وہ فتنہ اٹھانے اور الٹ سلٹ کرنے کے لئے اسی پیچھے رہتے ہیں جو شبہ والی بات ہے حالانکہ ان کی تاویل کو اللہ اور مضبوط علم والوں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جو کہتے ہیں کہ ہم اس پر

ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس کو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں۔"

ان آیات بینات میں جو لفظ محکم اور متشابہ آئے ہیں اس کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر قرین قیاس یہ قول معلوم ہوتا ہے کہ متشابہ سے مراد وہ آیتیں ہیں جو مزید تفصیل و بیان کی محتاج ہیں اور محکم وہ ہیں کہ ان کے الفاظ ہی معنے و مراد پر دلالت تام کے لئے کافی ہوں یعنی مزید تفصیل و بیان کی محتاج نہ ہوں، محمد بن جعفر بن زبیر فرماتے ہیں:۔

"محکم آیتیں اللہ کی حجت ہیں جو بندوں کو خطا و غلطی سے محفوظ رکھتی اور خصم کی حجت اور باطل کو توڑتی ہیں اور موضوع لہ معنے کے سوا اور کسی معنے پر دلالت ہی نہیں کر سکتیں اور متشابہ وہ ہیں جن سے احتمالاً کئی معنے مفہوم ہوتے ہیں اور ہر معنے کی طرف مؤول ہو سکتی ہیں ان سے اللہ تعالے

بندوں کو علماً واعتقاداً آزمایا ہے" الخ

یعنی قرآن میں جو متشابہ آیات ہیں ان کے ذریعہ اللہ پاک اپنے بندوں کو آزمانا چاہتے ہیں کہ دیکھیں یہ لوگ اغراض نفسانی کے لئے ان کے معنوں میں اختلاف ونزاع برپا کر کے دین حقہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں یا اسکی حقیقی مراد کو خدا پر چھوڑ کر دینی وحدت کو قائم رکھتے ہیں۔

سو ان آیات نے صاف طور پر تبلادیا ہے کہ جو لوگ دین کے صاف وصریح احکام آنے کے بعد متشابہ آیات کے ذریعہ اسلام میں کجی اور اختلاف ونزاع پیدا کرتے ہیں وہ منافق ہیں اور ان کے دلوں میں کھوٹ ہے اور جو محکمات پر ایمان رکھتے ہیں متشابہات کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں اور اختلاف ونزاع برپا نہیں کرتے وہ راسخ فی العلم ہیں پس جن علماء نے اختلافی مسائل کے ذریعہ اختلاف ونزاع کی قیامت برپا کر رکھی ہے وہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں ایسے علماء کی پیشوائی کا قبضہ جلدی مسلمان انہدام کر دیں اچھا ہے ورنہ اسلام کے یہ نادان دوست مسلمانوں کو تباہ کر کے رہیں گے۔

پچھلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں کہ ان کے مذہبی رہنما بگڑ گئے تھے دین میں اختلافات برپا کئے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہوئے دین الٰہی کی تحریف کر ڈالی۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اتحاد فکر وخیال کا یہ اصول تبلادیا تھا کہ ولا تتبع الھوٰی کی پیروی کر کے دین میں اختلاف پیدا کر دیئے چنانچہ آج مسلمانوں میں جس قدر اختلافات ہیں وہ نفسانی خواہشوں کی پیروی ہی کا نتیجہ ہیں اگر ہمارے علماء ظاہر وباطن ایک کر کے کتاب وسنت کی پیروی کریں تکبیر اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنا چھوڑ دیں تو بہت جلد ہمارے علماء کی اندرونی رقابت ومنافقت ختم ہو سکتی ہے اور اختلاف فکر وخیال کی صورت میں جتنی مصیبتیں اور ذلتیں برداشت کی ہیں وہ برداشت نہ کرنی پڑیں۔

یہاں تک میں نے جو کچھ فرقہ بند علماء ان کی ذہنیتوں ان کی مشغولیتوں اور ان کے اختلاف ونزاع کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی تصدیق وتوثیق کے لئے لاہور کے مشہور مناظرہ کا حشر معلوم کیجئے اور ماتم کیجئے کہ ہمارے علماء ابتک حالات زمانہ سے بےخبر کیونکر اپنی اجتماعی قوتوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

بریلوی دیوبندی علما کا دنگل

آج ہندوستان میں مسلمانوں کو جو دینی اور سیاسی خطرات لاحق ہیں اور جن حالات سے وہ گذر رہے ہیں اُسے ارباب علم وفضل اچھی طرح واقف ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس وقت دو چکی کے پاٹوں کے بیچ میں آئے ہوئے ہیں جہاں ایک طرف الحاد وزندقہ کی آندھیاں چل رہی ہیں اور یورپ کے آتشدانوں کی نکلی ہوئی روشنی پر مسلمان فریفتہ ہو رہے ہیں وہاں دوسری طرف برادران وطن کا بڑھتا ہوا سیاسی شعور (اور بیداری) ان کی نوزائیدہ سیاست کا منہ چڑا رہی ہے اسلام کی دشمن جماعتیں اپنے اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ومجتمع ہو چکی ہیں اور اس امر پر تلی ہوئی ہیں کہ موقع ملے تو آن واحد میں اسلام اور مسلمانوں کو مسل کر رکھدیں چاہیئے تھا کہ اس وقت ہمارے علماء ہماری صحیح رہنمائی کرتے اور دین کے قیام واستحکام اور حق کے نشر واشاعت کی غرض اور آڑ مگر جناب ان فرقہ بندوں کو اسلام اور مسلمانوں سے کیا کام مردہ بہشت میں جائے

یا دوزخ میں یاروں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ آپ حیران ہونگے کہ ایسے نازک وقت میں ایسی کونسی اسلام اور مسلمانوں پر افتاد پڑی جو لاہور میں بریلوی اور دیوبندی علماء نے دھڑلے کے ساتھ مبلغ ایک مناظرہ کر ڈالا غالباً عقائد اختلافی میں سے کوئی نیا مسئلہ سامنے آگیا یا کسی نئے مسئلہ کی تحقیق منظور تھی بھلا مسلمانوں کے مناظروں اور مباحثوں کو علمیت، معقولیت اور سنجیدگی سے کیا کام یہ معرکہ جدال ونزاع صرف ایک شخص کی کتابوں پر بحث کرنے کے لئے گرم کیا گیا کہ آیا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی تصانیف میں اہانت نبوت محمدیہ ہے یا نہیں [illegible] انا الیہ راجعون۔

مناظرہ کا حشر

جس مناظرہ کے لئے زمین وآسمان سر پر اٹھائے گئے مسلمانوں کا روپیہ بیدردی کے ساتھ برباد کیا گیا دور دراز سے مولوی صاحبان آئے اور تین دن تک چل پہل رہی اس کا حشر بقول سالک صاحب کے یہ ہوا کہ اگر حضرت قوال العلماء درمیان میں نہ کود پڑتے تو خدا جانے کتنے علمائے کرام کی مقدس ڈاڑھیاں مسجد وزیر خاں پر پراگندہ نظر آتیں اور کتنے مجاہدین اسلام کا خون لاہور کے کوچہ وبازار کو رنگین کرتا غرض یہ تین دن کا مناظرہ بزبان حال فرقہ بندوں کی حالت پر یوں خون کے آنسو بہا رہا تھا؎

روئے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونبابہ بار وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار

خدارا مجھے تبلایئے کہ فرقہ بندوں کی اس ذہنیت اور مذکورہ اصحاب فلسطین کے مذہبی تنازع میں کیا فرق ہے اور اس مناظرہ کا کیا فائدہ ہوا بالآخر خون کے گھونٹ پیکر فرقہ بندوں کے حق میں دعا کرنی پڑتی ہے؎

خدا انھیں شے عقل کو درست کرے تباہیٔ ملت بیضا بدین پہ جست کرے

مسلمانو! غور کرو اور عبرت حاصل کرو کہ اسلام ہمیں کیا حکم دیتا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں خدا نے ہماری جمعیت قائم کر کے ہمیں حکم دیا تھا کہ اپنے دین پر قائم رہیں اور آپس میں جھگڑا اور اختلاف کر کے تفرقہ نہ ڈالیں یہ خدائے قدوس کا ایک احسان عظیم تھا کہ اس نے ہمیں ملت واحدہ بنایا تھا مگر ہم اس احسان کا بدلہ اس صورت میں دے رہے ہیں کہ حاملان قرآن عاملان شرع متین پیشوایان دین مبین اور جانشینان رسول اکرم نے محض ذاتی اغراض اور شخصی فوائد کے لئے فرقہ بندی اور گروہ سازی پر کمر باندھ رکھی ہے اپنی اختلاف ونزاع سے قومیت اور مذہب کی جڑیں کھوکھلا کر رہے ہیں ایک دوسرے پر تکفیر کے آرے چلا رہے ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں دین میں رخنہ ڈال رہے ہیں قوم کو کمزور کر رہے ہیں اور دوسری قوموں کو اپنے اوپر نہ صرف ہنسکہ اڑانے بلکہ فاتحانہ حملوں کی دعوت دے رہے ہیں؎

خدا کے دین کو فرقے سمجھ کے فرق کیا
جو اتحاد کی کشتی تھی اسکو غرق کیا

اے مقلب القلوب عاجز نواز خدائے قدوس! مسلمانوں کو عقل وسمجھ اور ایثار وخلوص عطا فرما کہ وہ آپس میں جھگڑا نہ کریں اور تنازعات وتفرقات کا میدان گرم کر کے اپنی قبر آپ نہ کھودیں بلکہ اپنی جمعیت اور اخوت ووحدت قائم کر کے چار دانگ عالم میں توحید الٰہی کا ڈنکہ بجائیں۔ آمین الٰہی رب العالمین۔

غناء و فقر اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد مارہروی)

حیات دنیوی میں انسان کو بالعموم تین حالتیں پیش آتی ہیں اولاً یہ کہ حکومت و ریاست عیش و نشاط جاہ و تنعم ایسا جس میں تنغص و تفکر کا شائبہ بھی نہ ہو اور پوری زندگی عشرت و اطمینان میں بسر ہو جائے ثانیاً یہ کہ عسرت و افلاس محکومی و ذلت دائم المرضی و تنگدستی فقر و فاقہ ایسا کہ ساتھ نہ چھوٹے اور تمام عمر مصائب و آلام کی نذر ہو جائے ثالثاً یہ کہ دولت و تنعم تو میسر ہے مگر اس میں امراض جسمانی یا اعزا و احباب کی مفارقت دائمی کے صدمات بھی ہیں کی نشتر کاریاں بھی ساتھ روز بنی ہوئی ہیں عیش و سرور نصیب ہے فراغت و اطمینان سے زندگی بسر ہو رہی ہے مگر انکا رتبہ کا بھی ساتھ لگے ہوئے ہیں کبھی راحت و فراخ دستی نے مسرور بنا رکھا ہے اور کبھی تنگدستی و حوادث کا خوف جگر کو بیمار بنا رہا ہے وہ بے چین ہے اور دماغی توازن درہم برہم ہو رہا ہے۔

جاہ و تنعم کے اثرات

ان تینوں حالتوں کے تاثرات و نتائج جدا جدا ہیں۔ جاہ و تنعم اور خالی از انکار زندگی بادی النظر میں ایک بڑی نعمت و سعادت نظر آتی ہے اور فی الحقیقت اگر انسان دائرہ انسانیت میں رہے تو یہ دنیا ہی اس کے لئے جنت بنجاتی ہے لیکن یہ حالت جتنی شاندار اور درخشاں دکھائی دیتی ہے نتائج و عواقب کے اعتبار سے اتنی ہی تاریک تر ہے اس لئے کہ اس حالت میں انسان کا توازن دماغی بہت جلد درہم برہم ہو جاتا ہے عیش و شادمانی کا قیام و دوام اسے مغرور و متمرد بنا دیتا ہے اور یہی نہیں کہ وہ خود کو اپنے جنس سے ایک بالاتر مخلوق سمجھنے لگتا ہے دوسروں کو ذلیل سمجھنے اور ان کی تحقیر کرنے لگتا ہے بلکہ عبد و معبود کے محکم ترین رشتہ کو بھی وہ بے جھجک اس میں توڑ کر رکھ دیتا ہے اور خدا کو بھی بھول جاتا ہے۔

دنیا ہزارہا سال سے آباد و تی ہوئی آتی ہے اس خاکدان ارضی پر صدہا اقوام ملک کے سربراہ حکومت ہوئے اور انہوں نے اقبالمندی اور عروج کے دن دیکھے مگر ان کی ترقیات و تمعات نے بہت جلد ان کی نگاہوں کو خیرہ دماغوں کو ماؤف دلوں کو آلودہ نیتوں کو خراب اعمال کو زبوں اور اخلاق کو قبیح کر دیا وہ اللہ کے بندوں کو خود اللہ کی بندیاں ہوتے ہوئے ذلیل سمجھنے اور انہیں ظلم و تشدد کے شکنجوں میں کسنے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ وہ ان نعمائے الٰہی پر اس کا شکر و سپاس ادا کرنے کے بجائے خود اپنی معبودیت کا ادعا کرنے لگیں ان نعم و آرام کو عطیہ خداوندی سمجھنے کے بجائے انہوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ جو کچھ ہے ہماری اپنی ذہانت و ذکاوت کا ثمرہ اور اپنی عقل و سعی کا نتیجہ ہے چنانچہ نعمائے الٰہی ہی ان کی ضلالت و جہالت کا باعث ان کی بربادی و تباہی کا عنوان بن گئے اللہ تعالیٰ رؤف الرحیم ہے اس کی شان لیس بظلام للعبید ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اسکے ہاتھوں مبتلائے عذاب ہوں انہیں بار بار اس نے ٹوکا اور انکی لغزشوں سے چشم پوشی کی ان کی خطاؤں کو معاف کرتا رہا اور معاف کرتا رہتا لیکن آخر وہ بھی تو اسی کے بندے تھے ان کا درد بھی تو اسی کو ہو سکتا تھا جن کی شیدن ذریاد ان کے ظلم و جور کے صدقے میں اس کے عرش کا پایہ ہلا رہی تھیں جب یہ کسی طرح باز نہ آئیں تو ان کے قلوب پر "ختم اللہ علیٰ قلوبہم" کے مصداق مہری لگا دی گئیں اور یہ اس کی ایک ہی "بطش شدید" میں ایسی تباہ ہوئیں اور قہر الٰہی کی تن ذیب نے انہیں اس طرح یکلخت آ دبوچا کہ پھر سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملا اور اس طرح مٹیں کہ آج دنیا میں کوئی انکا نام بھی نظر نہیں آتا کہ ان کی لحد پر کھڑے ہو کر ان پر آنسو بہالے ان کے احتشام و عظمت کے کھنڈر اب تک دنیا کے سرشاران غفلت و سرگشتگی کو درس عبرت دے رہے ہیں۔

دولت و غرور

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو کتنا سمجھایا مگر یہ بخت ازلی اس مرد بزرگ اور خدا کے سچے نبی کا ہی مذاق اڑانے سے باز نہ رہی آخر بادلوں کی گرج اور برق و رعد کی کڑک میں اس کی غفلت ہمیشہ کے لئے گم ہو گئی قوم عاد و ثمود پر اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات تھے کتنی قوت و شوکت اور کیسی تنومندی و جسمانی راحت انہیں نصیب ہوئی تھی شکر کرتے اور اس خلاق کریم کی طاعات و عبادات میں مصروف رہتے تو باد مخالف کا کوئی جھونکا بھی ان کے گلشن میں ویرانی پھیلانے کا داعیہ نہ رکھ سکتا تھا لیکن ان کی شکوہ و شان نے انہیں مغرور کر دیا جس کی انتہا یہ تھی کہ نشہ کبر میں پکار اٹھے "من اشد منا قوۃ" ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے جس کا جواب "اولم یروا ان اللہ الذی خلقہم ھو اشد منہم قوۃ" تھا یعنی بدبختو کیا تم نہیں جانتے اور غور نہیں کرتے جس نے تمہیں پامال مٹی سے پیدا کر دیا وہ تم سے زیادہ طاقت والا ہے لیکن نشۂ دولت و قوت نے ان کی بصارت و بصیرت دونوں کو ماؤف کر دیا تھا یہ تو سمجھتے ہی یہ تھے کہ ہم آپ سے آپ پیدا ہو گئے اور ساری قوت و حشمت ہماری اپنی اکتسابی ہے۔ تباہ ہوئے اور ایسے تباہ کہ اب ان کے کھنڈروں کا بھی کہیں پتہ نہیں چلتا اور اس نافرمانی و ناسپاسی نے ان کی ساری قوت و نخوت کو بیکار کر دیا۔

فراعنہ مصر پر بھی تنعم و جاہ کا دور گذرا اور ایسا کہ جملہ نعمائے حیات حاصل تھے اور کوئی تکلیف و مصیبت کبھی دیکھی ہی نہ تھی خدا بن بیٹھے اپنے سامنے اپنے ہی جیسے بندوں سے خدا بنکر سجدے کرانے شروع کر دیئے لطف یہ کہ ایک دفعہ پڑی تو خدا ہی یاد آیا اور خدا کے سوا ہے بھی کون جو کسی کی سن سکے وہ نہیں چاہتا تو کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا ملک میں خوفناک قحط سالی پڑی دریا خشک ہو گئے اور فصلیں تباہ۔ خدا تو بنے ہی بیٹھے تھے رعایا نے سجدہ ریز ہو کر درخواست کی خداوند تباہ ہوئے جاتے ہیں نیل کو طغیانی میں لائیے بارش برسائیے حضرت موسیٰ مبعوث ہو چکے تھے ڈرا کہ خدا تو بنا ہوا ہوں اگر کچھ نہ کیا تو سارا بھرم کھل جائیگا۔ ایک گوشے میں بیٹھ دست دعا بلند کئے اور گڑگڑا کر عرض کی مولا! جانتا ہوں کہ خدا تو ہی ہے اور تیرا

ہی اختیار میں جز کل کی کلید ہے میں نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا ہے لوگوں نے ہمارا آج کر مجھ سے بارش برسانے کی درخواست کی ہے اس وقت میری لاج رکھ لے عزت رکھ لے، بات رکھ لے اللہ کی شان بھی نرالی ہے اور یہ وہی اللہ صرف وہی کر سکتا ہے دیکھا کہ فرعون اس وقت بندہ بنکر آیا ہے اور واقعی بہت مجبور ہو گیا ہے جھٹ دعا قبول کر لی اور بارش برسنے لگی اور فرعون کی خدائی کی لاج رکھ لی۔

اپنے سینوں پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کوئی بندہ بھی بندے اور باغی بندے کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے دشمنوں پر یہ کرم ہے تو اپنے تو پھر اپنے ہیں۔ فرعون کے لئے سنبھلنے اور اقرار بندگی کرنے کا یہ زریں موقعہ تھا لیکن دنیوی عادت اس نے ہار کو ترجیح دی پھر تاریکی بھی حضرت موسیٰ نے بہت سمجھایا نہ سمجھا آخر دریائے نیل کی موجیں اسے نگل گئیں ڈوبتے وقت اس نے بار بار موسیٰ کو پکارا لیکن وہ جلال میں بھرے ہوئے تھے یہاں سے خدا اور بندے کے فرق عظیمہ کا ایک اور راز کھلتا ہے اللہ جل شانہ حضرت موسیٰ سے کہتا ہے موسیٰ تم بھی عجیب ہو کہ تمہیں مصیبت میں فرعون نے بار بار پکارا مگر نہ سنی قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی اگر مجھے وہ ایک دفعہ بھی پکار لیتا تو اس کی ہزار سالہ مقابلہ آرائیوں کے باوجود ضرور اس کی سنتا اور اسے بچا لیتا۔

قارون کی تباہی

قارون حضرت موسیٰ کی قوم کا فرزند تھا توریت کا بہت بڑا عالم تھا اس کے کارندے بار کی بعث ہند وغیرہ ممالک تک اپنی جڑیں قائم کئے ہوئے تھے اور تجارتی اور کیمیاوی اسرار و رموز میں اسے کمال لیاقت حاصل تھی جس کی وجہ سے اس کی دولت کی کوئی انتہا نہ رہی اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال تھی مٹی کو ہاتھ لگاتا تھا سونا ہو جاتی تھی یہ سب اللہ کے فضل اور حضرت موسیٰ کے فیض صحبت کا ثمرہ تھا پہلے تو اطاعت و انقیاد میں مصروف رہا عبادت بھی کرتا رہا مگر جوں جوں اس کے مال و جاہ میں فراوانی ہوتی گئی اس کا غرور بڑھتا رہا اس کے تمول و خزائن کی یہ فراوانی تھی کہ ان کی کنجیاں بھی بہت سے اونٹوں کا بار تھیں۔

اس دولت و ثمر پر شکرگزار ہونے کے بجائے وہ نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ ہوتا چلا گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ توریت کے متبحر عالم ہونے کے باوجود اس نے حضرت موسیٰ کی اذیت رسانی کی سعی و بہانہ بھی شروع کر دی اپنی دولت کے زعم پر وہ کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا اور حضرت موسیٰ کو برابر دھمکیاں دیتا رہتا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حکم ہوا لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین۔ وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ و لا تنس نصیبک من الدنیا و احسن کما احسن اللہ الیک و لا تبتغ الفساد فی الارض۔ ان اللہ لا یحب المفسدین تو دنیوی دولت و جاہ پر نہ اترا مغرور و ناسپاس نہ بن اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اس سے دار الآخرۃ کے لئے بھی کچھ سامان کر اور دنیا میں اتنا ہی حصہ جتنی کہ ضرورت ہے بے شک اس میں منہمک نہ ہو بلکہ اسی طرح تو بھی احسان کر جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے دنیا میں فساد برپا نہ کر کیونکہ فساد کرنے والوں سے خدا کبھی محبت نہیں کیا کرتا۔ صاف اور صریح اور سلجھی ہوئی باتیں اور نصیحتیں تھیں حضرت موسیٰ اس کو جو بھی برابر کرتے رہتے اور تعلقات قرابت کا خیال رکھتے تھے انہوں نے یہ بھی قارون کو جو سنائی تو جواب ملتا ہے اور کس نخوت اور بے پروائی کے ساتھ ملتا ہے انما اوتیتہ علی علم عندی۔ مجھے خدا نے تو کچھ نہیں دیا جو کچھ حاصل ہوا ہے مجھے اپنے علم اپنی تدابیر اور اپنی سعی و جہد سے حاصل ہوا ہے جو کچھ میں لیاقت تھی میں نے پیدا کر لیا مجھ پر کسی کا احسان نہیں حضرت موسیٰ نے اس سے کہا کہ ہزار دینار میں سے ایک دینار ہی زکوٰۃ دے یہاں تک کہ آخر آپ نے ہزار درہم میں سے ایک درہم زکوٰۃ مانگی یہ بھی بہت ہوتی تھی اس سے بھی انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا۔

اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد قوۃ و اکثر جمعا اس نادان قارون کو یہ علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ناسپاسی اور نافرمانی کی سزا میں اس سے پہلے بہت سی ایسی قوموں اور لوگوں کو جو تمول و قوت میں اس سے بھی کہیں زیادہ تھے تباہ و ہلاک کر دیا ہے۔

اس کی آنکھیں اس پر بھی نہ کھلیں بلکہ یہ الٹا حضرت موسیٰ کی عزت و آبرو کا دشمن بن گیا اور بنی اسرائیل کے چند افراد کو ملا کر اور ایک عورت کو مال و زر کا لالچ دیکر حضرت موسیٰ کے خلاف عین اس وقت جبکہ وہ تبلیغ و ارشاد کیلئے منبر پر تھے تہمت زنا لگوانی چاہی خود ہی اتہام لگایا اور اس عورت کو شہادت میں پیش کیا لیکن عورت نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت موسیٰ کو جلال آگیا بددعا کی چنانچہ قارون اپنے تمام خزائن و دفائن کے زمین میں دھنس گیا نہ اس کی دولت باقی رہی اور نہ وہ شکوہ و شان صرف نام ہی نام رہ گیا۔

حکمت ربانی کے اسرار

بنی اسرائیل کے اچھے اچھے باایمان اور صالح مسلمان بھی قارون کی دولت و حشمت پر رشک کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے روز جب قارون اس شان و طمطراق سے نکلا کہ کئی ہزار سوار زرق برق کی وردیاں پہنے آراستہ گھوڑوں پر سوار خراماں خراماں جا رہے تھے تو بیساختہ ان کی زبان سے نکل گیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم ہمیں بھی اتنا ہی تمول حاصل ہوتا جتنا کہ قارون کو حاصل ہوا ہے وہ فی الحقیقت بڑا ہی خوش قسمت ہے قوم میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان میں جو سنجیدہ اور ہوشمند افراد تھے انہوں نے ان لوگوں کے یہ آرزو مندانہ جملے سن کر کہا ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن و عمل صالحا و لا یلقاھا الا الصابرون تمہیں علم نہیں ایماندار اور صالح بندوں کے لئے آخرت و عاقبت کا ثواب کہیں بہتر ہے جو صرف صبر کرنے والوں کو ملتا ہے۔

لیکن جب ان آرزو مندان دولت کی آنکھوں کے سامنے قارون کی تباہی کا دردناک نظارہ پیش ہوا اور انہوں نے حشر دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور کہا اٹھے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے رزق و دولت میں فراخی و کشادگی عطا کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اس پر تنگی کر دیتا ہے اس میں کوئی بڑائی اور برائی نہیں اگرچہ پروردگار عالم کا فضل نہ ہوتا تو ہمارا بھی یہی انجام ہوتا۔

ثعلبہ اور آرزوئے تنعم

امت محمدیہ میں بالکل اسی قسم کا

ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا ہے انصار مدینہ میں ایک بزرگ تھے ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول کریم سے عرض کی کہ میرے لئے بہت سا مال مل جانے کی دعا کر دیجئے حضور نے فرمایا کہ ثعلبہ کیا تو میری طرح رہنا پسند نہیں کرتا اگر میں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو میرے ساتھ چلائے تو یہ ہو سکتا تھا ثعلبہ نے عرض کی آپ دعا کر دیجئے خدا کی قسم میں اس مال سے مستحقین کے حقوق برابر ادا کرتا رہوں گا رسول کریم نے فرمایا وہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جاتا رہے اس بہت سے مال سے کہیں بہتر ہے جس کا شکر نہ ادا ہو سکے اس کے اصرار پر آپ نے دعا کر دی دعا اور پھر رسول کریم کی دعا فوراً در اجابت کھل گیا اور اس نے تجارت کے لئے جو بکریاں خریدیں چیونٹیوں کی طرح بڑھنے لگیں اور مدینہ کے مکانات میں ان کے لئے گنجائش نہ رہی اور اُسے مجبوراً مدینہ سے باہر قیام کرنا پڑا وہاں سے وہ صرف دن کی نمازوں کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوتا شب کا آنا بند ہو گیا۔ بکریاں اور بڑھیں تو وہ مدینہ سے اور دور ایک میدان میں چلا گیا اب وہ صرف جمعہ کی نماز کے لئے مدینہ میں آتا تھا۔

بکریوں کی مزید وسعت کے ساتھ اُسے اور دور ایک موزوں مقام تلاش کرنا پڑا اور اب وہ اتنی دور ہو گیا کہ مدینہ پہنچنا قطعاً ختم ہو گیا صرف آنے جانے والوں سے رسول کریم کی خیریت دریافت کر لیا کرتا تھا ایک روز آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ثعلبہ نظر نہیں آتا حقیقت حال معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا افسوس ہے ثعلبہ ابن حاطب کے حال پر۔

افزونی دولت کا انجام

اسی اثناء میں مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہو گئی آپ نے دو محصلین زکوٰۃ کو ثعلبہ کے پاس بھیجا ثعلبہ بولا مجھے فرمان نبوی دکھاؤ اس کی بدبختی کا یہ کتنا ادنیٰ سا اظہارہ تھا کہ فرمان نبوی دیکھ کر کہنے لگا یہ تو بالکل جزیہ ہے بہر حال اس وقت تم جاؤ اللہ واپسی پر میرے پاس آنا اور لوگوں نے ان کے پہنچتے ہی اپنے بہترین اموال پیش کر دیئے اور جب انہوں نے کہا کہ ہمیں صرف اوسط درجہ کے مال لینے کا حکم ہے تو وہ بولے کہ ہم تقرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بہترین مال پیش کرتے ہیں محصلین زکوٰۃ واپسی میں پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور اس نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ اس وقت تو آپ جائیں میں غور کر کے جواب دوں گا رسول کریم کو جو سرگذشت معلوم ہوئی تو آپ نے بیساختہ فرمایا واافسوس ہے ثعلبہ ابن حاطب کے حال پر اور دوسرے لوگوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی اسی وقت ثعلبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون ان میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ عطا کریگا تو ہم ضرور اس میں سے صدقات دیا کرینگے اور اس کے نیک اور صالح بندوں میں مل ہو جائینگے لیکن جب خدا نے اپنے فضل سے دولت دی تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اپنے عہد سے پھر گئے اور اعراض و اغماض برتنے لگے۔

اس وقت ثعلبہ کے ایک رشتہ دار بھی موجود تھے انھوں نے قرآنی آیات کے نزول اور رسول کریم کے ارشاد کا حال ثعلبہ سے جا کر کہدیا ثعلبہ گھبرا گیا نادم ہوا اور صدقہ اموال لیکر حاضر خدمت ہوا آپ نے ان کے لینے سے صرف انکار کر دیا اور فرمایا مجھے ممانعت ہو گئی ہے۔ ثعلبہ گریہ وزاری کرنے لگا آپ نے فرمایا میں مجبور ہوں یہ سب کچھ خود تیری ضد اور غلطی کا ثمرہ ہے میں منع کرتا تھا لیکن تو نہ مانا رسول کریم کے وصال کے بعد ثعلبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو انصار میں میری قدر و منزلت کا علم ہے آپ میرے صدقات منظور فرمائیں لیکن انھوں نے بھی انکار کر دیا پھر حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں اس نے مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات سے سفارش کرائی مگر انھوں نے بھی اس کے صدقات منظور نہ کئے اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ثعلبہ کو بھی یہ وہم ہو گیا تھا کہ میں انصار میں بہت دولتمند ہوں سب کچھ میری اپنی سعی و تدبیر کا ثمرہ ہے اسی لئے اس نے گستاخانہ جواب دیا وقت تھا کہ وہ جناب باری میں مسلسل گریہ وزاری کرتا اور گڑگڑاتا تو شان رحیمی ضرور جوش میں آجاتی لیکن اسے تو دولت سے اصلاً محبت ہو گئی تھی اور جو کچھ اثر تھا بھی وہ وقتی تھا۔

حشمت و حکومت اور ناسپاسی

اس قسم کی ہزارہا مثالیں مل سکتی ہیں قوم لوط قوم سبا قوم بنی اسرائیل اپنی ناسپاسیوں ہی کی شکار ہوئیں اور مسلمانوں نے بھی بعد کو اپنی حشمت و حکومت اسی ناسپاسی کے صدقے میں کھوئی جس طرح عیش و اطمینان محض کی زندگی انسان کو سرکش، مغرور، ظالم اور ناسپاس بنا دیتی ہے اسی طرح وہ زندگی جو عسرت و آلام کا مرقع ہو انسان کو خاک میں ملا کر رکھ دیتی ہے اور اس پر یاس و نومیدی کی حالت طاری ہو کر اسے کفر کے آغوش میں ڈالدیتا ہے جب زندگی ہمیشہ مصائب و محن اور تکالیف و تنگدستی ہی کے ہاتھوں پامال رہے اور مسرت و اطمینان کی صورت دیکھنی نصیب ہی نہ ہو تو ظاہر ہے کہ انسان کے قدم کو ضرور لغزش ہو گی صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائیگا بسا اوقات یہی ہوتا ہے کہ ان حالات میں انسان مضطرب ہو کر جادہ اعتدال سے دور جا پڑتا ہے رزق کے معاملہ میں جائز ناجائز اور حرام و حلال کی تمیز باقی نہیں رہتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے جب وہ دوسروں کو فراغت سے زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے اور خود نذر حوادث رہتا ہے تو اس کی زبان سے قادر ذوالجلال کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ نکلنے لگتے ہیں ایمان کی کوئی منزلت اس کے قلب میں نہیں رہتی باطل پرستوں کی غلامی اور پیسہ کے لئے ایمان کی بیع اس کا وظیفہ حیات ہو جاتا ہے کوئی صورت بہی ہو اس کی دنیا اور اس کا دین دونوں برباد ہوتے ہیں اور اگر وہ دائرہ کفر میں داخل ہونے سے بچ بھی جائے تو قرب الی الکفر ضرور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو رسول کریم نے کاد الفقر ان یکون کفرا فرمایا ہے یعنی قریب ہے کہ عسرت و تنگدستی کفر تک پہنچا دے

امارت و عسرت کی انتہائی حالتیں

گویا امارت و عسرت کی انتہائی حالتوں میں نتیجہ تو قریب قریب ایک ہی ہوتا ہے البتہ اتنا فرق ضرور رہتا ہے کہ جہاں امارت کی حالت میں ظلم و جور نخوت و پندار اور سرکشی و تمرد کے عفریت انسان پر مسلط ہو جاتے ہیں وہاں عسرت میں جور و ظلم کے بجائے عجز و انکسار نخوت و غرور پندار کے بجائے محکومی و غلامی اور سرکشی و تمرد کے بجائے گستاخی و پست خیالی کا دور دورہ رہتا ہے البتہ عسرت و ناداری میں

مضرات اپنی ذات ہی تک محدود ہوتے ہیں لیکن امارت کی سرشاریاں دوسروں کے لئے وجہ مصیبت بنجاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آجتک جتنی قومیں عذاب الٰہی سے تباہ ہوئیں وہ سب کی سب وہی تھیں جنھیں امارت و دولت اور جاہ وحشمت نے مغرور بنا کر ایک طرف آقائے حقیقی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا تھا اور دوسری طرف وہ کمزوروں پر دست تعدی دراز کرنے لگی تھیں عاجز و ذلیل ہو کر حالت غربت میں نہ کسی نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ انھیں اجتماعی طور پر ظلم و تعدی کا موقع ملا یہ ضرور کہ چوروں کو، فریب کاروں، خائنوں، قاتلوں یہ طبقہ بھی بہت پیدا کرتا رہا مگر خوفناک نوعیت امراہی کی رہی۔

تاہم خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ان دونوں حالتوں میں اگر انسان صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے تو ایک روز انسان کامل بنجاتا ہے لیکن اتنی ثابت قدمی خاصان خدا کے سوا کسی سے ظہور میں آنی بہت دشوار ہے علی الخصوص حالت ثانی چونکہ تکالیف و آلام سے لبریز ہوتی ہے اس لئے استقلال تو استقلال انسانیت کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ نے ان دونوں حالتوں سے پناہ مانگی ہے اعوذ من شر فتنة الغنی وشر فتنة الفقر یعنی میں خداوند قدوس سے فتنہ غنی اور فتنہ فقر دونوں سے پناہ مانگتا ہوں (بخاری) دوسری جگہ ارشاد ہے ماینتظر احدکم الا غنی مطغیا او فقرا منسیا نہیں انتظار کرتے ہو تم مگر غنی کا جو سرکشی و طغیانی تک پہنچانے والا ہے یا فقر کا جو اپنی شدت کی وجہ سے مایوس کر دینے والا ہے۔

غناء وفقر کے عواقب

حیات دنیوی دو روزہ ہے اور غناء وفقر دونوں میں کٹ جاتی ہے اور دونوں شدید آزمائش کا درجہ رکھتی ہیں انبیاء انسانیت کے اعلیٰ مراتب کے سرمایہ دار ہیں ان میں حضرت داؤد و ابراہیم اور یوسف علیہم السلام جیسے بھی ہوئے جو جاہ و سکنت اور امارت و حکومت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور رسول کریمؐ جیسے بھی جنکے چولھے میں دو دو مہینے آگ نہ جلتی تھی اور تین وقت کے مسلسل فاقے ہوتے تھے رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کوہ تہامہ کو پیش کیا کہ انھیں تمہارے لئے سونے کا بنا دیا جائے میں نے عرض کیا بار الہا میری حالت تو یہ رہنی چاہیئے کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھالوں کہ تیرا شکر ادا کروں اور دوسرے روز بھوکا رہوں تو تجھے یاد کروں اور صبر سے کام لوں۔

آپ نے غناء و فقر دونوں کو برا بھی بتایا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ان کی فضیلت بھی بیان کی چنانچہ غنی کے متعلق ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا (مال و تنعم) کو سوال سے بچنے اہل و عیال کی نگہداشت اور پڑوسیوں پر خرچ کرنے کے لئے جائز طور سے طلب کرے قیامت کے روز اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا آپ نے اپنے خادم خاص حضرت انس کے لئے دولت و تنعم کی دعا بھی کی دوسری جانب فقر و زہد کی فضیلت بھی بیان کرتی کہ "فقرائے مہاجرین، غنیا سے چالیس سال پیشتر جنت میں جائینگے" کوتاہ بین حضرات اس تضاد کو دیکھتے ہیں تو الجھتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں اصلیت یہ ہے کہ دونوں آزمائشیں ہیں حقیقی عیش دنیا کا عیش نہیں بلکہ آخرت کا عیش ہے انسان جس حالت میں ہو شاکر و صابر رہے اور اخروی عیش کا مستحق بنے دولت بہت اچھی ہے اگر وہ نیک کاموں میں صرف کیجائے اور خدا کی یاد و شکر سے غافل نہ کرے اسی طرح اگر فقر میں انسان صبر و استقلال کا دامن تھامے رہے تو یہ بھی ترقی درجات کا باعث بنجاتا ہے مصیبت صرف اتنی ہے کہ ان دو حالتوں میں انسان اپنے مرکز سے ہٹ جاتا ہے تیسری حالت اعتدال کی راہ ہے اس میں نہ سرکشی و طغیان ہے اور نہ ذلت و کفر اور انسان کو صبر و شکر دونوں کے مواقع ملتے ہیں خلاصہ کلام یہ کہ انسان ہر حالت میں اس کا بندہ بنا رہے تنعم میں اُسے بھول نہ جائے اور فقر میں مایوس نہ ہو اگر انسان صبر و شکر سے کام لے تو دنیا میں بھی اُسے عیش و سرور کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے اور عاقبت میں بھی اس کے یہاں کوئی کمی نہیں وہ بڑا بندہ نواز ہے اُسے تو صرف آزمائش منظور ہوتی ہے ورنہ خدا اپنے بندوں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا

سومنہ جبین دلہنوں کی کانفرنس

بہارستان شباب کی ان حسینوں کے لئے لطف و مسرت کا نیا پروگرام نئے انداز میں مرتب ہوا ہے صنفی کتابوں میں اب یہ مرض عام ہوگیا ہے کہ وہ صرف مطالعہ کی رنگینی کو زیر نظر رکھتے ہیں اور نتیجہ کے اعتبار سے بالکل بے کار ہوتی ہیں اس کتاب میں جہاں عبارت کی سرشاری ہے وہاں کسی دلہن کی کوئی تقریر ایسی نہیں ہو جو کہیں جگہ ایک مفید عملی نہ رکھتی ہو اسلئے یہ کتاب سنجیدہ اور ثقہ لوگ بھی پڑھ سکتے ہیں اور نوجوانوں کی ناز تشنگی کی تسکین بھی اس سے ہوسکتی ہے۔ فہرست مضامین دیکھئے۔

انجمن عروس کا قیام	اسلام میں عورت کا مرتبہ	۵۔ عذرا فرخ کی تقریر	۱۰۔ آفتاب دلہن کی تقریر	۱۵۔ سرفراز دلہن
دلہنوں کا حسین اجتماع	اطاعت شوہر کا فلسفہ	فضول خرچی کے نتائج	ظالم چچا کی مظلوم بھتیجی	صابرانہ شادی کا ڈر
شمیمہ بہن کا خطبہ صدارت	یورپ کی بے نکاح زندگی	۶۔ انیس دلہن کی تقریر	۱۱۔ نسیم دلہن کی تقریر	ناک انجام
عورت پر مرد کے مظالم	رسم نکاح کے ارتفاع	سلیقہ مندی کے مظاہر	صحرائے عشق کا حسین شکار	۱۶۔ شاداب دلہن
عیسائیت اور عورت	۲۔ جمیلہ دلہن کی تقریر	۷۔ سعیدہ دلہن کی تقریر	۱۲۔ امتیاز دلہن کی تقریر	فرمانبردار لڑکی نے خاوند
یہود اور عورت	محبوبہ عاشق دلدادہ کی آغوش میں	زینب کیلئے شادی	گریجویٹ بیوی جاہل شوہر	کو امیر بنا دیا
ایران میں عورت کی حالت	۳۔ عزیز دلہن کی تقریر	۸۔ مسرور دلہن کی تقریر	۱۳۔ نعیمہ دلہن کی تقریر	صدارت کی آخری تقریر
ہندوستان میں سلوک	۴۔ بھولی بھالی نوجوان دلہن	حسین لڑکی دشت نورد	لائق بیوی کا مغرور شوہر	یہ کتاب اپنے اندر تاثیر
عرب میں عورت کی بدحالی	۴۔ لطیفی بہن کی تقریر	۹۔ اقبال دلہن کی تقریر	۱۴۔ سلیمہ دلہن کی تقریر	کا جادو رکھتی ہے جہاں
حکمائے یورپ اور عورت	حسین لڑکی ڈاکو کے قبضہ میں	امیرزادے کے ہنر	مشتاق کی روشن زندگی	۱۷۔ دلہنوں کی تقریر ختم

وہاں ہر تقریر کے بعد ایک تجویز بھی پاس ہوئی ہے اور یہ تجویز کہیں اصلاح رسوم کی حمایت کرتی ہے کہیں بے دینی سے بچاتی ہے کہیں سلیقہ مندی کی تلقین ہے تو کہیں خانہ داری کو سراہنے کی تدبیر غرضکہ حسن و عشق جنوں کے والہانہ انداز بھی ہیں اور تدبیر و سلیقہ مندی کے مظاہر بھی عورتوں کے لئے بھی مفید اور مردوں کے لئے بھی اگر آپ نے یہ کتاب پڑھی تو اندازہ ہو جائے گا کہ کس قدر عجیب کتاب ہے اور اپنے آپ نظیر ہے۔

۱۱۲ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک ۴ /

ملنے کا پتہ

جمعیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں

ایک اہم فریضۂ ملی سے غفلت

(از جناب مولوی عبدالرؤف صاحب ناظر کتب خانہ نذیریہ دہلی)

مسلمانوں کو سب سے پہلے اپنی حیثیت سمجھنی چاہیے اور جاننا چاہیے کہ ان کا درجہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ یعنی مسلمانو تم باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے پردۂ شہود پر لائے گئے ہو تم لوگوں کو نیک امر کی تاکید کرتے اور بری باتوں سے روکتے رہو اور خدا کی ذات و صفات پر کامل یقین رکھو۔ دنیا میں ایک مسلم کی حیثیت جسے نہایت واضح الفاظ میں بتادیا گیا تھا آیت بالا کے سیاق و سباق سے یہ بھی صاف واضح ہو رہا ہے کہ بہترین قوم وہی قوم ہو سکتی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنائے اور جو ایسا نہیں کرتی وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اُسے بہترین قوم کہا جا سکے اگر کوئی قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی کاربند ہے لیکن خدا پر اس کا ایمان نہیں تو وہ قوم بھی "بہترین قوم" نہیں کہلا سکتی مسلمانوں کو اسلام کی طرف سے ایک کتاب اور ایک آئین ملا جس میں رشد و گمراہی کی دونوں راہیں بالکل نمایاں کر دی گئیں بتا دیا گیا کہ فلاں امور اچھے ہیں اور فلاں برے ساتھ ہی اس مالک حقیقی کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونے سے مسلمانوں کو راہ راست دکھائی اور واضح کیا کہ اس کتاب اور شعائر اللہ پر اس طرح عمل کرنا چاہیے مسلمانوں نے اسی برگزیدہ ہستی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عملی سبق حاصل کیا۔

مختصر یہ ہے کہ مسلمان اسی حالت میں بہترین قوم کہلا سکتے ہیں جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند اور عامل ہوں لیکن یہ فرض اس وقت تک کما حقہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک وہ "تومنون باللہ" کی اہلیت بھی نہ رکھتے ہوں زمانہ بہت نازک ہے اتنا نازک کہ حتمی طور سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے ایمان بھی سلامت ہیں یا نہیں بہر کیف یہ بحث تو ایک طویل فرصت و گنجائش کا طالب ہے اس وقت ہمیں واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ مسلمان اس آیت کے معانی پر جدید روشنی میں نظر ڈالیں اور ضروریات حاضرہ کے پیش نظر اس پر غور کریں۔

برائی و معصیت کے درجات

اس وقت یہ حالت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم فریضہ ملی سے مسلمان بالکل غافل ہو گئے اور اس غفلت نے انھیں اتنا بے حس بنا دیا ہے کہ انھیں یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوتا کہ کون اچھا کام کر رہا ہے اور کون ذمائم میں مبتلا ہے قاعدہ ہے کہ جب متواتر ضمیر کی آواز نہیں سنی جاتی اور نفس امارہ کی ہر تحریک اور ہر خواہش پر لبیک کہا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ ضمیر مردہ و افسردہ ہو جاتا ہے ضمیر فطرتاً انسان کو نیکی پر آمادہ کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے برائی کی طرف مائل ہونے اور معاصی کی گہرائیوں میں ڈوبنے کا پہلا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان برائی کو برائی تو سمجھتا ہے مگر اس کے ارتکاب سے رک نہیں سکتا دوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ برائی اور بدی میں وہ بیباک ہو جاتا ہے لیکن تیسرا درجہ نہایت قہرناک اور المناک ہوتا ہے یعنی پھر اسے نیکی و بدی میں امتیاز کا احساس بھی باقی نہیں رہتا اور برائی کرتے وقت اُسے یہ تصور بھی پیدا نہیں ہوتا کہ میں کسی برائی کی طرف جھک رہا ہوں۔

اب اگلے قدم جو اٹھتے ہیں جنھیں چوتھا درجہ کہا جاتا ہے وہ کفر اور الحاد کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس درجہ پر آکر نہ صرف یہ کہ امتیاز نیک و بد اٹھ جاتا ہے بلکہ معاصی اور برائی پر فخر شروع ہو جاتا ہے بجائے اس کے کہ ارتکاب بد و نامزیبائی پر اسے خود نہ سہی کسی کے کہنے روکنے اور ملامت کرنے سے کم از کم بعض ہی کلمات یا خوف خدا پیدا ہو وہ اس پر ناز کرنے لگتا ہے اور اپنے اس فعل و عمل کی تعریف کرتا ہے اور دوسروں کو اس کے ارتکاب کی تشویق دلاتا ہے جانتے ہو یہ کیا ہے بادی النظر میں تو یہ معمولی امر اور ایک جزوی بات نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ بغاوت ہے عن الحق یعنی اللہ ہے خدا نے اُسے جس کام کے لئے مامور کیا تھا جس فرض کی ادائیگی کی خدمت اسے سونپی تھی یہ اُس کے علی رغم انف چلتا ہے وہ برائی سے روکتا ہے۔

گناہ کا آخری دور

رہا کفر تو وہ بغاوت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ایسی حالت کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے لہم قلوب لا یفقہون بہا و لہم اعین لا یبصرون بہا ان کے سینے میں قلب موجود ہیں مگر وہ نہیں سمجھتے ان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ نہیں دیکھتے یعنی وہ ربانی احکام کی نوعیت و بزرگی جانتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کرتے ہیں اور نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے اتنا کچھ سمجھنے اور جاننے کے بعد اب مسلمانوں کی حالت پر نظر کیجئے کہ وہ ابتذال کے کس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں بعض ہر یہی نظر آرہا ہے کہ وہ صرف نام کے مسلمان ہیں اور ان میں زبانی اقرار کے سوا اسلام کی کوئی خو بو بھی موجود نہیں یہ اکثریت ہی ان لوگوں کی ہے جو معمولی پڑھے لکھے یا جاہل ہیں جنھیں علم و اقتدار حاصل ہے وہ تو اعتقاداً بھی پست ترین مخلوق ہیں غرباء میں تو پھر کچھ نہ کچھ خدا ترسی پائی جاتی ہے کم از کم اتنا تو ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ ہوا ہے ضرور لیکن پڑھے لکھوں کی غفلت تو انتہا کو پہنچی ہوئی ہے وہ تو وجود باری کے متعلق بھی شک و وسواس میں مبتلا ہیں۔

آپ اگر اپنے گرد و پیش کے مسلمانوں کی حالت کا اندازہ لگائیں گے اور دل چیر کر دیکھیں گے تو غالباً سو میں پانچ بھی مسلمان نہ پائیں گے اس وقت عملی طور پر تو مسلمانوں کا وجود بہت ہی کم رہ گیا ہے اعتقادی طور پر ضرور کچھ مسلمان مل جائیں گے لیکن ایسے کہ ان کے اعمال ان کے اسلام کی نفی کر رہے ہوں گے غور سے دیکھئے اپنے ذرائع سے تحقیق کیجئے کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط ہے شرع کا مسئلہ ہے کہ مسلمان سے کتنا ہی عظیم گناہ سرزد ہو جائے اس سے اس کی اسلامیت کو نقصان نہیں پہنچتا البتہ گناہگار ہوتا ہے بشرطیکہ وہ گناہ کو گناہ اور برائی کو برائی سمجھتا ہو لیکن جب گناہ گناہ ہی نہ رہا ہو اور عیب صواب سمجھ کر کیا جائے یا معصیت کا خیال ہی پیدا

نہ ہوتا ہو تو اسے کچھ کہہ لیجئے اسلام تو یہ نہ کہا جائیگا۔

مذہبی حالت

مذہبی حالت تو یہ ہے کہ اسلام کے نام سے ہم کو عار ہے خدا کو خدا ہی نہیں سمجھا جاتا عملی حالت یہ ہو گئی کہ کام میں سستی ہے اور حرام میں غفلت مالی حالت صفر کے برابر پہنچ گئی ہے اقتصادیات سے انھیں کوئی بہرہ نہیں رہا، اخلاقی حالت روز بروز تنزل پذیر ہے کل سے آج بدتر ہے اور آج سے کل کے بہتر ہونے کی کوئی توقع نہیں انتہا یہ ہے کہ عقلاً اپنے نفع و نقصان کا احساس ہے اور نہ نیک و بد خیال، آبادیاں کی آبادیاں جہالت اور غفلت میں ڈوبی ہوئی ہیں ایک دوسرے کو نیکی و اخلاق کی تعلیم دینے کی بجائے برائی اور بدی پر ابھارنا اور آمادہ کرنا نظر آ رہا ہے اور ہر صبح و شام اس کے آئین و اوامر سے جنگیں کی جاتی ہیں اگر یہ حالت چند سے اور قائم رہ گئی تو ہمارا تو بس خدا حافظ ہے۔

جانتے ہو یہ سب کیوں ہوا اور ہو رہا ہے اسلئے کہ مسلمان اپنی خصوصیات ملی کو بھول گیا اور جب بھول گیا تو پھر اسے کوئی یاد دلانے والا بھی نہ رہا پہلے ہر مسلمان نہ صرف دوسرے لوگوں کے لئے اپنے مسلم بھائیوں کے لئے بلکہ خود اپنے لئے بھی واعظ و محتسب کی حیثیت رکھتا تھا برائی کرتے دیکھتا تو بر غضب ہوتا اور اُسے ملامت کرتا لیکن اب روکنے اور ملامت کرنے کے بجائے اگر وہ ملنے والا اور آشنا ہو تو اس کی تائید کی جاتی ہے شاباش کہی جاتی ہے ورنہ بے پرواہی سے وقت گذر جاتا ہے کس نے کیا کیا۔

گرد و پیش کے مناظر الیمہ

آپ کے محلہ میں عیاش، کبوتر باز، بٹیر باز، مقدمہ باز، رشوت خوار ہر قسم کے برائی کرنے والے ہوں گے لیکن آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ کیا کبھی کسی نے ان میں سے کسی کو ان برائیوں اور معصیتوں سے روکنے کی سعی کی ہو کسی مقدمہ باز سے کہا ہے کہ یہ بہت بری حرکت ہے رشوت خوار کو نصیحت کی ہے کہ رشوت اہل ملت اسلام کی حیثیت نہیں تو عیاش کو ہدایات کرنا کہ بدفعلی کے وقت مسلمان مسلمان نہیں رہتا اور انہماک فاحشہ و مقتدیٰ نمازیوں کو نماز کی تاکید کی ہے کتنے ڈرانے اور تاکید کرنے کو جانے دیجئے دل سے پوچھئے کہ کبھی اس نے ان کاموں کو اصلاً برا بھی سمجھا ہے اگر نہیں سمجھا تو آپ اپنی اسلامیت کی ماتم کیجئے اسی سے توبہ کیجئے اس کے سامنے گڑگڑائیے تاکہ اسلام کی گذشتہ پونجی تمھیں پھر حاصل ہو۔

. . . .

. . . .

غالباً سب نہیں تو بہت سے پڑھے لکھے تو ضرور جانتے ہیں کہ یہ حدیث ہے قول نبوی ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب کسی کو برائی کرتے دیکھے تو بزور بازو اسے روکے اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم اپنے دل سے اس برائی کو برائی اور معصیت تو سمجھے لیکن یہ آخری صورت ضعف ایمان کی آخری سرحد ہے کیا اس کا یہ مفہوم نہیں کہ اگر برائی دیکھنا بھی برائی سے بیزاری پیدا نہ ہو تو یہ عین کفر ہے یہاں اس نکتہ کو ملحوظ رکھئے کہ برائی کو برائی سمجھنے کے یہ معنے نہیں کہ بیک نظر یا بیک خیال آپنے برائی کو برائی جانا اور بے پروا ہو گئے لمحہ کے لمحہ ایک خیال آیا اور فنا ہو گیا ایک ہلکی سی بیزاری اور ختم ہو گئی بلکہ یہ ہے کہ اس کی طرف سے دل میں حقیقتاً بیزاری پیدا ہو اس پر نفرت کے جذبات پیدا ہوں۔

آجکل تو ہمیں مسلمانوں میں ایک فی صدی افراد بھی ایسے نظر نہیں آتے جو بزور بازو و زبان روکتا تو ایکطرف دل ہی میں برائی کو برا سمجھنے کی طرح برا سمجھیں اکثریت کا تو یہ حال ہے کہ برائی دیکھکر برائی کرنے کا خیال اور اولٹا ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور نا کردہ گناہوں کی ہزاروں حسرتیں سینے میں موجزن ہوتی ہیں جس سے متاع ایمان روز بروز گھٹتی اور غارت ہوتی چلی جارہی ہے اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان جہاں ایک ایک پیسہ اور ایک ایک چیز کی حفاظت و نگہداشت کا پورا اہتمام کرتے ہیں وہاں دولت ایمان کے تحفظ و صیانت کا انھیں خیال تک بھی نہیں آتا خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے برائی دیکھکر برائی کا خیال پیدا ہوتا ہے برائی کی جگہ جا کر برا کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے بروں کی صحبت سے انسان برا ہوتا ہے اگر شراب سے توبہ کرنی ہے تو ضرور ہے کہ میخانوں کے قریب بھی نہ بھٹکا جائے جام و ساغر کے ذکر سے بچا جائے شرابیوں کی صحبت سے بچتا رہا جائے عیاشوں کی صحبت میں رہنا ان کی زبان سے ان کے مفاخر اعمال سننا اخلاق سوز غزلیں پڑھنا رقص و سرود کی محفلوں میں بیٹھنا نامحرموں پر نگاہ ڈالنا اور بری شہرت کے مرکزوں کی سیر کرنا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ دامن گناہ سے آلودہ نہ ہو غیر ممکن ہے نظروں کے سامنے بار بار حسین مناظر آئینگے کانوں میں اسی قسم کے ذکر کی صدائیں پڑتی رہیں گی صحبت خراب ہوگی تو انسان کا قدم یقیناً لغزش دکھا ئیگا۔

بیکلی حالت یہ ہے کہ اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی جاتی اس قسم کی احتیاطیں ہی نہیں برتی جاتیں اور تحفظ ایمان کے لئے کوئی سعی ہی نہیں کی جاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان ان مناظر سے مانوس اور ان برائیوں کی طرف سے بے احساس ہو جاتا ہے اور جہاں ایک دفعہ قدم کو لغزش ہوئی گویا تسبیح کا ڈورہ ٹوٹ گیا اور ایک ایک کرکے سب دانے نکل پڑے پھر برائی کرتے کرتے برائی کا احساس بھی مٹ جاتا ہے اور انسان دناءت و تسفل کی انتہائی گہرائیوں اور کفر و الحاد کی وسیع پہنائیوں میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے۔

تواتر معاصی کا ثمرہ تلخ

شرم و غیرت کتنے قوی الاثر جذبہ ہیں عصمت و عزت کتنی گرانقدر و گرانمایہ چیزیں ہیں لیکن تواتر عمل ان کی مسلمہ اہمیت و عظمت کو بھی دل سے فنا کردیتا ہے اور پھر حالت یہ ہوتی ہے کہ وہی چیز جس پر کبھی از خود تنفر پیدا ہوتا تھا اسی پر فخر و ناز کا اظہار ہونے لگتا ہے عورت فطرتاً ایک پاک گوہر مخلوق ہے شرم اس کے خمیر مایہ کا ایک لازمی جزو ہے تحفظ عصمت کے لئے اپنی جان پر کھیل جانا اس کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن سب اور تواتر عمل کی کرشمہ کاریاں ملاحظہ فرمائیے کہ یہی عورت جب بار بار [illegible] ہے چکلے میں بیٹھتی ہے حسن فروشی کرنے لگتی ہے تو عصمت و عفت کی بربادی و اشاعت اس کے لئے ایک اندوہ جانسوز نہیں بلکہ ایک مایہ فخر بنجاتی ہے اور اس کی صیانت و نگہداشت پر نہیں بلکہ اس کی تباہی اور اپنے ننگ ناموس کے مٹنے پر نازاں ہوتا ہے جو مخلوق کل تک اپنے سایہ تک سے جھجکتی اور مرد غیر کے تصور سے شرماتی رہتی تھی آج اس کی ماہیت میں یہ انقلاب رونما ہوتا ہے کہ وہ سنگھار کرکے ہزار ہا نگاہوں کے سامنے بالا خانہ پر بیٹھتی اور بیگانوں کی مجلسوں کی زینت بنتی ہے۔

چوری مسلمہ طور پر ایک تمدنی و اخلاقی و مذہبی موت ہے۔ مگر گوجروں باسیوں وغیرہ میں دیکھیے کہ اس نے کس طرح ایک ہنر کی شکل اختیار کر لی ہے کل تک عورتوں کو اپنے دروازہ سے باہر قدم نکالتے ہوئے پسینہ آ جاتا تھا اور چار قدم بھی نہیں چلا جاتا تھا۔ باپ بھائی کے سامنے بھی لجاتی اور شرماتی ہوئی آتی تھی آج وہ مال روڈ کمپنی باغ اور پارکوں میں رنگ برنگ کی ساریاں باندھے منہ پر غازہ ملے کشف الوجہ مصروف سیر و تفریح نظر آتی ہیں اور ماضی کا عیب حال کا ثواب بن رہا ہے اور آزادی و الحاد خیالی نے اخلاقیات کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

تنبیہ کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

ان معاصی و مناہی اور آزاد خیالی و آزادہ روی کے روز افزوں ہونے کے وجوہ یہی ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف سے ایک عام بے پروائی برتی جا رہی ہے اور مسلمانوں میں ہر طرف کے رابا کے کارے نسبت کا عالم نظر آ رہا ہے، زمانہ اتنا نازک ہو چکا ہے اور مسلم حس اس حد تک مردہ ہو چکی ہے کہ نہ باپ بیٹے کی مذہبی لغزشوں پر معترض ہوتا ہے اور نہ شوہر بیوی کی۔ انتہا یہ ہے کہ بڑے بڑے نیک اور عبادت گزار اشخاص تک فریضہ نہی عن المنکر سے غافل ہو گئے ہیں

ہر کہ و مہ اپنے فعل میں آزاد ہو گیا ہے کوئی کسی کو نہیں روکتا کوئی کسی کو نہیں ٹوکتا، وہ مسلمان جو دنیا میں دوسروں کو راہ دکھانے اور نیک بنانے کے لئے دنیا میں آئے تھے آج خود اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ کوئی انھیں سمجھائے اور نصیحت کرے جب تک مسلمان فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر وسعت اور پورے جوش و خروش کے ساتھ عمل نہ کریں گے اور اپنے گھر اور اپنے گھر سے باہر کوچہ بازار اور سفر میں نہایت تندہی اور شدت کے ساتھ اس کی ادا کاری اور بجا آوری کی طرف توجہ مبذول نہ کریں گے اس وقت تک مسلمانوں کی حالت کا سنبھلنا یقیناً سخت مشکل اور ان کی حالت بد کا اصلاح پذیر ہونا محالات کیا بلکہ غیر ممکنات سے ہے۔

تعلقات ازدواجی کا نہایت ہی خوشگوار پروگرام

اسلامی میاں بیوی

ازدواجی تعلقات کے سلسلہ میں یہ سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے یہ کتاب میاں اور بیوی دونوں کے پڑھنے کے لائق ہے اور اگر دونوں کے پڑھنے کے لائق ہے اور اگر دونوں اس کو اور اس کے پروگرام کو تعمق سے ذہن نشین کر لیں تو پھر ان کے گھر جنت بن جائیں یہ کتاب مذہبی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اس لئے ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیے ضخامت ۳۱۲ صفحات اور قیمت صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر کل عہ کتاب کی خوبی کا اندازہ اس کے مضامین سے

باب ۱ عورت کی حیثیت عورت پر مرد کے مظالم باب ۲ عورت کی ملکیت باب ۳ مذاہب عالم اور عورت۔ یہودیت مجوسیت، مزدکی زردشتی ہندویت بدھمت عیسائیت مذاہب جاہلیت باب ۴ حیات ازدواجی کی تاریخ، تفریق ملکیت کا اثر۔ ایک لطیفی نوٹ (ملاطفت) باب ۵ مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، عیش

چین ایران تاتار جاپانیہ تبت تاتاریہ لنکا آسٹریلیا، جاپان برما، علاقہ کانگو مازہ۔ جنوبی افریقہ ہسپانیہ، فرانس جرمنی انگلستان سوئٹزرلینڈ یونان روس فنلینڈ اٹلی پرتگال آسٹریا گرین لینڈ امریکہ ہندوستان ترکی قفقاز، مصر سکندر اعظم کی شادی۔ باب ۶ شادی بیاہ کا مختلف طریقہ، کثیر الازدواجی آئین مناکحت کی تنظیم

یونانیوں کی تہذیب ایرانیوں کی تہذیب باب ۷ عقد ازدواج کی تاریخ، عیسائیت کی کرشمہ کاریاں باب ۸ کثیر الازدواجی اور عورت۔ باب ۹ ایک مرد کیلئے ایک عورت عورت کی غلامی کی ابتدا تہذیب روما اور عورت، طوائف کا مغربی احترام عورت اور مسلمان۔ باب ۱۰ اسلام میں طلاق کی حیثیت

عیسائیت اور طلاق ہندویت اور طلاق اسلام اور طلاق طلاق اور تمدن عادات خلع طلاق کیلئے وقت باب ۱۱ پردہ اور خواتین اسلام نمائش کی بلا خیزیاں شباب و حسن کی حفاظت عشق و حسن۔ عشق و محبت کی پہلی رات قرآن اور فطرت انسان اخفائے زینت، چاردیواری کا پردہ اور اسلام احادیث زیبائش اور پردہ قرار فی البیت

عہد رسالت اور پردہ آیہ حجاب کی توضیح جلباب اوڑھنے کا حکم مطالب قرآنی میں تحریف اسلامی پردہ کی حقیقت عورت اور تجارت بے پردگی کے قبیح نتائج بے پردگی اور مشاہیر عالم باب ۱۱ طریقہ انتخاب اور زوجین باب ۱۲ نکاح و شادی مناکحت کا مقصد اولیں۔ عورت کے شرعی اختیارات پر پابندی

باب ۱۳ عورت کی اہمیت باہمی اطاعت و تعاون باب ۱۴ زوجین کی نا اتفاقی بیوی کی نافرمانی بدمزاجی کی خانماں سوز عادت۔ خوش اخلاقی کی ناز المرامیاں تبسم و بشاشت کی سحر کاری۔ مزاج دانی کا جوہر۔ انتظام خانہ داری تزئین و آرائش فضول خرچی خدمت سے عظمت تعلیم نسواں کی اہمیت

بیوی کے وظائف عمل۔ نیک بیویوں کی والہانہ محبت باب ۱۵ شوہروں کے لئے ایک لمحہ فکریہ شوہر کی ظالمانہ بلاد بیوی کا ایثار عمل شوہر کی اچھائی کا اسلامی معیار محبت اور بیوی بیوی کے رشتہ داروں سے برتاؤ بیوی کے ساتھ نرمی اہل و عیال پر رعب اور اثر۔

بیوی کے جذبات کا احترام باب ۱۶ بیوی کے متعلق مشاہیر کا اظہار خیال باب ۱۷ مرد کی کامیابی میں بیوی کا حصہ باب ۱۸ ازدواجی زندگی کی قدر و منزلت باب ۱۹ اسلامی شوہر کی شاہراہ عمل باب ۲۰ اسلامی بیوی کا دستور العمل ۳۱۲ صفحات قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر آٹھ آنے لگتا ہے کل عہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

حصول آزادی کا قرآنی پروگرام

(نوشتہ مولانا نذیر الحق صاحب)

اسلام اور غلامی دو متضاد چیزیں ہیں۔ ایک دل و دماغ میں حق پرستی اور غلامانہ ذہنیت کا اجتماع نہیں ہوسکتا یا تو حق پرستی کی جاری رہے گا اور یا غلامانہ ذہنیت کا زہر مسلم کا وجود یا تو خدا کے سامنے جھکے گا اور یا کسی جابر اور غلام ساز نظام کے سامنے، یہ نہیں ہوسکتا یہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان کسی کے پنجۂ اقتدار میں علی الدوام مقید رہے کیونکہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلاکر دنیا پر امن و راحت کے دروازے کھولدے خدا کے بندے خدا کی حکومت میں آکر نفس و شیطان اور مستبد حکمرانوں کی غلامی سے نجات پائیں خلاف فطرت بوجھوں، مشقتوں اذیتوں اور زحمتوں سے چھٹکارا پائیں اور خدا کی محبت و عبدیت کا دور دورہ عام ہوجائے

اسلام کا مقصد امن دنیا میں کیا ہی

دنیا میں اسلام کے ظہور کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل دنیا امن و امان کی زندگی بسر کریں زمین عدل و انصاف سے بھرجائے غلاموں، مظلوموں، بیکسوں اور لاچاروں کی داد رسی کی جائے ظالموں و مستبد حکمرانوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے انسان انسان کی عزت کرنا سیکھے ایک کی آزادی دوسرے کے عیش و آرام میں مخل ہو کسی کو کسی سے وجہ پرخاش نہ ہو اسلام کا قانون عدالت دنیا والوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ میری رہنمائی اور رحمت و شفقت کے سائے میں ظلم و عدوان نہیں ٹھیر سکتا اسلام نے دنیا میں آکر سب سے پہلے امن و سلامتی کا پیغام دیا اور اعلان عام کردیا کہ لوگ خواہ اسلام کے پیغام اور غلبہ کو تسلیم کریں یا نہ کریں مگر وہ اسلام کے راستہ میں سنگ گراں نہ بنیں تو ان کے دامنوں کو بھی امن و شفقت سے بھردیا جائے گا۔

اسلام آزادی اور حریت کا پرچم اس وقت لہراتا ہوا آیا جب تمام دنیا غلامی و محکومی کی لعنت میں گرفتار تھی اسلام نے نوع انسان کو اس قدر حقوق عطا کئے کہ اس قدر نہ دنیا کو اب تک مل سکے ہیں اور نہ قیامت تک مل سکیں گے اگر اسکے فطری حقوق ملیں گے تو اسی کی بارگاہ سے جو فطرت کا بانی اور خالق ہے اور جو انسانوں کی حقیقی ضروریات کو جانتا ہے اسلام اسی لئے نوع انسان کی بہترین دستور العمل ہے اور اس نے نوع انسان کو جو حقوق عطا کئے ہیں ان کی امید کسی انسانی نظام سے نہیں کی جاسکتی اور آج اس نیلے آسمان کے نیچے سوائے اسلام کے کوئی مذہب کوئی دستور کوئی حکومت اور کوئی قانون دنیا میں امن قائم نہیں کرسکتا اگر یقین نہیں تو جمعیۃ الاقوام کی کوششوں یعنی تخفیف اسلحہ کانفرنس کی بے اثری اور ناکامی کو بامعان نظر دیکھو

اسلام ایک تریاق ہی

غرض اسلام انسانوں کی ہر بیماری اور کمزوری کا واحد علاج ہے ان ہی مقاصد کو پیش نظر رکھکر اسلام نے مسلمانوں کی آزادی و حکومت پر زور دیا ہے کیونکہ مسلمانوں کی غلامی سے شریعت عملاً مردہ ہوجاتی ہے خدائی احکام کتابوں میں بند ہوجاتے ہیں اسلام کا مقصد ظہور فوت ہوجاتا ہے اور دنیا فتنہ و فساد کی جہنم کے کنارے آلگتی ہے چنانچہ اسلام نے جس حکومت و فرمانروائی کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس کی عملی ظہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگی اور نظام حکومت میں مسلسل ہوتا رہا ہے

اسلام چونکہ امن و راحت اور حریت و آزادی کا پیغام ہے اسلئے وہ مسلمانوں کے ذریعہ اس پیغام کو دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچانا چاہتا ہے اور انھیں کسی اقتدار کا غلام و محکوم نہیں ہونے دیتا اور اپنے متبعین کے سامنے صرف تین نظریئے رکھتا ہے یا تو آزاد رہو اور یا غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دو اور اگر غلامانہ زندگی بسر کرو تو صرف اس شرط سے کہ حصول آزادی کیلئے بدل و جان کوشش کرو۔

مگر یاد رہے کہ اسلام جہاں آزادی یا موت کا سبق دیتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا وہ کسی حکومت سے غدر و بغاوت اور فتنہ و فساد کی بھی اجازت نہیں دیتا جب تک شریعت کی عملی اثر و نفوذ آزاد رہے بہرحال اسلام امن و راحت کا تحفظ کرتا ہے وہ کہتا ہے آزادی ایک نعمت ہے مگر اس نعمت کے حصول کے لئے دوسروں کی انگلی تک نہ دکھاؤ بلکہ خود اپنا جان و مال فدا کردو۔

پس ہندوستان اگر آزادی چاہتا ہے تو اس لئے کہ صرف اپنا ملک اغیار و اجانب کے ناجائز اقتدار سے آزاد کرالے اور مسلمان اس لئے چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور کردے اور خدا کی مخلوق امن چین کی زندگی بسر کرے، اور نوع انسان کے حقوق کا تحفظ کرے۔ مسلمان انہی مقاصد کے پیش نظر آزادی کے لئے قربانیاں کررہے ہیں اور اپنے آپ کو خطرات بھرے سمندر کے حوالہ کررہے ہیں۔

ہمارے درد کا غلط علاج

ناظرین نے مذکورہ بالا تفصیلات سے حصول آزادی کی اہمیت و عظمت کا بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا اور معلوم کرلیا ہوگا کہ ہماری تمام ذلت و درماندگی کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم غلام ہیں اسکی وجہ سے علی شریعت کا ظہور نہیں اور مسلمان حقیقی مسلمان نہیں مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ حصول آزادی کے لئے مسلمان جو قربانیاں اور جدوجہد کررہے ہیں وہ کامیاب ہوگی یا نہیں؟ مجھے جواب میں کہنے دیجئے کہ ہمارے رہنما ہمارے درد کا علاج کررہے ہیں اور حصول آزادی کے لئے جو راستہ اختیار کررکھا ہے وہ کعبہ کو نہیں بلکہ ترکستان کو جارہا ہے کیونکہ ان کی ترقی کا کامل دستور العمل اسلام اور صرف اسلام ہے اور ان کی ہر بیماری کا علاج اسلام ہے اس لئے ان کی ہر قسم کی جدوجہد اور اعمال و افکار کا منبع و ماخذ قرآن ہونا چاہیئے اور ان کو اپنا ہر لائحہ عمل قرآنی پروگرام کے

مطابق تیار کرنا چاہیئے مگر واے افسوس کہ ایسا نہیں ہو رہا ہے دیکھنا یہ ہے کہ آیا قرآن حکیم نے بھی حصول آزادی کا کوئی پروگرام پیش کیا ہے یا نہیں؟ کیوں نہیں میں آج کی صحبت میں یہی چیز مسلمانان ہند کے سامنے پیش کر رہا ہوں بغور مطالعہ کریں۔

ایک اصولی نکتہ

اسلام نے دنیا میں آکر سب سے پہلے یہ نکتہ ذہن نشین کرایا کہ ہر قسم کی عزت وکامرانی کے حصول کی لازمی شرط یہ ہے کہ انسان مشقت، قربانی اور مجاہدہ کا ثبوت دے انسان طبعاً سہولت پسند واقع ہوا ہے وہ ہمیشہ یہی خواہش کرتا ہے کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے اس کی ضروریات زندگی مہیا ہو جائیں اور وہ امن وچین کی زندگی بسر کرے لیکن یہ سہولت پسندی قوانین قدرت کے خلاف ہیں ہم روزمرہ مشاہدہ کرکے یہ قانون قدرت معلوم کرتے ہیں کہ دنیا کی ہر چھوٹی سی چھوٹی جاندار ہی سبق دیتی ہے کہ بغیر محنت ومشقت کے زندگی محال ہے افراد واقوام کے لئے یہی قانون مقرر ہے کہ جو قوم آسانی تلاش کرے وہ اپنے لئے جہد ومشقت کو لازم سمجھے جو قوم اپنی آزادی اور قیام وبقا کے لئے عمل وایثار کو گراں سمجھتی ہے وہ اپنی ہستی کو محفوظ نہیں رکھ سکتی اس لئے صرف دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ کالعدم ہو جائے اور یا دوسروں کی غلام ومحکوم ہو کر ذلیل زندگی بسر کرے عزت وکامرانی اور مصیبت ومشقت سے گریز ان دونوں کا جمع ہونا محال۔

اقوام وامم کے انقلابات وفتح وشکست کی تاریخ کی ورق گردانی کرو اور قوموں کے عروج وزوال اور تباہی کے اسباب کا کھوج لگاؤ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ صرف وہی قوم زندہ رہی جو زندہ رہنے کے قابل تھی اور باقی تمام حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

مسلمانوں کی سربلندی وکامیابی کا راز

یہی سبق ہمیں تاریخ اسلام سے ملتا ہے مسلمان اسی وقت تک سرفراز وسربلند رہے جب تک کہ ان میں مشقت قربانی ایثار اور مجاہدہ کی روح کام کرتی رہے اسی روح کے بل بوتے پر مسلمانان عرب نے دنیا کی تمام طاقتوں اور سلطنتوں پر اپنی سطوت وجبروت کا سکہ بٹھایا دولت وحکومت نے ان کے قدم چومے فتح ونصرت ہر جگہ ہمرکاب رہی اور سرداری وکامیابی ان کے گھر کی زرخرید لونڈی بن گئی۔

غرض قاعدہ اور عام اصول یہ ہے کہ عزت وکامرانی ہمیشہ جان ومال کی قربانی سے حاصل ہوتی ہے خواہ دینی ہو یا دنیوی اور کنجوسی، نامردی بزدلی اور سہولت پسندی ہمیشہ غلامی ومحکومی اور ذلت ونامرادی کے جہنم میں دھکیلتی ہے اس چیز کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہا گیا ہے جو روح اسلام ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث ترغیب جہاد سے بھرے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس قرآن حکیم میں بار بار جہاد کا حکم دیا ہے جانی ومالی قربانی کی ترغیب وتحریص دلائی ہے اور اس پر اجر وغنیمت کا وعدہ فرمایا ہے مسلمان چونکہ مجاہد تھے اس لئے وہ جہاں بھی گئے فاتح بن کر لوٹے مگر جب اسی قوم نے جہاد سے ہاتھ اٹھا لیا یعنی عمل وایثار سے گریز کیا تو جن ممالک میں وہ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی جلا وطن کرکے نکالی گئی اور جہاں وہ بادشاہ تھے وہاں ان کو غلام ہو کر رہنا پڑا۔

اس سلسلہ میں یہی اصولی نکتہ سمجھانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ایک قصہ بیان کیا ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے جانی ومالی قربانی کرکے عزت وکامرانی اور آزادی حاصل کی اور دوسرے وہ جنہوں نے جانی ومالی قربانی سے پہلو تہی کرکے بزدلی دکھائی اور ذلیل وخوار ہوئے۔

حضرت شموئیل علیہ السلام کی قوم کیوں غلام ہوئی

وہ قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت کے بعد ایک نبی شموئیل علیہ السلام گذرے ہیں آپ کی قوم نے جب آپ کی محبت واطاعت سے منہ موڑا تو فسق وفجور کی اس میں کثرت ہوگئی فسق وفجور کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسمانی وروحانی قوا پر مردنی چھا جاتی ہے ہمت وشجاعت اور غیرت وحمیت جواب دے جاتی ہے اور اغیار واجانب اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بدکار قوموں کو اپنا غلام ومحکوم بنا لیتے ہیں چنانچہ یہی ہوا کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام کی قوم فسق وفجور میں مبتلا ہوگئی تو ان پر ایک کافر بادشاہ جالوت مسلط ہوگیا اس نے بنی اسرائیل پر غالب ہو کر ان کی جائداد واملاک پر قبضہ کرکے اس کے قدرتی فوائد سے انہیں محروم کر دیا ان کی بہت سی عورتیں اور بچے قتل اور قید کئے اور ان پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ غرض اس بدبخت اور بدکار قوم کو جالوت کے ہاتھوں سخت ذلت ومصیبت پہنچی اور وہ جالوت کے پنجۂ اقتدار میں بالکل بے بس ہوگئی۔

فسق وفجور کی کثرت غلام بنا دیتی ہے

مذکورہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی قوم میں گناہوں کی کثرت اور معصیت وسیاہ کاری ذلت وخواری اور غلامی ومحکومی کا پیش خیمہ ہے اور بدکار قومیں ہی اغیار واجانب کی محکوم ہوتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس قصہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

الم تر الی الملاء من بنی اسرآئیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنآئنا فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم بالظٰلمین۔

تو نے اس گروہ کو نہیں دیکھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا بعد زمانہ وفات موسیٰ علیہ السلام کے جب ان کو فسق وفجور کا نتیجہ معلوم ہوا تو ان کے دل میں کسی قدر ہمت وجرأت پیدا ہوئی تو انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ قائم کر دیجئے جس کے ساتھ ہو کر ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور دشمن سے بدلہ لیں اس نبی نے ان سے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جہاد تم پر فرض ہو تو ہمت ہار بیٹھو اور بزدلی دکھاؤ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے دشمنوں نے ہمیں ہماری اولاد اور گھر بار سے نکال دیا ہے ہم ضرور لڑیں گے پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو وہ

اپنے قول سے پھر گئے اور نامردی دکھائی سوائے ایک قلیل جماعت کے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔"

یہاں سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ کسی غلام و محکوم قوم کا کسی بادشاہ یا امیر کی زیر حکومت ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کئے بغیر غلامی سے چھٹکارا پانا ناممکن ہے اور دوسرے کسی قوم کی غلامی کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی جائداد و املاک کے قدرتی منافع سے محروم ہو جائیں اور اپنے ملک میں بیدخل ہو جائیں ایسی حالت میں غلامی سے نجات پانے کی جدوجہد کرنا ہی ہستی کے بقاء و تحفظ کے لئے ضروری ہے۔

طالوت کی بادشاہی پر بنی اسرائیل کا اعتراض

بنی اسرائیل کی استدعا کے جواب میں حضرت شمونیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا رکھا ہے اب اس کی اطاعت و فرماں برداری کر کے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ طالوت جو بنی اسرائیل پر بادشاہ بنایا گیا قوم سے ٹھیک یا سقہ تھا اور مال بھی نہیں تھا بس ان دو باتوں نے بنی اسرائیل کو بدظن کر دیا اور لگے اعتراض کرنے۔

قالوا انی یکون له الملك علینا ونحن احق بالملك منه ولم یوت سعة من المال	کہنے لگے کہ اس کو کہاں سے ہم پر بادشاہی حاصل ہو گئی حالانکہ اس سے زیادہ حقدار سلطنت ہم ہیں اور

نہ اس کو مال کی وسعت دی گئی۔"

بنی اسرائیل کو چاہیئے تھا کہ حسب وعدہ اپنے نبی کا کہا مانتے اور طالوت کی فرمانبرداری کرتے مگر وہ اعتراض اور سرکشی پر آمادہ ہو گئے اور اس کی قومیت و افلاس پر اعتراض جڑ دیا کہ بھلا یہ غریب سقہ بھی ہمارا بادشاہ ہو سکتا ہے درصل بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کی تباہی کے دن آتے ہیں تو وہ جذبۂ اطاعت و فرماں برداری سے آشنا ہو کر شکوک و اعتراضات کی تاریکی میں گم ہو جاتی ہے

اس اعتراض کے جواب میں حضرت شمویل علیہ السلام نے کہا:-

قال ان الله اصطفاه علیکم وزاده بسطة فی العلم والجسم والله یوتی ملکه من یشاء والله واسع علیم.	قومیت اور مالداری سے کچھ نہیں چلتا بلکہ حصول آزادی کے لئے قوت جسمی اور علمی کی ضرورت ہے اور طالوت کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں باتیں عنایت کی ہیں

اور بادشاہ کرنا تو اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے بادشاہ بنا دے اور اللہ وسیع علم و فضل والا ہے"

یعنی طالوت کو خدا تعالیٰ نے بادشاہت کے لئے منتخب فرما لیا اور علم و جسم میں وسعت عطا کی اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں سلطنت و حکومت عطا فرما دیتے ہیں اور اللہ ہی صاحب وسعت اور صاحب علم ہے۔

حصول حکومت و آزادی کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہے

معلوم ہوا کہ حکومت و آزادی کے حصول کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے وسعت علم اور قوت جسم ان کے بغیر آزادی کا نام لینا ایک خیال خام ہے کون نہیں جانتا کہ نوع انسان کو محض وسعت علم ہی کے سبب تمام دوسری مخلوقات پر حکمرانی و فرمانروائی حاصل ہے آج علم کی طاقت انسان سمندروں کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے اور ہواؤں میں پرواز کر رہا ہے اور آج اس علم ہی کی بدولت برادران وطن حکومت کے تمام دفاتر اور محکموں پر قابض ہیں گویا حکومت ہی ان کی ہے۔

القصہ حضرت شمونیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو طالوت کے بادشاہ ہونے کی دلیل اور نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا جسکو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس صندوق میں خدا کی طرف سے تمہارے لئے تسکین ہوگی اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی کچھ چیزیں اس میں رکھی ہوئی ہونگی اس سے بنی اسرائیل کی کسی قدر تسلی ہو گئی۔

قلت و کثرت ایماندار کیلئے کوئی چیز نہیں

غرض طالوت سامان جنگ درست کر کے جالوت کے مقابلہ کو نکلا جس کے لشکر کی تعداد اسی ہزار تھی جب طالوت اپنا لشکر لئے ہوئے ایک نہر کے کنارے پہنچا تو اپنے لشکر سے کہا کہ میرا ساتھ دینے والا فلاں نہر کا پانی ہرگز نہ پیئے ہاں اگر ایک چلو پانی پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں اور جس نے خوب سیر ہو کر پیا وہ میرا ساتھ ہرگز نہ دے سکے گا یہ ایک امتحان تھا اور وجہ امتحان یہ تھی کہ جو اس پیاس کی تکلیف پر صبر و ثابت قدم رہا وہ باقی تکلیفوں میں بھی ثابت قدم رہے گا اور جو اسی تکلیف میں ہمت ہار بیٹھا وہ زیادہ سختی اور تکلیف کے وقت کیا خاک صبر و استقامت کا ثبوت دیگا۔ طالوت کی اس ہدایت پر بنی اسرائیل نے اس طرح عمل کیا کہ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا فقط تین سو تیرہ آدمیوں نے طالوت کے حکم کی تعمیل کی یعنی پانی نہیں پیا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

فلما جاوزه هو والذین امنوا معه قالوا لا طاقة لنا الیوم بجالوت وجنوده قال الذین یظنون انهم ملقوا الله کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله والله مع الصابرین	جب پانی پینے والے اور طالوت پار ہوئے تو ان پانی پینے والوں نے جالوت اور اس کی فوج کو دیکھ کر کہا کہ اس سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں جنھوں نے پانی نہیں پیا تھا اور سچے ایماندار تھے انہوں نے کہا کہ تم ڈرپوکیوں ڈرے جاتے ہو

گو جالوت کی فوجیں بیشمار ہیں لیکن اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے لیکن صبر و استقامت درکار ہے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حصول آزادی میں سب سے بڑی چیز اعتماد علی اللہ عزم و استقامت اور ایثار و قربانی ہے ایماندار کو قلت و کثرت سے بے نیاز ہو جانا چاہیئے۔ دشمنوں کی تعداد اور قوت ایمانی استقامت اور جوش صداقت کے سامنے کچھ چیز نہیں صحابہ کرام جو ہر جگہ سے فتحیاب ہو کر لوٹتے تھے اس کی وجہ یہی کہ ان کی نظر اپنی قلت و بے سرو سامانی اور دشمن کی کثرت و طاقت پر نہیں وہ صرف اللہ کی راہ میں قربان ہونا جانتے تھے جہاد فی سبیل اللہ کا عملی ذوق ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا اگر اپنی قلت و بے سرو سامانی کا بھیے

سے بھی کبھی خیال آتا تو عرب کا سیلاب قیصر و کسریٰ کی سطوت و جبروت کو بہا کر نہ لیجاتا اور حق کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہرگز نہ پہنچتی انہوں نے جس قدر بھی جنگیں کیں قلت و بے سروسامانی کی حالت میں ٹڈی دل فوجوں اور مادی طاقتوں و ساز و سامان سے۔

مسلمانوں کو قلت کے خیال نے بزدل بنا دیا۔

صحابہؓ نے اپنے عمل سے بتلا دیا کہ قلت و کثرت کوئی چیز نہیں قومیں کس طرح زندہ رہتی ہیں کیونکہ حریت و آزادی سے ہمکنار ہوتی ہیں اور ان کے حفظ و بقا کے اسباب کیا ہیں مگر مسلمانوں نے صحابہؓ کے صبر و استقامت اور ذوق جہاد کے سبق کو بھلا دیا اور جب سے ان میں اپنی قلت و بے سروسامانی کا منحوس و نامراد خیال آیا اسی وقت سے وہ بزدل منافق اور نامرد بن گئے یہاں سے اندازہ لگاؤ مسلمانوں کی وہ سیاسی جماعتیں جو برادران وطن کی اسلام دشمنی کے ہوّے اور ان کی کثرت و سامان سے مسلمانوں کو ڈرایا کرتی ہیں اور ان کا خوف مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرکے اپنے سفید فام آقاؤں کے قدموں پر آرہنے کا درس دیتی ہیں وہ کیونکر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان کر رہی ہیں اور اپنی اسلامی آن بان کو بٹہ لگا رہی ہیں غرض حصول آزادی کی راہ میں قلت و بے سروسامانی سے بالکل بے نیاز ہو جانا چاہیئے۔

آمدم برسر مطلب

طالوت کی قلیل التعداد فوج جالوت کے ٹڈی دل لشکر سے گتھ گئی طالوت کے لشکر میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے مگر وہ ابھی تک بادشاہ اور نبی نہیں ہوئے تھے جب طالوت نے اپنے لشکر کو مغلوب ہوتے ہوئے دیکھا تو اپنے لشکر والوں سے کہا تم میں سے جو شخص جالوت کو قتل کر دیگا میں اسے انعام میں اپنی بیٹی کا نکاح اور آدھی بادشاہی دوں گا حضرت داؤد علیہ السلام نے گوپھن میں ایک پتھر لیکر اور تاک کر اس زور سے مارا کہ جالوت کے سینے میں جا لگا اور وہ اسی کے صدمہ سے ہلاک ہو گیا جب بادشاہ ہلاک ہو گیا تو رعایا کب تک لڑتی اس کو شکست فاش ہوئی بیشمار کفار ہلاک ہوئے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی جالوت کی غلامی سے نجات ملی اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ کے فضل سے بادشاہی اور نبوت ملی۔

اس قصہ سے بطور نتیجہ کے جو باتیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں اور جن پر عمل پیرا ہو کر ہم عزت و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حق و حریت کی راہ میں صبر و استقلال سے تمام آزمائشوں اور مصائب کو خوش آمدید کہنا چاہیئے اور تکالیف و مصائب کو دیکھ کر گھبرا جانا اور مایوس ہو جانا یہ مومن کا کام نہیں ایک سچے مسلمان کا یہی شیوہ ہے کہ وہ ہر امتحان اور ہر ابتلا کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔

(۲) مسلمان اس لئے غلام و محکوم ہوئے اور ہیں ان میں فسق و فجور کی کثرت ہو گئی اب اگر وہ غلامی کی لعنت سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں تو ان کے رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ خود پاکباز بنکر مسلمانوں کو پاکیزگی حیات کا نمونہ یعنی قوم سے گناہوں کی کثرت دور کرنے کا انتظام و اہتمام کریں۔ اگر مسلمان بدستور فسق و فجور میں مبتلا رہے تو ان میں حصول آزادی کی قوت ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

(۳) قوم میں حصول آزادی کی سچی تڑپ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اعتماد علی اللہ خودداری اور مجاہدہ حق کا سچا جوش پیدا کیا جائے

(۴) مسلمانوں کے ذہن نشین کرایا جائے کہ تم کو خدائے قدوس نے غلام قوم نہیں بلکہ غالب و حکمران قوم بنایا ہے بشرطیکہ تم اپنے اندر ایمان کا سچا جوش پیدا کر لو

(۵) ان کو بتلایا جائے کہ مجاہدہ حق و حریت میں قلت و کثرت کا سوال فضول ہے اور بے سروسامانی کا عذر منافقت اور بزدلی ہے۔ اگر زندگی ترقی اور آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہندوؤں اور انگریزوں پر اعتماد کرنا چھوڑ دو اگر دنیا میں زندہ رہنا ہے تو اپنے حقوق کا تحفظ آپ کرو حقوق کی بھیک ہندوؤں اور انگریزوں سے مانگنے سے بہتر ہے کہ مر جاؤ مگر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو غرض اسلام نے قلت و کثرت سے مسلمانوں کو بے نیاز کر دیا ہے۔

مسلمانوں کے سوچنے اور سمجھنے کی بات

سب سے پہلے ہمارے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس بات کا کھوج لگائیں کہ ہم کیسے حقیقی اور سچے مسلمان بن سکتے ہیں اور اس روح کی تلاش کریں جس نے صحابہؓ کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا تھا۔ سید دنیا کے مسلمان کی ان کہاں کرسکیں اور اپنے لئے صحیح لائحہ عمل نقش کریں کہ ہماری اجتماعی و انفرادی ترقیوں کا دارومدار اسی پر ہے کہ ہم قدم قدم پر مسلمان نظر آئیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کو اپنا ہادی اور رہبر سمجھیں اور مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کے وہ تمام راستے اور طریقے بتلا دیئے ہیں جن پر گامزن ہو کر پوری امت حوادث روزگار سے محفوظ رہ سکتی ہے اور جس کے بعد اندرونی و بیرونی دشمنوں اور بدخواہوں کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا بس مسلمانوں کے کرنے کی صرف ایک ہی بات ہے کہ وہ سچے مسلمان بن جائیں یعنی اسلام نے تمدن و معاشرت اور سیاسیات میں جو جو احکام و فرامین دیئے ہیں انھیں پر عمل پیرا ہو جائیں ان کے پاس ایک بہترین خداوندی دستور العمل ہے جس کی موجودگی میں کسی انسان کے بنائے ہوئے پروگرام اور لائحہ عمل کی ضرورت نہیں۔

ہماری سب سے بڑی بدبختی

ہماری سب سے بڑی بدبختی اور کجروی یہی ہے کہ ہم اپنی اجتماعی و انفرادی زندگی و ترقی کے لئے خود ساختہ طریقے اختیار کرتے ہیں اور قوم کو اسی پر چلانا چاہتے ہیں جب ہم کو اس پر بھی ناکامی نصیب ہوتی ہے تو ہم بجائے اپنے نفس پر ملامت کرنے کے نفس اسلام میں نقص نکالنے لگتے ہیں اور اسلام کی طرف سے مایوس ہو کر روس و یورپ کے سامنے گداگرانہ گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔

مگر آہ ہم کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام نے خدا کی خلقت کو روحانی و مادی ترقی کے وہ گر اور اصول آج سے تیرہ سو سال پہلے بدرجہ اتم و اکمل بتلا دیئے ہیں جن پر آج دنیا کی تمام متمدن اور ترقی یافتہ قومیں چل رہی ہیں مگر خود مسلمانوں کو راہ ترقی نظر نہیں آتی۔

اسلام نے حیات قومی کی تعمیر کے کیا طریقے بتلائے

اسلام نے دنیا میں آتے ہی اپنیوں اور پرایوں سے بیانگ دہل کہدیا تھا کہ جنے بھی میری تعلیمات کے سرچشمے سے ایک جرعہ نوش کر لیا اس میں برق و رعد کی خاصیت پیدا ہو جائیگی اور میں دنیا میں اسلئے آیا ہوں کہ بنی نوع انسان دینی و دنیوی ترقی و سعادت کی راہیں کھولدوں اس لئے اگر دنیا میں فائز المرام و شادکام ہونا چاہتے ہو تو میری رہنمائی میں آؤ میں تمہارے قدموں میں کائنات ارضی و سماوی کی کنجیاں ڈالدونگا چنانچہ یہی ہوا عرب کے وحشی بدو جب آغوش اسلام میں آئے اور اپنے آپکو اسلامی تعلیمات کی پیروی کے لئے وقف کر دیا تو کیا ہوا؟ یہی کہ مس خام سے کندن بن گئے اور وہ کچھ حاصل کیا جس کی ریس پریوں کو ہوا بھی نہیں لگی۔ غرض اسلام مسلمانوں کی ترقی اور حفاظت کی ضامن ہے اس نے مسلمانوں کی اجتماعی و انفرادی حفاظت و ترقی کے دو طریقے بتلائے ہیں پہلا طریقہ مالی و جانی قربانی یا ایثار کا ہے جس کا سبق قرآن کے ہر صفحہ سے ملتا ہے عید الاضحیٰ کا بھی مقصد ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا سال قربانی کی یاد پر ختم ہوتا ہے اور تذکار محرم سے شروع ہوتا ہے جو ایثار و قربانی کی ایک بہترین یادگار ہے سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جہاد کی تعلیم ہے اس کے معنے صرف یہی نہیں ہیں کہ دین کے لئے تلوار لیکر میدان کارزار گرم کر دیا جائے بلکہ اس کے معنے ان تمام کوششوں اور سرگرمیوں پر حاوی ہیں جو زندگی کی بقا کے لئے کی جائیں دراصل جہاد کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں سعی و کوشش سے کام لیں غرض مالی و جانی قربانی ہی سے حیات قومی کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی پر اجتماعی ترقیوں کا دار و مدار ہے۔

دوسرا طریقہ اسلام نے یہ بتایا ہے کہ ہم انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کر دیں یعنی ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت و جماعت کو مقدم رکھے اگر اسکی زندگی سے پوری ملت کو فائدہ پہنچ سکتا ہو تو اسکو بیدریغ خطرہ میں ڈالدے اور خود کو ہلاکت و تباہی میں ڈالکر قوم کو بچائے یہی وہ اصول تھے جس پر صحابہ نے عمل کیا اور یہی وہ اصول ہیں جن پر یورپ کی قومیں کاربند ہیں اور اگر ان دو اصولوں پر عمل کرنا ترک کر دیا جائے تو پھر ترقی و تقدم کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں

فداکاری اور اخلاص کا فقدان

آپ نے معلوم کر لیا کہ اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت و ترقی کے کونسے طریقے بتلائے ہیں اب یہ بھی معلوم کریجئے کہ ان پر ہمارے عمل کی کیفیت کیا ہے سو ایثار و قربانی اور فداکاری اخلاص و للہیت کا لازمی نتیجہ ہے یعنی خلوص و للہیت کو ایثار لازم ہے مگر ہم خلوص کی لازوال دولت ہی سے محروم ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اعمال ہماری تلقین اور ہماری پند و نصیحت بے اثر ہے خدا کے فضل سے ہمارے یہاں اخبارات و رسائل وعظ و نصیحت، انعام و تفہیم و دولت و ثروت اور علم و کمال کی کمی نہیں ہمارے اندر وہ ساری چیزیں ہیں جو حیات قومی کی تعمیر میں کام آسکتی ہیں وابستہ صرف اسی ایک چیز کا فقدان ہے جسے خلوص للہیت اور بے نفسی کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری تمام کوششیں برباد ہیں ہماری اسکیمیں فیل ہیں اور ہمارا مذہب بے اثر ہے اور بجائے خلوص کے ہمارے اندر رہا سہی نفسانفسی ریاکاری خود غرضی اور نمود و نمائش کی خواہش پیدا ہو گئی ہے جس نے ہماری بنیادوں کو ہلا ڈالا ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارا اعمال اسلام کے بتلائے ہوئے دونوں طریقوں پر نہیں بلکہ ان کے برعکس ہے پھر بھلا ترقی اور کامیابی کیسے نصیب ہو بالآخر یہی کہنا پڑیگا کہ مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ضرورت ہے اس کے بعد یہ سارے مسائل خود بخود حل ہو جائینگے یہی بات جو میں کہہ رہا ہوں سب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ضرورت ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ یہ کہنے کے بعد بھی عملی طور پر اسکے لئے کوئی قدم نہیں اٹھاتے کیا صرف باتوں سے مسلمان مسلمان بن جائینگے ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ کبھی کے مسلمان بن گئے ہوتے اگر ہمارے مذہبی رہنما ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو کوئی مجھے بتلائے کہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا پروگرام اور عملی جدوجہد کہاں ہے پھر اگر ہماری ترقی و تقدم کی راہیں مسدود ہیں تو رونا کس بات کا ہے مسلمانوں کو اپنی کجروی اور بے بصیرتی کا ماتم کرنا چاہئے ہم جیسا کر رہے ہیں ویسا بھر رہے ہیں

مسلمان بننے کی راہ

میرے خیال میں صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان ساری کوششیں اور جدوجہد کر کے صرف یہ سوچیں کہ ہمارے اندر قرآن حکیم کا صحیح علم و عمل کیونکر آئیگا اور سب متحدہ و متفقہ طور سے ایسا پروگرام بنائیں جس سے ہمارے اندر قرآن کا علم و عمل آ کے بس بیڑا پار ہے۔ ذرا غور کر دیکھیں تئیس برس میں عرب میں اسلامی قومیت کی تعمیر ہو رہی تھی وہاں کیا ہوا جس طرح ہمارے داہنے بائیں دو قومیں موجود ہیں عرب میں پہلے ہی تھا ان کے داہنے بائیں دو قومیں تھیں ایرانی و رومی عرب کی نئی قومیت کے خلاق نے منہ موڑ دیکھا اور پھر اس نے ایک تیسری قومیت کا ہیولا تیار کیا جس نے دونوں قوموں کو تہ و بالا کر کے اپنے میں مدغم کر لیا اور دنیا پر ترقی و سعادت کی راہیں کھولدیں اور یہ سب کچھ ایک آن کی آن میں ہو گیا۔ اس قومیت کی تعمیر آخر اسلام ہی نے تو کی تھی تو کیا آج اسلام وہی معجزہ نہیں دکھا سکتا جو اس نے عرب میں دکھایا تھا اسلام کے خزانے میں جو کچھ پہلے تھا وہ اب بھی ہے البتہ اس سے فیضیاب ہونے والے نہیں اسلام تو اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا مگر ہم وہ نہیں جو پہلے تھے عرب میں نئی قومیت کے خلاق نے مسلمانوں سے صرف ایک ہی بات کہی تھی کہ یا ایھا الذین امنوا امنوا یعنے اے ایمان والو! ایمان والے بنجاؤ اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ۔

آہ آج یہ کیسی بدبختی ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک ان کے مسلمان بننے کی صرف دو راہیں ہیں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان شریعت کی نوری روشنی سے آنکھیں بند کر کے یورپ کی ناری روشنی سے اپنے آپ کو مستنیر کریں یعنی بالکل فرنگی بنجائیں ایک گروہ کہتا ہے ہمیں ہندوؤں کے بھروسہ پر جینا چاہئے ایک گروہ کو اصرار ہے کہ ہماری زندگی و ترقی کی ضمانت اسی بات میں ہے کہ ہم انگریزوں کے در کے گدا بنجائیں کوئی کانگریس کی چوکھٹ پر سربسجود ہے اور کوئی کاسہ گدائی لئے یورپ کو بھاگا جا رہا ہے خدارا بتلایئے یہ کیا لغویت اور حماقت ہے کیا یہ عزت کی زندگی بسر کرنے کے ڈھنگ ہیں کیا قوموں کی تعمیر یوں ہوا کرتی ہے اگر نہیں تو یہ مسلمانوں کو کیا ہوا کہ وہ محمد عربیؐ کے آستانہ اقبال پر نہیں آتے کیا مسلمانوں کو اپنے خدا کے اس وعدہ پر اعتماد نہیں رہا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مسلمانو! آؤ اگر ایمان کا سچا ذوق رکھتے ہو تو محمد عربی کے آستانہ اقبال پر جھک جاؤ جہاں وہ سب کچھ ملیگا جو تم چاہتے ہو۔

اسلام کے چار علمبردار

(از جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب رام نگری)

(۱)

مدینہ منورہ میں ایک خاص جوش وخروش پایا جا رہا ہے ہر گلی کوچہ میں مسلح مسلمان نظر آ رہے ہیں جن میں سفید ریش اور نورانی پیشانی والے بڈھے بھی ہیں اور کالی ڈاڑھی اور گلگوں رخسارے والے جوان بھی اور ایسے نوخیز بھی جن کی ابھی مسین بھیگ رہی ہیں سب کے سب شاد و بشاش ہیں جیسے عید کی تیاریوں میں مصروف ہوں، عیدگاہ جا رہے ہوں ہاں ان کے لئے آج عید ہے۔ عید فطر نہیں عید قربان نہ عید قرباں نہیں جس میں دنبوں اور بکروں کی قربانی کی جاتی ہے وہ عید قرباں جس میں اپنی گردن پیش کی جاتی ہے اپنے عزیزوں کی قربانی کی جاتی ہے وہ جا بھی رہے ہیں مسجد کی طرف نہیں بلکہ مسجد نبوی کی طرف جہاں سے وہ جہاد کے لئے روانہ ہوں گے اور اسی سے ان کے چہرے اس قدر دمک رہے ہیں اور ان کے لبوں پر تبسم کھیل رہا ہے اور خوشی سے ان کے قدم ٹھکانے نہیں پڑ رہے ہیں ؎

قتل ہوں گے تری خاطر سے خوشی اتنی ہے
آج اتراتے ہوئے پھرتے ہیں مرنے والے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں رونق افروز ہیں جلیل القدر صحابہ اس طرح گھیرے ہوئے حاضر ہیں جیسے شمع کو پروانے اور مسجد نبوی سے باہر ہزاروں مجاہدین سر بکف تیار ہیں بدن پر پیوند لگے کپڑے ہیں پھٹی پرانی نیام کے اندر گھسی گھسی دندانے دار تلواریں ہیں چہرے سے پیٹ بھر کر کھانا نہ ملنے کے آثار نمایاں ہیں مگر جہاد کے لئے جا رہے ہیں ان تمام باتوں کے باوجود چہرے پر ایک قدرتی رعب و جلال ہے ایک وجدانی ونورانی ایک روحانی تازگی ہے۔ تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر شیر بھی سامنے آ جائے تو پھاڑ کر رکھ دیں۔ دیو کو بھی پائیں تو اس کی کلہ چیر ڈالیں ہاں یہ ایسے ہی ہیں یہ بدر کے فاتح ہیں یہ احد کا میدان دیکھے ہوئے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب مقدس میں لڑنے والے ہیں انھوں نے غزوۂ خندق میں پورے عرب کا مقابلہ کر کے دکھا دیا کہ وہ ساری دنیا سے لڑ سکتے ہیں خدا کے فرشتے پہلو بہ پہلو شریک جنگ ہوتے ہیں خود اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے ان اللہ مع المومنین

(۲)

شرجیل بن عمرو غسانی ایک عیسائی عرب تھا جو رومی سلطنت کے تحت شام کے ایک حصہ میں فرمانروائی کر رہا تھا جمادی الاول سنہ ۸ھ میں ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کا خط دیکر شرجیل بن عمرو کے پاس بھیجا مقام موتہ میں جب بیت المقدس سے کوئی دو منزل کے فاصلہ پر ہے حضرت حارثؓ اور شرجیل بن عمرو میں ملاقات ہوئی شرجیل نے حضرت حارثؓ کو شہید کر ڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثہ کی خبر ہوئی تو حضور کو بہت صدمہ ہوا اور انہی کا قصاص لینے کے لئے مسجد نبوی کے اندر اور باہر مجاہدین جمع ہیں اور شام کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں صحابہ مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"زید بن حارثؓ علمبردار مقرر کئے جاتے ہیں یہ شہید ہوں تو جعفر بن ابی طالب امیر بنائے جائیں اور یہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں اور ان کی بھی شہادت ہو جائے تو مسلمان اپنے میں سے جسے چاہیں سپہ سالار بنالیں۔"

حضرت جعفر نے نہایت ادب سے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے امید نہ تھی کہ حضور زید بن حارثہ کو مجھ پر امیر مقرر فرمائیں گے"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جعفر تم اللہ کا نام لیکر روانہ ہو تمھیں کیا خبر کہ تمہاری بہتری کس بات میں ہے"

حضرت جعفر نے سر اطاعت خم کر دیا۔

تین ہزار مجاہدین ہیں اور سارا مدینہ انھیں فی امان اللہ کہنے کے لئے جمع ہے اور ان کے درمیان خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جلوہ فرما ہیں جیسے تاروں میں ماہ کامل میدان مدینہ ساتواں آسمان بنا ہوا ہے بلکہ ساتویں آسمان سے بھی بڑھ گیا ہے عرش پر سبقت لے گیا ہے اس پر صاحب لولاک فخر کونین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک سفید علم بنا کر حضرت زید کو عنایت فرمایا اور ہدایت فرمائی "زید مقتل حارث بن عمیر میں پہنچکر وہاں کے رہنے والوں کو دعوت اسلام دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو خیر ورنہ خدا سے مدد مانگنا اور ان سے لڑنا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وداع کی رگھاٹی تک رخصت فرمانے تشریف لے گئے وہاں پہنچکر حضور نے حضرت زید کو مزید ہدایت فرمائی "زید میں تمھیں اور تمہارے ساتھی مسلمانوں کو تقویٰ اور نیکی کی ہدایت کرتا ہوں خدا کا نام لیکر منکرین خدا سے راہ خدا میں لڑنا بے وفائی اور خیانت نہ کرنا بچوں کے پاس نہ جانا سرسبز درخت کو نہ کاٹنا مکان نہ ڈھانا۔

غازیان اسلام نے صحابہ سے رخصت ہو کر کوچ کیا تو صحابہ نے بلند آواز سے دعا کی دفع اللہ عنکم وردکم سالمین غانمین اللہ تعالیٰ تم کو دشمنوں سے بچائے اور سالم و غانم واپس لائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے آمین کے بجائے کہا مگر میں تو خدا سے مغفرت اور ایسے کشادہ زخم کی دعا مانگتا ہوں جو تازہ خون پھینکتا ہو یا ایسے آراستہ نیزے کے زخم کی دعا مانگتا ہوں جو کسی خون کے پیاسے کے ہاتھ میں ہو اور وہ ایسا وار کرے کہ جگر کے پار ہو جائے یہاں تک کہ لوگ میری قبر سے گذریں تو کہیں شاباش غازی اسلام شاباش خوب کام کیا۔

عرب کا ملک چٹیل میدان تیز دھوپ جلتی ریت گرم ہوا مگر مجاہدین کا لشکر ان تمام چیزوں سے غافل نشہ جہاد میں چور چلا جا رہا ہے وہ ان کی

صورتیں دیکھنا تمازت آفتاب نے پژمردہ بنانے کے بجائے ان کے چہروں کو اور بھی تابناک بنا دیا ہے ان تیوروں میں اور شان پیدا کر دی ہے ان کے عماموں کے شملے ہواؤں میں اڑتے ہوئے کیسے شاندار معلوم ہو رہے ہیں انھوں نے روانگی سے پہلے برچھوں کی انیوں کو بالو سے مانجھ مانجھ کر خوب چمکا دیا ہے سورج کی تیز دھوپ میں انکی چمک اور بھی زیادہ ہو گئی ہے آنکھ نہیں ٹھہرتی جہاں نماز کا وقت آتا ہے غازیان اسلام کا یہ سیلاب رک جاتا ہے سلوٹی ہوئی پیشانی والے بوڑھے اور کھنچے ہوئے ابرو اور تنے ہوئے سینے والے جوان صف باندھ کر جلتی ہوئی ریت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور خدا کے سامنے گھٹنے ٹیک ٹیک کر اور پیشانی رگڑ رگڑ کر کہتے ہیں کہ "اے پروردگار تیری ذات سب سے بڑی ہے ساری خوبیاں تیرے ہی لئے سزاوار ہیں تو تمام ملکوں کا ہے رحمن ہے رحیم ہے جزا و سزا کے دن کا مالک ہے تیری ہی ذات مستحق عبادت ہے اور تیرے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں تو ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں کا راستہ دکھا اور گمراہوں اور مغضوبوں کی راہ سے دور رکھ پروردگار تو پاک اور بزرگ ہے پروردگار تو پاک اور برتر ہے" آسمان کے فرشتے ان کے خلوص خشوع اور ان کی والہانہ تسبیح و تقدیس کو دیکھ دیکھ کر شرما رہے ہیں اور فرشتوں کی شرمندگی کو دیکھ دیکھ کر لب قدرت متبسم ہو رہے ہیں نماز کے بعد غازیان اسلام پھر آگے بڑھے۔

آفتاب اپنی منزل پر پہنچ کر گوشہ افق میں جا چھپا آسمان کے تارے اسلامی فوج کی شان و شوکت کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہو رہے تھے آفتاب کے غروب ہوتے ہی تارے دریچۂ فلک سے جھانک کر غازیان اسلام کا نظارہ کرنے لگے چاند بھی پر شوق دل لئے ہوئے نکل آیا اور مسکرا مسکرا کر مجاہدین کے نورانی چہرے دیکھنے لگا۔

مجاہدین اسلام تاروں بھرے آسمان اور دودھ کی سی چاندنی سے لطف اندوز ہوتے اور خدا کی حمد و ثنا کرتے چلے جا رہے تھے ہوا کی شعلہ باری ختم ہو چکی تھی اور وہ تکلیف کے بجائے فرحت پہنچا رہی تھی ایک وسیع اور ہموار میدان میں پہنچکر حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت جعفرؓ سے کہا تقریباً تہائی رات جا چکی ہے یہ جگہ بھی قیام کے لئے بہت اچھی ہے مجاہدین کو قیام کا حکم دیدیا جائے؟

حضرت جعفرؓ نے کہا بہتر ہوگا نماز عشا بھی پڑھنی ہے یہ جگہ قیام کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کیسا کھلا ہوا میدان ہے آسمان پر تارے اور زمین پر ذرے کیا لطف دے رہے ہیں چاندنی ایسی شفاف ہے جیسے دھلی ہوئی سفید چادر بچھی ہو اس سے اچھی جگہ قیام کے لئے اور کیا چاہئے۔

حضرت زید بن حارثہؓ نے قیام کا حکم دیدیا مجاہدین نے گھوڑے روک لئے سب سے پہلے نماز عشا ادا کی گئی پھر مجاہدین نے تھیلیوں میں سے کھجوریں نکال کر کھائیں اور پانی میں ستو گھول کر پئے اور ریت کے فرش پر لیٹ رہے حضرت زیدؓ حضرت جعفرؓ حضرت عبداللہؓ باری باری فوج کی حفاظت اور نگرانی کی غرض سے جاگتے رہے حضرت زید بن ارقمؓ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پرورش یافتہ تھے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی باری کے وقت وہ بھی بیدار تھے حضرت عبداللہؓ شاعر تھے اس وقت آپ دردناک اشعار پڑھ رہے تھے جس سے بوئے شہادت آتی تھی حضرت زید بن ارقمؓ رونے لگے حضرت عبداللہؓ نے ان کو تسکین دیتے ہوئے فرمایا "بیٹے! اگر اللہ تعالے مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے اور میں مکروہات دنیاوی سے رہائی پا جاؤں تو اس میں تیرا کیا نقصان ہے یہ فرما کر آپ نماز میں مشغول ہوئے نماز کے بعد نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی پھر زید بن ارقمؓ سے فرمایا "بیٹا امید ہے کہ خدا نے میری دعا سن لی اور مجھے شہادت سے بہرہ ور فرمائیگا"

(۳)

مجاہدین اسلام منزلیں طے کرتے موتہ کے قریب پہنچکر وادی القریٰ میں اترے شرجیل بن عمرو نے اسلامی لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے اپنے بھائی سدوس بن عمرو کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا سدوس مسلمانوں سے لڑکر مارا گیا۔

اس مختصر معرکہ کے بعد اسلامی لشکر نے یہاں سے کوچ کیا اور مقام معان میں ڈیرے ڈالے یہاں معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عیسائی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آرہا ہے اور مقام مآب میں پڑا ہوا ہے اب اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مجاہدین اسلام کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی کہ جتنی فوج ہے اسی سے مقابلہ کرنا چاہئے یا دربار رسالت سے اور فوج طلب کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے اس کے جواب میں ذیل کی ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔

مجاہدین اسلام آپ کو اس سے کیا بحث کہ دشمنوں کی تعداد کتنی ہے آپ تو شہادت کی طلب میں نکلے ہیں ہم نے آجتک کثرت تعداد اور انسانی طاقت کے بھروسہ پر جنگ نہیں کی ہے ہم نے اس دین کی قوت سے جنگ کی ہے جس سے خدا نے ہمیں سرفراز بنایا ہے ہرقل کی طرف بڑھو جو موتہ میں خیمہ زن ہے اور میمنہ و میسرہ مرتب کر کے اس کے لشکر سے مقابلہ کرو ہمارا انجام دو سعادتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا تو ہمیں فتح حاصل ہوگی یا شہادت، حضرت عبداللہؓ کی تقریر نے مجاہدین کو جوش و خروش سے معمور کر دیا سب نے یکزبان ہو کر کہا عبداللہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ہمیں خدا کا نام لیکر آگے بڑھنا چاہئے۔ مجاہدین آگے بڑھے پہلا معرکہ بلقائے شام کے پاس مقام "مشارف" میں ہوا پھر وہاں سے ہٹ کر اسلامی لشکر نے مقام موتہ میں قیام کیا یہاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں نہایت خونریز جنگ ہوئی۔

ایک لاکھ سے زیادہ رومی اور عیسائی عرب تھے بیشمار ساز و سامان اور خیل و حشم تھا مسلمان صرف تین ہزار تھے دونوں فوجیں آراستہ ہو کر میدان میں نکلیں حضرت قطبہ بن قتادہ اسلامی لشکر کے میمنہ کے سپہ سالار تھے اور حضرت عبایہ بن مالک انصاری میسرہ کے سپہ سالار۔ اسلام کے پہلے علمبردار حضرت زید بن حارثہ اسلامی علم لیکر آگے بڑھے جنگ شروع ہو گئی مجاہدین اسلام اللہ اکبر کا نعرہ مار کر عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے تلواریں چلنے لگیں نیزے کام کرنے لگے موت کا بازار گرم ہو گیا تلواروں کی جھنکار زخمیوں کی چیخ پکار لڑنے والوں کے شور و غل اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان جنگ میدان محشر بن گیا زمین خون سے سرخ ہو گئی تلواروں کی نقل و حرکت کے ساتھ اس کثرت سے خون کے چھینٹے اڑ رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا لہو کی بارش ہو رہی ہے اور عیسائی مقتولین سے میدان جنگ بھر گیا۔

حضرت زید بن حارثہ جوش جہاد اور شوق شہادت میں عیسائیوں کی صفوں میں دور تک گھس گئے عیسائیوں نے چاروں طرف سے آپکو گھیر لیا اور بیشمار نیزوں اور تیروں کی بارش کر کے آپ کو شہید کر ڈالا اسلام کے دوسرے علمبردار حضرت جعفر بن ابی طالب روزہ سے تھے پھر بھی لڑ رہے تھے حضرت زید کے شہید ہوتے ہی دوڑ کر آپ نے علم اسلام کو اٹھا لیا حضرت زید کی شہادت نے مسلمانوں کو اور بھی مشتعل کر دیا انہوں نے اور بھی سختی سے حملہ کیا رومی بد حواسی کے ساتھ پیچھے ہٹے لیکن چونکہ ان کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی اس لئے

ان کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جم گئے مسلمان اب بھی پورے جوش و خروش سے ساتھ لڑ رہے تھے جلد جلد نیزے اور تلواریں چلا رہے تھے عیسائیوں کے سر اور ہاتھ کٹ کٹ کر ادھر ادھر گرتے ہوئے نظر آ رہے تھے زمین خون سے رنگین ہی نہیں بلکہ لت پت ہوگئی مقتول اور زخمی عیسائیوں سے میدان پٹ گیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب علمبردار تھے اس لئے عیسائی آپ پر بار بار ہجوم کرتے تھے اور آپ خود بھی جوش جہاد میں ان کی صفوں میں گھسے پڑتے تھے جب آپ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر گئے تو آپ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں تاکہ دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگنے کا خیال دل میں نہ آئے اور پیادہ پا لڑنے لگے اس وقت آپ کی زبان پر اس مضمون کا رجز تھا "کیا اچھی جنت ہو اور کیا اچھی اس کی نزدیکی ہو وہ جنت جس کی شراب خوشبودار اور ٹھنڈی ہو! اس رومی قوم کی تباہی کے دن قریب ہیں یہ خدا کی منکر اور کمینی قوم ہے۔" آپ پر ہر طرف سے شمشیر و نیزہ اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی مگر آپ نہایت استقلال و پامردی سے لڑ رہے تھے ایک شقی نے آپ کے دائیں بازو پر تلوار ماری آپ کا ہاتھ بازو سے جدا ہو کر گر پڑا آپ نے علم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا اور علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا ایک عیسائی نے آپ کے بائیں بازو پر بھی تلوار ماری اور وہ ہاتھ بھی علیحدہ ہوگیا آپ نے پھر بھی علم کو گرنے نہ دیا اور دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے علم کو سنبھال لیا اور اسے سینے سے لگائے بلند کئے رہے ایک عیسائی نے آپ کی کمر پر تلوار ماری اور آپ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت جعفر کی شہادت کے بعد اسلام کے تیسرے علمبردار حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا آپ نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا آپ کے چچا نے کہیں سے تھوڑا سا گوشت لاکر دیا اسے منہ میں رکھا ہی تھا کہ حضرت جعفر شہید ہوگئے آپ نے گوشت کو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ "نفس! جعفر دنیا سے چلے گئے اور تو ابھی دنیا ہی میں ہے؟ اگر بیوی کی محبت ہے تو اسے طلاق دی۔ اگر غلاموں سے تعلق خاطر ہے تو انھیں آزاد کیا۔ باغ دلبستان سے دلبستگی ہو تو اسے رسول اللہ پر قربان کیا۔ اے نفس! اگر تو مارا نہ گیا جب بھی ایک روز مرے گی موت کے حمام میں جانا ضروری ہے اگر تو نے جعفر و زید کی پیروی کی تو تیری تمنا پوری ہوگی اور تو راہ ہدایت پا گیا۔" حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ عیسائیوں میں ہلچل مچ گئی آپ دائیں بائیں سامنے ہر طرف حملے کر رہے تھے اور جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ کر رکھ دیتے تھے آپ اسی طرح نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ رہے تھے کہ ایک دشمن نے حضرت عبداللہ کو نیزہ مارا زخم نہایت کاری تھا آپ سنبھل نہ سکے آپ نے خون کو منہ پر ملا اور دو زانو صف میں رکھ کر شہید ہوگئے۔

چناں کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

عیسائیوں نے حضرت عبداللہ کے ساتھ علم اسلام کو گرتے دیکھا تو اسے لینے کے لئے دوڑے مگر حضرت ثابت بن اقرم الانصاری نے لپک کر اٹھا لیا اور مسلمانوں سے کہا تم اپنے میں سے جسے چاہو اپنا امیر بنا لو۔ مسلمانوں نے جواب دیا آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ حضرت ثابت نے کہا میں امارت کے قابل نہیں ہوں اس منصب کے لائق خالد بن ولید ہیں مسلمانوں نے حضرت خالد کو امیر بنا لیا اب اسلام کے چوتھے علمبردار نے علم اٹھایا اور لڑنے لگے آپ لڑتے جاتے تھے اور آپ کے ہاتھ سے تلواریں ٹوٹتی جاتی تھیں اس روز آپ کے نو تلواریں ٹوٹیں یمن کی بنی ہوئی چوڑی تلوار آپ کے ہاتھ میں آئی تو وہ ٹھہری حضرت خالد بن ولید نے جنگ کا رخ پلٹ دیا۔ مجاہدین اسلام میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی اور وہ تازہ جوش کے ساتھ لڑنے لگے آخر عیسائیوں کے قدم اکھڑ گئے اور اسی حالت میں پہلے روز کی جنگ کا اختتام ہوا۔

(۵)

دوسرے روز خالد بن ولیدؓ نے صف بندی کی تو مقدمہ کو ساقہ میں اور میمنہ کو میسرہ میں تبدیل کر دیا۔ عیسائیوں نے اسلامی فوج کی بدلی ہوئی ترتیب سے سمجھا کہ کوئی جدید لشکر آیا ہے اس لئے ان کی ہمت چھوٹ گئی اور ان پر ڈر غالب ہوگیا۔

حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ میں اسلامی علم تھا آپ نے علم کو جنبش دی اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر عیسائیوں پر حملہ کیا غازیان اسلام نے بھی صدائے تکبیر کے ساتھ آپ کی پیروی کی تلواروں اور نیزوں نے اپنا کام کرنا شروع کیا سر کٹ کٹ کر گرنے لگے سینے اور پہلو چھدنے لگے فرشتہ موت جلد جلد جسم و جان کا فیصلہ کرنے لگا خون سے بھیگی ہوئی زمین جو رات بھر میں سوکھ گئی تھی تازہ خون سے پھر تر ہوگئی میدان جنگ جو کل کی لاشوں سے صاف کر دیا گیا تھا پھر لاشوں سے پٹ گیا مسلمانوں نے اتنے عیسائیوں کو قتل کیا کہ ان کے ہاتھوں پر کلیجی کی طرح خون جم گیا مگر زید و جعفر کے انتقام کی پیاس ہنوز شدت پر تھی مسلمان ڈاڑھی کے بالوں کو دانتوں تلے دبا دبا کر عیسائیوں پر حملے کرتے تھے اور ایک ایک نرغے میں سینکڑوں ہزاروں عیسائیوں کو کاٹ کاٹ کر رکھ دیتے تھے۔

اب آفتاب بلند ہو چکا تھا اور اپنی آتشیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس مہیب منظر کو دیکھ رہا تھا مسلمان عرب کی دھوپ برداشت کرنے کے عادی تھے شام کی دھوپ کو وہ کیا سمجھتے تھے آفتاب کی تمازت کے ساتھ مسلمانوں کی جنگی حرارت بھی بڑھتی جاتی تھی مگر عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا پڑتا جاتا تھا حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو آواز دی۔

"اے غازیان اسلام! اب معرکہ سر ہے لے لیا ہے میدان کو بڑھو آگے۔"

اللہ اکبر! حضرت خالدؓ کے اس مختصر فقرے نے آگ لگا دی اللہ اکبر کہہ کے مسلمانوں نے جو حملہ کیا تو عیسائیوں کے قدم اکھڑ گئے غازیان اسلام نے تلواریں سونت کر عیسائیوں کا پیچھا کیا عیسائی بدحواس بھاگے جاتے تھے اور مسلمان ان کو قتل کرتے جاتے تھے تھوڑی دیر میں مردہ عیسائیوں کے سوا میدان جنگ میں کوئی باقی نہ رہا غازیان اسلام نے دور تک پیچھا کیا اور بہت سے عیسائیوں کو مار ڈالا اور ان کا مال و اسباب چھین لیا۔

حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے حضرت جعفر کے نصف حصہ جسم میں صرف آگے کے رخ اسی سے زیادہ زخم تھے جن میں بہتر زخم نیزے و شمشیر کے تھے۔ اسی جنگ کے واقعات بیان فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو "سیف اللہ" کے لقب سے یاد فرمایا اور حضرت جعفر کے بارہ میں خبر دی کہ ان کے دونوں بازوؤں کے عوض جو شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں اسی بنا پر آپ کو جعفر طیار کہتے ہیں۔

ابومسلم خراسانی کا انجام

(از حضرت مولانا مراد مارہروی)

ابومسلم خراسانی تاریخ اسلام کی ایک نامور اور بہت مشہور ہستی ہے اور بلاشبہ اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے اور وہ اقتدار پیدا کیا جس کی مثالیں تاریخ میں کم ملتی ہیں بلاکا ذہین و ہوشمند غضب کا ڈپلومیٹ اور نہایت جری اور مدبر جرنیل تھا یہ اسی کی عقل رسا کی کرشمکاری تھی کہ بنی امیہ کی اس فقید المثال اور پرسطوت و وسیع حکومت کا ماہ و سال میں نہیں دنوں میں تخت الٹ گیا جو حدود چین سے لیکر مراکش تک پھیلی ہوئی تھی اور جس کی جلادت و جبروت کے آگے کسی کو دم مارنے کا یارا نہ تھا عباسی عظمت و شکوہ کا پرچم ابومسلم ہی کی عدیم المثال جدوجہد کی بدولت دنیا میں لہرایا ورنہ کسی کے تصور میں نہ آسکتا تھا کہ بنو امیہ کے ایوان و قصور اتنی جلد کھنڈر بن جائینگے اور ان پر عباسی عظمت کے محل تعمیر ہوں گے۔ ابومسلم کو عباسیوں کی حمایت میں زبان و قلم اور شمشیر و علم دونوں سے کام لینا پڑا اس نے اپنی زندگی اور زندگی کی تمام آسائشیں عباسی قصر و اقتدار کی تعمیر میں صرف کر دیں وہ خراسان پہنچا وہاں بنی امیہ کے خلاف مخفی طور پر اس شدت و شکوہ سے پروپیگنڈا کیا اور رفتہ رفتہ ایسی فضا پیدا کر دی کہ ایک سیلاب یکایک امنڈا اور اموی صولت کو اپنی رو میں بہا لے گیا۔

ابومسلم کا غرور و تکبر

تاریخ شاہد ہے کہ عباسی تخت کسی عباسی کی سعی و شمشیر سے عراق میں نہیں بچھا اس کا پہلا فرمانروا تو اتنا غریب تھا کہ اس کے لئے کہیں نان جویں کا بھی ٹھکانا نہ تھا لیکن خدائے برتر و توانا جب دینے پر آتا ہے تو گداؤں اور بینوا فقیروں کو تاج و تخت بخشدیتا ہے ہمارے دیکھتے دیکھتے آقائے رضا شاہ فرمانروائے ایران گھوڑوں کی سائیسی کرتے ہوئے سریر حکومت پر فائز ہو گئے آج سے کچھ عرصہ پیشتر غازی مصطفےٰ کمال پندرہ روپے کے ایک معمولی کلرک تھے لیکن آج ترکی سطوت و شاہی کا تخت ان کے قدموں کو بوسے دے رہا ہے پھر اگر سفاح کے جسم سے اگر دلق گدائی اتر پڑی اور تاج خسروی سر پر جھلکانے لگا تو کوئی تعجب خیز امر نہیں وتعز من تشاء وتذل من تشاء ایسے جلیل القدر جاں نثار دلبر اور نامور محسن جرنیل کا قتل خلیفہ ابو جعفر منصور کے دامن شہرت پر بادی النظر میں ایک نہایت مکروہ اور گھناؤنا دھبہ نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقتدار حاصل کر کے اپنے توازن دماغی کو قائم رکھنا اور نفس امارہ کے شر و فریب سے بچا رہنا بڑے ہی دلاوروں کا کام ہے۔ ابومسلم محسن تھا بہادر و مدبر تھا سب کچھ تھا اور فی الحقیقت اس نے وہ کیا جو کوئی نہ کر سکتا تھا لیکن بارگاہ ربانی میں نخوت و غرور سے زیادہ مکروہ و ملعون شئے کوئی نہیں ابومسلم آخر میں اسی کا شکار رہا۔ خدا کو برا لگا اور اس نے منصور کے ہاتھوں اس کا چراغ حیات گل کرا دیا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور۔

خلیفہ منصور کا تدبر

تاہم یہ دنیائے اسباب ہے اور یہاں کوئی قاتل یہ کہکر بری الذمہ نہیں ہو سکتا کہ مقتول کو خدا نے اس کے غرور کی سزا دی ہے اسباب و وجوہ دیکھنے ہی پڑتے ہیں اس لئے ہمیں تاریخی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ ابو جعفر منصور ابومسلم خراسانی جیسے زبردست سپہ سالار اسلام کو جو اس کا دست راست اور قوت بازو تھا حوالہ شمشیر کرنے میں کہاں تک حق بجانب تھا۔ اصلیت یہ ہے کہ ابومسلم کی کامیابیوں نے اسے بہت مغرور و سرکش بنا دیا تھا اتنا کہ وہ سب کچھ اپنے آپ ہی کو سمجھنے لگا تھا اور سفاح و منصور دونوں کو نظر میں نہ لاتا تھا۔ انتہا یہ ہے کہ اس نے ان کے احکام سے علانیہ سرتابیاں کیں ان کی تحقیر کی اور جس اقتدار کے قیام کے لئے اس نے تلوار اٹھائی تھی وہ اسی کا معاند بن گیا تھا۔ منصور سلاطین اسلام میں نہایت بلند پایہ فرمانروا ہی نہ تھا بلکہ بڑا بہادر اور اس رتبہ کا مدبر تھا کہ دنیا اس کی مثیل تدابیر دیکھ کر دنگ رہ جاتی تھی وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ ابومسلم وہ پہلا سا ابومسلم نہیں رہا اور اس سے اب اغماض و بے پروائی برتنا سلطنت کو خطرے میں ڈالنا ہے اس لئے اس نے زور و شور سے اس کے قتل کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ ابومسلم کوئی معمولی درجہ کا سپہ سالار نہ تھا کہ اسے بآسانی قتل کیا جا سکتا منصور کو بڑی بڑی گہری چالیں چلنی پڑیں اور قدم قدم پر ہوشمندی و عقل سے کام لینا پڑا جب کہیں جا کر کامیابی نصیب ہوئی۔

قتل کے اسباب و علل

ابومسلم کے غرور و نخوت کا پہلا انکشاف یا اظہار تو یہ تھا کہ جب خلیفہ سفاح نے منصور کو اپنی اور اس کی بیعت لینے کے لئے خراسان بھیجا تو ابومسلم منصور سے نہایت بے التفاتی کے ساتھ پیش آیا اور اس کی تحقیر کی منصور بظاہر بہت فراخ دل بھی تھا وہ اپنی اس تحقیر کو بھول گیا تھا مگر ابومسلم کے رویہ میں سفاح کے انتقال کے بعد بھی کوئی تغیر نہ پیدا ہوا اور وہ یہی سمجھ کر برابر متمردانہ رویہ اختیار کئے رہا کہ جو کچھ ہے سب میری ہی کوششوں کا ثمرہ ہے حالانکہ مسلمانوں کو پہلے ہی روز یہ سبق پڑھا دیا گیا تھا کہ انسان صرف کوششوں کا مالک ہے کامیابی صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ محض تدبیر پر اعتماد ایک لغوشی ہے اگر ابومسلم اسی عقیدہ پر رہتا تو وہ ہرگز مغرور نہ ہوتا مگر وہ تو یہی سمجھنے لگا تھا کہ سب کچھ میں نے کیا اور یہ میرے ہی بنائے ہوئے تاجدار ہیں پھر لطیفہ منصور اپنے زمانہ ولیعہدی کے چرکے کو بھول گیا تھا جب اسحاق بن مسلم نے منصور کو سمجھایا کہ آپ ابومسلم کی طرف سے شدید خطرہ میں مبتلا ہیں تو منصور نے صاف الفاظ میں یہی کہا تھا کہ تم جھوٹ کہتے ہو مجھے ابومسلم کی طرف کوئی خطرہ نہیں وہ بہر حال محسن ہے۔

وقت تھا کہ ابومسلم سنبھلتا اور جادہ اطاعت سے باہر قدم نہ رکھتا اس صورت میں بعد از منصور میں وہ اقتدار حاصل ہو جاتا کہ کوئی اس کی ہمسری نہ ہوتا لیکن وہ تو

اپنا توازن دماغی پہلے ہی کھو بیٹھا تھا۔ خلیفہ سفاح کے انتقال پر منصور ابومسلم کو ملاقات کے لئے بلاتا ہے لیکن ابومسلم کو یہ گوارا بھی نہیں ہوتی کہ کون بلا رہا ہے انتہا یہ ہے کہ اس نے منصور کو تعزیت کا خط بھی نہیں لکھا اور جب اس کے پاس منصور کا عتاب نامہ پہنچا ہے تو مجبوراً اس نے تہنیت خلافت کی عرضداشت ارسال کی ہے لیکن ادہر تو تہنیت نامہ بھیجا اور ادہر انبار پہنچکر منصور کے چچیرے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ کو منصور کے بالمقابل اپنی بیعت لینے کی ترغیب دی جسے عیسیٰ نے نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیا (ابن خلدون جلد ۳)

منصور کے چچا عبداللہ بن علی نے علم بغاوت بلند کیا تو منصور کے حکم پر ابومسلم کو مقابلہ پر جانا تو پڑا مگر دل صاف نہ تھا جس کا مظاہرہ اس طرح ہوا کہ جب ابوالخصیب منصور کے حکم سے بعد فتح مال غنیمت کی فہرست مرتب کرنے بھیجے گئے تو ابومسلم برافروختہ ہو گیا اور اس نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ منصور نے میرا اعتبار نہیں کیا خیر اچھا کیا؟ اور ابوالخصیب کا سر قلم کر لینے پر آمادہ ہو گیا وہ تو جب جان نثاروں کے مشورے آڑے آ گئے ورنہ صورت حال بہت بگڑ چکی تھی (ابن خلدون)

قتل کے خفیہ مشورے

منصور کو حقیقت حال کا جو علم ہوا تو اس نے اس کانٹے کو سلطنت سے دور کرنے کا پورا تہیہ کر لیا سب سے پہلے مسلم بن قتیبہ سے مشورہ لیا جس نے بیساختہ یہ آیت پڑھی لو کان فیہما آلھۃ الا اللہ لفسدتا اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتا تو یہ کبھی کے تباہ و برباد ہو جاتے منصور بولا تمہارا خیال بالکل درست ہے یہ ضرور ہے کہ تدبیر و سیاست میں بڑے بڑے مدبر سیاست داں بھی منصور کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے اور وہ ایسی شاطرانہ چالیں چلتا تھا جن کا توڑنا محال کیا غیر ممکن تھا پھر بھی ابومسلم ابومسلم تھا اور وہ بھی بڑی چیز تھا منصور نے فوراً ابومسلم کے نام مصر و شام کی گورنری کا پروانہ لکھدیا اور حکم دیا کہ فوراً اپنے جدید منصب کا جائزہ لیلے۔

ابومسلم منصور کے ہتھکنڈوں سے واقف تھا وہ بھی بہت لائق تھا سمجھ گیا کہ اس میں کیا راز ہے نہ گیا اور خراسان کی طرف چلدیا کچھ ہو مگر تا فرمانی و سرکشی تو تھی ہی منصور مصلحتاً خاموش ہو گیا مگر ساتھ ہی دوسرا پروانہ لکھا کہ ہم عراق کی طرف کوچ کر رہے ہیں اہم مشورہ کرنے ہیں جلد آکر ملاقات کرو۔ ابومسلم نے جواب دیا

"ملوک ساسان سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ وزراء حکومت کے لئے زمانہ امن بہت خطرناک زمانہ ہوتا ہے اب آپ کا کوئی دشمن باقی نہیں رہا ہم آپ کی قربت سے دستکش ہوتے ہیں اور دور بیٹھے ہوئے آپکی وفاداری کا دم بھرتے رہیں گے"

منصور نے اس کے جواب میں پھر ایک فرمان لکھا جسکے الفاظ نہایت نرم اور ملاطفت بخش تھے اور تحریر کیا کہ تم ایسے وزیر نہیں ہو جس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی اندیشہ و خطرہ ہو تم تو ہمارے ساتھ خاص عقیدت رکھتے ہو اور نہ فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے ہو کوئی خدشہ دل میں نہ رکھو وساوس شیطانی سے بچو اور چلے آؤ۔

بیعت خلافت توڑنے کی دھمکی

ابومسلم منجھا ہوا آزمودہ کار جرنیل اور صاحب رائے و تدبیر وزیر تھا وہ مغرور ضرور تھا مگر سب سمجھتا تھا اور جانتا تھا نہ میرا دل منصور کی طرف سے صاف ہے اور نہ منصور کا میری طرف سے اور جب تک میں دور ہوں منصور میرا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اگر کوئی اقدام کریگا تو میں مقابلہ کی پوری طاقت رکھتا ہوں لیکن اگر اس کے قبضہ میں پہنچ گیا تو خیر نہیں اس نے لکھا کہ:-

"میں جو آج تک خلافت عباسیہ کی دعوت و اشاعت میں مصروف رہا غلطی کی گناہ کیا اب اس سے توبہ کرتا ہوں اور موقع مناسب سمجھکر میں بیعت بھی شکست کر دوں گا" (ابن خلدون)

یہ جواب ایک کھلی ہوئی بغاوت تھی اور اس سے شدید اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ ابومسلم اب خاموش نہ بیٹھے گا اور چونکہ وہ بھی بڑے اثر و اقتدار کا سپہ سالار تھا اس سے سلطنت میں اختلال پیدا ہو گا اس لئے اس نے اپنے چچیرے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ اور تمام سرداران بنو ہاشم کو خطاب کر کے ابومسلم کا خط دکھایا اور کہا کہ آپ سب لوگ ابومسلم کو متنبہ کر دیں کہ بغاوت کا انجام کبھی اچھے نتائج پر منتج نہیں ہوا اگر آج جو کام کر رہے ہو کرتے رہو لیکن دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو"

چنانچہ سب کی طرف سے ابومسلم کے نام ایک خط لکھا گیا جسے ابوحمید مروزی لیکر روانہ ہوا منصور نے چلتے وقت ابوحمید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے بہ ملاطفت و نرمی گفتگو کرنا اور افہام و تفہیم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اور اگر وہ سرکشی سے باز نہ آئے تو پھر کہہ دینا کہ امیر المومنین نے قسم کھا کر کہا ہے کہ میں تم پر خود فوج کشی کرونگا اگر تم دریا میں غوطے لگاؤ گے تو میں بھی تمہارے پاس غوطے لگا کر پہنچوں گا اگر تم آگ کے شعلوں میں کود و گے تو میں بھی کود پڑونگا اور یا تو تمہیں قتل کر ڈالوں گا یا خود اس سعی میں فنا ہو جاؤں گا"

ابومسلم نے خط پڑھا اور قاصد کی نرم اور لجاجت آمیز تقریر سنکر مالک بن ہیثم سے استصواب رائے کیا مالک نے کہا کہ آپ ابوحمید کی باتوں پر نہ جائیے آپ پر رعب طاری ہو رہا ہے جس وقت آپ نے دار الخلافت میں قدم رکھا اسی وقت قتل کر دیئے جاؤ گے اس کے بعد اس نے عامل رے سے مشورہ لیا اس نے بھی منع کیا اس پر ابومسلم نے حاضر ہونے سے صاف انکار کر دیا اب دوسری منزل تھی ابوحمید نے خلیفہ کی دھمکی اور عزم کا اظہار کیا جسے سنکر ابومسلم غصہ سے بیتاب ہو گیا اور ساتھ ہی اُسے خوف بھی پیدا ہوا۔

ابومسلم کچھ سوچکر بولا اچھا میں اپنے معتمد خاص ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور حالات کی رفتار دیکھتا ہوں اس کے بعد قطعی جواب دوں گا اور اپنے ارادہ و مرضی کا اظہار کروں گا۔

ابومسلم بارگاہ خلافت میں

ابومسلم کا معتمد خاص مدائن پہنچا تو دیکھا کہ تمام اعیان دولت اور سرداران بنو ہاشم اس کے استقبال کے لئے موجود ہیں خلیفہ نے بھی اس کی بہت عزت کی ابو اسحاق اس نظارہ سے مسحور ہو چکا تھا کہ منصور نے دوران

گفتگو میں یہ آس سے اور کہدیا کہ اگر تم کسی طرح ابومسلم کو خراسان جانے سے روکنے اور اسے میرے پاس لے آنے میں کامیاب ہو گئے تو میں ولایت خراسان کے ایک حصہ پر تمہاری حکومت قائم کردوں گا اور تمھیں اس کے عامل رہو گے ابو اسحاق حکومت خراسان کے وعدے پر بہت مسرور ہوا اور کہا مطمئن رہیئے مجھے جس طرح بھی ممکن ہوا ابومسلم کو آستانۂ خلافت پر حاضر کردوں گا چنانچہ ابو اسحق نے واپس جاکر ابومسلم کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ مالک بن ہیثم کے ماتحت اپنے لشکر کو چھوڑ کر تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ عازم مدائن ہوا ابومسلم کی ہی منصور نے بہت عزت کی اور تمام امرائے دربار نے ظرفداری سے اس کا استقبال ہوا۔ ابومسلم نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوکر منصور کے ہاتھ چومے اور کسل سفر دور کرنے کے لئے یہ اجازت اپنی اقامتگاہ کو واپس چلا آیا۔

۱۳۷ھ کے شعبان کی ۲۵ تاریخ تھی کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوتے ہی منصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک اور چار دیگر افراد کو ہدایت کردی کہ تم لوگ شمشیر بکف تیار پس پردہ بیٹھے رہنا اور تمہارے کانوں میں جس وقت میری تالی کی آواز پہنچے فی الفور نکل کر ابومسلم کا کام تمام کردینا یہ انتظام کرکے ابومسلم کو بلایا گیا قیمت آچکا تھا ابومسلم کو خیال بھی نہ تھا کہ آج اسے اپنے خون سے غسل کرنا ہے وہ بلا تکلف حاضر ہوگیا منصور نے اسی وقت ان دو تلواروں کا ذکر چھیڑ دیا جو ابومسلم کو منصور کے باغی چچا عبداللہ سے ہاتھ لگی تھیں ابومسلم نے کہا ان میں سے ایک تلوار تو یہی ہے جو میری کمر سے آویزاں ہے۔ منصور نے کہا لاؤ تو ذرا میں بھی تو اسے دیکھوں کچھ دیر تک وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا اس کے بعد اسے اپنے پس پشت فرش پر رکھ دیا اور یکا یک لب و لہجہ میں تلخی پیدا کر لی اور کہا کہ کیوں ابومسلم یہ تو بتاؤ تم سفر حج میں میرے آگے آگے کیوں رہتے تھے؟

ابومسلم۔ میں اسے اچھا نہ سمجھتا تھا کہ ہم دونوں ایک چشمہ پر مجتمع ہوں۔

منصور۔ اچھا جب سفاح کا انتقال ہوا تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئے اور اگر نہ آئے تھے تو کم از کم اتنا ہی کیا ہوتا کہ جہاں تھے وہیں ٹھہر جاتے میں خود وہیں پہنچ جاتا۔

ابومسلم۔ میں لوگوں کے خطرے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے نہ واپس ہوا اور نہ قیام کیا۔

منصور۔ یہ بھی سہی تم نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی اور خراسان جانے پر کیوں مصر رہے۔

ابومسلم۔ محض اس لئے کہ وہاں پہنچ کر آپ سے معذرت کروں گا اور پھر صفائی کرونگا منصور کا غصہ تیز سے تیز تر ہو گیا اور بولا کیا تو نے میری پھوپھی آسیہ بنت علی سے نسبت نہیں ٹھیرائی، سلیمان بن کثیر کو ناحق قتل نہیں کیا ابومسلم نے جرأت کرکے جواب دیا امیر المومنین کیا یہ میری ان خدمات کا صلہ ہے جو میں نے اس وقت تک انجام دیں۔ منصور نے کہا بدبخت اپنی حرکات پر بھی کچھ نظر ہے کیا تو نے ہماری بدولت عیش نہیں اڑائے اور فلک شہرت پر ماہ منیر بنکر نہیں چمکا تو ضرور عزت و احترام کا مستحق تھا لیکن تیری سرکشی و خود سری نے تجھے کھویا۔

پہلے تو ابومسلم خاموش ہو گیا اور سہم کر رہ گیا لیکن پھر جب منصور کی آتش غضب کسی طرح بجھتی نظر نہ آئی تو ابومسلم کو بھی جلال آگیا اور کہنے لگا تو پھر مجھے بھی آپ کی کیا پروا نہیں اور میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

قاتلانہ وار

منصور نے فوراً تالی بجائی عثمان بن نہیک نے پردہ سے نکل کر ابومسلم پر تلوار سے وار کیا۔ ابومسلم نے کہا امیر المومنین مجھے اپنے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے۔ منصور نے کہا تجھ جیسے خطرناک دشمن کو چھوڑنا اپنا بناہ دنیا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ چاروں طرف سے تلواریں پڑنے لگیں ابومسلم نے ایک ٹھنڈی سانس لی نڈھال ہوکر فرش پر گرا اور ہمیشہ کیلئے ٹھنڈا ہو گیا۔ ابومسلم کے آدمی باہر کھڑے تھے وزیر سلطنت نے یہ کہکر انھیں واپس کردیا کہ ابھی ابومسلم امیر المومنین سے ملاقات میں مصروف ہیں وہ واپس چلے گئے منصور نے پہلے جعفر بن حنظلہ کو بلایا ابومسلم کے متعلق مشورہ کیا جب اس نے قتل کا مشورہ دیا تو منصور نے اس کی لاش دکھلائی اس نے کہا کہ امیر المومنین آج آپ کی خلافت کو استحکام نصیب ہوا ہے پھر ابو اسحاق کو بلایا اس پر ابومسلم کا کچھ ایسا رعب طاری تھا کہ اس کی زبان سے ابومسلم کے متعلق ایک لفظ بھی نہ نکلا جب منصور نے تشفی دیکر لاش دکھائی تو اس نے سجدۂ شکر ادا کیا اور عرض کی کہ آج امیر المومنین کی بدولت مجھے بھی اطمینان دامن نصیب ہوا۔ بخدائے لایزال میری یہ حالت تھی کہ جب ابومسلم کے سامنے جاتا تھا کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر جاتا تھا حالانکہ میں اس کا معتمد خاص تھا اس نے قبا کے بند کھول کر دکھایا تو اس وقت بھی نیچے کفن تھا اور خوشبو ملی ہوئی تھی ابو اسحاق کی اس دردناک داستان کو سنکر منصور کا دل بھی بھر آیا اور اسے ایک لاکھ درہم کا انعام دیا۔

ایک بے گور و کفن لاش

منصور نے ابومسلم کی طرف سے ابو نصر مالک بن ہیثم کو فرمان لکھا کہ میں جس قدر زر نقد اور دولت چھوڑ آیا ہوں وہ میرے پاس لے آؤ۔ ابومسلم آسے سمجھا آیا تھا کہ جس خط پر پوری مہر ہو سمجھ لینا کہ اس کا بھیجنے والا میں نہیں ہوں ابو نصر سمجھ گیا اور بعزم ملتان ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا منصور نے فوراً شہرزار کی سند مالک کے نام بھیجی اور دوسری طرف عامل ہمدان کو اس کی گرفتاری کا فرمان ارسال کردیا عامل ہمدان نے ضیافت میں بلا کر فریب سے گرفتار کر لیا لیکن اس کے بعد ہی جب اس کے نام سند گورنری پہنچی تو اسے رہا کر دیا دوسرے روز ایک اور فرمان بارگاہ خلافت سے پہنچا کہ ابو نصر کو گرفتار کرکے فوراً قتل کردو مالک پہلے ہی رہا ہو چکا تھا ابو نصر مالک دانشمندی سے کام لیکر بارگاہ خلافت کا رخ کیا امیر المومنین نے برافروختہ ہوکر کہا کہ تو وہی ہے جس نے ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ امیر المومنین کے پاس ہرگز نہ جانا ابو نصر مالک نے کہا کہ بیشک میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا ہر خلوص کا فرض یہی ہے کہ آقا کو نیک مشورہ دے امیر المومنین خود سمجھتے ہیں کہ میرا مشورہ مخلصانہ تھا یا غدارانہ اس میں میری کیا خطا ہے منصور نے یا تو اس کے قتل کا فرمان جاری کیا تھا یا اس کے جواب اور خلوص نیت سے اتنا خوش ہوا کہ اسے اسی وقت موصل کی گورنری کا فرمان لکھدیا۔

ارباب نظر کے لئے ابومسلم کا قتل ایک بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے وہی ابومسلم جس کی ہیبت و جلالت کے سامنے بڑے بڑے گردن فرازان دہر سر بسجود ہو گئے تھے اور خود جس کی شہامت و شجاعت کا تصور خود فرمانروا کی نیند حرام کئے ہوئے تھا دیکھو اور چشم عبرت وا کرکے دیکھو کہ آج اس کی بے جان لاش کس بیکسی کے عالم میں پڑی ہوئی ہے کہ کوئی اس پر دو آنسو بہانے والا بھی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سکون ناآشنا دل

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

چارپائی پر لیٹے لیٹے انگڑائی لیکر اور قریب کی میز سے سگریٹ کا بکس اٹھا کر منصور نے اپنے دوست سے جو پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہا۔

"بھئی زاہد میں کیا کروں؟ میرا دل کسی طرح نہیں بہلتا۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ آدمی کے پاس دولت ہو تو پھر اس کا دل ہر وقت خوش رہتا ہے میرے پاس تمھیں معلوم ہے کہ میری ضرورتوں سے صدہا گنی زیادہ دولت موجود ہو اتنی ہے کہ میں اسے اندھا دھند پھینکتا ہوں۔ لٹاتا ہوں خرچ کرتا ہوں لیکن اس میں کوئی کمی نہیں آتی لیکن کیا میں خوش ہوں؟ توبہ توبہ! جہاں تک میرا خیال ہے خوشی کبھی بھول کر بھی اس گھر میں قدم نہیں رکھتی اور اب میرا تو یہ یقین ہو چلا ہے کہ دولت اور خوشی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں (ذرا رک کر) میں سنا کرتا تھا کہ جس شخص کو اچھے اور خوش مزاج دوست میسر آجائیں اُسے روحانی اور دلی مسرت حاصل ہو جاتی ہو۔ لیکن زاہد! میں دیکھتا ہوں کہ میں اس معاملہ میں بھی سخت بدنصیب ہوں شہر کے چند منتخب اور حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی لائق اور مخلص دوست خدا نے مجھے مہیا کر دیئے ہیں اور اسمیں بھی شک نہیں کہ ان کی صحبت میں میرا بہت سا وقت نہایت ہی لطف کے ساتھ بسر ہو جاتا ہو لیکن دل کا اطمینان اور سچی خوشی جس کی مجھے تلاش ہو وہ پھر بھی حاصل نہیں ہوتی تمھارے اور تمھاری طرح اور سب احباب کے ساتھ میں ہنستا بولتا ہوں اور آپس کی ہنسی دل لگی سے بھی کافی لطف اٹھاتا ہوں مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا دماغ چاہے جتنا بھی حظ اٹھائے میرا دل اس سے بھی کوئی مسرت حاصل نہیں کرتا تم شاید کہو گے کہ عرف عام میں جس چیز کو دل کہا جاتا ہو وہ تو انسان کا دماغ ہی ہوتا ہے یہ بالکل صحیح ہے اور اس حقیقت سے واقف ہونے کے بعد بھی میں یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ میرے دماغ کی وہ کوئی چیز جسے مسرت اور شادمانی کی تلاش ہو وہ احباب کی دلچسپ صحبتوں سے بھی طرب اندوز نہیں ہوتی اور میں ہر وقت کچھ ایسا محسوس کیا کرتا ہوں کہ جیسے میں کسی ریت کی چٹان پر کھڑا ہوا ہوں جس کے نیچے بہت ہی عمیق غار ہے اور وہ چٹان برابر پھسل رہی ہو۔

زاہد واقعی یہ حالت بہت ہی عجیب بھی ہو اور افسوسناک بھی۔ اچھا کیا تفریحی کھیلوں میں بھی تمہارا دل نہیں بہلتا؟ کیا بلیرڈ یا ٹینس کھیلتے وقت بھی تمہارا دل ایسے ہی خیالات سے بھرا رہتا ہے۔

منصور جتنی دیر میں کھیل میں مصروف رہتا ہوں اتنی دیر کے لئے اکثر میرا دل بہلا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی نہایت ہی اچھا ہاتھ مارنے پر میرے دل میں بجلی کی لہر کی طرح خوشی کی ایک لہر سی آیا بھی کرتی ہو لیکن یہ سب کچھ زیادہ سے زیادہ ایک سکنڈ کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر میرے وہی خیالات ہوتے ہیں

زاہد تو کھیل میں اگر تمھیں چند لمحوں کے لئے سچی مسرت حاصل ہو جاتی ہو تو پھر ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اپنا بیشتر وقت کھیل ہی میں گذارا کرو۔

منصور بالکل فضول ہوگا ہر وقت کھیلتے رہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کھیل بھی ایک معمولی چیز ہو جائے گی اور ایسی کسی چیز میں میرے لئے مسرت باقی نہیں رہتی جس سے مجھے ہر وقت سابقہ رہے نئی نئی چیزوں میں کبھی کبھی میرے لئے کچھ سامان مسرت فراہم ہو جانے کا امکان بھی ہو لیکن جو کام کہ میرے لئے میرا ہر وقت کا معمول بنجائے اس میں پھر نہ کوئی دلکشی رہتی ہو اور نہ مسرت اصل میں سچ تو یہ ہے زاہد کہ میں شاید اس دنیا سے سیر ہو گیا ہوں۔

زاہد ابھی تم نے دنیا کی دیکھا ہی کیا ہے جو اس سے سیری ہو گئی۔ ابھی تو تمہاری عمر صرف پچیس سال کی ہو۔

منصور۔ میں نے اتنی ہی عمر میں سب کچھ دیکھ لیا اور اس دنیا کا کوئی لطف ایسا باقی نہیں ہو جو میں اچھی طرح نہ اٹھا چکا ہوں تمھیں میری پچھلی زندگی کے حالات کا علم نہیں ہو۔ میں ہمیشہ ایسا پرہیزگار نہ تھا میں نے تسکین قلب حاصل کرنے کیلئے (اتوں) شراب پی ہے اور اس کثرت سے پی ہو کہ کوئی بڑے سے بڑا شرابی بھی میرا مقابلہ نہ کر سکتا تھا لیکن یہی دیکھا کہ یا تو قطعاً دل میں کوئی مسرت ہی پیدا نہ ہوئی یا کبھی ہوئی تو بس صرف چند لمحوں کے لئے میں نے دنیا اس حسن سے بھی لطف اٹھائے ہیں جو قیمتاً بازار میں فروخت ہوتا ہو اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس سے کوئی مسرت پیدا ہونے کی بجائے الٹی بدمزگی پیدا ہوتی رہی مجھے سخت حیرت تھی کہ دنیا آخر اس قدر دیوانی کیوں ہو کہ اپنا روپیہ خرچ کرکے بازاری حسن خریدا کرتی ہے جس سے دل میں نفرت اور حقارت کے سوا اور کوئی جذبہ پیدا ہی نہیں ہوتا خدا ہی جانے وہ کیسی احمق طبیعتیں ہوتی ہیں جنھیں یہ معلوم ہونے کے بعد بھی کہ جو محبت ہم سے جتائی جا رہی ہے یہ مصنوعی ہے اور ابھی تھوڑی دیر کے بعد جب کوئی دوسرا شخص چند روپے خرچ کرے گا تو اس سے بھی بالکل اسی طرح جتائی جائے گی۔

زاہد مجھے تو کچھ بہت زیادہ واقفیت نہیں ہو لیکن ہمیشہ یہی سنتا رہا ہوں کہ شراب اور حسینوں کی صحبت اس دنیا کی بہترین مسرتیں ہیں۔

منصور بالکل غلط، قطعاً جھوٹ! شراب کی مسرت کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ وہ ہمارے حواس کو مختل کرکے اپنا اثر شروع کرتی ہے اور اس طرح جب ہمارے حواس صحیح نہیں رہتے تو نہ غم کا صحیح احساس باقی رہتا ہے نہ خوشی کا تو جو مسرت مہیا کرتی ہو وہ بالکل وہی ہے جو ایک مخبوط الحواس شخص کو ہر وقت حاصل ہو اور ایسی مسرت کو میں تو کم از کم مسرت کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں تو صرف اس مسرت کو مسرت کہوں گا جسے ہم درستی حواس کی حالت میں محسوس کروں اور جس کے حصول کے لئے مجھے بار بار اپنے معدہ میں بھڑکتی ہوئی آگ نہ انڈیلنی پڑے رہی حسینوں کی صحبت تو اس کے متعلق میرا خیال ہے کہ اگر کسی حسین سے ہمیں فی الحقیقت محبت ہو جائے تو غالباً وہ ایک ایسی مسرت ہوگی کہ جس سے ہمارے قلب کو اطمینان حاصل ہو سکے لیکن روپے کے بدلے میں خریدا ہوا حسن یا سونے چاندی کے ٹکڑوں کے معاوضہ میں حاصل کی ہوئی محبت میرے دل میں تو صرف ایک ہی جذبہ پیدا کیا کرتی ہو اور وہ نفرت ہو۔

زاہد یہ بھی تو ممکن ہے کہ تم سکونِ قلب اور مسرت کا مطلب دنیا زمانے سے کچھ مختلف سمجھتے ہو۔

منصور ممکن تو سب کچھ ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے یہ واقعہ نہیں ہے۔

زاہد پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیا جن چیزوں سے مسرت حاصل کرے اور جن چیزوں کو اطمینانِ قلب کا ذریعہ سمجھے تمھیں ان میں کوئی لطف ہی نہ آئے بلکہ ان سے طبیعت اور بھی بدمزہ اور بے کیف ہو جائے

منصور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسرت اور شادمانی اس قدر کمیاب ہے کہ کہیں ملتی ہی نہیں اس لئے مجبور ہو کر لوگ مصنوعی مسرتوں پر قناعت کر لیتے ہیں۔ ہماری محفلیں سے قہقہوں کی آوازیں اکثر بلند ہوتی ہیں لیکن تم دیکھو گے کہ وہ سب مسرت کی گونج سے خالی ہوتے ہیں آج ہم میں سے ایک شخص بھی وہ ہنسی نہیں ہنستا جو افریقہ کے ایک حبشی کو آتی ہے اور اگر ظاہری تصنع کی نقاب اتار دی جائے تو تم دیکھو گے کہ ہمارے چہرے ہنستے وقت کس قدر بھیانک اور مہیب ہوتے ہیں ہماری زندگیاں از سرتا پا مصنوعی بن گئی ہیں اور جب ہم کسی مصنوعی مسرت پر اپنے دس بیس پچاس روپے خرچ کر دیتے ہیں تو مجبور و ناچار ہو کر بالکل زبردستی اس سے کچھ نہ کچھ لطف اٹھانا ہی پڑتا ہے اور نہیں تو کم سے کم ایسی صورت تو ضرور ہی بنا لینی پڑتی ہے کہ گویا ہم خوب حظ حاصل کر رہے ہیں تاکہ دوسرے ہمیں بیوقوف نہ خیال کریں اور جس طرح ایک لنتارد افغان صابن کو برفی سمجھ کر خرید لینے کے بعد "مال خود می خورم" کہہ کر کھا گیا تھا ہم بھی مصنوعی مسرتوں پر روپیہ خرچ کر چکنے کے بعد انھیں مسرت ہی سمجھتے ہیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں کہ ان تصنعات کو کسی حالت میں بھی حقیقت نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ میرے لئے ان چیزوں میں کوئی سامان تفریح نہیں ہے جنھیں عرف عام میں مسرت و شادمانی کہا جاتا ہے۔

زاہد تمہارا یہ خیال تو صحیح ہے لیکن اب کیا ہی کیا جائے اسی دنیا میں رہنا ہے اور انھیں مصنوعی زندگی والے لوگوں میں گزارنی ہے۔

منصور کئی روز سے میرے دل میں یہ خیال چکر لگا رہا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کو تو خوب دیکھ لیا اب ذرا اس سے الگ ہو کر بھی دیکھیں کہ اس میں کیا مزہ ہے

کوہستان ہمالہ کی ان دشوار گذار وادیوں میں کہ جہاں سے دریائے گنگا نکل جنوب اور مشرق کی جانب مڑتا ہے بالکل لب دریا ایک فقیر کی کٹی بنی ہوئی ہے جنگل کے درختوں کی چند لکڑیاں کھڑی کر کے تقریباً کوئی بارہ گز مربع جگہ گھیر لی گئی ہے اور ان پر خشک گھانس پھونس ڈال کر دھوپ اور بارش سے محفوظ رہنے کا سامان کر لیا گیا ہے کٹی کے آس پاس بھی کچھ دور تک زمین کو ہموار اور صاف کر کے مختلف قسم کے پھولوں کے پیڑ لگا دیئے گئے ہیں اور اس سنسان مقام پر یہ مختصر سی انسانی آبادی کی نشانی کچھ ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہیں اسی پر جم کر رہ جاتی ہیں صاف و ستھرے پانی کا چھوٹا سا چشمہ چھوٹے اور بڑے سنگریزوں پر بہہ کر اور بہت کچھ شور مچا مچا کر کہہ رہا ہے کہ میرے اس حقیر آغاز کو نہ دیکھو مجھے آگے جا کر ایک ذخار سمندر بننا ہے شام کا وقت ہے چڑیاں اونچے اونچے درختوں پر بسیرے کے لئے جمع ہو رہی ہیں اور دوسرے جانوروں کے گلے کی گھنٹیوں کی آواز آ آ کر بتا رہی ہے کہ دن بھر جنگل میں چرتے رہنے کے بعد گائیں اور بھینسیں اب واپس لوٹ رہی ہیں کٹی کے سامنے دریا کے عین کنارے پر ایک سن رسیدہ فقیر بیٹھا ہوا سورج کی ان سنہری کرنوں کا تماشا دیکھ رہا ہے جو رخصت ہونے سے پہلے مقدس دریا میں اشنان کے لئے اترتی ہیں اور آہستہ آہستہ نہا نہا کر غائب ہوتی چلی جا رہی ہیں فقیر کی صورت سے دلی مسرت کے آثار ہویدا ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمام دنیا کا سکون اس وقت اسے حاصل ہے۔

اندھیرا جب زیادہ ہو چلا تو فقیر نے اپنے اس نوجوان چیلے سے جو نہایت ادب کے ساتھ اس سے تھوڑے فاصلہ پر داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا کہا

"بچہ تو نے مالک کی قدرت کے تماشے دیکھے! آج تو سورج کی کرنوں نے سارے دریا کو ایسا رنگ دیا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ پگھلا ہوا سونا بہہ رہا ہے۔"

چیلا جی ہاں حضور آج شام کا منظر بیحد خوبصورت تھا

فقیر۔ کیا اس سے بھی تیرے دل کو خوشی ہوئی یا نہیں؟

چیلا۔ خوشی ہوتی ہے مگر بس تھوڑی سی دیر کے لئے۔

فقیر۔ اب اس سے بڑھ کر دل کو خوش کرنے والی اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟

چیلا۔ اس میں ذرا سا بھی شک نہیں کہ قدرتی منظروں سے انسان کے دل کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن مجھے تو جس چیز کی تلاش ہے وہ یہ عارضی خوشی نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے دل کے لئے ایک دائمی سکون اور اطمینان چاہتا ہوں ایسی عارضی مسرت تو اور بھی بہت سے ذریعوں سے حاصل ہو جایا کرتی تھی

فقیر ہر وقت دل کو اپنے مالک کے دھیان میں لگائے رکھو تو دائمی سکون بھی حاصل ہو جائے گا

چیلا۔ اسی لئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کسی طرح میرے دل کو مالک کے دھیان میں لگا دیجئے دنیا میں رہ کر یہ بات بہت مشکل معلوم ہوتی تھی کہ ہر وقت خدا سے لو لگی رہے اسی لئے میں دنیا کو چھوڑ کر یہاں پہاڑوں میں آیا ہوں کہ شاید کسی بزرگ کے فیض سے یہ بات حاصل ہو جائے۔

فقیر (مسکرا کر) دوسروں کے دل کو اطمینان دلانا یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے ہم بس اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ تمھیں راستہ بتا دیں ذکر کرنے کے جو طریقے تم کو بتائے گئے ہیں اگر تم ان کے مطابق ذکر کرتے رہو گے تو کچھ عرصہ بعد تمہارے دل کو وہ اطمینان بھی میسر آ جائیگا جس کی تمھیں تلاش ہے

چیلا حضور نے جو طریقے بتائے ہیں برابر ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن خدا ہی جانے یہ کمبخت کیسا دل ہے کہ اسے پھر بھی کوئی مسرت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بار بار زبان سے ایک ہی لفظ دہرانے سے کچھ الجھن سی ہونے لگتی ہے اور میں بڑی مشکل اور زبردستی سے وظیفہ ختم کر پاتا ہوں۔

فقیر ہاں شروع میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے آہستہ آہستہ عادت ہو جائیگی۔

چیلا لیکن حضور عادت کے ہو جانے کے معنے تو یہ ہیں کہ خدا کا نام بار بار رٹتے رہنے سے میری طبیعت گھبرایا نہ کرے گی اور میں آسانی سے وظیفہ پورا کر لیا کروں گا مگر میرا مقصد تو وظیفہ پڑھنا نہیں ہے مجھے تو دل کا اطمینان درکار ہے اگر بالفرض دس برس تک یہی کوئی ایک لفظ رٹے جاؤں تب بھی اس سے میرے دل کی کیفیت پر کیا اثر پڑے گا۔

فقیر (کسی قدر جھنجلا کر) تو پھر منصور تم یہاں ناحق آئے جو چیز تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تو خود میرے پاس بھی نہیں ہے دنیا سے الگ ہو کر میں یہاں اس لئے آکر نہیں بیٹھا ہوں کہ میرے قبضہ میں کوئی عجیب و غریب چیز ہے جسے میں دنیا سے چھپانا چاہتا ہوں بلکہ صرف اس لئے کہ دنیا کے دھندوں میں پھنسکر میں مالک کو بھولجاتا تھا اور اتنی کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرسکتا تھا جیسا کہ اب کرلیتا ہوں یہ میری ایک کمزوری تھی کہ دنیا میں رہکر دنیا سے الگ رہنا میرے لئے ممکن نہ تھا اسی لئے مجبور ہوکر یہاں آبیٹھا ذکر الٰہی کے جو طریقے مجھے معلوم تھے وہ میں نے تمہیں تعلیم کردیئے اور اگر اس ذکر سے بھی تمہارے دل کو اطمینان نہیں ہوتا تو میں مجبور ہوں لیکن اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کرسکتا۔

منصور۔ اچھا حضور مجھے صرف ایک بات بتادیں

فقیر۔ وہ کیا؟

منصور۔ وہ یہ کہ کیا خود حضور کے دل کو اس ذکر سے اطمینان حاصل ہوگیا ہے

فقیر نے ذرا غور سے منصور کی صورت دیکھی اور کسی قدر توقف کے بعد کہا "نہیں، اطمینان جس چیز کا نام ہے وہ تو مجھے حاصل نہیں ہے لیکن میرا دل یہاں لگ ضرور گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ کبھی نہ کبھی مجھے اطمینان قلب بھی ضرور حاصل ہوجائے گا۔ ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ میرا دل ذکر الٰہی میں مشغول ہوجائے جس دن یہ بات حاصل ہوگئی اسی روز یقینی طور پر مجھے اطمینان قلب بھی میسر آجائیگا۔

منصور۔ حضور نے کبھی اس بات پر بھی غور فرمایا کہ آج متواتر دس سال گزرجانے کے بعد بھی آنحضور کو دلی اطمینان کیوں حاصل نہ ہوسکا!

فقیر۔ میری حالت بالکل تمہاری طرح نہیں ہے میں نے اسی کو کافی سمجھ رکھا ہے کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ خدا کی یاد میں گذار لیتا ہوں اس لئے میں نے کبھی اس چیز پر زیادہ غور نہیں کیا کہ اتنے عرصہ دراز کے بعد بھی مجھے سچا اطمینان کیوں حاصل نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میرا ضمیر مجھے دنیا کو چھوڑ دینے پر ملامت کیا کرتا ہے اس لئے ذکر الٰہی میں وہ کیفیت اور وہ قلبی مسرت نہیں ملتی جو ملنی چاہیئے تھی۔

منصور۔ دنیا کے چھوڑنے پر آپ کا ضمیر کیوں آپ کو ملامت کرتا ہے کیا یہ بھی کوئی بری بات ہے۔

فقیر۔ یہ تو سراسر ہمارے پیدا کرنے والے کی مرضی کے خلاف ہے اس نے تو ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم دنیا میں رہیں اور دنیا کے متعلق ہم پر جو فرض عائد ہیں انھیں بجالائیں میں ان فرائض سے بھاگ کر یہاں چھپا بیٹھا ہوں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میرا دل مجھے ملامت نہ کرے۔

منصور (تھوڑی دیر سوچ کر) تو پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ حضور کو تو یہ امید ہے کہ ایک نہ ایک دن اسی حالت میں اطمینان قلب میسر آجائیگا مگر مجھے تو یہ امید بھی نہیں پڑتی

فقیر۔ بہتر یہی ہے کہ دنیا ہی میں واپس جاؤ اور اگر ہوسکے تو دنیا میں رہکر ہی دنیا کو چھوڑ دو۔ خدا وہیں ایسی کوئی صورت نکالدیگا کہ جس سے تمہارے دل کو چین اور اطمینان میسر آجائے

کوہ ہمالیہ کی سیاحت سے فارغ ہوکر پھر اپنے وطن میں واپس آنا اگرچہ منصور کے لئے کوئی بہت دل خوش کن کام نہ تھا لیکن اپنے پیر طریقت کے حکم کی تعمیل میں اُسے آنا پڑا جب وہ واپس مراد نگر پہنچا تو سردی کا موسم ختم کے قریب تھا خزاں کی دست برد نے درختوں کو پتوں سے بالکل محروم کردیا تھا اور ہر طرف ایک ویرانی سی نظر آتی تھی۔ ابھی مراد نگر سے کوئی دس پندرہ میل کے فاصلہ تھا کہ اُسے خبر ملی کہ وہاں بڑی شدت سے طاعون پھیلا ہوا ہے چھوٹی سی بستی میں روزانہ دس پندرہ موتیں ہوجاتی ہیں اور لوگ گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگے جارہے ہیں منصور کے دل میں پہلا خیال تو یہی آیا کہ وہ بھی چند روز کے لئے دہلی یا بمبئی کہیں چلا جائے اور جب طاعون کا زور کم ہو تو گاؤں کا ارادہ کرے لیکن اس کے غیرت مند دل نے اُسے اس خیال پر ملامت کی کہ جو لوگ رات دن محنت و مشقت کرکے اس کے لئے دولت پیدا کرتے رہے ہیں انھیں ان کے اس مصیبت کے وقت میں چھوڑ دے اسنے اچھی طرح غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مراد نگر میں جاکر رہے اور جس وقت تک وہاں ایک آدمی بھی باقی رہے اس وقت تک گاؤں نہ چھوڑے گاؤں میں پہنچکر اس کی نگاہوں نے یہ موقعہ بالنظارہ دیکھا کہ مکانات اکثر خالی پڑے ہیں اور بعض بعض مکانوں میں انسانی لاشیں پڑی سڑ رہی ہیں اور کوئی انھیں اٹھانے والا نہیں ہے ہر شخص کے دل پر وہ جاہلانہ خوف طاری ہے جو انسان کو پھر کچھ کرنے ہی نہیں دیتا اور جو لوگ ابتک گاؤں میں باقی ہیں ان کی بھی حالت یہ ہے کہ مارے ڈر کے گھر سے نکلتے تک نہیں

مراد نگر اس سے پہلے بہت ہی اچھی چھوٹی سی بستی تھی اپنے سر سبز و شاداب گاؤں کی یہ حالت دیکھکر منصور کا دل بھر آیا اور وہ بے اختیار رو دیا گھر پہنچکر اس نے تھوڑی دیر تک حالات پر غور کیا اور پھر گاؤں کے جو آدمی باقی تھے انھیں جمع کرکے ان کی تسلی و تشفی کی اور اس کے بعد ان سے کہا کہ گاؤں کی آبادی سے کسی قدر فاصلہ پر جھونپڑے کچھ عارضی مکانات بنادیں تاکہ آیندہ جو کوئی بیمار ہو اُسے وہاں رکھا جاسکے اپنے زمیندار کو اپنے حال پر اس قدر مہربان دیکھکر گاؤں والوں کی بھی ڈھارس بندھی اور اسی وقت سے کام شروع کرکے انہوں نے ایک ہی دن میں پانچ چھ جھونپڑیاں تیار کردیں۔

طاعون کے جو مریض تھے وہ ان جھونپڑیوں میں پہنچا دیئے گئے اور منصور نے انہی میں سے ایک جھونپڑی اپنے لئے مخصوص کرلی اور اس طرح وہیں رہکر ان مریضوں کی خدمت شروع کردی صبح سے لیکر شام تک اسے اس کے سوا اور کوئی کام نہ تھا کہ ان بیماروں کے پاس بیٹھکر اپنی باتوں سے انکی تسلی کرے اور ضرورت کے وقت انھیں دودھ اور پانی وغیرہ پلاتا رہے اس نے کئی ایک طبی درسگاہوں کو بھی تار بھیجے کہ اگر کوئی ڈاکٹر یا نرس مراد نگر آنے اور طاعون کے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے پر رضامند ہو تو جس تنخواہ پر بھی وہ آنا پسند کرے اسے بھیجدیں۔

بیماری ابھی بہت سی فی زور پر تھی اس لئے اگرچہ منصور کے انتظامات کی وجہ سے مریضوں کو بہت کچھ آرام ملنے لگا لیکن بیمار ہونے کا سلسلہ برابر جاری رہا منصور نے جھونپڑیاں بہت کافی تعداد میں بنوالی تھیں اس لئے اُس نے آس پاس کے دیہات میں بھی خبر بھیجدی تھی کہ جو کوئی بیمار ہوا کرے اُسے اس عارضی شفاخانے میں پہنچادیا کریں ابتک چونکہ گھر والوں کے اندر مریضوں کی تیمارداری بالکل نہ ہوتی تھی اس لئے اسی فی صدی مریض مرجاتے تھے لیکن اب جبکہ ان کی خدمت اچھی طرح کی گئی اور انھیں باقاعدہ غذا ملتی رہی تو بہت زیادہ اچھے ہونے

لگے اور اسی کے قریب دیہات سے بھی بکثرت مریض وہاں آنے لگے اور منصور کیلئے اس قدر کام بڑھ گیا کہ صبح سے رات کے بارہ بجے تک اسے سر کھجانے کی مہلت نہ ملتی تھی سورج نکلنے سے پہلے وہ ایک مشین کی طرح اٹھتا اور اپنے مریضوں کی خدمت میں لگ جاتا ایک بے آواز اور کبھی نہ جھکنے والی کل تھی جو کبھی ایک مریض کے بستر کے پاس نظر آتی تھی اور کبھی دوسرے کے سنجیدہ، متین، اور باوقار منصور اپنا ایک لمحہ بھی ضایع کئے بغیر انتہائی انہماک کے ساتھ بیماروں کا منہ دھلاتے انہیں دودھ پلاتے اور ان کے زخموں کو دھو کر صاف کرنے میں مصروف رہتا اور رات کے بارہ بجے کے قریب جب وہ اپنے بستر پر پہنچتا تو اس قدر تھکا ہوا ہوتا کہ فوراً نیند آجاتی اور اپنی اس نئی زندگی کے متعلق اسے غور و فکر کا بھی موقع نہ ملتا۔

تار دینے کے پندرہ روز بعد اسے اطلاع ملی کہ صرف ایک لڑکی جو ڈاکٹری کی تعلیم پا رہی تھی مدراز آنے پر تیار ہوئی ہے اور وہ ابھی اس خدمت کا کچھ معاوضہ نہیں چاہتی اس خبر کے دوسرے روز اسے مس سلطانہ کی طرف سے ایک تار ملا جس میں اپنے آنے کے وقت سے اطلاع دی گئی تھی اور منصور نے سمجھ لیا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کے متعلق میڈیکل کالج سے اسے اطلاع ملی تھی منصور نے اس خیال کو کسی حقارت کے ساتھ دیکھا کہ کوئی لڑکی اور وہ بھی بلا تنخواہ اس کے مریضوں کی خدمت کے لئے آئے مگر مجبوراً سنگ آمد و سخت آمد کہہ کر سلطانہ کو اسٹیشن سے لانے کے انتظامات کرنے پڑے اس نے بہت چاہا کہ خود ہی سے لینے کے لئے جائے مگر کسی طرح فرصت نہ مل سکتی تھی اس لئے مجبوراً کچھ لوگوں کو سواری لیکر بھیج دیا۔

سلطانہ ایسی قابل نفرت اور حقیر چیز نہ ثابت ہوئی جیسا کہ منصور نے خیال کیا تھا جس طرح ماں اپنے بچوں کی خدمت کرتی ہے اس طرح اس نے مریضوں کی خدمت کی اور صرف دس بارہ ہی دن کے اندر منصور اسے بے حد تعظیم اور محبت کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ سلطانہ اگر حسین نہ تھی تو بدصورت بھی نہ تھی اس کی عمر تقریباً اکیس سال کی تھی اور گو الگ الگ اس کی آنکھ ناک وغیرہ بہت زیادہ حسین نہ ہوں لیکن بحیثیت مجموعی وہ کسی طرح بھی بدنما نہ کہے جا سکتے تھے۔

طاعون کا سلسلہ برابر جاری رہا چاروں طرف کے دیہات سے بیمار برابر اس نئی کمرے اسپتال میں آتے رہے اور منصور و سلطانہ دونوں کو اس قدر کام کرنا رہا کہ کئی کئی دن تک ان میں کبھی باہم بات چیت کرنے کی بھی نوبت نہ آتی تھی مریضوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں اور بچے بھی منصور نے آسانی کی غرض سے کام تقسیم کر لیا تھا مردوں کی خدمت اس نے اپنے ذمہ لیلی تھی اور عورتیں اور بچے سلطانہ کے سپرد تھے۔

خدا خدا کر کے تین مہینے میں بیس جا کر وبا کا زور کم ہوا اور نئے مریضوں کی آمد میں روز افزوں کمی آنے لگی منصور کو اب اتنا موقع ملنے لگا کہ اپنے گردوپیش کے حالات پر غور کرے ایک روز رات کی تنہائی میں اس نے اپنے بستر پر لیٹے لیٹے سوچنا شروع کیا۔

بیماروں کی خدمت میں کس قدر لطف آتا ہے گذشتہ تین مہینوں میں جس قدر خوش و خرم رہا ہوں ایسا کبھی اپنی تمام عمر میں نہ رہا تھا۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اور خوشی نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنے کسی ناچار اور مجبور بھائی کی خدمت کرے جب کوئی بیمار احسانمندی کی نگاہ سے میری طرف دیکھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں نے شراب کی ایک پوری بوتل پی لی ہے بلکہ شراب میں تو کبھی یہ لطف آیا ہی نہ تھا۔ نہیں شراب میں یہ مزہ کہاں! یہ تو سچی خوشی اور مسرت تھی۔

ایں ٹھیک ہے میں بھی کس قدر دھوکے میں رہا آجتک مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ حقیقی مسرت جس کی مجھے تلاش تھی یہی ہے۔

اُف! آج میری سمجھ میں آیا کہ دل کا اطمینان اور سچی خوشی کس چیز کا نام ہے مگر اب تو خدا کے فضل و کرم سے وبا دور ہو چلی ہے۔ اب آئندہ کیا ہوگا ایک مرتبہ سچی مسرت حاصل کرنے کے بعد اب مجھے یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ میں اس سے محروم ہو جاؤں ہاں بس یہی مناسب ہوگا یہ روپیہ آخر میرے کس کام آئیگا! مجھے دنیا میں اب کسی چیز کی ہوس باقی نہیں ہے سلطانہ سے بھی اس کے متعلق مشورہ کر لینا بہتر ہوگا اس کی رائے اس معاملہ میں بہت زیادہ صحیح ہوگی کس قدر اچھی اور نیک لڑکی ہے کس تندہی اور محنت سے اس نے مریضوں کی خدمت کی ہے بعض وقت تو اس کے انہماک پر مجھے رشک آتا تھا ممکن ہے کہ اسے بھی میری ہی طرح حقیقی مسرت کی تلاش ہو اور میری ہی طرح اس نے بھی اطمینان قلب یہاں آکر حاصل کیا ہو بہت ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ وہ اپنے دل میں مجھے کیا کہتی ہوگی۔ میں نے کبھی اس سے سیدھے منہ بات بھی نہ کی۔ اچھا کل اس سے اچھی طرح بات کروں گا اور ضرور کروں گا۔

دوسرے روز منصور نے سلطانہ سے پہلے تو اپنے اس برتاؤ کے متعلق معذرت کی کہ جو اب تک رہا تھا اور پھر ادھر ادھر کی بہت سی باتیں کرنے کے بعد اس نے کہا۔

منصور میرا جی چاہتا ہے کہ یہاں مستقل طور پر ایک شفاخانہ بنوا دوں۔

سلطانہ نہایت ہی اچھا خیال ہے یہاں آس پاس دور دور تک کوئی شفاخانہ بھی نہیں۔

منصور کو سلطانہ کے جواب دینے کا انداز بہت پسند آیا اور اس قدر محبت آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

منصور آپ ایک میڈیکل کالج میں رہتی ہیں اور غالباً آپ اسپتال کی تعمیر اور اس کے آئندہ اخراجات کے متعلق مجھ سے بہت زیادہ صحیح اندازہ کر سکیں گی۔

سلطانہ (مسکرا کر) یہ چیزیں تو میری تعلیم میں داخل نہیں تھیں تاہم جہاں تک میرا خیال ہے ایک ایسے شفاخانہ کہ جس میں پچاس مریض رہ سکیں کم سے کم پچاس ساٹھ ہزار روپے میں بنے گا۔

منصور کیا آپ پسند کریں گی کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اس اسپتال کے زنانہ حصہ کی ذمہ داری قبول کریں۔

سلطانہ اگر آپ مجھے تنخواہ لینے پر مجبور نہ کریں تو میں ضرور ایسا کر سکتی ہوں بلکہ کسی دوسری جگہ کام کرنے کی بہ نسبت یہاں کام کرنے میں مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔

منصور۔ تنخواہ کے متعلق آپ کی یہ شرط بالکل غیر ضروری ہے۔

سلطانہ۔ میں اسے سب سے زیادہ ضروری سمجھتی ہوں۔

منصور (تعجب سے) یہ کیوں؟

سلطانہ۔ صرف اس لئے کہ مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں ہے اور یہ فن میں روپیہ کمانے کی غرض سے نہیں سیکھ رہی ہوں۔

منصور نے کسی قدر غائر نظر تل سے سلطانہ کو دیکھا کہ کھڑکی سے روشنی چھن چھن کر اس کے چہرہ پر پڑ رہی تھی اور آفتاب کی ہلکی ہلکی تمازت کی وجہ سے اس پر بہت کافی سرخی آگئی تھی سلطانہ کا طرز انداز بالکل سادہ اور تکلف اور تصنع سے یکسر خالی تھا ایک سچی اور بہادر لڑکی کی طرح اس نے منصور کی متجسس نگاہ کا مقابلہ کیا اور منصور کو مجبور ہو کر دل ہی دل میں یہ کہنا پڑا کہ میں سخت غلطی پر تھا یہ لڑکی تو حد سے زیادہ شریف اور نیک دل ہے"

منصور۔ آپ کو روپے کی ضرورت یقیناً نہ ہوگی لیکن جو لطف اپنی قوت بازو سے پیدا کی ہوئی دولت کے خرچ کرنے میں آتا ہے وہ باپ دادا کے اندوختہ پر بسر اوقات کرنے میں نہیں آتا حقیقت یہ ہے کہ میں تو خاندانی ترکہ سے تنگ آگیا ہوں۔

اس مرتبہ سلطانہ نے منصور پر بہت گہری نظریں ڈالنے کے بعد اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ میں نے اس شخص کو مغرور اور خود سر خیال کیا تھا مگر میری غلطی تھی اس قدر ایماندار اور نیک نوجوان ہونا مشکل ہے"

سلطانہ۔ (مسکرا کر) تو کیا اسی وجہ سے آپ اپنے سرمایہ کو اسپتال کی تعمیر پر خرچ کر دینا چاہتے ہیں۔

منصور۔ اصل یہ ہے کہ میری طبیعت کچھ بہت ہی عجیب قسم کی واقع ہوئی ہے۔ مدتوں سے میں اس تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ کسی طرح مجھے سچی خوشی اور دل کا اطمینان حاصل ہو جائے تقریباً آٹھ برس تک مسلسل جستجو کے بعد مجھے طاعون کے مریضوں کی خدمت میں سچی مسرت میسر آئی اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حقیقی مسرت اگر کہیں مل سکتی ہے تو وہ خدا کے بندوں کی خدمت گزاری میں مل سکتی ہے۔ میرے پاس بزرگوں کا چھوڑا ہوا بے انتہا روپیہ ہے اور اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے سب کو خلق اللہ کی بہبود و فلاح کی نذر کر دوں اور خود ایک ایماندار کاشتکار کی زندگی بسر کروں جو جتنا کچھ زمین کے خزانے سے نکالتا ہے اسی کے برابر اپنا خون پسینہ کی شکل میں زمین کو دے بھی دیتا ہے۔

سلطانہ نے منصور کو پھر بڑے غور سے دیکھا۔

آپ کے خیالات بہت ہی شریفانہ ہیں۔

منصور یہ رائے تو میں نے آپ کے خیالات کے متعلق قائم کی تھی۔

سلطانہ اگر آپ میری تمام جائداد بھی اپنے شفاخانہ کے لئے لیں تو میں یہ گوارا کر سکتی ہوں کہ آپ کے اسپتال کے لئے کام کروں اور تنخواہ لوں۔

منصور تم بہت ہی شریف اور نیک ہو

سلطانہ۔ آپ کی طرح مجھے بھی حقیقی مسرت کی تلاش تھی اور خدا کا شکر ہے کہ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں مل سکتی ہے۔

منصور ہم دونوں کو حقیقی مسرت کی تلاش تھی اور ہم دونوں نے اسے پا لیا ایسے ہی ایسی کوشش کیجائے کہ ہم اطمینان قلب بھی حاصل کر لیں خلق خدا کی خدمت کیلئے ہماری جائدادیں مشترک ہو رہی ہیں تو کیوں نہ خدا اپنی خدمت کرنے کیلئے ہم دونوں کی زندگیاں بھی مشترک ہو جائیں مجھے تو یقین ہے کہ اس صورت میں میرے دل کو کامل اطمینان

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخے سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۴ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے مسوڑہوں اور دانتوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے اور سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی جنھیں پاریہ کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑہوں کا خون اور سیڑہوں کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑہے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت آنے فروخت کر رہے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵ دو شیشیوں کا محصولڈاک صرف ۵ تین پر ۶

ملنے کا پتہ احمد مجتبیٰ ۱۷ کوچہ چیلاں دہلی

انشا پردازی کیلئے بہترین معاون و تدابیر کی موثر کتاب

آسان مضمون نویسی

مدارس کے اساتذہ اور طلبار کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہیں بہترین کتاب ہے مضامین سے اندازہ فرمائیے:۔

زبان کی موجودہ حالت، عوام کی زبان، غلط زبان کی بے اثری، ادبی تعلیم کے فوائد ادبی کمالات کے زندہ مظاہر زبان اور دماغی احساس زبان اور دل کا تعلق، لکھنے کا کمال فن انشا پردازوں کی قدردانیاں گوئٹے کی سرپرستی، ہندوستان میں اہل قلم کی کس میرسی ارسطو کا قدردان، اردو کے مایہ ناز ادیب، حصول علم مشکل نہیں۔ انسان فطرتاً ترقی پسند ہے باکمالوں کی جاگاہیں یہاں دنیا ایک یونیورسٹی ہے مطالعہ کی کارفرمائی کند ذہنی مانع ترقی نہیں مضمون نگاری کا طریقہ صحیح درست زبان لکھنا چاہئے کا مطالعہ ۶ ماہ میں زبان کی تعلیم مضمون نگاری کے اقسام جت تحریر مشاہیر کی تحریر کا انداز تحریر کی سحرکاریاں اور فن تحریر کے متعلق صدہا نکات ہیں ۱۴۸ صفحات قیمت صرف چھ آنے محصول ۳ کل ۱۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

احادیث رسول کریم بہترین انتخاب مشکوٰۃ شریف کے

ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف

کی طباعت میں شریک ہو جایئے

تمام ذوق دینی رکھنے والے اور علوم مذہبی سے دلچسپی لینے والے ارباب نظر واقف ہیں کہ قرآن مجید کے بعد مذہب اسلام کیلئے سنگ بنیاد حضور سرور کائنات کے اقوال افعال اور صحابہ تابعین کا تعامل ہے درحقیقت حضور قدس کی پوری زندگی اور صحابہ تابعین کے تمام سوانح حیات کلام پاک کی نہایت واضح تفسیر ہیں۔ احادیث کی جامع کتابیں اگرچہ بہت زیادہ ہیں اور عموماً اسلامی شغف رکھنے والے ان کو پڑھتے ہیں لیکن تمام ممالک اسلامیہ میں جو شہرت و امتیاز و ہمہ گیری مشکوٰۃ شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں۔ نظام اس کے دو سبب ہیں اول مشکوٰۃ المصابیح نہایت جامع اور صحیح کتاب ہے مکرر احادیث اسمیں بہت کم ہیں اس کے اندر کوئی حدیث موضوع و ضعیف نہیں، دوسرے جن کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کی ہیں وہ کتابیں فن حدیث میں نہایت ممتاز پایہ رکھتی ہیں مثلاً صحیح بخاری مسلم، مسند امام مالک مسند امام شافعی مسند امام احمد، مسند امام ابو داؤد جامع ترمذی النسائی ابن ماجہ دارمی یہ گویا مستند حدیث رسول کریم کا بہترین انتخاب ہے۔ اور گویا یہ

انتخاب صحاح عشرہ

یوں تو مشکوٰۃ شریف کی شرح اور تراجم متعدد ہوئے لیکن عوام کو ان سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا اس لئے کہ یا تو وہ فن سے متعلق تھے یا بہت دقیق شرائع سے پر اس سے عوام اس کی اردو سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے مثلاً اشعۃ اللمعات گو نا قدانہ رنگ میں ایک بسیط شرح ہے لیکن عوام کی سمجھ بالا اور بہت کافی ہے (۲) مظاہر حق اگرچہ برائے نام ترجمہ ہے لیکن درحقیقت ایک مفصل شرح ہے پھر اس کی عبارت بھی ایسی ادق اور اوق ہے جیسے اردو کے قرن اول میں ہوا کرتی تھی بے پڑھے لکھے آدمیوں کا تو کیا ذکر ہے [illegible] عصر حاضر دال اس کو سمجھنے سے جی چراتے ہیں غرضکہ کوئی ایسا ترجمہ ابھی تک اردو زبان میں [illegible] میں ہوتا اور ہر مسلمان کے لئے یہ احادیث کا مجموعہ مفید ہو سکتا۔

مجھے بے بضاعت نے بخاری شریف کے ترجمہ کے بعد مشکوٰۃ شریف [illegible] کے فضل نے مجھ کو کامیاب کر دیا یہ ترجمہ [illegible] مشکوٰۃ شریف صحیح معنوں میں ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان [illegible]

اس ترجمہ کے ابتدا میں صاحب مشکوٰۃ کے حالات وفات اور [illegible] مشکوٰۃ نے احادیث مشکوٰۃ کو جن ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا ہے [illegible] بھی شامل ہیں، یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد [illegible] امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ امام دارمی، امام دارقطنی، امام بیہقی [illegible] رجال مشکوٰۃ کے حالات کوئی دو سو صفحات میں لئے ہیں۔

تمام کتابت ہو چکی ہے کاغذ کی ضرورت کے لئے بہانی [illegible]

آج فیصلہ کر لیجئے صرف پانچ روپے کا کاغذ اس ہفتہ میں خرید [illegible]

۲۵۰ بہانی بہت ہی جلد دو روپے بھیجیں ان حضرات دو روپیہ میں مشکوٰۃ [illegible] مشکوٰۃ شریف ۲۷۱۱ صفحات میں ختم ہوئی ہے اور فہرست مضامین [illegible] ہو جائینگے۔ جو صاحب مجلد کرائیں وہ چرمی جلد کے لئے ۲ روپیہ مزید بھیجیں اور اگر محصول ڈاک [illegible] چاہیں تو مع محصول ڈاک کے کل سوا تین روپے کا منی آرڈر کر دیں مجلد منگائیں تو اچھا ہے کیونکہ [illegible] کی اور جز بندی کی اعلیٰ جلد ۲ روپیہ میں آپ کہیں نہ بنوا سکیں گے، اس لئے ۲ روپیہ کا منی آرڈر روانہ کیجئے۔

روپیہ بھیجنے کی میعاد ۱۵ اکتوبر ۳۴ء آخری تاریخ ہے اس [illegible]

طیار ہو جائیگی اور اس کے بعد اس کی کیا قیمت ہوگی یہ خدا ہی جانتا ہے [illegible] اس لئے فوراً [illegible] آرڈر روانہ کیجئے

اگر تساہل کیا تو نقصان ہوگا۔

روپیہ اس پتہ پر روانہ کیجئے۔ دفتر رسالہ مولوی دہلی

خطبات حیات حنفی (مجلد)

اردو نظم و نثر کے بے نظیر جمعہ کے موثر خطبات [illegible] عالات حاضرہ کے مطابق ادارہ مولوی نے حال میں شائع کئے ہیں جو بہت ہی مقبول ہونگے اور انشاء اللہ ہندوستان کی ہر مسجد میں انشاء اللہ پہنچ جائینگے اور مسلمانوں میں حیات تازہ پیدا کر دینگے جمعہ کی نماز تمام مسلمانوں کیلئے ذریعہ سعادت کا زینہ ہے لیکن اس میں خطبہ کا وجوب بتلاتا ہے کہ خدا کو ہماری دنیا کی بھلائی بھی منظور ہے خطبہ کا مقصد یہی ہے کہ شہر قصبات کے سب مسلمان ہفتہ وار جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں تاکہ ان کے آئندہ ہفتہ کی سعید زندگی کا ایک پروگرام ہدایات خطیب کی زبان سے دہرایا جائے اس لئے ادارہ مولوی نے مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی کو خوشگوار کا بنانے کیلئے یہ خطبات مرتب کئے ہیں ابھی ان کے قبول کرنیکی ضمانت مجلد چار سو صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف [illegible] بیرمحصول ڈاک

فہرست خطبات دوازدہ ماہ

محرم

۱- ماہ محرم الحرام کے اور صاف
۲- مرثیوں کی [illegible]
۳- [illegible]
۴- [illegible]

صفر

[illegible]

ربیع الاول

[illegible]
۳- بانی اسلام کی عظمت
۴- [illegible] میلاد اعلیٰ

ربیع الثانی

۱- اتباع سنت اور مسلمان
۲- اتباع رسول کریم [illegible]
۳- [illegible]
۴- [illegible] حقوق والدین

جمادی الاولیٰ

۱- کفایت شعاری و اسراف
۲- اسلام اور مال و دولت
۳- اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع
۴- توکل اور قناعت

جمادی الثانی

[illegible]

رجب

۱- معجزات انبیا علیہم السلام
۲- واقعہ معراج شریف
۳- معراج جسمانی یا روحانی
۴- [illegible] معراج

شعبان

۱- حقیقت [illegible]
۲- شب برات [illegible]
۳- طہارت و پاکیزگی
۴- اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان

۱- رمضان المبارک کی فضیلت
۲- روزہ نصب العین
۳- زکوٰۃ خیرات و صدقات
۴- لیلۃ القدر، تراویح، اعتکاف

شوال

۱- خطبہ عید الفطر عربی، جنت کا ملنا
۲- اسلامی جہاد
۳- جہاد کے فضائل اور اس کا جہاد
۴- حقوق والدین

ذیقعدہ

۱- حقوق العباد کی نگہداشت
۲- قوم کا مستقبل بچوں کی تربیت پر ہے
۳- اسلامی پردہ
۴- تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

ذوالحجہ

۱- حج کی غرض و غایت
۲- [illegible] عید
۳- عید الضحیٰ کا عربی [illegible] خطبہ
۴- قربانی اور مسلمان

[illegible] محصول [illegible] منگایئے

اسلامی تعلیم

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب ہے جس کو مفتی محمود لیواوی نے کمال محنت سے مرتب فرمائی فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اس کا ترجمہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہے جوڑا انہوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ میں فتوی لینے کی ضرورت محسوس کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہوگیا اپنی آسانی کیلئے علماء کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بھی ضروری ہے اور مذہبی معلومات کے لئے یہ ایک کتاب بس ضروری ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ۱۰/ کل ۳/۱۰

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے، جو فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے، امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنزالدقائق کا آسان ترجمہ سلیس مربوط ہے، یہ کتاب امام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی ماخوذ ہیں اسمیں طہارت نماز روزہ، حج، زکوٰۃ نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شری، لباس، شکار، دیوانی و فوجداری دینی توانین، زراعت، تجارت، حکمت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جسکے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد صرف ایک روپیہ

اسلامی معاشرت (امتیازی)

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے وہ عبادت ہے، خواہ وہ بیوی کی قربت ہی کیوں نہ ہو اسلئے معاشرت کے ساتھ معاشری و دینی حیثیت معلوم کر لیجئے تاکہ آپ کا رہنا سہنا چلنا پھرنا سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے یہ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے اس کا پڑھنے والا اچھا باپ اچھا بیٹا، بہتر خاوند، عمدہ پڑوسی لائق شہری بن جاتا ہے دوسرے معنوں میں ایک شریف اور اسلامی آدمی بن جاتا ہے اسکے بعد اس کا ہر قدم اس مجاہد کے برابر ہوتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے، قیمت دس آنے

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ ۳۱۶ صفحہ کی عجیب غریب کتاب ہے اسکے حسب ذیل ۲۴ اباب ہیں، جنکے ماتحت سوا دو سو مضامین اسلامی میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں عورت کی حیثیت عورت کی ملکیت، مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ملک کی رسوم مناکحت شادی بیاہ کی مختلف انواع عقد واحد کی تاریخ، کثیر الازدواجی، ایک مرد کیلئے ایک عورت، اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت طریقہ انتخاب، نکاح و شادی، عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی، یہ بالکل نئی کتاب ہے، ناپسند ہونے پر فوراً واپس کر دیجئے، قیمت صرف عہ

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف "رکن دین" نو تر میم مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے اسکو ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۵۶ صفحے قیمت دس آنے محصول ۸/ کل عہ

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت فلسفہ عجیب غریب کتاب ہے، (۲) عبرت نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اس میں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب یعنی آمنت باللہ کی تفسیر ہے۔ یہ سب کتابیں عمدہ کی ہیں ایک ساتھ منگانے میں مجلد صرف ایک روپیہ

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن نماز میں اسکے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہجائینگے کہ نماز اچھا مسلمانوں کی اپنی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اسکے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی سے مشکلات سے اور تنہا نماز ہی دینی اور دنیاوی فائدہ امری نصیب ہوتی ہے ایک جلیل القدر منسری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ہے سو صفحات قیمت صرف چھ آنے

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے ہفت روزہ اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی لکھی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی فضیلت کیا ہے اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اسکو صحیح ترتیب اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا موجب ہو سکتا ہے اسکے علاوہ نماز جمعہ کے پورے مسائل ہیں کتاب تو ایسی ہے کہ صاحب مقدرت اس کو مفت تقسیم کریں، قیمت فی جلد ۴/ اور کتابوں کے منگانے کے ساتھ

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہے۔ اگر آپکے اولاد نہ ہوتی ہو تو صاحب اولاد ہو جائینگے مفلس ہیں تو زردار ہونگے بے روزگار ہیں تو روزگار ملیگا ترقی کے خواہش مند ہیں تو صاحب و صاحب ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے غرضکہ ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اسمیں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں بھی ہیں ... کتاب ہے قیمت

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے، اول ساتوں دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دنکی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے بلا استغفار شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں ۱ جلد ۷/ محصول ڈاک ۶/ کل ۱۳/

اوراد وظائف

مخدوم جہانیاں جہانگشت نے جب سب طرف سے مایوس ہو جاتا اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جاتے ہیں پھر انسان کی توجہ ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسکا نام اوراد و وظائف ہے، یہی انسانی نکلنے کا آخری زینہ ہے یہیں وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب یکساں حالت میں رہتے ہیں فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انمیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہانگشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے پورے جہان کا گشت کر کے لکھے ہیں۔ قیمت صرف ۱۰/ محصول ڈاک ۲/ کل عہ

تسخیر القلوب (قیمت ۸/)

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لینگے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اسکے عامل بنجائیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا، اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے۔ قیمت صرف ۸/ محصول الگ

پچاشہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ میچ کتاب ہے۔ ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت امام حسین میں غلطیاں نظر انداز رہتی ہیں موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو (۲) وابس لے لیجئے ہر ہر موقع پر انیس کے مرثیہ ساتھ لگا دیئے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو صرف میر انیس کے ہیں ضخامت چار سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا قیمت مجلد عہ محصولڈاک ۸ر

شاہ جیلاں

یگیارہ مجالس حضرت غوث الاعظم کی بہی سوانح عمری ہے جو علامہ سید ندیر الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت خلیبت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپ کا تحصیل علم سیاحت و عبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپکی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج قیمت صرف ۶ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۲ر

امام ابوحنیفہ رض

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات سے بیخبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا مایہ الامتیاز فن یہی ہے ضخامت ۳۰۰ صفحے قیمت رعائتی خاص صرف ۶ر

مجلد الفاروق

کیا اسلام تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا نوشیرواں کی فرضی روایات عدل پر غش غش کرنیوالو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو تب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات اور مساوات کے سر مایہ دارو ذرا اس جلیل القدر کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کسطرح غلام سوار اور آقا پیادہ ہر بلا مبالغہ جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۔ ۶۰۴ صفحے قیمت مجلد صرف ۱۲ر

گلدستہ تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی پیدائش ہندوستان میں آمد، تبلیغی سرگرمیاں کرامات جادوگروں سے مقابلہ و بدخلون فی دین اللہ افواجا ۲۔ سیرۃ بابا فرید گنجشکر آپکے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت چلہ تبلیغ دین کرامات کا ظہور اور حیرت خیز حالات ۳۔ سیرت صابر کلیری آپکے ابتدائی حالات پیر و مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف تشریف لیجانا اور جلالی کرامات کا ظہور۔ تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۷ر .... کل عہ ۷ر

گھر کا مولوی مجلد

پانچسو صفحہ کی یہ وعظ کی بینظیر کتاب ہے، جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت بدگمانی بخل ظلم غصہ غمازی، زنا لواطت غرضکہ ترتیب تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور تذکرات ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت صرف عہ محصول ۱۰ر کل عہ

بارہ ۱۲ مجالس مجلد

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب جس میں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پہلو (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت مقبول کتاب ہے، اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے، اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۷ر کل ۳ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار اور واقف اسرار نہانی بزرگ کے حالات۔ قیمت صرف ۶ر ۲۔ مولانا روم جنکی مثنوی ہست قرآن از زبان پہلوی مع انتخاب شرح مثنوی قیمت رعایتی ۸ر ۳۔ حافظ شیرازی یہی شیراز کا صاحب عرفان شاعر جسکے دیوان کا فالنامہ صحیح تر ہے قیمت ۴ر ۴۔ شیخ سعدی، جنکی کریما گلستاں اور بوستاں آجتک ایسے ہی مہک رہے ہیں قیمت رعایتی ۳ر ۵۔ امیر خسرو۔ موخرالزماں صوفی صافی جن کی زندگی عجیب پر عرفان تھی قیمت رعایتی ۳ر سب کی ایک جگہ رعایتی قیمت صرف عہ محصول ۱۲ر .... کل عہ

نبیوں کے قصے

حضرت آدمؑ سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانحعمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ۶۷۲ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ذیل ہر ہے بڑے بڑے معارف پر نتیجے ہے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کی سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں کا اعلیٰ اجر کھا ہے آلہی کی تشویق دی ہے اتنی ضخیم کتاب ہے، اور بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت صرف ۱۳ر محصولڈاک ۹ر کل عہ

چھیانوے اولیا کرام

کے حالات انکی کرامات انکے خوارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ، اسلام، انکے اوراد انکے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے ان کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے یہی وہ کتاب ہے جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں اسمیں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں و شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے بڑی تقطیع ...۴ صفحے قیمت مجلد عہ محصول ۱۱ر

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانحعمری ہے، اس کتاب میں تعداد ازواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی اتنی ازواج پر اعتراض کرتے ہیں انکا منہ توڑ جواب اس کتاب میں ہے حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفرین ہے کتاب پڑھنے ہی سے اسکی خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول کی ازدواجی زندگی ایسی نمبر ہے جن ان کا امتی بلا متاثر ہوئے رہ نہیں سکتا پہلے اسکی قیمت تھی اب ۱۲ر ہے۔

مبلغ اسلام دو عورتیں

خالدہ خانم وہ عورت جس نے یکا سن ہو کے ایک لیکچر اور دو دانیوں سے مناظرہ کرکے اسلام کی سچائی کو ثابت کی اور پھر جلسہ میں مجمع زور شور سے شکست دی، قیمت رعایتی ۱ر

ساوتری ایک ہندو خاتون کا قبول اسلام اور اس دہرے سے قبول اسلام کیا کہ دھوم مچ گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو ہتم کے مسلمانوں سے نہ ہو سکی، قیمت رعایتی ۶ر

پہلے ان دونوں کی قیمت سوا روپیہ تھی اب

سب سے زیادہ مقبول عام دو ترجمہ والا معجز نما قرآن مجید نصف ہدیہ میں

پانچ روپیہ کی بجائے ڈھائی روپیہ میں

مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار جناب مولوی نور محمد صاحب کا مشہور معروف قرآن شریف ہے، جو بلا مبالغہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا ہدیہ ہو چکا ہے اور اس کی طلب برابر بڑھ رہی ہے اور جب سے اس کا نصف ہدیہ ہوا ہے اس وقت سے ابتک اتنا ہدیہ ہوا کہ پچھلے پانچ سال میں بھی اتنا ہدیہ نہیں ہوا اسمیں دو ترجمے ہیں اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور تفسیر تو اتنی مکمل ہے اور ایسی معلومات کہ اس وقت تک کسی قرآن مجید میں نہیں ہے ابتدا میں سو صفحات کا ایک مقدمہ ہے جسمیں عجیب غریب قرآنی معلومات ہیں یہ مفید مجموعہ جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی ... سامنے ہوتا ہے تو کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اس کی لاگت پانچ روپے سے کم ہوگی ہدیہ مجلد چرمی کامل عکسی مع محصول ...

موت کے وقت فرشتے ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ	الکِتٰبِ حَتّٰی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ لا قَالُوْا پہنچے ہیں ... یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے (فرشتے) ... ان کو ... کہیں گے مل جاویں گے یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آویں گے تو کہیں گے اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا کہاں ہیں جن کو تم پکارتے تھے سوائے خدا کے کہیں گے کہ کھوئے گئے ہم سے اور وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے ہم سے سب غائب ہو گئے اور

بڑے سائز کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف ڈیڑھ روپیہ میں مجلد چرمی پشتہ

حیرتناک رعایت ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو ابتدا میں معلومات قرآنی کے لئے ایک مقدمہ بھی ہو، جلی قلم بھی ہو، موٹو رسالہ کے صفحہ سے بڑا بھی ہو کاغذ بھی بہت نفیس دبیز اور چکنا ہو، خوب سفید ہو، چھپائی بھی صاف ہو کتابت بھی خوبصورت ہو اور حنا شدہ ہو اور چرمی پشتے کی جلد بھی ہو ان سب صفتوں کے بعد صرف ڈیڑھ روپے میں ہی ہو آپ ہی بتائے کہ ہر شخص کیوں نہ حیرت میں رہ جائے یہ قرآن شریف تو مقدم سب قرآنوں سے بڑھ گیا چار آنے تو ایک قرآن پر صرف ... ہیں پھر کہاں چھپائی کا غذ سب کا تجربہ کیجئے حیرت خیز ہے رمضان شریف سے اس کا سب سے زیادہ ہدیہ ہوا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۲؎ پانچ جلدیں ساتھ روپے کی آگے بھی اسی حساب سے پانچ جلد کا محصول ایک تین روپے دس آنے ہوتا ہے اسلئے پانچ یا زائد جلدیں ریل کے ذریعہ طلب فرمائیے ریل کے لئے ۸؎ ... قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجیے۔ ایک سطر کا نمونہ

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ ج وَمَا اور نہیں ... اور پیروی کرنے ہیں اس چیز کی جو پڑھتے تھے ... او پر وقت سلیمان کے	یعنی یہود نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور سحر کے علم کی تلاش کرنے لگے سحر لوگوں میں دو طرح سے آیا تھا ایک حضرت سلیمان ...

بلا ترجمہ خوب جلی قلم کشادہ قرآن شریف بچوں کے لیے

اتنی موٹی حروف اور الگ کتابت ہے

یہ قرآن کا ... اس میں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا اتنا ہی جلی قلم ہے اور کتابت اس سے ... تقطیع ۱۳ انچ طویل اور ۹ انچ عریض ہے گویا مولوی سے ڈیوڑھا صفحہ ہے سفید کاغذ ہے بہت صاف چھپا ہے بچوں اور عورتوں اور کمزور نگاہ والوں کے لئے اس سے بہتر قرآن شریف نہیں چونکہ الفاظ الگ الگ ہیں اسلئے بڑی آسانی سے صحیح پڑھا جا سکتا ہے۔ ابھی چھپ کر آیا ہے رمضان میں آ جاتا تو سب پہلے ختم ہو جاتا۔ آخر میں مخارج قرأت کے بیان کے صدق اللہ کامل درج ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف ایک روپیہ محصول ایک تیرہ آنے، ایک لیں یا سو رعایت مطلق نہیں خدا لگتی کہنا اتنا سستا ہدیہ کبھی سنا کہیں دیکھا۔ سب قرآنوں کے ملنے کا پتہ۔ حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ اول ابت وغیرہ حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی، حصہ ۴ طلاق و نکاح، حصہ ۵ معاملات، حقوق معاشرت زوجین، حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق، حصہ ۷ اصلاح رسوم و بدعات حصہ ۸ نیک بیبیاں اور حکایتیں، حصہ ۹ دوا اور مفید علاج، حصہ ۱۰ دنیاوی ہدایتیں حصہ ۱۱ مردوں کے لیے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت . ۔ صفحے قیمت مجلد چرمی دو روپے محصول ڈاک عمر

صابر بیبیاں

مولف اس کتاب حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولانا ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا آج کل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے اسمیں حضرت مریم اور امہات المومنین کے علاوہ اولیہ خواتین کے صبر کے حالات اور صبر حکایتوں کا لطف اٹھاتے ہزار ہا سال عورتوں کو مطالعہ سے جلا ملی ہیں ہر گھرانی بیوی کو یہ کتاب پڑھا یا سنا دینا چاہئے تاکہ بہت سی تکلیفیں دور ہو جائیں قیمت ۱۲ [illegible]

سولہ کہانیاں قیمت مجلد دس آنے

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے ان کو اچھا بنانے اور دل خوش اور عمدہ تربیت دینے کے لیے سولہ دلچسپ کہانیاں جو دلی زبان میں ہر ایک کہانی ۱۶ صفحہ کی ہے گویا یہ ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے جو کہانیاں اس میں ہیں (۱) وفادار بیٹی (۲) چوروں کی بیوی (۳) سچے میاں (۴) ست جگ کی بات (۵) جگنو (۶) جادو گر (۷) سوتیلی ماں (۸) نیک بہنیں (۹) بازیگرنی (۱۰) چار چور (۱۱) بے ایمانی (۱۲) دولت کی چاٹ (۱۳) پھولوں کا گہنا (۱۴) ہرنوں کا گھر (۱۵) [illegible] (۱۶) ولی بی بی مجلد کتاب ہے قیمت دس آنے محصول ڈاک ۔ عہ کل [illegible]

چار تعلیم نسواں مجلد

عورتوں اور بچیوں کے لئے بہترین اخلاقی اور مذہبی کتابیں (۱) اللہ پاک کی صفتیں اور نعمتیں پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، منبر خواتین ۳۲ صفحات ۲۔ اللہ کے احسانات نبیوں کی مقدس عادات اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۴۸ صفحے ۳۔ ایمان، اسلام، قرآن، موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۴ صفحے ۴۔ تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، دیانتداری، دیانت، صحابیات کا طریق زندگی، یہ چاروں کتابیں ۔ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت دس آنے محصول ۔ کل [illegible]

بیبیاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام کی جگہ جگہ کی کتاب ہے اسمیں سو سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت عجیب ہیں جو شاہی خاندانوں میں بیاہی گئیں اس لیے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے جنگ جگہ حسن عشق کی کیفیت نمایاں اسمیں نمایاں ہیں، اور وہ حالات بہت ہی دلچسپ ہیں ضخامت ۔ صفحات [illegible] عبارت کے باوجود قیمت [illegible] محصول ڈاک ۔ کل ایک روپیہ

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی سلطنت کا بہت حصہ کھو دیا اور عیسائیوں نے قبضہ پا لیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن پر فدا ہو جایا کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اسپر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے وطن عزیز کی خاطر اپنی جان قربان کردی، جہاں عیسائی پرسالار میں مسلم پھنس گئے وہاں ایک چڑ ٹلی کی طرح اندلس کی بیان چپاتی، تاریخی افسانہ ہے دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ کی بہترین تصنیف ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۔ کل ۱۲ [illegible]

سات تاریخی کتابیں

یہ سات بیبیوں اور تاریخی کتابیں ہیں جن میں بزرگ اور دنیا کی خواتین کے حالات ہیں اور مستند مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں ہیں جن میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت [illegible] جن میں اخلاقی قصے بھی ہیں، شہزادیوں میں نور جہاں، زیب النساء، جہاں آرا اور ملکہ اندلس کے حالات بہت عجیب ہیں [illegible] [illegible] کا قصہ بہت ہی عبرت خیز اور قابل تقلید ہے یہ سب کتابیں بہت ہی دلچسپ ہیں ۲۵۲ صفحات مجلد قیمت صرف دس آنے محصول ۔ عہ

سات اخلاقی کتابیں

اسمیں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر ایک عورتوں کے لیے بہترین استانی ہے بنات المسلمات، عورتوں کی مذہبی معلومات ادب نسواں، بچیوں کو ادب سکھانیکے مضامین انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے کیا کھانا پکانا سیکھ لیا ہے، ہر کہانی پر کہانیاں نکا۔ عبرت آموز ہیں، کرامتی اسلامی زندگانی کی کتاب لیڈی ڈاکٹر اسمیں مختلف امراض کے علاج ہیں اخلاقی گیت، مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی سب یکجا مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات قیمت صرف ۱۲ محصول ۔

شاندار عکسی حمائل

کارڈ سائز جدید الطبع، یہ بلا ترجمہ عکسی حمائل بازار میں آتے ہی اس قدر مقبول ہوئی، کہ اب سوائے اس کے شاید ہی کوئی حمائل ہدیہ ہوتی ہو ایسی شاندار اور دیدہ زیب چھپائی اور کاغذ کہ دیکھتے ہی روح خوش ہو جاتی ہے تین مہینے کے بعد جب ہم اب کامیاب ہوا ہوں کہ اشتہار دے سکوں، کیونکہ جب منتظم طے نہیں ہوتا اب تعجب سے سنیں گے، کہ مولوی کے ٹائٹل صفحے اور چکنا کاغذ چھپائی ایسی کہ آپ کے تصور میں بھی نہ آسکیں اور مجلد کا ہدیہ آٹھ آنے دس ملائیں ساڑھے چار روپے محصول ایک جلد ۸ر

ہفت رنگ عکسی پنج سورہ

آپ نے بہتوں پر زنگا رنگ تصویریں چھپی ہونگی ویسے ہی کاغذ پر سات رنگ [illegible] چھپا ہوا ہے اور ٹائٹل پر سونے کا رنگین [illegible] کاغذ ولایتی آرٹ پیپر ہے، چھپائی متن کی خوب سیاہ ہے ترتیب کی چھپائی [illegible] عالی [illegible] رنگ کے تصویری نقاط ہیں ہر صفحہ پر ہفت رنگ بیل ہے جس میں بہت ہی خوشنما نقش ہیں، ہر دو ورق کے بیچ میں روغنی رنگی کاغذ ہے تاکہ چھپائی کی آب بھی خراب نہ ہو اگر جلد دیکھی جائے تو ہر کی تو فقط جلد بھی آپ کہیں نہیں بنوا سکتے قیمت مجلد رعایتی دس آنے محصول ۲ر

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی بے مثل ترین کتاب جو ہر عامل کے لیے بیش بہا تحفہ ہے اس کے پانچ حصے ہیں اور کتاب ہی جگہ ہیں، حصہ اول میں ختم قرآن، بسم اللہ اور سورہ یاسین کے مجرب عمل و تعویذ، حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے خواص، دعائیں ہیں حصہ سوم میں اسم کلمات کے تابع ہیں کے اعمال و اوراد ہیں، حصہ چہارم اذکار کے لیے مخصوص ہے جس میں تمام بزرگوں کے خواص ہیں۔ پانچویں حصہ میں اشغال ہیں اور آخر میں تعویذات نقوش ہیں بڑی جدید ہے اور ہر عامل سے مقبول ہے قیمت ۱۲ر محصول ۔

حضرت ابو ذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابو ذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں، ہوتا ہے کہ اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز رسول کریم نے اٹھائے اور جس کو حضرت عثمان کے زمانہ میں گوشہ نشینی ملی ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور مرحوم کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک عجیب ٹکڑا ہے قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک ۔ عہ کل ۔ یہ سب کتابیں ملنے کا پتہ [illegible] دہلی [illegible]

یسرنا القرآن قاعدہ

قرآن شریف پڑہانیکا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکہ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سب سے بڑی کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات تختے پہچان لینے کے بعد مرکبات کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑہنے لگتا ہے ضخامت ۴۶ صفحے قیمت ۳ر اور ایکروپیہ کی آٹھ جلدیں محصول ایک جلد پر ۲ر آٹھ پر ۱۰ر

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اسمیں عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اسمیں عقائد کی اور بھی باتیں اور روزہ چوتہا حصہ اسمیں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ آجتک ان رسائل کی تعداد تین لاکہ چون ہزار شائع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں آج رائج نہ ہو پانچوں حصے ایک جگہ مجلد قیمت فی جلد مجلد صرف ایک روپیہ محصول ۷ر کل ۱ع ۷ر

اسلام کی آٹھوں مجلد

بچوں کی مذہبی معلومات بڑہانے کیلئے بے نظیر آسان کتاب پہلی اللہ کی نعمتیں صفتیں ملائکہ وغیرہ کا بیان دوسری، ایمان عقائد، وضو تیمم، اذان وغیرہ تیسری نماز کی پوری تفصیل اور آسان مسائل چوتہی، مرنیکے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل زکوٰۃ پانچویں زکوٰۃ کا پورا بیان اور روزہ کا بیان چھٹی، حج کا بیان اور حقوق کا بیان مفصل ساتویں، ارکان ایمان، ارکان اسلام معاشرت آٹھویں حقوق العباد، توکل اور گناہ صغیرہ آٹھوں کی ضخامت ۳۴۲ صفحات ایک ہی جگہ الگ حساب سے قیمت ۸ر کامل مجلد یکجا ۱ع محصول ۷ر

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکہانیوالی کتاب فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے ایک فاضل حضرت نے سالہا سال کی عرقریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کیساتہ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکہے ہیں اسکے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں تیمارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر محصول ۶ر کل ۱ع ۲ر

عربی کا استاد

اب تو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور متعدد اساتذہ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو یہ شوق ہو کہ آپ اپنے رسول پاک کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کی سب سے مقدس فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑہنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر رکھ لیجیے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑہنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ۲ ماہ میں خاصی اچھی عربی جان جائیں۔ قیمت صرف بارہ آنے محصول ۷ر .... کل ۱ع ۳ر

کریم اللغات مجلد

فارسی زبان کے ۴ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپکو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے موجود ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہو جاتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اسکی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے، اتنی بڑی بات کے لئے ذراسی تکلیف گوارا کیجیے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینے میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ الفاظ آجائیں گے۔

قیمت صرف بارہ آنے۔

مومنز انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں دہڑلے سے ہر مہینے اعلان ہوتا ہے کہ شرطیہ ڈہائی مہینہ میں انگریزی آجائیگی اور حقیقت یہ ہے کہ آرہی ہے اس وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں اور اسی اندازے سے برابر بک رہی ہیں اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی ذراسی مدد کے آپ انگریزی پڑھ لینے کا کام بخوبی چلا لیں گے، اب تو یہ استہاری نہیں دعویٰ ہے کیونکہ اس کے خلاف مثال نہیں ملتی یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ جسکے پاس پہنچگئی وہ یقیناً کامیاب ہے قیمت صرف ۱ع محصول ۶ر

استاد انگریزی

معہ لیٹر رائٹر از جناب پروفیسر سید احمد نذر ندیلی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ آر۔ ایس۔ سی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں باب ۲ صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب ۳ زمانہ متعلق فعل کی مشق کرائی گئی ہے باب ۴ لغت پڑہانا باب ۵ فقرہ بنانے اور سمجھنے کے اصول باب ۶ روزمرہ کی بول چال باب ۷ مثلیں اور مقولے باب ۸ ترجمہ کرنیکی صورت باب ۹ اردو سے انگریزی بنانا باب ۱۰ خط و کتابت صرف اس ایک کتاب سے ایکماہ میں باقاعدہ انگریزی لکھنی پڑھنی آجاتی ہے یہ عملی کتاب ہے خیالی نہیں ۳۰۸ صفحے قیمت صرف ۱۲ر

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں سبھی صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے اچار مربے ویدک کے خاص نسخے ڈاکٹری نسخے دہانوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر و عرق شیشہ کا کام بوٹ پالش رنگ بنانا سیاہیاں بنانا شعبدات جادو کے کام آتشبازی بنانا فوٹو گرافی گہڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بہائی دہندے سے لگ گئے۔ قیمت صرف ۱ع محصول ۷ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش سکہانیوالی تین سو صفحوں کی کتاب ہے، اور اس میں ۱۴۴ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اسی کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام پچھلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکہا گیا ہے اسمیں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو سنہ ۔۔ سے اسوقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے قیمت صرف ۱ع محصولڈاک ۸ر کل ۱ع ۳ر

مکمل باورچی خانہ

کہانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۲۰۰ صفحہ کی ضخامت جسمیں ۱۵ وضع کی روٹی ۲۰ وضع کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی ۱۵ وضع کی ترکاریاں بیسوں وضع کے اچار مربے چٹنیاں، اور تقریباً ۲۰ وضع کے انگریزی کہانے اس کے علاوہ اکثر ایسی اطریفل چٹنیاں، نمک سلیمانی اور امرت دہارا وغیرہ جن کی ہر گہر میں ضرورت ہوتی ہے، علاوہ ازیں بیماروں کے کہانے ہر مذہب کے لحاظ کی قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر کل ۱ع ۵ر

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کہانا پکانیکی بہترین ہندوستانی کتاب جو اسقدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگئی دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کہانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں، نافہم عورتیں اور مرد بھی بآسانی کم داموں میں اچھے کہانے کہاتے ہیں اور پکا لیتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ خاصی بڑی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں کہانا پکانے کا انتظام برتنوں کا سلیقہ اور کہانا پکانیکا بہترین طریقہ بھی تبلایا ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ کتاب خانہ داری کی

فالنامہ ناصری

پہلا اڈیشن اسی صفحات کا تھا، لیکن نیا اڈیشن سو صفحہ کا ہے اسمیں علم قیافہ کا اور اضافہ ہوا ہے ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اگر اسکا انجام مشکوک ہو تو اسکو ترک کر دیا جائے اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ کا ترجمہ ہے اور اسکے علاوہ نرق الانبیاء، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اسمیں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو کسی دوسرے فالنامہ میں نہیں ملتے، قیمت ۸ محصول ۲ کل ۱۲

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کیلئے آپ کس قدر مشوش ہوتے ہیں جب آپکے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لائبریوں میں سے کوئی آدہ کامل ایسا ہوتا ہے جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب میں نایاب ہے اسمیں خواب کی قسمیں قابل اور نا قابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات ہیئت کی خرابی، تخیلات کا اثر، اور فلسفہ خواب سے صد ہا مضامین ہیں۔

قیمت رعایتی ایک روپیہ چار آنے عہ محصول ڈاک ۷ کل [illegible]

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو صرف چند دنوں میں مولوی کے ذریعہ سے جدید چیپ سو مساجد میں پڑہے جانے لگے یہی وہ خطبات ہیں جن کے پڑہنے اور سننے پر علمائے سنت والجماعت متفق ہو گئے کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبے ہیں پھر خطبہ کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں نظم اور پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانونکی بہت بڑی ضرورت رفع ہو گئی اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے ہیں بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے ہر خطبہ تین طرح کا ہے پورا عربی پوری نظم کا حصہ پوری نثر ضخامت ۵۲ قیمت [illegible]

شرح مثنوی مولینا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو، صوفیوں کو اس کی ضرورت فاضلوں، لیکچراروں، اور فقیروں اڈیٹروں کو اسکی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد پورے کپڑے کی صرف عہ محصول ڈاک ۱۰

عورت

بعض لوگ کی بیویوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے جسم نازک کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جاتے اور ہم اسی صورت میں ممکن ہو کہ جب آپ کتاب عورت کی جو نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت سے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں دس سے زیادہ رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور پہلی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑہتے پڑہتے رگ رگ میں بجلیاں بھرنے لگتے ہیں یہ فقط چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کی کتاب میں ہیں اتنی دلچسپ اور ضمنی معلومات سے پر شائد ہی کوئی کتاب شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پر کیف گیتوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بہی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بہی پر کیف ہوں

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت او لذت و کیف میں تنہائی بہتر ایک مرد اور جوان مرد کیلئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا مسرت ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرنے کرتے چل بستی ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بہی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے شعبہ حیات عالم سے ممتاز ہو کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت عہ محصول ۸

بہار شباب

منقی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی بیباکی ہے یہ چیز مقالوں کیلئے خواہ کتنی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت انسان جوانی دولت کو تباہی میں رکھہ کر جاسکتا ہے کہ یہ لذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور سلب دوام کرنے کیلئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی نوردنی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے متعدد عریاں فوٹو بہی ہیں قیمت عہ محصول ۸

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم کر سکتے ہیں عورت سے تاثرات کیا ہیں حسن کی لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کسطرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی مدہوشی ہوئی دلیری کس طرح منتہی ہو عورت سے عورت مرد اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے صدہا مجربات ہیں ۸ فوٹو بلاک ہیں قیمت عہ محصول ۸

دوشیزہ کی بہار

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اسکے جذبات کی امارت اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اس میں وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائینگے ایک نوجوان جب شادی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اسکے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو بہترین اجتماع لذت دونوں کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنا دیگی اور یہ ایسی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک منزل ہنوز کی قیمت ۱۲ محصول ۶

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کیلئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کو لیے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتیں کہتی ہیں شاید وہ اسکے پاسنگ بہی نہ ہوں ابواب عشق نے عورت کے بیس روپ کے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اسیطرح مرد کی قوت شہوانی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے ٹوٹکے اور ہزاروں گر بتائے ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات دلچسپ جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں معجونوں اور صدہا لذیذ مقویات سے زیادہ مقوی ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۸

افشائے راز پنہاں

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے [illegible] کہ اپنے اس دلچسپ موضوع شاید ہی کوئی کتاب لکھی ہوگی اس میں ہزاروں [illegible] اور بیاہی عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات خود انکی قلم سے امریکہ کی ایک ہیجلی عورت نے یکجا کرکے کتابی صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں ایک ہل چل مچا دی اب اس کا ترجمہ ہو گیا ہے خدا جانے کب تک یہ لوگوں کے مطالعہ میں جا سکے سرکارت بند ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلدی منگا لیجئے۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک ۷ کل [illegible]

ایک روپیہ سے کم کتابوں کا وی پی نہیں روانہ ہوگا اور محصولڈاک علیحدہ ہے ایک روپیہ کی کتابوں پر دس آنہ محصول خرچ ہوتا ہے اس لئے ہر کے خرچ کرنے پر آرڈر دیجئے گا بہتر

مولنا عبدالحلیم شرر کے چند تاریخی ناول | مولنا عبدالرحمان شوق امرتسری کے متفرق دلچسپ ناول

فلورا فلورنڈا

حسن کا ڈاکو ... یہ ایک تاریخی ناول ایک نفس پرست راہب کا حیا سوز واقعہ ... مغرب کے اندرونی حالات ننوں اور ... کے اندرونی گندے حالات ... درج ہیں ساتھ ہی تاریخ اسلام کی شاندار فتوحات ... قیمت ... [illegible]

ملک العزیز ورجینا

... [illegible] ... ۲۰۰ صفحات ...

... [illegible]

... [illegible] ... حمیدیہ پریس دہلی

... [illegible]

... [illegible]

... حیات

... [illegible]

منصور موہنا

مولانا شرر کا ... ناول ... [illegible]

حسن انجلینا

مولانا ... مشہور ناول ... ترکوں اور ... کی لڑائی کے ... [illegible]

عورت کا دل

مصنفہ شوق امرتسری ... عزت ثروت ... تہذیب ... محبت ... عورت کا دل ... [illegible]

دل کی قیمت

با تصویر مصنفہ شوق امرتسری ۱۳۲ صفحات کا ناول ... دلچسپ ... قیمت صرف چار آنہ ...

خون جگر

با تصویر ... مصنفہ شوق امرتسری ... [illegible]

حسن کا ... [illegible]

... [illegible]

فردوس بریں

... [illegible]

شبستان ... [illegible]

... [illegible]

شام غم

... [illegible] ... ۱۰۰ صفحات کی ... قیمت ...

... [illegible]

... [illegible] ... قیمت ... آنہ

شوقین ملکہ

مولانا عبدالحلیم شرر ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

با تصویر ناول ... [illegible]

سرشار محبت

با تصویر ... [illegible]

... کی ...

با تصویر شوق امرتسری کا ... ناول ... قیمت صرف تین آنے

ناظرین مولوی کی خدمت میں

عرض ہے کہ دہلی میں یوں تو بہت سے دواخانے ہیں مگر طبی کمپنی دہلی ایک ایسا دوا فروش کارخانہ ہے جو یونانی اور ڈاکٹری کی ہزاروں دوائیں خاص اہتمام سے تیار کر کے فروخت کرتا ہے اور طبی کمپنی تمام ہندوستان میں عمدہ اور زود اثر دواؤں کے سبب مشہور ہے جو اشتہاروں میں مبالغہ نہیں کرتی بلکہ ہر دوا کی کیفیت وہی لکھتی ہے جو سچ سچ اس دوا میں موجود ہو اس لئے چند زود اثر دواؤں کی اطلاع درج کی جاتی ہے تاکہ آپ بھی طبی کمپنی کی آزمائش سے لطف حاصل کریں

ملٹری خضاب جرمنی اور جاپان سے جو خضاب آتے ہیں اور وہ خضاب بھی جو ہندوستان میں بنتے ہیں ان سے یہ خضاب اچھا بھی ہے اور سستا بھی اس سے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اور اس کا استعمال بہت آسان ہے اور اس سے بال چند منٹ میں ایسے کالے ہو جاتے ہیں کہ خضاب معلوم نہیں ہوتا بلکہ بال قدرتی کالے نظر آتے ہیں قیمت چھ آنے فی شیشی جو کئی دفعہ کے استعمال کے لئے کافی ہوتی ہے۔

ارسطو کا چورن یہ چورن حکیم ارسطو کے اس نسخہ سے تیار کیا گیا ہے جسے مسیح الملک اجمل خاں کے دادا حکیم محمد شریف خاں صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب علاج الامراض میں لکھا ہے۔

یہ چورن معدہ اور جگر کے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے قبض کشا ہے ہاضم ہے اور بہت سستا ہے یعنی آدھ پاؤ کی شیشی صرف آٹھ آنے میں دی جاتی ہے۔

خوش ایام گولیاں جن عورتوں کو ماہواری ایام زیادہ بے قاعدہ آتے ہوں ان کو یہ گولیاں چند دن میں تندرست کر دیتی ہیں ایک لاکھ عورتیں ان سے صحت حاصل کر چکی ہیں قیمت بیس گولیوں کی شیشی ایک روپیہ (عہ)

فاسفورس کا تیل یہ وہ تیل ہے جو تمام ہندوستان اور افریقہ و یورپ تک جاتا ہے کیونکہ اس کی مالش ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کر دیتی ہے اور فالج و لقوہ کے بیمار بھی اس کی مالش سے درست ہو جاتے ہیں اور پوشیدہ امراض کے سبب جسم میں اور اعصاب میں جو کمزوریاں ہو جاتی ہیں اس تیل کی مالش اس کو ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے بڑھاپے میں روزانہ رات کے وقت اس کی مالش کی جائے تو جسم میں جوانی کی سی قوت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ جسم اور اعصاب کی قوت قدرتی فاسفورس سے ہوا کرتی ہے اور جب وہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے کم ہو جائے تو فاسفورس کے تیل کی مالش سے باہر کا فاسفورس جسم اور اعصاب میں جذب ہو کر قدرتی فاسفورس کی سی قوت پیدا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس تیل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے اور یورپ تک بھی بھیجا جاتا ہے اور مشرقی افریقہ میں بھی اس کی بہت مانگ ہے۔ پانچ تولہ کی ایک شیشی ایک روپیہ کو دی جاتی ہے۔

خریداروں کے فائدہ کے لئے

طبی کمپنی دہلی نے اپنے خریداروں کو محصول ڈاک کی زیادتی سے بچانے کے لئے یہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ وہ فرمائش کی تعمیل میں وی پی نہیں کرتی بلکہ آرڈر آتے ہی دوائیں پارسل کر کے بھیج دیتی ہے اور خریدار قیمت منی آرڈر کر کے بھیج دیتے ہیں اس طرح خریداروں کو ہر پارسل میں تین چار آنے کی بچت ہو جاتی ہے۔

تاجر لوگ ہندوستانیوں کی ایمانداری میں شک کرتے تھے کہ قیمت کا منی آرڈر نہیں کریں گے مگر **طبی کمپنی** دہلی کو چند ماہ میں یہ تجربہ ہوا کہ اس کے ہر خریدار نے قیمت بھیج دی جس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے باشندوں کی ایمانداری پر بھروسہ کیا جائے تو وہ یورپ والوں سے زیادہ ایماندار ثابت ہوتے ہیں۔

لہذا ناظرین مولوی بھی مذکورہ دواؤں میں کوئی دوا منگائیں تو اس کا خیال رکھیں کہ ان کو دوائیں وی پی کے ذریعہ نہیں بھیجی جائیں گی بلکہ آرڈر آتے ہی پارسل بھیج دیا جائے گا خریدار دوا وصول کرتے ہی بغیر کسی کے لکھے یا منی آرڈر ڈاکخانہ میں دے کر قیمت روانہ کر دیں اس طرح ان کے چار آنے بچ جائیں گے۔

زیادہ کم قیمت کی دوا منگوانی ہو تو قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بھیج دیجئے پارسل رجسٹری روانہ نہیں کئے جاتے کیونکہ رجسٹری میں تین آنے خرچ ہوتے ہیں اور بغیر رجسٹری کے پاؤ سیر سے کم کا پارسل دو آنے میں آجاتا ہے

امید ہے کہ ناظرین مولوی ایک بار طبی کمپنی دہلی کی عمدہ دواؤں اور حسن معاملہ کی آزمائش کر کے کمپنی ممنون فرمائیں گے۔

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی پوسٹ بکس نمبر ۱۴۶

ناظرین مولوی کی خدمت میں

عرض ہے کہ دہلی میں یوں تو بہت سے دواخانے ہیں مگر طبی کمپنی دہلی ایک ایسا دوا فروش کارخانہ ہے جو یونانی اور ڈاکٹری کی چند مخصوص دوائیں خاص اہتمام سے تیار کر کے فروخت کرتا ہے اور طبی کمپنی تمام ہندوستان میں عمدہ اور زود اثر دواؤں کے سبب مشہور ہے جو اشتہاروں میں مبالغہ نہیں کرتی بلکہ ہر دوا کی کیفیت وہی لکھتی ہے جو سچ مچ اس دوا میں موجود ہو اس لئے چند زود اثر دواؤں کی اطلاع درج کی جاتی ہے تاکہ آپ طبی کمپنی کے آزمائش سے تصدیق کر سکیں

ملٹری خضاب

جرمنی اور جاپان سے جو خضاب آتے ہیں اور وہ خضاب بھی جو ہندوستان میں بنتے ہیں ان سے یہ خضاب اچھا بھی ہے اور سستا بھی اس سے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اور اس کا استعمال بہت آسان ہے اور اس سے بال چند منٹ میں ایسے کالے ہو جاتے ہیں کہ خضاب معلوم نہیں ہوتا بلکہ بال قدرتی کالے نظر آتے ہیں قیمت چھ آنے فی شیشی جو کئی دفعہ کے استعمال کے لئے کافی ہوتی ہے۔

ارسطو کا چورن

یہ چورن حکیم ارسطو کے اس نسخہ سے تیار کیا گیا ہے جو مسیح الملک اجمل خاں کے دادا حکیم محمد شریف خاں صاحب مرحوم نے اپنی مشہور کتاب علاج الامراض میں لکھا ہے۔

یہ چورن معدہ اور جگر کے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے قبض کشا ہے ہاضم ہے اور بہت سستا ہے یعنی آدھ پاؤ کی شیشی صرف آٹھ آنے میں دی جاتی ہے۔

خوش ایام گولیاں

جن عورتوں کو ماہواری ایام زیادہ بے قاعدہ آتے ہوں ان کو یہ گولیاں تین دن میں تندرست کر دیتی ہیں ایک لاکھ عورتیں ان سے صحت حاصل کر چکی ہیں قیمت بیس گولی کی شیشی ایک روپیہ (عہ)

فاسفورس کا تیل

یہ وہ تیل ہے جو تمام ہندوستان اور افریقہ و یورپ تک جاتا ہے کیونکہ اس کی مالش ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کر دیتی ہے اور فالج و لقوہ کے بیمار بھی اس کی مالش سے درست ہو جاتے ہیں اور پوشیدہ امراض کے سبب جسم میں اور اعصاب میں جو کمزوریاں ہو جاتی ہیں اس تیل کی مالش اس کمزوری کو ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے بڑھاپے میں روزانہ رات کے وقت اس کی مالش کی جائے تو جسم میں جوانی کی سی قوت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ جسم اور اعصاب کی قوت قدرتی فاسفورس سے ہوا کرتی ہے اور جب وہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے کم ہو جائے تو فاسفورس کے تیل کی مالش سے باہر کا فاسفورس جسم اور اعصاب میں جذب ہو کر قدرتی فاسفورس کی سی قوت پیدا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس تیل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے اور یورپ میں بھی خریدا جاتا ہے اور مشرقی افریقہ میں بھی اس کی بہت مانگ ہے۔ پانچ تولہ کی ایک شیشی روپے کو دی جاتی ہے۔

خریداروں کے فائدہ کے لئے

طبی کمپنی دہلی نے اپنے خریداروں کو محصول ڈاک کی زیادتی سے بچانے کے لئے یہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ وہ فرمائش کی تعمیل میں وی پی نہیں کرتی بلکہ آرڈر آتے ہی دوائیں پارسل کر کے بھیج دیتی ہے اور خریدار قیمت منی آرڈر کر کے بھیج دیتے ہیں اس طرح خریداروں کو ہر پارسل میں تین چار آنے کی بچت ہو جاتی ہے۔

تاجر لوگ ہندوستانیوں کی ایمانداری میں شک کرتے تھے کہ قیمت کا منی آرڈر نہیں کریں گے مگر طبی کمپنی دہلی کو چند ماہ میں یہ تجربہ ہوا کہ اس کے ہر خریدار نے قیمت بھیج دی جس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے باشندوں کی ایمانداری پر بھروسہ کیا جائے تو وہ یورپ والوں سے زیادہ ایماندار ثابت ہوتے ہیں۔

لہٰذا ناظرین مولوی بھی مذکورہ دواؤں میں کوئی دوا منگائیں تو اس کا خیال رکھیں کہ ان کو دوائیں وی پی کے ذریعہ نہیں بھیجی جائیں گی بلکہ آرڈر آتے ہی پارسل بھیج دیا جائے گا خریدار دوا وصول کرتے ہی بغیر کسی قدر لکھا لکھی یا منی آرڈر ڈاک خانہ میں دیکر قیمت روانہ کر دیں اس طرح ان کے چار آنے بچ جائیں گے۔

زیادہ کم قیمت کی دوا منگوانی ہو تو قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بھیج دیجئے پارسل رجسٹری روانہ نہیں کئے جاتے کیونکہ رجسٹری میں تین آنے خرچ ہوتے ہیں اور بغیر رجسٹری کے پاؤ سیر سے کم کا پارسل دو آنے میں آجاتا ہے۔

امید ہے کہ ناظرین مولوی ایک بار طبی کمپنی دہلی کی عمدہ دواؤں اور حسن معاملہ کی آزمائش کر کے کمپنی ممنون فرمائیں گے۔

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی پوسٹ بکس نمبر ۱۴۶

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لیکر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ چالیس سال سے منگا کر طب وویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور جسکے ہزارہا سارٹیفکٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔

مردمی کا بے تحاشا اضافہ کرنیوالی تمام اقسام کے جریان سلسل البول کو دور کرنیوالی رقیق منی و

[illegible]

اکسیر اعظم
اصلی سلاجیت اصلی

[illegible]

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہوکر تجربہ کرکے یہ ظاہر کردیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں خالص سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کرکے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بنجاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے ان سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہوجاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات و جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب میں شکر کا جانا بار بار پیشاب آنا شانہ کی کمزوری نامردی ناطاقتی ہر قسم کا درد کھانسی دماغی کمزوریاں سر کا درد چکر آنا پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہوجاتے ہیں اور منی اور پتلی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی اور چستی چہرہ پر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرک پیلی رنگت دور ہوجاتی ہے سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہوجاتا ہے ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کردیتا ہے ہر قسم کے ریاحی درد ہاتھ پاؤں کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی اور کف دمہ تپ دق بدن پتلا پڑنا پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں دنیا کی کوئی بیماری نہیں جسکو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے یہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچکر موٹا تازہ تندرست رہے گا اور عمر بھی زیادہ ہوگی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام وخاص بہت کم رکھی گئی ہے۔

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۲؎ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے۔ بیس تولہ کی آٹھ روپے محصول ڈاک ۵؍

چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے اسی تولہ یا ایک سیر تیس روپے علاوہ محصولڈاک

پتہ ہمالیہ ڈپو۔ ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depo Hardowar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کیمرج یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ جناب مفتی مولانا سید فاہم علی ازہری امام و صدر انجمن طلبا مراد آباد تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا و نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو مراد آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے جریان سوزاک قلۃ المادہ اور قلۃ الریح نوۃ میں بلنی آجانا درد الکلیہ غرضکہ امراض مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے۔"

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۷۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible] جاری نہیں کی جاتیں